سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2008

پیر 16،جمعرات19 ،جمعتہ المبارک20،ہفتہ 21،پیر23۔جون2008
(یوم الاثنین11،یوم الخمیس14،یوم الجمع،15،یوم السبت16،یوم الاثنین18۔جمادی الثانی1429ھ)

پندرھویں اسمبلی: ساتواں اجلاس

جلد 7(حصہ اول) : شمارہ 1 تا 5

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

ساتواں اجلاس

پیر، 16 ۔جون 2008

جلد 7 : شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ ------------	1
2۔	سالانہ بجٹ بابت سال 09-2008 اور ضمنی بجٹ بابت سال 08-2007 پیش کرنے کے لئے وقت اور تاریخ کے تعین کا اعلامیہ ------------	1
3۔	ایجنڈا ------------	3
4۔	ایوان کے عہدے دار ------------	5
5۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	9
6۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	10

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
7-	چیئر مینوں کا پینل	------------	10
	پوائنٹ آف آرڈر		
8-	قائد حزب اختلاف کے بارے میں جناب سپیکر سے اپنے اختیارات کے تحت فیصلے کا مطالبہ	------------	11
	تعزیت		
9-	سابق رکن قومی اسمبلی ایم پی بھنڈارہ کی وفات پر ایوان میں ایک منٹ کی خاموشی	------------	13
	سرکاری کارروائی		
10-	وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر بابت سال09-2008	------------	20
11-	گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال09-2008 کا پیش کیا جانا	------------	40
12-	گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال08-2007 کا پیش کیا جانا	------------	40
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)		
13-	مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 2008	------------	41
	جمعرات،19 - جون2008		
	جلد7 : شمارہ2		
14-	ایجنڈا	------------	43
15-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	45
16-	نعت رسول مقبول ﷺ	------------	46
	پوائنٹ آف آرڈر		

17۔	سالانہ بجٹ 09-2008 میں دیئے گئے ٹوٹل حجم کی درستی ------------	46
	تعزیت	
18۔	سابق رکن اسمبلی چودھری اختر علی وریو کی وفات پر دعائے مغفرت ------------	48
	پوائنٹ آف آرڈر	
19۔	معزز اراکین اسمبلی کو استحقاق کے مطابق مراعات دینے کا مطالبہ ------------	49
20۔	تحصیل جام پور میں داجل کینال پر نصب لفٹ پمپوں کا آپریشن ------------	53
21۔	اجلاس کا بروقت انعقاد ------------	55
نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک استحقاق	
22۔	آر۔پی۔او فیصل آباد کا معزز رکن اسمبلی سے فون پر بات کرنے سے گریز۔۔۔(جاری) ------------	59
	سرکاری کارروائی	
23۔	سالانہ بجٹ بابت سال 09-2008 پر عام بحث ------------	62

جمعۃ المبارک، 20 ۔ جون 2008

جلد 7 : شمارہ 3

24-	ایجنڈا ------------	131
25۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	133
26۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	134
	پوائنٹ آف آرڈر	
27۔	شیخوپورہ کے گاؤں گھنگ میں اشتہاریوں کے ہاتھوں ڈاکٹر کا قتل ------------	134
28۔	قائد حزب اختلاف کی تقرری کا مطالبہ ------------	136
	تحاریک استحقاق (کوئی تحریک پیش نہ ہوئی) ------------	138

سرکاری کارروائی

29۔ سالانہ بجٹ بابت سال09-2008پر عام بحث(۔۔۔جاری) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 141

ہفتہ، 21 ۔ جون2008

جلد7 : شمارہ4

30- ایجنڈا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 199

31۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 201

32۔ نعت رسول مقبول ﷺ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 202

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	خراج عقیدت	
33۔	محترمہ بے نظیر بھٹو(شہید) کو جمہوریت کے لئے جان قربان کرنے پر خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے دعائے مغفرت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	202
	تحاریک استحقاق	
34۔	ای۔ڈی۔او(آر) چکوال کا معزز رکن اسمبلی سے نامناسب رویہ۔۔۔(جاری) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	203
35۔	ایڈیشنل سیکرٹری(ٹیکنیکل) مواصلات کا معزز رکن اسمبلی کو محکمانہ معلومات فراہم نہ کرنا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	204
	سرکاری	
36۔	سالانہ بجٹ بابت سال09-2008پر عام بحث ۔۔۔۔(جاری) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	206
	پوائنٹ آف آرڈر	
37۔	محترمہ بے نظیر بھٹو(شہید) کی جمہوریت کے لئے عظیم قربانی اور پاکستانی عوام کی خدمات پر خراج تحسین کا پیش کیا جانا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	279
38۔	سالانہ بجٹ بابت سال09-2008پر عام بحث ۔۔۔۔(جاری) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	280

پیر، 23۔جون 2008

جلد 7 : شمارہ 5

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
39۔	ایجنڈا ------------	357
40۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	359
41۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	360
	تحاریک استحقاق	
42۔	ایڈیشنل سیکرٹری (ٹیکنیکل) مواصلات کا معزز رکن اسمبلی کو محکمانہ معلومات فراہم نہ کرنا (----جاری) ------------	361
	سرکاری کارروائی	
43۔	سالانہ بجٹ بابت سال 09-2008 پر عام بحث (----جاری) ------------	365
	پوائنٹ آف آرڈر	
44۔	مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں محمد نواز شریف کے کاغذات نامزدگی مسترد ہونے پر معزز ممبران اسمبلی کی طرف سے پُرزور مذمت اور اجلاس کی کارروائی ملتوی کرنے کا مطالبہ ------------	470
45۔	انڈکس	

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(36)/2008/1157.Dated 13th June 2008. The following Orders, made by the Governor of the Punjab, are hereby published for general information:-

> "In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Salmaan Taseer,** Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Monday, 16th June, 2008 at 11:00 a.m. in the Provincial Assembly Chambers, Lahore."

سالانہ بجٹ بابت سال 2008-09 اور ضمنی بجٹ بابت سال 2007-08 پیش کرنے کے لئے وقت اور تاریخ کے تعین کا اعلامیہ

> "In exercise of the powers conferred by rules 134 and 147 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997, **I, Salmaan Taseer**, Governor of the Punjab, hereby appoint 11:00 a.m. on 16th June, 2008 as time and date for the presentation of the Annual Budget for the year 2008-2009 and Supplementary Budget for the year 2007-2008."

Dated Lahore,
the 13th June, 2008

SALMAAN TASEER
GOVERNOR OF THE PUNJAB

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،16۔جون2008

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2۔ سرکاری کارروائی

(i) گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال09-2008

(ii) گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال08-2007

(iii) مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ2008

5

1- ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر	:	رانا محمد اقبال خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	رانا مشہود احمد خان
قائد ایوان	:	میاں محمد شہباز شریف

2- چیئرمینوں کا پینل

1-	ڈاکٹر اسد اشرف	:	ایم پی اے پی پی-191
2-	چودھری محمد ایاز	:	ایم پی اے پی پی-249
3-	ڈاکٹر اسد معظم	:	ایم پی اے پی پی-95
4-	سیدہ بشریٰ نواز گردیزی	:	ایم پی اے ڈبلیو-352

3- کابینہ

1-	راجہ ریاض احمد	:	سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی، کانیں، معدنی ترقی اور پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ*
2-	محترمہ نیلم جبار چودھری	:	وزیر بہبود آبادی، سماجی بہبود*
3-	جناب تنویر اشرف کائرہ	:	وزیر خزانہ، منصوبہ بندی و ترقیات*
4-	چودھری عبدالغفور خان	:	وزیر جیل خانہ جات، تحفظ ماحولیات، ترقی سیاحت*
5-	جناب محمد اشرف خان سوہنا	:	وزیر محنت وافرادی قوت، انفارمیشن ٹیکنالوجی*

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 17-جون 2008 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی برائے اجلاس (16-جون تا 3-جولائی 2008) تفویض کیا گیا۔

6

6-	حاجی احسان الدین قریشی	:	وزیر مذہبی امور و اوقاف، زکوٰۃ وعشر اور بیت المال*
7-	ملک ندیم کامران	:	وزیر خوراک، صحت، مواصلات و تعمیرات*
8-	ملک احمد علی اولکھ	:	وزیر زراعت، تعلیم، خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم اور ترقی خواتین*
9-	سردار دوست محمد خان کھوسہ	:	وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی
10-	ملک محمد اقبال چنڑ	:	وزیر خصوصی تعلیم، لائیو سٹاک، وڈیری ڈویلپمنٹ جنگلات و ماہی پروری*
11-	جناب کامران مائیکل	:	وزیر انسانی حقوق، اقلیتیں
12-	رانا ثناء اللہ خان	:	وزیر قانون و پارلیمانی امور، خدمات و انتظامی عمومی، داخلہ پبلک پراسیکیوشن**
13-	میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن	:	وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعت اور امداد باہمی**

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 17-جون 2008 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات برائے اجلاس (16-جون تا 3-جولائی 2008) تفویض کیا گیا۔

** تقرر برائے وزراء بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 8-جون 2008

7

14۔ جناب تنویرالاسلام	:	وزیر کھیل، امور نوجوانان وثقافت
15۔ جناب فاروق یوسف گھرکی	:	وزیر انفرمیشن ٹیکنالوجی*
16۔ حاجی محمد اسحاق	:	وزیر مال وریلیف

4۔ قائم مقام ایڈووکیٹ جنرل

چودھری محمد حنیف کھٹانہ

5۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی	:	جناب مقصود احمد ملک
ڈائریکٹر جنرل (ریسرچ اینڈ پارلیمانی امور)	:	جناب عنایت اللہ لک

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 17۔جون 2008 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات برائے اجلاس (16۔جون تا 3۔جولائی 2008) تفویض کیا گیا۔

9

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

پیر، 16۔جون2008

(یوم الاثنین، 11۔جمادی الثانی1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں دوپہر 12 بجے زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَسۡـَٔلُهُ ۥ مَن فِى ٱلسَّمَـٰوَٲتِ وَٱلۡأَرۡضِ‌ۚ كُلَّ يَوۡمٍ هُوَ فِى شَأۡنٍ o فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ o سَنَفۡرُغُ لَكُمۡ أَيُّهَ ٱلثَّقَلَانِ o فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ o يَـٰمَعۡشَرَ ٱلۡجِنِّ وَٱلۡإِنسِ إِنِ ٱسۡتَطَعۡتُمۡ أَن تَنفُذُواْ مِنۡ أَقۡطَارِ ٱلسَّمَـٰوَٲتِ وَٱلۡأَرۡضِ فَٱنفُذُواْ‌ۚ لَا تَنفُذُونَ إِلَّا بِسُلۡطَـٰنٍ o فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ o يُرۡسَلُ عَلَيۡكُمَا شُوَاظٌ مِّن نَّارٍ وَنُحَاسٌ فَلَا تَنتَصِرَانِ o فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ o فَإِذَا ٱنشَقَّتِ ٱلسَّمَآءُ فَكَانَتۡ وَرۡدَةً كَٱلدِّهَانِ o فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ o

سورۃ رحمٰن آیات 29 تا 38

آسمان اور زمین میں جتنے لوگ ہیں سب اسی سے مانگتے ہیں۔ وہ ہر روز کام میں مصروف رہتا ہےo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟o اے دونوں جماعتو! ہم عنقریب تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیںo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟o اے گروہِ جن وانس اگر تمہیں قدرت ہو کہ آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ۔ اور زور کے سوا تم نکل سکنے ہی کے نہیںo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟o تم پر آگ کے شعلے اور دھواں چھوڑ دیا جائے گا تو پھر تم مقابلہ نہ کر سکو گےo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟o پھر جب آسمان پھٹ کر تیل کی تلچھٹ کی طرح گلابی ہو جائے گا (تو وہ کیسا ہولناک دن ہو گا) o تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟o

وماعلینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ

کسی کو کچھ نہیں ملتا تیری عطا کے بغیر
خدا بھی کچھ نہیں دیتا تیری رضا کے بغیر
کہو گدا سے نہ دست طلب دراز کرے
یہ در وہ ہے جہاں ملتا ہے التجا کے بغیر
نماز میں نہیں شامل اگر سرور حضور
تو جان لو کہ یہ کشتی ہے ناخدا کے بغیر
کسی کو کچھ نہیں ملتا تیری عطا کے بغیر
خدا بھی کچھ نہیں دیتا تیری رضا کے بغیر

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سیکرٹری اسمبلی پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

چیئرمینوں کا پینل

جناب سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اس اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز اراکین پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے:۔

1۔	ڈاکٹر اسد اشرف	ایم۔پی۔اے	پی پی۔138
2۔	چودھری محمد ایاز	ایم۔پی۔اے	پی پی۔9
3۔	ڈاکٹر اسد معظم	ایم۔پی۔اے	پی پی۔67
4۔	سیدہ بشریٰ نواز گردیزی	ایم۔پی۔اے	ڈبلیو۔352

شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف کے بارے میں جناب سپیکر سے اپنے اختیارات کے تحت فیصلے کا مطالبہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات آپ کے سامنے رکھنی چاہوں گا کہ اس معزز ایوان کے کچھ ارکان کا تعلق اس جماعت سے ہے جو کبھی یہاں پر وردی کے زور پر برسر اقتدار تھی جسے "ق لیگ" عرف بھگوڑا لیگ اور المعروف لوٹا لیگ کہا جاتا تھا۔ وہ صاحبان باہر بیٹھ کر یہ کہہ رہے ہیں کہ جب تک لیڈر آف دی اپوزیشن کا تقرر نہیں ہوتا تو اس وقت تک ہم ہاؤس کی کارروائی میں شرکت نہیں کریں گے۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ Leader of the Opposition کا تقرر آپ کی صوابدید ہے اور rules میں آپ کی in your opinion کے لفظ درج ہیں۔ اس میں حکومت کا کوئی عمل دخل ہے اور نہ ہی ہم اس معاملے میں کوئی رائے دے سکتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ ان کا اپنا قصور ہے، اس ہاؤس کی روایات کے مطابق جب لیڈر آف دی ہاؤس کا چناؤ ہوتا ہے تو اپوزیشن اپنی طرف سے ایک امیدوار دیتی ہے اور اسی وقت اکثریت اور اپوزیشن کا فیصلہ ہو جاتا ہے کہ جو آدمی دوسرے نمبر پر ووٹ حاصل کرتا ہے اسے لیڈر آف دی اپوزیشن قرار دے دیا جاتا ہے۔ اب معاملہ یہ ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے اس جماعت کو دھونس، دھاندلی، وردی اور غیر جمہوری طور پر اس ملک پر مسلط کئے رکھا اور وہ تو اوپر جا چکے ہیں اور اگر وہ یہاں ہوتے تو انہیں یہ پتا چلتا کہ وہ جس قسم کے اعمال کرتے رہے ہیں تو اس کا نتیجہ یہی نکلنا تھا جو کہ نکلا ہے۔ اب حالت یہ ہے کہ ان کے 83 ممبرز تھے جو ان کے نشان کے اوپر منتخب ہوئے جن میں سے کوئی ایک آدمی بھی یہ تسلیم نہیں کرتا کہ مجھے اس نشان کی وجہ سے دس ووٹ بھی پڑے ہیں۔ ان کی اس پورے ملک کے اندر یہ حالت ہے۔ اب انہیں 83 میں سے، ہاؤس میں سے نہیں بلکہ 83 میں سے اپنی اکثریت ثابت کرنی محال ہوئی ہوئی ہے اور وہ آج تیسری مرتبہ وہاں پر بیٹھے ہیں اور میں یہ بات دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ تینوں دن 83 میں سے اکثریت ان کے ساتھ باہر لگے ٹینٹ اور

شامیانے میں نہیں بیٹھی۔ وہ کرسیوں اور صوفوں پر بیٹھ کر احتجاج کرتے ہیں جبکہ یہاں پر جب لوگ سڑکوں پر احتجاج کرتے تھے تو یہ ان کو گھسیٹتے رہے اور انہیں پولیس کی گاڑیوں میں بند کر کے حوالاتوں میں بند کرتے رہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

آوازیں: شیم، شیم۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری آپ سے یہ گزارش اور حکومت کی طرف سے بھی آپ کو یہ request ہے کہ آپ اس معاملے کا تعین اپنے طور پر کریں کیونکہ وہ تو کسی معاملے میں بھی سامنے نہیں آئے۔ وہ Leader of the House کے الیکشن میں نہ کسی اور معاملے میں تاکہ آپ کو پتا چل سکتا کہ اس ہاؤس میں اکثریت کس کی ہے۔ وہ تو چھپتے رہے کیونکہ ان کو پتا ہے کہ ان کے پاس اپنا نمبر پورا نہیں ہے۔ اگر وہ ووٹ کاسٹ کریں گے یا کروائیں گے تو وہ ایکسپوز ہو جائیں گے لیکن آپ اپنے طور پر ہی اب معاملے کا کوئی حل نکالیں۔ ہماری حکومت کی یہ خواہش ہے کہ آپ اس کا جتنی جلد فیصلہ کر دیں وہ بہتر ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں رانا صاحب! آپ ماشاء اللہ سمجھدار اور اس ہاؤس کے معزز رکن ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ آپ الحمد للہ وزیر بھی ہیں لیکن اپوزیشن والے کوئی احتجاج کر رہے ہیں اور ان کے بڑے خاص طور پر مجھے dictate کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تو انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے بلکہ انہیں ہاؤس میں آنا چاہئے۔ ہاؤس میں بیٹھ کر یا میرے چیمبر میں بیٹھ کر میرے ساتھ بات کریں۔ مناسب بات تو یہی تھی لیکن اس کے باوجود پنجابی میں کہتے ہیں کہ "رسے نوں منائیے نا۔ پاٹے نوں سوائیے نا۔ تے ٹھیک نہیں ہوندا۔" میں گزارش کراں گا کہ آج کے اس ایوان میں سے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں صرف اتنی عرض کرنا چاہوں گا کہ بعض چیزیں یوں پھٹ جاتی ہیں کہ ان کو بعد میں سیا نہیں جا سکتا تو ان کو اگر آپ سینا چاہتے ہیں تو بے شک ان کو سی لیں لیکن میرے خیال میں اب یہ اتنے پھٹ چکے ہیں کہ ان کو سیا نہیں جا سکتا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میں آپ سے یہی کہوں گا کہ آپ جمہوریت کی خوبصورتی کو مدنظر رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ وہ لوگ ہیں جو جمہوریت کی خوبصورتی کو نوچتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ماضی کو بھلا دیں، ماضی کو بھلانا چاہئے۔ اب مستقبل کو روشن کریں اور مستقبل روشن دیکھیں میں آپ سے یہی گزارش کروں گا۔ آج ہم ابھی ایک اور کمیٹی تشکیل دیتے ہیں اس کمیٹی میں راجہ صاحب، جو جائیں گے تو مشکل سے ہی لیکن یہ میرے بھائی ہیں میں ان کو کہوں گا کہ وہ جائیں اور ساتھ ایک خاتون بھی جانی چاہئے کیونکہ پچھلی بار بھی انہوں نے احتجاج کیا تھا۔ رائے صاحب بھی چلے جائیں اور چودھری عبدالغفور صاحب کو بھی لے جائیں میرا خیال ہے کہ شاید ان سے ان کو ذرا چمک کم ہوگی بہ نسبت کسی اور کے۔ اگر رانا صاحب خود جائیں گے کہ تو شاید مسئلہ پہلے سے زیادہ خراب نہ ہو جائے۔ رائے صاحب! آپ ڈاکٹر اسد اشرف کو بھی ساتھ لے جائیں اور محترمہ صغیرہ اسلام کو بھی لے جائیں۔ ہم آپ کا پانچ منٹ انتظار کرتے ہیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب کامران مائیکل پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

تعزیت
سابق رکن قومی اسمبلی ایم پی بھنڈارہ کی وفات
پر ایوان میں ایک منٹ کی خاموشی

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! Minority کی طرف سے ہمارے ایک ساتھی قومی اسمبلی کے رکن رہے ہیں ایم پی بھنڈارہ صاحب، وہ کل وفات پا گئے ہیں۔ میں چاہوں گا کہ ان کے لئے ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی جائے۔

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون! آپ نے بات سن لی ہے۔ فاتحہ تو نہیں ان سے پوچھیں کہ وہ کیا کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! وہ ایک منٹ کی خاموشی اختیار کرنا چاہتے ہیں میرا خیال ہے کہ اس تجویز میں کوئی حرج نہیں ہے۔ وہ ہمارے معزز رکن تھے اس لئے اگر آپ ایک منٹ کی خاموشی کا فرمادیں تو یہ درست ہے۔

جناب سپیکر:ایک منٹ کے لئے مکمل خاموشی اختیار کی جائے۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں ایک منٹ کے لئے خاموشی اختیار کی گئی)

جناب سپیکر: میرے خیال میں منٹ مکمل ہوا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! ویسے خاموشی تو خاموشی ہی ہوتی ہے کبھی مکمل یا نامکمل نہیں ہوتی۔(قہقہہ)

جناب سپیکر: میں نے کہا کہ ایک منٹ مکمل ہوا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان) : جناب سپیکر! درست ہے۔ میں آپ کی خدمت میں ایک بات یہ عرض کرنا چاہوں گا آپ ماشاء اللہ بڑے بردبار اور ہمارے بڑے بھائی ہیں۔ آپ نے اس سے پہلے بھی یہ بات دو تین مرتبہ فرمائی ہے کہ ماضی کو چھوڑ دیں، ماضی کو بھول جائیں اور مستقبل کو دیکھیں۔ جو قومیں اپنے ماضی کو بھلا دیتی ہیں ان کا مستقبل کبھی بھی بہتر نہیں ہوتا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:اس سے سبق سیکھنا چاہئے ،بس۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! سبق ان کو سیکھنا چاہئے۔ ماضی کو بھلانا نہیں چاہئے ہمارا یہ جو ماضی ہے ہم نے آٹھ سال تک اس ملک، قوم اور اس ایوان کے تقدس، وقار اور اس کی عزت کے لئے جو جدو جہد کی ہے اور جن لوگوں نے اس جدو جہد میں قربانیاں دی ہیں یہ ماضی ہمارا اتنا درخشندہ اور روشن ہے جو کہ قابل ستائش بھی ہے اور قابل مثال بھی ہے۔ اس لئے ہمیں تو اس پر ناز کرنا چاہئے اور اسے یاد رکھتے ہوئے آگے بڑھنا چاہئے۔ باقی جن لوگوں کو سبق سیکھنا چاہئے وہ لوگ باہر بیٹھے ہیں۔ ان لوگوں کو واقعی اپنے ماضی سے سبق سیکھنا چاہئے۔ یہ لوگ یہیں پر جس جگہ پر میں کھڑا ہوں یہاں پر راجہ بشارت صاحب اور جس جگہ پر قائد ایوان وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف بیٹھے ہیں۔۔۔(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):یہاں پر چودھری پرویزالٰہی صاحب کھڑے ہو کر کس طرح ایک خدائی لہجے میں کہا کرتے تھے کہ "وہ نہیں آئیں گے،ان کو کوئی نہیں آنے دے گا" اور ہماری طرف اشارہ کر کے کہتے تھے کہ "اب آپ بھول جائیں وہ تو کبھی بھی نہیں آئیں گے" وہ یہاں پر دس مرتبہ جنرل مشرف کو وردی میں منتخب کرانے کی باتیں کیا کرتے تھے۔

آوازیں:شیم، شیم، شیم۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):آج ان سے کوئی پوچھے کہ خدائی لہجے میں بات کرنے والو! اب تم کہاں ہو؟

جناب سپیکر:نہیں، نہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!کہاں ہو تم؟تم کہتے تھے کہ ہم دس مرتبہ اسے وردی میں منتخب کرائیں گے وہ ایک مرتبہ بھی تم سے منتخب نہیں ہو سکااور آج وہ ایوان صدر میں بیٹھا سوائے ایک غیر ملکی طاقت کے اس سولہ کروڑ کی آبادی میں سے کوئی اس کا ہمنوا نہیں ہے۔ انہیں سبق سیکھنا چاہیئے،جو لوگ باہر بیٹھے ہیں انہیں سبق سیکھنا چاہیئے کہ خدا کی وہ ذات ہے جو علیٰ کل شی قدیر ہے،جو ہر چیز پر قادر ہے وہ جس کو چاہے عزت دے،جس کو چاہے ذلت دے،جس کو چاہے اقتدار دے اور جس سے چاہے اقتدار چھین لے۔ میاں محمد شہباز شریف اور میاں محمد نواز شریف کا واپس آنا اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی انسان یہاں پر کھڑا ہو کر خدا بننے کی کتنی ہی کوشش کیوں نہ کرے وہ نہیں بن سکتا اور ہوتا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے۔ان کے لئے یہ لمحہ فکریہ بھی ہے اور ان کے لئے یہ سبق سیکھنے کی بات بھی ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ جب وہ یہاں ہاؤس میں تشریف لے آئیں اور یہاں بیٹھا کریں تو آپ ان کو روزانہ یہ بات یاد کروائیں تاکہ وہ اپنے ماضی سے سبق سیکھیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

آوازیں:

مشرف کا جو یار ہے،غدار ہے غدار ہے
مشرف کا جو یار ہے، غدار ہے غدار ہے

جناب سپیکر:راناصاحب! آپ نے جو باتیں کی ہیں میں یہ کہتا ہوں کہ

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں معزز ممبر سے درخواست کرتا ہوں کہ میں جب بول رہا ہوں تو آپ کو چاہئے کہ آپ مجھے ٹائم دیں۔ رانا صاحب! ان کی روایت کو اگر آپ آگے بڑھائیں گے تو پھر آپ میں اور ان میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔ میں تو آپ سے یہی کہوں گا کہ آپ اچھی روایت چھوڑیں۔ اپنے مستقبل کو اور اپنے ملک کے مستقبل کو روشن کرنے کے لئے آپ کو اچھی روایات بھی قائم کرنی چاہییں اور اچھے کام بھی کرنے چاہییں تاکہ جن کو آپ کچھ کہہ رہے ہیں وہ خود بخود شرمندہ ہو جائیں گے۔ شکریہ جی، میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آج تو آپ نے بڑی شفقت فرمائی ہے میں بے حد مشکور ہوں۔ ماضی کے مقتدر دعوے داروں کی خدمت میں غالب کا ایک شعر پیش کرتا ہوں۔ غالباً غالب مرحوم نے اسی موقع کے لئے یہ شعر کہا تھا۔

بنا ہے شاہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا
وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے

بہت شکریہ۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ نے جو بات کی ہے اور رانا صاحب نے بھی کی ہے میں آپ کی بات سے سو فیصد متفق ہوں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ماضی ہمیں بھولنا نہیں چاہئے مگر معاف کر دینا، وہی معاف کرتا ہے جس میں دل گردہ ہوتا ہے اور یہ بڑے پن کا اظہار ہوتا ہے۔ جو رانا صاحب فرما رہے تھے ان کو ان کے کئے کی سزا مل چکی ہے مگر ہم اس بات پر تکبر نہ کریں کہ آج ہم حزب اقتدار میں بیٹھے ہیں، ہمیں بھی سوچنا چاہئے، بڑا وہی ہوتا ہے جو کچھ دے اور بڑا ہمیشہ وہی ہوتا ہے جو چھوٹوں کی ناجوازیاں برداشت کرے اور چھوٹے تنگ کیا کرتے ہیں۔ وہ جس طریقے سے بھی کر رہے ہیں ہمیں اپنے بڑے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے، ہمارا مذہب بھی یہی کہتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ فتح مکہ پر۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہمارا مذہب نہیں ہے ہمارا دین ہے جو مکمل ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ آپ کے بقول ہمارا دین بھی اس چیز کی اجازت دیتا ہے بلکہ یہ روایات ہیں کہ فتح مکہ پر جن لوگوں نے اسلام کی مخالفت کی تھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب وہ آئے توان کو welcome کیا تھا تو آج بھی میں آپ کی وساطت سے میاں محمد شہباز شریف سے یہ استدعا کروں گا کہ یہ بڑے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپوزیشن سے سنجیدگی سے بات کریں۔ میں آپ سے کہوں گا اور آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی کہوں گا کہ یہ اپنے آفس کو استعمال کریں کیونکہ جمہوریت کا حسن یہی ہے کہ اس میں اپوزیشن بھی ہو اور اسی لئے یہ quotation بھی ہے کہ adversity is a good school of training یہ ٹھیک ہے کہ وہ سیڑھی کا کام دیتے ہیں مگر یہ بھی روایات ہیں کہ ہماری غلطیوں کو جب وہ اجاگر کریں گے تو ہم اپنی correction بھی کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں آپ کی وساطت سے پھر وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ استدعا کروں گا کہ وہ بڑے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپوزیشن کو یہاں لے آئیں تاکہ اس ہاؤس کا تقدس برقرار رہے۔

وزیر مذہبی امور و اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب احسان الدین قریشی!

وزیر مذہبی امور و اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ابھی ہمارے ساتھی اپوزیشن کو منانے گئے ہیں لیکن پچھلی روایت یہ ہے کہ انہوں نے ہمارے ساتھیوں کو گھسیٹا، مارا اور یہاں گھسنے نہیں دیا۔ مجھے افسوس یہ ہے کہ انہوں نے باہر صوفے اور کرسیاں لگائی ہوئی ہیں۔ کیا یہ احتجاج ہے؟ یہ احتجاج نہیں ہے۔ ان کو دھوپ میں کھڑا ہونا چاہئے۔ آج تو اتفاق سے دھوپ بھی نہیں ہے انہیں تو سیڑھیوں پر کھڑا ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: دیکھیں بھئی! وہ اس ہاؤس اور اس معزز ایوان کے ممبر ہیں، ایسی بات نہیں ہے۔ جی راجہ ریاض احمد!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہم آپ کے حکم پر ان کے پاس گئے تھے اور ان سے بات کی اور کہا کہ آپ اپنی اکثریت دکھائیں اور سپیکر صاحب کو اپنی اکثریت پیش کریں جب آپ اپنی اکثریت پیش کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ سپیکر صاحب آپ کا نوٹیفکیشن کر دیں گے لیکن جناب! وہ تو ایک ایجنڈے پر چل رہے ہیں اور ایک آمر کے ساتھی ہیں اس لئے وہ کوئی بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ وہ ہٹ دھرمی اور ڈرامہ کر رہے ہیں ان کے پاس اکثریت نہیں ہے اور نہ ہی وہ اکثریت دکھا سکتے ہیں۔ اس لئے میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ کارروائی شروع کریں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ وہاں گئے تھے، وہاں کل کتنے صاحبان تھے؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب والا! وہاں صرف 20 لوگ تھے۔

آوازیں: شیم، شیم، شیم۔۔۔

وزیر اعلیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں محمد شہباز شریف!

وزیر اعلیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہاں اس معاملے پر میرے محترم بھائیوں نے بہت مفید تجاویز دی ہیں۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جس دن اس معزز ایوان نے مجھ ناچیز کو اعتماد کا ووٹ دیا تھا میں نے اس دن بھی آپ سے گزارش کی تھی کہ مہربانی کر کے آپ ایک ٹیم تجویز دیں جو ہمارے حزب اختلاف کے بھائیوں کو منا کر ہاؤس میں لے کر آئیں۔ اس دن معاملات کچھ اور تھے اس کے بعد issues کچھ اور بنے۔ ابھی میرے انتہائی محترم بھائی سید ناظم حسین شاہ صاحب نے بہت عمدہ باتیں کی ہیں، میں ان کا بہت شکر گزار ہوں کہ انہوں نے وہ باتیں کیں کہ جس کا تجربہ جس کو dictate کرتا ہے۔ اگر ماضی میں جھانکیں تو مستقبل کے لئے حال احوال درست کرنے کے لئے وہی لائن اختیار کرنی چاہئے جو شاہ صاحب نے فرمائی ہے اور میں دل کی گہرائیوں سے ان کا شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر! قانون آپ کو اختیار دیتا ہے کہ جب آپ اپنی opinion میں assess کریں تو پھر آپ اس کا اعلان کریں۔ ظاہر ہے کہ آپ اپنی opinion تب form کریں گے جب اپوزیشن آپ کے سامنے اپنی اکثریت دکھائے گی۔ رہی یہ بات کہ ہمیں ماضی کے اختلافات کو بھلا کر اور ماضی میں جمہوریت کے ساتھ آٹھ سال میں جو کچھ ہوا، جو جبر ہوئے، جو مظالم ہوئے مجھے اس کی تفصیل میں

نہیں جانا میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں شاہ صاحب کی بات کو پوری طرح endorse کرتا ہوں اور میرے لائق جو بھی آپ کا حکم ہے میں اس معاملے کو بہتر طریقے سے حل کرنے کے لئے حاضر ہوں۔ بہت شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میری بہن! اب کام کرنے دیں۔ ٹھیک ہے میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا موقع دے رہا ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ رُسّے نوں منائیے نا۔ تے پاٹے نوں سئیے نا۔ تے اوناں نوں سین لئی G.H.Q توں سوّا منگوانے آں تے فیرای او سیتے جان گے۔ انج او سیتے نئی جانے۔(قہقہہ)

محترمہ سکینہ شاہین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! میں یہ کہوں گی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ایک صحابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرتے تھے تو ایک اشارہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روز ہوتا تھا۔ صحابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتایا کہ مجھے ایک اشارہ ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اب جب تم گزرو گے تو دو اشارے کرنا اور اس صحابی نے جب دو اشارے کئے تو اگلے دن ان کو اشارہ نہیں ہوا۔ ایک کے دو اشارے کرنے کا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے لیکن ہم تو ان کو کوئی اشارہ نہیں دے رہے ہیں وہ خود ہاؤس سے باہر ہیں اور ہم ان کو منانے کے لئے جا رہے ہیں وہ کرسیوں پر بیٹھے ہیں ان کو تکلیف کیا ہے؟

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ معزز اراکین اسمبلی! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آج کا دن جناب گورنر پنجاب نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 134(1) کے تحت بجٹ پیش کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ میں جناب وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بجٹ تقریر کا آغاز کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر بابت سال 09-2008

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o جناب سپیکر! مجھے آج ایک طویل غیر جمہوری دور کے خاتمے اور جمہوریت کی صبح طلوع ہونے کے بعد پنجاب کے غیور عوام کی نمائندہ حکومت کا پہلا بجٹ پیش کرنے کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ یہ نہ صرف میرے لئے بلکہ اس صوبے کے عوام کے لئے ایک ایسا موقع ہے جس پر پنجاب کے عوام جس قدر بھی فخر کریں کم ہوگا۔ ہم عوام کے اعتماد اور بھروسے کا مکمل احترام کرتے ہیں اور عوام سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہماری حکومت ان کی خادم بن کر کام کرے گی۔

2۔ جناب سپیکر! جمہوریت کی طرف یہ قدم اتنا آسان نہ تھا جمہوری جدوجہد اس ملک کی ساٹھ سالہ تاریخ کا ایک سنہری باب ہے۔ ہر دور میں اس ملک کے غیور عوام نے آمریت کے خلاف جدوجہد کی اور اپنے خون کے نذرانے پیش کئے۔ اس قوم کی بدقسمتی یہ ہے کہ اسے بار بار آمریت سے لڑنا پڑا اور اپنے حقوق کی جنگ لڑنے کے لئے قربانیاں پیش کرنا پڑیں لیکن گزشتہ آٹھ سالوں کی جدوجہد میں بہت سے ایسے نام ہیں جو تاریخ کا سنہری ورق ہیں۔ اس جدوجہد میں شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کی قربانی ہے جنہوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے جمہوریت کے سفر کو توانائی بخشی اور میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف وزیراعلیٰ پنجاب اور ان کے خاندان کی قید و بند کی صعوبتیں اور طویل جلاوطنی شامل ہے۔ جمہوریت کے اس سفر میں جناب آصف علی زرداری کی آٹھ سالہ طویل قید ایسا باب ہے جو انہوں نے اپنے خون جگر سے رقم کیا ہے۔ مجھے فخر سے اس بات کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ ان مصائب و آلام اور جان و مال کی قربانیوں کے باوجود اور سخت ترین حالات کے ہوتے ہوئے بھی کسی کے پایہ استقلال میں لغزش نہ آئی۔ یہاں تک کہ آمریت کے ناپائیدار محل مسمار ہونے لگے۔ جمہوریت کی صبح طلوع ہوئی اور اس مملکت خداداد پاکستان کے غیور عوام نے 18۔فروری کو اپنا فیصلہ سنا دیا۔

ظلم کی بات ہی کیا ظلم کی اوقات ہی کیا
ظلم بس ظلم ہے آغاز سے انجام تلک

3۔ جناب سپیکر! جمہوری حکومت کے بجٹ بھی جمہوری ہوتے ہیں۔ یہ عوام کی امنگوں کے ترجمان ہوتے ہیں۔ ان میں عوام کی خواہشیں اور خواب جھلکتے ہیں۔ ان کے اعداد و شمار میں لوگ آنے والے دنوں کی خوشحالی دیکھتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ انہیں مرتب کرنے والے کسی آمریت کی چھتری تلے پروان نہیں چڑھتے بلکہ ان کا جینا مرنا اور اٹھنا بیٹھنا عوام کے ساتھ ہوتا ہے۔

4۔ جناب سپیکر! اسی لئے اس حکومت کی ترجیحات بیان کرتے ہوئے وزیراعلیٰ پنجاب جناب میاں محمد شہباز شریف نے 8۔ جون 2008 کو اسمبلی میں اپنی تقریر کے دوران واضح الفاظ میں کہا تھا کہ ہم اس صوبے کی خدمت کے لئے آئے ہیں۔ وزیراعلیٰ صاحب نے اس دن جو vision دیا وہ ہر شخص کے دل میں تھا۔ انہوں نے ہر شخص کی نبض پر ہاتھ رکھا اور اس کو سمجھتے ہوئے انہوں نے یہ vision اور پالیسی دی ہے جس کی روشنی میں یہ بجٹ آج ہم پیش کر رہے ہیں۔ ہماری ترجیحات میں سب سے اول انصاف کی فراہمی ہے۔ انصاف وہ صفت ہے جو قوموں کو لازوال بناتی ہے۔ میں یہاں حضرت علیؓ کا وہ مشہور فرمان دہرانا چاہوں گا جس میں انھوں نے کہا تھا کہ "کوئی قوم کفر کی بنیاد پر قائم رہ سکتی ہے لیکن ناانصافی کی بنیاد پر قائم نہیں رہ سکتی"۔

5۔ جناب سپیکر! تاریخ گواہ ہے کہ جن قوموں نے عدل وانصاف کو اپنا شعار بنایا اور انصاف کو غریب آدمی کی دہلیز تک پہنچایا وہ آج کامیاب ہیں۔ معاشیات میں عالمی نوبل انعام یافتہ مصنف امریتا سین نے دنیا کے سامنے ایک حیران کن تحقیق پیش کی کہ " جن قوموں میں جمہوریت اور عدل و انصاف ہوتا ہے وہاں کبھی قحط سالی نہیں آتی" اور یہ قرآن کے فرمان کے عین مطابق ہے کہ "ہم نے اس زمین پر میزان اتاری تاکہ تم عدل کر سکو"۔ انصاف کے بغیر کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی۔ مثل مشہور ہے کہ Justice delayed is justice denied.۔

6۔ جناب سپیکر! وزیراعلیٰ پنجاب کے اسمبلی میں پہلے خطاب کے مطابق عدل و انصاف کی ترویج کے لئے حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ماتحت عدلیہ کی تنخواہوں میں بنیادی pay scales کے تین گنا کے برابر بطور الاؤنس مہیا کیا جائے گا۔ تاہم یہ امید کی جاتی ہے کہ عدالت عالیہ ماتحت عدلیہ کو تمام کرپٹ عناصر سے پاک کرے گی جو انصاف میں رکاوٹ

اور تاخیر کا باعث بنتے ہیں۔ عدالت عالیہ اس امر کو یقینی بنائے گی کہ آئندہ ججز کی تقرری شفاف طریقے سے پبلک سروس کمیشن کے ذریعے صرف قابلیت اور ایمانداری کی بنیاد پر کی جائے گی۔ یہ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ سابق دور میں لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس افتخار حسین چودھری نے ماتحت عدلیہ میں انصاف کے تقاضوں کی دھجیاں اڑاتے ہوئے اور ناقابل بیان وجوہات کی بنا پر تقرریاں کیں۔ امید کی جاتی ہے کہ عدالت عالیہ ان بھرتیوں کا بھی جائزہ لے گی۔ مزید ماتحت عدلیہ کے ممبران کو بہتر سہولتیں مہیا کرنے کے لئے حکومت مناسب رہائش گاہوں اور دفاتر کے قیام کے لئے وسائل کا بھرپور استعمال کرے گی۔

آوازیں: شیم، شیم۔

وزیر خزانہ:

7۔ جناب سپیکر! ہماری دوسری ترجیح تعلیم ہے۔ کسی مغربی مفکر نے کہا ہے کہ " جس قوم کی لائبریریوں اور لیبارٹریوں کی بتیاں روشن رہیں اسے کوئی شکست نہیں دے سکتا"۔ دنیا میں جو قومیں سرفراز ہوئیں ان کا جوہر علم تھا اور جو غربت اور افلاس کا شکار ہوئیں وہ جہالت کی وجہ سے ہوئیں۔ مجھے یہاں بڑے دکھ سے اس بات کا اظہار کرنا پڑ رہا ہے کہ گزشتہ آٹھ سالوں میں تعلیم ایک ایسا شعبہ تھا جسے کاروبار بنا کر رکھ دیا گیا۔ یہاں تک کہ سرکاری ادارے بھی اس لعنت سے مبرا نہ رہ سکے۔ سیلف فنانس سکیم کے تحت غریب اور مفلس کا ذہین بچہ ہمارے تعلیمی اداروں سے دور ہو گیا اور کھنکتے ہوئے نوٹوں کی جھنکار جیب میں رکھنے والا نالائق طالب علم ڈاکٹر اور انجینئر بن کر اس قوم پر مسلط ہو گیا۔ ہم تعلیم کی اس بنیادی ترجیح کو سامنے رکھتے ہوئے سرکاری پیشہ ورانہ تعلیم کے اداروں سے سیلف فنانس سکیم کے خاتمے کا اعلان کرتے ہیں۔ اب صرف ان اداروں میں میرٹ کا راج ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

8۔ جناب سپیکر! کسی بھی فلاحی ریاست میں صحت عامہ کی سہولیات بنیادی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے سرکاری صحت کے ادارے گزشتہ کئی سالوں سے اپنی ناقص کارکردگی کی وجہ سے اس قدر ناکام ہو گئے کہ لوگ صحت کی بھیک مانگنے کے لئے نجی کلینکوں اور ہسپتالوں کے دروازوں تک جا پہنچے۔ یوں جو اپنی صحت کی بہتری کی قیمت

ادا کر سکتا تھا اسے اس دنیا میں جینے کا حق میسر تھا اور جو خالی ہاتھ تھا وہ اپنی بد قسمتی پر ماتم کرتا اس دنیا کو خیر آباد کہہ جاتا۔ جگہ جگہ کھلے ہوئے کاروباری، نجی صحت کے اداروں نے لوگوں سے یہ بنیادی حق بھی چھین لیا۔ ہماری ترجیح یہ ہے کہ ہم سرکاری صحت عامہ کے اداروں کو اس مقام تک لے آئیں کہ جہاں مریض کے مرض کو دیکھا جائے نہ کہ اس کی حیثیت کو۔ ہم سرکاری ہسپتالوں کی سہولیات کو بھی جدید ترین خطوط پر استوار کرنا چاہتے ہیں اور اس بات کو یقینی بنانا چاہتے ہیں کہ سرکاری ہسپتالوں کے دروازے ہر خاص و عام کے لئے کھلے ہوں اور اسے صرف سہولیات کی کمی کی وجہ سے کسی دوسری طرف رجوع نہ کرنا پڑے۔

9۔ جناب سپیکر! غربت ہمارا بہت بڑا المیہ ہے۔ یہ غربت ہمارے وسائل کی پیداوار نہیں بلکہ وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم کی ایجاد ہے۔ گزشتہ آٹھ سالوں میں اس ملک میں غربت کی شرح میں جس تیز رفتاری سے اضافہ ہوا ہے اس کی مثال گزشتہ ساٹھ سالوں میں نہیں ملتی۔ اس دور کی ایک اور بد قسمتی یہ تھی کہ یہاں امیر، امیر سے امیر تر اور امیر ترین ہوتا گیا جبکہ غریب، غریب تر اور غریب ترین ہوتا گیا۔ گزشتہ سالوں کی غربت و افلاس کا پیمانہ یہ بھی ہے کہ محتاط اعداد و شمار کے مطابق ہر گھنٹہ میں غربت کے ہاتھوں تقریباً دو افراد خود کشی کرتے تھے۔ اس بجٹ میں ہم نے غربت کی کمی کے لئے 17۔ ارب روپے کے ایسے پروگرام رکھے ہیں جس سے ان کی روزمرہ کی خوراک، علاج معالجہ اور دیگر ضروریات پوری ہو سکیں۔ یہ 17۔ ارب روپے ان مفلس و نادار عوام کی دہلیز پر اس جمہوری حکومت کا ایک حقیر نذرانہ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

10۔ جناب سپیکر! کیسے ہو سکتا ہے کہ پنجاب کے لہلہاتے کھیت جو اس مملکت خداداد پاکستان کے شہریوں کے لئے اناج اگاتے ہیں اور جس کے کسان چلچلاتی دھوپ اور سردیوں کی شدید راتوں میں کھیتوں کی آبیاری کرتے ہیں وہ ہماری ترجیحات میں شامل نہ ہوں۔ یہ خطہ کبھی پورے برصغیر پاک و ہند کے لئے اناج اگایا کرتا تھا گزشتہ ادوار کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے خود دانے دانے کو ترسنے لگا۔ اس صوبہ میں کسان دشمن پالیسیاں ایسی رہیں کہ وہ سرسبز و شاداب کھیت بنجر بنتے گئے۔ کسان سارا سال محنت کرتا اپنا سرمایہ مہنگی کھاد اور ادویات میں جھونک دیتا اور پھر سال کے آخر میں چند روپے لے کر گھر لوٹتا۔ ہماری

حکومت کی ترجیح اس بات پر ہے کہ زراعت کے شعبے کا حسن وہ چھوٹا کاشت کار جس کے خون پسینے پر پوری زرعی معیشت کا انحصار ہے اس چھوٹے کاشتکار کو سہولت فراہم کرنے کے لئے سستے داموں ٹریکٹر فراہم کئے جائیں گے۔اسے جعلی کھاد اور ادویات سے نجات دلائی جائے گی اور اس کے مال مویشیوں کے لئے ہسپتالوں کے نظام کو درست کیا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

11۔ جناب سپیکر! میں گزشتہ ادوار کی طرح معزز اراکین اسمبلی اور عوام کو اعداد و شمار کی بھول بھلیوں میں نہیں الجھانا چاہتا اس لئے میں نے ترجیحات کا کھل کر واضح انداز میں ذکر کر دیا ہے۔یوں تو یہ بجٹ تقریر آپ کو غیر روایتی نظر آئے گی لیکن یقین جانیے لوگ یہی چاہتے ہیں کہ انہیں اعداد و شمار کی بجائے واشگاف الفاظ میں بتایا جائے کہ آج اس قوم کے ٹیکسوں سے حاصل کی گئی آمدنی کہاں خرچ کرنا چاہتے ہیں اور کس کے لئے خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہم یہ تمام آمدنی ان لوگوں پر خرچ کرنا چاہتے ہیں جو محکوم ہیں، مفلس ہیں، نادار ہیں اور پسے ہوئے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمارے بجٹ کی ترجیحات میں سب سے کم اخراجات مراعات یافتہ اور امیر ترین طبقوں کے لئے ہوں گے۔

12۔ جناب سپیکر! ہم نے حکومت سنبھالتے ہی رواں سال کے محصولات اور اخراجات کا باریک بینی سے جائزہ لیا اور مجھے یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ محصولات اور اخراجات کے جو تخمینے گزشتہ سال پیش کئے گئے وہ عوام کے معیار زندگی میں حقیقی تبدیلی لانے کے لئے نہیں بنائے گئے تھے بلکہ اس کا مقصد معاشی میدان میں اپنی کارکردگی کو بہتر دکھانے کے لئے ہندسوں کی ہیر پھیر تھی تاکہ عوام کو معاشی خوشحالی کا سبز باغ دکھایا جا سکے۔ہم نے ذمہ داریاں سنبھالتے ہی صوبے کی مالی حیثیت کا از سر نو جائزہ لیا اور بقیہ ماندہ سال کے لئے ان تخمینوں کو دوبارہ سے ترتیب دیا۔اب مالی سال 08-2007 کے نظر ثانی شدہ محصولات اور اخراجات مندرجہ ذیل ہیں۔

جاریہ آمدنی:315۔ارب روپے جو مجوزہ آمدنی ابتدائی تخمینے سے 41۔ارب روپے کم ہے۔

اس کی بنا پر حکومت کو رواں مالی سال میں جاریہ اخراجات اور صوبائی ترقیاتی پروگرام میں کمی کرنا پڑی۔اس کی تفصیل سال 08-2007 کے نظرثانی شدہ بجٹ تخمینہ میں شامل ہے۔

13۔ جناب سپیکر! عوامی فلاح و بہبود کو مدنظر رکھتے ہوئے جو ترجیحات وزیراعلیٰ پنجاب نے اپنی پہلی تقریر میں بیان کی ہیں ان کی روشنی میں ہم نے اپنے آئندہ سال کا بجٹ مرتب کیا ہے۔ میں اب اس معزز ایوان کے سامنے آئندہ مالی سال 09-2008 کی آمدن اور اخراجات کا تخمینہ پیش کرتا ہوں جس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سال 09-2008 کے بجٹ میں جاریہ آمدنی کا تخمینہ 389۔ارب روپے ہے جو میزانیہ 08-2007 کے 356۔ارب روپے کے مقابلے میں تقریباً 9 فیصد زائد ہے۔ اگلے مالی سال کے جاری اخراجات تقریباً 256۔ارب 94 کروڑ روپے تجویز کئے گئے ہیں جس میں 17۔ارب روپے کی سبسڈی بھی شامل ہے۔یہ سبسڈی بنیادی اشیائے خوردونوش علاج معالجہ اور غریب طبقہ کی بہتری کے لئے دی جارہی ہے۔اگر اس سبسڈی کو منہا کیا جائے تو جاری اخراجات کا تخمینہ 239۔ارب 94 کروڑ رہ جاتا ہے جو کہ رواں مالی سال کے 243۔ارب 48 کروڑ روپے کے مقابلے میں 4۔ارب روپے کم ہے۔یعنی ہم نے اپنے جاریہ اخراجات کو کنٹرول کر کے غریب عوام کے لئے 17۔ارب روپے کی سبسڈی مہیا کی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

14۔ جناب سپیکر! مالی سال 09-2008 کے ریونیو اکاؤنٹ میں فاضل رقم 132۔ارب 94 کروڑ روپے کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔اس طرح سے کیپٹل اکاؤنٹ میں 13۔ارب 59 کروڑ روپے کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔اس کے علاوہ پبلک اکاؤنٹ میں ایک ارب 22 کروڑ روپے کی فاضل رقم کی توقع ہے اور بیرونی امداد سے چلنے والے منصوبوں کے لئے 12۔ارب 23 کروڑ روپے متوقع ہیں۔

15۔ جناب سپیکر! یہ فاضل رقوم آئندہ مالی سال کے ترقیاتی پروگرام کے لئے مختص کی گئی ہیں۔ ان تمام فاضل رقوم کا میزان 160۔ارب روپے ہے۔ مجھے یہ اعلان کرتے ہوئے انتہائی خوشی ہو رہی ہے کہ پنجاب کا آئندہ مالی سال کا ترقیاتی بجٹ 160۔ارب روپے کا ہوگا۔ جو کہ پنجاب کی تاریخ میں کسی بھی مالی سال کا سب سے بڑا ترقیاتی پروگرام ہوگا۔ میں یہ بتانا

ضروری سمجھتا ہوں کہ آئندہ مالی سال کا مجوزہ ترقیاتی تخمینہ رواں مالی سال کے نظرثانی شدہ ترقیاتی پروگرام کے حجم سے 38۔ارب 30 کروڑ روپے زیادہ ہے۔

16۔ ہم نے اس ترقیاتی بجٹ میں بیرونی قرضوں پر انحصار کرنے کی بجائے بھرپور کوشش کی ہے کہ ہم نے گزشتہ سال کے مقابلہ میں بیرونی قرضوں کے حجم میں 23۔ارب روپے کی کمی کی ہے اور صوبہ کے ترقیاتی پروگراموں کو زیادہ سے زیادہ اپنے وسائل پر انحصار کرتے ہوئے ترتیب دیا ہے۔یوں ہم آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے قرض کا بوجھ چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔

17۔ جناب سپیکر!ہماری حکومت کو کئی بحران ورثے میں ملے جن میں خوراک کا بحران، بجلی کا بحران، پانی کا بحران اور عدالتی بحران نمایاں ہیں۔اشیائے خوردنی، بجلی، گیس اور پانی کی قلت ان میں روزافزوں اضافہ وہ مسائل ہیں جن سے غریب طبقہ سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے۔مہنگائی نے نہ صرف غریب عوام کے استعداد کار کو متاثر کیا ہے بلکہ ان کے لئے دو وقت کی روٹی کھانا اور اپنی زندگی سے رشتہ قائم رکھنا مشکل ہو گیا ہے۔

18۔ جناب سپیکر!ہم نے فرائض سنبھالتے ہی حکومتی مالیاتی پالیسیوں کا ازسرنو جائزہ لیا اور اپنی ترجیحات کا اس طرح سے تعین کیا کہ حکومت کے جاریہ اخراجات میں سے فضول خرچی کو کم کر دیا جائے اور ترقیاتی اخراجات کا رخ عوام کے حقیقی فلاح و بہبود کے منصوبوں کی طرف موڑ دیا جائے۔

19۔ جناب سپیکر!غریب اور مفلس طبقہ بنیادی اشیائے خورد و نوش کی کم قیمت پر فراہمی اور مفت علاج معالجہ کی سہولیات کے لئے حکومت پنجاب 13۔ارب روپے سے زائد کی ریکارڈ سبسڈی دے گی۔اس میں غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزارنے والوں کو سامان خورد و نوش کی فراہمی کے لئے براہ راست نقد رقوم کی فراہمی کا پروگرام بھی شامل ہے۔

- منافع خوری اور ذخیرہ اندوزی کے سدباب اور بڑھتی ہوئی مہنگائی کے اثرات سے عوام کو تحفظ دینے کے لئے پرائس کنٹرول بورڈ قائم کئے جا رہے ہیں۔
- ایسی غریب بیوگان جن پر پبلک سیکٹر کے مالی اداروں مثلاً زرعی ترقیاتی بنک، ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن وغیرہ کے قرضے واجب الادا ہیں اور جو ان

قرضوں کو ادا کرنے سے قاصر ہیں ان کے واجب الادا قرضے حکومت خود ادا کرے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

- مفلس اور نادار لوگ جن کے لئے اگر چھت کوئی ہے تو آسمان اور بستر کوئی ہے تو زمین۔ایسے لوگوں کے لئے حکومت پنجاب کے شہری علاقوں میں کم قیمت والے گھروں کی سکیم شروع کر رہی ہے جس پر اگلے مالی سال میں ایک ارب روپے خرچ کرنے کی تجویز ہے۔
- زراعت کو جدید مشینی سہولیات دینا اور اسے سائنسی خطوط پر استوار کرنا ہمارا نصب العین ہے۔ہم غریب کسانوں کے لئے گرین ٹریکٹر سکیم کا دوبارہ اجراء کر رہے ہیں۔اس سکیم کے تحت ساڑھے بارہ ایکڑ تک زرعی اراضی کے مالکان کو جن کے پاس ٹریکٹر نہیں ہیں کمپیوٹرائزڈ قرعہ اندازی کے ذریعے ایک لاکھ روپے فی کسان فی ٹریکٹر سبسڈی دی جائے گی۔اس مد میں اگلے سال ایک ارب روپے خرچ کرنے کی تجویز ہے۔ جس سے 10ہزار ٹریکٹر مہیا کئے جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)
- زرعی اجناس اور سبزیوں کی پیداوار میں اضافے کے لئے ایک سکیم شروع کی جا رہی ہے تاکہ عام آدمی کو سستی اور تازہ سبزیوں کی فراہمی یقینی بنائی جا سکے۔اس سکیم کے تحت پڑھے لکھے تعلیم یافتہ اور بے زمین کاشت کاران یا وہ کاشت کار جن کی زرعی زمین کی ملکیت 4ایکڑ تک ہے ان کو ساڑھے بارہ ایکڑ فی کاشت کار سرکاری زمین کاشت کے لئے leaseپر دی جائے گی۔اس مد میں سال 09-2008 کے دوران تقریباً 60ہزار ایکڑ سرکاری زمین lease پر تقسیم کرنے کا پروگرام ہے جس سے یہ دریاؤں کے کنارے اور بیلے کی زمین بھی شامل ہے۔
- وہ نوجوان جو اپنی قابلیت کی بنیاد پر داخلہ ملنے کے باوجود پروفیشنل تعلیم کے متحمل نہیں ہو سکتے ان کا تعلیمی خرچ حکومت پنجاب برداشت کرے گی۔ جس کے لئے آئندہ سال 20کروڑ روپے مہیا کئے جا رہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

- اساتذہ کی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے performance based incentive schemeشروع کی جارہی ہے۔ جس کے تحت سب سے بہتر کارکردگی دکھانے والے اساتذہ کوperformance allowanceدیا جائے گا۔اس سال اس مد میں50کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔
- 144سکولوں کوcentre of excellenceبنایا جائے گا جس پر 3۔ارب 63کروڑ روپے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ یہ centre of excellenceجدید تعلیم اور جدید سہولیات سے آراستہ ہوں گے۔ اس کے علاوہ اس پروگرام کے تحت اس سال تقریباً72سکولوں میں 11ہزار کے قریب یتیم اور بے سہارا بچوں اور بچیوں کے لئے تعلیم کے ساتھ ساتھ رہائشی سہولتیں بھی فراہم کی جائیں گی۔اس سہولت کو پورے پنجاب میں بتدریج اس طرح پھیلایا جائے گا کہ پنجاب کی ہر تحصیل کی سطح پر کم از کم دو سکول ایسے قائم ہوں جن میں ایک یتیم لڑکوں اور ایک یتیم لڑکیوں کے لئے مختص ہو۔
- غریب طالب علموں کے لئے اعلیٰ درجہ کی مفت ایئر کنڈیشنڈ سکول بس سروس شروع کی جارہی ہے۔ان سکول بسوں میں سیکورٹی گارڈز کا بھی مکمل انتظام ہوگا۔ یوں اس ملک کا غریب اور ذہین طالب علم موسم کی سختیوں سے بے پرواہ ایک آرام دہ وسیلہ سفر کے ذریعے سکول پہنچا کرے گا۔یہ بس سروس پنجاب کے سات بڑے شہروں یعنی لاہور، راولپنڈی، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، بہاولپور اور ڈی جی خان میں شروع کی جائے گی۔
- پنجاب کے چھ بڑے شہروں یعنی لاہور، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، راولپنڈی اور بہاولپور میں رہائش پذیر کم آمدنی والے لوگوں کے لئے ذرائع آمدورفت نہ صرف مہنگے بلکہ ناکافی ہیں۔حکومت اگلے مالی سال میں نجی شعبہ کے تعاون سے ان چھ بڑے شہروں میں مزید ایک ہزار ایئر کنڈیشنڈ بسیں سڑکوں پر لانے کا ارادہ رکھتی ہے۔اس مد میں ایک ارب روپے کی سبسڈی بھی دی جارہی ہے۔ حکومت اس امر کو یقینی بنائے گی کہ ٹرانسپورٹ کی مد میں دی جانے والی اس سبسڈی سے جو بسیں خریدی جائیں وہ صرف بڑے شہروں

میں ہی چلائی جائیں۔ حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ٹرانسپورٹ سیکٹر میں نجی شعبہ کی حوصلہ افزائی کی جائے تاکہ وہ بڑے شہروں میں زیادہ سے زیادہ بسیں چلا سکے۔

- گردوں کی جان لیوا بیماری ہمارے ملک میں تیزی سے پھیل رہی ہے۔ بد قسمتی سے غریب اور نادار لوگ اس بیماری کا سب سے زیادہ شکار ہیں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ میاں محمد نواز شریف کے سابقہ دور حکومت میں ان کی ذاتی دلچسپی سے کڈنی سنٹر اور dialysis سنٹر قائم کئے گئے تھے۔ سابقہ حکومت کی عدم توجہی کی وجہ سے ان سنٹرز کو نظر انداز کر دیا گیا جس سے غریب اور مفلس مریضوں کی تکالیف میں اضافہ ہوا۔ ہم ان سنٹرز کو نہ صرف دوبارہ فعال کر رہے ہیں بلکہ نئے سنٹرز بھی قائم کر رہے ہیں۔ اس مد میں 54 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔
- تعلیم اور صحت کے شعبہ جات میں بہتری ہماری حکومت کی اولین ترجیحات میں سے ہے اگلے مالی سال میں تعلیم اور صحت کے شعبہ میں صوبائی اور ضلعی حکومتوں کی سطح پر 389۔ارب روپے میں سے تقریباً 145۔ارب روپے خرچ کئے جائیں گے۔ جس میں 110۔ارب روپے تعلیم اور 35۔ارب روپے صحت کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔
- بجلی کی قلت جہاں ہماری زرعی اور صنعتی پیداوار کو متاثر کر رہی ہے وہاں بے روزگاری میں بھی اضافے کا سبب ہے۔ ہماری حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ بجلی کی قلت پر قابو پانے کے لئے اپنے طور پر بھی کوششیں کی جائیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پنجاب میں چھوٹے منصوبے بنا کر بجلی پیدا کرنے کی استعداد موجود ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم پنجاب میں 350 میگاواٹ بجلی پیدا کریں گے اور اندھیروں میں کمی لے کر آئیں گے۔
- جان و مال کا تحفظ اور امن و امان، معاشی استحکام اور صنعتی ترقی کے لئے اشد ضروری ہے اس کے لئے ہماری حکومت نے مالی سال 09-2008 میں اس مد میں 30۔ارب روپے مختص کئے ہیں۔

- امن وامان قائم کرنے کے لئے پولیس اہم کردار ادا کرتی ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ مظلوم کی سب سے اول دادرسی تھانے میں ہی ممکن ہے تو غلط نہ ہوگا۔ ہماری حکومت تھانہ کلچر کو تبدیل کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہے۔ تھانوں میں رشوت، بے ایمانی اور سفارش جیسی لعنتوں کو ختم کر دیا جائے گا۔ پولیس کی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے performance based incentive سکیم شروع کی جارہی ہے یعنی جو افسر لوگوں کو بہتر امن عامہ فراہم کرے گا وہی آگے بڑھنے اور ترقی کے قابل ہوگا۔ کرپٹ افسروں کو نکالنے کے لئے قانون بنایا جائے گا۔

20- جناب سپیکر! ہم ایک صاف ستھری اور فعال انتظامیہ اور صوبے میں مالیاتی نظم وضبط لانے کا وعدہ کرتے ہیں۔ ہماری کوشش ہوگی کہ حکومت کے غیر ترقیاتی اخراجات کو انتہائی ضروری حد تک کم کیا جائے اور فضول خرچیوں اور تعیش کو مکمل طور پر ختم کر دیا جائے۔ ہر سرکاری محکمے کو مالیاتی نظم وضبط کا پابند بنایا جائے گا۔ سرکاری اہلکاروں کو یہ احساس دلائیں گے کہ سرکاری پیسا ان کا اپنا کمایا ہوا نہیں بلکہ غریب عوام کے خون پسینے کی کمائی ہے۔ اب ہم ایک ایک پائی کا حساب لیں گے اور سرکاری وسائل کے غلط استعمال کو ہر صورت میں روکا جائے گا۔ ہماری حکومت نے ذمہ داریاں سنبھالتے ہی کفایت شعاری کو سختی سے اپنایا ہے۔

- تمام غیر ضروری سرکاری ضیافتوں اور تقریبات کو محدود کر دیا گیا ہے۔ جہاں کسی سرکاری میٹنگ یا تقریب میں کھانا اشد ضروری ہوگا وہاں صرف ون ڈش کا اہتمام کیا جائے گا۔
- تمام سرکاری محکموں کے لئے نئی گاڑیوں کی خرید پر مکمل پابندی لگا دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ فرنیچر، دیگر ساز وسامان، ایئر کنڈیشنڈ اور پر تعیش اشیاء وغیرہ پر بھی پابندی رہے گی۔
- ایک صوبائی reorganization کمیٹی قائم کی جارہی ہے جو محکموں کے غیر ضروری اخراجات اور کارکردگی کا جائزہ لے کر ان میں توازن پیدا کرنے سے متعلق سفارشات پیش کرے گی۔

21۔ جناب سپیکر! ہمارے ترقیاتی بجٹ کے بنیادی اصول درج ذیل ہیں:

1- پنجاب کے تمام علاقوں اور تمام طبقوں کو برابری کی بنیاد پر ترقی دیں۔

2- غربت میں کمی لائیں۔

3- روزگار کے زیادہ سے زیادہ مواقع پیدا کریں۔

4- سماجی شعبہ فنی تعلیم اور صحت میں بہتری پیدا کریں۔

5- نیاinfrastructureقائم اور موجودہinfrastructureکو بہتر بنائیں۔

6- صنعتی اور زرعی پیداوار میں اضافہ کریں۔

7- خوراک، پانی اور انرجی کی صورتحال کو بہتر کریں۔

8- عورتوں کے لئے زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کریں۔

9- پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کو رواج دیں۔

22۔ جناب سپیکر! اب آپ کی وساطت سے میں معزز اراکین اسمبلی کی خدمت میں ترقیاتی پروگرام 09-2008 کے مختلف شعبہ جات کے لئے مختص رقوم پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

23۔ جناب سپیکر! سماجی شعبہ جس میں تعلیم، صحت، فراہمی ونکاسی آب اور سماجی بہبود شامل ہیں ان کی بہتری پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔ سماجی شعبہ کے ترقیاتی پروگرام کے لئے 58۔ارب 64 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے جو کہ آئندہ مالی سال کے ترقیاتی پروگرام کے تخمینہ کا 49.3 فیصد ہے۔

- تعلیم کے شعبہ کے لئے ترقیاتی بجٹ کا تخمینہ 30۔ارب 13 کروڑ روپے ہے۔
- سرکاری سکولوں پر عوام کا اعتماد بحال کرنے کے لئے ماڈل سکول قائم کئے جائیں گے۔آئندہ مالی سال میں 4574 سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری سکولوں کو جدید کمپیوٹر لیب سے آراستہ کیا جائے گا جن پر تقریباً 5۔ارب روپے خرچ کئے جائیں گے۔
- تعلیمی ماحول کی بہتری کے لئے سرکاری سکولوں میں اصلاحات کے پروگرام کے تحت ضروری سہولیات کی کمی کو پورا کرنے کے لئے 2۔ارب 50 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

- ضرورت کی بنیاد پر سکولوں کی up gradation کی جائے گی جن پر ایک ارب روپے خرچ کرنے کی تجویز ہے۔
- زیور تعلیم سے آراستہ ماں اچھی قوم پیدا کرتی ہے۔ تعلیم نسواں کے فروغ کے لئے 560 گرلز مڈل سکولوں کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے گا جن پر 2۔ارب روپے خرچ کئے جائیں گے۔اس کے علاوہ ایک ارب 91 کروڑ روپے کی لاگت سے 542 بوائز سکولوں کو اپ گریڈ کیا جائے گا۔
- سپیشل بچوں کے لئے بین الاقوامی معیار کے مطابق معذوروں کی بحالی کا ایک سنٹر قائم کیا جارہا ہے جس کے لئے ایک ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔

24۔ جناب سپیکر! سماجی سیکٹر میں صحت ایک اہم شعبہ ہے۔ صحت کے شعبہ میں آئندہ مالی سال میں مجموعی طور پر 26۔ارب 10 کروڑ روپے خرچ کرنے کی تجویز ہے۔ جن میں 13۔ارب روپے سے زائد صوبائی سطح پر اور 12۔ارب 69 کروڑ سے زائد روپے ضلعی سطح پر خرچ کئے جائیں گے۔ صوبائی سطح پر صحت کے شعبہ میں ترقیاتی پروگرام کا تخمینہ 9۔ارب روپے ہے۔ یہ تخمینہ رواں مالی سال کے تخمینہ کے مقابلے میں 38.5 فیصد زیادہ ہے۔یہ ہماری حکومت کی صحت کے شعبہ کے ساتھ وابستگی اور لوگوں کو صحت کی بہتر سہولیات فراہم کرنے کے عزم کا اظہار ہے۔ہماری کوشش ہوگی کہ صوبے کے تمام بڑے ہسپتالوں میں زیر علاج مریضوں کو مفت ادویات فراہم کی جائیں۔ ہماری کوشش ہوگی کہ ہم مرکزی سطح پر drug pricing policy کو غریبوں کے مفاد میں ترتیب دینے کے لئے اپنا اثر ورسوخ استعمال کریں تاکہ عام آدمی تک دوا سستے داموں میسر ہو سکے جس کے لئے ہم چاہتے ہیں کہ ایسی ادویات جو عالمی معاہدہ W.T.O کے مطابق مطلوبہ عرصہ گزار چکی ہیں انہیں patent کے زمرے سے نکال کر generic کے زمرے میں ڈالا جائے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جو patent دوائی 100 روپے کی تھی اب وہ صرف پانچ روپے میں ملا کرے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

- جناب سپیکر! جیسا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے خطاب میں کہا تھا حکومت پنجاب نے Health insurance کا نظام رائج کرنے کے لئے اگلے مالی سال کے ترقیاتی

پروگرام میں ایک جائزہ رپورٹ بنانے کی سکیم شامل کی ہے جس کی تمام تفصیلات کے مطالعہ کے بعد اسے باقاعدہ طور پر پروگرام میں شامل کیا جائے گا۔

- تعلیم اور صحت کے ساتھ ساتھ حکومت کھیلوں کو فروغ دینے پر بھی خصوصی توجہ دے گی۔ رواں مالی سال کے 60 کروڑ روپے کے تخمینہ کو بڑھا کر اگلے مالی سال کے لئے ایک ارب 50 کروڑ روپے تجویز کئے گئے ہیں۔
- جیل خانہ جات میں ایک جامع اصلاحی پروگرام شروع کیا جا رہا ہے جس پر 80 کروڑ روپے خرچ کرنے کی تجویز ہے۔

25۔ جناب سپیکر! پانی نعمت رب جلیل ہے۔ صاف ستھرا پانی نہ صرف انسانی صحت اور نشوونما کے لئے ضروری ہے بلکہ ماحول کو بھی آلودگی سے پاک رکھتا ہے۔ فراہمی ونکاسی آب اگرچہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کی ذمہ داری قرار دی جا چکی ہے تاہم حکومت پنجاب اس بنیادی ذمہ داری سے غافل نہیں ہے۔ حکومت پنجاب آئندہ مالی سال میں اس مد میں 8۔ارب روپے خرچ کرنے جا رہی ہے جو رواں مالی سال کے تخمینہ سے 23 فیصد زائد ہے۔ اس سے شہری اور دیہی علاقوں میں فراہمی ونکاسی آب کے انتظام کو بہتر بنایا جائے گا۔ اس پروگرام کے تحت 55 فیصد فنڈز دیہی علاقوں میں خرچ کئے جائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

- پانچ بڑے شہروں میں 3۔ارب روپے کی لاگت سے سیوریج اور ڈرینج کے نظام کو بہتر کیا جائے گا۔

26۔ جناب سپیکر! پنجاب کی کچی آبادیوں میں بنیادی سہولیات کی صورت حال بہت دگرگوں ہے سابقہ حکومت نے اگرچہ کچی آبادیوں کو سدھارنے کے لئے خاصی رقم مختص کی تھی لیکن یہ رقم دھری کی دھری رہ گئی اور سکیم پر کوئی اخراجات نہ ہو سکے۔ یوں لگتا ہے کہ کچی آبادیوں کی حالت سدھارنا سابقہ حکومت کی ترجیحات میں شامل ہی نہیں تھا۔ ان کم آمدنی والے لوگوں کی رہائشی آبادیوں میں فراہمی ونکاسی آب لنک روڈز اور دیگر سہولیات کی فراہمی کے لئے 2۔ارب روپے کی ایک خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

27۔ جناب سپیکر! دیہی علاقوں کی ترقی کے لئے مقامی سطح کی سکیموں پر 3۔ارب روپے خرچ کرنے کی تجویز ہے۔ جس میں دیہی علاقوں میں رابطہ سڑکیں سکول و کالج

میں missing facilities مہیا کرنا فراہمی ونکاسی آب دیہی ڈسپنسریوں اور دیگر بنیادی سہولتوں کے منصوبے شامل ہیں۔ ان سکیموں کی نشاندہی منتخب عوامی نمائندے کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

28۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ زراعت کی ترقی ہماری ترجیحات میں شامل ہے کیونکہ نہ صرف پنجاب کی معیشت کا زیادہ تر انحصار زرعی شعبہ پر ہے بلکہ عالمی معیشت دان دنیا کے لئے ایک غذائی بحران کی پیش گوئیاں بھی کر رہے ہیں ایسی گھمبیر صورتحال کی وجہ سے زرعی شعبہ مزید اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ آئندہ مالی سال میں زرعی شعبہ میں 3۔ارب روپے خرچ کئے جائیں گے جو رواں مالی سال کے تخمینہ سے سات فیصد زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ مرکزی حکومت کی طرف سے زرعی شعبہ کی مد میں 8۔ارب روپے کی امداد متوقع ہے۔ ہماری کوشش ہو گی کہ زرعی شعبہ سے متعلق تمام جاری منصوبوں کو تکمیل تک پہنچایا جائے اور درج ذیل نئے منصوبے بھی شروع کئے جائیں۔

- زرعی تحقیق کے بغیر زراعت کے شعبہ میں ترقی کا تصور نہیں کیا جا سکتا اس سال زرعی تحقیق پر ایک ارب 21 کروڑ روپے سے زائد خرچ کئے جائیں گے۔
- سبزیوں کی پیداوار کو محفوظ رکھنے کے لئے دس اضلاع میں cold storage بنانے کے علاوہ شہری علاقوں میں ماڈل سبزی منڈیاں بنائی جائیں گی۔ اس مد میں اخراجات کا تخمینہ 35 کروڑ روپے ہے۔

29۔ جناب سپیکر! لائیو سٹاک زراعت کے شعبہ میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ انسانی زندگی کو قائم و دائم رکھنے میں بھی اس کا اہم کردار ہے اور یہ ملکی معیشت کا ایک اہم جزو ہے۔ لائیو سٹاک کے شعبہ کو ترقی دے کر غربت کو کم کرنے میں براہ راست مدد لی جا سکتی ہے۔ مالی سال 09-2008 میں لائیو سٹاک کے شعبہ میں ایک ارب 90 کروڑ روپے کی لاگت سے نئی ترقیاتی اور تحقیقی سرگرمیاں شروع کی جا رہی ہیں۔ جو رواں مالی سال کے بجٹ تخمینہ سے 58 فیصد زیادہ ہے یہ بات قابل ذکر ہے کہ دودھ اور گوشت کی پیداوار میں اضافہ اور خود روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لئے مویشیوں کی بیماریوں کی روک تھام کے لئے 2۔ارب 21 کروڑ روپے کی لاگت سے پنجاب کے 25 اضلاع میں علاج کی سہولیات مہیا کی جائیں گی۔ اس سال اس مد میں 90 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔

30- جناب سپیکر! آبپاشی کے نظام کو بہتر بنائے بغیر زرعی خودکفالت کا تصور ممکن نہیں۔ پنجاب میں یہ نظام 37ہزار کلو میٹر پر محیط ہے جس سے 21 ملین ایکڑ رقبہ سیراب کیا جارہا ہے۔ ہماری یہ کوشش رہے گی کہ 100 سال سے قائم اس ورثہ کی مکمل دیکھ بھال کریں اور اس میں ہر ممکن بہتری اور توسیع کریں۔ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں آبپاشی سیکٹر کے لئے 11-ارب30 کروڑ روپے سے زائد رقم مختص کی گئی ہے۔

31- جناب سپیکر! ملکی معیشت میں جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اگلے مالی سال میں اس شعبہ میں 90 کروڑ روپے خرچ کرنے کی تجویز ہے۔ آئندہ بجٹ میں یہ تخمینہ رواں مالی سال کے مقابلے میں 30 فیصد زائد ہے۔

32- جناب سپیکر! صنعتیں ہماری معیشت کی جان اور خوشحال زندگی کی ضمانت ہیں۔ ہماری حکومت کی یہ کوشش رہے گی کہ صوبے کے ماحول کو business friendly رکھا جائے تاکہ نجی شعبہ میں زیادہ سے زیادہ صنعتیں قائم ہوں جس سے روزگار کے مواقع بڑھیں اور پنجاب کے عوام خوشحال زندگی بسر کر سکیں۔

- صنعتی شعبہ میں ترقی کے لئے آئندہ مالی سال میں ایک ارب 30 کروڑ روپے خرچ کرنے کی تجویز ہے جو رواں مالی سال کے مقابلہ میں 225 فیصد زائد ہے۔
- چھوٹی صنعتوں کو فروغ دینے اور خود روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لئے ایک ارب روپے کے تخمینہ سے micro-finance loaning سکیم شروع کی جارہی ہے۔
- چھوٹی صنعتوں (cottage industries) کی ترقی ہمارا نصب العین ہے۔ اس شعبہ پر خصوصی توجہ دی جائے گی تاکہ ملکی معیشت کی رفتار وذرائع آمدنی کو برآمدات کی ترقی سے بڑھایا جاسکے۔ اس مقصد کے لئے 40 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔
- صنعتی وزرعی ترقی ہنر مند افرادی قوت سے مشروط ہے۔ ہنر مند پنجاب کا خواب پورا کرنے کے لئے حکومت T.E.V.T.A کی گرانٹ میں رواں مالی سال کے مقابلہ میں 28 فیصد کا اضافہ کر رہی ہے۔ اگلے سال اس مد میں 2- ارب 30 کروڑ روپے مختص کئے جارہے ہیں جو کہ رواں مالی سال کے تخمینہ سے 40 فیصد زیادہ ہیں جس سے 60,000 طالب علموں کو جدید فنی علوم یعنی مارکیٹ driven کورسز

میں تربیت دی جائے گی تاکہ صنعتی وزرعی شعبہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کیا جاسکے۔

33۔ جناب سپیکر! سماجی اور صنعتی ترقی میں بہترین انفراسٹرکچر ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ آئندہ مالی سال میں مجموعی طور پر 30۔ارب روپے خرچ کرنے کی تجویز ہے جس میں سڑکوں کی تعمیر کے لئے 17۔ ارب 50 کروڑ روپے، پبلک بلڈنگ کی تعمیر کے لئے 5۔ارب 23 کروڑ روپے اور urban development کے سیکٹر میں 6۔ارب 76 کروڑ روپے خرچ کئے جائیں گے۔ یہ تخمینہ رواں مالی سال کے تخمینہ سے 38 فیصد زیادہ ہے۔

جناب سپیکر! صحافی برادری کی خدمت میں جمہوریت کی جدوجہد کا میں دل سے معترف ہوں۔ کارکن صحافی قلم کی محنت کش ہے ان کی رہائشی سکیموں اور سہولتوں کے لئے جتنی بھی رقم رکھی جائے وہ کم ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ آئندہ ہم اس کے لئے زیادہ سے زیادہ فنڈز رکھیں اور ان کے گھروں کو سکیموں کے مطابق بنائیں۔ ہم اس کو open رکھ رہے ہیں اور زیادہ سے زیادہ فنڈز ہم اس میں رکھیں گے۔

34۔ جناب سپیکر! ماحول کے تحفظ کے سلسلہ میں حکومت پنجاب حکومت پاکستان کے شانہ بشانہ کھڑی ہے۔ پنجاب میں بڑھتی ہوئی شہری آبادی، صنعتی ترقی اور موٹر گاڑیوں کے زیادہ سے زیادہ استعمال نے ہمارے قدرتی ماحول، پینے کے پانی اور فضا کو آلودہ کر دیا ہے۔ ماحول کے تحفظ کے لئے مالی سال 09-2008 میں ایک ارب روپے خرچ کرنے کی تجویز ہے۔

35۔ جناب سپیکر! ہمارا ملک اور ہمارا خطہ پنجاب تہذیب وثقافت کا مرکز ہے۔ اپنے تہذیبی ورثہ کو دنیا میں روشناس کرانے کے لئے سیاحت کا کردار نمایاں ہے۔ مقامی اور بین الاقوامی سیاحت کے فروغ کے لئے حکومت پنجاب 10 کروڑ روپے خرچ کرنے جا رہی ہے جس سے مری، کھیوڑہ، ننکانہ، دراوڑ، اُچ شریف جیسے سیاحتی مقامات اور تہذیبی ورثے کا تحفظ کیا جائے گا۔ حکومت اس سلسلہ میں کلر کہار جیسے قدرتی حسن سے مالا مال علاقوں میں وائلڈ لائف پارک بنانے کا بھی ارادہ رکھتی ہے۔

- ثقافتی ورثہ، آثار قدیمہ کے تحفظ اور اطلاعات ونشریات کے فروغ کے لئے جاری منصوبوں پر 28 کروڑ روپے اور نئی سکیموں کے لئے 12 کروڑ روپے خرچ کئے جائیں گے۔

36۔ جناب سپیکر! جنوبی پنجاب نسبتاً کم ترقی یافتہ اضلاع پر مشتمل ہے۔ان اضلاع کی ترقی کے لئے ترجیحی بنیادوں پر بنیادی سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔اس مد میں تقریباً 7۔ارب 50 کروڑ روپے مختص کئے جائیں گے۔ جنوبی پنجاب میں معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لئے ایشین ڈویلپمنٹ بنک کے تعاون سے ایک بہت بڑا منصوبہ زیر تعمیر ہے جس سے واٹر سپلائی سکیم، ڈرینج سکیم، waste واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ، لنک روڈز وغیرہ شامل ہیں۔اس پروگرام کو آئندہ مالی سال میں جاری رکھا جائے گا۔

- مزید برآں ان علاقوں میں اگلے مالی سال میں حکومت درج ذیل منصوبے شروع کرنے جارہی ہے:
- دس بارانی اضلاع میں ذرائع آمدن مہیا کرنے کے منصوبوں کے لئے شروع کئے گئے پراجیکٹ پر تقریباً 39 کروڑ روپے خرچ کئے جارہے ہیں۔
- چولستان میں بنیادی سہولتوں کی فراہمی کے لئے 91 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جارہی ہے۔
- جنوبی پنجاب کے لئے 9۔ارب روپے کی لاگت سے منصوبے شروع کئے جا رہے ہیں۔
- راجن پور اور ڈی جی خان کے قبائلی علاقوں میں بنیادی سہولتوں کی فراہمی کے لئے 3۔ارب روپے خرچ کئے جارہے ہیں۔

37۔ جناب سپیکر! ایمرجنسی سروس کو پنجاب کے تمام اضلاع میں مہیا کیا جارہا ہے جس پر اگلے سال 2۔ارب 50 کروڑ روپے خرچ کئے جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

38۔ جناب سپیکر! آج کا دور انفارمیشن ٹیکنالوجی کا دور ہے۔پوری دنیا کے ممالک اپنے کاروبار اور روزمرہ کے کام کاج تک کو الیکٹرانک mode میں لارہے ہیں۔انفارمیشن ٹیکنالوجی سے نہ صرف استعداد کار میں تیزی آتی ہے بلکہ اس سے کاروبار میں وسعت، شفافیت اور احتسابی عمل کو بھی فروغ دیا جاسکتا ہے۔اگلے سال ایک ارب 50 کروڑ روپے کے خرچ سے لینڈ ریکارڈ اور رجسٹریشن deed یعنی رجسٹریوں کو computerized کیا جائے گا۔ سابق وزیراعلیٰ کا پرتعیش اور عالی شان سیکرٹریٹ جس کی تعمیر، زیبائش و آرائش پر کروڑوں

روپے خرچ کئے گئے تھے قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف کے اعلان کے مطابق آئی ٹی یونیورسٹی برائے خواتین میں تبدیل کیا جارہا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

39۔ جناب سپیکر! حکومت معدنیات کو ترقی دے کر قدرتی وسائل سے بھرپور استفادہ کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہے۔ حکومت کی پالیسی ہے کہ کانوں کی exploration خود کرے اور معدنی پیداوار کو بڑھانے کے لئے نجی شعبہ کو آگے لائے تاکہ معدنیات کے شعبہ میں مقامی اور بین الاقوامی سرمایہ کاری کا فروغ ہو۔ معدنیات کے شعبہ کے لئے 09-2008 میں 300 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں جو رواں مالی سال کے تخمینہ کے مقابلے میں 46 فیصد زیادہ ہیں۔

جناب سپیکر! اس موقع پر یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یکم جولائی 2008 سے تانگہ، گدھا گاڑی، ہاتھ ریڑھی، رکشہ اور ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن لائسنس فیس وصول نہیں کریں گے۔ حکومت پنجاب اس کے بدل میں اس مد میں ہونے والی آمدن کے برابر گرانٹ مہیا کرے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

40۔ جناب سپیکر! امیر طبقہ جو ٹیکس دینے کی استطاعت رکھتا ہے اس سے ٹیکس کی مد میں دی جانے والی ناجائز مراعات کو ختم کیا جارہا ہے اور کچھ نئے ٹیکس تجویز کئے جارہے ہیں۔

- درآمد شدہ بڑی گاڑیوں پر لگژری ٹیکس لگانے کی تجویز ہے جس کی تفصیل فنانس بل پر موجود ہے۔
- عدالت کے ذریعے غیر منقولہ جائیداد کی خرید اور کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز، ڈویلپمنٹ اتھارٹیز، ہاؤسنگ اتھارٹیز اور غیر منقولہ جائیداد کی خرید وفروخت کو اسٹامپ ڈیوٹی کے دائرہ کار میں لایا جارہا ہے۔ اس میں ڈی۔ایچ۔اے اور اس قسم کی جو مختلف سکیمیں تھیں جو کہ اس سے پہلے ٹرانسفر فیس کی مد میں حکومت پنجاب کو کچھ نہیں ملتا تھا وہ تمام ٹرانسفر فیس اپنے تک رکھتے تھے، ان کو اس میں لایا جارہا ہے اور اس سے پنجاب حکومت کے ریونیو میں انشاء اللہ بے شمار اضافہ ہوگا۔
- گھڑدوڑ پر entertainment duty کی شرح میں اضافہ کیا جارہا ہے۔

- وفاقی حکومت نے بجٹ09-2008 میں اشیاء پر سیلز ٹیکس کی موجودہ شرح 15 فیصد کو بڑھا کر 16 فیصد کر دیا ہے۔ چونکہ حکومت پنجاب نے بھی سروسز پر سیلز ٹیکس لگایا ہوا ہے اور یہ ٹیکس حکومت کی طرف سے وفاقی حکومت وصول کرتی ہے لہذا سروسز پر سیلز ٹیکس کی شرح میں بھی ایک فیصد کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔
- میں معزز ایوان کو بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ حکومت پاکستان سے ہم مطالبہ کر رہے ہیں کہ جائیداد کی خرید و فروخت پر capital value tax (C.V.T) ختم کر دیا جائے اور خدمات (services) پر سیلز ٹیکس صوبہ کو وصول کرنے کی اجازت دی جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

41۔ جناب سپیکر! ہماری حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تنخواہ دار طبقہ اور ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کی تنخواہ اور پنشن میں نئے مالی سال سے کم از کم اسی شرح سے اضافہ دیا جائے جس کا اعلان وفاقی وزیر خزانہ نے اپنی حالیہ بجٹ تقریر میں کیا ہے اور یہ اضافہ 20 فیصد کا اضافہ ہے۔ علاوہ ازیں جس طرح وفاقی حکومت نے سرکاری ملازمین کے میڈیکل الاؤنس اور کنوینس الاؤنس میں اضافہ کیا ہے پنجاب حکومت بھی اپنے ملازمین کے میڈیکل اور کنوینس الاؤنس میں اسی طرح اضافہ کرے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

42۔ جناب سپیکر! ہم آپ سے ایسے وعدے نہیں کرنا چاہتے جنہیں پورا نہ کر سکیں۔ ہم کھوکھلے نعروں اور خوبصورت بے معنی جملوں پر یقین نہیں رکھتے۔ ہماری ترجیحات بھی آپ کے سامنے ہیں اور ہمارے مقاصد بھی۔ ہم عوام کے پیسے کی ایک ایک پائی ایماندارانہ اور شفاف طریقے سے خرچ کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔ ہمارے منصوبے انشاء اللہ دیرپا ہوں گے اس لئے کہ ہم اپنے ترقیاتی منصوبوں میں ایمانداری کو اپنا شعار بنائیں گے۔ تعمیر کے دوران یا تعمیر کے کچھ عرصہ بعد ٹوٹتی سڑکیں، گرتے پُل اور بیٹھتی عمارتوں کا دور گزر گیا۔ اب ہم ایسی ترقی دے کر جانا چاہتے ہیں جسے نسلیں یاد رکھیں۔

ہمارا کردار اور ہمارا عمل آپ کے سامنے شفاف آئینے کی طرح ہوگا۔ ہماری نیت ٹھیک اور مقاصد نیک ہیں۔ یہ دو خصوصیات کسی بھی قوم میں میسر آ جائیں تو اللہ تعالیٰ ان پر اپنی نصرت اور رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔

43۔ جناب سپیکر! ہم عوام پر لگائے گئے ٹیکسوں اور بیرونی قرضوں سے حاصل کی گئی رقوم حکومت کے پاس امانت سمجھتے ہیں۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اس امانت میں خیانت نہیں ہونے دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ پاکستان زندہ باد (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ صاحب! آپ نے آخری پیرے میں ارادوں کی جو بات کی ہے اس کے بارے میں، میں اتنے ہی الفاظ کہوں گا لیکن میرا خیال ہے کہ اب سننے کی آپ میں ہمت نہیں رہی۔

ارادے جن کے پختہ ہوں یقیں جن کا خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

اب وزیر خزانہ گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 09-2008 پیش کریں۔

گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 09-2008
کا پیش کیا جانا

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 09-2008 پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 09-2008 پیش کر دیا گیا ہے۔ اب وزیر خزانہ گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال 08-2007 پیش کریں۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال 08-2007
کا پیش کیا جانا

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال 08-2007 پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال 08-2007 پیش کر دیا گیا ہے۔

مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)

MR .SPEAKER: Minister for Finance to introduce the Punjab Finance Bill 2008.

مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 2008

MINISTER FOR FINANCE (MR TANVEER ASHRAF KAIRA): I introduce the Punjab Finance Bill 2008.

MR SPEAKER: The Punjab Finance Bill 2008 has been introduced.

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔ اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 19- جون 2008 صبح 11 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ اس روز سالانہ بجٹ پر عام بحث کا آغاز ہو گا اور عام بحث کے لئے چار دن مقرر کئے گئے ہیں۔ 19,20,21 اور 23 جون 2008 مختص کئے گئے چار دن ہیں۔ جو اراکین بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کا اندراج سیکرٹری اسمبلی کے پاس مع تاریخ برائے بحث جمع کروا دیں۔ شکریہ

43

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 19- جون 2008

1- تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2- سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال 09-2008 پر عام بحث کا آغاز

45

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

جمعرات، 19-جون2008

(یوم الخمیس،14-جمادی الثانی1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 35 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمO

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِO

إِذَا وَقَعَتِ ٱلۡوَاقِعَةُ (١) لَيۡسَ لِوَقۡعَتِهَا كَاذِبَةٌ (٢) خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ (٣) إِذَا
رُجَّتِ ٱلۡأَرۡضُ رَجًّا (٤) وَبُسَّتِ ٱلۡجِبَالُ بَسًّا (٥) فَكَانَتۡ هَبَآءً مُّنۢبَثًّا (٦)
وَكُنتُمۡ أَزۡوَٰجًا ثَلَٰثَةً (٧) فَأَصۡحَٰبُ ٱلۡمَيۡمَنَةِ مَآ أَصۡحَٰبُ ٱلۡمَيۡمَنَةِ (٨)
وَأَصۡحَٰبُ ٱلۡمَشۡـَٔمَةِ مَآ أَصۡحَٰبُ ٱلۡمَشۡـَٔمَةِ (٩) وَٱلسَّٰبِقُونَ ٱلسَّٰبِقُونَ
(١٠) أُوْلَٰٓئِكَ ٱلۡمُقَرَّبُونَ (١١) فِي جَنَّٰتِ ٱلنَّعِيمِ (١٢)

سورۃ الواقعہ: آیات 1تا12

جب واقع ہونے والی واقع ہو جائے (۱) اس کے واقع ہونے میں کچھ جھوٹ نہیں (۲) کسی کو پست کرے کسی کو بلند (۳) جب زمین بھونچال سے لرزنے لگے (۴) اور پہاڑ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں (۵) پھر غبار ہو کر اڑنے لگیں (۶) اور تم لوگ تین قسم ہو جاؤ (۷) تو داہنے ہاتھ والے (سبحان اللہ) داہنے ہاتھ والے کیا (ہی چین میں) ہیں (۸) اور بائیں ہاتھ والے (افسوس) بائیں ہاتھ والے کیا (گرفتار عذاب) ہیں (۹) اور جو آگے بڑھنے والے ہیں (ان کا کیا کہنا) وہ آگے ہی بڑھنے والے ہیں (۱۰) وہی (خدا کے) مقرب ہیں (۱۱) نعمت کی بہشتوں میں (۱۲)

وما علینا الاالبلاغO

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم قاری سید صداقت علی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ایسا کوئی محبوب نہ ہو گا نہ کہیں ہے
بیٹھا ہے چٹائی پر مگر عرش نشیں ہے
ہر اِک کو میسر کہاں اُس در کی غلامی
اُس در کا تو دربان بھی جبریل امیں ہے
رکتے ہیں یہیں آ کے قدم اہل نظر کے
اس کوچے سے آگے نہ زماں ہے نہ زمیں ہے

پوائنٹ آف آرڈر

جناب احمد حسین ڈاہر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

سالانہ بجٹ 09-2008 میں دیئے گئے ٹوٹل حجم کی درستی

جناب احمد حسین ڈاہر: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر ریکارڈ کی درستی کے حوالے سے ہے۔ انہوں نے بجٹ کا ٹوٹل حجم 3۔ارب 89 کروڑ روپے show کیا ہے جبکہ بجٹ کی اصل صورتحال 256۔ارب 94 کروڑ روپے جاری اخراجات ہیں اور 160۔ارب روپے ترقیاتی فنڈز ہیں۔ اس بجٹ کا ٹوٹل حجم 4 کھرب 16۔ارب اور 94 کروڑ روپے ہے، لہذا یہ ریکارڈ کی درستی کر لی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! ہمارے معزز ایم۔پی۔اے صاحب نے جو کہا یہ درست ہے۔ یہ بجٹ کا حجم صحیح بتا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ریکارڈ کی درستی کی جائے۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس ہاؤس کی روایت ہے کہ جب بھی اپوزیشن بائیکاٹ کرتی ہے تو ان کو منانے کے لئے جناب سپیکر ایک وفد بھیجتے ہیں۔ میری آپ سے التجا ہے کہ مجھے اس وفد میں نہ شامل کیجئے گا کیونکہ میں ان لوٹوں اور لٹیروں کو منانے کے لئے جانے کو تیار نہیں ہوں۔ چودھری ظہیر الدین جو اپوزیشن لیڈر بننا چاہتے ہیں انہوں نے سی اینڈ ڈبلیو میں اربوں روپے کی کرپشن کی ہے اور اب جب ہم نے ان کے احتساب کی بات کی ہے تو وہ چاہتے ہیں کہ میں اپوزیشن لیڈر بن کر اس احتساب سے بچ جاؤں، نہ وہ اپوزیشن لیڈر بن سکتے ہیں کیونکہ لوگ ان کے ساتھ نہیں۔ عوام نے 18 تاریخ کو فیصلہ دے دیا ہے کہ اس صوبے کے عوام (ق) لیگ کے ساتھ نہیں ہیں۔ یہ لٹیروں اور ڈاکوؤں کا گروہ تھا اور آج یہ احتساب سے بچنے کے لئے ڈرامے کر رہے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ اپوزیشن لیڈر بن کر محکمہ سی اینڈ ڈبلیو میں کی گئی اربوں روپے کی کرپشن کو چھپا سکیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ کو تقریر کے بہت مواقع ملیں گے۔ اتنا زیادہ تیز نہ ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ جو ممبر ہاؤس میں موجود نہ ہو میرے خیال میں اس پر criticize کرنا مناسب نہیں۔ جب وہ آئیں گے تو criticize کیجئے گا، اس کا جواب وہ بھی دیں گے۔ جب وہ سامنے بیٹھے ہوں تو آپ کے لئے بھی مناسب ہوگا۔ میں نے آپ کی بات پہلے سنی ہے۔ پہلی بات آپ نے یہ فرمائی ہے کہ اپوزیشن کو منانے کے لئے وفد جاتے ہیں، بھیجنا چاہیے تو میں بھیج رہا ہوں۔ اس کے بعد اگر وہ یہاں تشریف لائیں گے تو ان کی موجودگی میں آپ بات کر لیجئے گا۔ میں آج کے وفد میں ندیم کامران صاحب، کامران مائیکل صاحب، حاجی اسحاق صاحب، مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب اور ایک محترمہ نیلم جبار صاحبہ کو بھیج رہا ہوں۔ یہ ان سے بات کرتے ہیں۔ meanwhile اگر کوئی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہے تو کر لیتے ہیں۔

وزیر مال و بحالیات (حاجی محمد اسحاق): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، حاجی صاحب!

وزیر مال و بحالیات (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! ہم انہیں منانے کے لئے جا رہے ہیں لیکن ایک فیصلہ آپ نے بھی کرنا ہے۔ جو لوگ اجلاس میں نہیں آتے وہ ان مراعات کے کبھی بھی حق دار نہیں ہو سکتے۔ شکریہ

جناب سپیکر: راؤکاشف صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بڑی دیر سے کھڑے ہیں۔ان کی بات سن لیں۔

راؤکاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں آپ سے request کرنا چاہتا ہوں کہ session کا time تبدیل کیا جائے کیونکہ حلقے کے لوگوں کے کام ہوتے ہیں۔ چار ماہ سے session time پر کبھی شروع نہیں ہوا۔ میری آپ سے یہ request ہے کہ second time session شروع کیا جائے تاکہ حلقے سے آنے والے لوگوں کے مسائل حل کئے جاسکیں۔ شکریہ جی۔

تعزیت
سابق رکن اسمبلی چودھری اختر علی وریو کی وفات
پر دعائے مغفرت

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! چودھری اختر وریو صاحب وفات پا گئے ہیں وہ اس House کے معزز ممبر رہے ہیں ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر: چودھری اختر علی وریو صاحب اس House کے معزز ممبر تھے ان کی وفات ہو چکی ہے ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔(اس مرحلے پر فاتحہ خوانی کی گئی)

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس House کی روایت ہے کہ جب کوئی کمیٹی اپوزیشن کو منانے کے لئے باہر جاتی ہے تو اس دوران کارروائی چلتی رہتی ہے۔ آپ ہر دفعہ House کی کارروائی روکتے ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ کارروائی کبھی بھی نہیں روکی گئی۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ ہم نے، پنجاب حکومت نے اور میاں محمد شہباز شریف نے یہ فیصلہ کیا ہے اور جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ ہمارے پاس معزز ممبران کی رہائش کے لئے کمرہ جات بہت کم ہیں۔ جب تک ہم نئے کمرے نہیں بناتے تو ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جو ممبران ہم سے رہائش نہ لے سکیں اور وہ رہائش لینا چاہیں تو وہ کسی بھی three star hotel میں کمرہ لیں۔ اس کے تمام اخراجات پنجاب اسمبلی ادا کرے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

پوائنٹ آف آرڈر
معزز اراکین اسمبلی کو استحقاق کے مطابق
مراعات دینے کا مطالبہ

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! سینئر منسٹر صاحب بھی 1993 سے آ رہے ہیں۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ایم۔پی۔اے کا order of precedent کیا ہے؟ Order of precedent کے تحت he is entitled for the five star hotel آپ ایک سیکرٹری کو five star hotel کی سہولت دیتے ہیں۔

Why you reduce that members of the parliament who are creator of the law. Who are not executioner of the law. They are the officers who are the public servant, he is an executioner of the law, Who are creator of the law. Those who made the country. Those who made the law. To whom you have bound to execute. You are giving them five star and to us three star. That is not acceptable, sir, to correct and should give the members five star. Thank you very much.

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! محترم شاہ صاحب نے بالکل ٹھیک کہا ہے لیکن آپ کے علم میں ہے کہ اس وقت پنجاب حکومت ہر طرف بچت کی مہم چلا رہی ہے۔ ہم نے اپنے منتخب نمائندوں سے اس مہم کا آغاز کیا ہے۔ ہم کوئی ایسی مثال قائم نہیں کرنا چاہتے بلکہ وزراء کو رہائش کے لئے جو پیسے ملتے تھے ہم نے ان پر بھی پابندی لگائی ہے۔ ممبران اسمبلی کے لئے five star hotel کی سہولت ان کا واقعی حق ہے لیکن ہم نے پنجاب کے عوام کو ایک پیغام دینے کے لئے یہ اقدام کیا ہے کہ ہم یہ شاہ خرچیاں نہ کریں اور اس صوبے میں ہم نے جو بچت اور discipline کی مہم چلائی ہے یہ اس میں سے ایک ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سیدناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! سیکرٹری اسمبلی بیٹھے ہیں۔آپ ان سے پوچھیں کہ order of precedent کیا ہے؟ Order of precedent یہ ہے کہ:

Prime Minister bands the Chairman of the Senate. And after this, the Speaker bands the member of the Ministers. So in the province, here come the governor, the chief, then the cabinet and then there are the members of the parliament, the judges of the high court, and the general. They sit behind him not equal to him. They are not equal to him. Therefore, I say to you that I want your ruling on the precedent. We shall not take behind from our privilege. Decide according to the order of the precedent and the senior minister should read the order of the precedent.

اس لئے میں نے آپ سے یہ کہا ہے کہ order of precedent کے بارے میں سیکرٹری سے پوچھ لیں۔ I want your ruling آپ اس پر ruling دیں، ہم اپنے privileges سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔آپ order of precedent کے مطابق فیصلہ کریں اور سینئر منسٹر کو order of precedent پڑھنا چاہیے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: تمام حضرات سے گزارش ہے کہ آپ تشریف رکھیں اور مجھے بات کرنے دیں۔ مجھے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب دینے دیں۔ مجھے ان کی بات کا جواب دینے دیں۔اگر بات نامکمل ہو گی تو پھر آپ بات کر لیجئے گا۔جہاں تک شاہ صاحب کی بات ہے، وہ استحقاق کی بات ہے۔ان کی بات درست ہے۔اب آپ کے جو پارلیمنٹیرین ساتھی ہیں،آپ کی جو حکومت ہے انہوں نے مل بیٹھ کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم سادگی کو اپنائیں گے۔انہوں نے جو تجویز آپ کو دی ہے آپ کا استحقاق اپنی جگہ پر درست ہے لیکن جو تجویز اس ہاؤس کے معزز ممبران نے دی ہے میرے خیال میں وہ کوئی نامعقول تجویز

نہیں ہے۔ آپ نے ایک نمونہ بن کر قوم کو دکھانا ہے۔ میرے خیال میں شاہ جی! آپ بھی اس معاملے میں تھوڑی سی نرمی اختیار کریں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! گورنمنٹ کی پالیسی rectified by this Assembly آپ اس اسمبلی کے ممبران سے پوچھ لیں، یہ one star میں رہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں نے ہوٹل میں نہیں رہنا اللہ کی مہربانی سے میرا اپنا گھر ہے مگر جو استحقاق کی بات ہے تو حقوق اسی کے ہوتے ہیں جو حقوق کا تحفظ کر سکے، عزت دار بھی وہی ہوتا ہے جو اپنی عزت کا تحفظ کر سکے۔ میں نے 32 سال اپوزیشن میں گزارے ہیں۔ ہم اپنے حقوق کا تحفظ کرنا جانتے ہیں۔ ہم اپنے حقوق سے قطعاً دستبردار نہیں ہوں گے۔ ہاں اگر یہ ہاؤس فیصلہ کر دے کہ یہ three star کی بجائے one star میں رہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ You put this question to the House گورنمنٹ کی کوئی بھی پالیسی اس وقت تک implement نہیں ہوتی جب تک یہ ہاؤس اس کی approval نہ دے۔ اس ہاؤس سے آپ پوچھ لیں اگر ہاؤس اس کی اجازت دیتا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ I will surrender اور یہی جمہوریت کی روح ہے۔

جناب افتخار احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب افتخار احمد خان بلوچ!

جناب افتخار احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! ہمارے محترم بھائی راجہ ریاض صاحب نے جو سادگی کی بات کی ہے۔ ہم ان سے اتفاق کرتے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ ایسا کر لیں کہ سپیکر اور ڈپٹی سپیکر ایک کوٹھی لے لیں اور وزراء بھی دو دو مل کر رہ لیں شاید ہماری بھی جگہ بن جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر غلط ہے۔ جی، بسرا صاحب!

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آج بجٹ اجلاس ہے۔ اس اہم اجلاس میں ہم رہائشوں کے چکر میں پڑ گئے ہیں۔ جب ہمیں یہ کہہ دیا گیا ہے کہ ہماری رہائش کا بندوبست ہو گیا ہے۔ آج بجٹ اجلاس ہے اور یہ بہت اہم اجلاس ہے اس میں بجٹ پر بات نہیں ہو رہی اور irrelevant گفتگو شروع ہو گئی ہے جب یہ بات ہو گئی ہے کہ ہماری رہائش کا بندوبست ہو گیا ہے تو

میں گزارش کروں گا کہ اصل موضوع کی طرف واپس آئیں،اصل subject کی طرف واپس آئیں، پورا صوبہ پنجاب ہماری طرف دیکھ رہا ہے۔ ہمیں پنجاب کے بجٹ پر بات کرنا چاہیے۔

کرنل(ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہونا چاہیے۔تقریر کریں گے تو میں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:جناب سپیکر! تاریخ بتاتی ہے کہ جو قومیں اپنی عزت نفس کو دبالیتی ہیں وہ قومیں کبھی ترقی نہیں کرتیں۔ہم لوگ پنجاب کے آٹھ کروڑ عوام کے منتخب نمائندے ہیں۔ہمیں آٹھ کروڑ عوام نے عزت دے کر یہاں پر بھجوایا ہے جب عزت دے کر بھجوایا ہے تو order of priority میں جس وقت ہمیں government servant سے نیچے لایا جائے گا تو یہ آٹھ کروڑ عوام کی توہین ہو گی۔اس وقت آپ دیکھیں کہ عزت دی جا رہی ہے یا عزت لی جا رہی ہے۔اس کو دیکھتے ہوئے اس ایوان کی عزت کو دوبالا کریں اور اس ایوان کے معزز اراکین کی عزت کو دوبالا کریں۔اس کو کبھی نیچے نہ لائیں۔جب قومیں نیچے لے آتی ہیں تو اس وقت تباہی ہوئی ہے۔میں گزارش کروں گا کہ اس کو دوبارہ review کیا جائے۔شکریہ

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر!میری تجویز یہ ہے کہ پچھلی دفعہ جب ہم ایم۔این۔اے بن کر گئے تھے تو lodges میں ہمیں کمرے نہیں مل رہے تھے تو اس وقت ہمیں پنجاب ہاؤس میں اور سندھ سے ایم۔این۔ایز کو سندھ ہاؤس میں accommodate کیا گیا تھا۔

جناب سپیکر:پلیز خاموشی اختیار کریں۔معزز رکن بول رہے ہیں ان کو سنیں۔میں تمام ممبران سے کہوں گا کہ پلیز تشریف رکھیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر!میری یہ تجویز ہے کہ یہاں پر جو Federal lodges مرکزی گورنمنٹ کے ہیں یا جو مرکزی گورنمنٹ کے دفاتر ہیں وہاں پر کمرے خالی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا privilege بھی maintain رہے،سادگی کی مہم بھی چلے اور مرکزی حکومت سے request کی جائے کہ Federal lodges میں رہائش دیں اور واپڈا کا بھی یہاں پر بہت اچھا Rest

House ہے وہاں پر بھی آپ ٹھہرا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ چنبہ ہاؤس بھی ہمارا ہے اسے بھی خالی کروایا جائے۔ کل تک ہم یہ کہتے تھے کہ یہاں پر آمریت کی حکومت ہے لیکن آج تو عوامی حکومت ہے لہذا وہاں سے خالی کروایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔

جناب شاہان ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کا موقع دیا۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ اس issue پر تمام دلائل تقریباً آپ کے سامنے آ گئے ہیں۔ ابھی آپ نے اسمبلی کے باہر ان so-called ناراض اور so-called احتجاج والوں کو منانے کے لئے ایک delegation بھیجا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ احتجاج اور بائیکاٹ اس طرح سے نہیں ہوا کرتا۔ اگر آپ نیچے سے آتے ہوئے غور فرماتے تو ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے picnic کا سماں ہے، وہاں پر کولر بھی لگے ہوئے ہیں، شامیانے بھی لگے ہوئے ہیں، صوفے بھی لگے ہوئے ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ وہاں پر آئی کیمپ بھی لگا ہوا ہے۔ میری آپ کی وساطت سے گزارش ہے کہ وہاں پر ایک psychiatric camp بھی لگوا دیں، شاید چیک اپ سے کچھ ازالہ ہو جائے۔ شکریہ

سردار شیر علی خان گورچانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، گورچانی صاحب!

تحصیل جام پور میں داجل کینال پر نصب لفٹ پمپوں کا آپریشن

سردار شیر علی خان گورچانی: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہمارا مسئلہ رہائش نہیں ہے اور نہ ہی کمروں کا ہے۔ میرے اور میرے کزن کے حلقے میں داجل کینال پر آج سے پندرہ بیس سال پہلے کے lift pump لگے ہوئے ہیں، وہاں پر ایک S.E صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، سابقہ فنانس منسٹر صاحب کے کہنے پر پولیس، رینجرز اور ڈی۔ پی۔ او کو ساتھ لے کر انہوں نے تین دن سے آپریشن شروع کیا ہوا ہے۔ تین مہینے پہلے ان کو پانی دیا گیا ہے، انہوں نے وہاں اپنی فصل اگائی ہے اور جب ان کی چھوٹی

فصل ہو گئی ہے تو اب وہاں پر آپریشن شروع کیا جا رہا ہے اور جان بوجھ کر ایسا کیا جا رہا ہے۔ یہ بہت بڑا ظلم ہے۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! اس کے علاوہ انہوں نے جو lift pump رکھے ہوئے ہیں وہ کچھی کینال میں regularize کر دیئے ہوئے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ ناجائز حرکتیں کی جا رہی ہیں۔ ہماری درخواست ہے کہ ان کو suspend کیا جائے۔

سردار شیر علی خان گورچانی: جناب سپیکر! ڈیرہ غازی خان Indus River سے لے کر کہیں بھی آپریشن نہیں ہو رہا صرف اور صرف ہمارے حلقوں میں ہی آپریشن کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: راجہ ریاض صاحب نے آپ کی بات سن لی ہے، ابھی وہ اس کا جواب دیں گے۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جب میں ہاؤس میں آیا ہوں تو میرے معزز بھائی یہ بات میرے علم میں لائے ہیں اور میں ان کا مشکور ہوں۔ اگر کسی S.E نے اس قسم کی کوئی غیر قانونی حرکت کی ہے تو میں ابھی جا کر اس کی انکوائری کرواتا ہوں اور اگر کوئی اس قسم کی حرکت کی گئی ہے کہ موجودہ حکومت کو ناکام کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے یا جو پرانے لوگ تھے ان کے کہنے پر اس حکومت کے اقدامات میں خلل ڈالا جا رہا ہو گا تو میں اس ہاؤس اور اپنے بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاءاللہ انکوائری کے بعد اس S.E کو سزا ملے گی اور وہ بچ نہیں سکے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں لانا چاہتی ہوں کہ اس ہاؤس میں وزیراعلیٰ صاحب نے نئی بلڈنگ 8۔ کلب وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کو آئی۔ٹی یونیورسٹی بنانے کا اعلان کیا ہے تو جب تک وہ آئی۔ٹی یونیورسٹی نہیں بنتی، اگر ہم اس کو ہاسٹل بنا لیں تو بہتر رہے گا، اس سے accommodation کا مسئلہ بھی حل ہو گا اور کچھ 42 کمرے ہیں ان میں خواتین بھی adjust ہو جائیں گی، بجائے اس کے کہ خواتین ہوٹلوں میں رہیں۔

مخدوم سید احمد محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: مخدوم صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ محترمہ، اب آپ تشریف رکھیں۔ جی، مخدوم صاحب!

اجلاس کا بروقت انعقاد

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج بجٹ اجلاس کا وہ اہم ترین دن ہے جب بجٹ کے اوپر open debate ہوتی ہے۔ اجلاس کا 11 بجے کا ٹائم تھا اور شاید 11 بج کر 40 منٹ پر تلاوت شروع ہوئی ہے۔ ایک تو میری مؤدبانہ گزارش ہے کہ اس صوبے کا، ملک کا اور ہمارے ٹائم کا آپ خیال رکھیں۔ جب بھی اجلاس بلائیں تو آپ اپنی کرسی پر ٹائم پر آ جایا کریں اور تلاوت کروالیا کریں، ہم طے کر لیں گے اور انشاء اللہ کورم پوائنٹ آؤٹ کوئی بھی نہیں کرے گا۔ دوسرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ ممبران کو یہ ضرور بتائیں کہ یہ بجٹ اجلاس ایک ایسا اجلاس ہوتا ہے جس میں ممبران اپنی باری آنے پر جو مرضی چاہے بات کر سکتا ہے۔ باقی تمام اسمبلی کی جو کارروائی ہے وہ ایک fowl wall کے اندر ہے اور ایک confined کارروائی ہے۔ بجٹ اجلاس واحد اجلاس ہے جس میں ممبر اپنی مرضی سے بول سکتا ہے۔ چاہے اپنے حلقے کے بارے میں، ملک کی سیاست کے بارے میں، عوام کی پریشانیوں کے بارے میں یا بجٹ کے بارے میں، وہ یہاں پر اس کا اظہار خیال کر سکتا ہے۔ لیکن میں حیران ہوں کہ پچھلے ایک گھنٹے سے ہم یہاں پر کھڑے ہو کر three star اور five star کی باتیں کر رہے ہیں اور عوام ہماری یہ حرکتیں بڑے غور سے دیکھ رہی ہے۔ عوام بہت زیادہ پریشان ہے، اس کے ہاتھ میں روٹی نہیں ہے، law and order ہے نہیں، judiciary اس ملک میں ہے نہیں اور ہم یہاں بیٹھے three and five star کی باتیں کر رہے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ ایک کمیٹی (ق) لیگ کو منانے کے لئے ہمیشہ بھیجتے ہیں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ (ق) لیگ بطور پارٹی ختم ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: مخدوم صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں اور اس کو ختم کریں کیونکہ یہ مناسب نہیں ہے۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب والا! میری آپ سے صرف اتنی گزارش ہے۔۔۔۔

SYED NAZIM HUSSAIN SHAH: Point of explanation!

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: لیکن یہ اپنی بات correct کریں۔

جناب سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔ آپ کس کو address کر رہے ہیں، میں نے آپ کو ابھی floor نہیں دیا ہے پلیز تشریف رکھیں اور ان سے cross talk مت کریں۔

سید ناظم حسین شاہ: میں نے order of precedent پر بات کی ہے and I am on point of personal explanation.

جناب سپیکر: میں نے وہ بات کر لی ہے اور میں اس کو clear کر چکا ہوں۔ اس کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: ہم اپنی بات کریں گے چاہے وہ کسی کو پسند ہو یا نہ ہو۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ اتنے سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔ ایک معزز رکن جب پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہو تو آپ کو خود بخود سوچنا چاہیے Let him finish his work.

مخدوم سید احمد محمود: جناب والا! میں معذرت خواہ ہوں کہ اگر میری بات سے ناظم شاہ صاحب یا کسی اور معزز رکن کا دل دکھا ہے۔ میرا مقصد precedent یا privileges کو discuss کرنا نہیں ہے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ یہاں پر وقت ضائع نہ کریں۔ یہ بجٹ اجلاس ہے۔ آپ ہر اجلاس میں مہربانی کرتے ہیں اور ہر اجلاس میں (ق) لیگ والوں کو لانے کے لئے وفد بھیجتے ہیں، ضرور بھیجا کریں یہ ایک اچھی روایت ہے کیونکہ یہاں پر اپوزیشن کو ہونا چاہئے لیکن وہ ایک جماعت کی حیثیت سے کام نہیں کر رہی۔ strategy یہ ہونی چاہئے کہ (ق) لیگ کے جو معزز اراکین بائیکاٹ کا حصہ نہیں بننا چاہتے ان کو لا کر آپ ہاؤس میں بٹھا دیں اور جو بائیکاٹ کرنا چاہتے ہیں کرتے رہیں۔

جناب سپیکر: ابھی تو باہر ہیں، جب وہ آئیں گے تو ان کا پھر فیصلہ کریں گے۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! آپ میری گزارش سن لیں کہ مہربانی فرما کر چونکہ یہاں پر وزیر خزانہ صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں رولز کے مطابق چل رہا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں ایجنڈے سے ہٹ کر بات نہیں کر رہا۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ جیسا کہ میرے بھائی نے یہاں پر فرمایا ہے کہ یہاں روایت ہے کہ جب بھی کوئی کمیٹی اپوزیشن کو بلانے کے لئے جاتی ہے جس وقت تلاوت شروع ہوتی ہے اس کے بعد ہاؤس کی کارروائی نہیں روکی جاتی۔ بے شک یہ آپ کا discretion ہے اور آپ کے پاس لامحدود پاورز ہیں کہ آپ جس طریقے سے بھی ہاؤس کو چلائیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ کمیٹی چاہے ایک گھنٹہ لگا کر آئے، دو گھنٹے لگا کر آئے وہ جو بھی بات ہو گی آ کر یہاں عرض کر دیں گے۔ میری یہ عرض ہے کہ آپ ہاؤس کی کارروائی کو چلائیں۔

جناب سپیکر: ہم نے کب کارروائی روکی ہے۔ آپ کے بات بات پر پوائنٹ آف آرڈرز آ رہے ہیں کارروائی تو آپ آگے نہیں بڑھنے دے رہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آپ نے ہمیں اپوزیشن کے لوگوں کو منا کر ہاؤس میں لانے کے لئے بھیجا تھا اور آج جو آپ کی کمیٹی گئی ہم نے ان سے کافی detail میں بات کی۔ انہیں ہم نے کہا کہ آپ کو پنجاب کے عوام نے اس لئے منتخب نہیں کیا کہ آپ یہاں باہر کیمپ لگائیں اور وہاں پر بیٹھیں۔ آپ آئیں کیونکہ بجٹ ایک اہم issue ہوتا ہے۔ آپ بجٹ کی بحث میں آ کر حصہ لیں اور اپنی رائے ایوان میں دیں۔ ہمارے ہر طرح سے ان کو کہنے کے باوجود بھی وہ آنے کے لئے تیار نہیں۔ ہمیں یہ محسوس ہوا ہے کہ انہیں پیچھے سے ہدایات ہیں شاید ایوان صدر سے ان کو ہدایات ہیں کہ انہوں نے ہاؤس میں نہیں آنا۔ ہم جو پانچ وزراء گئے تھے ہم نے ہر لحاظ سے کوشش کی ہے اور آج ہم نے ان کی باقاعدہ منتیں تک کی ہیں اور ہر طرح سے درخواست کی ہے کہ وہ ہاؤس میں آئیں اور آ کر اپوزیشن کا کردار ادا کریں۔ مگر شاید باہر میڈیا کوریج بھی زیادہ ملتی ہے میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گا کہ پنجاب کے عوام دیکھ رہے ہیں کہ ان کا رول کیا ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں ان سے ہماری یہ بات ہوئی ہے اور وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ ان کو بلائیں گے تو وہ آپ سے بیٹھ کر مذاکرات کرنے کو تیار ہیں۔ آج کی کمیٹی کا break through یہ ہے کہ وہ آپ سے بیٹھ کر مذاکرات کرنے کو تیار ہیں اور اس کے لئے ہم نے ان سے یہ کہا ہے کہ ہم پانچ وزراء on behalf of the Orders of the Speaker آئے ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ چار پانچ لوگوں کا وفد بھیجیں یا سارے آئیں اور سپیکر صاحب کے چیمبر میں بیٹھیں اور سپیکر صاحب آپ کی بات سن لیتے ہیں۔ وہ اس بات کے لئے تیار

ہیں اگر آپ ان کو چیمبر میں بلائیں گے تو وہ آپ کے پاس آنے کو تیار ہیں مگر ہمارے کہنے پر وہ نہیں آ رہے ہیں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ملتان میں ایک انتہائی افسوسناک واقعہ پیش آیا ہے وہ یہ کہ وہاں پر "اپنا" ٹی وی اور "کوک" ٹی۔وی کے دفاتر پر حملہ ہوا ہے اور اسی طرح اسلام آباد جاتے ہوئے کچھ صحافیوں سے کیمرے چھینے گئے ہیں۔ میں اپنے صحافی بھائیوں کو اس ہاؤس کی وساطت سے یہ یقین دلاتا ہوں کہ اس پر پورا ایکشن لیا جائے گا اور جو لوگ اس میں ملوث ہوں گے ان کے ساتھ کسی قسم کی کوئی رعایت نہیں برتی جائے گی اور اس بارے میں پہلے بھی ہم نے احکامات جاری کئے ہیں اور مزید بھی میں ان کی خود نگرانی کروں گا۔ شکریہ

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ آج بھی اگر آپ ان کو اپنے چیمبر میں بلالیں تو ان کی تعداد بیس پچیس سے زیادہ نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: اب اسمبلی کا بزنس چھوڑ کر تو نہیں جایا جائے گا مناسب یہی ہے کہ اجلاس کے بعد میں ان سے ملتا ہوں۔

محترمہ مائزہ حمید: پوائنٹ آف آرڈر۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی نہیں۔ میرے خیال میں اب ہمیں کام شروع کرنا چاہئے۔ اب ہم تحاریک استحقاقات کو لیتے ہیں۔ محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کی تحریک استحقاق تھی انہوں نے کہا ہے کہ اس تحریک کو pending کیا جائے تو اس کو کل تک کے لئے pending کرتے ہیں۔ اگلی تحریک سعید اکبر نوانی صاحب کی طرف سے ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میری تجویز ہے کہ آپ پندرہ منٹ کے لئے ہاؤس adjourn کر کے اپوزیشن کو بلالیں کیونکہ اس میں بدنامی حکومت کی ہو رہی ہے اور کسی کی نہیں ہو رہی۔ اس لئے آپ کے اوپر بھی یہ ہے آپ سپیکر ہیں!

You are custodian of the House; they are members of this House

اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ آپ اس پر غور کریں۔ دس پندرہ منٹ کے لئے ہاؤس adjourn کر کے ان کو بلالیں۔ تاکہ یہ مسئلہ حل ہو جائے۔ ورنہ پھر یہ آپ کے اوپر آئے گا کہ منسٹر صاحب نے تجویز دی اور آپ نے اس پر عملدرآمد نہیں کیا۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری تجویز یہ ہے کہ ڈپٹی سپیکر صاحب یا پینل آف چیئرمین میں سے کوئی بیٹھ جائے اور ہاؤس کی کارروائی جاری رہے۔ آپ دس پندرہ منٹ کے لئے ان کی بات سن لیں۔ بزنس چلتا رہے۔ ان کی بات سننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

آر۔پی۔او فیصل آباد کا معزز رکن اسمبلی سے فون پر بات کرنے سے گریز ----(جاری)

جناب سپیکر: جیسا کہ آپ سب نے سنا ہے کہ ہم تحاریک استحقاقات لے رہے ہیں اور سعید اکبر نوانی صاحب کی تحریک ہے اس کو انہوں نے پڑھا ہوا ہے اور اس کا جواب کامران مائیکل صاحب دینا چاہتے ہیں۔ ان کا جواب سن لیا جائے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! چونکہ ابھی اس کا جواب محکمہ کی طرف سے موصول نہیں ہوا۔ میں چاہوں گا کہ اس کو ایک ہفتہ کے لئے pending کر لیا جائے کیونکہ ہمارے وزیر قانون الیکشن لڑنے گئے ہیں اور جیسے ہی وہ آتے ہیں اس کے بعد اس کو take up کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: خان صاحب! ان کی بات بھی جائز ہے کہ ابھی محکمہ کا جواب نہیں آیا ہے ہم اس کو pending کر دیتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ ہمیں بات کرنے کا موقع تو دیں۔ میں نے یہ تحریک پڑھ دی تھی اس کا جواب آنا تھا اب یہ ہاؤس کی پراپرٹی ہے۔ اس دن وزیر قانون صاحب نے فرمایا کہ مجھے اس کے admission پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مجھے حیرانگی ہے کہ ایک وزیر صاحب پچھلے تین ہفتوں سے یہی فرمار ہے ہیں اور متعلقہ محکمہ ان کو جواب ہی نہیں دیتا تو اس میں میرا اور اس ہاؤس کا کیا قصور ہے؟ جناب والا! میری گزارش ہے کہ ویسے بھی وزیر صاحبان اور خاص طور پر آپ کو کبھی بھی تحریک استحقاق پر بات کرنی ہی نہیں چاہئے کیونکہ اس ہاؤس کا ایک ہی فورم ہے کہ جہاں کوئی بھی ممبر اپنی کسی بھی بات کو agitate کر سکتا ہے اس کے علاوہ کوئی فورم نہیں ہے اور rules and procedure میں کوئی ایسی بات نہیں ہے اور میں نے یہاں پچھلے 24 سال سے اس ہاؤس میں دیکھا ہے کہ اس بات کو سپیکر سب سے زیادہ support کرتا ہے۔ میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ اپوزیشن ممبران کی تحاریک استحقاق حکومت کی مخالفت کے باوجود سپیکر ان کو admit کر کے اسے کمیٹی میں بھیجتے رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مجھے اس بات پر سخت اعتراض ہے کہ تین ہفتے گزرنے کے بعد بھی حکومت کے متعلقہ وزیر کو متعلقہ محکمہ نے جواب ہی نہیں بھیجا۔ مجھے آپ سے یہی گزارش کرنی ہے کہ آپ اسی بات کو precedent بناتے ہوئے کہ اگر یہ لوگ اس بات کو وزن نہیں دیتے تو آپ ہماری بات کو وزن دیں اور اس کو admit کر کے کمیٹی کو بھجوائیں اور میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کمیٹی نے اسے پھانسی نہیں لگا دینی بلکہ کمیٹی بھی ہر بات کی انکوائری کرتی ہے۔ کمیٹی میری بات بھی سنے گی اور اس کو بھی پورا موقع ملے گا اور پھر کمیٹی کے ممبران انصاف پر فیصلہ کریں گے کیونکہ کمیٹی کا کام انکوائری کرنا ہے، اس کا فوری جزا و سزا دینا کام نہیں ہے۔

جناب سپیکر! یہ ہاؤس پر binding نہیں ہے کہ اگر متعلقہ محکمہ جواب نہیں بھیجتا تو یہ ہاؤس اس کا انتظار کرتا رہے اور ممبر اس کے انتظار میں رہیں کہ جب متعلقہ محکمہ اور ان کے افسران کا موڈ ہو گا تو وہ جواب دیں گے، ہم اس کے جواب کے قطعاً پابند نہیں ہیں۔ آپ custodian of the House ہیں اور آپ اس بات کی پابندی کو کبھی بھی ملحوظ نہ رکھیں اور پہلے دن کی کارروائی کا ریکارڈ دیکھ لیں کہ وزیر قانون نے فرمایا تھا کہ مجھے اس تحریک استحقاق پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اگر آپ admit کر لیں، صرف خدشہ یہ تھا کہ اس وقت چونکہ سپیشل کمیٹی تشکیل نہیں دی گئی تھی۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ جب یہ تحریک کمیٹی کے پاس جائے گی تو کمیٹی کے ممبران نے اس

کی جانچ پڑتال، سکروٹنی اور انکوائری کرنی ہے اور پھر وہاں پر انصاف پر فیصلہ ہوتا ہے۔ 1985 سے آج تک میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ کبھی بھی استحقاق کمیٹی یا سپیشل کمیٹی پر کسی آدمی نے اعتراض نہیں کیا کیونکہ یہ باعزت لوگ ہیں اور عوامی نمائندگان ہیں، ان پر ایک ذمہ داری ہوتی ہے کہ ہم اپنے آدمی کے لئے کوئی ناانصافی نہ کریں۔ کبھی بھی انہوں نے ناانصافی نہیں کی۔

جناب سپیکر: نوانی صاحب! میں قطعاً یہ نہیں چاہتا کہ ان چیزوں میں delay ہو اور آپ کے استحقاق کو اگر کوئی ٹھیس پہنچے تو اس کو نہ سنا جائے اور اس کو کسی کمیٹی کے سپرد نہ کیا جائے، میری قطعاً یہ نیت ہے اور نہ میں یہ چاہوں گا لیکن ہم بھی قانون اور عوام کے سامنے جوابدہ ہیں۔ کسی کو unheard condemned نہیں کیا جا سکتا۔ میری گزارش یہ ہو گی کہ آپ صبر سے کام لے لیں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! سعید نوانی صاحب اس ہاؤس کے پرانے ممبر ہیں اور میں ان کا انتہائی احترام کرتا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پہلے تو یہ دیکھنا چاہئے کہ اتنے دنوں تک جواب کیوں نہیں آیا۔ اس کا جواب ہر صورت آنا چاہئے تھا اور جس طرح نوانی صاحب نے کہا ہے تو میں ان کی اس بات کی حکومت کی طرف سے تائید کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں اس تحریک کو سپیشل کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔ اگلی تحریک استحقاق حافظ قمر حیات کاٹھیا صاحب کی ہے۔ تشریف نہیں رکھتے، اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق چودھری ظہیر الدین، چودھری عامر سلطان چیمہ، ڈاکٹر سامیہ امجد، چودھری مونس الٰہی، چودھری عبداللہ یوسف، محترمہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر کی طرف سے مشترکہ ہے اور ان کی طرف سے request ہے کہ اس کو pending کر دیا جائے۔ اس کو pending کیا جاتا ہے۔

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ بابت سال 09-2008 پر عام بحث

جناب سپیکر: اب ہم سالانہ بجٹ بابت سال 09-2008 پر بحث شروع کرتے ہیں اور بحث کا آغاز کرنے کے لئے مسلم لیگ (فنکشنل) کے پارلیمانی لیڈر مخدوم سید احمد محمود صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

مخدوم سید احمد محمود: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف، سینئر وزیر راجہ ریاض احمد، وزیر خزانہ صاحب، اس حکومت اور پوری کابینہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے مل جل کر پنجاب کا بجٹ پیش کیا۔ یہ بجٹ ایک ایسے وقت میں پیش کیا گیا جبکہ ہر طرف پریشانی ہے اور بے یقینی کی صورتحال ہے۔ میں اس لئے بھی انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ مشکل ترین حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے انہوں نے جو بجٹ پیش کیا ہے وہ ایک vision کے تحت ہے اور میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قوموں کی ترقی و خوشحالی کے لئے تین fundamentals صحت، تعلیم اور روزگار ہوتے ہیں۔ کمال کی بات یہ ہے کہ ہماری سیاست کا حال دیکھیں کہ ہم ایم۔این۔ایز اور ایم۔پی۔ایز پر سیاسی طور پر پریشر یہ ہوتا ہے کہ لوگ ہم سے سڑکیں مانگتے ہیں، بجلی مانگتے ہیں، گلیوں اور نالیوں کی sanitation کے لئے پیسے مانگتے ہیں، سوئی گیس کے لئے ہمیں کہتے ہیں۔ میں ایک منتخب نمائندہ ہوں لیکن کبھی کوئی شخص میرے پاس یہ کہنے نہیں آیا کہ تعلیم پر توجہ دو، صحت پر توجہ دو لہذا یہ دونوں neglected areas ہیں۔ میں آپ کو فخریہ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب میں ضلع ناظم بنا تو میں نے ان دو چیزوں پر attack اس لئے کیا کہ ان دو چیزوں کا پریشر سیاستدانوں پر نہیں تھا اور آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ رحیم یار خان میں جو health initiative شروع کیا گیا تو اس سے عوام کی اصل میں ایسے تقدیر بدل گئی کہ ہمارے ضلع میں 104 B.H.Us ہوا کرتے تھے اور یہاں پر کوئی دوائی اور کوئی ڈاکٹر موجود نہیں تھا۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ پانچ ہزار آدمی یہاں سے مستفید ہوتے تھے لیکن جب ہم نے اپنا initiative لیا اور اس پر عملدرآمد کیا اور complex problems کا simple solution ڈھونڈا تو آپ سن کر یہ حیران ہوں گے کہ وہ initiative اتنا کامیاب ہوا کہ جہاں ایک مہینے میں صرف پانچ ہزار لوگ مستفید ہو رہے تھے، وہ figure بڑھ کر دو لاکھ افراد پر پہنچ گیا اور اب ضلع رحیم یار خان کے ہر

B.H.Us میں ڈاکٹر موجود ہیں اور ہر B.H.Us میں 28,29 دوائیوں کی بجائے 150 دوائیاں موجود ہیں جن میں vitamins بھی ہیں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ تمام تر کام کئے جا سکتے ہیں Health sector اور Education sector میں improvement لائی جا سکتی ہے لیکن پچھلے ساٹھ سالوں سے جو کچھ ہو رہا ہے اور جو system اس وقت رائج ہے وہ system یہ تبدیلی لانے کا ذریعہ نہیں رکھتا۔ ہمیں radical changes کرنے پڑیں گے۔ میں نے آپ کو B.H.Us کی مثال دی آپ مجھ سے یہ پوچھیں کہ یہ ہوا کیسے تو میں یہ عرض کروں کہ system کو re-engineer کر دیا گیا تھا۔ Health Department سے پیسے لے لئے گئے اور وہ پیسے لے کر جو 104 B.H.Us کا بجٹ تھا یہ میرا initiative تھا وہ ہم نے Health Department سے پیسے لے لئے اور ایک حکومت کی N.G.O P.R.S.P کو دے دیئے اور ان کو کہا گیا کہ یہ پیسے سنبھالو، 104 ناکارہ buildings کو سنبھالو اور اس پورے عملے کو سنبھالو۔ جناب والا! اسی بجٹ میں جو Health Department لیا کرتا تھا جب وہ P.R.S.P کے پاس گیا تو ڈاکٹرز بھی مہیا ہو گئے، دوائیاں 150 قسم کی ہو گئیں پہلے 28 قسم کی دوائیاں ملتی تھیں وہ بھی generic ناموں سے، پھر 150 قسم کی دوائیاں ہو گئیں۔ وہاں ڈاکٹر بیٹھنے لگ گیا، decorum ٹھیک ہو گیا، lawn ٹھیک ہو گیا، پھلواڑی لگ گئی اور B.H.U کی شکل بدل گئی۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہاں کابینہ بیٹھی ہوئی ہے حکومت بیٹھی ہوئی ہے کہ re-engineer کرنا پڑے گا۔ اس پرانے setup نے کوئی improvement لے کر نہیں آنی نہ education میں یہ کچھ لے کر آ سکتے ہیں اگر یہ لے کر آنے والے ہوتے تو ساٹھ سال میں آ چکی ہوتی۔ میں نے education sector میں reform کیا یہ جو پڑھا لکھا پنجاب کا نعرہ چودھری پرویز الٰہی نے لگایا یہ Education Reform Programme رحیم یار خان میں تیار کیا گیا اور world bank کے head جان وال خود رحیم یار خان تشریف لائے وہاں M.O.U sign ہوا اور چھ ضلعوں پر مشتمل یہ پروگرام چلا۔ اس پروگرام کو وزیر اعلیٰ پنجاب نے پڑھا لکھا پنجاب کا نام دیا اور سارا پیسا جو ورلڈ بنک نے دیا وہ اپنی advertisement پر خرچ کر دیا۔ میرا تمام باتیں کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ جو موجودہ setup ہے، جو موجودہ Education department ہے، جو موجودہ Health department ہے، جو موجودہ Agriculture department ہے اور جو موجودہ Livestock department ہے میں آپ کو on the floor of the House حلفاً کہتا ہوں اور میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ یہ اس قابل نہیں

ہے کہ یہ اس ملک میں کسی قسم کی تبدیلی لا سکے۔ systemکو re engineer کرنا پڑے گا ان سے کام لینے کے لئے visionسیاستدانوں کو دینا پڑے گا کیونکہ یہ implementکرنے والے لوگ ہیں یہ implement کرنا جانتے ہیں۔ اگر ان پر پالیسی بنانا چھوڑا گیا تو میری بات آپ سن لیں اور اس Houseکے توسط سے میں آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پھر اس ملک میں تبدیلی آنے والی نہیں۔ وزیر خزانہ سے میری گزارش ہے کہ Education sectorمیں، Health sector میں، Livestock sector میں reformلانے کے لئے آپ کو radical changesکرنا پڑیں گی، آپ کو دنیا کو دیکھنا پڑے گا جو دنیا کر رہی ہے وہ ہمیں کرنا پڑے گا۔ آج کل informationکے لئے افلاطون ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں ہے آج کل پوری دنیا کی information availableہے۔ آپ دنیا کی informationلے کر چلیں اپنا visionتیار کریں۔ Education Ministerکو چاہیے کہ educationکا vision دیں اور اس vision کو implementکرنے کے لئے Education Ministryکام کرے۔ یہاں پر Agriculture Ministerموجود ہیں زمیندار گھرانے سے ان کا تعلق ہے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اور عزت دار باوقار شخص ہیں ان کو چاہیے کہ وہ Agriculture Ministryکا visionبنائیں اور وہ visionاس Houseمیں پیش کریں اس Houseمیں بحث ہونی چاہیے اور اس کے بعد وہ Agriculture Ministry vision کے پاس جائے۔ ہمیں بھی پتا ہو کہ Ministerنے یہ visionدیا ہے اور visionکو اس Houseنے endorseکیا ہے انشاء اللہ اگلے سال میں یہ implementہو جائے گا لیکن ہم لوگ بجٹ پر بحث کرتے ہوئے یہاں بیٹھے رہے اور visionکسی کے پاس نہ ہوا تو educationمیں بہتری آئے گی، agricultureمیں بہتری آئے گی اور نہ ہی livestockمیں بہتری آئے گی۔ یہ ساری باتیں میں اس لئے کر رہا ہوں کہ میں نے اپنی زندگی میں جو achieveکیا ہے وہ ان تمام شعبوں میں کر چکا ہوں لہذا میری آپ سے گزارش یہ ہے اور میں اس بات کو سمجھتا ہوں کہ یہ بہت important issueہے اور یہ بجٹ اجلاس ہے یہاں پوری کابینہ بیٹھی ہے اور Houseسن رہا ہے ہمیں یہاں پر visionلے کر آنے پڑیں گے اور ہر محکمے کا اپنا vision ہونا چاہیے اور اس کو implementکرنے کے لئے bureaucracyکو وقت دینا چاہیے۔ میں یہاں یہ بھی بات کرنا چاہتا ہوں کہ میرا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے۔ میرا تعلق اس ضلع سے ہے جو اس صوبے کی tailہے ہمارا سندھ سے بارڈر ملتا ہے۔ صادق آباد اور لاہور کا فاصلہ، صادق آباد اور کراچی کے فاصلے کے برابر ہے۔ Issue یہ ہے کہ جب صادق آباد سے Board of

Revenue کی پیشی پر ایک آدمی چلتا ہے تو اس کی ایک سال کی روزی ایک سفر میں ماری جاتی ہے کیونکہ ساڑھے چار سو میل اگر وہ Daewoo پر بھی آئے تو اس کا آپ حساب لگالیں کہ کتنا اس کا آنے جانے کا کرایہ لگے گا اور کہاں پر وہ رہائش حاصل کرے گا اور جب وہ Board of Revenue میں پیش ہوتا ہے تو اسے کہا جاتا ہے کہ آج صاحب نہیں آئے پیشی اگلی دفعہ ہے اگلے مہینے آنا۔ حکومت نے یہ بجٹ پیش کیا ہے میری اپنی خواہش یہ ہے کہ بجائے صادق آباد سے ایک سائل کو یہاں پر بلائے Board of Revenue کو چاہیے کہ وہ خود رحیم یار خان چلا جائے اور رحیم یار خان کے جتنے مقدمات ہیں وہ رحیم یار خان میں بیٹھ کر سنیں۔ ایک افسر صادق آباد سے لے کر اٹک تک تمام فائل اس کے سامنے لاہور میں پیش ہوں تو میری گزارش ہے کہ حکومت بندوبست کرے کہ Board of Revenue کے تمام تر مقدمات کے فیصلے مقامی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر میں ہونے چاہئیں اور یہ دو چار افسر ہیں یہ وہاں جائیں پیشی کریں، سنیں اور D.C.O کے دفتر میں بیٹھ کر عدالت لگائیں۔ دوسرا میرا issue یہ ہے کہ چونکہ ہم tail پر ہیں اور ہم بنیادی طور پر دور کے لوگ ہیں اور ہمیں لاہور والوں سے ڈر بھی لگتا ہے ہماری زبان میں وہ طاقت نہیں ہے جو لاہور کے ارد گرد رہنے والوں میں ہے اس لئے ہم بہت پیچھے رہ چکے ہیں۔

جناب سپیکر: مخدوم صاحب! ماشاء اللہ آپ ہی تو اسلام کو لے کر وہاں سے ادھر آئے ہیں۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! مہربانی، میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اندازہ کریں کہ رحیم یار خان جو 36 لاکھ کی آبادی کا ضلع ہے اور وہاں پورے ضلع میں صرف چار گرلز ڈگری کالج ہیں اور یہ بڑا wider ضلع ہے یہ نہیں کہ بڑا تھکا ہوا ضلع ہے وہ بڑا wider اور امیر ضلع ہے لیکن وہاں صرف چار گرلز ڈگری کالج ہیں۔ گوجرانوالہ ہمارے برابر آبادی کا ضلع ہے میری وزیر خزانہ سے گزارش ہو گی کہ یہ بندوبست کریں کہ ہمیں کم از کم اس بجٹ میں گوجرانوالہ کے برابر کھڑا کر دیا جائے اور جب education اور health sectors میں جو facilities گوجرانوالہ کے پاس ہیں میں چاہوں گا کہ وہ South of Punjab میں بھی ہوں بلکہ ہر ضلع کو دیکھا جائے اور جو ضلع آبادی کے لحاظ سے Upper Punjab کے برابر ہو اس ضلع کو ملا لیا جائے ہم آپ سے extra نہیں مانگتے ہم صرف یہ گزارش کرتے ہیں کہ ہماری محرومی کو دور کرنے کا سب سے پہلا step یہ ہونا چاہیے کہ جو گوجرانوالہ میں ہے اتنا رحیم یار خان میں کر دیا جائے۔ گجرات 25 لاکھ کی آبادی کا ضلع ہے جو کچھ گجرات میں ہے وہ بہاولپور سے compare کر لیا جائے اور education اور health sector

میں پورا کر دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو اسمبلی میں کھڑے ہو کر بات کی جاتی ہے کہ جنوبی پنجاب کو بہت احساس محرومی ہے اور احساس محرومی کو گرانٹ دے کر یا announcement کر کے یا بھیک دے کر یا اس طریقے سے محسوس کرا کے کہ ہم دینے والے اور تم لینے والے ہو اس محرومی کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اس محرومی کو ختم کرنے کے لئے پالیسیاں بنائی جائیں اور وہ پالیسی یہ ہونی چاہیے کہ جو ہمارا حق ہے وہ ہمیں ملنا چاہیے۔ رحیم یار خان کے حوالے سے ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور وہ نہری پانی کا مسئلہ ہے یہاں راجہ ریاض صاحب موجود ہیں میں بڑے مودبانہ طریقے سے ان کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ہم tail پر ہیں اور جب پنجاب میں پانی کی کمی ہوتی ہے تو بجائے اس کے کہ اس کمی کو پورا سسٹم share کرے وہ کمی ہم tail والوں پر ٹرانسفر کر دی جاتی ہے اور ہم پیاسے مر جاتے ہیں کیونکہ ہمارے علاقے میں ایسے چولستانی علاقے بھی ہیں جہاں پر پینے کا پانی بھی نہیں ہے اور ان کا گزارہ صرف نہری پانی کے ذریعے ہوتا ہے۔لہذا اگر پانی کی کمی ہے تو وہ کمی سب کو share کرنی چاہیے رحیم یار خان والے بھی اس کمی کا حصہ بنیں اور شیخوپورہ والے بھی اس کمی کا حصہ بنیں۔یہ نہیں ہونا چاہیے کہ جب پانی کی کمی ہو تو پوری کی پوری کمی tail پر ٹرانسفر کر دی جائے تو آپ کی وساطت سے سینئر منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ آپ بندوبست کریں اور دیکھیں کہ جب پانی کی shortage ہوتی ہے تو کیا اس shortage کو share کرنے کے لئے کوئی انصاف پر مبنی formula ہے؟ اگر نہیں ہے تو مہربانی کر کے بنا دیا جائے۔

جناب سپیکر! اللہ کے فضل و کرم سے اس وقت ملک میں جمہوریت ہے اور ملک میں موجود تمام سیاسی قوتیں حکومت میں ہیں اس لئے لوگوں کو بڑی امیدیں تھیں اور ہیں اور یہ میرا ایمان ہے کہ۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! وہ خود سینئر پارلیمنٹیرین ہیں ہم 1988 سے ان کو دیکھ رہے ہیں اور اس ہاؤس میں ان کے والد صاحب کی بھی ایک history ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ صرف آپ کو ایڈریس کریں directly he cannot address the minister یہی میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

مخدوم سید احمد محمود: تو میں اب ناظم شاہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ پتا نہیں میں کیا کہہ رہا تھا؟

سید ناظم حسین شاہ: tail کے پانی کی بات کر رہے تھے۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب والا بات پانی کی ہو رہی تھی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کا بڑی دیر سے پانی کا مسئلہ ہے۔

مخدوم سید احمد محمود: تو بس وہی گزارش تھی کہ پانی کا formula بنا دیا جائے shortage سب share کریں اور اگر پانی وافر ہے تو اس کا فائدہ بھی سب کو ہونا چاہیے۔ میں law and order کے مسئلے پر بات کرنا چاہتا تھا اور میں کہہ رہا تھا کہ ہم سب کو اس بات پر توجہ دینی چاہیے کہ ہم سب governance دینا سیکھیں بہت پہلے میری یہ کمزوری ہوا کرتی تھی کہ میرے ارد گرد کچھ Political optimist جمع ہو جاتے تھے اور وہ مجھ سے جائز اور ناجائز کام لیتے تھے اور پھر جب میں الیکشن میں جاتا تھا تو مجھے زیادہ تر ان کا جواب دینا پڑتا تھا لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں نے یہ سیکھا ہے کہ اگر آپ اپنے حلقہ میں governance dispense کرنے میں توجہ دیں تھانے، کچہری کی سیاست نہ کریں بلکہ تھانیداروں اور کچہری والوں کو پتا ہو کہ یہ شخص کسی سے انتقام نہیں لیتا بلکہ یہ اپنے مخالف کی حفاظت کرنا بھی جانتا ہے تو آپ یقین مانیں کہ اس بات کو بڑا ووٹ ملتا ہے میں نے اپنے حلقہ میں تھانے اور کچہری level پر total interference بند کی ہوئی ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان حالات میں جبکہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا بہت ہی افسوسناک، تکلیف دہ اور پریشان کن واقعہ رونما ہوا اور ہم ساؤتھ کے لوگ ہیں وہاں پر پاکستان پیپلز پارٹی ماشاء اللہ بڑی مضبوط ہے اس کے باوجود میرے قومی حلقہ میں جس پر جہانگیر ترین کھڑے تھے ان کی 45 ہزار کی lead آئی۔ میری ایک صوبائی سیٹ پر 29 ہزار اور دوسری صوبائی سیٹ پر 25 ہزار کی lead آئی۔ ہاؤس کے ممبران یہ سن کر بہت حیران ہوں گے کہ میرا براہ راست لوگوں کے ساتھ تعلق بہت کم ہے حلقے میں میری presence feel نہیں ہوتی لیکن ماشاء اللہ سسٹم ایسا ہے کہ وہاں پر سب کو پتا ہے کہ انتقام نہیں لیا جائے گا جھوٹا اور ناجائز پرچہ نہیں ہو گا احمد محمود کا کوئی دوست یہاں نہیں ہے جس کو ہم پوچھ نہیں سکتے۔ لہذا میں ممبران سے، اس ہاؤس سے، اس حکومت سے اور اس coalition سے جس کا میں بھی حصہ ہوں یہ گزارش کرتا ہوں کہ آئیں ہم سب بیٹھ کر pledge کریں کہ ان مشکل ترین حالات سے اس ملک کو نکالنے کے لئے ہم سب good governance پر کاربند ہو جائیں ایمانداری، دیانتداری، شرافت اور وفاداری کے ساتھ مل جل کر اس ملک کی خدمت کریں اور اس ملک کے education sector میں واضح improvement show کریں اس ملک

کی عوام کو Health sector میں ریفارمز لاکر دکھائیں اور اس ملک میں law and order کے حوالے سے political interference کو بند کر دیں،اس ملک میں بیوروکریسی کو میرٹ پر لگایا جائے اور ان سے میرٹ پر کام لیا جائے۔اس ملک میں انصاف کا بول بالا کر دیں میں آپ کو گارنٹی دیتا ہوں کہ اگلے الیکشن میں اس coalition کو پہلے سے دگنا ووٹ ملیں گے۔

جناب والا! اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں اس کو short کروں تو آخر میں ایک دو گزارشات کر کے ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: مجھے تو کوئی اعتراض نہیں دوسروں کی طرف دیکھ لیں

مخدوم سید احمد محمود: جناب والا! میں آخر میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ اس وقت پنجاب میں جو لیڈر شپ راجہ ریاض کی شکل میں اور میاں محمد شہباز شریف کی شکل میں وزیراعلیٰ کی حیثیت سے موجود ہے مجھے یقین ہے کہ یہ لیڈر شپ اس صوبے کو good governance دے گی اور امن وامان کے حوالے سے بہترین نمونہ ان کے سامنے رکھے گی مجھے امید ہے کہ یہ لیڈر شپ انشاءاللہ تعالیٰ اس ملک اور اس صوبے میں ایجوکیشن،ہیلتھ،ایگریکلچر،لائیو سٹاک اور باقی تمام اہم شعبہ جات میں اس صوبے کی عوام اور ہماری توقعات پر پورا اترے گی بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بھی شکریہ۔

جناب آصف منظور موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! میں آپ کی اس طرف تھوڑی سی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ rules and regulation کے مطابق آپ کو پورا اختیار حاصل ہے کہ آپ ایک سپیکر کے وقت کا تعین کر سکتے ہیں۔اب ممبران اسمبلی کی تعداد آپ کے سامنے ہے میرا خیال ہے کہ ابھی 22/23 مقررین آپ کے سامنے ہیں جیسے محترم مخدوم صاحب نے پچیس منٹ بات کی اگر سارے ممبران پچیس پچیس منٹ بات کریں گے تو میرے خیال میں سارے دن میں 10/8 مقررین اپنے علاقہ اور اپنی عوام کی بات پہنچا سکیں گے۔میری گزارش ہے کہ آپ ہر مقرر کے لئے time prescribe کریں۔

There is in writing this rule and regulation to you are responsible for this.

تو یہ kindly آپ کریں، انشاء اللہ ہم بھی آپ کے ساتھ cooperate کریں گے۔

جناب سپیکر: آپ نے اب پڑھے ہیں لیکن میں نے تو اللہ کے فضل سے آپ کے والد صاحب کے زمانے کے پڑھے ہوئے ہیں۔ میں نے آپ کی بات سن لی ہے اب پلیز آپ تشریف رکھیں۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری ندیم خادم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے وقت کی بات کی تو مجھے احساس ہو گیا ہے کہ پچیس منٹ پہلے والے لگا گئے ہیں اور آدھے سے زیادہ ممبران چلے گئے ہیں اس لئے میں پانچ یا چھ منٹ سے زیادہ نہیں لگاؤں گا۔

جناب سپیکر: ان کا استحقاق اس لئے ہے کہ انہوں نے اپنی بھی تقریر کرنی تھی اور دوسرا وہ ایک پارلیمانی پارٹی کے پارلیمانی لیڈر بھی ہیں اس لئے ہمیں ان کا تھوڑا سا احساس کرنا چاہیے

چودھری ندیم خادم: مگر اتنی لمبی بات بھی نہیں ہونی چاہیے کہ سارا ہاؤس خالی ہو جائے۔ جیسا اقتدار کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ پھولوں کی سیج ہوتی ہے مگر جو اقتدار ہمیں ملا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ پھولوں کی سیج نہیں ہے ہمارے لئے بہت بڑا چیلنج ہے۔۔۔(شور وغل)

MR SPEAKER: Order in the House.

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! جن حالات میں وزیر خزانہ نے یہ بجٹ پیش کیا ہے اگر ان حالات کو ایک طرف رکھ کر بجٹ کو دیکھا جائے تو میں وزیر خزانہ صاحب، سینئر وزیر راجہ ریاض صاحب اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اتنے مشکل اور کٹھن حالات میں اچھا بجٹ پیش کیا ہے۔ میں basic rights کے بارے میں چند ایک گزارشات آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ ہمارے بنیادی حقوق کے حوالے سے آپ امن وامان کی صورتحال دیکھ لیں۔ ہمارے ملک میں امن وامان اور عدل وانصاف کی کیا صورتحال ہے، اس کا معیار کیا ہے، ہماری عدالتیں کیا کر رہی ہیں، کس طریقے سے چل رہی ہیں؟

جناب سپیکر! ماتحت عدالتوں کے لئے جو کچھ اس بجٹ میں announce کیا گیا ہے وہ بھی خوش آئند ہے۔ تقریباً تین گنا ان کے allowances بڑھائے گئے ہیں۔ وہ judges جو انصاف

میں رکاوٹ بنتے ہیں ان کی برطرفی کا بھی کہا گیا ہے۔ ہمارے سابق چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ، چودھری افتخار حسین کا بھی اس بجٹ میں بڑا ذکر آیا ہے۔ وہ میرے سیاسی مخالف بھی ہیں۔ یوں تو انہوں نے پورے پنجاب کی عوام کے ساتھ ناانصافیاں کی ہیں لیکن خاص طور پر جہلم کی عوام کے ساتھ ان کے ظلم ناقابل بیان ہیں۔ میرے ساتھ انہوں نے کیا کچھ نہیں کیا؟ مجھے قتل کے جھوٹے مقدمے میں ملوث کر کے تین مہینے تک جیل میں رکھا۔ میرے خلاف ان کی طرف سے چھ جھوٹے مقدمات بنوائے گئے، تین مرتبہ مجھے جیل بھجوایا گیا۔ انہوں نے غلط طریقے سے اپنے پسندیدہ آدمیوں کو نوکریاں دلوائیں۔ ان سب باتوں کا حساب کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کا یہ ایک بہت ہی اچھا step ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس پر عمل درآمد بھی ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر! ہمارے لوگوں کی صحت کا معیار بہتر نہیں ہے۔ سرکاری ہسپتالوں میں لوگوں کو proper care نہیں دی جاتی۔ مجبوراً لوگ پرائیویٹ ہسپتالوں کی طرف رُخ کرتے ہیں۔ لوگ اس لئے پرائیویٹ ہسپتالوں میں جاتے ہیں کیونکہ سرکاری ہسپتالوں میں وہ سہولیات میسر نہیں ہیں جو کہ ان پرائیویٹ ہسپتالوں میں مل جاتی ہیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ ہر Divisional level پر ایک international standard کا ہسپتال بنایا جائے جس میں لوگوں کو تمام سہولتیں اور ادویات مفت مہیا ہونی چاہییں۔ dialysis centre کی بحالی کا کہا گیا ہے۔ یہ سنٹر زہر ضلع کی سطح پر موجود ہیں مگر کچھ اضلاع کی تحصیلیں ایسی ہیں جو کہ ضلعی ہیڈ کوارٹر سے دو دو سو کلومیٹر دور ہیں۔ میری گزارش ہے کہ ان تحصیلوں میں بھی dialysis centre قائم کئے جائیں یا پھر ہر ضلع کی سطح پر دو دو dialysis centre قائم کر دیئے جائیں۔

جناب سپیکر! شہروں میں پینے کے صاف پانی کا بڑا مسئلہ ہے۔ اس جانب خصوصی توجہ دی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر لوگوں کو پینے کے لئے صاف پانی میسر آ جائے تو آدھی سے زیادہ بیماریاں ختم ہو سکتی ہیں۔

تعلیم کے حوالے سے عرض کروں گا کہ اگر آپ سرکاری اور پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں سے کوئی دو outstanding بچے لیں، ایک سرکاری سکول سے اور دوسرا بچہ پرائیویٹ سکول سے لیں تو ان کا معیار آپس میں نہیں ملے گا۔ اس طرف توجہ دی جائے، سرکاری سکولوں میں تعلیم کا معیار بہتر کیا جائے۔ موجودہ بجٹ میں اساتذہ کے حوالے سے یہ بات کہی گئی ہے کہ جو اساتذہ بہتر کارکردگی

دکھائیں گے انھیں خصوصی allowances دیئے جائیں گے۔ یہ بڑی اچھی بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے سرکاری سکولوں کا تعلیمی معیار بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر! بجٹ میں کہا گیا ہے کہ بے روزگاری کا خاتمہ کیا جائے گا۔ اس مقصد کے لئے 117۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک صنعتی اور زرعی پیداوار میں اضافہ نہیں ہوگا اس وقت تک روزگار کے مواقع نہیں بڑھیں گے۔ ہمیں فنی تعلیم کی طرف توجہ دینا ہوگی۔ تعمیرات کے شعبے میں کام کرنے والے لوگ مثلاً مزدور، مستری، پلمبر وغیرہ کی اس وقت مڈل ایسٹ میں بہت زیادہ ڈیمانڈ ہے۔ اگر ہم اس طرف توجہ دیں تو اس سے بے روزگاری میں خاصی کمی واقع ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! اگر ہم پنجاب کی عوام کو خوش حال دیکھنا چاہتے ہیں تو پھر وسائل کا غلط استعمال نہیں ہونا چاہیے۔ ان کا proper اور صحیح استعمال ہونا چاہیے۔ ہمارے بجٹ میں زراعت کے حوالے سے ایک بڑی اچھی تجویز دی گئی ہے کہ کسانوں کو کمپیوٹرائزڈ قرعہ اندازی کے ذریعے ایک لاکھ روپے subsidy کے ساتھ ٹریکٹر دیئے جائیں گے۔ اسی طرح تعلیم یافتہ بے روزگار کسانوں کو ساڑھے بارہ ایکڑ زمین دی جارہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھے اقدامات ہیں۔ بجلی کی کمی اور ڈیزل مہنگا ہونے کی وجہ سے جو مسائل پیدا ہو رہے ہیں ان کو چھوٹے ڈیم بنا کر دور کیا جا سکتا ہے۔ خصوصی طور پر ہمارے علاقے میں جہاں پر کم زمینیں ہیں اور نہری نظام بھی نہیں ہے۔ وہاں پر بجلی میسر نہیں ہے اور ڈیزل اتنا مہنگا ہے کہ لوگ afford نہیں کر سکتے۔ لہٰذا ان کے لئے چھوٹے ڈیم بنائے جائیں۔

جناب سپیکر! میں آخر، میں امن وامان کی صورتحال کے حوالے سے بات کروں گا۔ اس بجٹ میں امن وامان کی بحالی کے لئے تقریباً 130۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ معاشی استحکام اور صنعتی ترقی کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ امن وامان کی صورتحال ٹھیک ہو۔ اگر باہر سے investors آتے ہیں اور ان کو یہاں پر تحفظ نہیں ملے گا تو وہ یہاں آکر پیسا invest نہیں کریں گے۔ امن وامان کو برقرار رکھنے میں پولیس اہم role ادا کرتی ہے۔ موٹروے پولیس کا ہم تجربہ کر چکے ہیں۔ وہ آٹھ گھنٹے ڈیوٹی کرتے ہیں، ان کی تنخواہیں بہت اچھی ہیں۔ ان کے حوالے سے کرپشن کی کبھی کوئی شکایت نہیں آئی۔ میری حکومت پنجاب سے یہ گزارش ہے کہ اگر تھانے کی سطح پر پولیس سے آٹھ گھنٹے ڈیوٹی لی جائے، ان کی تنخواہیں بھی موٹروے پولیس کے برابر کر دی جائیں تو پھر میں نہیں

سمجھتا کہ امن وامان کی صورتحال خراب ہوگی۔اگر آپ ایسا کر دیں تو مہربانی ہوگی۔اب آپ وقت ختم ہونے کا اشارہ کر رہے ہیں۔باتیں تو ابھی کافی رہتی ہیں مگر آپ کا حکم ہے۔میرے والد صاحب بھی اس ہاؤس کے چار پانچ مرتبہ لگاتار ممبر رہ چکے ہیں۔انہوں نے مجھے سمجھا کر بھیجا تھا کہ جب سپیکر کہیں کہ بیٹھ جاؤ تو بیٹھ جانا ہے اس لئے اللہ حافظ۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب گوہرافشانی فرمائیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! آپ کی بہت مہربانی۔ویسے تو روایت یہ ہے کہ جب بجٹ پیش ہوتا ہے تو وزیر خزانہ کے بعد اپوزیشن بنچز میں سے کسی کو اظہار خیال کا موقع ملتا ہے لیکن اس دفعہ تو آپ کے پاس coalition میں ہی انتارش ہے۔میں مبارکباد دیتا ہوں کہ اس مقدس ایوان نے آپ کو پاکستان بننے کے بعد پنجاب کا سولھواں اور جب سے یہ اسمبلی بنی ہے اکیسواں سپیکر مقرر کیا گیا ہے اور جمہوری روایات کے اس ہاؤس نے مجھے اور میرے دوستوں کو یہ موقع عطا فرمایا کہ ہم پنجاب کے بجٹ پر، پنجاب کی عوام کی ضروریات پر، ان کی مشکلات پر اپنی رائے کا اظہار کر سکیں۔یہ جو جمہوریت کی صبح طلوع ہو رہی ہے، امید کی کرن پنجاب کے عوام کے لئے جاگ رہی ہے اس کے لئے جن لیڈروں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور جنہوں نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر کے جمہوریت کی اس گاڑی کو پٹری پر چڑھانے کی کوشش کی میں ان کو سب سے پہلے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! جب بجٹ پیش ہوتا ہے تو عوام اسے figures کی ایک جادوگری کا نام دیتے ہیں جس میں کاغذی طور پر تو عوام کی امیدوں پر پورا اترنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ساٹھ سال کی ان مشکلات میں وزیر خزانہ صاحب نے بھی کوشش کی کہ یہ پنجاب کے لوگوں کے دکھوں کا مداوا کر سکیں۔میں اس بجٹ کو تنقید برائے تنقید کا نشانہ نہیں بناؤں گا۔میں چند ایک تجاویز آپ کی وساطت سے گوش گزار کرنا چاہوں گا جو پنجاب کے عوام کا حق ہے، ان کی جائز ضرورت ہے اور میرے اور آپ کے اس ایوان کے موجود ہونے پر ہمیں یہ چاہیے کہ ہم ان کی بنیادی ضروریات ان تک پہنچائیں۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے انصاف کا معاملہ ہے اور انصاف کے حالات اس ملک میں کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں لیکن جہاں تک ماتحت عدلیہ کے لئے اس بجٹ میں رقم مختص کی گئی ہے میری یہ بھی گزارش ہے کہ عدالت عالیہ کے اعلیٰ ججوں سے رابطہ کر کے وزیر قانون صاحب ایک ایسا قانون

بنائیں کہ عام آدمی جب عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائے تو بیس بیس سال تک اسے چھوٹے چھوٹے معاملات پر عدالتوں کے چکر نہ لگانے پڑیں۔اس کے لئے کوئیspecific timeہوتاکہ عوام کو وقت پرreliefمل سکے اور جو چیز انہوں نے عدالت سے مانگی ہے وہ انہیں بر وقت مل سکے تاکہ ان کے دکھوں کا مداوا ہو سکے۔

جناب سپیکر!اس کے بعد تھانہ کلچر کی تبدیلی کے لئے performance base incentiveکی بھی وزیر خزانہ نے بات کی ہے۔ایک شریف آدمی آج تھانے کے اندر داخل ہونے سے بھی گھبراتا ہے بلکہ یہ آج کی روایت نہیں ہے، یہ آج کے حالات نہیں ہیں، پچھلے ساٹھ سال سے اسی طرح سے ہوتا آرہا ہے۔ میں کسی ایک پر اس بات کی نکتہ چینی نہیں کرتا،اس میں تبدیلی کی تجویز ضرور دیتا ہوں کہ اگر کوئی کیس کسی کے خلاف رجسٹرڈ ہوتا ہے تو ایک شریف آدمی جب اپنی بات کرنے کے لئے تھانے میں جاتا ہے تو ایک پولیس آفیسر اسے وہاں بٹھالیتا ہے اور اسے بند کر دیتا ہے کہتا ہے کہ آپ کی ضمانت نہیں ہوئی یا میں آپ کو گرفتار کرتا ہوں۔ گرفتاری کے اس ڈر سے شریف آدمی تھانے ہی نہیں جاتا۔ حکم صادر فرمایا جائے اور قانون میں یہ تبدیلی لائی جائے کہ investigation officerمعاملات کوinvestigateکرے اور اس کے بعد علاقہ مجسٹریٹ سے یہapprovalلے کہ میں نے اسےguiltyقرار دیا ہے اور میں اسے گرفتار کرنا چاہتا ہوں، مجھے اس کی اجازت دی جائے تاکہ اس کے اپنے خلاف جو کیس رجسٹرڈ ہوا ہے وہ اپنی صفائی پیش کر سکے۔

جناب سپیکر! حالات بدلتے رہتے ہیں آج ہم اقتدار میں بیٹھے ہیں کل وہ یہاں پر بیٹھے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے، مہربانی ہے کب کس پر ہو جائے،اس کا کوئی پتا نہیں ہوتا اس وجہ سے وہ قانون بنائے جائیں۔ جس آئین کی بالادستی کی بات آج پاکستان کی تمام سیاسی جماعتیں کرتی ہیں میں بھی اس خوش قسمت باپ کا بیٹا ہوں کہ 1973 کے آئین بنانے والے دس آدمیوں میں میرے والد محترم بھی شریک تھے اور آج مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ پاکستان کی ہر سیاسی جماعت 1973 کے آئین کی بالادستی کے لئےdemandکر رہی ہے اور شاید اسی وجہ سے اس جماعت کے دوستوں کا ساتھ چھوڑ کر ان کا ساتھ دینا شروع کیا جنہوں نے اس جمہوریت کے کارواں کو سیدھے راستے پر چلانے کی یہ کوشش کی۔ قائداعظم محمد علی جناح نے بھی کانگرس چھوڑ کر سر سید احمد خان کی مسلم لیگ میں آکر پاکستان بنایا تھا اور جمہوریت کے سفر میں یہ غلطیاں سب سے ہوئی ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ ہم اس ایوان میں بیٹھ کر وہ کام کریں،وہ قانون بنائیں،وہ حالات پیدا کریں جو پنجاب کے اور پاکستان

کے عام آدمی کو اس بات کا یہ احساس ہو کہ عوام کے منتخب نمائندوں کو جو حق ہم نے دیا تھا انہوں نے اسمبلی میں جا کر وہ حق ادا کیا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں صحت کے شعبے کے متعلق عرض کروں گا۔ وزیر خزانہ صاحب نے یوں تو صحت کے متعلق بھی بہت ذکر کیا لیکن میں ایک بڑے عام issue کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا۔ یہ بڑا توجہ طلب معاملہ ہے کہ پنجاب کے تمام تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں میں Dentist Doctors۔ کا ایک یونٹ بنا ہوا ہے اور average سو سے دو سو آدمی وہاں پر روزانہ اپنے دانتوں کے علاج کے لئے جاتے ہیں۔ پنجاب کے کسی بھی تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں equipment sterilize کرنے کا کوئی سسٹم موجود نہیں ہے۔ جب equipment کو sterilize کیا جائے تو اس کو 45 منٹ چاہئیں اور اس کے بعد آپ اسے کسی دوسرے آدمی پر استعمال کر سکتے ہیں لیکن یہ پچاس آدمیوں میں وہی equipment استعمال کرتے ہیں۔ ہر روز پنجاب کے تمام تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال سے دو تین سو آدمی ہیپاٹائٹس بی(1) کا مرض لے کر باہر نکلتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا گھمبیر معاملہ ہے کہ وزیر صحت پنجاب کو میں آپ کی وساطت سے اور وزیر خزانہ پنجاب کو بھی آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس پر توجہ دی جائے کیونکہ اس طرح گزشتہ کئی سالوں سے لوگوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔ اس پر کوئی توجہ نہیں دے رہا اور غریب آدمی کی سکت نہیں ہے کہ وہ اڑھائی تین لاکھ روپے کے انجکشن لگوا کر اس کا علاج کروا سکے۔ پھر جس طرح dialysis کا سسٹم دوبارہ شروع کیا گیا ہے اسی طرح سے میری وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ صحت کے شعبے میں ہیپاٹائٹس "بی(1)" اور "سی(1)" کے لئے ایک خاطر خواہ رقم مختص کی جائے تاکہ وہ غریب آدمی جن کی سکت نہیں وہ اپنا علاج کروا سکیں اور اس موذی مرض سے بچ سکیں۔ اس کے علاوہ فوری طور پر یہ حکم بھی صادر فرمائیں اور ہنگامی بنیادوں پر کام ہونا چاہیے۔ ہزاروں کے حساب سے روزانہ لوگ موت کے منہ میں دھکیلے جا رہے ہیں۔ اس بات کا حکومت کو نوٹس لینا چاہیے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد بجٹ میں غالباً (3)20 para وزیر خزانہ نے re-organization committee کا پنجاب میں ذکر کیا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ جو کمیٹی بنائی جا رہی ہے اس ہاؤس کے فاضل ممبران کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ یہ نہ ہو کہ یہ کمیٹی بیوروکریٹس کے حوالے کر دی جائے۔ معزز اراکین کو اس میں شامل کیا جائے تاکہ تمام معاملات کی

جانچ پڑتال میں اس ہاؤس کے فاضل ممبران کو بھی معلوم ہو کہ فنڈز کی کیا پوزیشن ہے اور اختیارات کو کس طرح سے استعمال کیا جارہا ہے اور powers کا توازن ٹھیک جا رہا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر! اس کے بعد میں زراعت کے متعلق عرض کروں گا۔ بات تو ہم کرتے ہیں کہ زراعت پر ہمارا انحصار ہے، زراعت ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے لیکن گزشتہ ساٹھ سال میں اس شعبے میں کوئی خاطر خواہ کام نہیں ہو سکا۔ میں موجودہ حکومت کو تو اس بات پر مورد الزام نہیں ٹھہراتا لیکن اگر ہمارے پاس وسائل ہیں، بہت سارے institution ایسے ہیں کہ جن کی مدد سے اگر ہم ان بنجر زمینوں کو قابل کاشت بنائیں، ہنگامی بنیادوں پر ہم اس پر کام کریں تو اس کے خاطر خواہ نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔ یہاں تو تھری سٹار اور فائیو سٹار کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں لیکن آنے والا وقت بہت مشکل ہے اور غریب آدمی جو اس وقت روٹی اور آٹے کی مجبوریوں میں گھوم رہا ہے، روزگار کی مشکلات میں گھوم رہا ہے، اس کا خیال رکھا جائے اور ان معاملات پر توجہ دی جائے۔ جب تک عوام کے لئے social support programme رائج نہیں ہو جاتا اس وقت تک معاملات احسن طریقے سے نہیں چل سکتے۔ پنجاب میں ایک آدمی بھی بھوکا نہیں سوئے گا۔ میں اس کے لئے تجویز بھی دینے کے لئے تیار ہوں اور in writing بھی جناب کو دے دوں گا کہ اگر حکومت چاہے تو اس صوبہ پنجاب میں کوئی آدمی بھی بھوکا نہیں سوئے گا۔ میں یہ بھی دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس معاملے میں حکومت پنجاب کا ایک پیسا بھی خرچ نہیں ہوگا، میں اس سلسلے میں proposal بھی دینے کے لئے تیار ہوں تاکہ اگلے چھ ماہ کے اندر اندر اس کا فنڈ بھی generate ہو جائے اور پنجاب میں کوئی آدمی بھی بھوکا نہ سوئے گا اور نہ ہی سونا چاہیے۔ ہمیں اس بات کا بھی احساس ہونا چاہیے کہ اگر ہم یہاں پر اس ایوان کے اندر بیٹھے ہیں تو عوام کی وجہ سے بیٹھے ہیں۔ میرے پاس وزیر خزانہ پنجاب کی تقریر موجود ہے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں 9 بنیادی اصول اور نکات پیش کئے ہیں اور انہوں نے اپنی طرف سے تمام باتوں کا ذکر کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے غریب ماؤں کے جو بچے پیدا ہوتے ہیں ان کے لئے بھی مہربانی فرمائی جائے اور دو سال تک کم از کم دودھ اور میڈیکل الاؤنس کا بندوبست کیا جائے کیونکہ یہ غریب لوگ afford نہیں کر سکتے۔ لوگوں کی ضروریات پوری نہیں ہوتیں کھانا پینا پورا نہیں ہوتا تو وہ بچوں کے لئے دودھ کہاں سے منگوائیں، دوائی کہاں سے خریدیں؟

جناب سپیکر: بھٹی صاحب دل تو کرتا ہے کہ آپ کی بات اور بھی سنی جائے لیکن وقت کی کمی آڑے آ رہی ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: مہربانی۔ جناب سپیکر! میں اپنی بات جلدی ختم کرتا ہوں۔ مجھے اس بات کا بھی احساس ہے کہ اس ایوان کا وقت بڑا قیمتی ہے۔ میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ میرا تعلق تحصیل گوجر خان سے ہے اور اس دھرتی سے ہے کہ آج پنجاب میں سکون کی نیند سونے والا ہر آدمی میری دھرتی کے اس بیٹے نے جان قربان کر کے پاکستان میں پہلا نشان حیدر لیا۔ میری اس تحصیل نے دو نشان حیدر حاصل کئے ہیں۔ تحصیل گوجر خان پاکستان کی پرانی تحصیلوں میں سے سب سے پرانی تحصیل ہے۔ یہ 1849 میں بنی۔ پاکستان کی تحصیلوں میں foreign exchange generate کرنے کے سب سے زیادہ بلکہ یوں کہوں کہ پورے یورپ میں پہلے چار کاروباروں میں آنے والے کاروباری کا تعلق بھی تحصیل گوجر خان سے ہے۔ آج جس چیف آف آرمی سٹاف نے سیاست اور فوج کے درمیان ایک لکیر کھینچ دی ہے اس کا بھی تعلق تحصیل گوجر خان سے ہے۔ دو نشان حیدر بھی اسی دھرتی سے ہیں اور اگر 33 یونین کونسلوں کی تحصیل ننکانہ کو ضلع کا درجہ دیا جا سکتا ہے تو پھر میری بھی یہ گزارش ہے کہ تحصیل گوجر خان کو بھی ضلع کا درجہ دیا جائے۔ اس کی بھی 33 یونین کونسلیں ہیں۔ معاشی حالات کی وجہ سے، فوجی حالات کی وجہ سے، قانونی اعتبار سے اور اگر ننکانہ صاحب کو سکھوں کا مذہبی گوردوارہ ہونے کی وجہ سے ضلع بنایا ہے تو میرے پاس تحصیل گوجر خان میں کاظمی سادات کا ہیڈ کوارٹر "بابا نذر شاہ" موجود ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رائے محمد اسلم خان کھرل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! ضلع ننکانہ 72 یونین کونسلوں پر مشتمل ہے اور اکیلی تحصیل ننکانہ 37 یونین کونسلوں پر مشتمل ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ اپنی باری پر بات کر لیجئے گا۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب والا! میں نے یہ تو قطعاً نہیں کہا کہ ننکانہ صاحب کا ضلع cancel کر دیا جائے لیکن میں نے اپنی عوام کی طرف سے جو کہ ہمارا حق بھی ہے، جو ہماری خواہش ہے، جو تحصیل گوجر خان کے لوگوں کی چاہت ہے وہ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے متعلقہ حکام تک

پہنچانا چاہتا ہوں۔آخر میں یہ جو coalition ہے،اس وقت جو حکومت ہے اور جو حالات چل رہے ہیں اس پر ایک شعر عرض کروں گا کہ۔

بکھرے بکھرے نہ رہو یک جا بن جاؤ چٹان بن جاؤ
قطرہ قطرہ نہ بہو سمٹو آب رواں بن جاؤ
تمہارے نام سے لرزے گی گردش زمانہ
جس کی نہ ہو تردید وہ بیاں بن جاؤ

بہت مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ طیبہ ضمیر صاحبہ!

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر!رب ذوالجلال کی کریمیت سے سال 09-2008 کا میزانیہ Honourable House میں پیش ہو چکا ہے۔انشاء اللہ یہ بجٹ اقوال وافعال کا آئینہ دار ہوگا۔یہ صرف الفاظ کا گورکھ دھندا نہیں،اس کا راستہ نوائے جمہور کا تعین کرتا ہے جو بالترتیب عملی عظمت انساں کا شاخسانہ ثابت ہوگا۔

Your Excellency, before I address myself to the subject under discussion,

جناب شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! رولز کے مطابق House میں کوئی معزز ممبر لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھ سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! لکھی ہوئی تقریر پڑھنا rules allow نہیں کرتے۔آپ نے جو بات کرنی ہے وہ کریں اس میں اگر آپ نے کوئی hints لینے ہیں تو Then you can look at that, otherwise آپ نہیں کر سکتے۔

محترمہ طیبہ ضمیر: ok, ok. میں پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف،وزیر خزانہ،فنانس سیکرٹری اور کیبنٹ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔انہوں نے ایک complicated cause کو آسان بنایا۔

ہر حال میں حق بات کا اظہار کریں گے
منبر نہیں ہوگا تو سرِ دار کریں گے

جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اپنے پہلے خطاب میں عدل وانصاف پر جس طریقے سے تفصیلی روشنی ڈالی، اسے میں law reforms کے نام سے یاد کرتی ہوں۔ اگر یہ مسودہ ان کی ٹیم اور ہاؤس کی وساطت سے کامیاب ہو جاتا ہے توانشاء اللہ تعالیٰ پاکستان میں عدل وانصاف کا راج ہو گا اور عوام کو انصاف فراہم ہو گا کیونکہ ہم جس دین کے پیروکار ہیں اس میں خلفائے راشدین میں حضرت عمر فاروقؓ مدینہ منورہ میں ایک ٹیلے پر تشریف فرما تھے کہ زمین سے تھر تھراہٹ محسوس ہوتی ہے تو حضرت عمر فاروقؓ مخاطب ہوتے ہیں، عمر! تم انصاف نہیں کرتے ہو، جو زمین لرزی ہے۔ آج تک اس مقدس سرزمین پر زلزلہ نہیں آیا۔ وہی قومیں ترقی پاتی ہیں جو عدل وانصاف کے پیکر سے آراستہ وپیراستہ ہوتی ہیں۔ حضرت عمرؓ کی دوبارہ مثال پیش کرتی ہوں۔ جب وہ سرکاری کام کرتے تھے تو وہ سرکار کی طرف سے عطا کردہ ink کا استعمال کرتے تھے۔ وہ اپنے ذاتی کاموں کے لئے سرکاری ink تک کا استعمال نہ کرتے تھے۔ ہمیں اپنی life میں تبدیلی لانے کے لئے جس طریقے سے سادگی، کفایت شعاری اور خود انحصاری کو بجٹ میں شامل کر کے ایک روایت قائم کی جا رہی ہے۔ پچھلے دور میں بھی میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں میاں محمد شہباز شریف نے جس طریقے سے قوم کو policies دیں اور جس تندہی کے ساتھ، دیانت کے ساتھ، امانت کے ساتھ اور خدمت کے ساتھ اپنی قوم کی خدمت کی اور اصلاحات دیں آج تک ان کا کوئی نعم البدل پیش نہیں ہو سکا اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ہم بہت بہتری کی طرف بڑھ رہے ہیں اور بجٹ میں ایک خطیر رقم ایجوکیشن کے لئے رکھی گئی ہے اور اس میں میرٹ پالیسی پر زور دیا گیا ہے۔ ہمیں examination process کو neat, clear and fair بنانا ہو گا۔ ہمیں examination process پر بھرپور توجہ دینی ہو گی اور جس انداز میں اساتذہ اور بچوں کے لئے میرٹ پر الاؤنسز کا اعلان کیا گیا ہے اس طرح ایجوکیشن سیکٹر میں بہت بہتری آئے گی۔

جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے ہیلتھ میں بہتری کا آغاز سروسز ہسپتال میں ایک چھاپہ سے کیا اور اس کے بہت دور رس نتائج برآمد ہوں گے کیونکہ کام چوروں کے لئے میاں محمد شہباز شریف کا نام ایک تھر تھراہٹ سے کم نہیں۔ اب قوم کو میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں ایک جدوجہد کرنا ہے اور ملک کی بگڑی تگڑی ہوئی حالت کو سنوارنا ہے۔ ہیلتھ میں کہا جاتا ہے کہ آوے کا آوا ہی بگڑا پڑا ہے۔ اس پر بھرپور توجہ دینی ہے۔ ادویات کی فراہمی کا اعلان تو ہو چکا اور بہت حد تک کام شروع ہو چکا ہے۔ عوام کو ریلیف ملنا شروع ہو گیا ہے اور حکومت کی

اصلاحات عام آدمی تک پہنچنی شروع ہوئی ہیں۔ابھی ہمیں بہت محنت درکار ہے۔ابھی بہت کام کی ضرورت ہے۔ہمیں متحد ہو کر اپنے حالات کو سنوارنے کی خاطر اس جدوجہد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا ہوگا اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ منزل مقصود پر ضرور پہنچیں گے۔

جناب سپیکر! جس طریقے سے پچھلی قباحتیں ہوئیں انہیں ہم فراموش نہیں کر سکتے۔انہیں ہمیں ساتھ لے کر جانا ہے جس طریقے سے ایجوکیشن کی مد میں اشتہاری مہم پر اربوں روپے خرچ ہوئے۔development and health کے نام پر رقوم کی خورد برد ہوئی۔میں کس کس ادارے کا نام لوں۔کہاں پر سفارش ازم،اقرباء پروری اور رشوت ستانی نے ان بدحالیوں کو کس عروج تک پہنچا دیا۔ہمیں ان سب کا تدارک کرنا ہوگا۔ہمیں ان سب پر محنت کرنا ہوگی۔عوام کو بتانا ہے کہ ان لوگوں نے آپ کی فلاح و بہبود کے لئے قومی خزانے کو جس بے دریغ انداز سے تباہ و برباد کیا لیکن اب ہمیں اپنا حصہ کفایت شعاری، سادگی اور بچت سے ڈالنا ہے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ اپنے مقاصد کو ضرور حاصل کریں گے۔

جناب سپیکر! جو کہتے ہیں:

ہم نے سنوارے ہیں بیاباں بہت
کوئی پوچھے اُن سے اجاڑے ہیں گلستاں کتنے

جناب والا! ٹریکٹر گرین سکیم سے انشاء اللہ زرعی انقلاب برپا ہوگا اور ہاؤسنگ سوسائٹی کے بیوگان کے قرض گورنمنٹ خود ادا کرے گی یہ بھی ایک بہت بڑا تاریخی اقدام ہے۔یہ بجٹ کوئی لفاظی کا مجموعہ نہیں ہے۔یہ ایک عمل کا نام ہے لیکن ہمیں اس بیوروکریسی کو بھی ساتھ لے کر چلنا ہے اس کو بھی سمجھنا ہے کہ اب وہ وقت نہیں کہ ہم دعوؤں یا باتوں سے عوام کو بہلا سکیں۔اب ہم نے عملی کام کرنا ہے، implementation کرنی ہے۔اگر اس بجٹ کو عملی طور پر نافذ کر دیا گیا تو یہ بجٹ پاکستان کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت اختیار کر جائے گا اور میں خصوصی طور پر مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ پنجاب اور پاکستان level پر law and order کی صورتحال بہت حد تک کنٹرول ہو چکی ہے۔اب اتنے خطرے نہیں ہیں کہ کوئی خودکش بمبار باہر نکل کر معصوم انسانوں کی جانیں ختم کر دے گا اس پر اور توجہ دینی ہے۔یہ خطیر رقم جو اس مد میں رکھی گئی ہے اس پر اگر ہم implementation کر لیں گے تو باہر کے ملکوں سے بھی سرمایہ کاری ہوگی اور لوگوں کو روزگار کے مواقع مہیا ہوں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان میں بہت بہتری آئے گی۔

جناب سپیکر! شاہینوں کے شہر سرگودھا میں ہمیں صاف پانی چاہیے کیونکہ موجودہ بجٹ میں صاف پانی مہیا کرنے کے لئے کثیر رقوم موجود ہیں۔ ٹیوب ویل لگائے جا سکتے ہیں۔ سرگودھا کو اللہ پاک نے نہروں سے نوازا ہے۔ اگر اس میں حکومت تھوڑی سی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ دو منٹ میری بات سنیے۔ بات یہ ہے کہ جو بجٹ آیا ہے اس پر ممبران کے جو جذبات ہیں وہ سب کو معلوم ہیں اور آپ کے اپنے جو جذبات ہیں اور اس بجٹ کی جو speech ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ لسٹ بہت لمبی ہے۔ اگر ممبران اپنی تقریر پانچ منٹ میں مکمل کر لیں تو جو ممبران کی لسٹ ہے اس کے مطابق سب کو موقع مل جائے گا اور سارے ممبران اپنی بات کر سکیں گے۔ آپ ایک منٹ میں wind up کریں اور آگے تقریر کے لئے تمام ممبران کو پانچ پانچ منٹ ٹائم ملے گا۔

محترمہ طیبہ ضمیر: میں wind up کرتی ہوں سرگودھا میں ایک ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے جو ناکافی ہے کیونکہ آبادی میں بہت اضافہ ہو چکا ہے۔ وہاں پر ایک اور ہسپتال بنایا جائے، dialysis centres بنائے جائیں اور پانی کو صاف کیا جائے۔

اب کی بار ہم چمن والے اپنا حصہ پورا لیں گے
کانٹوں کو جدا کریں گے پھول جدا ہوں گے
شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ چودھری طاہر محمود (ایڈووکیٹ) صاحب!

چودھری طاہر محمود ھندلی (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلے تو میں وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کو اتنا اچھا اور متبادل بجٹ جس میں ہر طبقہ کی نمائندگی کی گئی ہے پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد میری بہن نے ایک شعر پڑھا تھا میں اس کی ذرا درستی کر دوں۔ پھر اپنی گفتگو کا آغاز کروں گا۔

ہر حال میں حق بات کا اظہار کریں گے
منبر نہیں ہوگا تو سر دار کریں گے

یہ میری بہن نے شعر پڑھا تھا جو وہ صحیح طرح سے پڑھ نہ سکیں اصل میں شعر یوں ہے کہ :

ہر حال میں حق بات کا اعلان کریں گے
ہم پیروی حنبل و نعمان کریں گے
ہم اہل جنوں اور جھکیں موت کے آگے
ہم جب بھی مرے موت پہ احسان کریں گے

جناب سپیکر! یہاں پر میں نے جناب تنویر اشرف کائرہ اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کی ہے۔ وہاں پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ بجٹ میں جو کچھ بھی انہوں نے کیا ہے اور جس طرح سے بنایا ہے اس میں بڑے پیارے انداز سے ہر طبقے کی نمائندگی کی گئی ہے۔ میں کچھ تجاویز اپنی طرف سے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! فانس منسٹر صاحب نے زراعت کے لئے جو 3۔ارب روپے کا بجٹ رکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ زراعت کے لئے کم ہے کیونکہ زراعت ایک کماؤ پتر ہے اور پاکستان کا 80۔ فیصد زراعت پر انحصار ہے۔ اسمبلی میں جتنے بھی نمائندے موجود ہیں ان میں سے تقریباً 95 فیصد لوگ زراعت کے شعبہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ چاہیے تو یہ تھا کہ ہم اس کی detail دیتے اور کہتے کہ ہم منڈی سے شہر تک اور شہر سے دیہات تک، کھیت تک سڑکیں بناتے اور زراعت کے فلاں فلاں جو شعبے تھے ان کو اتنی اتنی مد میں ہم سبسڈی دیتے۔

جناب سپیکر! میرا مشورہ یہ ہے کہ جو زرعی یونین کونسلیں ہیں وہاں پر اتنا بجٹ رکھا جائے کہ ہر یونین کونسل میں زرعی آلات ہوں اور وہ قیمتی زرعی آلات جو چھوٹا زمیندار نہ تو خرید سکتا ہے اگر خرید بھی لے تو ان کی حفاظت نہیں کر سکتا ہے ہر یونین کونسل level پر تمام زرعی آلات موجود ہونے چاہئیں اور وہاں کے ناظم اور سیکرٹری کی ذمہ داری ہو کہ وہاں سے زمیندار وہ آلات لے کر استعمال کر لیں چاہے اس کا تھوڑا بہت کرایہ رکھ لیا جائے اس طرح یونین کونسل کی انکم بھی بڑھ سکتی ہے اور ان زراعت کے آلات کی حفاظت بھی ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ انہوں نے زرعی تحقیق کے لئے ایک ارب اکیس کروڑ روپے رکھے ہیں جو کہ ناکافی ہیں کیونکہ ہماری زراعت فرسودہ ہے جو پچھلے پچاس، ساٹھ سال، سو سال سے سسٹم چلا آ رہا ہوتا ہے وہ اب بھی چلا آ رہا ہے جس کی وجہ سے انکم بڑھتی ہے اور نہ ہی زراعت کا کوئی اچھا سسٹم ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں جناب فنانس منسٹر اور ان کی ٹیم کو کہ جنہوں نے ایک مزدور، ایک غریب اور ایک کسان کی بات کو اس floor پر متعارف کرایا اور جو گدھا گاڑیوں کا ٹیکس والا سسٹم تھا اور پلیٹوں والا سسٹم تھا وہ ختم کر دیا۔ میں مبارکباد پیش کرتا ہوں جس کی وجہ سے وہ غریب لوگ جن کے لئے ایک ہزار روپے کی یا سات سو روپے کی پلیٹ ہوتی تھی اور وہ ایم۔پی۔اے کے گھروں کے دھکے کھاتے تھے کیونکہ وہ اپنے بچوں کا پیٹ ہی نہیں پال سکتے تھے وہ پلیٹیں اور وہ ٹیکس کہاں سے دیں اس کے لئے میں فنانس منسٹر صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! مرکز نے کھاد پر سبسڈی دی ہے اور میں بھی یہ تجویز دیتا ہوں کہ پنجاب کی طرف سے بھی اگر تھوڑا بہت حصہ ہو جائے تو اس کی وجہ سے کسانوں کو کافی مشکلات سے چھٹکارا حاصل ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میری تجویز یہ ہے کہ نہروں پر ہائیڈرو پاور پلانٹس لگائے جائیں جن کی وجہ سے کافی انرجی حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ ہوا کے ذریعے چلنے والے پلانٹ یا جنریٹر جو تھل میں متعارف کرائے گئے ہیں اس ایک جنریٹر سے چالیس گھروں میں بجلی دی جا سکتی ہے۔ وہ سسٹم تھل میں چل رہا ہے۔ اگر وہ سسٹم پورے پنجاب میں متعارف کرا دیا جائے تو جو مسئلہ بجلی کا بنا ہوا ہے وہ اللہ کے فضل سے حل ہو سکتا ہے۔ سولر انرجی پنجاب میں متعارف کرائی جائے۔ انڈیا میں ٹیوب ویل سولر انرجی کے ذریعے چلائے جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ ملک ہم سے زیادہ بہتر طریقے سے ترقی کی طرف جا رہا ہے۔ وہ سولر انرجی پنجاب میں بھی متعارف کرائی جائے۔ پنجاب سب سے بڑا زرعی صوبہ ہے۔ یہاں پر ٹیوب ویل پر کم از کم 50 فیصد سبسڈی دی جائے جس کی وجہ سے کسانوں کو بڑی سہولت ہو گی اور اللہ کے فضل سے زراعت کے لئے بہت بہتر ثابت ہو گی۔

جناب سپیکر! پنجاب کا پانی میٹھا ہے۔ زہریلی ٹینریوں اور کارخانوں کی وجہ سے جو گندا پانی خارج ہوتا ہے اس کی وجہ سے 200/300 فٹ تک پانی خراب ہو چکا ہے۔ میری استدعا ہے کہ ان ٹینریوں اور کارخانوں کو بند کیا جائے یا ان کو ہدایت کی جائے کہ وہ اپنے کارخانوں میں کم از کم water treatment plant لگائیں جن کی وجہ سے پانی کو محفوظ کیا جا سکے۔ سب لوگ mineral water نہیں پی سکتے غریب لوگ 500/600 فٹ کا بور بھی نہیں کروا سکتے۔ اس وجہ سے ان کو جو 100/50 فٹ پر جو پانی ملتا ہے وہ پیتے ہیں اور وہ لوگ زہریلی گیسوں اور زہریلے

پانی کی وجہ سے ہیپاٹائٹس بی اور سی کے مریض ہوتے جا رہے ہیں اور بیماری کی شرح بڑھتی جا رہی ہے اور جو بجٹ ہیلتھ کے لئے رکھا جاتا ہے وہ بھی کم پڑ جاتا ہے۔

جناب سپیکر! جو تحقیق پہلے ہی پانی کی نچلی سطح کے متعلق ہو چکی ہے، پہلے ہی حکومت پنجاب اور مرکز نے کروائی ہے اس پر عمل نہیں کیا گیا۔ ایک درخت سفیدہ ہے جس کے لئے تحقیق ہو چکی ہے کہ یہ 100 فٹ تک پانی کو damage کر رہا ہے اور پانی کو ختم کر رہا ہے۔ اس کی وجہ سے دوسرے پودوں کو نقصان ہو رہا ہے۔ مگر پنجاب حکومت نے اس تحقیق کے بعد کوئی action نہیں لیا جس کی وجہ سے ہمارا پانی کا سسٹم خراب ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں آخری بات کر کے اجازت چاہوں گا کہ ہمارے ضلع سیالکوٹ میں پچھلی حکومت میں ایک میڈیکل کالج کا اعلان کیا گیا تھا جس کے لئے ہم نے وہاں پر جگہ بھی فراہم کر دی۔ ہمارا سول ہسپتال جس کا نام علامہ اقبال ہسپتال سیالکوٹ ہے، اس کا رقبہ میو ہسپتال سے زیادہ ہے اور پنجاب کے چند ایک بڑے ہسپتالوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ وہاں پر عمارت موجود ہے، ہر چیز موجود ہے وہاں پر کلاسیں شروع کر کے پھر سرگودھا میں میڈیکل کالج دے دیا گیا۔ ہمیں میڈیکل کالج سرگودھا کو دینے پر اعتراض نہیں ہے۔ ان کا بھی حق ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ ہمارا بھی حق ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ ہمارا جو میڈیکل کالج کا حق ہے وہ سیالکوٹ کو واپس دیا جائے اور اس کے لئے رقم مختص کی جائے۔ پاکستان میں سیالکوٹ سب سے زیادہ زرمبادلہ کمانے والا شہر ہے اور سیالکوٹ شہر امپورٹ اور ایکسپورٹ کے حوالے سے پوری دنیا میں جانا جاتا ہے۔ اس سیالکوٹ شہر کو سہولت فراہم کی جائے۔

میں آخر میں وزیراعلیٰ صاحب، فنانس منسٹر صاحب اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے سیالکوٹ سے لاہور تک موٹروے کے لئے 2۔ارب روپے رکھے ہیں یہ ایک بڑی رقم اور ایک بڑی کوشش ہے۔ سیالکوٹ کے عوام آپ کے مشکور و ممنون ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! چھٹا نمبر میرا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اپوزیشن کا بھی حق ہے۔ آپ بیٹھیں ان کے بعد آپ کو ٹائم ملے گا۔

شیخ علاؤالدین: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں صرف آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ پہلے ہی کچھ معزز ممبران نے کافی وقت لیا ہے لیکن اب چونکہ آپ نے حکم دے دیا ہے اس لئے میں صرف اپنے points کو briefly touch کروں گا۔ آپ مہربانی فرما کر اتنا ٹائم ضرور دیجئے گا کیونکہ میرے خیال میں یہ بڑے اہم points ہیں۔ سب سے پہلے تو میں وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو اور اپنے بھائی تنویر اشرف کائرہ کو موجودہ حالات میں ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ میری کچھ تجاویز ہیں جن میں بنیادی تجویز یہ ہے کہ تمام دنیا میں بجٹ آنے سے پہلے pre-budget seminar ہوتے ہیں۔ میرے حلقے کے مسائل، آپ کے حلقے کے مسائل یا جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کے حلقے کے مسائل مختلف ہیں۔ اگر constituency-wise discussion نہیں ہو سکتی تو کم از کم district-wise discussion بجٹ سے پہلے آنی ضروری ہے۔ تیار کھانے کو کتنا ایک modify کر سکتا ہے یہ سب جانتے ہیں۔ بجٹ جہاں پر بنتا ہے یا جن لوگوں کے ہاتھوں سے بنتا ہے ان کا ground reality سے اتنا تعلق نہیں ہوتا اس لئے میری بنیادی تجویز یہ ہے کہ آئندہ pre-budget seminar لازمی کرائے جائیں اور ان میں کم از کم ضلع وار نمائندگی ضرور بلائی جائے۔ میں وقت بچانے کے لئے صرف اتنا عرض کروں گا کہ ماتحت عدلیہ کے لئے الاؤنس میں جو اضافہ کیا گیا ہے وہ بہت اچھی پیشرفت ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی چاہوں گا کہ ماتحت عدلیہ کو تحفظ بھی دیا جائے، بلیک میل اور ایسے عناصر سے بھی ان کو بچایا جائے جن کی وجہ سے وہ انصاف کرنے میں بہت دقّت محسوس کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں مختصراً یہ عرض کروں گا کہ 1865 کا سرندر نار بینرجی کیس سامنے رکھتے ہوئے ماتحت عدلیہ کے تمام فیصلوں میں سے چند فیصلوں کو scrutinized کیا جائے تاکہ ججوں کو بھی پتا ہو کہ اگر میں نے 100 فیصلے کئے ہیں تو ان میں سے تین فیصلے ایسے اٹھا کر ان کو مثال بنا دیا جائے جیسا میں نے پہلے کلکتہ ہائی کورٹ کا 1865 کا سرندر نار بینرجی کیس کا ذکر کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی اندازہ ہے کہ امریکہ میں 96 فیصد کیس out of court decide ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ ہمارے ہاں یہ ایک حقیقت ہے بلکہ میں آپ کو آج بتانا چاہتا ہوں کہ خود میں نے ایک کیس ساڑھے 37 سال بعد جو میرے والد نے شروع کیا تھا اب آ کر سپریم کورٹ سے جیتا ہے اور اس کا بھی پتا نہیں کس مصیبت سے میں نے قبضہ لیا ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ عام وسائل والے آدمی کے لئے ناممکن تھا اس لئے ہمارے ہاں limitation of the cases ہونا بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! ہسپتالوں میں مریضوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ لیکن اس کے لئے جب تک ہم ڈاکٹروں اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کے مافیا کا آپس میں link نہیں توڑیں گے یہ حالات کبھی بھی بہتر نہیں ہوں گے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ private clinics میں تو عام بندہ جا ہی نہیں سکتا اور وہ لوگ جن کے پاس کوئی resources نہیں ہیں وہ ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور اربوں روپے کی امداد دینے کے باوجود سرکاری ہسپتالوں کی حالت عجیب ہے۔ میاں محمد شہباز شریف نے کل بھی ایک ہسپتال کا visit کیا ہے، سروسز ہسپتال کا visit کیا ہے اور اس کا کیا حال ہے؟ یہ تو وہ ہسپتال ہیں جو دارالحکومت لاہور کے اندر ہیں۔ میں آپ کو عرض کرتا ہوں کہ میرے شہر چونیاں کا جو ہسپتال ہے میں اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود وہاں پر آج تک ناجائز میڈیکل سرٹیفکیٹ نہیں روک سکا۔ Unending litigation میں یہ ڈاکٹر لوگوں کو ڈال دیتے ہیں، چھ ہزار روپیہ دیں اور جیسی مرضی ٹوٹی ہوئی ہڈی کا نتیجہ لے لیں، دس ہزار روپیہ دیں rape کا نتیجہ لے لیں۔ اس کے لئے سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ان ڈاکٹروں کو خدا کا خوف دلایا جائے تاکہ یہ لوگوں کے مسائل حل کر سکیں اور لوگ دربدر نہ پھریں۔ private clinics بھی انہی ڈاکٹروں کا کیا دھرا ہے اور دوائیاں بھی انہی کی وجہ سے مہنگی ہیں لہذا اس کے لئے خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ میری ایک تجویز ہے کہ تمام ہسپتالوں کو ایک central monitoring cell کے تحت وزیراعلیٰ ہاؤس سے ملایا جائے تو اگر 100 شکایتیں آئیں گی تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان میں سے دس شکایتیں سچی ہوں گی اور اگر ان دس شکایتوں کی بنیاد پر ہی ان کے خلاف کارروائی کی جائے تو حالات بہت بہتر ہو سکتے ہیں۔ غریبوں کے لئے اس بجٹ میں بہت کچھ رکھا گیا ہے لیکن ایک حقیقت ہے کہ ہمارے ملک میں خاص طور پر پنجاب میں دس دس، پندرہ پندرہ ایکڑ کے مالکان بھی سرکاری نوکری کو ترجیح دے رہے ہیں اور پانچ چھ ہزار کی نوکری کرنا چاہتے ہیں لیکن زراعت کی طرف نہیں آنا چاہتے۔ یہ چھوٹی چھوٹی نوکریاں یہاں تک کہ سپاہی بننا پسند کرتے ہیں لیکن اس کی وجہ یہ ہے اور نہایت دکھ اور افسوس سے مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ میں اپنے جذبات کیسے بیان کروں کہ شوگر ملوں نے اس ملک کے کسانوں کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ خدا کی قسم! یہ شوگر ملوں والے قصائی ہیں۔ میرے حلقے میں ایک شوگر مل ہے، میں اپنے کچھ کسانوں کو لے کر مل والے کے پاس گیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ آپ کو تو میرے پاس اکیلا آنا چاہیے تھا تو میں نے کہا کہ بھئی! میں آپ کے پاس کیوں اکیلا آتا، آپ ان کسانوں کے پیسے دے دیں تو انہوں نے مجھ پر بڑا احسان عظیم فرما کر کہا کہ جنوری میں جو گنا آیا تھا اس کے پیسے میں دے دیتا ہوں تو میں نے کہا کب

تک پیسے دو گے تو اس نے کہا کہ پندرہ مارچ تک دوں گا جو کہ نہیں دیئے اور وہ ملک سے باہر چلا گیا۔ میں نے اس سے رابطہ کیا تو واپس جب ملک آیا تو اس نے جنوری کے پیسے بڑی مشکل سے 31۔ مارچ کو دیئے۔ فروری مارچ کے گنے کے پیسے لوگوں کو آج تک نہیں ملے۔ میں نے کہا کہ تم ایسا کرو کہ ان میں سے کچھ لوگوں کو چینی دے دو تاکہ یہ اپنی ضروریات پوری کر سکیں تو اس نے بڑا احسان فرما کر ان کو چینی دینے کا وعدہ کیا، وہ مجھے کہنے لگا کہ میں ساڑھے 23 روپے میں بیچ رہا ہوں لیکن 24 روپے فی کلو دوں گا۔ خدا کی قسم! میں ان لوگوں کی وجہ سے اتنا پریشان ہوں۔ 24 روپے میں چینی دینے کے بعد اس نے کہا کہ میں ان کو چینی دے دوں گا لیکن اس نے 24 روپے میں چینی نہیں دی اور ایک عجیب بات کی اور کہنے لگا کہ شیخ صاحب! اب چینی کا ریٹ بڑھ گیا ہے تو میں نے کہا کہ یہ آپ کا سرمایہ تو نہیں ہے، آپ ان کو چینی دے دو۔ اب یہ لوگ اسی لئے زراعت سے بھاگ رہے ہیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آج تک ان مل والوں نے کسانوں کو پیسا نہیں دیا، لوگ C.P.R لئے پاگلوں کی طرح بھاگ رہے ہیں اور 7، 10،15، فیصد تک اپنے C.P.R بیچ رہے ہیں۔ آج بھی ہم جن ہندو مہاجنوں کو گالیاں دیتے ہیں ان سے بڑے چور بیچارے کسانوں سے C.P.R لے کر ان کو لوٹ رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کسانوں کا اگر 100 من کا گنا ہو تو ان کو 80 من شمار کیا جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ تمہارا گنا گندہ ہے اور خشک ہو گیا ہے ہم تمہیں اس کی 80 من کاٹ دیں گے۔ آپ بتائیں کہ اتنے بلند و بانگ دعووں کے باوجود کیسے کوئی کاشت کرے گا تو میں مختصراً عرض کر رہا ہوں کہ ان کی ادائیگی کے لئے میرے پاس ایک تجویز ہے کہ ان کے ساتھ ایک بنک ونڈو بنائی جائے جو مل C.P.R کے بدلے پیسا نہیں دیتی بنک اس کو وہیں پیسا دے اور مل والوں کو straight away 18 percent mark up لگائے تو ان کا دماغ ٹھیک ہو جائے گا، اس کے علاوہ اس کا کوئی اور حل نہیں ہے۔ میں ہائی کورٹ کے اس جج کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جس نے شوگر مل کے ایک مالک کے خلاف پرچہ درج کروایا اور اب اس کی ادائیگیاں شروع ہو گئی ہیں۔ کیا یہ زیادتی نہیں ہے کہ جن لوگوں نے غریبوں کا گنا رکھ کر اپنی ملوں کے گودام بھرے ہوئے ہیں ان کی بنیاد پر وہ اپنی ملیں چلا رہے ہیں۔ خدا کے لئے ان غریب کسانوں کے لئے کچھ سوچیں، اگر ہم attraction نہیں دیں گے تو ہمارا کسان بھاگ جائے گا۔ یورپ ہمیں کہتا ہے کہ آپ اپنے کسانوں کو subsidy نہ دو۔ امریکی حکومت ساڑھے 3۔ ارب ڈالر کی سبسڈی صرف اپنے کسانوں کو دیتی ہے، انہوں نے ہیلی کاپٹر رکھے ہوئے ہیں اور ہمیں کہتے ہیں کہ subsidy نہ دو۔ ہم subsidy نہیں دیں گے تو ہمارا کسان کہاں سے کاشت کرے گا؟ اس کے

علاوہ جعلی کھاد اور ادویات کا المیہ ان کے ساتھ ساتھ ہے۔ایک طرف ان کو گنے کی ادائیگی کے حوالے سے لوٹا جاتا ہے اور دوسری طرف جعلی کھاد اور ادویات بیچ کر لوٹا جارہا ہے جس کے لئے آج تک ہم کچھ نہیں کر سکے۔میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلی حکومت میں subsidy دی گئی تو میں نے اس وقت یہ کہا تھا کہ sold stock پر subsidy دی گئی ہے اور اس میں اربوں روپیہ کھایا گیا ہے۔ sold stock وہ stock تھا جو مہینہ پہلے بِک چکا تھا جب گورنمنٹ نے subsidy declare کی تو انہوں نے وہ sold stock اپنے stock میں دکھا کر subsidy لینے کے باوجود کسان کو مہنگی کھاد بیچی۔یہ بہت بڑا المیہ ہے اور اس کی تحقیقات ہونی چاہئے اور آئندہ ایسے اقدامات ہونے چاہئیں کہ یہ معاملات سنبھل سکیں۔

جناب سپیکر!خوراک، پانی، بجلی ہم سب یہاں پر باتیں کرتے ہیں لیکن یہ کتنی بڑی زیادتی ہے کہ کالا باغ ڈیم پر ہم صرف کسی مصلحت کی بناء پر خاموش ہیں اور بات نہیں کرتے کہ ہمارے لئے وہ کتنا ضروری ہے۔کالا باغ ڈیم سب کو یہاں پتا ہے، ان لوگوں کو بھی پتا ہے جو مخالفت کرتے ہیں نہ صرف پنجاب بلکہ پورے ملک کے لئے ضروری ہے۔ہمیں اس منافقت کو چھوڑ کر اس کے لئے کوئی ٹھوس پالیسی بنانی چاہئے تاکہ کالا باغ ڈیم بنے اور ہماری آنے والی نسلیں ہم سے ناراض نہ ہوں، ہمیں گالیاں نہ دیں۔میں آج آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر ہم نے کالا باغ ڈیم کے لئے مخلص ہو کر کام نہ کیا تو آنے والی نسلیں ہمیں بالکل معاف نہیں کریں گی بلکہ ہمیں گالیاں دیں گی۔میرے حلقہ میں نہری پانی کا مسئلہ اتنا زیادہ ہے اور اتنے زیادہ حالات خراب ہو چکے ہیں کہ میں آپ کی وساطت سے محترم وزیر آبپاشی سے گزارش کروں گا کہ وہ میرے حلقے کے پانی کے مسائل پر خصوصی توجہ دیں۔

جناب والا!اس بجٹ میں بہت کچھ کہا گیا ہے لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہمیں اپنے لوگوں کو سب سے زیادہ educate کرنے کی ضرورت ہے۔میں یہ بات اس ایوان کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ ہمیں اس وقت سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ہم saving کریں کہ ہمارا saving rate پورے ایشیا میں سب سے کم ہے۔

جناب سپیکر!ہمارا بنکر ہمارے لوگوں کو لوٹ رہا ہے اور 34 فیصد تک سود وصول کیا جارہا ہے۔اس سود میں تمام consumer ہیں۔تمام ایسی items ہیں، جتنے کریڈٹ کارڈز ہیں ان کو اس طرح allure کیا جا رہا ہے کہ لوگوں کو لوٹا جا رہا ہے۔ حکومت کی طرف سے کوئی education نہیں ہے۔اب تو حالات یہ ہیں کہ عمرہ جیسی ایک مذہبی عبادت کے لئے بھی قرضے

کے لئے کہا جا رہا ہے اور اس پر باقاعدہ ٹی۔وی پر اشتہارات آ رہے ہیں۔اس کے لئے ہماری طرف سے لوگوں کو educate کرنے کی ضرورت ہے کہ بنکوں کا منافع آج جو صرف پانچ سال پہلے 7۔ارب تھا اچانک سوا کھرب کیسے ہو گیا ہے۔یہ جب تک لوگوں کو نہ بتایا جائے گا کہ لوگوں کو ہی لوٹ کر یہ منافع آیا ہے۔لوگوں کو یہ پتا نہیں چلے گا۔لوگ جس ریٹ پر اپنے ایک fictitious living standard کو اپنائے ہوئے ہیں اسے روکنا ہماری حکومت کا فرض ہے۔ ایک سستا راشن سکیم شروع ہوئی تھی۔آج بھی اس بجٹ میں بات کی گئی ہے کہ سستا راشن کے لئے کچھ کیا جائے گا۔میں نے اس وقت بھی یہ عرض کیا تھا کہ "سستا راشن" سکیم ایم۔پی۔اے صاحبان کے ذریعے چلائی جائے۔ ہر ایم۔پی۔اے کو یہ کہا جائے کہ وہ اپنے حلقے میں تیس outlet کھولیں اور ان outlets کے تحت سستا راشن بانٹیں لیکن میری تجویز پر آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت بھی عمل نہیں کیا گیا تھا۔پھر اس کا practically ہوا کیا تھا کہ 177 روپے والا فارم دکاندار نے صرف 70 روپے میں خریدا تھا اور اس میں یونین کونسل کے سیکرٹریوں اور پٹواریوں نے مل کر تحصیل کے عملے کے ساتھ اس غریب قوم کا اربوں روپیہ کھا لیا اور ایک عام آدمی کو "سستا راشن" سے کچھ نہیں ملا۔آئندہ کے لئے جو حکومت اگر سستا راشن دینا چاہتی ہے تو ہر ایم۔پی۔اے کو اس کے حلقے میں یہ ہدایات دی جائیں کہ وہ اس کے لئے outlet کھولیں اور اپنی نگرانی میں سستا راشن تقسیم کروائیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

رانا محمد افضل خاں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خاں: جناب سپیکر! میرے فاضل رکن نے یہاں پر 97 کی حکومت کے دور میں جو آٹا کارڈ اور سستا راشن سکیم شروع کیا تھا اس پر یہ کہتے ہوئے کہا کہ لوگوں کو آٹا سستا نہیں ملا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ اس دور کی چند کامیابیوں اور خوبیوں میں سستا آٹا کارڈ سکیم اور اس کی کامیابی اور جس طرح سے لوگوں کو 100 روپے میں آٹے کا تھیلا ملتا تھا وہ ہماری اس دور کی حکومت کی بہت بڑی کامیابی تھی۔میں ریکارڈ کی درستی کے لئے یہ بات کرنا چاہتا تھا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں فاضل رکن سے کہتا ہوں کہ میں 1997 کی بات نہیں کر رہا۔ میں اپنی ہی حکومت جس کو "ق لیگ" کی حکومت کہتے ہیں اس کی بات کر رہا ہوں 1997 کی میں بات ہی نہیں کر رہا۔بہر حال بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر! منافع خوری کے لئے بجٹ میں کہا گیا ہے۔ آپ کو معلوم ہے اور آپ بھی اسی لاہور میں رہتے ہیں کہ پچھلے دو دنوں سے لاہور میں ڈیزل اور پٹرول نہیں مل رہا۔ اس منافع خوری کو کیسے روکیں گے؟ Consumer Act ہم نے اور آپ نے، سب نے مل کر پاس کیا تھا۔ Consumer Act بالکل بے کار ثابت ہو چکا ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ پچھلے دو دنوں سے لاہور میں ڈیزل اور پٹرول نہیں مل رہا اور ہم سب جانتے ہیں کہ وہ ڈیزل اور پٹرول کیوں نہیں مل رہا، ہم ان کے لئے کچھ نہیں کر سکے۔ جب تک منافع خوری کو روکنے کے لئے بنیادی roots پر کام نہیں کیا جائے گا۔ مانیٹرنگ سیل نہیں بنائے جائیں گے۔ Consumer Court کے تحت ایک کورٹ بنی ہے اس کو مانیٹرنگ کے لئے کہنا ضروری ہے۔

جناب سپیکر! لاہور میں کسی وقت سبزیاں قریب سے آیا کرتی تھیں۔ میری استدعا ہے کہ لاہور کی urban limit قائم کی جائے۔ آج حالات یہ ہیں کہ لاہور سے سو کلومیٹر دور بھی پلاٹ مافیا، پلاٹ بنا کر سات آٹھ لاکھ روپے ایکڑ کی زمین کو 80,70 لاکھ روپے ایکڑ کے حساب سے بیچ رہا ہے۔ اس کا اگر فوری طور پر تدارک نہ کیا گیا تو آپ یقین کر لیں کہ لاہور سے اوکاڑہ تک جس طرح betties میں تباہ حال قسم کے slumps create ہو گئے ہیں، یہ معاملہ بڑھتا جائے گا۔ کوئی حکومت، میں کہتا ہوں کہ امریکہ جیسے وسائل والی حکومت بھی اتنے بڑے پیمانے پر patches میں بجلی دے سکتی ہے اور نہ ہی سیوریج دے سکتی ہے۔ آج جوہر ٹاؤن میں تو 20 فیصد سے زیادہ construction نہیں ہو سکی اور دوسری طرف ہم دیکھیں کہ سو کلومیٹر دور تک چلے گئے ہیں۔ آج تک اس پر کوئی کام نہیں ہوا۔ میری استدعا ہے کہ urban limit فوری قائم ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! ٹریکٹر سکیم کے لئے ایک لاکھ روپے کی تجویز بہت اچھی ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ صرف tested brand کے ٹریکٹر دیئے جائیں۔ پہلے ایسے بھی ہوا ہے کہ non tested brand کے ٹریکٹر آ گئے جن کے بعد میں پارٹس ملے اور نہ وارنٹی اور وہ کسانوں کے لئے تباہی کا باعث بنے۔

جناب سپیکر! طالب علموں کے لئے ایئر کنڈیشنڈ بسوں کی تجویز بہت اچھی ہے لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ یہ صرف بڑے شہروں کے لئے کیوں ہے، چھوٹے شہروں کے لئے کیوں نہیں ہے؟ آپ یقین کریں کہ چھوٹے شہروں میں اور suburbs میں بچیاں صرف اس لئے والدین نہیں بھیجتے کہ ان کو خوف ہوتا ہے کہ ان کی بچیاں پریشان ہوں گی۔ آپ کو سن کر خوشی ہو گی کہ میں نے

اپنے حلقہ میں بچیوں اور لڑکوں کے لئے چار بسیں خود دی تھیں جن کی وجہ سے ہمارے کالجز میں اتنی زیادہ تعداد میں بچیاں بڑھ گئیں جو پچھلے پانچ سال میں نہیں بڑھی تھیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ بچیوں کے لئے خاص طور پر انتظام کیا جائے اور چھوٹے شہروں میں بھی کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں اپنے بھائی وزیر خزانہ کی توجہ ایک بہت اہم نکتے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ بیوٹی پارلرز اس ملک میں، اس پنجاب میں اتنا bowing business کر رہے ہیں۔ یہ وہ بزنس ہے جو چند لاکھ سے کروڑوں کی turn over کر رہا ہے۔ اس پر کوئی ٹیکس نہیں ہے اور ان کے چلانے والے اتنے پاور فل ہیں کہ ان کی سوشل سیکورٹی ہے، ان کے ایمپلائز old age benefit ہیں، ان پر انکم ٹیکس ہے اور نہ ہی سیلز ٹیکس ہے۔

جناب سپیکر! میں مختصراً عرض کروں گا کہ ایک بیوٹی پارلر نے ایک دن میں 109 دلہنیں تیار کیں۔ میں اپنے بھائی وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ بیوٹی پارلر ٹیکس کے حوالے سے اتنا بڑا ہیڈ ہے کہ ان پر آپ کم از کم سو فیصد ٹیکس لگائیں۔ یہ دلہن تیار کرنے کا ایک ایک لاکھ روپے لے رہے ہیں۔ جبکہ اس پر صرف تین ہزار روپیہ لگتا ہے۔ میں میک اپ کو بھی سمجھتا ہوں میں اس لئے کہتا ہوں کہ تین ہزار روپے میں ایک لاکھ روپیہ وصول کیا جاتا ہے اور پھر "بھوتنا" سا بنا کر پیش کر دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وزیر خزانہ صاحب نے ایک بڑی اچھی تجویز دی ہے؟ (قہقہے)

جناب نجف عباس سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب نجف عباس سیال: جناب سپیکر! میرے پیارے دوست شیخ صاحب نے کہا ہے کہ وہ میک اپ کو سمجھتے ہیں۔ کیا یہ ہاؤس میں وضاحت کریں گے کہ ایم۔پی۔اے سے پہلے یہ کسی بیوٹی پارلر میں کام کرتے رہے ہیں یا جو انہوں نے تخمینہ بتایا ہے یا جو اندازہ لگایا ہے ان کی اس بات کی تو میں پرزور تائید کرتا ہوں کہ بیوٹی پارلر پر ٹیکس لگنا چاہئے لیکن میرے دوست نے جو یہ کہا ہے کہ میک اپ کو سمجھتے ہیں۔ کیا یہ وضاحت کر دیں گے کہ یہ کیسے سمجھتے ہیں؟ (قہقہے)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ بیوٹی پارلرز پر 95 فیصد ہماری بہنیں، مائیں جاتی ہیں اس لئے میری گزارش ہے کہ میری کسی بہن کی طرف سے اس کی نمائندگی کی جائے اور ان سے بھی proposal لی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں وزیر خزانہ صاحب سب نوٹ کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں شیخ صاحب کو بات ختم کر لینے دیں۔ باری باری آنے دیں اور خواتین میں سے جو سب سے زیادہ میک اپ کرتی ہیں اگر وہ بات کرنا چاہتی ہیں تو کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرے بھائی نجف سیال صاحب کی اپنی ایک فیلڈ ہے اور انہوں نے اپنی فیلڈ کے بارے میں تو آج تک بتایا نہیں کہ یہ لاکھوں سے کروڑوں، اربوں کیسے ہوتے ہیں تو میں کیسے بتا دوں؟ (قہقہے)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری صرف یہ گزارش ہے اور مجھے یہ تکلیف ہوئی کہ ایک طرف میں سمجھتی ہوں کہ یہ point بالکل justified ہے کہ اگر اپنے پنجاب کے ریونیو کو بڑھانے کے لئے کسی ایسے سیکشن پر ٹیکس لگانے کی بات کی جائے جو پہلے ہی بہت نفع میں چل رہا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ بیوٹی پارلرز کی آمدنی کس حد تک ہے جو اسے ایک serious debates کرنے کی بجائے، اس کو issue serious لینے کی بجائے، ہنسی مذاق میں لینا تو کیا اس ہاؤس میں بیٹھی خواتین صرف ہنسی مذاق کے لئے ہیں؟ یعنی جب بھی کوئی ایسی بات ہو تو آپ ہنسی مذاق ہمارے اوپر تھوپ دیں تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس کی اجازت اس ہاؤس میں نہیں دی جا سکتی۔ ہم خواتین بھی وہی کردار ادا کر رہی ہیں جو اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہمارے بھائی ادا کر رہے ہیں۔ وہ بھی عوامی نمائندے ہیں اور ہم بھی عوامی نمائندے ہیں اس لئے اس طرح کے issues کے اوپر ہنسی مذاق اور اس قسم کی باتوں کی اجازت نہیں دی جانی چاہئے۔ میں endorse کرتی ہوں اس بات پر کہ پنجاب کا ریونیو بڑھانے کے لئے بیوٹی پارلرز پر ٹیکس ضرور ہونا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت پنجاب کا یہ بجٹ ایک انتہائی تاریخی بجٹ ہے کیونکہ اس وقت پنجاب ایک محرومی کا شکار ہے اور آج آپ لوگ بھی یہاں پر جو

discussion کر رہے ہیں پنجاب کے عوام اس کو سن رہے ہیں اور انشااللہ تعالیٰ اس ہاؤس کے اندر جو تجاویز آپ دے رہے ہیں ان کو وزیر خزانہ صاحب نوٹ بھی کر رہے ہیں اور at the end اس کا فائدہ بھی پنجاب کے عوام ہی کو ہونا ہے تو میری صرف اتنی گزارش ہے کہ اس وقت شیخ علاؤالدین صاحب کے بڑے valid points ہیں تو ہم ان کو سن لیں اور میں باقی دوستوں کو بھی ٹائم دوں گا۔

راؤ کاشف رحیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

راؤ کاشف رحیم خاں: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ میرٹ کی بات کر رہے ہیں تو شیخ صاحب کافی دیر سے floor پر کھڑے ہو کر تقریر کر رہے ہیں اور آپ نے پانچ پانچ منٹ ہر ایک مقرر کو دینے کی بات کی تھی تو میری گزارش ہے کہ انہیں بھی ٹائم اتنا ہی دینا چاہئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: راؤ صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ شیخ صاحب اپوزیشن کی نمائندگی کر رہے ہیں تو میرے پاس جو نام آئے ہوئے ہیں میں اس حساب سے دیکھ کر ہی ٹائم دے رہا ہوں۔ شیخ صاحب کے point بڑے valid ہیں اور اپوزیشن کا اس میں input آنا بڑا اہم ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنی بات کو مزید مختصر کرتا ہوں لیکن اس کے لئے مجھے تھوڑا سا وقت درکار ہے۔ ابھی 6/5 منٹ ہوئے گھنٹی بجی ہے لیکن یہاں پر 25/25 منٹ تک لوگوں نے تقریر کی ہے۔

جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ generic ناموں سے دوائیوں کا استعمال بہت اچھا ہے لیکن ملٹی نیشنل کمپنیوں کا پروفیسروں کے ساتھ جب تک جوڑ توڑ ختم نہیں کیا جائے گا حالات بہتر نہیں ہوں گے۔ پینے کے پانی کے بارے میں صرف مختصراً یہ عرض کرنا ہے کہ فلٹریشن پلانٹ اربوں روپے سے لگائے گئے۔ میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ میری کوشش کے باوجود اور وزیر اعظم شوکت عزیز تک سے تحریری request کے باوجود میرے شہر چونیاں کا فلٹریشن پلانٹ صرف 15 دن تک چل سکا ہے اور اس کے اندر پورے پنجاب میں جو اربوں روپے ضائع ہوئے ہیں، اس کی انکوائری بہت ضروری ہے۔ کالجز اور پروفیشنل کالجز میں سیلف فنانس سکیم ختم کر دی گئی ہے۔ جیسا کہ حکومت نے اعلان کیا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت زیادتی ہوئی ہے۔ سیلف فنانس سکیم ختم نہیں ہونی چاہئے

تھی۔ بات یہ ہے کہ ہمارے یہاں بیٹھے ہوئے لوگ بھی اور تھوڑے وسائل کے لوگ بھی اپنے بچوں کو تو باہر کروڑوں روپے دے کر پڑھانا چاہتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک بچہ سیلف فنانس کے تحت اپنے پیسے دے کر اپنے چار ساتھیوں کو پڑھا دیتا ہے۔ اگر ایک بچے کے اوپر دس لاکھ روپیہ لگتا ہے اور اگر ایک بچہ وہ دس لاکھ روپیہ دے کر چار کو ساتھ پڑھا دیتا ہے تو اس میں کیا برائی تھی؟ یہ ایک بڑی زیادتی ہے۔ ایک طرف ہم سرکاری کالجز میں سیلف فنانس سکیم کو ختم کر رہے ہیں لیکن پرائیویٹ کالجز مثلاً L.U.M.S کے اندر جو بھی فیس وہ مانگتے ہیں آپ دیتے ہیں۔ لاہور سکول آف اکنامکس میں جو فیس وہ مانگتے ہیں، آپ دیتے ہیں تو یہ صرف ایک منافقت ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو انہی کے وسائل اور حکومت کے فنڈز کے اوپر بہتری لانے کے لئے پیسا دے رہے تھے۔ یہ ایک بہت بڑی زیادتی ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سیلف فنانس سکیم دوبارہ شروع کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر! ہمیں جنگلات کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ چھانگا مانگا کا جنگل اب چٹیل میدان نظر آ رہا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ میں آپ کے سامنے اس ہاؤس میں بھی کہتا رہا ہوں کہ چھانگا مانگا کے چاروں طرف آرے لگے ہوئے ہیں اور وہ جنگل جسے میں بچپن میں دن میں بھی دیکھا کرتا تھا کہ رات کا سماں ہوتا تھا اور آپ یقین کریں کہ آج یوں لگتا ہے کہ جیسے چولستان بن گیا ہے۔ ہم انگریزوں کا چھوڑا ہوا جو جنگل تھا، آپ یقین کریں کہ 1884 کی ریلوے لائن کی، ہمیں شرم آنی چاہئے اور میں شرم سے یہ بات عرض کر رہا ہوں کہ ہم نے وہ ریلوے لائن بھی چوری کر کے بیچ دی ہے۔ حالات ایسے ہیں اور ہم بات کرتے ہیں کہ جنگل بڑھائے جائیں، یہ یہاں سے تقریباً 40/50 منٹ کی drive پر چھانگا مانگا کا جنگل نہیں بچا سکے تو اور ہم کیا بچائیں گے۔

جناب سپیکر! تحفظ ماحولیات کے لئے ایک ارب روپے کی بہت بڑی رقم رکھی گئی ہے لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ تحفظ ماحولیات کا محکمہ عملی طور پر ground پر بالکل ناکام ہے۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ پنجاب کی کوئی مل scraper کے ساتھ نہیں چل رہی۔ میں نے مل مالکان سے اس پر بات کی ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ پچھلی اسمبلی میں بھی وزیر ماحولیات ڈاکٹر انجم امجد سے اسی floor پر میرا کافی جھگڑا بھی ہوا تھا اور آج بھی وہی حالات ہیں کہ scraper کے بغیر ملیں چل رہی ہیں اور محکمہ ماحولیات کچھ نہیں کر رہا۔ 1997 کا ایکٹ یہ کہتا ہے کہ کوئی پراجیکٹ بغیر این۔ او۔ سی لئے نہ دیا جائے۔ میں محکمہ ماحولیات سے آپ کی وساطت سے ڈائریکٹ سوال کرتا ہوں کہ آج تک بتا دیں کہ اس نے کوئی این۔ او۔ سی دیا ہے اور اگر دیا ہے تو جو جس کی مرضی آتی ہے وہ اس نے شروع

کر دیا ہے۔ میں آپ سے یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ جہاں آپ تشریف رکھتے ہیں، ایک مخصوص پیسے کی limit ہے۔ میں یہاں پر پٹرول پمپ لینے کا آپ کو این۔او۔سی لے کر دے سکتا ہوں۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں آج ہی این۔او۔سی لے کر دینے کو تیار ہوں۔ عملی طور پر یہ کچھ نہیں کر رہے۔ ان کے اوپر اس اسمبلی کی سخت مانیٹرنگ کی ضرورت ہے۔ محکمہ ماحولیات جب تک اپنے پراجیکٹس کے اوپر جو اس کا اصل کام ہے، توجہ نہیں دے گا اس وقت تک اس کو پیسا دینے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ایمرجنسی سروس پنجاب کے دوسرے شہروں میں بھی شروع کرنی ضروری ہے لیکن میں یہاں پر مختصراً یہ عرض کروں گا کہ اس کے لئے ٹینڈر ہونا بہت ضروری ہے۔ ان کی purchases پر توجہ دی جائے اور یہ بھی توجہ دی جائے کہ ان کی بھرتیاں کیسے کی گئی تھیں؟

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ کا یہ فیصلہ بہت ہی پیارا اور شاندار ہے کہ 8۔ کلب کو خواتین کی آئی۔ ٹی یونیورسٹی بنا دیا جائے لیکن میں آپ کے توسط سے ایک بار پھر یہ عرض کروں گا کہ وہاں پر لڑکوں کو بھی داخلہ دیا جائے اور جن لڑکیوں کو داخلہ دیا جائے تو ان سے بھی کم از کم پانچ سال کا پریکٹیکل بانڈ لکھوایا جائے کہ وہ تعلیم مکمل کرنے کے بعد پانچ سال ضرور کام کریں گی کیونکہ 60 فیصد سے زائد خواتین شادی کے بعد کام نہیں کرتیں اور قوم کا اربوں روپیہ ضائع ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں اپنے بھائی وزیر خزانہ کی توجہ ایک اہم معاملے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ درآمد شدہ گاڑیوں پر لگژری ٹیکس لگانے کی تجویز بالکل درست نہ ہے۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سندھ، سرحد اور اسلام آباد میں یہ گاڑیاں رجسٹرڈ ہونا شروع ہو جائیں گی۔ میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک عام لینڈ کروزر اور ایک عام پجارو پر اس وقت بھی پانچ لاکھ روپے ہمارا صوبہ پنجاب ٹیکس لے رہا ہے۔ simple registration پر آپ کو بھی معلوم ہے کہ 4 فیصد اور رجسٹریشن account پر 2 فیصد ہے۔ کوئی لینڈ کروزر استعمال شدہ ایسی نہیں ہے جو 30 لاکھ سے کم ہو اور نئی والی 90 لاکھ کی ہے۔ 5/4 لاکھ روپے پہلے ہی pay ہو رہا ہے اور اس سے میری عرض یہ ہے کہ آپ یقین کر لیں اور اس بات کو لکھ لیں کہ جیسے ہی یہ نافذ ہوگا تو تمام گاڑیاں کراچی، اسلام آباد اور سرحد میں رجسٹرڈ ہوں گی اور میں آپ کو یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں سب سے زیادہ rate of token tax ہے اور پنجاب سب سے زیادہ rate of token tax لے رہا ہے تو اس کے ساتھ لگژری ٹیکس لگانا ان پر بہت بڑی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر! جتنی duty of گاڑیاں ہمارے ملک میں ہیں تو آپ حیران ہوں گے کہ جرمنی سے U.K اور U.K سے جرمنی لانے پر صرف 21 فیصد ڈیوٹی ہے اور ہمارے ملک میں 110 فیصد ڈیوٹی کر دی گئی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ میرا اس فیلڈ سے تعلق ہے اور میں جو گاڑی 12 لاکھ میں C & F کراچی پہنچاتا ہوں اس پر حکومت پاکستان مختلف طریقوں سے 45 لاکھ پہلے ہی ٹیکس لے رہی ہے۔ کہیں کچھ ہے اور کہیں کچھ ہے۔ اتنی بھاری ٹیکسیشن کے بعد یہ ٹیکس لینا بھی بہت بڑا ظلم ہے۔

جناب سپیکر! غیر منقولہ جائیداد کے اوپر 6 فیصد خرچ آ رہا ہے۔ لاہور کی کسی ایک کروڑ روپے کی پراپرٹی کو آپ رجسٹرڈ کروائیں تو اس پر 6 لاکھ لیا جا رہا ہے اور اب اس بجٹ میں جو تجویز دی گئی ہے کہ کورٹس کے آرڈر کے تحت اور degrees کے تحت اس کو 2 فیصد کیا جائے تو آپ خود بھی ایک نامور وکیل ہیں اور آپ سمجھتے ہیں کہ لوگ اس طریقے سے collusive ڈگریاں لیں گے اور 6 فیصد کوئی نہیں دے گا۔ ایک فیصد ادھر خرچ کریں گے اور 3 فیصد saving کریں گے۔ اگر انہوں نے کورٹس کے اوپر یہ لاگو کرنا ہے کہ وہاں پر 2 فیصد ہو تو یہ غلط ہے، اس کو بھی یہ 6 فیصد پر لائیں اور آپ خوب سمجھتے ہیں تاکہ collusive ڈگریاں جاری نہ ہوں اور کورٹس پر undue burden نہ پڑے۔

جناب سپیکر! سیلز ٹیکس پوری دنیا میں ایک صوبائی ٹیکس ہے---

(اذان ظہر)

جناب سپیکر! چونکہ اذان ہو گئی ہے اور نماز کا وقفہ ہے میں عرض کر رہا تھا کہ sales tax کے issue پر سندھ حکومت نے مرکزی حکومت سے یہ پر زور مطالبہ کیا ہے کہ ہمیں sales tax جو واقعی ایک consumer tax ہے اور پوری دنیا میں صوبائی حکومتیں وصول کرتی ہیں اس پر انہوں نے کہا کہ ہمارا حصہ زیادہ ہے اس لئے یہ ہمیں وصول کرنے دیا جائے۔ میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ sales tax میں سندھ کا حصہ قطعاً زیادہ نہیں ہے indirectly پنجاب سب سے زیادہ sales tax دیتا ہے۔ میں آپ کو چھوٹی سی بات بتاتا ہوں کہ جو گاڑی کراچی سے چلتی ہے جس پر sales tax کی مد میں صرف دو لاکھ یا اڑھائی لاکھ روپے دیا جاتا ہے اس کا end user پنجاب ہے لیکن سندھ اس کو اپنے حصے میں claim کرتا ہے۔ اسی طرح خوردنی تیل ہے چونکہ اس کی duty وہاں پر

ہوتی ہے وہ اس کو اپنی collection میں ظاہر کرتا ہے حالانکہ اس کا end user ہمارا عام آدمی ہے اور ہمارا پنجاب ہے اس لئے اگر یہ sales tax پنجاب کو مل جائے چونکہ sales tax ایک consumer tax ہے اور future کا tax ہے ہمارے وزیر خزانہ جانتے ہیں کہ آنے والے وقت کا tax جس سے revenue ملے گا وہ sales tax ہے۔ جو جتنا زیادہ خرچ کرے گا اتنا sales tax دے گا اور چونکہ پنجاب سب سے زیادہ خرچ کر رہا ہے اس لئے پنجاب کا federal kitty میں سب سے زیادہ حصہ ہونا چاہیے اس پر ہماری حکومت کو پوری طرح لڑنا چاہیے کہ ہمارا حصہ sales tax میں زیادہ ہے۔ میرے پاس اس کے figures موجود ہیں میں پیش کر سکتا ہوں لیکن میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے بجٹ میں 150-ارب روپیہ A.D.P کے لئے رکھا گیا تھا آپ کو سن کر حیرانی ہو گی کہ اس میں سے 80-ارب روپیہ خرچ نہیں ہوا۔ اب جو 80-ارب روپیہ خرچ نہیں ہوا وہ B.F قرار دے کر broad forward لایا جائے اور یہ بھی دیکھا جائے کہ وہ 150-ارب declare ہوا اور اس 150-ارب کا اتنا شور مچا اس میں سے 80-ارب روپے بچا۔ وہ آخر کیوں بچا اور کیوں lapse ہوا؟ میں آخر میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ Punjab Provincial Bank ایک نہایت منافع بخش ادارہ ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ اسی ایوان میں الحمدللہ وہ میں ہی تھا جس نے Pakistan State Oil پر تحریک التوائے کار پیش کی تھی اور آپ نے بھی میری تائید فرمائی تھی اس کا نتیجہ اللہ کے فضل سے یہ ہوا تھا کہ Pakistan State Oil بچ گیا کیونکہ اس پر suo moto ہو گیا تھا اور میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ مجھے اس وقت دھمکی دی گئی تھی کہ تم کون ہوتے ہو اس معاملے میں آنے والے؟ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر مہربانی کی تھی اور ساڑھے تین ہزار پٹرول پمپوں والا وہ ادارہ جو سالانہ 15-ارب روپے کما رہا تھا وہ اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔ اس کے بعد جو ظلم عظیم ہوا وہ یہ کہ H.B.L 22-ارب روپے میں بیچا گیا اور حبیب بنک نے 22-ارب روپے دو سال میں کما لئے۔ یہ لمبی تکلیف دہ اندوہ ناک کہانی ہے اور اب اتنا بڑا ظلم یہ ہوا کہ شوکت عزیز واپس آ کر یہ بھی بتانے کے لئے تیار نہیں کہ وہ یہاں پر کیا کر کے گیا ہے اور وہ خود وہاں پر چارٹر فلائٹوں میں پھر رہا ہے اس کے پاس کہاں سے پیسا آیا؟ میں صرف یہ چاہتا ہوں اور انشاء اللہ مجھے امید نہیں ہے کہ ایسا ہو گا کہ Punjab Provincial Bank کے بارے میں پنجاب حکومت ایک واضح پالیسی دے کیونکہ وہ ایک منافع بخش ادارہ ہے اور finally میں یہ عرض کروں گا کہ پنجاب بنک میں اتنا ظلم ہوا ہے اور

collator کے بغیر قرضے issue ہوئے ہیں۔ جو بے نامی قرضے issue ہوئے ہیں ان چہروں کو سامنے لایا جائے۔ میں یہ کہتا ہوں کل یہ اطلاع دی گئی ہے کہ 9۔ارب روپے کا فراڈ ہے اللہ پناہ میں رکھے اس سے زیادہ کا فراڈ ہے۔ ان valuer کو بھی پکڑا جائے کیونکہ میری اطلاع کے مطابق ان valuation کرنے والوں کو نہیں پکڑا جا رہا ہے۔ میں اپنے بھائی وزیر خزانہ کو کہتا ہوں کہ آخر ان valuers کو کیوں نہیں پکڑا جا رہا جنہوں نے 10 ہزار روپے کی زمین کو ایک کروڑ روپے کی دکھائی۔ جن زمینوں کا کہیں پر وجود نہیں ہے۔ وہ زمین پر ہے نہ آسمان پر ہے اور نہ مریخ میں ہے۔ ان کے خلاف ان کے عوض collator declare کر کے اس کا پیسا لوٹا گیا۔ پنجاب بنک کو چاہیے تو یہ تھا کہ عوام کو deposit پر دو، تین فیصد زیادہ پیسا دیتا لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے اور میں رک نہیں سکتا کہ اس وقت بنک deposit پر 14 فیصد تک پیسا مانگ رہا ہے اور liquidity نہیں ہے۔ یہ حالات کیوں پیدا ہوئے؟ یہ حالات اس لئے پیدا ہوئے کہ ان بنکوں کو لوٹ کر ڈالر میں transfer کیا گیا اور وہ پیسا باہر لے جایا گیا۔

جناب سپیکر! اجتماعی دعا فرمائیں کہ اللہ ان کا بیڑہ غرق کرے جو اس ملک سے پیسا باہر لے کر گئے ہیں۔ اگر وہ پیسا واپس لایا جائے تو میں آپ سے دعوے سے عرض کرتا ہوں کیونکہ میرا finance exchange سے بھی تعلق ہے میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ یہاں 35 روپے میں ڈالر لینے والا کوئی نہیں ہوگا اگر ہم اس بات پر کاربند ہو جائیں کہ جو شخص اس ملک سے پیسا باہر لے کر گیا وہ شخص اس ملک کا غدار ہے اس شخص پر خدا اپنا قہر نازل کرے۔ یہ جو پیسا قرضے کے عوض لیا گیا اس کو ڈالر میں transfer کیا گیا اور اس کو باہر لے جایا گیا ہے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب خلیل طاہر سندھو!

MR KHALIL TAHIR SINDHU: Mr. Speaker, Thank you very much for your deep concern and love. I will try my best that I will be very short and very material.

سب سے پہلے میں man of steel nerves میاں محمد نواز شریف، ہمارے نوجوان وزیر خزانہ اور ان کی پوری کابینہ کو اسمبلی میں بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہ over look ہو گیا ہے یہ intentionally تو میں نہیں کہہ سکتا کہ پورے بجٹ میں وزیر خزانہ کی طرف سے Minorities کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دس روپے لاکھ نہیں

ہوتے لیکن اگر لاکھ میں دس روپے نہ ہوں تو وہ بھی لاکھ نہیں ہوتا۔ میں Minorities کے حوالے سے گزارش کروں گا کہ ہمارا حلقہ چھوٹا نہیں ہوتا یہ حلقہ پورا پنجاب ہے۔ تخلیق پاکستان کے وقت لاہور میں جہاں اب مینار پاکستان ہے یہ منٹو پارک تھا تو جب objective Resolution پاس ہوئی تو وہاں جو Minorities کے ووٹ تھے انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کا ساتھ دیا اور بہت ساری ایسی جماعتیں تھیں جن کا میں نام نہیں لوں گا جنہوں نے objective Resolution کی مخالفت کی تھی۔ اس کے بعد 23 جون 1947 کو جس نشست پر آپ بیٹھے ہوئے انتہائی معتبر اور محترم لگ رہے ہیں یہاں پر بیٹھے ہوئے اس وقت 177 ممبران پر مشتمل اسمبلی تھی اور فیصلہ یہ ہونا تھا کہ پنجاب پاکستان کا حصہ ہوگا یا انڈیا کا تو پاکستان کے حق میں پنجاب کے لئے 86 اور انڈیا کے لئے ہندوؤں کے 88 ووٹ تھے۔ اس وقت کے تین ممبران جناب فضل الٰہی اور سی اے گبن صاحب نے اٹھ کر پاکستان کے حق میں ووٹ دیا پھر 88 برابر ووٹ ہوئے اور جب 88 برابر ووٹ ہو گئے تو پھر اسی نشست پر بیٹھے دیوان بہادر ایس پی سنگھا صاحب سے قائداعظم صاحب نے فرمایا کہ ہم نے اقلیت میں رہ کر دیکھا ہے، ہم نے اقلیت کا کرب دیکھا ہے۔ اگر اس وقت casting vote نہ ہوتا تو شاید آج یہاں ساری نشستوں پر ہندو بیٹھے ہوتے۔ اس وقت دیوان بہادر ایس پی سنگھا صاحب نے جناب قائداعظم کی بات کو مانتے ہوئے ووٹ دیا۔ آج cabinet speech میرے پاس ہے جس میں یہ درج ہے کہ پنجاب اسمبلی میں ان تین casting votes کی وجہ سے پنجاب پاکستان کا حصہ بنا۔ اس کے بعد قائداعظم صاحب نے 11-اگست 1947 کو فرمایا تھا کہ:

You are free to go to your mosque. You are free to go to your temples.

مذہب اور ریاست کا علیحدہ علیحدہ مسئلہ ہے. State has no concern with it سٹیٹ کے بزنس میں سب برابر کے شہری ہیں۔ 602ء میں میدان عرفات میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ:

There is no superiority on black to white and white to black, Ajam to Arab and Arab to Ajam.

اگر کسی کو کوئی فوقیت حاصل ہے تو وہ تقویٰ کی وجہ سے ہے۔ مگر ہمارے پاس تو قائداعظم کے اقوال رہ گئے ہیں اور ترقی کہیں اور ہو گئی۔

جناب سپیکر! پچھلے آٹھ سالوں میں ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے کہ اسمبلی میں ہماری پانچ فیصد نشستیں تھیں لیکن مشرف صاحب نے انھیں سترہویں ترمیم کے ذریعے کم کرکے 3.65 کر دیا۔ ratio کے مطابق آج قومی اسمبلی میں ہماری 14 نشستیں ہونی چاہییں تھیں اور پنجاب اسمبلی میں 16 ہونی چاہییں تھیں۔ میں وزیر خزانہ سے التماس کرتا ہوں کہ تبدیلی cosmetics نہیں ہوتی بلکہ تبدیلی essential ہوتی ہے اگر essential تبدیلی لانی ہے تو پھر بینارٹیز کے لئے ایک proper quota اور proper fund قائم کرنا ہو گا لیکن اس بجٹ میں بینارٹیز کا ذکر نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ:

جینے کو جب سانسیں مانگو سب سے پہلے آنکھیں مانگو
تاریکی میں بسنے والو اجلی اجلی صبحیں مانگو

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم اس ایوان میں بینارٹیز کے 8 ممبران بیٹھے ہیں اور ہمارا حلقہ پورا پنجاب ہے لیکن ہمارے ساتھ پنشنرز والا سلوک کیا جاتا ہے کہ تھوڑے سے پیسے دے دیئے جائیں تاکہ وہ جی سکے اور نہ مر سکے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ:

This is a positive criticism and this is the betterment for Pakistan.

میری ان باتوں کو negative نہ لیا جائے۔ میں ایک انتہائی اہم بات کرنا چاہتا ہوں اور اس کی انکوائری ہونی چاہیے کہ پچھلے ساٹھ سالوں میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے امتحانوں میں کوئی بھی مسیح امتحان پاس نہیں کر سکا اس کی کیا وجہ ہے، کیا ہم اتنے کند ذہن ہو گئے ہیں؟ یا mysterious mystery اس بات میں لائی جارہی ہے کہ ہمارے مسیح لوگ قابل بھی ہیں، پڑھے لکھے بھی ہیں لیکن ساٹھ سالوں کی تاریخ میں کوئی بھی پبلک سروس کمیشن کا امتحان پاس نہیں کر سکا۔

جناب سپیکر! یہاں پر ہیلتھ کی بات کی گئی ہے یہاں تو پورا سسٹم breakdown ہو چکا ہے صرف dialysis کرنے سے کام نہیں چلے گا۔ آج دیکھنا پڑے گا کہ کن کن ہسپتالوں میں ادویات مفت ملتی ہیں، پنجاب کے 45 ہزار گاؤں ہیں کیا ان تمام کے ہیلتھ سنٹرز میں ڈاکٹرز بیٹھتے ہیں؟ آج کل وہاں پر بہت بڑے بڑے چودھریوں کی حویلیاں ہیں یا پھر وہاں پر مویشی باندھے جاتے ہیں۔ افراط زر کی شرح 19 فیصد ہے تو پھر کس طرح سے غربت ختم ہو جائے گی؟ اگر میں بار بار اقلیتوں کے contribution کی بات کروں گا تو میرے خیال میں یہ ٹھیک نہیں ہو گا لیکن میری چند

گزارشات ہیں کہ ہمیں ہر سطح پر نوکریاں دی جائیں، مائیکرو فنانس سکیم کے تحت جو قرضہ جات دیئے جانے ہیں ان میں اقلیتوں کو بھی شامل کیا جائے، جب زمینیں تقسیم ہوں تو ان میں بھی۔۔۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میرے فاضل بھائی نے بار بار اقلیتوں کا ذکر کیا اور ان کے ساتھ کچھ ناانصافی محسوس کر رہے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ایوان میں جو پنجاب کا بجٹ پیش ہوا ہے وہ سارے پنجابیوں کے لئے ہے اور ہمارے اقلیتی بھائی بھی اسی طرح پنجابی بھائی ہیں جیسے دوسرے پنجابی بھائی ہیں اور ہم ان کا پورا پورا احترام کرتے ہیں اور ان کو ساتھ لے کر چلتے ہیں لہذا میں آپ کے توسط سے استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ معزز بھائی ذرا واضح کر دیں کہ وہ کس مد میں extra allocation چاہتے ہیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارے پنجابیوں کے لئے ہے اور اس میں کوئی مذہبی تفریق نہیں ہے۔بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! میں Central Superior Services of Pakistan کی مثال دینا چاہتا ہوں کہ ہندو بھی اقلیت ہیں لیکن ان کے لئے وہاں صفحہ نمبر 19 پر پانچ فیصد کوٹا رکھا گیا ہے اور ہم تو ان سے زیادہ marginalized اور downtrodden ہیں لہذا میں کہنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں اور پاکستان بنانے میں ہمارا بہت زیادہ contribution ہے اس لئے ہماری طرف زیادہ توجہ دی جائے۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میرے معزز بھائی اقلیتوں کے حوالے سے بات کر رہے تھے جس پر ہمارے ایک اور معزز ممبر نے کہا کہ پنجاب کی بات کریں۔میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ ہم یہ define کرنا چاہتے ہیں کہ اگر پنجاب اسمبلی میں اقلیتوں کے لئے 8 نشستیں رکھی گئی ہیں تو اس کا ایک مقصد ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ جو misprivilege community ہے جب تک اسے up lift کرنے کے لئے کوئی جامع پالیسی announce نہیں کریں گے کوئی مربوط قدم نہیں اٹھائیں گے اس وقت تک up lift نہیں ہو سکے گی۔ہم نے گزشتہ انتخابات میں joint elected system کے تحت ووٹ کاسٹ کئے۔ہمارا یہ موقف ہے کہ سیاست میں مذہب کا کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے۔ہم اس پر clear ہیں کہ یہ کوئی مذہبی ایوان نہیں بلکہ ایک

جمہوری ایوان ہے اور میرے بھائی جو قائداعظم کا حوالہ دے رہے تھے انہوں نے واقعی اپنی پہلی تقریر میں کہا تھا کہ آپ سب اس ملک میں آزاد ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر مختصر بات کریں تا کہ ان کی بات بھی مکمل ہو سکے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! ہم سب پنجابی ہیں اور اس ملک کے برابر کے شہری ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ دھرتی ہماری ہے اور ہم اس کے بیٹے ہیں لیکن جو رویے ہیں اور جو پالیسیاں بنائی جاتی ہیں ان میں ہمیں ignore کیا جاتا ہے۔ ہم استدعا کرتے ہیں کہ سابقہ حکومتوں نے ہمارے ساتھ جو رویے رکھے ہیں انھیں proper ٹھیک کیا جائے چونکہ ہم اس دھرتی کے بیٹے ہیں، اس دھرتی کے مکمل وارث ہیں اور اس دھرتی کے برابر کے شہری ہیں لیکن یہ صرف لفظوں میں نہیں ہونا چاہیے۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ اقلیتوں کو ساتھ لے کر چلیں گے۔ ہمیں کہاں ساتھ لے کر چلیں گے؟ ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہمیں ساتھ لے کر چلیں بلکہ ہم تو چاہتے ہیں کہ ہم سب برابر چلیں اور ایک دوسرے کا آسرا بنیں تا کہ یہ پنجاب اور ملک ترقی کرے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اقلیتی پارٹی سے تعلق رکھنے والے معزز اراکین نے کہا کہ اسلام کا سیاست کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں ہے۔ میں تصحیح کے لئے بتانا چاہتا ہوں کہ علامہ اقبال نے کہا تھا:

ہو دین جدا سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

ہمیں اسلام نے ہی یہ درس دیا ہے کہ اپنے ساتھ رہنے والے غیر مسلم بھائیوں کے ساتھ کیسا سلوک کرنا ہے۔ ہم تو تاریخ کو جانتے ہیں کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فلسطین فتح کر کے واپس آ رہے تھے تو وہاں کے عیسائی لوگوں نے کہا تھا کہ خدا کے واسطے ہمیں ہمارے عیسائی حکمران کے حوالے کر کے نہ جائیں۔ ہمیں جو امن و سکون آپ مسلمان بھائیوں نے دیا ہے وہ ہمیں اپنے مذہبی بھائیوں سے بھی نہیں ملا اس لئے ہم ان کو یقین دلاتے ہیں کہ ہمارا اسلام مذہب کی حد تک آپ کو پورا support کرے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی بہت شکریہ۔ No cross talk, please. میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دی تھی۔ سندھو صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! میں رانا افضل صاحب کا انتہائی شکر گزار ہوں۔یہاں پر رویوں کی بات ہو رہی تھی آج بھی جب خاکروبوں کی سیٹیں آتی ہیں تو اخبار میں خاص طور پر لکھا جاتا ہے کہ خاکروب کی سیٹ غیر مسلموں کے لئے ہے۔یہاں پر حاجی اسحاق صاحب بیٹھے ہیں یہ بہت بڑے زمیندار گھرانے سے ہیں ہم اپنے گاؤں کے پہلے نمبردار ہیں۔ہم ایسے رویے دیکھ کر پریشان ہوتے ہیں۔آج تک کسی مسیح نے پاکستان سے غداری نہیں کی اور نہ کبھی ایسا سوچ سکتے ہیں۔یہ مٹی ہماری ماں ہے اور ہم ہمیشہ اس ماں کے لئے جان دینے کے لئے بھی تیار ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب نے گرین ٹریکٹر سکیم کا اعلان فرمایا مجھے نہیں پتا کہ یہ پہلے بھی شروع ہوئی تھی لیکن میرے خیال میں ٹریکٹر کا گیئر خراب ہے اس لئے وہ مسیح دیہاتوں کا راستہ بھول جاتا ہے۔پنجاب میں 27 ایسے دیہات ہیں جو 150, 130, 280 مربع پر قائم ہیں لیکن وہاں پر ٹریکٹر سکیم نہیں پہنچتی مجھے نہیں پتا کہ what is the mysterious mystery کہ وہ کیوں بھول جاتا ہے؟

جناب سپیکر! secondly جتنے بھی مسیحی چکوک ہیں ان کے ساتھ جو شاملات ہیں، جو زمین بحق سرکار ہے، ان کے ساتھ جو چراگاہ ہے، ان کے ساتھ جو بقایاجات ہے وہ اسی مسیحی گاؤں کا حصہ بنتے ہیں نہ کہ کوئی دوسرے گاؤں سے غاصب آئے اور وہ ساری زمینیں لے جائے۔بجٹ میں 13-ارب روپے کی subsidy کا اعلان ہوا ہے اس میں بھی Minorities کو پانچ فیصد دیا جائے۔ سکولوں میں centre of excellence کا جو اعلان ہوا ہے پاکستان میں، پنجاب میں missionaries اداروں نے بہت زیادہ خدمت کی ہے اور آج بھی کر رہے ہیں تو میری humble submission ہو گی کہ اس میں بھی مسیحی تعلیمی اداروں کو پانچ فیصد کوٹا دیا جائے۔ تقریباً 4574 سکولوں کو سیکنڈری، ہائر سیکنڈری اور جدید کمپیوٹر لیب سے آراستہ کرنے کا اعلان ہوا ہے میری گزارش ہے کہ اس میں بھی پانچ فیصد کوٹا مسیحی تعلیمی اداروں کو دیا جائے۔ ایشین ڈویلپمنٹ بینک سے ملنے والی 17-ارب 30 کروڑ کی رقم میں سے مسیحی آبادیوں اور مسیحی گاؤں کو بھی اس کا حصہ دیا جائے۔ پروفیشنل تعلیم حاصل کرنے والے غریب نوجوانوں کے لئے 20 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔اس میں سے پانچ فیصد مسیحی نوجوانوں کی فنی تعلیم کے لئے مخصوص کئے جائیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! ابھی میرے بھائی نے کہا ہے کہ Minorities کی development and uplifting کے لئے کوٹا بحال ہونا چاہیے اور ان کے لئے فنڈز allocate ہونے چاہئیں تو میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ Minorities کی uplifting and development کے لئے ایک سو ملین روپے کی کثیر رقم بجٹ میں مختص کی گئی ہے۔ جو اقلیتیں پہلے محرومیوں کا شکار رہی ہیں اور گزشتہ ادوار میں ان کے ساتھ ناانصافیاں ہوتی رہی ہیں ان کے ازالہ کے لئے ہی ہم نے یہ کثیر رقم بجٹ میں رکھی ہے۔ موجودہ حکومت Minorities کو ساتھ لے کر چلے گی اور برابری کی سطح پر ان کے حقوق ان کی دہلیز تک پہنچائے گی۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: خلیل طاہر سندھو صاحب! اپنی تقریر wind up کریں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جی، بہتر ہے۔ جناب سپیکر! ہمارے 27 گاؤں ہیں جن میں میرا اپنا گاؤں 424 منٹگمری والا، خوش پور، شانتی نگر، امرت نگر، سٹنز آباد، کلار کا آباد، ماٹن پور، دوچک، فاطمہ پور، مریہ خیل، فرانسس آباد شامل ہیں۔ یہ تمام مسیحی گاؤں ڈیڑھ سو سال سے آباد ہیں ان میں جتنے بھی ہائی سکول ہیں ان سب کو خواتین کے لئے ڈگری کالج کا درجہ دیا جائے۔

جناب سپیکر! میں ایک اہم بات جو کہ سب کے لئے general ہے کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں پر جج صاحبان کی تنخواہیں بڑھائی جا رہی ہیں۔ آج ہائی کورٹ کے ایک پرسنل سیکرٹری کی 65 ہزار روپے تنخواہ ہے جبکہ دوسری طرف ایک سیشن جج کی تنخواہ 37 ہزار روپے ہے۔

There is a difference between the court and the Judge, and you better understand

کہ جو عملہ ہوتا ہے وہ بھی دن رات کام کرتا ہے۔ سیشن کورٹ میں جو سٹینو یا دوسرے اہلکاران ہوتے ہیں وہ بھی جج صاحبان کے ساتھ ہی کام کرتے ہیں۔ فیصلہ جج نہیں کرتا بلکہ فیصلہ کورٹ کرتی ہے لہذا جج صاحبان کی تنخواہیں بڑھانے کے ساتھ ساتھ باقی عملے کی بھی تنخواہیں بڑھائی جائیں۔

جناب سپیکر! میرا یہ ایمان اور ادراک ہے کہ آپ قائداعظم محمد علی جناحؒ کے 11-اگست 1947 کی پہلی اسمبلی سے خطاب کے مطابق، جس کی صدارت ایک غیر مسلم جگندر ناتھ منڈل نے فرمائی تھی اور حضور پاک ﷺ کی طرف سے 602ء میں میدان عرفات میں جو خطبہ دیا گیا تھا اس

کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام اقلیتوں کو ساتھ لے کر چلیں گے۔ اپنی بات ختم کرنے سے پہلے ایک شعر عرض کروں گا کہ:

تم نے ہر کھیت میں انسانوں کے سر بوئے ہیں
اب زمین خون اُگلتی ہے تو شکوہ کیسا؟

بہت بہت شکریہ

جناب طاہر نوید: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری ایک submission ہے کہ ہم Christian ہیں، ہم مسیحی ہیں۔ تمام سرکاری اداروں اور اسمبلی کے معزز اراکین سے میری گزارش ہے کہ آئندہ ہمیں عیسائی مت کہا جائے بلکہ مسیحی پکارا جائے۔ تمام محکموں کو یہ ہدایت فرمائی جائے کہ ہمیں عیسائی کی بجائے مسیحی لکھا اور پکارا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں روبینہ شاہین وٹو صاحبہ کو تقریر کرنے کا موقع دیتا ہوں۔

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس issue پر اب مزید بات نہیں ہونی چاہیے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ انتہائی ضروری بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! ایوان کی ہمیشہ یہ روایت رہی ہے کہ جب کوئی معزز رکن بات کر رہا ہو یا بحث میں حصہ لے رہا ہو تو باقی ممبران اس کو disturb نہیں کرتے۔ انہوں نے اپنے ضمیر کے مطابق بات کہنی ہوتی ہے۔ اگر ان پر کوئی اعتراض ہے تو اپنی باری آنے پر کریں۔ میں وزراء صاحبان سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ فوری طور پر کھڑے ہو کر ہر ایک ممبر کا جواب نہ دیں۔ وہ اپنے پاس نوٹ کرتے جائیں اور جب wind up کریں تو ان باتوں کا اکٹھا جواب دیں۔ ہر ممبر کا اسی وقت جواب دینے سے کافی وقت ضائع ہوگا اور تمام ممبران کو بات کرنے کا موقع نہیں مل سکے گا۔ شکریہ

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اذان کے بعد کم از کم دس یا پندرہ منٹ کے لئے کارروائی روک دینی چاہیے تاکہ تمام دوست تسلی اور آسانی سے نماز ادا کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو معزز ممبران نماز پڑھنا چاہتے ہیں وہ نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے جا سکتے ہیں۔ محترمہ روبینہ شاہین وٹو صاحبہ!

محترمہ روبینہ شاہین وٹو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے پاکستان کے سب سے بڑے صوبے کے سالانہ بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ، وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کی کابینہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ جنہوں نے اتنے مشکل حالات میں ایک متوازن اور عوامی بجٹ پیش کیا۔ میں آپ کی وساطت سے سب سے پہلے coalition government کے قائدین پاکستان پیپلز پارٹی کے co-chairman جناب آصف علی زرداری اور پاکستان مسلم لیگ کے قائد میاں محمد نواز شریف، راجہ محمد ریاض اور محترم وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو کامیاب coalition government چلانے پر بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں اس لئے کہ coalition گورنمنٹ چلانا تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے۔ اس دفعہ 18- فروری 2008 کے الیکشن میں ہمیں عوام نے ووٹ دیا، غریبوں نے ووٹ دیا اور انہوں نے یہ ووٹ نظام کو بدلنے کے لئے دیا ہے۔ پاکستان کے عوام نے corruption کے خلاف ووٹ دیا، مہنگائی کے خلاف ووٹ دیا، بے روزگاری کے خلاف ووٹ دیا۔ اس وقت پورے ملک اور صوبے کی عوام ان air conditioned اسمبلیوں کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ لوگ خوش ہیں کہ ہمارے قائدین نے اپنی ذاتی انا کو بالائے طاق رکھ کر اپنے اختلافات کو ختم کر کے اس ملک کے عوام کے مسائل کو حل کرنے کے لئے وہ ایک میز پر بیٹھے ہیں۔ عوام اس بات پر خوش ہیں اور دعائیں کرتے ہیں کہ یہ coalition گورنمنٹ چلے۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ان قائدین سے appeal کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں موقع دیا ہے، اس ملک کے غریب عوام نے ہمیں موقع دیا ہے اگر ہم نے ماضی کی روایات سے سبق نہ سیکھا، اگر ہم نے اپنے ماضی کی غلطیوں سے سبق نہ سیکھا تو پھر تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔ ہم کل اپنے بچوں کو کیا دیں گے؟ ہمیں چاہیے کہ آج ہم اپنی خواہشات اور اپنے مفادات کی قربانی دے کر اپنے بچوں کے مستقبل کو، اپنے بچوں کے پاکستان کو محفوظ بنائیں۔ اگر ہم ایسا نہ کر سکے تو پھر تاریخ ہمیں کچھ ایسے لفظوں سے یاد کرے گی کہ:

وہ وقت بھی دیکھا ہے زمانے کی نگاہوں نے
لمحوں نے خطا کی تھی، صدیوں نے سزا پائی

جناب سپیکر! میرا تعلق ضلع اوکاڑہ سے ہے۔ میرا حلقہ پی پی-188 دریائے ستلج کے کنارے ہے اور remote rural area ہے۔ جس میں 14 یونین کونسلوں اور 2 بڑے قصبے بصیر پور اور منڈی احمد آباد ہیں جس وقت میں نے پہلی دفعہ 2002 کے الیکشن میں حصہ لیا اور قومی اسمبلی کی ممبر منتخب ہوئی تو میں نے دیکھا کہ لوگوں کے مسائل بڑے گھمبیر تھے۔ میں نے دیکھا کہ لوگوں کے مسائل کے انبار ہیں اور کوئی بھی حکومت خواہ وہ پاکستان پیپلز پارٹی کی ہو، خواہ مسلم لیگ کی، کسی حکومت کے پاس الہٰ دین کا چراغ نہیں ہوتا کہ وہ مسائل کو راتوں رات حل کر سکے۔ ہم سیاست دان ہیں بات احساس کی ہے ہم سب لوگ یہاں غریبوں کے ووٹ لے کر آئے ہیں۔ میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ ہم سب جہاں ڈویلپمنٹ کے کام کریں، جہاں پر ہم لوگوں کو منصوبے دیں، جہاں پر ہم تعمیر و ترقی کے کام کریں وہاں پر ہمیں سماجی شعبے میں کام کرنے کی ضرورت ہے۔ کچھ ایسے کام بھی کریں جس سے غریب لوگوں کو براہ راست فائدہ ہو۔ میں نے ایم۔این۔اے منتخب ہونے کے بعد محسوس کیا کہ لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لئے war footings پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ میں نے اپنی دادی جان محترمہ امیر بیگم کے نام پر ایک ٹرسٹ قائم کیا اور یہ ٹرسٹ ایجوکیشن ہیلتھ اور rehabilitation کے شعبوں میں کام کر رہا ہے۔ یہ میرا تجربہ ہے کہ اگر اللہ کی مخلوق کی بھلائی کے لئے نیک نیتی سے کام کیا جائے تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کو کام کرنے سے نہیں روک سکتی۔ تعلیم کے شعبے میں صورتحال یہ ہے کہ ہمارے rural areas میں ہمارے جو غریب بچے ہیں جن کے والدین روپیہ روپیہ اکٹھا کر کے اپنے بچوں کو محنت مزدوری کی کمائی سے دسویں جماعت تک پڑھا لیتے ہیں اور یہ غریبوں کے بچے دسویں جماعت میں اے گریڈ اور A+ grade لیتے ہیں لیکن ان کے والد کی جیب میں پندرہ سو روپے نہیں ہوتا کہ وہ بچے کو کسی اچھے کالج میں داخلہ دلوا سکیں۔ ہم نے sponsor of student programme کا آغاز کیا۔ جس کے تحت ہم نے لوگوں سے اپیل کی جہاں پر آپ اپنے بچوں کی تعلیم پر لاکھوں روپے خرچ کر رہے ہیں وہاں کسی غریب کے بچے کو بھی اپنی فیملی کا حصہ بنا لیں اور اسے sponsor کریں اور اس کی مالی معاونت کریں۔ الحمد للہ اس وقت ٹرسٹ کے پلیٹ فارم سے سینکڑوں غریبوں کے بچے، ریڑھی والے کے بچے، مزدور کے بچے ڈاکٹر، انجینئر، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ، ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹرز اور اس کے علاوہ ملک کے بہترین تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں صحت کے متعلق بھی بات کرنا چاہتی ہوں۔ ہماری 70فیصد جو بیماریاں ہیں ان کی root cause گندا پانی ہے۔ ہمارے دیہاتوں میں پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے اور جو صاحب حیثیت لوگ ہیں وہ mineral water afford کر سکتے ہیں لیکن غریبوں کی حالت یہ ہے کہ دیہاتوں میں نکاسی آب کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے پینے کا پانی اور sewerage کا پانی mix ہو رہا ہے اور لوگ خراب پانی پی رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے لوگ Hepatitis اور گردے کی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ میں آپ کی توجہ چاہوں گی کہ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ ہمارے حلقوں میں ہمارے پاس جو لوگ آتے ہیں وہ ہمیں بتاتے ہیں کہ ہمیں Hepatitis C positive ہو گیا ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ ضلع لیول پر تحصیل لیول پر کوئی لیبارٹری بھی نہیں جہاں پر ان کے P.C.R test ہو سکیں۔ یہ لوگ اتنا afford نہیں کر سکتے کہ لاہور میں آ کر P.C.R test کروا سکیں کیونکہ ان ٹیسٹوں پر بھی چار ہزار سے آٹھ ہزار تک کا خرچہ آتا ہے۔ جب یہ غریب لوگ مشکل سے پیسے اکٹھے کر کے ٹیسٹ کروا لیتے ہیں تو ڈاکٹر انہیں مشورہ دیتا ہے کہ آپ کو Hepatitis کی ویکسین چاہیے جس کے ٹیکے 70ہزار روپے کے ہیں۔ غریب آدمی کیا کرے جناب غریب آدمی تو afford نہیں کر سکتا کہ وہ 70ہزار روپے کے ٹیکے لگوائے۔ اس وقت وزیر خزانہ صاحب یہاں پر تشریف رکھتے ہیں۔ میری اپنے بھائی کو یہ suggestion ہے کہ آپ تحصیل لیول پر اور ڈسٹرکٹ لیول پر ensure کریں کہ وہاں پر بہترین لیبارٹریاں قائم ہوں جہاں پر غریبوں کے مفت ٹیسٹ ہوں۔ اس کے بعد سرکاری ہسپتالوں میں T.H.Q لیول پر D.H.Q لیول پر پورے پنجاب کے لئے وزیر اعلیٰ سے یہ آرڈر جاری کروائیں کہ غریب لوگوں کو یہ ستر ہزار روپے کے ٹیکے مفت اور بروقت دیئے جائیں۔ میری یہ بھی تجویز ہو گی کہ یہاں پر جو ہم لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ہم بھی عوام کے نمائندے ہیں اور جہاں ہم حکومت سے اپنے عوام کے لئے سڑکیں مانگتے ہیں، بجلی مانگتے ہیں، گیس مانگتے ہیں، وہاں پر ہم یہ بھی مانگتے ہیں کہ ہمارے حلقے کے لوگوں کے لئے صحت اور تعلیم کی بہترین سہولتیں میسر ہوں۔

جناب والا! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کروانا چاہتی ہوں۔ گردے کی بیماری ہمارے ملک میں عام ہو رہی ہے۔ اگر خدانخواستہ کسی کے گردے فیل ہو جائیں تو غریب آدمی afford نہیں کر سکتا کہ وہ اس کا علاج کروائے۔ Kidney failure کی صورت میں twice a week اور three times a week مریض کو dialysis کے لئے جانا پڑتا ہے اور یہ ایک life saving treatment ہے dialysis پر دو ہزار روپیہ خرچ آتا ہے جو ماہانہ 20ہزار روپے

بنتے ہیں۔ جو غریب آدمی afford نہیں کر سکتا۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی جب وزیر اعلیٰ صاحب نے یہاں پر dialysis centres کی بات کی۔ میں ان کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے غریبوں کے دکھوں کی بات کی اور مجھے اس کا ذاتی طور پر تجربہ ہے۔ میں نے اپنی مدد آپ کے تحت 2006 میں اپنی تحصیل دیپال پور میں پاکستان بھر میں تحصیل کی سطح پر قائم ہونے والا پہلا dialysis centre قائم کیا جہاں پر اس وقت چھ مشینیں چل رہی ہیں۔ جہاں پر 2500 سالانہ dialysis غریبوں کے مفت ہو رہے ہیں۔ ان غریب لوگوں سے پانچ روپے پرچی کے بھی نہیں لئے جاتے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اور اہم نکتے کی طرف دلوانا چاہتی ہوں۔ واٹر فلٹریشن پلانٹ کی بھی میں ضرور بات کروں گی۔ پچھلی حکومت نے ملین اور بلین کے فنڈز واٹر فلٹریشن پلانٹس کے لئے مختص کئے اور یہ اعلان بھی کیا کہ یونین کونسل لیول پر بھی ہم واٹر فلٹریشن پلانٹ لگائیں گے لیکن صورتحال یہ ہے کہ وہ یونین کونسل تک کی بات کرتے تھے اور میں کسی پر تنقید بھی نہیں کر رہی لیکن ground reality یہ ہے کہ تحصیل تو کیا ضلع کی سطح پر بھی Water filtration plant نہیں لگے۔ میری میاں محمد شہباز شریف کی گورنمنٹ سے یہ request ہے اور تجویز ہے کہ ہم لوگوں کو پینے کا صاف پانی مہیا کریں۔ آپ اس پر war footings کے تحت کام کر کے یونین کونسل لیول پر واٹر فلٹریشن پلانٹ لگا کر دکھا دیجئے تاکہ لوگوں کو بیماریوں سے بچایا جا سکے اور ان کی دعائیں لی جا سکیں۔

جناب سپیکر! ہم لوگوں کے مسائل بہت ہیں اور مجھے وقت کی کمی کا بھی اندازہ ہے۔ ہمارے ملک کے 60 فیصد لوگ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ وہ غریب والدین جن کے گھروں میں بیٹیاں ہیں وہ غریب بوڑھے ماں باپ جن کے پاس وسائل نہیں ہیں کہ وہ اپنی بچیوں کے فرض ادا کر سکیں، جن کے والد بیمار ہیں کما نہیں سکتے ان بچیوں کے جہیز کے لئے حکومت فنڈز مختص کرے۔ مجھے آج اس مقدس ایوان میں یہ بتاتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ 2003 میں امیر بیگم ویلفیئر ٹرسٹ نے پنجاب میں ایک چھوٹے سے قصبے میں پہلی اجتماعی شادی یعنی چالیس بچیوں کی شادی کا انعقاد کیا۔ ٹرسٹ اب تک اپنی مدد آپ کے تحت اور مخیر حضرات کے تعاون سے چھ سو بیٹیوں کی اجتماعی شادیاں پورے پاکستان میں کروا چکا ہے اور آزاد کشمیر تک جا کر ٹرسٹ نے کام کیا۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ ہمارا ایک بہت بڑا مسئلہ بے روزگاری ہے۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ جب ہم اپنے حلقوں میں کامیاب ہونے کے بعد جاتے ہیں تو لوگ دور سے کہتے ہیں کہ ہمیں سڑکیں مت دو، ہمیں بجلی مت دو ہمارے گھر کا چولہا جلنا چاہیے۔ یہ بے روزگاری ہمارا بہت بڑا المیہ ہے یہ ہمیں کھا جائے گی اگر ہم نے اس کو address نہیں کیا۔ خدارا! آپ اس پر توجہ دیجئے اور حکومت بھی اس پر توجہ دے آپ سرکاری نوکریاں بھی دیں لیکن اس کے ساتھ پنجاب کے جو remote rural areas ہیں وہاں پر industries لگائی جائیں، small industries cottage industries تاکہ لوگوں کو روزگار ملے اور تمام طالب علموں کے لئے تعلیم کے ساتھ ساتھ فنی تربیت کا بھی اہتمام کیا جائے۔ vocational training, computer training centers قائم کیے جائیں تاکہ ہمارے طالب علم ہنر سیکھیں اور ملازمت کے حصول کے لئے آسانی ہو۔

جناب سپیکر! اب میں آخر میں law and order کی بات کروں گی۔ صوبے میں امن و عامہ کی صورتحال انتہائی خراب ہے۔ لوگوں کی جان و مال محفوظ نہیں۔ دیہات میں ڈاکو عزت دار لوگوں کو گھروں میں جا کر لوٹ رہے ہیں اور پولیس ان کو گرفتار کرنے اور سزا دینے میں بے بس ہے۔ میں حکومت سے مطالبہ کروں گی کہ اس صورتحال کو کنٹرول کیا جائے۔ ہم سب لوگ عوام کے ووٹ لے کر آئے ہیں۔ ہم لوگ عوام کے مسائل حل کرنے کے لئے اپنے حلقوں میں جا کر کھلی کچہریاں لگاتے ہیں تو وزیر اعلیٰ صاحب سے میری یہ request ہے کہ آپ district administration کو پابند کریں کہ جب ہم اپنے حلقوں میں جا کر کھلی کچہریاں لگائیں تو وہاں پر ڈی۔ سی۔ او، ڈی۔ پی۔ او ایکسین واپڈا، ایکسین اریگیشن اور دیگر تمام محکموں کے افسران کو پابند کیا جائے کہ وہاں ہمارے ساتھ بیٹھ کر لوگوں کے مسائل کو موقع پر حل کریں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے بڑے تحمل سے میری ساری باتیں سنیں۔ آج کا اجلاس انتہائی اہم اجلاس ہے پنجاب کے عوام کے بجٹ پر بحث کا پہلا دن ہے۔ ہم لوگ یہاں پر لوگوں کے مسائل کی بات کرتے ہیں مجھے خوشی ہوتی اگر ان گیلریوں میں تمام محکموں کے سیکرٹری صاحبان یا ایڈیشنل سیکرٹری تشریف لاتے، مجھے خوشی ہوتی اگر پریس گیلری اس وقت بھی بھری ہوتی، آج میڈیا کا دور ہے تو ہمارے حلقے کے لوگ دیکھتے ہیں کہ ہمارے نمائندے نے ہمارے

بارے میں کیا بات کی تو آپ ensure کریں کہ یہاں پر تمام ڈیپارٹمنٹ کے لوگ آخری وقت تک کارروائی کو observe کریں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک منٹ میں اپنے حلقے کی بات کرنا چاہتی ہوں۔ جہاں میں اپنے حلقے کے عوام کے لئے تعلیم اور صحت کی بہترین سہولتوں کا مطالبہ کرتی ہوں وہاں میرے حلقے کی سڑکوں کا بہت براحال ہے اور اتنا براحال ہے کہ وہاں پر سفر کرنا مشکل ہے۔ دیپالپور سے سلیمانکی روڈ، بصیر پور سے روہیلہ روڈ، حجرہ سے حویلی روڈ اور بصیر پور سے دیپالپور روڈ اور منڈی احمد آباد سے ڈھلیانہ روڈ کا تو یہ حال ہے کہ سڑک exist ہی نہیں کرتی تو میں حکومت سے یہ مطالبہ کروں گی کہ وزیر اعلیٰ صاحب مجھے میرے حلقے کی سڑکوں کے لئے خصوصی فنڈز دیں۔ جناب سپیکر میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں آپ نے مجھے اپنے حلقے کی نمائندگی کا وقت دیا۔ پاکستان پائندہ باد۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے محمد شاہ جہاں خان صاحب!

رائے محمد شاہ جہاں خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر!

کُفر ٹُوٹا خُدا خُدا کر کے

اس اسمبلی میں ہماری بھی باری آئی ہے۔ سب سے پہلے میں آپ کے توسط سے جناب تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے عوامی بجٹ پیش کیا۔ ان کے بجٹ میں top priorities انصاف، تعلیم، صحت اور امن وامان رہے ہیں۔ ججز کی تنخواہ میں جو اضافہ کیا گیا ہے وہ نہایت خوش آئند ہے۔ مجھے اس موقع پر پہلی اسمبلی میں محترمہ کی تقریر یاد آ رہی ہے جب وہ 1988 میں وزیر اعظم بنی تو انہوں نے اپنی speech میں فرمایا:

I want rule of law in this country. I want end of dictatorship in this country and I want the supremacy of parliament in this country.

آج اس وعدے کی تکمیل ہوئی۔ آج ججز کو جو پیکج دیا گیا ہے امید کی جاتی ہے کہ قوم کا پیٹ کاٹ کر جو پیسا انہیں دیا گیا ہے وہ اب معاشرے میں انصاف اور عدل قائم کریں گے۔ اس معاشرے کو rule of law مہیا کریں گے۔ میں زیادہ باتوں میں نہیں جاؤں گا چونکہ میں کاشت کار حلقے کا نمائندہ ہوں اس لئے ایک بات وزیر خزانہ کے گوش گزار کروں گا۔ انہوں نے ٹریکٹر سکیم پر ایک ارب روپے کی سبسڈی دینے کا اعلان کیا ہے جو خوش آئند ہے۔ اس ملک میں مختلف انڈسٹریز کو protection دی جاتی رہی، حفاظت دی جاتی رہی۔ import پر ٹیکس لگا دیا گیا تاکہ discourage کیا جائے جس میں

ٹریکٹر انڈسٹری بھی شامل ہے۔ حال یہ ہے کہ اس ملک کے کاشت کار پیسے اٹھائے پھرتے ہیں اور ٹریکٹر کمپنیوں نے اس کے اوپر 50/50, 30/30 ہزار کا own ڈال رکھا ہے اور کئی کئی مہینے تک آپ کو ٹریکٹر نہیں ملتا ہے۔ میں اس ایوان میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایسی انڈسٹری کو ایسی umbrella مہیا نہ کی جائے کہ وہ عوام کا استحصال کر سکے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ محترمہ بے نظیر کی طرز کی سکیم پر بیرون ملک سے سستے ٹریکٹر منگوائے جائیں تاکہ کاشت کاروں کے مسائل حل ہو سکیں۔ ہزار ٹریکٹر سے ہمارا مسئلہ حل ہونے والا نہیں ہے۔ ہمیں بیرون ملک جہاں سے ٹریکٹر سستے مل سکیں ہمیں منگوانے کی اجازت دی جائے اور اس سلسلے میں اگر وفاقی حکومت سے بات کرنی پڑے تو بھی کی جائے۔ سبسڈیز زرعی شعبے کے مسئلے کا حل نہیں ہے ہمیں پورا reward چاہیے۔ ہماری تمام inputs internationalized ہیں۔ بنکوں کا highest interest rate ہے۔ ہمیں بھیک نہیں چاہیے، ہمیں سبسڈی نہیں چاہیے۔ سبسڈی ان لوگوں کا حق ہے جو انتہائی نادار ہیں، جو غریب ہیں، یہ پیسا انہیں directly transfer کیا جائے۔ انڈیا کے اندر، ہمارے خطے کے اندر گندم کی قیمت 1200 روپے من تک ہے اور eatable oils seeds کینولہ ہے، سورج مکھی ہے اس کی پرائس 1600 روپے من تک ہے۔ ہمیں لوٹا جا رہا ہے ہمارا استحصال کیا جا رہا ہے۔ ہمیں international price دی جائے کیونکہ ہمیں international prices کے اوپر inputs دی جاتی ہیں۔ ایک کسان جس کی گندم 40 من فی ایکڑ ہے اس کو آپ اس خطے کے حساب سے 400 روپے من کم ریٹ دے کر اس کے 16000 روپے اس سے لے رہے ہیں۔ اس ملک کے اندر کسی انڈسٹری کے out put کو آپ پکڑ نہیں سکتے۔ اس کو آپ سستا کر کے نہیں دے سکتے کیونکہ وہ انڈسٹری خسارے میں چلی جاتی ہے اس کے بند ہونے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔

جناب والا! لیکن مجھ سے پہلے اراکین نے بات کی کہ شوگر ملوں نے ابھی تک کسانوں کو پیسا نہیں دیا۔ اس اسمبلی کے اسی سیشن کے اندر ایک law introduce کرایا جائے کہ جو شوگر مل والا کسان کو پیسے نہیں دے گا وہ جتنی دیر پیسے استعمال کرے گا اس کا interest ادا کرے گا اور اس کا interest rate وہی ہوگا جو زرعی بنک کا 16 فیصد سے 18 فیصد تک ہے اور اگر اس کے اوپر ہم نادہندہ ہو جائیں تو ہمیں recovery charges بھی دینے پڑتے ہیں۔ اس شوگر مل پر recovery charges بھی ڈالے جائیں۔ ہم کسانوں نے اپنے پیسے سے سیس ڈویلپمنٹ کے لئے جو حصہ دیا ہے تو شوگر مل والوں نے نہ صرف یہ کہ اپنا حصہ نہیں دیا بلکہ ہمارا حصہ بھی دبا کر رکھا ہوا ہے یہ انتہائی

ناانصافی ہے۔ میری بات اتنی ہے کہ کسانوں سے متعلق تین ڈیپارٹمنٹس اریگیشن، لائیو سٹاک اور ایگریکلچر کو اپ گریڈ کرنے کے لئے سبسڈیز کافی نہیں ہیں۔ ہم آسان نرخوں پر اوزار دے دیں یہ اس کا حل نہیں ہے۔ میاں محمد شہباز شریف نے اپنی پہلی تقریر میں کہا تھا کہ میں ایک گاؤں میں گیا تو میں نے ایک سکول کے بچے سے پوچھا کہ پاکستان کا دارالخلافہ کیا ہے تو اس نے بتایا، کشمیر۔ وہ یہی جواب دے گا کہ پاکستان کا دارالخلافہ کشمیر ہے کیونکہ 80 فیصد آبادی کو ٹریکٹروں کی مد میں ایک ارب روپے کی سبسڈی دی گئی ہے اور 25 فیصد آبادی جو شہروں کے اندر ہے ان کے لئے ائیر کنڈیشنڈ بسیں چلانے کا انتظام کیا گیا ہے اس کے اوپر بھی ایک ارب روپے کی سبسڈی دی گئی ہے جس میں تناسب نہیں ہے۔ کیا ایک کسان کا بچہ جو دور دراز سے گرمی میں پڑھنے کے لئے جاتا ہے تو جہاں پر ٹریفک نہیں ہے وہاں اسے سکول بس کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا اس بچے کو کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ وہ بھی وہی سہولتیں حاصل کر سکے؟

جناب والا! ہمارا دوسرا اہم شعبہ لائیو سٹاک ہے۔ پنجاب کے بجٹ میں لائیو سٹاک کی generation حیران کن ہے۔ اس کی بہت بڑی مد ہے۔ تحقیق کے لئے پیسے رکھے جاتے رہے، نئے سنٹر بنائے جاتے رہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ cooling tank دیں گے، یہ دیں گے، وہ دیں گے۔ ٹیکنالوجی میں جانے کی بجائے زرعی شعبے کے لائیو سٹاک کو اوپر لانے کا انقلاب انسانی محنت میں مضمر ہے۔ ہم نے تحقیق کے اوپر پیسے خرچ کئے۔ ہم نے لائیو سٹاک سنٹر بنائے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ساہیوال گائے جو ہماری اپنی گائے ہے اس کے تصدیق شدہ semens ابھی تک ہمارے کسانوں کو دستیاب نہیں ہیں اور تو اور کسان جو دودھ دینے والی اچھی گائیں رکھ سکتے ہیں اس کا سہرا ابھی غیر ملکی semens کے سر ہے جب ہماری گائیں کا ان کے semens سے اختلاط کیا گیا تو وہ نہ صرف گوشت کی پیداوار میں آگے گئی ہیں بلکہ انہوں نے دودھ کی پیداوار میں اضافہ کیا ہے۔ آج نہ صرف پنجاب کے عوام، پاکستان کے عوام دودھ پینے اور گوشت کھانے سے قاصر ہیں۔ اس شعبے کی production اس لئے نہیں ہو رہی کہ اس شعبے کو بھی reward نہیں ہے۔ ہمارا reward fix کیا جائے۔ ہمیں اپنے پیروں پر کھڑا کیا جائے۔ ہمیں یہ بھی طعنہ دیا جاتا رہا ہے کہ زمیندار ٹیکس نہیں دیتے۔ ٹیکس دینے والی انڈسٹری کو بہت ساری سہولیات حاصل ہوتی ہیں۔ ان کو defence umbrella مہیا کی جاتی ہے۔ ان کو غیر ملکی امپورٹ سے unlist کیا جاتا ہے۔ ان کو منافع کمانے کے مواقع دیئے جاتے ہیں۔ میں ایک واقعہ آپ کو بتاتا ہوں کہ میں نے

اپنے بھائی کی آنکھوں میں دو دفعہ بے چینی دیکھی ہے ایک اس وقت جب ہماری محترمہ شہید ہوئیں اور اس ملک میں اس رات قانون نام کی کوئی چیز نہ تھی تو اس نے مجھ سے درخواست کی کہ بھائی! بطور لیڈر آپ اپنے لوگوں کو کنٹرول کریں۔ یہ ہمارے اپنے لوگ ہیں، یہ ہماری اپنی املاک ہیں۔ میں نے اس کو support مہیا کی۔ دوسری دفعہ میں نے تب اس کی آنکھوں میں بے چینی دیکھی جب زمیندار اپنی ٹرالیاں بھر کر زرعی منڈیوں کی طرف جا رہے تھے اور ہماری ہی حکومت کے دوران ان کی اجناس کو پکڑا گیا، میں اس وقت criticism کروں گا اور مجھے یہ حق حاصل ہے کہ میں عوام کی نمائندگی کروں۔ ہم نے ان کی اجناس کو پکڑا، ان پر چھاپے مارے، ہم نے ان کے کھیتوں سے گندم اٹھائی اور عوام الناس کے لئے گندم جمع کی ہے۔

جناب والا! جب تک آپ price برابر نہیں کریں گے آپ سمگلنگ کو، ذخیرہ اندوزی کو روک نہیں سکتے۔ ہم جو سبسڈی خوردنی تیل پر غیر ملکیوں کی جیبوں میں ڈال رہے ہیں۔ وہ اربہا روپے ہمارے کام کے ہیں اور نہ ہمارے کسانوں کی ڈویلپمنٹ کے کام کے ہیں۔ اس doctrine کو change کیا جائے۔ زرعی شعبے کے لئے نئی doctrine لائی جائے۔ اس کو profit earning شعبہ بنایا جائے اور وہ صرف اسی طرح سے ممکن ہے کہ ہم ان کو اس کا best reward دیں تب ہی ترقی ہو سکے گی اور تب ہی زمیندار آلات خرید سکے گا، تب ہی اپنے لئے چیزیں خرید سکے گا، تب ہی اپنے بچوں کو سکولوں میں بھیجے گا۔ یہ بہت خوش آئند بات ہے کہ centres of excellence بنیں گے، سکول بنیں گے لوگوں کو تعلیم کی سہولتیں میسر آئیں گی لیکن ہمارے سرکاری نظام میں سوشلسٹ نظام کی طرح، کمیونسٹ نظام کی طرح ایک خرابی واقع ہو چکی ہے کہ سرکاری سکولوں کے اندر چونکہ اس کے چلانے والوں کا interest نہیں ہوتا اس لئے آپ وہ لیول اور وہ ڈگری نہیں دے سکتے جو آپ کو پرائیویٹ سکولوں میں ملتی ہے۔ جب معاشی تقسیم برابر کی جائے گی، جب آپ دولت کی منصفانہ تقسیم کریں گے تو اس 80 فیصد آبادی کو جو غربت کا شکار ہے، جو غربت کی لکیر سے نیچے رہ رہے ہیں تو وہ اپنے بچوں کو خود ہی پڑھا لیں گے۔ وہ اچھے سکولوں میں اپنے بچوں کو بھیجیں گے، ان کے لئے اچھی تعلیم کا بندوبست ہو گا اور وہ صحت کی سہولتیں بھی حاصل کر سکیں گے۔

جناب والا! سیلف فنانس سکیم ختم کر دی گئی ہے۔ یہ اچھی بات ہے لیکن اس ملک کا ٹیلنٹ دو دو، تین تین نمبروں سے ضائع ہو رہا ہے۔ Professional education نہیں مل رہی

اگر self assessment scheme کو ختم کرنا ہے تو ٹھیک ہے یکساں مواقع ہونے چاہئیں تو پھر سیٹوں کی تعداد اتنی بڑھائی جائے کہ لوگوں کے بچوں کا مستقبل تباہ نہ ہو اور وہ professional تعلیم سرکاری اداروں سے حاصل کریں پھر اس میں 100 فیصد اضافہ کیا جائے۔ دو دو نمبروں سے پیچھے رہ جانے والے بچے جس frustration کا شکار ہوتے ہیں۔ معاشرے میں جو بے چینی ان کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، جو سڑکوں پر کھڑے ہو کر ڈاکے لگاتے ہیں ان کو تحفظ فراہم کیا جائے ان کو امداد دی جائے اور پنجاب میں سیٹوں کی تعداد زیادہ کر دی جائے تاکہ سب لوگ یکساں مواقع حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے صرف اتنا کہوں گا کہ ہمارے زرعی شعبے کو خدارا! اپنے پیروں پر کھڑا کریں۔ اس کو ٹیکس دینے کے قابل بنائیں نہ اس پر احسانات جتا کر اس کو سبسڈی کے نام پر بھکاری کی طرح treat کیا جائے۔ کاشتکار باعزت لوگ ہیں، خوددار لوگ ہیں ان کو پیسوں کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ دولت کے اندر ان کا حصہ ان کو مہیا کر دیں تو ہماری 80 فیصد آبادی میں انشاءاللہ revolution آ جائے گا۔ میری وزیر لائیو سٹاک سے صرف اتنی اپیل ہے کہ جس طرح پولیو پروگرام چلایا گیا ہے اسی طرح ریسرچ پر پیسے بند کر کے imported semen's منگوا کر ایک مہم launch کی جائے اب تو Embryo technology آ گئی ہے۔ ان ساری گائیوں اور بھینسوں کو بہترین insemination کرنے کا بندوبست کیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب احمد خان بلوچ!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ہم اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے ہیں۔ آپ ہمارا صبر دیکھیں اور اپنا کورم بھی دیکھ لیں لیکن صرف اس لئے نشان دہی نہیں کی کہ یہاں پر عوام کے مفاد کی باتیں ہو رہی ہیں۔ اجلاس کو چلنا چاہیے چاہے چار آدمی ہی کیوں نہ بیٹھے ہوں۔ ہم نشان دہی نہیں کریں گے لیکن افسوس یہ ہے کہ ہم اتنا صبر کر رہے ہیں آپ کے منسٹر صاحبان کہاں ہیں؟ اگر بحث والے دن جو کچھ میرے عزیز اور بھائی کہہ رہے ہیں، یہ سب مفاد عامہ کی باتیں کر رہے ہیں ان کو کون نوٹ کر رہا ہے؟ ہر منسٹر کا اپنا محکمہ ہے۔ آپ ممبران کی حاضری بھی دیکھیں اور اپنے منسٹر صاحبان کی

حاضری بھی دیکھیں۔ اگر منسٹر نہیں ہوں گے تو پھر سیکرٹری بھی نہیں ہوں گے۔ منسٹر صاحبان نہیں ہیں اس لئے سیکرٹری بھی نہیں ہیں اور ان کی سیٹیں بھی خالی ہیں۔ یہاں لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ آتا ہے تو یہاں پر آئی۔ جی صاحب خود بیٹھا کرتے تھے اور تجاویز کو نوٹ کرتے تھے، ان کے ساتھ ایڈیشنل آئی۔ جی صاحب ہوتے تھے۔ یہاں زراعت کے سیکرٹری ہوتے تھے اور جتنے محکموں پر بحث ہوتی تھی ان کے سربراہ موجود ہوتے تھے۔ وہاں جگہ نہیں ہوتی تھی تو سپیکر گیلری میں آکر بیٹھ جاتے تھے لیکن افسوس کہ آج اس گیلری میں بھی دیکھ لیں۔ یہاں منسٹر صاحبان کی سیٹیں بھی دیکھیں۔ آپ کے ذریعے ہم ان تک بات پہنچا رہے ہیں۔ آپ تو صرف سننے تک محدود ہیں عمل تو انہوں نے کرنا ہے اور کرانا ہے۔ آپ تو ہمارا ذریعہ ہیں کہ ہم عوام کے مفاد کی باتیں آپ کے ذریعے منسٹر صاحبان اور سیکرٹری صاحبان تک پہنچائیں کہ یہ ہماری تجاویز ہیں اور یہ عوام کے مفاد کی باتیں ہیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آئندہ کے لئے اگر ایم۔پی۔ایز اس وقت تک بیٹھ سکتے ہیں تو منسٹر صاحبان کو بھی پابند کریں۔ اگر ضلع کونسل میں بھی انتظامیہ نہ آئے تو ممبر کھڑے ہو جاتے ہیں کہ ہاؤس میں انتظامیہ نہیں ہے۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ پنجاب اسمبلی پنجاب کا سب سے بڑا ادارہ ہے اور اس وقت بیوروکریسی کا یہ حال ہے کہ یہاں پر کوئی بھی نہیں ہے۔ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں اگر آپ ان کو پابند نہیں کریں گے تو پھر منسٹرز اور بیوروکریسی کو پابند کرنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! فاضل ممبر نے جو کہا ہے کہ ان کی باتیں نوٹ نہیں ہو رہیں تو میں ہاؤس کو ensure کرانا چاہتا ہوں کہ ہر دوست کی، ہر ممبر کی ساری باتیں میں خود نوٹ کر رہا ہوں۔ یہاں بجٹ کے حوالے سے زیادہ باتیں کی جا رہی ہیں اور بجٹ کے حوالے سے wind up speech میں آپ کو سارے جواب ملیں گے۔ آپ کی یہ بات درست ہے کہ وزراء کو حاضر ہونا چاہیے۔ کچھ وزراء موجود ہیں اور کچھ نماز کے وقفے کی وجہ سے نماز پڑھنے گئے ہوئے ہیں۔ وہ ابھی آجائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم فنانس منسٹر صاحب سے میں بھی کہوں گا کہ کل سے ہاؤس میں وزراء کی حاضری کو یقینی بنائیں کیونکہ یہ ایک بہت بڑا issue ہے۔ یہاں پر ہمارے معزز ممبران بات کر رہے

ہیں۔ان باتوں کو نوٹ بھی ہونا چاہیے اور ان پر عمل درآمد بھی ہونا چاہیے۔اب میں میاں محمد رفیق صاحب سے کہوں گا کہ وہ بجٹ پر بات کریں۔تشریف نہیں رکھتے۔خواجہ محمد اسلام صاحب!

خواجہ محمد اسلام: نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔الھم ربشرح لی صدری ویسر لی امری وحلل عقدۃ من السانی یفقھو قولیo جناب سپیکر!میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے 09-2008 کے بجٹ کے موقع پر بات کرنے کا موقع دیا۔میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارا بجٹ پنجاب اور پاکستان کے نامساعد حالات میں اس حکومت کے بننے سے پہلے جب ہر چیز غیر یقینی اور عدم تحفظ کا شکار تھی۔جب اس ملک میں ہمارے معاشرے میں نہ میری بیٹی کو تعلیم مل رہی تھی، میری بہن سہاگ سے پہلے ہی جس کے بالوں میں چاندی آجاتی تھی، میری بوڑھی ماں دوائی کی وجہ سے عدم کو روانہ ہو رہی تھی اور میرا بوڑھا باپ کھانستا کھانستا ساری رات تڑپتا رہتا تھا۔میں پھر یہ کہوں گا کہ بقول شاعر:

کتنا تاریک ہے یہ تیسری دنیا کا سفر
کانپ اٹھتے ہیں قدم خوف کی اس وادی سے
میں اس سرد جزیرے کا مسافر ہوں متین
بھوک اگتی ہے جہاں کثرت آبادی سے

جناب سپیکر!یہ بجٹ جس کا حجم 390۔ارب روپے ہے اور 13۔ارب 60 کروڑ کے وسائل حکومتی بجٹ سے ہوں گے، 40۔ارب روپے صوبائی ٹیکسز سے حاصل ہوں گے۔بجٹ کو عمومی طور پر لفظوں اور ہندسوں کی جادوگری کہا جاتا ہے مگر میں آج اللہ کے فضل سے بڑے فخر سے یہ کہنا چاہوں گا کہ آج میاں محمد نواز شریف قائد پاکستان اور میاں محمد شہباز شریف جو کہ اس ایوان میں اپنے آپ کو خادم اعلیٰ سمجھتے ہیں لیکن اللہ کے فضل سے وہ وزیر اعلیٰ ہیں۔ان کو ایک متوازن اور غریب نواز بجٹ پیش کرنے پر جبکہ اس سے پہلے یہ ملک مالی اور معاشی بدحالی کا شکار تھا اور اس ملک میں بے روزگاری عروج پر پہنچی ہوئی تھی اور مہنگائی سے پنجاب کی عوام تڑپ رہی تھی لیکن میں وزیر خزانہ صاحب کو ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں انہوں نے جو بجٹ پیش کیا ہے یہ اللہ کے فضل سے پنجاب کی خوشحالی کے لئے ایک بہت بڑا عزم ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ انہوں نے جو دن رات محنت کرکے محدود وسائل میں پنجاب کو خوشحال، بھوک اور مہنگائی سے بچنے کا جو بیڑا اٹھایا ہے، موجودہ بجٹ میں وہ سب کچھ ہے جو

کسی بھی بجٹ میں ہونا چاہیے تھا۔ سابقہ ادوار کی افراتفری، بے یقینی اور سازشوں کے دور میں یہ بہترین بجٹ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج بھی میرا پنجاب ایوانِ صدر کی سازشوں سے بچا ہوا نہیں ہے لیکن اس کے باوجود بجٹ ایک حقیقت ہے اور ایک سچائی اس سے بھی بڑھ کر ہے وہ یہ کہ پاکستان کے لوگ عموماً پنجاب اور خصوصاً جو آمریت کے مارے ہوئے ہیں، ایک فوجی جرنیل کے ڈسے ہوئے ہیں اور جو اس کیفیت سے گزر رہے تھے کہ:

شام ڈھلتے ہی شتیلہ کے مکانوں میں کہیں
کوئی گولی کسی لیلیٰ میں اتر جاتی ہے
یک بیک آہنی ہاتھوں کے فصیلوں میں اسیب
وہ ایک شیشہ صفت گڑیا بکھر جاتی ہے

میں یہ کہنا چاہوں گا کہ لوگ جو مہنگائی کی چکی میں پس رہے ہیں، جو بدامنی کا شکار تھے، جو دہشت گردی سے خوفزدہ تھے، جو بے روزگاری میں پھنسے ہوئے تھے، وہی لوگ جو برے حالات کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں وہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کو اپنی کشتی اور میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو اپنا ناخدا سمجھتے ہیں کیونکہ میرے ان رہنماؤں نے اپنی حب الوطنی سے اور خدمت سے پاکستان کی تاریخ میں ایک نیا انداز پیش کیا ہے۔ میں یہ کہنے میں بھی عار نہیں سمجھوں گا کہ انہوں نے نہ صرف سیاست میں بلکہ زندگی کی نئی راہیں کھول دی ہیں۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ موجودہ بجٹ یقیناً صرف لفظوں یا ہندسوں کا گورکھ دھندہ نہیں ہے بلکہ موجودہ حالات میں شاندار بجٹ ہے لیکن عوام ہم سے اور زیادہ بہتری کی توقع رکھتے ہیں کیونکہ آج 60 سال بعد پاکستان کی دو بڑی پارٹیاں پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی کے اتحاد کی وجہ سے آج پنجاب کی عوام پر امید ہے۔ ہمیں خوف اور دہشت میں زندہ اس قوم کی عزت نفس بحال کرنی ہے اور اس قوم کو زندہ جاوید بنانا ہے۔ ہم نے گزشتہ 60 سالوں سے جرنیلوں، جاگیرداروں، سرمایہ داروں اور نام نہاد مذہبی ٹھیکیداروں کے بے رحم شکنجے میں جکڑی ہوئی مظلوم قوم کو آزاد کرانا ہے۔ قوم نے ہم سے جو توقعات وابستہ کی ہیں وہ پوری کرنی ہیں۔ اگر ہم نے اقتدار عام شہری تک نہ پہنچایا، عام شہری کو مہنگائی کے جن سے محفوظ نہ کیا۔۔۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کلو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے خواجہ صاحب سے معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ اس اسمبلی کی روایت یہ ہے کہ جو بحث کرنی ہوتی ہے اس میں لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھی جا سکتی صرف points لے سکتے ہیں۔ اگر اس قسم کی کوئی روایت چل پڑی تو پھر ادھر تو پوری کی پوری کتابیں اٹھا کر پڑھنا شروع کر دیں گے۔ میں نہایت معذرت کے ساتھ خواجہ صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ روایت ایوان کے اندر نہ ڈالی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: رولز یہ ہیں کہ وہ notes کو consult کر سکتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ وہ اس وقت وہی پڑھ رہے ہیں اور صرف consult کر رہے ہیں۔ جی، خواجہ صاحب!

خواجہ محمد اسلام: میں اپنے فاضل بھائی کو یہ بتاؤں گا کہ میں واقعی صرف points کو ہی نوٹ کر رہا تھا۔ بنیادی طور پر میری ایک دو سالوں سے نظر کافی کمزور ہو چکی ہے اس وجہ سے میں صرف points ہی دیکھ رہا ہوں۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر ہم نے آج اپنا اقتدار عام شہری تک نہ پہنچایا تو پھر میرے منہ میں خاک کہ آنے والے وقت میں پھر کسی طالع آزما کا شکار ہو گئے تو پھر بقول شاعر کہ:

وہ وقت بھی دیکھا ہے تاریخ کی گھڑیوں نے
لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہم سکول بنا رہے ہیں۔ یہ میرے قائد میاں محمد شہباز شریف کا عزم ہے کہ 2010 میں پنجاب کا ہر بچہ جو پنجاب میں پیدا ہو گا وہ سکول جائے گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی بات ہے اور اللہ کے فضل سے اسی سے قومیں بنتی ہیں۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ ہمیں وہ بسیں بھی میسر ہونی چاہییں جو بچوں کو سکول لے جائیں اور واپسی محفوظ طریقے سے گھر بھی لے آئیں۔ باوجود اس بات کے کہ مجھے یہ کہنے میں بھی عار نہیں ہے کہ جس دن سے میاں محمد شہباز شریف اس ملک کے وزیر اعلیٰ بنے ہیں پنجاب سے جتنے بھی مجرم لوگ تھے، میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ سارے کے سارے لیکن ایک sufficient مقدار اس پنجاب کو چھوڑ کر دوسرے صوبوں میں جا کر بسیرا کر رہے ہیں کہ اب اس پنجاب کا وزیر اعلیٰ آ گیا ہے اور اس نے کسی crime کو پھلنے پھولنے نہیں دینا۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ جہاں پر ہم نے crime کا، سکول کا، صحت کا اور یہاں تک کہ ہم نے اپنے عام شہری کا معیار زندگی بلند نہ کیا تو پھر میری وہ بہنیں وہ بھائی جو غربت کی سطح سے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں ان کو اس بات کا کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ ہماری پالیسیوں اور بجٹ میں جو major حصہ ہونا چاہیے وہ ان لوگوں کے لئے ہونا چاہئے۔ یہاں پر بات کر رہے تھے کہ ہم

نے غریب عوام کے لئے فنڈز مہیا کرنے ہیں تو میں اس بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہوں گا کہ ہمارے بڑے بزرگ کہا کرتے تھے کہ جس گھر میں ایک بھینس ہو اور جُھگا اس کا اپنا ہو وہ اللہ کے فضل سے بھوکا نہیں مرتا تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ شہر کے حوالے سے جو بھی ہوتا رہے لیکن گاؤں میں ایک family کو ایک بھینس لے کر دی جائے تو پھر اللہ کے فضل سے وہ غربت کی لکیر سے بہت اوپر آ جائیں گے۔ میری یہ تجویز ہے کہ گاؤں اور قصبوں میں جن لوگوں کو ہم نے سوشل ویلفیئر سے یا کسی بھی فنڈ سے امداد دینی ہے تو ان کو ایک ایک بھینس لے کر دے دی جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ میرے ملک اور پنجاب کے کسان جو سب سے زیادہ اس وقت گھن کی طرح پس رہے ہیں میں یہ کہنے میں عار نہیں سمجھتا کہ میرے پنجاب کا کسان جو سوداگروں کے گودام میں تو اپنی اجناس کے انبار لگا رہا ہے لیکن وہ خود دو وقت کی روٹی سے بھی تنگ ہے تو میں اس کے لئے یہ کہنا چاہوں گا کہ آج ہمیں کسان کے لئے سوچنا ہو گا کیونکہ اگر میرے ملک کا کسان خوشحال ہو گا، میرے ملک کا مزدور خوشحال ہو گا تو تب ہی میرا ملک خوشحال ہو گا اور ہمیں کسانوں کے چہروں پر روشنی لانی ہو گی، ہمیں مزدوروں کے چہروں پر روشنی لانی ہو گی جس سے میرا ملک روشن ہو گا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اپنے حلقہ کی تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے جو ہمیں یہ وقت دیا ہے میں اس کے لئے آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں۔ میرا حلقہ فیصل آباد ایک اربن ایریا ہے اس کے باوجود الحمدللہ میں کہنا چاہوں گا کہ 1993 اور 1997 میں جب میں یہاں پر ممبر تھا تو ہم نے اپنے تمام حلقے میں سوئی گیس کے مسائل کو ختم کر دیا تھا لیکن آج سیوریج بہت بڑا مسئلہ ہے، آج سڑکیں بہت بڑا مسئلہ ہے، آج سکولوں کی اپ گریڈیشن بہت بڑا مسئلہ ہے۔ میں یہاں پر یہ کہوں گا کہ میرے حلقے میں آدم چوک سے لے کر سبحان اللہ مسجد تک کی سڑک بہت ضروری ہے، ایم۔ سی مڈل سکول ربشاہ چوک سے لے کر جٹاں والا چوک تک اس سڑک میں جس کو پنجابی میں کہتے ہیں کہ " کتیاں نے رضائی پاڑی اے" اس سڑک کا یہ حال ہے۔ پھر کے بی سینما چوک سے منیر آباد اور میٹروپول سینما سے منیر آباد تک سڑک بہت خراب ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں اپنے فیصل آباد شہر میں گھنٹہ گھر کا ذکر کروں گا جو کہ فیصل آباد کی پہچان ہے، جو کہ فیصل آباد کی میراث ہے۔ ہمارے فیصل آباد میں اب تک کوئی بھی ایسا ادارہ نہیں بنا کہ جس نے فیصل آباد کی پہچان کروائی ہو۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ فیصل آباد میں گھنٹہ گھر کے ارد گرد basement بنائی جائے

جہاں پر لائبریری ہو۔ وہاں جب سے لائل پور بنا تھا اور آج تک کی تمام معلوماتی کتابیں موجود ہوں۔ وہاں پر میوزیم بھی ہو جس میں فیصل آباد کی پوری تاریخ ہو کہ یہ لائل پور سے چلتے چلتے فیصل آباد کیسے بنا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے کچہری روڈ سے سیشن کورٹ تک جانے کے لئے جو کہ بہت rushing road ہے، جب وکلاء حضرات جاتے ہیں تو پھر دن میں ایک دو مرتبہ وہاں پر ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ وہاں پر انڈر پاس دے دیا جائے تاکہ rushing hours میں ایکسیڈنٹ نہ ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں اپنے پی پی۔72 کے بارے میں یہ کہوں گا کہ جس میں سیوریج کے مسائل اتنے زیادہ ہیں کہ اگر اس بجٹ میں ان کو خصوصی پیکج دیا جائے تو یہ بہت بڑی عنایت ہو گی اور اس کے ساتھ آخر میں، میں اسی بات پر آپ سے اجازت چاہوں گا کہ ججوں کے بارے میں جو عزم میاں محمد نواز شریف کا تھا، یہی سب سے بڑی priority تھی یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہماری coalition پارٹی بھی، اگر یہ محسوس نہ کریں تو آہستہ آہستہ اس بات پر آ رہے ہیں۔ میری ان سے عملی گزارش ہے کہ آج پنجاب کے عوام اور پاکستان کے عوام جس کھلے دل کا مظاہرہ چاہتی ہے وہ ہمیں کرنا چاہئے ورنہ اگر میری قوم احساس محرومی میں چلی گئی تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ آنے والے وقت میں وہ ہم پر کسی قسم کا اعتماد کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا۔ عوام کی خوشحالی، تعلیمی سہولیات کے لئے ہمیں ہر دل میں زندگی اتارنی ہو گی تو پھر بقول شاعر کہ:

یا میرے گھر بھی چاند نہ اترے اسے کہو
یا اس نگر کے سارے دریچے اجاڑ دو

شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میں وزیر ایکسائز سے کہوں گا کہ وہ ہاؤس کی کارروائی کی طرف توجہ دیں۔ اب محترمہ نرگس پروین اعوان صاحبہ سے گزارش ہے کہ وہ بات کریں۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ اب میں چودھری محمد طارق گجر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ بات کریں۔

چودھری محمد طارق گجر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہمیں بھی بجٹ پر بولنے کا موقع دیا۔ میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو پنجاب میں ایک تاریخی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد

پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنے مختصر وقت میں ایک اچھا، معیاری اور متوازن بجٹ پیش کیا جو کہ پنجاب کے عوام کی امنگوں کا آئینہ دار ہے۔ میں امن وامان کے حوالے سے سب سے پہلے بات کروں گا کہ امن وامان کسی بھی معاشرے کے لئے انتہائی اہم نکتہ ہوتا ہے۔ اس کے لئے میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور صوبائی وزیر خزانہ کا خصوصی طور پر توجہ دینے پر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب میں امن و امان کے قیام کے لئے 30۔ارب 50 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میں law enforcement agencies سے یہ توقع کرتا ہوں کہ جب ہم نے ان کو پنجاب میں امن وامان کی بہتری کے لئے اتنی خطیر رقم کا بجٹ دیا ہے تو وہ بھی اپنے فرائض مکمل لگن اور دلجمعی سے ادا کریں گے اور پنجاب کے عوام کو امن وامان کا تحفہ دیں گے تاکہ پنجاب کے عوام بھی سکھ اور چین کی نیند سو سکیں اور اپنے ملک میں عدم تحفظ کا شکار نہ ہوں اور پنجاب ایک مثالی صوبہ بن سکے۔

جناب سپیکر! امن وامان سے متعلقہ ہی میری ایک تجویز ہے کہ ہمارے پولیس ملازمین بھائی جو ہیں، ہر ادارے میں کام کرنے کے لئے کچھ وقت ہوتا ہے جیسا کہ آٹھ گھنٹے ہے لیکن اگر پنجاب میں وسائل کی کمی کی وجہ سے آٹھ گھنٹے ممکن نہیں ہیں تو آپ کے توسط سے صوبائی وزیر خزانہ سے میری گزارش ہے کہ پولیس ملازمین کی ڈیوٹی کے اوقات کار بھی متعین کئے جائیں۔ اگر آٹھ گھنٹے نہیں تو کم از کم ان کے لئے بارہ گھنٹے کی شفٹ لازمی کروائی جائے تاکہ وہ ذہنی طور پر زیادہ دلجمعی سے اور اچھے طریقے سے، لگن سے کوشش کر کے اپنے فرائض انجام دے سکیں کیونکہ ان کا بھی حق ہے کہ وہ بھی بارہ گھنٹے آرام کر سکیں۔

جناب والا! میں سب سے اہم شعبے صحت کی طرف آتا ہوں او ر میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب اور صوبائی وزیر خزانہ کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے صحت کے شعبے کی طرف توجہ دیتے ہوئے 26۔ارب 10 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میں میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب کے غریب عوام جو کہ گردوں کا علاج نہیں کروا سکتے۔ جو سلسلہ آمر حکومت نے ختم کیا تھا اس سلسلے کو صرف اس لئے ختم کیا گیا، ایک نیک کام کو اس وجہ سے ختم کیا گیا کہ اس میں میاں محمد نواز شریف کا نام آتا تھا میں سمجھتا ہوں کہ اس کو دوبارہ شروع کرنا عوام کے ساتھ، عوام دوستی کا ثبوت ہے۔ ڈائلسز سنٹر سے لوگوں کو انشاء اللہ تعالیٰ ماضی کی طرح ریلیف ملے گا۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف بھی دلانا چاہتا ہوں چونکہ میرا تعلق گوجرانوالہ شہر سے ہے۔ گوجرانوالہ شہر کا سیوریج سسٹم انتہائی ناکارہ ہے۔ پینے کا صاف پانی بھی دستیاب نہیں ہے۔ وہاں پر اگر تھوڑی سی بارش بھی ہو جائے تو وہاں پر جوہڑ کا منظر پیش ہوتا ہے۔ اس وجہ سے لوگوں کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے۔ اس گندے پانی کی وجہ سے گوجرانولہ شہر کی کثیر تعداد ہیپاٹائٹس جیسے موذی مرض میں مبتلا ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے صوبائی وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ وہ ہیپاٹائٹس کے مفت علاج کے لئے بھی ڈی۔ ایچ۔ کیو ہسپتال گوجرانوالہ میں انتظام کروائیں تاکہ غریب لوگ اپنا علاج کروا سکیں۔ کیونکہ ہیپاٹائٹس کے پی۔ سی۔ آر کے علاج کے لئے چار ہزار سے آٹھ ہزار روپے تک خرچ آتا ہے جو اس دور میں غریب آدمی کے لئے بالکل ناممکن ہے تو میری آپ سے گزارش ہے کہ جیسے وزیراعلیٰ پنجاب نے عوام دوستی کا ثبوت دیتے ہوئے ڈائلسز سنٹر کا دوبارہ اجراء کیا ہے تو اسی طرح میں چاہتا ہوں کہ بالخصوص بڑے شہروں میں ہیپاٹائٹس آج ایک بڑا مسئلہ اور بیماری کے طور پر سامنے آیا ہے اور میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس کے لئے بھی پنجاب بھر میں ڈویژنل ہیڈکوارٹرز سطح پر علیحدہ بلاک قائم کئے جائیں اور اس کے مفت علاج اور ویکسی نیشن کے لئے بھی رقم مختص کی جائے۔

جناب سپیکر! صحت کے حوالے سے ہی میں بات کروں گا۔ اس سے پہلے جتنے 7 ڈویژنل ہیڈکوارٹرز ہیں ان میں میڈیکل کالج بن چکے ہیں لیکن مجھے نہایت ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ گوجرانوالہ لاہور اور فیصل آباد کے بعد پاکستان کا ایک بڑا صنعتی شہر ہے اور ڈویژنل ہیڈکوارٹر ہے، یہاں پر پچھلے ادوار میں مکمل طور پر میڈیکل کالج کی سہولت کو نظرانداز کیا گیا تھا، میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس بجٹ میں میڈیکل کالج کی منظوری کا اعلان کیا ہے لیکن میں وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر وزیراعلیٰ صاحب نے میڈیکل کالج کی منظوری دے دی ہے تو خدارا! اس بجٹ میں گوجرانوالہ کے میڈیکل کالج کے لئے بھی فنڈز مختص کئے جائیں کیونکہ یہ ہمارے گوجرانوالہ کے شہریوں کی دل کی آواز ہے۔

جناب والا! گوجرانوالہ شہر کو مسلسل 9 سال نظرانداز کیا گیا ہے۔ اس شہر کی سڑکوں کا حال دیکھ لیں، اس شہر کے شہریوں نے آج تک ہمیشہ آمریت کو مسترد کیا ہے۔ پچھلے ادوار میں بھی اور اس دور میں گوجرانوالہ شہر کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے ہمیشہ جمہوریت پسند پارٹیوں کو ہی

کامیاب کروایا ہے اور انہوں نے کسی آمر کا ساتھ نہیں دیا۔ گوجرانوالہ شہر کو جو سزا آمروں نے اپنے دور میں نظر انداز کر کے دی تھی آج اگر ایک جمہوری اور عوام دوست حکومت برسر اقتدار آئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے گوجرانوالہ شہر کی محرومیوں کا بھی ازالہ ہونا چاہئے۔ اس کی سڑکیں بھی بننی چاہئیں، سیوریج سسٹم جو کہ بالکل ناکارہ ہو چکا ہے، میری وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ سے گزارش ہے کہ سیوریج سسٹم کو بھی درست کیا جائے۔ سڑکوں کو بھی درست کیا جائے۔ گوجرانوالہ میں سب سے اہم روڈ کا نام قائداعظم محمد علی جناح کے توسط سے جناح روڈ رکھا گیا ہے تو وہ کھنڈر کا منظر پیش کر رہی ہے۔ میری وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش ہے کہ جناح روڈ، گوندلانوالہ روڈ اور خصوصاً گوجرانوالہ کے لئے سپیشل ترقیاتی پیکج کا اعلان کیا جائے کیونکہ اس سے پہلے وہاں ایک آمر صدر نے بھی آ کر پیکج کا اعلان کیا تھا لیکن اس پر آج تک عملدرآمد نہیں ہو سکا۔ اس سے پہلے ایک لوٹا لیگ کے وزیر اعلیٰ نے بھی گوجرانوالہ میں 7۔ارب روپے کے پیکج کا اعلان کیا تھا لیکن آج تک وہاں پر اس پیکج میں سے ایک پائی بھی نہیں لگ سکی۔ میری وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ آپ چیک کریں کہ وہ 7۔ارب کا پیکج کہاں گیا؟ چیک کریں کہ صدر پاکستان نے جو پیکج دیا تھا اس کی رقوم کہاں گئیں؟ میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ گوجرانوالہ شہر کے مسائل کی طرف بھی توجہ دی جائے۔

جناب والا! تعلیم کا شعبہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور تعلیم کے بغیر کوئی قوم بھی ترقی نہیں کر سکتی تو میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے 30۔ارب 13 کروڑ روپے کی خطیر رقم تعلیم کے شعبہ کے لئے مختص کی ہے اور خاص طور پر ہمارے شہری طالبعلموں کے لئے سفر کی سہولتیں مہیا کرنے کے لئے ائیر کنڈیشنڈ بسوں کا اجرا کیا ہے جس پر میں ان کا شکر گزار ہوں اور ان کا یہ قدم طالب علم دوستی اور علم دوستی کے حوالے سے ہمیشہ یادگار رہے گا۔ اس کے علاوہ ماڈل سکول اور centre of excellence اور I.T Lab کے قیام کے لئے بھی میں وزیر اعلیٰ پنجاب کا انتہائی مشکور ہوں۔

جناب سپیکر! گوجرانوالہ کے حوالے سے میں وزیر خزانہ صاحب سے ایک گزارش کروں گا کہ یہ شہر جو کہ ایک ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے جہاں پر ایک یونیورسٹی ہونی چاہئے تھی لیکن آج تک وہاں پر کوئی یونیورسٹی نہیں ہے۔ ہمارے شہر کے بچوں کو جو کہ اس قابل ہیں کہ انہیں گوجرانوالہ شہر میں ہی تعلیم کی سہولتیں میسر آئیں تو انہیں لاہور، سرگودھا، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور اور پنجاب کے مختلف

شہروں میں جانا پڑتا ہے تو میری وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ ہمارے گوجرانوالہ شہر میں بھی کم از کم یونیورسٹی کے قیام کو عمل میں لایا جائے اور اس کے لئے بھی بجٹ میں رقم مختص کی جائے۔

جناب سپیکر! زراعت پاکستان کا سب سے اہم شعبہ ہے اور اس کی طرف توجہ دینے کی ہمیں دوسرے شعبوں سے سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ آج کل جو غذائی بحران ہمارے ملک میں اس وقت جاری ہے اس کو ہم صرف اور صرف زراعت کو ترقی دے کر ہی دور کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں زرعی شعبے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ گرین ٹریکٹر سکیم کا اجراء میں سمجھتا ہوں کہ بہت اچھا اقدام ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ ٹریکٹروں کی ترسیل کے نظام کو بھی یقینی بنایا جائے کہیں یہ نہ ہو کہ 2006 میں جس آدمی کا ٹریکٹر نکلے اسے 2010 میں وہ ٹریکٹر ملے تو اس کی ترسیل کے نظام کو بھی یقینی بنایا جائے تاکہ جلد از جلد لوگوں کو ٹریکٹر کی فراہمی ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں ایک تجویز زراعت کے حوالے سے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہمسایہ ملک بھارت کے صوبہ پنجاب میں کسانوں کے لئے بالکل مفت بجلی فراہم کی جاتی ہے تو اگر ہم غذائی کمی کو پورا کرنا چاہتے ہیں، اگر ہم زراعت کے شعبہ کی طرف توجہ دینا چاہتے ہیں تو میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اگر اپنے پنجاب کے کسانوں کو 100 فیصد بجلی کے بل میں سبسڈی نہیں دے سکتے تو کم از کم 50 فیصد سبسڈی دینی چاہئے کیونکہ اس سے ہی ہماری زراعت ترقی کر سکتی ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں صوبائی وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ میرے گوجرانوالہ شہر کو بھی ان پانچ بڑے شہروں کی فہرست میں شامل کیا جائے جہاں 3۔ارب روپے کے سیوریج اور ڈرینج سسٹم کے لئے فنڈز رکھے گئے ہیں کیونکہ گوجرانوالہ کا سیوریج سسٹم بالکل flop ہو چکا ہے تو مہربانی کر کے پانچ بڑے شہروں میں گوجرانوالہ شہر کو بھی شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر! وقت کی کمی کا مجھے بھی احساس ہے لیکن کیا کریں کہ گوجرانوالہ کی عوام 9 سال سے اپنے نمائندوں کی طرف دیکھ رہی ہے۔ 9 سال گوجرانوالہ کی عوام کو ان آمروں نے نظر انداز کیا ہے اس لئے اگر آج جمہوری دور آیا ہے، آج جمہوری حکومت آئی ہے، آج پنجاب میں عوامی وزیر اعلیٰ ہے، آج پنجاب میں عوامی وزیر خزانہ ہے تو ہمارا بھی جی چاہتا ہے کہ ہم اپنے شہر کے مسائل اپنے قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف اور صوبائی وزیر خزانہ کے ساتھ share کر سکیں تاکہ پنجاب کے

دوسرے شہروں کے ساتھ ساتھ گوجرانوالہ شہر میں بھی خوشحالی آئے اور اس کی محرومیاں بھی دور ہو سکیں۔ میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے اتنے وقت سے نوازا۔ بڑی مہربانی۔ شکریہ

رانا تنویر احمد ناصر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا تنویر احمد ناصر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ایک request وزیر خزانہ سے کرنا چاہوں گا کہ جو ایم۔پی۔ایز یہاں پر ہاؤس میں debates سننے کے لئے موجود ہیں، incentive جاری کریں کہ جو شام تک موجود رہیں گے ان کے ڈویلپمنٹ فنڈ double کر دیئے جائیں گے اور جو یہاں پر موجود ہیں ان کے لئے آج پہلی قسط جاری کریں تاکہ یہاں پر کل بہت زیادہ rush ہو جائے۔ شکریہ

راؤ کاشف رحیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

راؤ کاشف رحیم خاں: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ کورم پورا نہیں ہے لہذا اس پر بھی توجہ دی جائے۔ یہ کوئی یونین کونسل نہیں ہے اس لئے کورم کا خیال رکھنا چاہئے اور بجٹ سیشن جو کہ بڑا احساس سیشن ہے اس لئے تمام ممبران کو پابند کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں رائے محمد اسلم صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ بات کریں۔

رائے محمد اسلم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب تنویر اشرف کائرہ، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ان کی پوری کابینہ کو اس مشکل گھڑی میں اتنا متوازن، اچھا اور عوامی فلاح و بہبود کا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں حالانکہ پچھلی حکومت نے وسائل کی بجائے مسائل ورثے میں چھوڑے تھے اس کے باوجود ان کی شب و روز کی کاوش اور محنت کے صلہ میں ہمیں اور پنجاب کے عوام کو اتنا اچھا بجٹ سننے اور دیکھنے میں نصیب ہوا۔ مختلف شعبوں میں جوڈیشری دیکھ لیں، تعلیم دیکھ لیں، صحت دیکھ لیں، ٹرانسپورٹ دیکھ لیں، لیبر دیکھ لیں یا باقی دیگر شعبوں کو دیکھ لیں ان میں بہت سے قابل تحسین اقدامات کئے گئے ہیں میں ان کے لئے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ ماتحت عدلیہ کے لئے allowances دیکھ لیں کہ ان کے بنیادی pay scale کے تین حصہ کے برابر انہیں allowances دیئے گئے، تنخواہ دار طبقہ، ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کی پنشن

اور تنخواہیں دیکھیں تو لگتا ہے کہ اتنے مشکل حالات میں اتنا اچھا بجٹ پیش کرنا ہمارے وزیر خزانہ کی صلاحیتوں کا اعتراف ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کچھ معروضات ایسی بھی پیش کرنا چاہتا ہوں جو شاید جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کو اچھی نہ لگیں ان میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اپنی پہلی تقریر میں انصاف کا نعرہ لگایا تھا۔ 8 جون کو ان کا focus انصاف پر تھا لیکن ایک گزارش ضرور کروں گا کہ اتنے اچھے بجٹ میں صرف بڑے شہروں کو focus بنایا گیا ہے ایسے علاقے جو پہلے بھی پسماندہ تھے اب بھی انہیں نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ بڑے شہروں میں تو مزید ایک ہزار air conditioned بسیں چلانے کے لئے بھی فنڈز رکھ دیئے گئے ہیں۔ بڑے شہروں میں تو مزید نئے کالج اور یونیورسٹیاں قائم کرنے کے لئے بھی فنڈز رکھ دیئے گئے ہیں۔ بڑے شہروں میں تو بچوں کو تعلیمی مواقع دینے کے لئے بھی فنڈز رکھ دیئے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے صاحب! میں ذرا آپ کی بات کو interrupt کروں گا۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ اس House کو ہم نے قاعدے اور قوانین کے مطابق چلانا ہے۔ آپ بیٹھیں میں ذرا بات مکمل کر لوں۔ یہاں پر ہم سب کی یہ خواہش ہے کہ اس بجٹ پر ہماری زیادہ سے زیادہ input اور تجاویز آ سکیں۔ وزیر خزانہ یہاں صرف آپ کی تجاویز نوٹ کرنے کے لئے بیٹھے ہیں اور ہماری اپوزیشن ممبر کی طرف سے بھی نشاندہی ہوئی اس کے بعد Minister صاحبان بھی یہاں بات سننے کے لئے بیٹھے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ایک دوست کی طرف سے چونکہ اب کورم کی نشاندہی ہوئی ہے اور وہ چونکہ ریکارڈ کا حصہ بن گیا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ہم House کو rules and regulations کے مطابق چلائیں اور اس کے مطابق بڑا واضح ہے کہ جب کورم کی نشاندہی ہو جائے تو پھر سپیکر کو دیکھنا پڑتا ہے اس لئے اب میں سیکرٹری صاحب کو کہوں گا کہ وہ کورم کی گنتی کر لیں اگر کورم میں کمی ہو تو پھر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر کورم کی گنتی کی گئی)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا تعلق مسلم لیگ (ن) سے ہے ویسے بڑے افسوس کا مقام ہے کہ ہم T.A/D.A لینے کے لئے پوری کوشش کرتے ہیں ایک پیسا بھی حکومت کے ذمے نہیں چھوڑتے۔ علاقے کے لوگوں نے ہمیں صرف اس لئے ووٹ نہیں دیئے کہ ہم

ترقیاتی کاموں کے لئے فنڈز لیں۔ ہماری یہ بھی ڈیوٹی ہے کہ ہم یہاں آکر بجٹ پر اپنی تجاویز دیں اور قانون سازی میں حصہ لیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! میں آپ کی بات کاٹ رہا ہوں کیونکہ قاعدے اور قوانین کے مطابق چونکہ گنتی پوری نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر کورم کی نشاندہی پر 5 منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جیسے میں نے پہلے بات کی تھی کہ یہ پنجاب کی تاریخ کا ایک انتہائی اہم بجٹ ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پنجاب کی عوام کو خاص طور پر اس حکومت کے ساتھ بہت زیادہ امیدیں وابستہ ہیں اس لئے اس حکومت کی ایسی کارکردگی ہونی چاہیے کہ پنجاب کے عوام کو لگے کہ انھیں relief ملا ہے اور اس کے اندر آپ تمام معزز اراکین اسمبلی کا role بہت important ہے۔لہذا میری آپ سب سے اور خصوصاً کیبنٹ ممبرز سے درخواست ہے کہ کل جب ایوان کی کارروائی شروع ہو تو اس میں یہ make sure کریں کہ جتنی دیر کارروائی چلے گی ہم نے یہاں بیٹھ کر deliver کرنا ہے ہم نے یہاں سے ایک message دینا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس لئے کل ہاؤس کا آغاز اور اختتام اس طریقے سے کریں کہ پورے پنجاب کو ایک message جائے۔اب کورم کی نشاندہی کے بعد چونکہ ہاؤس میں مطلوبہ تعداد پوری نہیں ہے لہذا اب اجلاس جمعۃ المبارک مورخہ 20۔جون 2008 کو بوقت 9 بجے صبح تک ملتوی کیا جاتا ہے۔اس روز بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔بجٹ پر عام بحث کے لئے 23۔جون 2008 تک کے دن مختص کئے گئے ہیں اور میں معزز ممبران سے پھر گزارش کروں گا کہ اپنی تعداد اور حاضری یہاں پر پوری رکھیں۔بہت شکریہ۔

131

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،20۔جون2008

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2۔ سرکاری کارروائی

سالانہ میزانیہ برائے سال 09-2008 پرعام بحث جاری رہے گی

133

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 20 - جون 2008

(یوم الجمع، 15- جمادی الثانی 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 12 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ وَأَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَأَخْرَجَ بِهِۦ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ ٱلْفُلْكَ لِتَجْرِىَ فِى ٱلْبَحْرِ بِأَمْرِهِۦ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ ٱلْأَنْهَـٰرَ o

سورہ ابراہیم آیت 32

خدا ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے مینہ برسایا پھر اس سے تمہارے کھانے کے لئے پھل پیدا کئے۔ اور کشتیوں (اور جہازوں) کو تمہارے زیر فرمان کیا تاکہ دریا (اور سمندر) میں اس کے حکم سے چلیں۔ اور نہروں کو بھی تمہارے زیر فرمان کیاo

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبولﷺ قاری غلام رسول نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

عاصیوں کو در تمہارا مل گیا
بے ٹھکانوں کو ٹھکانا مل گیا
ان کے در نے سب سے مستغنی کیا
بے طلب بے خواہش اتنا مل گیا
اے حسن فردوس میں جائیں جناب
ہم کو صحرائے مدینہ مل گیا

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخوپورہ کے گاؤں گھنگ میں اشتہاریوں کے ہاتھوں ڈاکٹر کا قتل

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اپنی بات اعلیٰ حکام تک پہنچانے کے لئے اس سے نہ تو کوئی بہتر floor ہے جس کے اوپر میں اپنی بات وزیر اعلیٰ پنجاب تک پہنچا سکوں۔ پچھلے پانچ سالہ tenure میں، میں نے متعدد بار اپنے گاؤں ضلع شیخوپورہ سے جو دو میل کے فاصلے پر ہے، اس میں کرائم کی نشاندہی کی۔ اس وقت بھی میں نے یہ بات کہی تھی کہ تمام پنجاب سے لوگ قتل کرتے ہیں یا مختلف جرائم میں ملوث ہیں تو ضلع شیخوپورہ کا وہ چھوٹا سا گاؤں ان لوگوں کی پناہ گاہ ہے اور اسے علاقہ غیر کہا جاتا ہے۔ وہاں پر ہر وہ غلط کام جو کہیں نہیں ہوتا وہ ضلع شیخوپورہ کے اس گاؤں میں ہوتا ہے۔ اس سے پہلے میرا ایک عزیز جو بغیر کسی وجہ سے انہی اشتہاریوں نے قتل کیا تھا، میں نے اس وقت کے وزیر اعلیٰ سے درخواست کی تھی لیکن اس وقت چونکہ میری شنوائی نہیں تھی اور اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ لوگ اس حد تک بڑھ گئے کہ گیارہ تاریخ کو جس وقت میں خود اس گاؤں میں موجود تھی تو میری first cousin کے داماد کو جو اپنے کلینک پر بیٹھ کر مریضوں کو دیکھ رہا تھا تو دو اشتہاری جن میں سے ایک کا

نام اشفاق تھا اور دوسرے کا غالباً ناصر تھا، ان کو گولی مار کر چلے گئے کیونکہ میرے ذہن میں نہیں تھا کہ کوئی آدمی اس حد تک ظالم بھی ہو سکتا ہے یا قانون اس حد تک بے بس بھی ہو سکتا ہے کہ ملزموں کی بارہا نشاندہی کرنے کے باوجود ان کو نہیں پکڑا گیا۔

جناب والا! یہ سب اس وقت ہوتا ہے جب پولیس ان ملزموں کی پشت پناہی کرتی ہے، جب تھانے بکتے ہیں، جب نظام بکتا ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ یہ لوگ جرائم صرف پولیس اسٹیشن کے قریب کرتے ہیں کیونکہ پولیس ان مجرموں کو خود پناہ دیتی ہے۔ یہ مجرموں کو پکڑتی نہیں ہے کیونکہ پولیس ان سے پیسے لیتی ہے۔ اس بات کی گواہ میں اس لئے ہوں کہ میرے ساتھ یہ ہوا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے جرم نہیں کیا وہ تو جیل کے اندر ہیں اور جو مجرم ہیں وہ اسی طرح دندناتے پھر رہے ہیں اور ان کی حوصلہ افزائی اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ اگر کوئی آدمی یہ کہہ دے کہ ہم نے اس ملزم کو دیکھا ہے تو وہ اس کی ٹانگوں میں گولی مار دیتے ہیں کہ ان ٹانگوں سے چل کر جاؤ گے۔

جناب سپیکر! مغرب کے بعد میرے گاؤں تک جانا اتنا مشکل ہے کیونکہ ہر گاڑی یا سائیکل جو بھی جاتی ہے اس کو لوٹ لیا جاتا ہے۔ اگر کوئی آدمی غلطی سے گاڑی نہ روکے تو اس کو گولی مار کر مار دیا جاتا ہے۔ میں نے بہت دفعہ ایس پی اور ڈی ایس پی سے بات کی لیکن مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ مجرم زیادہ بڑے ہیں یا وہاں پر بیٹھے ہوئے اعلیٰ حکام زیادہ بڑے ہیں؟ میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے عرض کروں گی کہ میں نے سنا تھا اور میں نے دیکھا بھی تھا کہ ان کے وقت میں پولیس کو انہوں نے بہت زیادہ قابو کیا تھا اور ان کے زمانے میں ان اشتہاریوں کو گولی مارنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اگر وہ اس دفعہ بھی اسی طریقے سے کام کریں تو بہت ساری ماؤں کے بچے بچ جائیں گے، بہت ساری بہنیں بیوہ ہونے سے بچ جائیں گی اور بہت سے بچے یتیم ہونے سے بچ جائیں گے۔ میں آپ سے درخواست کروں گی کہ جتنی بھی جلدی ہو سکے ان ملزموں کو جن کی میں نے نشاندہی کی ہے ان کو گرفتار کیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے تو میں ایک بات کی وضاحت کر دوں کہ میرا خیال ہے کہ جب میاں محمد شہباز شریف پہلے یہاں پر وزیر اعلیٰ پنجاب تھے تو اس وقت گولی مارنے کا آرڈر نہیں تھا۔ قانون کے مطابق ہی کارروائی کرنے کا آرڈر تھا اور بی بی! ہم چاہیں گے کہ یہ جو بات آپ کر رہی ہیں مجھے یاد ہے کہ پچھلی اسمبلی میں بھی کچھ اسی طرح کے معاملات تھے جو کہ discuss ہوتے رہے ہیں۔ چونکہ

وزیر قانون صاحب بیٹھے نہیں ہیں تو میں کامران مائیکل صاحب سے کہوں گا کہ وہ ذرا اس معاملے کو دیکھیں اور جو متعلقہ لوگ ہیں ان سے بات کر کے آپ کو بتائیں گے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گا کہ میری معزز رکن جو اس معاملے کے حوالے سے grieved ہیں، یہ ہمارے ساتھ بیٹھیں ہم بالکل ان حکام کے ساتھ بات کریں گے اور ان کو پابند کریں گے کہ وہ ایسے ملزموں کو کٹہرے میں لا سکیں اور جو grieved لوگ ہیں ان کی پوری دادرسی کر سکیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں تصحیح کرنے کے لئے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے اندر یا بیرون ملک پوری دنیا میں کوئی بھی ایسا قانون نہیں ہے کہ پولیس کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ بغیر کسی کو سنے کوئی موقع دیئے بغیر پولیس کو یہ اختیار نہیں ہے کہ گولی مار دی جائے۔ میاں محمد شہباز شریف کے سابقہ دور میں کوئی بھی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا کہ پولیس نے کسی کو گولی ماری ہو یا پولیس کو کوئی ایسا اختیار دیا گیا ہو۔ میں اسی بات کی تصحیح کرنا چاہتا تھا۔

راجہ طارق کیانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف کی تقرری کا مطالبہ

راجہ طارق کیانی: جناب سپیکر! یہ جو ہمارا بجٹ ہے یہ ایک بہت اہم event ہے۔ یہ وہ دن ہوتا ہے جب یہاں سے ہم کہتے ہیں کہ ہمارا مالی سال شروع ہوتا ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ پنجاب کے عوام کی financial تقدیریں یہاں پر decide ہوتی اور بدلتی ہیں۔ اس وقت ہمارا پورا بجٹ جو ہم نے ٹارگٹ کیا ہے وہ غریب عوام کی زندگیاں بدلنے کے لئے ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ آج اپوزیشن یہاں پر پھر رہی ہے۔ یہ بجٹ، یہ پنجاب صرف ہمارا ٹریژری بنچز کا نہیں ہے یہ اپوزیشن کا بھی ہے کیونکہ ان کو بھی ووٹ ملے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی کوئی demands ہیں۔ ان کا ابھی تک لیڈر آف اپوزیشن مقرر نہیں ہوا۔ سنا ہے انہوں نے اپنے ممبران کو show کر دیا ہے۔ میں سمجھتا

ہوں کہ یہ جو آپ کی کرسی ہے یہ chair of pedantry ہے، یہ chair of chivalry ہے۔اگر وہ دو step پیچھے جاتے ہیں تو ہمیں دو step آگے جانا چاہیے ان کے ساتھ کیونکہ ہم ٹریژری بنچ والے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی پہلی تقریر میں یہ تہیہ کر رکھا تھا کہ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلیں گے۔ابھی یہ کتنا اہم event ہے جس میں اپوزیشن نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اپوزیشن یہاں پر آئے وہ ہمارے بجٹ کو criticize کرے، وہ جو ہمارے اچھے points ہیں ان کو appreciate کرے جو کہ ہمارے منفی points ہیں ان کو highlight کرے ۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک نورا کشتی ہے جو کہ one sided affair چل رہا ہے جو کہ ٹھیک نہیں ہے۔تاریخ میں یہ آپ کے اوپر ایک دھبہ ہو گا کہ ٹریژری بنچز نے اپوزیشن کو اندر لانے کے لئے کوئی کوشش نہیں کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہم سب کی ڈیوٹی بنتی ہے کہ we ensure کہ ان کا لیڈر آف اپوزیشن جو بھی ہے، جس طریقہ کار کا بھی ہے اس کو فوری طور پر ہم appoint کریں اور جتنا جلدی ہو اپوزیشن کے ممبران یہاں پر آئیں تاکہ وہ اس بجٹ میں حصہ لے سکیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں! بات بڑی سیدھی سی ہے کہ ہماری کوشش ہے اور ہم ایک جمہوری عمل کے نتیجے میں اس اسمبلی میں آئے ہیں۔ As a custodian of this House ہم لوگ پوری کوشش کر رہے ہیں کہ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلیں لیکن رولز اینڈ پروسیجر سے ہم باہر نہیں آ سکتے۔جہاں تک تعداد کا تعلق ہے سپیکر صاحب چونکہ کچھ وقت کے لئے گورنر بن چکے ہیں اور انہوں نے اس معاملے کو take up کیا ہوا ہے اور جیسے ہی وہ واپس آئیں گے جہاں سے انہوں نے اس مسئلے کو چھوڑا ہے وہ اس کو آگے لے کر چلیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ جمہوری روایات کو اس ہاؤس میں فروغ دیں گے۔اس طرح نہیں ہو گا جس طرح جب ہم خود اس ہاؤس کے اندر ہوتے تھے اور اپوزیشن کے ممبر ہوتے تھے تو ہمیں اس اسمبلی کے احاطے میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ ہم لوگ جتنا facilitate کر سکتے ہیں کر رہے ہیں اور یہ ان کا حق ہے۔ ہم کسی پر کوئی مہربانی نہیں کر رہے یہ ان کا حق ہے۔جمہوریت میں ہر ایک کو اظہار رائے کا حق ہوتا ہے جس کی یہاں پر پوری آزادی ہے۔اب میں ہاؤس کی کارروائی کو آگے بڑھاتے ہوئے۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ہاؤس کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے باہر جو اپوزیشن کے چند ارکان ہیں جو کہ ابھی نظر آئے ہیں۔ آپ باقاعدہ روایت کو برقرار رکھتے ہوئے اپنی ایک کمیٹی یہاں سے بھیجیں جو جا کر ان سے دوبارہ بات کرے کیونکہ ان کے مطالبات جیسا کہ ابھی میرے بھائی نے کہا تھا۔ کل سپیکر صاحب نے ان کو کھلی offer کی تھی کہ آپ اپنے ممبران پورے کر کے لے آئیں لیکن وہ show نہیں کر سکے۔ آپ اس روایت کو برقرار رکھتے ہوئے ایک کمیٹی بنائیں جو ان کو باہر سے بلا لائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کو صرف اتنا بتاؤں گا کہ اس کے اوپر جس طرح میں نے پہلے کہا ہے کہ وہ معاملہ take up ہو چکا ہے اس پر اپوزیشن نے سپیکر چیمبر میں آ کر مذاکرات کئے ہیں۔ اب ہمیں صرف اتنا خیال کرنا ہے کہ جو مذاکرات چل رہے ہیں چونکہ ان مذاکرات کا میں حصہ نہیں تھا۔ سپیکر صاحب اب گورنر بن چکے ہیں وہ حصہ ہیں۔ جیسے ہی وہ آئیں گے وہ ان معاملات کو آگے چلائیں گے اور اگر اس دوران اپوزیشن نے مجھ سے رابطہ کیا تو اس پر جس طرح کے معاملات ہیں وہ ہم لے کر چلیں گے۔

جناب محمد معین وٹو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! میں ابھی باہر سے آیا ہوں تو اس وقت تک ہمارے اپوزیشن کے فاضل ممبران میں سے کوئی بھی تشریف ہی نہیں لائے اس لئے اب ان کے نہ آنے کی وجہ سے یہ ساری کارروائی روکی جانی مناسب نہیں ہے۔ اگر وہ آئے ہی نہیں ہیں تو پھر ہم کیا کر سکتے ہیں؟

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت مہربانی وٹو صاحب! ممبران سے میری گزارش ہے کہ بجٹ پر بحث ہے اس پر لسٹ بھی آئی ہوئی ہے۔ ہاؤس کی کارروائی آگے بڑھاتے ہوئے اب ہم تحاریک استحقاقات کو لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 2 محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ!

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پھر موقع گزر جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! حسب حال شعر عرض ہے:۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پہ کلام نرم و نازک بے اثر

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! آج کے اخبارات میں ہم سب کے non serious ہونے کے بارے میں آیا ہوا ہے۔ ہم لوگ بجٹ کی بحث نہیں کر رہے ہم دوسری چیزوں پر discuss کر رہے ہیں۔ پورے پنجاب کی نظر ہم پر ہے۔ میرے خیال میں ہمیں بہت ہی seriously بجٹ کو discuss کرنا چاہیے۔ باقی مسائل ہم بعد میں حل کرتے رہیں گے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر آج کے تمام اخبارات میں ایک شہ سرخی کے ساتھ خبر کے بارے میں ہے جس میں جنرل پرویز مشرف سے بیان منسوب ہے کہ پاکستان میں ایک بہت بڑا دہشت گرد جس کے پاس یورپی یونین اور مختلف مغربی ممالک کی اہم تنصیبات کے نقشے تھے وہ پکڑا گیا ہے۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ دنیا کی کسی تاریخ میں، میں نے آج تک کسی ملک کے صدر سے منسوب اس طرح کا بیان نہیں پڑھا۔ ہر معاشرے میں دہشت گرد بھی ہوتے ہیں، مجرم بھی ہوتے ہیں لیکن اگر ان کی نشاندہی کرتا ہے تو کوئی ایس۔ ایچ۔ او کرتا ہے کوئی پولیس آفیسر کرتا ہے، یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ پچھلے آٹھ سال سے ہمارا صدر دہشت گردی کے بیانات دے دے کر اپنی کرسی کی طوالت حاصل کرتا رہا ہے میں اس ایوان سے توقع رکھتا ہوں کہ آج ہم اس پر مذمت کریں اور پرویز مشرف کو ایک پیغام دیں کہ وہ دہشت گردی کا سہارا لے کر اپنی کرسی کو طوالت دینے سے باز آئے اور پاکستان کو دنیا میں بدنام کرنے سے باز آئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اب تحریک استحقاق نمبر 2 محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کی ہے چونکہ وہ خود ہاؤس میں موجود نہیں ہیں۔ میں وزیر برائے انسانی حقوق واقلیتی امور سے کہوں گا کہ وہ اس کو دیکھ لیں اور ان کے آنے تک اس کو میں pending کرتا ہوں۔

جناب علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ جناب سپیکر! ریٹائرڈ جنرل مشرف نے جو بیان دیا ہے اس پر میری گزارش ہے کہ اس کو پاگل declare کریں کیونکہ یہ غیر آئینی صدر ہے، اس کو عہدہ صدارت سے فوری طور پر ہٹانے کی ایک قرارداد مذمت پاس کی جائے اور اس کو پاگل خانے میں فوری داخل کروا کر اس کا علاج کروایا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب آصف منظور موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ قاعدہ 139 پر دلانا چاہتا ہوں کہ جب بجٹ پر عام بحث ہو رہی ہو تو اس دوران اس مرحلے پر کوئی تحریک پیش نہیں کی جائے گی چونکہ آپ ابھی تحریک کا فرما رہے تھے اس لئے میں نے یہ پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: موہل صاحب! اس میں آپ اگر قاعدہ B-70 دیکھیں تو یہاں پر بہت واضح لکھا ہوا ہے کہ تحریک استحقاق پیش ہو سکتی ہے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ معزز ممبران سے درخواست ہے کہ ہمارے اس ہاؤس میں زیادہ تعداد نئے ممبران کی ہے اور ہاؤس کی discussion میں حصہ لینا، rules کو سمجھنا بہت اچھی بات ہے لیکن یہاں پر کوئی بات کرنے سے پہلے وہ پڑھ کر آئیں تو اس میں ہاؤس کا decorum بھی ٹھیک رہتا ہے اور ہم اپنی کارروائی بھی without interruption چلا سکتے ہیں۔ شکریہ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ بابت سال 2008-09 پر عام بحث

(---جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: سالانہ بجٹ 2008-09 پر عام بحث کا آغاز 19-6-2008 کو ہوا تھا اور آج بھی بحث جاری رہے گی۔ پہلے وہ اراکین بحث میں حصہ لیں گے جنہوں نے کل تقریر کرنا تھی لیکن وہ نہ کر سکے۔ میں سب سے پہلے احسان الحق احسن نولاٹیا کو دعوت دیتا ہوں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس بجٹ میں ٹوٹل ریونیو receipts جن کی بنیاد پر ہم نے آنے والے 12 ماہ میں اپنے 8 کروڑ عوام کی ترقی، نظم و نسق و بہتری اور ملک اور صوبے کے حالات کو اعلیٰ نظم و ضبط کے لئے خرچ کرنے ہیں ان میں 285۔ارب ہمیں مرکز سے ٹرانسفر ہو گا اور صوبائی ریونیو کے اندر تقریباً 112۔ارب ملے گا۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، اپنے نوجوان جواں فکر وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اس بجٹ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ کسی بھی قوم کے اندر direct taxes اور indirect taxes کے تناسب کے اندر بہتری اچھے بجٹ کی طرف نشاندہی کرتی ہے۔ direct taxes ہمیشہ ایسے لوگوں پر لگائے جاتے ہیں جن کے پاس آمدنی کے اعتبار سے پیسا جب زائد آتا ہے تو ان کو tax net کے اندر لا کر پیسے حاصل کئے جاتے ہیں اور indirect taxes utilities پر لگائے جاتے ہیں جو کہ تمام امیر غریب، صوبے کا ہر وہ فرد جو basic needs کے معاملے کے اندر جو چھوٹی سے چھوٹی چیز کو استعمال کرتے ہیں، اس پر ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ عملی طور پر پوری دنیا کے اندر اسے اچھا بجٹ سمجھا جاتا ہے جس کے اندر indirect taxes کم سے کم اور direct taxes زیادہ سے زیادہ ہوں جو آمدنی پر لگائے جاتے ہیں۔ میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ گزشتہ حکومتوں کی باقیات اور ان کی چھوڑی ہوئی معاشی بدحالی کی وجہ سے ابھی تک وہ ہماری خواہش direct taxes اور indirect taxes کی ratio کے اندر ہم حاصل نہیں کر سکے لیکن یہ ratio جو آج direct taxes اور indirect taxes کی ہمارے پاس ہے یہ کسی بھی گزشتہ سال کے تناسب کی نسبت بہت بہتر ہے۔

جناب سپیکر! سب سے بہتری کی کوشش یہ کی گئی ہے کہ صوبے کے معاشی معاملات کو بہتری کی طرف لانے کے لئے قرضوں پر انحصار کم سے کم کیا جائے اور بہتری لانے کے لئے صوبے کے ادارے اور صوبے کی capital amounts کو privatize کر کے بھی پیسے حاصل نہ کئے جائیں بلکہ ریونیو کی betterment ہے recovery of revenue کے اندر betterment کے ذریعے سے اپنے اس بجٹ کے حجم کو بڑھانے کی کوشش کی گئی ہے اور کسی بھی ملک کا بہتر بجٹ وہ ہوتا ہے جس میں revenue collection کو بہتر کرنے کی کوشش کی جائے۔

جناب سپیکر! جب ہم گزشتہ بجٹ پر نظر ڈالتے ہیں اور آمدن پر ٹیکس، زرعی آمدن پر ٹیکس، پراپرٹی ٹیکس، آبیانہ، پروفیشنل ٹیکس، صوبائی ٹیکس، ایکسائز، stamp duties, motor vehicle, entertainment tax اور سول ایڈمنسٹریشن ٹیکس یہ چند مدات ہیں جن کا موازنہ میں نے گزشتہ سالوں کے بجٹ میں دیکھا تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہم نے تخمینے جو recovery میں بہتری کی بنیاد پر کرنے کی کوشش کی ہے یہ اس پنجاب کے عوام کا وہ بہتر معاشی نظم وضبط ہے جس کا انحصار قرضوں اور ملک کے اداروں کو بیچنے کی بجائے بہتر recovery پر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ گزشتہ حکومت نے پنجاب کی 60 سالہ تاریخ کے اندر پہلی دفعہ یہ ترمیم کی تھی کہ صوبے بین الاقوامی اداروں سے مرکز کے بغیر ڈائریکٹ قرضے لے سکتے ہیں۔ یہ ان کی vision تھی اور اس کے مقابلے میں ہم نے کیا vision دی ہے کہ ہم نے کوشش کرنی ہے کہ گزشتہ 60 سالوں میں پاکستان کے اندر کسی صوبے کو یہ حق حاصل نہیں تھا کہ وہ بین الاقوامی اداروں سے قرض لے، حکومت پاکستان لے سکتی تھی اور یہ گزشتہ تین سالوں میں جب انہوں نے یہ ترمیم کی اور پھر ہمارے صوبے کے ریونیو بجٹ کا یہ حال ہے کہ ہمارا صوبہ اس وقت 304 ارب کا مقروض ہے۔ یوں سمجھیں کہ ہمارے ٹوٹل بجٹ کا 70 فیصد ہم نے ابھی قرضہ واپس کرنا ہے جو بین الاقوامی اور ملکی اداروں کا ہے۔

جناب سپیکر! اس قوم کے ساتھ یہ عجیب مذاق ہے کہ جو لوگ اس صوبے کو یہاں پر چھوڑ کر گئے ہیں انہوں نے ہمارے صوبائی بجٹ کے ٹوٹل حجم کا 70 فیصد سے زیادہ قرضے کا ذکر کیا ہے۔ یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ یہ قرض ہم نے ایک سال میں ہی نہیں دینا بلکہ اس کی شرائط کئی سالوں تک

محیط ہیں۔ ہم اس کو اقساط کی صورت میں واپس کریں گے لیکن کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ پنجاب کے اندر پیدا ہونے والا ہر بچہ ایک خاص amount تک جو مرکز کی طرف سے ہے وہ اس کے علاوہ ہے، 304-ارب کا مقروض ہے۔ اس میں بہتری لانے کے لئے ہماری موجودہ حکومت نے یہ کیا ہے کہ قرضوں پر انحصار کم سے کم اس انداز میں کیا جائے کہ آنے والے چند سالوں تک انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ ہم قرضوں کی شرح اور مقدار کو کم کر کے شاید دس گنا بھی نیچے لے آئیں گے۔

جناب سپیکر! گزشتہ حکومت کا اس قوم کے ساتھ اس سے بڑا اور کیا مذاق ہو سکتا ہے کہ ایک کاشت کار جو 2/3 مربع کا مالک ہو اور وہ گندم خرید کر کھائے جو زراعت سے متعلقہ ضروریات ہیں وہ بھی اگر خرید کر کھائے تو گاؤں کے اندر ایسے کاشتکار کے لئے آپ کو پتا ہے کہ کیا لفظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ بد قسمتی دیکھئے کہ پچھلے سال 80 فیصد agro based ملک میں 25-ارب روپے کی گندم باہر سے import کر کے گزشتہ سال کمی کو پورا کیا ہے جس کی وجہ سے حکومت نے سپلیمنٹری بجٹ بڑھا کر ساڑھے 44-ارب تک بڑھایا۔ یہ وہ رقم ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ ساڑھے تین سو ارب روپے میں ہم اپنا سال پورا کریں گے اور انہوں نے ساڑھے 44-ارب روپے زائد خرچ کئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ agro based country اگر 44-ارب گندم اور چینی جیسے معاملات کو باہر سے لے کر پورا کرے تو یقین کریں کہ دل کو انتہا درجہ کا دکھ ہوتا ہے اور مجھے سب سے زیادہ تکلیف اس وقت ہوتی ہے جب واہگہ بارڈر پر ہمارے لاہور کی طرف سے لوگ ایسی چیز لیزر ٹائپ جدید مشینری انڈیا کو دے رہے ہوتے ہیں۔ جب ہم امرتسر کی طرف دیکھتے ہیں تو 70 ٹرک کھڑے ہوتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ ہمیں انڈیا سے پیاز منگوانا پڑتا ہے، ٹماٹر ہم انڈیا سے لے کر آ رہے ہوتے ہیں۔ 44-ارب روپے کے سپلیمنٹری بجٹ میں انہوں نے "متفرق" میں 2-ارب روپے لگائے اور پھر متفرق ڈیپارٹمنٹ کی طرف اس کو اڑھائی ارب روپے تک لے گئے۔ law and order کی پوزیشن یہ ہے کہ ہمارے ملک میں اللہ تعالیٰ کا اگر کسی پر انتہائی شفقت اور رحم ہو تو اس کی عزت اور مال محفوظ رہ سکتا ہے لیکن ہماری اس پولیس کی وجہ سے ہمارے صوبے میں رہنے والے کسی فرد کی عزت اور مال محفوظ نہیں اور انہوں نے 140 کروڑ اس میں بھی خرچ کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! جب ہم A.D.P کی طرف توجہ کرتے ہیں تو ہماری حکومت نے ایک ایسا vision دیا ہے کہ A.D.P میں زیادہ سے زیادہ رقم ایسے شعبوں میں خرچ کی جائے جس سے قوم کے لئے long term بہتری ہو۔ یہ خاص طور پر توجہ دینے والی بات ہے کہ ہم نے A.D.P میں

21۔ارب روپے سے education کو بڑھا کر 30۔ارب روپے پر لے گئے ہیں، ہم نے انڈسٹری کو تین گنا بڑھایا ہے، ہم زراعت میں بہتری لائے ہیں اور ہماری اس حکومت نے urban development میں تقریباً 50 فیصد بہتری لانے کے لئے A.D.P کو بہتر کیا ہے۔ ہمارے موجودہ بجٹ میں یوں تو بہت سی خوبیاں ہیں لیکن چند چیزوں کی طرف میں زیادہ توجہ دلاؤں گا۔ جاریہ آمدن کے اخراجات میں جو گزشتہ سال 315۔ارب تھے ہم نے اس میں 31۔ارب کی کمی کر دی ہے۔ مہنگائی کو اگر دیکھا جائے تو مہنگائی اتنی زیادہ بڑھ گئی ہے کہ گزشتہ سال اور آج میں اتنا فرق ہو گیا ہے کہ جو کام گزشتہ سال 31۔ارب روپے میں ہوتا تھا وہی کام اب 50 یا 52۔ارب روپے میں ہوتا ہے۔اس کا مطلب ہے کہ 31۔ارب جاریہ اخراجات میں سے جو ہم نے کم کیا ہے عملی طور پر ہم نے 50۔ارب روپے کی کمی کی ہے اور جب تک ملکی ادارے اچھے انداز میں کفایت شعاری کے ساتھ اپنے administration کے اخراجات کے اندر کمی نہیں کریں گے اس وقت تک میں یہ سمجھتا ہوں کہ غریب لوگوں کی جیبوں سے نکلنے والے ٹیکس کی utility بہتر انداز میں نہیں ہو سکتی۔ میں نے پہلے آپ کی توجہ زراعت کی طرف دلائی کہ agro based ملک اگر زرعی چیزیں باہر سے منگوائے تو یہ انتہائی افسوس ناک ہے اس میں ٹریکٹروں کی خریداری کے لئے ایک ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے کہ ایک لاکھ روپیہ فی ٹریکٹر کے حساب سے کاشتکاروں کو سبسڈی دی جائے گی۔ direct taxes اور indirect taxes کے تناسب کو ہم نے بہتر کیا اور taxes کو امیروں کی طرف شفٹ کر کے غریبوں کو اس میں ریلیف دیا ہے۔ ہم نے اپنی recovery of receipts کو بہتر کر کے قرضوں سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔کوئی بھی معاشرہ انصاف کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ججوں کی تنخواہوں کو تین گنا allowances کی شکل میں بڑھا کر میں سمجھتا ہوں کہ قوم کو عدل دینے کے لئے، جوڈیشری کی بہتری کے لئے ایک انتہائی احسن اقدام کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ جو ہمارے بجٹ میں دوسری بات لکھی ہوئی ہے اور ہم توقع کرتے ہیں کہ ہماری جوڈیشری، ہماری عدلیہ اپنی ماتحت عدلیہ کو بہتر کرنے کے لئے، corruption سے پاک کرنے کے لئے، nepotism سے پاک کرنے کے لئے اور اداروں کی working کو enhance کرنے کے لئے کوشش کریں گے اور اس کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ وہ لوگ جو عدلیہ کے نام پر دھبہ ہیں، عدلیہ سے ہم گزارش کرتے ہیں کہ ان لوگوں کو باہر نکالنے کی کوشش کرے۔

جناب سپیکر! A.D.P کا ایک بہت بڑا حسن یہ ہے کہ دنیا کے اندر جتنی بھی ایسی estates ہیں جنہوں نے انتہا درجہ کی speed کے ساتھ ترقی کی ہے کوئی ملک ایسا نہیں ہے جس نے صنعت کے بغیر ترقی کی ہو اور صنعت میں ہم نے A.D.P کو چار گنا اضافہ دے کر یہ کوشش کی ہے کہ آنے والی حکومت industrialization کے ذریعے سے قوم میں بہتری لانے کی کوشش کرے۔ ہم نے agriculture میں جو رقم رکھی ہے اس کی further bifurcation انتہائی قابل توجہ ہے کہ agriculture پر ہم نے A.D.P میں جو 3۔ارب روپے کی رقم رکھی ہے اس کا بیشتر حصہ ہم نے جاریہ اخراجات کے لئے نہیں رکھا اس کا بیشتر حصہ ہم نے research کے لئے رکھا ہے اور research scholars کی تنخواہیں allowances اور ان کی facilities بڑھانے کی کوشش کی ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ ایک Executive Authority کی جگہ پر بیٹھے ہوئے آفیسر کو زیادہ facilitate کیا جائے تو research کے معاملے میں اس کی بہتر کارکردگی کا کوئی مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ایک سائنسدان ایک ایسا بیج introduce کراتا ہے میں کاٹن کی مثال لیتا ہوں کہ جو virus free ہوتا ہے جس کی production کی ratio زیادہ ہوتی ہے تو یقیناً وہ ایک سائنسدان جو research میں کام کرتا ہے اس کا کسی بھی administrative wateriness کے ساتھ کسی قسم کا کوئی مقابلہ نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر! اس سے بڑی اس بجٹ کی اور کیا خوبصورتی ہو سکتی ہے کہ ہم نے نہ صرف میڈیکل اور professional اداروں میں self finance کو ختم کیا ہے بلکہ ایک قدم اور اضافہ کیا ہے کہ جو لوگ اپنی قابلیت کی بنیاد پر ان اداروں میں چلے جائیں گے اور اگر ان کے پاس تعلیم کے اخراجات نہیں ہیں تو صوبائی حکومت نے یہ وعدہ کیا ہے اس کے اندر کوئی رقم مخصوص نہیں کی کہ جتنے افراد بھی اپنی قابلیت کی بنیاد پر ان اداروں میں چلے جائیں گے ان کے تمام تعلیمی اخراجات صوبائی حکومت برداشت کرے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! 17۔ ارب روپے غریب مفلس اور نادار افراد کے لئے رکھے گئے ہیں جو لوگ اپنی economy کو بہتر نہیں کر سکے ان کی ترقی اور بہتری کے لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ 8 کروڑ عوام کے لئے یہ بہت بڑی رقم ہے لیکن یہ رقم میں سمجھتا ہوں کہ عارضی طور پر ہونی چاہیے کہ ملک کے ادارے اتنے مضبوط ہونے چاہئیں کہ ملک کا کوئی بھی فرد جو ترقی کرنا اور روزگار کمانا چاہے تو اس کو اتنے روزگار کے مواقع مہیا ہونے چاہئیں کہ اس کو زکوٰۃ و عشر یا بیت المال سے روپیہ یا رقم لینے کی ضرورت پیش نہ

آئے۔ ہمارے بجٹ کا حجم گزشتہ سال کے بجٹ سے 9 فیصد سے زائد ہے۔ یہ بات میں پہلے کر چکا ہوں کہ recovery میں betterment کے ذریعے ہم نے پورا کرنے کی کوشش کی ہے اور ہم نے یہ tax free budget پیش کیا ہے اس انداز سے کہ luxury پر ہم نے duty ضرور لگائی ہے لیکن کوئی ایسا نیا ٹیکس نہیں لگایا جس سے غریب عوام یا متوسط طبقہ متاثر ہو۔ luxuries پر ٹیکس لگانے سے یقیناً عوام کی economic betterment کے اندر کوئی نقصان نہیں ہوتا اس لحاظ سے ہم اس بجٹ کو tax free budget بھی کہہ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم نے سبسڈی کی مد میں 17۔ ارب روپے دیئے ہیں۔ یہ سبسڈی اشیائے خوردونوش، غربت میں کمی اور ایسے ضرورت مند بیماروں کے لئے ہے جو اپنے علاج معالجے کے لئے رقم مہیا نہیں کر سکتے۔ اس بجٹ کی اور خوبصورتی دیکھیں کہ غریبوں کے قرضے جو چھوٹی مقدار میں ہوتے ہیں، وہ لوگ جو واقعتاً ادا نہیں کر سکتے ان کے قرضوں کی معافی کا اعلان کیا گیا ہے۔ جب ہم کم قیمت والے گھروں کی بات کرتے ہیں تو یقین کریں کہ دل کو انتہائی خوشی ہوتی ہے کہ ہمارا پروگرام ہے کہ ایسے لوگوں کو گھر مہیا کئے جائیں جنھیں گھروں کی انتہائی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! سبزیوں کی کاشت کے لئے جو لیز پر زمین دینے کی بات کی گئی ہے یہ ایک بہت بہتر قدم ہو گا۔ اگر ہم سبزیوں کی کاشت بڑھا کر اپنے عرب ممالک کو ایکسپورٹ کریں وہ ہماری ایک بہت بڑی مارکیٹ ہے۔ بڑے شہروں کے اندر سکولوں کے لئے ایک ہزار ایئر کنڈیشنڈ بسوں کے حصول کا جو اعلان کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی public at large کے فائدے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

جناب والا! کڈنی کے مسائل کے لئے 54 کروڑ کی رقم رکھ کر ایسے نادار مریضوں کے لئے بہت زیادہ فائدے کی بات کی گئی ہے۔ vision اور بصیرت اس بات کو کہتے ہیں کہ آنے والے وقت میں اپنے مسائل کا تعین کر سکے اور مسائل کو بہتری کی طرف لانے کے لئے اس کے اندر کوئی تبدیلی لائے۔ ویسے تو مرکزی حکومت بجلی کی پیداوار کی ذمہ دار ہے لیکن ہم نے یہ طے کیا ہے کہ پنجاب میں 350 میگاواٹ بجلی پیدا کی جائے گی۔

جناب سپیکر! پولیس کو incentive دیئے جائیں گے لیکن یہ incentive ان کی performance based ہوں گے یعنی جو پولیس آفیسرز اور تھانے performance wise بہتر ہوں گے انھیں یہاں incentives دیئے جائیں گے۔ میں وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب

کو کچھ تجاویز دینا چاہتا ہوں کہ آپ نے جتنی باتیں کر دی ہیں اگر ان پر عمل درآمد نہ ہو سکا یا نسبتاً کم ہوا تو یقین کیجئے کہ ان باتوں میں سے کسی بات کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا- علامہ اقبال رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ:

یا مردہ ہے یا نزع کی حالت میں گرفتار
جو فلسفہ لکھا نہ جائے خون جگر سے

وزیر خزانہ صاحب! اگر آپ ان تمام چیزوں کو اپنے خون جگر سے نہیں لکھیں گے تو یقین کیجئے کہ پنجاب کے 8 کروڑ عوام کو کبھی بھی کوئی فائدہ نہیں ہو گا- ان تمام چیزوں کے باوجود چند ایسی چیزیں ہیں جن میں بہتری کی گنجائش ہے- لہذا مجھے حق پہنچتا ہے کہ میں اپنی حکومت کے بجٹ پر ان تمام چیزوں پر ضرور توجہ دلاؤں کہ ان میں اضافہ تو ضرور کیا گیا ہے لیکن ہم جو توقع کر رہے تھے اس کے حساب سے نہیں کیا گیا- آبپاشی کا A.D.P گزشتہ سال کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر بڑھایا گیا ہے- میں سمجھتا ہوں کہ زراعت کو بھی ہماری ڈیمانڈ اور ضرورت سے کم رقم دی گئی ہے-

جناب والا! ٹریکٹروں پر سبسڈی کے لئے جو ایک ارب روپے کی حد لگا دی گئی ہے یہ بھی مناسب نہیں ہے- میں سمجھتا ہوں کہ جس صوبے کا 80 فیصد سے زیادہ انحصار زراعت پر ہو یہ رقم اس کے لئے بہت تھوڑی ہے- میں اپنی بات کو اپنے صوبہ کے کاشتکاروں کی بد حالی، اپنے صوبہ کے کاشتکاروں کی محرومی اور اپنے صوبہ کے کاشتکاروں کے مسائل کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اس بات پر ختم کرتا ہوں کہ احمد ندیم قاسمی نے کسی ایک دیہات کے کاشتکار کی صورتحال کو صحیح انداز میں پیش کیا ہے اور میں محسوس کرتا ہوں کہ اس نے میرے جذبات کی ترجمانی کی ہے اور فرماتے ہیں کہ:

تیری نظروں میں تو دیہات ہیں فردوس مگر
میں نے فردوس میں اجڑے ہوئے گھر دیکھے ہیں
تو جنہیں رستم سہراب کہا کرتا ہے
وہ جگہ میں نے یہاں خاک بسر دیکھے ہیں
میں سمجھتا ہوں مہاجن کے تجوری کے راز
میں نے دہقاں کی محنت کے ثمر دیکھے ہیں

سرخ خوشوں میں مجھے زہر نظر آیا ہے
میں نے دہقاں کی محنت کے ثمر دیکھے ہیں
شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ فوزیہ بہرام : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحاریک استحقاق کا وقت گزر گیا ہے اور آپ کی تحریک استحقاق pendingکر دی گئی ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر!میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،فرمائیں!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر!میں کل چھٹی پر تھی-جب میں نے تحریک استحقاق پیش کی تھی اس وقت وزیر قانون نے کہا تھا کہ مجھے تین دن دے دیں۔

And I will decide in chamber. I went to his chamber. I supported it in his Chamber and he decided to give it to the Privilege Committee. After that, I think he should give a statement that it is handed over to the Privilege Committee for finalization. Why keep it pending?

جناب قائم مقام سپیکر: اسمبلی کے قواعد وضوابط کے مطابق ابھی یہ تحریک استحقاق ایوان میں پیش کی گئی ہے میں نے متعلقہ وزیر کو بھی بتا دیا ہے اور ابھی یہ تحریک استحقاق pendingکر دی گئی ہے جب دوبارہ پیش ہو گی تو اس وقت دیکھ لیں گے۔ اب چودھری اویس قاسم خان بات کریں گے۔ چودھری اویس قاسم خان موجود نہیں ہیں۔اگلے مقرر رانا مبشر اقبال!

جناب کرم الٰہی بندیال:پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر!ابھی آبیانے کے حوالے سے ایوان میں بات ہوئی تھی میں اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ زمیندار پر جو فلیٹ ریٹ لگا ہے یہ اس کا ایک معاشی قتل ہے-پہلے قانون بھی یہ تھا اور روایت بھی یہ تھی کہ جس نے کوئی رقبہ کاشت کیا ہے اسے آبیانہ لگتا تھا لیکن پچھلی گورنمنٹ نے یہ کر دیا ہے کہ جس موگھے یا جس چک بندی میں جتنا رقبہ آتا ہے اس پر آبیانہ لگ گیا ہے-یہ ہمارے چار پانچ اضلاع کے ساتھ بہت زیادتی ہے-انشاء اللہ پورے ہاؤس میں بھی بات ہو گی اور ایوان میں جتنے زمیندار بیٹھے ہیں ان سے بھی گزارش ہے کہ جہاں پانی نہیں پہنچتا

وہاں آبیانہ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اس میں کچھ سیم زدہ رقبے ہیں بلکہ اگر آپ اس کا سروے کروائیں تو قبرستان بھی ٹیکس کی زد میں آ گئے ہیں لہذا میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ ---

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جیسے میرے بھائی نے کہا اگر آپ مجھے دو منٹ ٹائم دے دیں تو۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے ان کو بات مکمل کرنے دیں پھر میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

جناب کرم الہیٰ بندیال: جناب سپیکر! اس کے بعد بات ہوئی کہ صنعتیں لگائی جائیں لیکن میری گزارش ہے کہ جو لگ چکی ہیں ان کا حال دیکھیں کہ اس دفعہ گنے کے ساتھ کیا حشر ہوا ہے؟ اگر آپ صرف خوشاب کا چیک کروائیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ گنا کتنا گیا ہے اور لوگوں کو payment کتنی ہوئی ہے۔ 50۔ فیصد تو گنے سے کٹوتی کی گئی ہے لیکن اس کے باوجود آج تک کسانوں کو payment بھی نہیں ملی۔ صنعتیں ضرور لگیں لیکن صنعت کار کو بھی اس بات کا احساس ہونا چاہیے۔ آپ یقین کریں کہ اس بار پانچ سے پچاس ایکڑ تک گنا جلایا گیا ہے لیکن مل مالکان نے نہیں لیا۔ صنعتیں تو لگ جائیں گی لیکن اس میں کسان کا کیا حال ہو گا؟ لہذا میں استدعا کروں گا کہ اس پر notice لیا جائے، زمیندار کی payment بھی دلائی جائے اور آئندہ ان چیزوں پر ضرور action لینا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بجٹ پر جو بحث ہو رہی ہے اور اس میں جو ممبران نام لکھوا رہے ہیں یا اس بحث میں حصہ لے رہے ہیں وزیر خزانہ اور باقی وزرا اسی لئے یہاں پر بیٹھے ہیں کہ وہ آپ کی تجاویز کو دیکھیں۔ لہذا جب آپ کی باری آئے گی تو آپ اس پر پوری بات کریں اور وہ notice لیں گے اور اس کے مطابق آپ کو inform کریں گے اور آپ کی تجاویز پر بھی عمل ہو گا۔ نولاٹیا صاحب! آپ بات کر چکے ہیں اب میں میاں محمد رفیق کو floor دیتا ہوں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے تھوڑی سی بات کرنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: لیکن آپ ایک منٹ سے زیادہ ٹائم نہیں لیں گے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! معزز ممبر نے جس بات کی طرف توجہ دلائی ہے۔ گزشتہ حکومت نے یہ فلیٹ ریٹ لگایا تھا کہ جتنی کسی کی ملکیت ہے وہ اس پر آبیانہ دے گا۔ اس سے پہلے یہ تھا کہ جو فرد جتنا کاشت کرے گا اور جو کاشت کرے گا اس پر آبیانہ دے گا۔ اس کا اپر پنجاب کو یہ فائدہ ہوا کہ وہاں پر کوئی زمین بنجر نہیں ہے بلکہ ساری آباد ہے ان کا آبیانہ تو تین سو روپے سے کم ہو کر پچاسی روپے رہ گیا لیکن جنوبی پنجاب جس میں اگر کسی کا تین مربع رقبہ ہے جس میں سے وہ صرف دس ایکڑ کاشت کرتا ہے باقی سارا sandy area ہے لیکن اس فلیٹ ریٹ کی وجہ سے اسے 75 ایکڑ کا آبیانہ دینا پڑتا ہے حالانکہ وہ دس ایکڑ کاشت کر رہا ہے۔

جناب والا! گزشتہ حکومت کے دور میں آپ بھی ہمارے ساتھ ممبر تھے اس وقت ایک کمیٹی بنی تھی اور اس کمیٹی میں تھل کینال کے کاشتکاروں کو due to sandy area بنجر ہونے کی وجہ سے اسے چھوٹ دی گئی تھی لیکن نگران حکومت نے وہ چھوٹ واپس لے لی ہے۔ ہمارا issue یہ ہے کہ ایک شخص دس ایکڑ کاشت کرتا ہے لیکن وہ آبیانہ 90 ایکڑ کا دیتا ہے چونکہ آبیانے کو کاشت اور فصل کی بجائے ملکیت پر لگا دیا گیا ہے۔ یہ چھوٹ نگران حکومت نے واپس لے لی ہے۔ ہماری گزارش ہے کہ آپ ایک کمیٹی frame کر دیں۔ وزیر زراعت اس کو chair کریں اور ہماری بات سنیں کہ ہم کہنا کیا چاہتے ہیں؟ ہمارا معاملہ وہ ہے کہ flat rate خاص طور پر ایسے علاقوں میں جہاں پر غیر آباد علاقہ زیادہ ہے ملکیت پر لگنے سے تھوڑا رقبہ کاشت کر کے تین چار مربعوں کا ہمیں آبیانہ دینا پڑتا ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ میری بات سن لیں۔ اس طرح بار بار پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے سے یہاں پر ان دوستوں کی حق تلفی ہوتی ہے جن کا نام اس فہرست کے اندر موجود ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کمیٹی کے بارے میں فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ وزیر زراعت صاحب سے ان کے چیمبر میں ملیں۔ آپس میں مشاورت سے کچھ طے کر لیں اگر وزیر زراعت صاحب ضرورت محسوس کریں گے تو پھر ہم ہاؤس میں کمیٹی تشکیل دیں گے لیکن پہلے آپ ان سے بات کر لیں۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ please آدھے منٹ میں اپنی بات مکمل کر لیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! احسان الحق احسن نولاٹیا صاحب نے جو بات فرمائی ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ آبیانہ کے flat rate کا جو فیصلہ ہوا وہ صحیح نہیں تھا۔ 350 روپے سے 85 روپے ہو گیا اور ہمارا جو 35 روپے آبیانہ ہوتا تھا وہ 85 روپے تک پہنچ گیا۔ اس حوالے سے میں نے ایک قرار داد دی ہوئی ہے۔ پچھلی دفعہ جو کمیٹی frame کی گئی تھی میں اس کا ممبر تھا۔ انھوں نے تین سال کے لئے فیصلہ کیا تھا۔ ہمارے تھل circle کے ساتھ انتہائی زیادتی ہو رہی ہے۔ لوگوں سے وہاں پر 80/80 ایکڑ کا ناجائز آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے۔ وہاں پر 10 ایکڑ irrigate ہوتے ہیں جبکہ 80 ایکڑ کا آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے۔ یہ قرار داد آ رہی ہے اور انشاء اللہ ہم اس پر بات کریں گے اور اسے ٹھیک کروائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں صرف ایک منٹ میں اپنی بات ختم کروں گا۔ میں آج آپ کو پہلے دن اجلاس کی صدارت کرتے دیکھ رہا ہوں اور مجھے انتہائی خوشی ہو رہی ہے کہ جس political process سے گزر کر ہم یہاں تک پہنچے ہیں، جس طرح آپ نے political struggle کی ہے اور آج آپ یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ میں اس حوالے سے اپنے جذبات آپ کو convey کرنا چاہتا تھا۔ مجھے انتہائی خوشی ہو رہی ہے اور میں آپ کی نذر یہ شعر کرتا ہوں کہ:

تیرا خاور درخشاں رہے تا ابد سلامت
تیری صبح نور افشاں کبھی شام تک نہ پہنچے

بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! 20 کلو وزنی بجٹ کی کتابیں پڑھنا دو دن میں ممکن نہیں تھا۔ آپ کے اعلان کے مطابق میں نے اپنا نام Monday کے لئے لکھ کر دیا ہوا ہے تاکہ میں ان 20 کلو وزنی کتابوں کو پڑھ لوں اور with reference to context بات کر سکوں اس لئے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ چونکہ میں نے اپنا نام Monday کے لئے بحث میں حصہ لینا کے لئے دیا ہوا ہے اس لئے مجھے Monday کو ہی موقع دیا جائے۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں بھی آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور مجھے انتہائی خوشی ہو رہی ہے کہ آپ اس مقدس chair پر موجود ہیں۔ کل شہید جمہوریت محترمہ بے نظیر بھٹو کی سالگرہ ہے اور پاکستان پیپلز پارٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کل پاکستان پیپلز پارٹی کا ہر کارکن محترمہ کے ساتھ تجدید عہد کے لئے اور ان کے مشن کو جاری رکھنے کے لئے اپنے خون کا عطیہ دے گا۔ محترمہ بے نظیر بھٹو نے اس ملک، اس ملک کے عوام اور جمہوریت کے لئے اپنے خون کا نذرانہ دیا ہے۔ آج جو ہم اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہیں یہ محترمہ بے نظیر بھٹو کی وجہ سے ہی بیٹھے ہوئے ہیں۔ انھوں نے اپنی جان کی قربانی دے کر ہمیں اس اسمبلی تک پہنچایا ہے اور آپ کو اس کرسی تک پہنچایا ہے۔ ہم سب کارکن کل ان کی سالگرہ کے موقع پر ان کو خراج تحسین پیش کریں گے اور پاکستان پیپلز پارٹی کے تمام کارکن خون کا عطیہ دیں گے۔ ہمارا پوری قوم اور پنجاب کے عوام سے یہ وعدہ ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اپنی شہید محترمہ کے مشن پر چلتے ہوئے اس صوبے کی خدمت کریں گے۔ بہت مہربانی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! راجہ صاحب نے ابھی بات کی ہے تو میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی طرف سے محترمہ شہید کی سالگرہ پر انھیں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ یقیناً اس میں شک کی ذرا گنجائش نہیں ہے کہ محترمہ نے اپنا خون دے کر جمہوریت کے اس پودے کو پروان چڑھایا ہے۔ اس سے اگر تھوڑا پیچھے چلے جائیں تو میرے قائد میاں محمد نواز شریف، شہباز پاکستان اور ان کے پورے خاندان کی قربانی بھی جمہوریت کے اس سفر میں ہمارے ساتھ رہی ہے۔ قائد محترم سے لے کر ان کے والد محترم اور ان کے شیر خوار بچوں تک نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے قائد کے والد محترم میاں محمد شریف ؒ کی جس طرح سعودی عرب میں وفات ہوئی، موت و زندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے لیکن جس طرح اپنے ملک اور گھر بار کو چھوڑ کر ان کی وفات ہوئی ہے تو میں اس پر کہتا ہوں کہ:

ہمارا خوں بھی شامل ہے تزئین گلستاں میں
ہمیں بھی یاد کر لینا چمن میں جب بہار آئے

جناب سپیکر! آج اس موقع پر شہید محترمہ کی شہادت سے میں ذرا پیچھے جانا چاہتا ہوں۔ پاکستانی قوم کے ایک لیڈر جن کا نام شہید ذوالفقار علی بھٹو ہے انھوں نے پاکستانی قوم کو یقیناً دنیا کی صفحہ اول کی قوموں میں شامل کرنے کے لئے جدوجہد کی پھر ان کے خلاف ایک عالمی کافرانہ نظام کی سازش ہوئی۔ وہی سازش میرے قائد محمد نواز شریف کے خلاف بھی ہوئی اور وہ سازش کرنے والا پرویز مشرف تھا۔ اسی طرح کی ایک سازش شہید بھٹو کے خلاف ہوئی تھی اور اس سازش میں ضیاء الحق شامل تھا۔

آوازیں: شیم، شیم۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): آج محترمہ کی سالگرہ کے موقع پر بطور وزیر جیل میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے جتنے heroes جیلوں میں رہ چکے ہیں تو ان کی بیرکوں کو ان کے نام سے منسوب کرنا چاہیے۔ اگر ہماری سڑکیں اور محلے کسی کے نام منسوب ہو سکتے ہیں تو میں آج اسمبلی کے اندر کھڑا ہو کر بطور وزیر جیل شہید بھٹو کی اس بیرک کو جس کے اندر انھوں نے اپنے آخری دن گزارے "شہید بھٹو" کے نام سے منسوب کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔ شہید بھٹو کی اس بیرک میں انشاء اللہ ہم لائبریری بنائیں گے اور میں خود اس کا افتتاح کروں گا۔ اسی طرح میرے قائد میاں محمد نواز شریف لانڈھی جیل میں جس بیرک کے اندر رہے میں چاہوں گا کہ اس بیرک کو بھی قائد محترم میاں محمد نواز شریف کے نام سے منسوب کیا جائے۔ میں حکومت سندھ سے درخواست کروں گا کہ وہ جلد از جلد اس کا بندوبست کریں کہ ہم وہاں پر جا کر باقاعدہ طور پر تختی لگائیں۔ برصغیر کے اندر جن لوگوں نے انگریز کے خلاف fight کی ہے چاہے وہ بھگت سنگھ ہی کیوں نہ ہو میں سمجھتا ہوں کہ بھگت سنگھ بھی ہمارا ہیرو ہے۔ کیمپ جیل میں بھگت سنگھ جس بیرک میں بند رہا تھا میں اس بیرک کو بھگت سنگھ کے نام سے منسوب کرتا ہوں۔ بہت شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! جیسے وزیر جیل خانہ جات نے بڑی اچھی تجویز دی ہے اور انہوں نے بیرک کا نام بھی بھٹو شہید کے نام پر رکھنے کا اعلان کیا ہے اور لائبریری بنانے کا بھی اعلان کیا ہے۔ آخر میں انہوں نے بھگت سنگھ کے حوالے سے بھی بات کی ہے تو میں یہ کہوں گا کہ بھگت سنگھ بھی شہید ہے اور اس کی یادگار پنجاب اسمبلی میں ہونی چاہیے کیونکہ انہوں نے یہیں پر سامراجی قوتوں کے خلاف جہاد کیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس سلسلے میں اتنی بات کروں گا کہ محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی سالگرہ کے حوالے سے یہاں پر سینئر منسٹر نے جو بات کی ہے اور ان کی پارٹی نے جو blood donation کا فیصلہ کیا ہے۔ ہم بھی gesture show کرنا چاہتے ہیں لہذا کل پنجاب اسمبلی کی ڈسپنسری میں blood donation کے لئے کیمپ لگائیں گے جو ممبران blood donate کرنا چاہیں وہ وہاں پر آ سکتے ہیں اور blood donate کر سکتے ہیں۔ اسی طرح میں چودھری غفور صاحب سے بھی کہوں گا کہ یہ بالکل صحیح بات ہے ہمیں آزادی کے ہیروز کو یاد رکھنا چاہیے۔ جہاں پر بھگت سنگھ کی بات کی گئی ہے وہاں پر غازی علم الدین شہید کی بات بھی ہونی چاہیے اور میانوالی میں جوان کی بیرک ہے اس کو بھی ان کے نام سے منسوب کرنا چاہیے۔ آپ اس سلسلے میں کوئی کمیٹی بنالیں جو ان تمام معاملات کو دیکھے۔ اب ہم بجٹ پر عام بحث شروع کرتے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب والا! میں یہ بتانا بھول گیا تھا کہ اور کچھ وقت کی کمی کی وجہ سے اپنی بات کو مختصر کر دیا۔ ہم نے یہ فیصلہ بھی کیا تھا کہ میانوالی جیل کے اندر جہاں پر غازی علم دین شہید کو پھانسی چڑھایا گیا غازی صاحب کی اس بیرک کو بھی ہم غازی علم دین شہید کے نام سے منسوب کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب والا! میں آپ کا نہایت مشکور ہوں کہ آپ نے فیصلہ کیا کہ پنجاب اسمبلی کی ڈسپنسری میں معزز اراکین اسمبلی خون کا عطیہ دے سکیں گے لیکن میری آپ سے یہ بھی گزارش ہے کہ آپ مہربانی فرما کر پنجاب اسمبلی کی طرف سے کل ایک باہر کیمپ لگوادیں کیونکہ مختلف ٹی۔ وی چینلز والے بھی آئے ہوں گے اور ان کے کیمرے اندر تو آ نہیں سکیں گے۔ باہر کوئی انتظام کروادیں اس طرح proper coverage بھی ہو سکے گی۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جو کیمپ ہم نے جرنلسٹوں کے لئے لگایا ہوا ہے وہیں پر ہم blood donation کے لئے ڈسپنسری کا انتظام کر دیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! رانا مشہود احمد خان صاحب یقیناً آپ کو یہاں پر بیٹھے دیکھ کر ہر انسان خوش ہے کہ آپ قابل بھی ہیں اور اس لائق بھی تھے۔ شعر عرض ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

فرشتے تیرے حساب میرا
سن کے روئے جواب میرا
مجھے بھی شاہی قبا پہناؤ
کہ کج کلاہی تھا خواب میرا
اماوس راتوں میں باتیں اس کی
ہیں چاند راتیں عذاب میرا
خشک پتوں کی سرسراہٹ
یہی پہ ٹوٹا تھا خواب میرا

جناب والا! میں آج یہاں یہ دیکھنے آئی تھی کہ یہاں پر کیا تقاریر ہو رہی ہیں اور یہاں پر خراج عقیدت کا جو ایک سلسلہ شروع ہے۔ بے شک ان تمام اصحاب کی ہم بھی بہت عزت کرتے ہیں اور بے شک وہ اپنے جذبوں میں سچے تھے اور ان کی قربانیاں بھی تھیں لیکن یہ باتیں تو الحمرا ہال میں ہو چکی تھیں یہاں پر عوام کے بجٹ کی بات ہوتی تو دل زیادہ خوش رہتا۔ یہی میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ ان چیزوں کو بھی آپ نے ایک اچھے forum پر take up کیا ہے اب بجٹ کی طرف بھی آئیں اور کچھ غریبوں کی بات بھی کر لیں، کچھ روٹی کا ریٹ بھی کم کر لیں اور بجلی کو بھی دیکھ لیں۔ میں نے یہ دیکھا ہے کہ بجٹ میں تین سو فیصد ججوں کی تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں اور جبکہ عام لوگوں کی صرف بیس فیصد۔ ججوں کی جو آپ نے تین گنا تنخواہیں بڑھائی ہیں دل یہ سوچتا ہے اور اس بات پر روتا ہے کہ آپ ان کو کس چیز کا انعام دے رہے ہیں۔ تین سو فیصد ججوں کے لئے اور صرف بیس فیصد عوام کے لئے۔ یہی میری باتیں ہیں میں نے تو سوچا تھا کہ یہاں پر بڑا انصاف ہو رہا ہو گا لیکن یہاں پر جب قصیدوں اور گیتوں سے فرصت ہو جائے تو بجٹ پر بھی بات کر والیجئے گا۔ شکریہ

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): نالے چور نالے چتر۔

جناب قائم مقام سپیکر: سب سے پہلے میں اپنے معزز ممبران سے یہ گزارش کروں گا کہ دیکھیں یہ ایک جمہوری عمل کے نتیجے میں تشکیل پانے والا ہاؤس ہے یہاں پر سب کو بات کرنے کا حق ہے اور ہم میں بات سننے کا حوصلہ بھی ہونا چاہیے۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ اپوزیشن اس معزز ایوان میں آ کر بیٹھے اور اپنی مفید تجاویز بجٹ پر دے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! مجھے اس پر بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کی باری آنے والی ہے اس وقت آپ اپنی بات کر لیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! دیکھ لیں وہ اب ایوان سے باہر جا رہی ہیں (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: ایوان کے decorum کا خیال رکھیں ۔ اب عظمیٰ بخاری صاحبہ! بات کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ابھی میری بہن بہت جلدی میں آئیں اور جلدی میں چلی گئیں ان کو یہ بھی خیال آیا کہ ہم ہاؤس کے اندر ٹائم ضائع کر رہے ہیں اور جن کو خراج تحسین پیش کر رہے ہیں وہ شاید غلط کر رہے ہیں تو آج یہ بنارسی ٹھگ ٹینٹ لگا کر بیٹھے ہیں جہاں پر کولر بھی چلتے ہیں جہاں cold drinks بھی موجود ہوتی ہیں جناب! یہ تو احتجاج کو بھی بدنام کر رہے ہیں اور جن کو ہم خراج تحسین پیش کر رہے ہیں محترمہ بے نظیر بھٹو جس کا ہم نام لے رہے ہیں اور ان کی وجہ سے آج سب لوگ اس ایوان میں بیٹھے ہیں۔ اگر ان کی شہادت ان کا خون اس ایوان میں اور جمہوریت کے اندر نہ ہوتا اگر جمہوریت کے اس پودے کو بے نظیر بھٹو کا خون نہ ملتا تو آج یہ آمر کے ساتھ ہی بیٹھی ہوتیں۔ کل تک جو لوگ ان کو پروان چڑھا رہے تھے آج خود یہ ان کو پہچاننے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔ یہ تو وہ لوگ ہیں جو اپنوں کا سایہ بھی چھوڑ دیتے ہیں اور یہ محترمہ بات کر رہی ہیں کہ وہ ایک تماشا دیکھنے آئی تھیں اور یہ ہمیشہ سے تماشا کرتے رہے ہیں اور جس مقام پر آج پنجاب پہنچا ہوا ہے وہ انہی کی مہربانیاں ہیں۔ آج جب میں بجٹ پر بات کروں گی تو میں ان کو بتاؤں گی کہ پچھلے پانچ سال کے اندر پنجاب کے عوام کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے اور آج اگر لوگوں کو روٹی نہیں مل رہی تو یہ پرویز الٰہی کا کارنامہ ہے۔ آج اگر بجلی نہیں مل رہی تو پرویز الٰہی کا کارنامہ ہے اور آج اگر عورتیں بد حالی کا شکار ہیں تو وہ بھی پرویز الٰہی کا کارنامہ ہے۔ اس کارنامے کو یاد کرتے ہوئے اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے اور پھر بات کرنی چاہیے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ عارفہ خالد!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب والا! ایک شعر ان کے جواب میں عرض ہے۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب ہاؤس کی کارروائی کو آگے بڑھانا چاہیے۔ جی، لنگڑیال صاحب!

ملک نوشیر خان لنگڑیال: جناب والا! بہت ہی اچھا ہوتا اگر ہماری معزز خاتون رکن یہاں پر تشریف رکھتیں۔ میرے خیال میں ان کی ڈیوٹی صرف یہی تھی کہ انہوں نے دو منٹ کے لئے ایوان میں جانا ہے اور یہ باتیں کر کے چلے جانا ہے۔ میں چونکہ ایک وکیل ہوں اور ایک وکیل کی حیثیت سے یہ بات کر رہا ہوں کہ ہم نے اس مقدس ایوان میں معزز اراکین کے ساتھ سلوک ہوتا ہوا بھی دیکھا ہے اور وکلاء کے ساتھ بھی جو انہوں نے سلوک کیا اور عام لوگوں کے ساتھ بھی انہوں نے جو سلوک کیا ہم نے وہ دور بھی دیکھا ہے اور یہ انہی کا دور تھا۔ جس دور کی یہ نشاندہی کر رہی ہیں۔ انہی کا دور تھا جب بجلی بند تھی، آٹا نہیں مل رہا تھا، گیس بند تھی اگر کوئی کام شروع تھا تو وہ رنگ روڈ پر ہو رہا تھا جہاں انہوں نے ساری زمینیں خریدی ہوئی تھیں۔ اس بحران کے پیدا کردہ یہ لوگ ہیں۔ میں جب اپنے بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کو غور سے دیکھتا ہوں تو ان کی روح تڑپ تڑپ کر ہم سے سوال کر رہی ہے کہ کیا یہ ملک ہم نے اس لئے حاصل کیا تھا کہ یہاں پر ایسے لوگ مسلط ہو جائیں اور میں آپ کی وساطت سے ان کو مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ خدارا! یہ اپنی مسلم لیگ کا نام قائداعظم کی بجائے مونس لیگ رکھ لیں، پرویز لیگ رکھ لیں، شجاعت لیگ رکھ لیں لیکن ہمارے قائد بانی پاکستان کو بدنام نہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب بجٹ پر بحث کی کارروائی کو آگے بڑھاتے ہوئے۔ محترمہ نرگس پروین اعوان صاحبہ کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! آپ مجھے صرف ایک منٹ کے لئے بات کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: یہاں پر ہیروز کی بات ہوئی میں نے جانا گویا یہ بھی میرے دل میں ہے میرے دل کی بات ہوئی لیکن مجھے افسوس ہے کہ آزادی تحریر و تقریر، سیاسی و معاشی غلامی سے آزادی دلانے کے لئے ان کارکنوں کو جنہوں نے جیلیں، کوڑے اور پھانسیاں برداشت کیں۔ ان کو بھی میں خراج

تحسین اور خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ یہ بھی مطالبہ کرتا ہوں کہ ان کی بھی کوئی یادگار تعمیر ہونی چاہیے۔ بہت شکریہ

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب والا! ابھی ہماری محترمہ یہاں پر تشریف لائی تھیں جو غریبوں کی ہمدردی کر رہی تھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بیٹھ جائیں پلیز۔ اب اس موضوع پر بات نہیں ہوگی۔ اس وقت محترمہ نرگس پروین اعوان صاحبہ ہاؤس میں موجود ہیں؟۔۔۔ چودھری طارق محمود باجوہ صاحب؟۔۔۔ سردار محمد حسین ڈوگر؟۔۔۔ جناب جوئیل عامر سہوترا صاحب!

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ 09-2008 پر اظہار خیال کا موقع دیا ہے۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو اس بات کے لئے خصوصی مبارکباد پیش کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے اس سال صوبہ پنجاب کو ایک حقیقی، عوامی اور فلاحی بجٹ دیا ہے اور اس کے ساتھ میں وزیر خزانہ جناب اشرف کائرہ اور کیبنٹ کو مبارکباد دینا چاہوں گا کہ جنہوں نے ان گنت مسائل اور محدود وسائل میں اپنی شبانہ روز محنت کے ساتھ صوبہ پنجاب کے عوام کو ایک خوبصورت بجٹ دیا ہے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ کی سب سے نمایاں بات میں نے محسوس کی کہ یہ بجٹ بیوروکریسی کا بنایا ہوا نہیں ہے۔ یہ بجٹ زمینی حقائق اور محدود وسائل کو دیکھ کر بنایا گیا ہے جو عوام کی منتخب کیبنٹ نے بنایا ہے۔ (قطع کلامیاں)

MR. ACTING SPEAKER: Silence in the House.

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ منتخب نمائندے عوامی مسائل سے آگاہی رکھتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ عوامی مسائل کیا ہیں، کس طرح ان کا حل نکالا جا سکتا ہے؟ اس بات کے لئے میں خصوصی طور پر میاں محمد شہباز شریف اور کیبنٹ کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ صوبہ میاں محمد شہباز شریف کے پہلے دور حکومت کو بھی جانتا ہے کہ انہوں نے اس وقت بھی بہت محدود وسائل رکھتے ہوئے کس طرح اس صوبہ کو بھرپور ترقی کے مواقع دیئے اور کس طرح میاں محمد شہباز شریف نے اپنے پہلے دور حکومت میں لینڈ مافیا کا خاتمہ کیا۔ انہوں نے بوٹی مافیا کو ختم کیا اور اس صوبہ کے عوام نے واضح طور پر محسوس کیا کہ خاص طور پر بیوروکریسی کے رویے کے حوالے سے میاں شہباز شریف صاحب نے ایک اچھے منتظم ہونے کا ثبوت دیا تھا۔ آج صوبہ پنجاب کی عوام کو

میاں محمد شہباز شریف سے بطور وزیر اعلیٰ وہی امیدیں وابستہ ہیں اور آج عوام انہیں دیکھ رہی ہے کہ جس طرح انہوں نے پہلے اس صوبہ کی خدمت بہتر اور اچھے انداز سے کی اور ہمیں امید ہے کہ اس tenure میں بھی وہ اس صوبہ کو اچھے انداز میں لے کر چلیں گے اور اس صوبہ کو ترقی کی نئی راہوں پر لے کر چلیں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ میرا تعلق minority community سے ہے اور کل یہاں پر خصوصی طور پر minorities کے حوالے سے 3/2 باتوں کا ذکر کیا گیا۔ انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ بات کہنا پڑتی ہے، میں بھی آپ کی وساطت سے اس ایوان میں بجٹ سے ہٹ کر ایک دو باتیں عرض کرنا چاہوں گا اور آپ اس بات کے گواہ ہیں کہ پچھلے tenure میں بھی ہم نے اس floor پر جب بھی بات کی بد قسمتی سے ہمیں 60 سال سے اس صوبہ اور اس ملک کو یقین دلوانا پڑ رہا ہے کہ ہم بھی اس ملک میں بستے ہیں اور ہم اس ملک میں ہجرت کر کے نہیں آئے تھے بلکہ جب قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اس ملک کو بنایا تھا اور ہم نے اس floor پر پہلے بھی کئی بار اس بات کا اظہار کیا کہ اس ملک کو بنانے میں مسیحی M.L.A's کا اتنا ہی رول ہے جتنا کسی بھی مسلمان M.L.A's یا کسی بھی مسلمان لیڈر کا اس ملک کے بنانے میں رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں نے پچھلے tenure میں بھی یہ بات کی تھی کہ ایک خاص منظم طریقہ کے ساتھ ہماری تاریخ کے اوراق سے یہ بات مٹائی جا رہی ہے کہ اس ملک کو بنانے میں مسیحی نمائندگان کا کس طرح سے ایک اہم کردار رہا ہے۔ کل بھی یہاں پر ان مسیحی لیڈران کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے بات ہوئی تھی میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم آنے والی نسلوں کو پاکستان کی صحیح تاریخ کے متعلق بتائیں تو ان مسیحی لیڈران جن میں سی گبن صاحب بھی شامل ہیں خصوصی طور پر درسی اور تاریخ کی کتابوں میں ان کا ذکر کیا جاتا تاکہ آنے والی نسلوں کو اس بات کی آگاہی ہو کہ اس ملک کو بنانے میں صرف مسلمان لیڈران کا کردار نہیں بلکہ مسیحی لیڈروں کا بھی ایک اہم کردار ہے۔

جناب سپیکر! میں اس بحث میں قطعاً نہیں پڑنا چاہتا اور میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب سے قطعاً یہ بات نہیں کہنا چاہتا کہ وہ کیا وجوہات تھیں کہ جب انہوں نے اس floor پر اپنی بجٹ تقریر بیان فرمائی تو اس میں minorities کا ذکر کیوں نہیں آیا۔ میں خدانخواستہ یہ ہرگز نہیں کہنا چاہتا کہ شاید ان کی شکل ایسی نہ تھی کیونکہ پاکستان مسلم لیگ کی قیادت اور پیپلز پارٹی کی

قیادت کے minorities کے متعلق جذبات سے ہم سب بخوبی آگاہی رکھتے ہیں اور قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف نے جب اس floor پر اعتماد کا ووٹ لیا تھا تو انہوں نے بڑے خوبصورت انداز میں minorities کے حوالے سے ماضی میں جو کچھ کیا اور آئندہ جو وہ کرنا چاہتے ہیں ان کے متعلق انہوں نے یہاں پر بیان فرمایا تھا۔ میں آپ کی وساطت سے صرف ایک بات جناب وزیر خزانہ کو عرض کرنا چاہوں گا کہ جب وہ اپنی speech wind up کریں تو وہ minorities کے حوالے سے صرف خصوصی ذکر نہ کریں کہ جس طرح کہہ دیا جاتا ہے کہ اقلیتوں کو ساتھ لے کر چلیں گے بلکہ کل یہاں پر میرے بھائی کامران مائیکل صاحب نے بات کی کہ minorities کے لئے 10 کروڑ روپے کی رقم بجٹ میں رکھی گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ابھی block allocation میں بھی اس کا ذکر نہیں ہے۔ اگر ہم پچھلے سال کا بجٹ دیکھیں تو اس میں minorities کے لئے 30 کروڑ روپے کی خطیر رقم رکھی گئی تھی۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر خزانہ سے چاہوں گا کہ جب اپنی بحث کو سمیٹیں تو جو ہم 30 کروڑ کی توقع کر رہے ہیں تو اس کو کم از کم ڈبل کر دیں تاکہ اس صوبے میں رہنے والی اقلیتوں میں کسی قسم کا کوئی احساس محرومی پیدا نہ ہو کیونکہ ہم سب یہ توقع کر رہے تھے کہ پچھلی حکومت جس پر ہم بہت زیادہ تنقید کرتے ہیں اس سے زیادہ رقم بجٹ میں رکھی جائے گی۔

جناب سپیکر! یہاں پر کل کچھ دوستوں نے minorities کے حوالے سے کہا کہ آپ کو ایسی کیا ضرورت آ گئی یا آپ کیا allocations چاہتے ہیں۔ جس طرح میں نے پہلے آپ سے یہ عرض کی کہ جب پاکستان بنا تھا تو ہمارے ساتھ بہت سارے وعدے کئے گئے تھے اور آج بھی اس ملک میں اقلیتیں بد قسمتی سے اپنے آئینی حقوق سے محروم ہیں لیکن ہمارا یقین ہے کہ اس دور حکومت میں میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں اقلیتیں اور خصوصاً مسیحی قوم کو اس کے آئینی حقوق دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر انتظامی امور کے حوالے سے خصوصی ذکر کرنا چاہوں گا، جب آفیسرز کی ٹرانسفر پوسٹنگ کی جاتی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ یہ routine کا معاملہ ہوتا ہے اور میں یہ بھی کہنا چاہوں گا اور میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ ایم۔پی۔ایز کے حکم کی تعمیل نہ ہو لیکن اس صوبے میں اگر ہم آفیسرز کی ایک لسٹ چیک کریں تو آپ کو بہت ہی محدود نام ملیں گے جو آفیسرز minority community سے تعلق رکھتے ہیں اور اگر ہم ان کا ماضی دیکھیں اور اگر ہم ان کے کام کرنے کا سلسلہ کار دیکھیں تو وہ آپ کو ہمیشہ دوسرے آفیسرز سے زیادہ sufficient ملے گا۔ میں یہ گزارش

کرنا چاہتا ہوں کہ سیاسی دباؤ میں آکر میں صرف اقلیت سے تعلق رکھنے والے افسران کی بات نہیں کر رہا بلکہ وہ تمام افسران جو ایمانداری کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ ان کو کسی بھی طرح سیاسی دباؤ میں آکر dislocate نہ کیا جائے۔ اس طرح اقلیت سے تعلق رکھنے والے جو افسران ہیں ان میں ایک طرح کا احساس عدم تحفظ پیدا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر ایجوکیشن کی مد میں خطیر رقوم رکھی گئی ہیں۔ میں اس پر اپنی حکومت کو خصوصی طور پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں کیونکہ جب تک ہم تعلیم کے میدان میں کام نہیں کریں گے، معاشرے کو پڑھا لکھا ماحول نہیں دیں گے تو اس وقت تک یہ صوبہ اور یہ ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ میں 1947 کا حوالہ نہیں دوں گا بلکہ میں پچھلے ایک سو سال کا حوالہ دینا چاہوں گا کہ تعلیم کے میدان میں مسیحی کالجوں، مسیحی سکولوں اور مسیحی انسٹیٹیوٹ کا ماحول دیکھتے ہیں تو ایک روشن ماضی کی مثال ملتی ہے۔ ان مسیحی تعلیمی اداروں نے بڑے بڑے نام اس ملک میں پیدا کئے ہیں بلکہ قائد محترم میاں محمد نواز شریف صاحب بھی ایک مسیحی تعلیمی ادارے میں پڑھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے قائد محترم میاں محمد شہباز شریف سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جتنے مسیحی تعلیمی ادارے جو نیشنلائز کئے گئے تھے ان کو فوری طور پر ان کے حقیقی مالک جو مشنری ادارے ہیں ان کو واپس کیا جائے تاکہ ان مسیحی تعلیمی اداروں کے میرٹ کا جو پہلے سلسلہ تھا اور جس طرح وہ پہلے اچھے طریقے سے اس صوبے کی خدمت کر رہے تھے اسی طریقے سے وہ اپنے صوبے کی خدمت کرتے رہیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر T.E.V.T.A کے حوالے سے میں آپ کی وساطت سے ایوان میں یہ بات عرض کرنا چاہوں گا کہ ٹیکنیکل اداروں میں آج کے دن تک بھی کسی مسیحی طالبعلم کو یا کسی اقلیت سے تعلق رکھنے والے طالبعلم کو اس بنیاد پر داخلہ نہیں ملتا کہ T.E.V.T.A میں جتنے بھی طالبعلم ہیں ان سب کا خرچ زکوٰۃ کی مد سے ادا کیا جاتا ہے اور چونکہ زکوٰۃ غیر مسلم پر لاگو نہیں ہوتی اس لئے آپ سے یہ کہنا چاہوں گا کہ T.E.V.T.A میں جو مسیحی طالبعلم داخلہ لینا چاہتے ہیں اقلیت سے تعلق رکھنے والے طالبعلم داخلہ لینا چاہتے ہیں ان کے لئے زکوٰۃ کے parallel ایک ایسا سسٹم اس صوبے میں دیا جائے چاہے وہ بیت المال کی مد میں سے ہو یا کسی اور مد میں سے ہو تاکہ جو غیر مسلم طالبعلم ہیں جو T.E.V.T.A میں technical education لینا چاہتے ہیں ان کو کسی قسم کی کوئی مشکل نہ ہو۔

جناب سپیکر! بہت سارے کالج، بہت سارے سکول اور بہت سے ادارے ایسے ہیں کہ ان میں داخلہ لینے کے لئے یا ان میں ملازمت حاصل کرنے کے لئے جب اشتہار دیا جاتا ہے تو ان میں ایک بات واضح لکھی ہوتی ہے کہ۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سہوترا صاحب! میں آپ کی بات کو interrupt کروں گا۔ کل بھی یہ بات ہوئی تھی کہ جو ممبران بات کرنا چاہتے ہیں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ آپ kindly مختصر کریں اور آگے بھی جو ممبران تقریر کریں گے وہ بھی پانچ پانچ منٹ سے زیادہ بات نہ کریں۔ بہت شکریہ

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! جب اخبارات میں اشتہار آتا ہے تو اس میں ایک بات بڑی clear cut لکھی ہوتی ہے کہ جو حافظ قرآن ہے اسے اضافی 20 نمبر دیئے جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب کوئی اقلیت سے تعلق رکھنے والا طالبعلم یا ملازمت حاصل کرنے کے لئے کوئی بھی شخص ان اداروں میں جاتا ہے تو وہ اس مسلم طالبعلم کو تو compete ہی نہیں کر سکتا کہ جس کو پہلے ہی 20 اضافی نمبر حافظ قرآن ہونے کی وجہ سے دے دیئے جاتے ہیں۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ صوبہ پنجاب میں ایسی پالیسی بنائی جائے کہ جو اقلیت سے تعلق رکھنے والے طالبعلم ہیں ان کے لئے بھی ان کی تعلیم کے مطابق کوئی parallel system دیا جائے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایک بہت اہم درخواست کرنا چاہوں گا کہ ہمارے جو Personal Laws ہیں، جو Succession Act ہے، جو Marriage Act ہے اس پر سختی سے عملدرآمد کروانے کے لئے ایک کمیشن بنایا جائے کیونکہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ جب مسیحی لڑکیوں اور عورتوں کو اغواء کیا جاتا ہے تو ان کی پہلی عدت پوری ہونے سے پہلے ہی نکاح پر نکاح کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح خاندانوں کے خاندان تباہ ہوتے ہیں اور لوگوں کی زندگیاں متاثر ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں دو تین چیزیں عرض کرنا چاہوں گا کہ اس ہاؤس کی وساطت سے ہم وفاقی حکومت کو یہ سفارش کرتے ہیں اور ان سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ 1975 میں قومی اسمبلی میں چاروں صوبوں میں جو سیٹیں تھیں آج بھی سیٹوں کی تعداد وہی ہے۔ میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آبادی کی بنیاد پر پچھلی 35 سال میں اکثریت سے تعلق رکھنے والی نشستوں میں اضافہ کیا گیا ہے، خواتین کی نشستوں میں اضافہ کیا گیا ہے لیکن اقلیتوں کی نشستوں میں اضافہ نہیں کیا گیا۔ میں اس ہاؤس کی وساطت سے یہ بات وفاقی حکومت سے کہنا چاہوں گا کہ فوری طور پر

ہماری جو نشستیں اسمبلیوں میں ہیں ان میں اضافہ کیا جائے۔ سینیٹ میں ہماری نمائندگی نہ ہے اور آج میں اس floor پر قائد محترمہ میاں محمد نواز شریف کو خراج تحسین پیش کروں گا کہ جنھوں نے اپنے انتخابی منشور میں اس بات کا وعدہ کیا تھا کہ جب وہ حکومت میں آئیں گے تو سینیٹ میں اقلیتوں کے لئے نشستیں رکھیں گے جبکہ کسی بھی سیاسی جماعت نے اپنے انتخابی منشور میں اس بات کا ذکر نہ کیا تھا۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں اپنے معزز اقلیتی بھائی کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ لندن میں جب Charter of Democracy بنا تھا۔ تو اس پر شہید محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ اور میاں محمد نواز شریف صاحب نے دستخط کئے تھے۔ اس وقت اقلیتوں کے حوالے سے اس میں 5 نکات رکھے گئے تھے جو قائد تحریک شہباز بھٹی صاحب چیئرمین آل پاکستان کرسچین الائنس نے ان کو پیش کئے تھے اور وہ Charter of Democracy میں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی مہربانی۔ انھوں نے منشور کی بات کی ہے۔ ان کو بات مکمل کرنے دیں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! میں انتخابی منشور کی بات کر رہا تھا۔ بہر حال میں اپنے بھائی کا شکر گزار ہوں اور میں یہی چاہوں گا کیونکہ ہماری coalition government ہے۔ میں انتخابی منشور کا ذکر کر رہا تھا کہ ہماری نمائندگی کو سینیٹ میں یقینی بنانے کے لئے میاں محمد نواز شریف نے وعدہ فرمایا ہے جس کے لئے میں ان کا شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر! یہاں پر انھوں نے بجٹ میں ساڑھے 12 ایکٹر زمین لیز پر دینے کا اعلان کیا ہے۔ میں اس پر بھی خراج تحسین پیش کرتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ جب یہ پروگرام شروع کیا جائے تو اس پروگرام میں مسیحی برادری سے تعلق رکھنے والے کسانوں اور ہاریوں کو بھی ضرور شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر! ایک چھوٹی سی گزارش آبپاشی کے حوالے سے بھی ہے۔ اس وقت وزیر آبپاشی یہاں پر تشریف نہیں رکھتے۔ ہم نے پچھلے 15/10 سالوں میں دیکھا ہے کہ جب بھی آبپاشی کا کوئی باقاعدہ پروگرام شروع ہوتا ہے تو اس میں ہمیشہ مسیحی چکوک کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے میں آج خاص طور پر ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ضلع خوشاب میں ایک گاؤں DB-36 ہے جس کی نہر کی آج بھی بھل صفائی کے لئے بارہا S.E میانوالی کو گزارش کی گئی۔ اس وقت منسٹر صاحب یہاں پر تشریف فرما نہیں ہیں میں چاہتا تھا کہ ان کی موجودگی میں یہ بات عرض کروں اور میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جتنے بھی پروگرام بجٹ میں رکھے گئے ہیں ہم ان سب کو appreciate کرتے ہیں لیکن ہم یہ چاہیں گے کہ ان سب پروگراموں میں اقلیتوں کو خصوصی طور پر باقاعدہ حصہ دیا جائے۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں اپنی بات کا آغاز اس شخصیت کو tribute پیش کر کے کرنا چاہوں گی کہ جن کی وجہ سے میں سمجھتی ہوں کہ اس ملک میں آج جمہوریت رائج ہے جن کا نام محترمہ بے نظیر بھٹو ہے۔ وہ ایک ایسی خاتون تھیں کہ جن کا خاتون ہونے کے ناتے سے ہم خواتین کا سر ہمیشہ فخر سے بلند ہوتا تھا۔ وہ ایک مکمل خاتون تھیں، وہ نام کی طرح بے نظیر تھیں، وہ زندگی کے ہر پہلو میں بے نظیر تھیں، وہ بے نظیر لیڈر تھیں، بے نظیر ماں تھیں، بے نظیر بہن تھیں اور بے نظیر بیٹی تھیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ابھی مجھے تکلیف اسی لئے ہوئی کہ جو بہن کل تک یہاں بیٹھا کرتی تھیں یہ مکافات عمل ہے کہ کل ہم وہاں ہوتے تھے اور وہ یہاں ہوتی تھیں۔ ٹھیک ہے کہ آج ہم بھی وہی لوگ ہیں ہم بھی Houses میں پہنچ گئے ہیں لیکن اس House میں آنے کی بہت بڑی قیمت پاکستان پیپلز پارٹی نے ادا کی ہے۔ اگر اب اس کو ذرا بھی criticize کرنے کی کوشش کی جائے تو وہ صرف پیپلز پارٹی کے لوگوں کی توہین نہیں ہے وہ اس ملک میں اور خاص طور پر میں کہوں گی بلکہ پوری دنیا میں جو جمہوریت پسند لوگ ہیں ان کی توہین ہے اور جو سیاسی یتیم ہوتے ہیں یقیناً ان کو لیڈروں کا احساس نہیں ہوتا۔ سیاسی یتیموں کو لیڈر کی اہمیت کا احساس نہیں ہوتا اس لئے مجھے ان سے کوئی گلہ نہیں ہے۔ بجٹ پر بات کرنے سے پہلے میں آپ کو مبارکباد دوں گی کیونکہ آج موقع ملا ہے اور مجھے وہ وقت یاد ہے کہ جب ہم آپ کی ڈیوٹی اپنے ساتھ لگایا کرتے تھے کہ آپ کو نعرے لگانے ہیں کیونکہ آپ کی آواز ماشاء اللہ کافی بلند ہے تو ہاؤس کے اندر جو

آرڈر ہم opposition میں رہتے ہوئے create کرتے تھے اس کا ایک بہت بڑا سہرا آپ کے سر جاتا تھا جب آپ ہمارے نعروں میں ہمارا ساتھ دیتے تھے۔

جناب سپیکر! آج اس بجٹ پر بات کرتے ہوئے میں سمجھتی ہوں کہ تمام تر معاشی بدحالی کے بعد اور تمام تر ناسازگار ماحول کے بعد جتنا balance budget اتحادی گورنمنٹ نے پیش کیا ہے۔اس کے لئے بلاشبہ میاں محمد شہباز شریف اور جناب تنویر اشرف کائرہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ یہ کوئی آسان بات نہیں تھی کہ جس سطح پر پاکستان اور پھر صوبہ پنجاب کو چھوڑا گیا ہے اس کے بعد ہماری economy کی حالت یہ ہے کہ ہم لڑکھڑا رہے ہیں، روزانہ ہماری سٹاک ایکسچینج crash ہوتی ہے، اس کے بعد میں سمجھتی ہوں اور میرا یہ چیلنج ہے کہ ان حالات میں اس سے بہتر بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ آج مجھے دکھ ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو اس پورے political process سے باہر رہے جنہوں نے الیکشن کا بائیکاٹ کیا اور کہا کہ الیکشن نہیں لڑنا چاہیے۔ مجھے وہ وقت بھی یاد ہے اور پھر محترمہ (شہید) یاد آئیں گی کہ جب میاں محمد نواز شریف ان کو منانے کے لئے گئے تھے اور تین گھنٹے بعد اللہ کے فضل و کرم سے میاں محمد نواز شریف کو محترمہ نے convince کر کے باہر بھیجا تھا کہ ان کو الیکشن میں حصہ لینا چاہیے اور آج وہ لوگ پارلیمنٹ کو threaten کرتے ہیں، آج وہ لوگ جو coalition partners ہیں ان کے اور ان کی قیادت کے خلاف بات کرتے ہیں تو عجیب لگتا ہے کہ تانگہ پارٹی کے اندر ایک عمران خان صاحب اور ان کے ساتھ دو بندے ہی بیٹھ سکتے ہیں تو جب وہ پارٹی پیپلز پارٹی کی قیادت کے بارے میں بات کرے تو پھر صرف یہی ہوتا ہے کہ "کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ"۔ قاضی صاحب کو اب اور کوئی کام نہیں رہ گیا اور میں سمجھتی ہوں کہ ججز کا issue انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے وقت میں حل ہو جائے گا تو پھر ان لوگوں کی سیاست کا کیا ہوگا اور وہ کس issue پر سیاست کریں گے اس لئے ان لوگوں کو اپنی حیثیت کے مطابق بات کرنی چاہیے۔ بجٹ کے اوپر سب سے پہلی بات یہ ہے کہ بلاشبہ بہت سی ایسی اچھی باتیں ہیں جو finger tips کے اوپر گنوائی جا سکتی ہیں جو مجھ سے پہلے بھی بہت سے لوگوں نے کیں، میں repeat نہیں کروں گی لیکن چند ایک چیزوں کا ذکر ضرور کرنا چاہوں گی خاص طور پر ان یتیم بچے اور بچیوں کے لئے جو ایجوکیشن سیکٹر میں ہر تحصیل level پر سکول کا initiative لیا گیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ اس پر حکومت پنجاب خراج تحسین کی مستحق ہے کہ وہ بچے اور بچیاں جن کا دنیا میں کوئی نہیں ہوتا ان کے سر کے اوپر سرپرست کا ہاتھ رکھا گیا ہے اور ان کا بھی حق ہے کہ وہ پنجاب میں تعلیم حاصل کریں۔ جو بیواؤں کے قرضے معاف کرنے کی

بات کی گئی ہے تو آپ جانتے ہیں کہ پچھلی دفعہ قومی اسمبلی میں بھی بیوروکریٹس، سیاستدانوں اور فوجی افسران کی لسٹ پیش ہوئی تھی جنھوں نے اپنے قرضے معاف کرائے، ان کے اوپر تو ہر چیز حلال ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ بیواؤں کے قرضے معاف کرنے کی بات ایک جمہوری حکومت ہی کر سکتی تھی اور اس اقدام پر جمہوری حکومت مبارکباد کی مستحق ہے۔

جناب سپیکر! ایک چھوٹی بات جس پر مجھے سی تھوڑی تکلیف ہوئی وہ یہ کہ اس پوری بجٹ تقریر کے اندر، چونکہ بجٹ تقریر حکومت اور حکومت کی اہمیت کا آئینہ دار ہوتی ہے کہ آپ کن اداروں اور محکموں کو کتنی اہمیت دیتے ہیں تو مجھے بڑا افسوس ہوا کہ جیسے minorities کے بھائی گلہ کر رہے تھے تو مجھے بھی یہ گلہ ہے کہ پوری بجٹ تقریر کے اندر خواتین کے حوالے سے کوئی ذکر نہیں ہے۔ ہماری خواتین میں صرف ایک وزیر ہیں اور ان کے محکمے کا بھی ذکر بجٹ تقریر میں نہیں ہے۔ ان کو تو ہمارے حقوق کی بات کرنی تھی لیکن میرے خیال میں آج ان کی بات بھی ہمیں ہی کرنی پڑے گی۔ میں نے اس کے بعد white paper میں دیکھا تو اس میں بھی یقیناً women department کے بارے میں کچھ outline دی گئی ہے لیکن اس میں بھی Grap Programme جس کے حوالے سے آپ جانتے ہیں کہ ہم نے پچھلی دفعہ اس ہاؤس میں criticize کیا اور وہ Grap Programme ایک ایسا پروگرام ہے کہ پچھلے تین سال سے اس ڈیپارٹمنٹ میں کوئی recruitment ہوئی ہے اور نہ اس کے فنڈز استعمال کئے گئے۔ اب اس Grap Programme کو پنجاب حکومت نے جاری کرنے کا پروگرام بنایا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب کی عورتوں کے مسائل بہت زیادہ ہیں اور ان کے لئے Grap Programme جس کا ثمر ہمیں 2020 میں ملے گا تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ پنجاب کی عورت کے ساتھ زیادتی ہے کہ ہم اس کو 2020 تک لٹکائیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اس ہاؤس میں جب پچھلی گورنمنٹ کا آخری بجٹ پیش ہوا تو دو کروڑ روپیہ عورتوں کے لئے رکھا گیا تھا تو میں نے اس وقت بھی criticize کیا تھا کہ پنجاب میں ایک عورت کے حصے میں پانچ روپے آتے ہیں جو کہ زیادتی ہے اور اس دفعہ بجٹ تقریر کے اندر ان دو کروڑ روپوں کا بھی ذکر نہیں ہے۔ میری وزیر خزانہ صاحب سے گزارش ہے کہ جب وہ اپنی wind up speech کریں گے تو اس کو ضرور analyze کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں issues کے اوپر بات کرنی چاہیے۔ اس وقت پنجاب کے عوام کا جو مسئلہ poverty, inflation اور بے روزگاری ہے اس کو address کرنے کی ضرورت ہے۔ لوگ یہ نہیں سمجھیں گے کہ G.D.P rate کیا ہے؟ عام آدمی کی سمجھ میں یہ نہیں آئے گا کہ آپ نے کتنے

ارب روپے رکھے، عام آدمی نہ تو اس figures کو سمجھ سکتا ہے، نہ وہ جاننا چاہتا ہے اور نہ ہی اس کا concern ہے۔ جمہوری حکومتوں اور بجٹ کے اندر لوگوں کا interest اس لئے کم ہوا کہ ہمیشہ گورکھ دھندا اور ہندسوں کا ہیر پھیر کیا گیا ہے اور اسی لئے اس کے اوپر لوگوں کا اعتماد ختم ہو گیا ہے۔ میں صرف یہ کہوں گی کہ جو مختلف محکموں کے لئے 17۔ارب روپے کی subsidies کا اعلان کیا گیا ہے وہ بہت اچھا اقدام ہے لیکن اس کو transparent ہونا چاہیے اور واقعی لوگوں کو محسوس ہونا چاہیے کہ کوئی تبدیلی آئی ہے۔ میں دو تجاویز وزیر خزانہ صاحب کو ضرور دینا چاہوں گی۔ میری پہلی تجویز یہ ہے کہ اگر ہم ہاؤس کی supremacy کی بات کرتے ہیں، پارلیمنٹ کی بالادستی کی بات کرتے ہیں تو ہماری جو تمام پالیسیاں بنتی ہیں وہ کسی بیوروکریٹس سے A.C والے کمرے میں بیٹھ کر نہیں بنوانی چاہئیں کیونکہ یہ ہاؤس اسی لئے موجود ہے۔ ہمیں اپنی تعلیمی پالیسی یہاں ہاؤس میں discuss کر کے بنانی ہے، ہمیں اپنی صحت کی پالیسی کسی بیوروکریٹس یا کسی سیکرٹری سے نہیں بنوانی، حکومت پنجاب کو صحت یا تعلیمی پالیسی یہاں پر discuss کر کے ہی بنانی چاہیے۔ اگر ہم نے وہی حرکتیں کیں جو پچھلی گورنمنٹ کرتی رہی ہے کہ ہم نے بند کمروں میں بیٹھ کر پالیسیاں بنائیں تو پھر اس کا positive result نہیں نکلے گا۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہم دونوں اتحادی جماعتوں کو اپنے mandate کا بھی احساس ہے اور اپنی ذمہ داری کا بھی احساس ہے کہ ہم پر جو اعتماد کیا گیا ہے اگر اس کو ٹھیس پہنچی تو ہمیں شاید دوبارہ موقع کبھی نہیں ملے گا اس لئے ہمیں ماضی سے سبق سیکھنا چاہیے۔ بجٹ کی کتاب پڑھتے ہوئے مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ ہمارے جو بیوروکریٹس ہیں ان میں سے کسی کی تنخواہ دو یا چار لاکھ سے کم نہیں ہے۔ ہم یہاں پر کفایت شعاری کی بات کر رہے ہیں تو یقیناً سیکرٹری حضرات اور بیوروکریٹس ہمارے ملک کا ایک بہت قیمتی اثاثہ ہیں لیکن میں نے مختلف محکموں کے اندر ایک بات دیکھی ہے آپ چاہیں تو میں اس کو point out کر سکتی ہوں لیکن میں precise کروں گی کہ بلاوجہ ایک اسسٹنٹ ڈائریکٹر صاحب کی تنخواہ چار لاکھ روپے ہے، پتا نہیں ان کا کیا criteria تھا یا کیا میرٹ تھا کہ جس پر چار لاکھ روپے تنخواہ دی گئی۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ محکمہ صحت میں news papers, periodicals and books پر پچھلے بجٹ میں 42 لاکھ روپے رکھے گئے تھے لیکن اس پر دو کروڑ روپیہ خرچ ہوا۔ اب وہ 42 لاکھ اور دو کروڑ بڑا huge difference ہے۔ اس کے بعد محکمہ صحت میں advertisement and publicity پر ایک کروڑ روپیہ استعمال کیا گیا۔ اس کے بعد Punjab Women Development کے لئے ایک کروڑ روپیہ پچھلی حکومت میں رکھا گیا تھا اور مجھے بہت

حیرت ہوئی کہ شاید پنجاب کی عورتوں کے مسائل ختم ہو گئے ہیں اور اس میں صرف 61 لاکھ روپے استعمال کئے گئے یعنی باقی پیسوں کو استعمال ہی نہیں کیا گیا۔ کیا پنجاب کی عورت بہت ترقی کر گئی، کیا پنجاب کی عورت کا کوئی مسئلہ نہیں تھا کہ اول تو وہ فنڈز ان کو دیئے بہت کم گئے اور جو دیئے گئے ان کو استعمال ہی نہیں کیا گیا؟ entertainment and gifts کے اوپر 22 لاکھ روپیہ چودھری پرویز الٰہی کی طرف سے استعمال کیا گیا۔ کچھ دلچسپ باتیں میں آپ کے ساتھ share کرنا چاہوں گی جو یہ ہیں کہ مختلف لوگوں کو miscellaneous کے اندر ایسی ایسی رقوم فراہم کی گئیں، آپ بتائیے کہ نکئی خاندان کو financial assistance کی کیا ضرورت ہے، ہمارے پچھلے tenure میں نکئی خاندان سے جو ایم۔پی۔اے تھے ان کو 20 لاکھ روپیہ کس مد میں ادا کیا گیا، ان پر کونسی ایسی غربت طاری ہو گئی تھی جس کے لئے 20 لاکھ روپیہ استعمال کیا گیا۔ پچھلی دفعہ پنجاب حکومت کا جو کفالت پروگرام تھا اس پر ایک ارب 13۔ کروڑ روپیہ استعمال ہوا ہے۔ اس کفالت پروگرام کا ذکر نہ کبھی آپ نے سنا اور نہ ہم نے کبھی وہ کفالت پروگرام دیکھا۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ لوگ احتساب کے کٹہرے میں آنے چاہئیں۔ جنہوں نے اتنی بے دردی سے پنجاب کے عوام کا پیسا لوٹا ہے وہ ایک ارب اور تیرہ کروڑ روپے کا حساب ہمیں چاہیے کہ وہ کفالت کن لوگوں کی کی گئی؟ وہ کون سے لوگ تھے جن کی کفالت کی گئی؟ اس میں ایک بڑی عجیب اور مزے کی بات ہے کہ payment of professional fee to S.M.Zafar جو کہ تیس لاکھ روپے ادا کی گئی اور یقینا یہ پروفیشنل فیس وہ ہے جو صدر صاحب کو الیکشن لڑنے کے لئے ان کی petition جب پنجاب حکومت کی طرف سے دائر کی گئی تو ایس۔ ایم ظفر صاحب کو تیس لاکھ روپے professional assistance کے طور پر ادا کیا گیا۔ اس کے علاوہ کوئی سید علی مرتضیٰ صاحب کی بیٹی کو علاج کے لئے ایک کروڑ اسی لاکھ روپیہ دیا گیا ہے۔ جب میں یہ پڑھ رہی تھی تو مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ یہ بہت خوش قسمت خاتون ہیں جن کے لئے ایک کروڑ اسی لاکھ روپے علاج کے لئے دیئے گئے اور اس عورت کا خیال نہیں آیا۔ مجھے اس وقت لاہور کی بشریٰ بہت یاد آئی جس نے اپنے دو بچوں کے ساتھ ٹرین کے نیچے آ کر خودکشی کی تھی۔ جس کے بچوں کے سکول بستے ٹرین کی پٹڑی کے اوپر سے ملے تھے۔ یہ کون سی خوش قسمت خاتون تھی کہ جس کو ایک کروڑ اسی لاکھ روپیہ علاج کے لئے دیا گیا۔ اس کے علاوہ اس ملک کے پیسے کو ایسے لوٹا گیا ہے کہ آپ اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ اگر میں تفصیل میں جانا شروع کروں تو شاید صبح سے شام ہو جائے۔

جناب والا! میں اپنی بات کو wind up کرتے ہوئے گزارش کروں گی کہ جو غلطیاں اور جن باتوں کو ہم پچھلی دفعہ بھی criticize کرتے رہے۔ آپ ہمارے ساتھ ان بنچز پر موجود تھے۔ ہم نے ہمیشہ کہا کہ پنجاب کے عوام اگر ہم پر اعتماد کرتے ہیں۔ ہمیں ووٹ دے کر ایوانوں میں بھیجتے ہیں تو یقیناً ان کی بہت سی امیدیں ہمارے ساتھ جڑی ہوتی ہیں۔ کل جو یہاں پر فائیو سٹار اور تھری سٹار کی بات ہوئی۔ مجھے بڑی تکلیف ہوئی کہ ہم پنجاب کے عوام کے نمائندے ہونے کا بھرم رکھتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم پنجاب کے عوام کے نمائندے ہیں اور اس کے بعد جب پنجاب کے عوام کے پاس روٹی نہیں ہے، پنجاب کے عوام کے پاس چھت نہیں ہے اور ہم اپنے لئے فائیو سٹار ہوٹل مانگ رہے ہیں تو عام آدمی ہم سے کیا امید رکھے گا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟

جناب والا! میں اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے ایک شعر کہوں گی کہ:-

اب بھی شب کی پھیلی سلطنت ہے ، اب بھی شب کے تیور تو وہی ہیں
سنا ہے آئی ہے تبدیلی گھر میں ، مگر سب کے مقدر تو وہی ہیں

بہت بہت شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! کل میں نے یہاں پر ایم۔پی۔اے کے حقوق کی بات کی تھی مگر آج ''پاکستان'' اخبار میں اس طریقے سے impression دیا گیا ہے کہ ایم۔پی۔اے کا صرف مقصد ہی فائیو سٹار ہوٹل میں رہنے کا ہے۔ میں نے order of precedent کی بات کی تھی۔ Order of precedent میں آپ دیکھیں کہ سیکرٹری ایم۔پی۔اے سے نیچے آتا ہے۔ ایک ایم۔پی۔اے کا یہ بھی order of precedent ہے کہ وہ اگر آئی۔جی یا چیف سیکرٹری سے ملنا چاہے تو

He just has to inform him that I am coming such and such time and I.G.P and Chief Secretary is bound to receive him out of his office.

میں نے یہ order of precedent کی بات کی تھی مگر یہاں پر اس اخبار پاکستان میں یہ تاثر دیا گیا ہے کہ جیسے ہمارا مقصد ہی فائیو سٹار ہوٹل ہے۔ مجھے دو باتوں پر اعتراض ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ مجھے پیر لکھا گیا ہے۔ میرا نام سید ناظم حسین شاہ ہے پیر آپ کے پاس لاہور میں ہے۔ اگر اخبار والوں کو پیری مریدی بہت ہی پسند ہے تو وہ تو پیری مریدی کا کام کرتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے پورے

ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اگر اخبار میں رپورٹنگ کریں تو یہ صحیح رپورٹنگ کریں۔ یہ نہ ہو کہ ہمیں شیطان بناتے جائیں اور خود فرشتے بنتے جائیں اس لئے ممبر کے حقوق کی بات کی ہے۔

جناب والا! میں آج پھر دہراتا ہوں کہ order of precedent کے ساتھ government is bound to provide boarding lodging to all the members جیسا کہ آپ سیکرٹری کو دیتے ہیں تو جو بھی ممبر یہاں پر آتا ہے یہ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ میں نے یہ بات کی تھی نہ میں کبھی فائیو سٹار میں رہا ہوں نہ مجھے ضرورت ہے میرا گھر ادھر ہے۔ میں نے تو حقوق کی بات کی تھی۔ باقی ابھی محترمہ نے بھی فائیو سٹار کی بات کی ہے تو میں بھی آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہی عرض کروں گا کہ:

قتل کرنا ہے تو مہندی لگے ہاتھوں سے کرو
رنگ الفت بھی رہے خون کی ہولی بھی رہے
شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بالکل میں سمجھتا ہوں کہ پریس کے ساتھی جو یہاں پر بیٹھے ہیں جو کچھ اس اسمبلی میں ہو رہا ہے۔ میرے خیال میں سارے ہی بڑے قابل ہیں سب اپنے کام کو سمجھتے ہیں اس لئے جو یہاں پر بات ہو رہی ہے اگر اسی طرح رپورٹنگ عوام کے سامنے جائے تو اچھی بات ہے۔

محترمہ مائزہ حمید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ مائزہ حمید: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کو قائم مقام سپیکر بننے پر مبارکباد دینا چاہتی ہوں۔ دوسرا یہاں پر جو فائیو سٹا ہوٹل کی بات کر رہے ہیں۔ ہم عورتیں ہیں اور مختلف علاقوں سے آئی ہیں ۔ ہمیں یہاں پر رہائش کی مشکلات ہیں۔ ہمارا ایک respectable background ہے ۔ اگر ہمیں جگہ نہیں ملتی تو یہ فائیو سٹار ہوٹل کی بات نہیں ہے ۔ اگر ہمیں تھری سٹار ہوٹل یا respectable جگہ ملتی ہے یا ہمیں ایم۔پی۔اے ہوسٹل میں جگہ ملتی ہے تو we will always respect the system for that اور اگر عام لوگ یہ respect نہیں کر سکتے کہ پارلیمنٹیرینز جو کہ ان کے حقوق کے لئے لڑ رہے ہیں ان کو رہائش نہیں مل رہی اور خصوصی طور پر خواتین کو رہائش نہیں مل رہی تو It is no honourable for our whole government ۔ شکریہ

محترمہ شمیلہ اسلم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میں اپنی اسی بہن کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہنا چاہوں گی کہ جیسے انہوں نے کہا کہ ایم۔پی۔اے ہوسٹل میں جگہ نہیں ملتی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کی بات کو یہیں پر کاٹ رہا ہوں۔ دیکھیں! اس کے لئے یہ ہے کہ آپ چیمبر میں آئیں اور آکر جو ہاؤسنگ اور لاؤنجنگ کے معاملات ہیں یا ممبران کے اپنے معاملات ہیں اس کے لئے اگر آپ چیمبر میں آکر بات کر لیں تو وہ زیادہ بہتر ہے۔ یہاں پر ہم عوام کے مسائل کو سننے اور ان کے حل کے لئے آئے ہیں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب والا! مجھے تھوڑی سی بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ایک منٹ میں بات ختم کریں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! جب سے میں ممبر بن کر یہاں پر آئی ہوں۔ مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ میرے ضلع وہاڑی کے ایک ایم۔پی۔اے نے میرے لئے کمرہ نمبر 309 چھوڑا اور وہ میرے نام الاٹ بھی ہو گیا۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ میرے بہاولنگر کے ایک ایم۔پی۔اے بھائی نے اس پر ناجائز قبضہ کر لیا اور میری ڈیمانڈ پر انہوں نے وہ کمرہ نہیں چھوڑا۔ اگر میں بھی وہی حرکت کروں تو میں سمجھتی ہوں کہ مجھ میں ان میں کوئی فرق نہیں رہتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! بجٹ کی بحث کو آگے بڑھاتے ہوئے جناب محمد اخلاق۔۔۔ ڈاکٹر محمد اختر ملک!۔۔۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! کل شاہ صاحب نے جو بات کی تھی، کل میں کسی ضروری وجہ سے یہاں پر نہیں تھی۔ میں نے بعد میں وہ اسمبلی کی بات اخبارات میں دیکھی ہے جو کہ misreporting ہوئی ہے۔ سننے میں بھی غلط فہمی ہو سکتی ہے۔ میں سمجھتی ہوں اس طرح نہ صرف ان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے بلکہ تمام اسمبلی کے ممبران کا یہ استحقاق بن جاتا ہے۔ جیسے خدانخواستہ ہم اپنے لئے فائیو سٹار ہوٹل کی جگہ مانگیں۔ مجھ سمیت بہت سی ممبران خواتین کو رہائش

نہیں ملی۔ آج میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ آپ اس کا بندوبست کریں۔ شاہ صاحب! ہمیں فائیو سٹار ہوٹل تو نہیں ملنے والے اور نہ ہی ہم یہ چاہتے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو ریسٹ ہاؤسز ہیں اور جو خالی پڑے ہوئے ہیں ان میں ہمیں رہائش دی جائے۔ میں ایک سفید پوش عورت ہوں اس لئے بہت سے اخراجات کو پورا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ بہت مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔

SYED NAZIM HUSSAIN SHAH: Point of explanation.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں پھر اپنی بات کو دہراتا ہوں کہ میں نے order of precedent کی بات کی ہے۔ میں نے یہ order of precedent جو ہے آپ کو بھی علم ہے کہ اس کے تحت ایم۔پی۔اے کا جو level ہے اور ہم تقریباً چھ سات سات لاکھ کے نمائندے ہیں۔ اس میں یہ ہوتا ہے کہ جب تک آپ مکمل طریقے سے facilities مہیا نہ کریں۔ میرٹ کی بہت بات کی جاتی ہے مگر آپ سوچیں کہ ایک بچہ یہاں پر میونسپل کارپوریشن کے سکول میں پڑھتا ہے ۔ایک سینٹ اینتھونی میں پڑھتا ہے تو مقابلہ کیا ہوگا؟ پہلی بات یہ ہے کہ سہولیات ہونی چاہئیں اور دوسری جو کہ میں نے order of precedent کی بات کی ہے۔ میں نے کل یہ کہا تھا کہ یہ entitlement ہے۔ میں نے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ اس لئے باقی آپ کی وساطت سے فوزیہ بہرام صاحبہ ہماری پرانی ساتھی ہیں میں ان کی خدمت میں یہی عرض کروں گا کہ:

ذرا سی بات پہ دیوار و در ہلا ڈالے
کہ جتنے تیر تھے ترکش میں سب چلا ڈالے
گلہ گلہ ہی تھا مل کے مٹ بھی سکتا تھا
یہ کیا کیا کہ تعلق ہی سب بھلا ڈالے

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سید ناظم حسین شاہ صاحب کی اس بات کو endorse کرتا ہوں اور تائید کرتا ہوں کہ order of precedent میں جو discrimination اور

disparity ہے اس کو دور کیا جائے۔ اگر اخراجات غریب ملک سے برداشت نہیں ہوتے تو بیوروکریسی سے ابتدا کرتے ہوئے اسے بھی کفایت شعاری میں شامل کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ آصفہ فاروقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آصفہ فاروقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمیں accommodation کا جو مسئلہ درپیش ہے جیسے ہمارے بھائی نے بالکل صحیح کہا تھا کہ جو rules & regulations میں لکھا ہوتا ہے لیکن اخبارات اور ان کے نمائندوں کو خوش کرنے کے لئے میں یہ کہتی ہوں کہ "ہم فائیو سٹار ہوٹل میں رہائش نہیں لیتے بلکہ ہمیں محمدی بستر یہاں اسمبلی میں لگانے دیں۔ ہم یہاں سوئیں گے کیونکہ یہاں پر واش رومز بھی ہیں کیفے ٹیریا بھی ہے جسے ہم استعمال کریں گے۔

جناب سپیکر! دوسرے نمبر پر ہمیں ریسٹ ہاؤسز بھی نہیں چاہئیں بلکہ ہمیں داتا صاحب کا مسافر خانہ دے دیں۔ ہم وہ استعمال کر لیں گے یا بی بی پاک دامن کے مزار پر ہمارے رہنے کا بندوبست کر دیں۔ ہمیں وہاں سیکورٹی بھی ہے۔

جناب سپیکر! تیسرے نمبر پر یہ کہ ہمیں ریلوے اسٹیشن کے مسافر خانوں میں ٹھہرا دیا جائے تو ہم پلیٹ فارمز پر بھی سونے کو تیار ہیں کیونکہ ہم عوامی خواتین ہیں۔

جناب سپیکر! چوتھے نمبر پر ہمیں انجمن حمایت اسلام کے یتیم خانے میں سیاسی یتیم سمجھ کر وہاں رہائش لے دیں کہ یہ ہمارے ایم۔پی۔ایز shelter less ہیں کیونکہ ان کے لئے کوئی انتظام نہیں ہے تو ہم وہاں بھی تیار ہیں کیونکہ اگر ہم جیلوں میں جا کر سو سکتے ہیں تو ان جگہوں پر ہمیں کوئی شرم نہیں۔ یہی میری گزارش تھی۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ سفینہ صائمہ کھر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سفینہ صائمہ کھر: شکریہ۔ جناب سپیکر! it should be کہ آپ I.T یونیورسٹی بنانا چاہتے ہیں تو وہ پتا نہیں کون سے سال میں بنے گی اور وزیر اعلیٰ کا دفتر خالی پڑا ہے تو ہمیں یہ اجازت دیں کہ ہم وہاں پر جا کر رہنا شروع کر دیں جو خواتین دوسرے اضلاع سے آئی ہوئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے پہلے بھی درخواست کی تھی اور اب بھی دوبارہ اس ہاؤس کے سامنے میری request ہے کہ یہ معاملہ بہت بڑا ہے اور اس معاملے یعنی معزز ممبران کی رہائش کے مسئلے کو ہم دیکھ رہے ہیں کیونکہ یہ واقعی بہت بڑا ہے کہ پورے پنجاب سے آپ اپنے اپنے حلقوں سے نمائندگی کرنے آتے ہیں اور آپ کو اس کے مطابق لاجنگ نہیں ملتی this is a problem اس کا حل نکالنے کے لئے ہم پوری کوشش کر رہے ہیں لیکن میں پھر یہ بات معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ اس بات کے لئے یہ فورم نہیں ہے بلکہ اس معاملے پر آپ ہمارے ساتھ بیٹھ کر چیمبر میں بات کر سکتے ہیں اور اس کو کریں گے۔ یہاں پر ہم بات بجٹ پر کرنے کے لئے آئے ہیں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ ساتھی اس پر اپنی input دے دیں۔ آج صبح نو بجے اجلاس کا آغاز ہونا تھا تو وزیر خزانہ صاحب کو میں اس بات پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ وہ صبح نو بجے ہی آ کر اس ہاؤس میں بیٹھ گئے تھے اور وہ صرف آپ کی باتوں کو سننے کے لئے ہی بیٹھے ہوئے ہیں تو ہم ساری باتیں چھوڑ کر بجٹ سیشن پر بحث کو آگے بڑھائیں۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ اپنی تقریر کے دوران اپنی قیادت کو ہدیہ عقیدت پیش کر رہی تھیں تو اس وقت انہوں نے میاں محمد نواز شریف کے حوالے سے یہ کہا کہ وہ اپنی بات پر محترمہ کو convince کرنے کے لئے گئے اور دو گھنٹے میں convince ہو کر واپس آ گئے۔ بات اصل میں national issues کی ہے۔ اُس وقت بھی قوم کو پرویز مشرف کی رخصتی کا مسئلہ درپیش تھا اور چونکہ اس وقت اس issue کو اُس انداز میں نہیں لیا گیا اور وہ مصیبت آج بھی ہمارے سر پر نتیجتاً ہے۔ ملک کے وکلا، سول سوسائٹی اور سیاسی پارٹیوں نے اُسی مقصد کے لئے لانگ مارچ بھی کیا تو ہم چاہیں گے کہ یہاں پر coalition government ہے ہمیں اُس کو احسن انداز میں آگے بڑھانا ہے اور جہاں اپنی قیادت کو tribute پیش کرنا ہے تو اس وقت ان issues کو جو sensitive ہیں ان کی بابت مستقبل میں ہمیں محتاط رویہ رکھنا ہے وگرنہ آج پوری قوم پرویز مشرف کی رخصتی کا تقاضا کر رہی ہے اور ان جمہوری جماعتوں کو جنہیں عوام نے 18۔فروری 2008 کو mandate دیا ہے، ان سے اس بات کا تقاضا

کر رہی ہے کہ پرویز مشرف کی رخصتی کے لئے آپ کیا کر رہے ہیں؟ میں یہاں پر اس ضرورت کی طرف بھی اُن کی توجہ دلاؤں گا کہ اس قومی issue پر مثبت انداز میں ہمارے ہاتھ مضبوط کریں تاکہ ہم عوام کو 18۔فروری 2008 کے انتخاب کے نتیجے میں serve کر سکیں۔ صوبے کے اندر مہنگائی اور بے روزگاری کا خاتمہ کر سکیں اور صوبے کو ترقی کے راستے پر گامزن کر سکیں۔ بہت شکریہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اگر میری بات کو miss understood کیا گیا ہے تو مجھے حق ہے کہ میں اس کی وضاحت کروں۔ بات یہ ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ میں نے ذکر کیا کہ میاں محمد نواز شریف جب محترمہ کو بائیکاٹ کے لئے منانے گئے تھے تو یہ ایک fact ہے اور آپ جانتے ہیں کہ ان مولوی حضرات کے اس وقت A.P.D.M کے شوق میں کہ جنہوں نے 17ویں ترمیم پر حلوہ کھایا تھا اور آج بھی جب ہم مشرف کو دھکا لگا رہے ہیں تو یہ مہربانی بھی انہی کی ہے۔ 17ویں ترمیم کے اوپر ان کو ہمارے سر پر سوار نہ کیا گیا ہوتا تو اس لعنت سے ہماری جان بڑی دیر پہلے چھوٹ سکتی تھی۔

جناب سپیکر! میں نے صرف یہ کہا کہ اس وقت یہی بات ہے کہ critical issue تھا اور critical issue پر دونوں نے اپنی اپنی رائے دی اور اس کے بعد محترمہ نے میاں صاحب کو convince کیا کہ جو راستہ جمہوریت کی طرف جاتا ہے، جو راستہ الیکشن کی طرف جاتا ہے ہمیں وہ راستہ اختیار کرنا چاہیے اور میں سمجھتی ہوں کہ آج justify ہوئی یہ بات کہ ہم Houses میں رہ کر پارلیمنٹ کو بنا کر زیادہ بہتر طور پر serve کر سکتے ہیں یا یہ کہ ہم باہر مال روڈ پر۔ آپ جانتے ہیں اور آپ نے اور ہم نے ماریں بھی کھائی ہیں، ہم نے اس مال روڈ پر دھرنے بھی دیئے ہیں جن کے اوپر آج یہ اپوزیشن والے کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ ہم نے یہ سب کر کے دیکھا but اگر مشرف سے جان چھڑائی جائے گی تو وہ بھی پارلیمنٹ کے ذریعے ہو گی اگر جج بحال ہوں گے تو وہ بھی پارلیمنٹ کے ذریعے سے ہوں گے اس لئے پارلیمنٹ کی supremacy کے لئے محترمہ کا point of view justify ہوا۔ وہ آج بھی ثابت ہو رہا ہے کہ وہ بالکل ٹھیک تھیں۔ میں نے صرف یہ کہا کہ دونوں قائدین نے ایک بات پر convince ہو کر الیکشن میں جانے کا فیصلہ کیا تھا اور جو کہ اچھا initiative تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں صرف یہاں پر ایک بات کرنا چاہوں گا کہ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی جمہوریت کے لئے خدمات بہت زیادہ ہیں لیکن جوش خطابت میں ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ اگر آج اس اسمبلی میں کسی جماعت کی نمائندگی موجود نہیں ہے لیکن جمہوریت کے اندر ان کو اپنی رائے کا اظہار کرنے کا پورا حق تو موجود ہے۔آج ووٹ کی طاقت سے عوام نے آپ کی جماعتوں کو یہ اختیار دیا ہے کہ آپ یہاں بیٹھ کر فیصلہ کریں لیکن میں یہ بات کہنا چاہوں گا کہ وہ جو مولوی حضرات جس طرح آپ نے دو دفعہ ذکر کیا وہ ہمارے معاشرہ کا حصہ ہیں اور ان کی ایک عزت اور ایک مقام ہے جو کہ رہے گا۔بات صرف اتنی ہے کہ جمہوریت کی خوبصورتی یہ ہے کہ آج عوام نے آپ کو اختیار دیا ہے لیکن ہم نے ان کی خواہشات کا بھی احترام کرنا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں نے ان مولوی حضرات کی بات کی جنھوں نے 17ویں ترمیم پر مشرف صاحب کو support کیا تھا۔باقی علما کرام یا مولوی حضرات کی بات نہیں ہو رہی میں نے so call مولوی حضرات کی بات کی تھی اور بات یہ ہے کہ آپ جمہوریت کی بات تو کرتے ہیں تو کیا آپ allow کرتے ہیں کہ چند گنتی کے لوگ پاکستان پیپلز پارٹی کی لیڈرشپ اور آصف زرداری صاحب کے بارے میں اگر عمران خان بات کرے تو کیا وہ جچتی ہے، کیا عمران خان صاحب بھول گئے ہیں کہ شوکت خانم ہسپتال کے اندر کس طرح کے گھپلے ہوئے ہیں ہم نہیں جانتے؟ ورلڈ کپ جب ہوا تو ان کے ساتھیوں نے کہا تھا کہ عمران خان ہمارے پیسے کھا گئے ہیں۔ہم بھی لیڈر کی قدر کرنا جانتے ہیں، ہم لیڈر کو احترام دینا جانتے ہیں لیکن اگر ہماری لیڈرشپ کے ساتھ اس قسم کا پراپیگنڈہ اور زبان استعمال کی گئی تو پھر ہم سے بھی کسی قسم کی نرمی کی توقع نہ کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ ہم بجٹ پر بحث کرنے سے پھر ہٹ گئے ہیں اور میری کوشش ہوتی ہے کہ ہاؤس میں سب دوستوں کو وقت دوں اور انہیں بات کرنے کا موقع دوں لیکن میری سب سے بہت مؤدبانہ گزارش ہے اور آپ سب میرے لئے بہت محترم ہیں۔آپ سب اپنے ووٹ کی طاقت سے یہاں موجود ہیں۔اب ہم بجٹ پر بحث کو آگے بڑھاتے ہیں اور اب ڈاکٹر محمد اختر ملک صاحب بات کریں گے۔

DR. MUHAMMAD AKHTAR MALIK: Nice to see you here on the Speaker chair

میرا ٹائم تو سوموار کا تھا لیکن آج مجھے وقت دے دیا گیا ہے تو میں نے کہا کہ چلو اس سے فائدہ اٹھائیں کیونکہ سوموار کو پتا نہیں آ سکیں یا نہیں کیونکہ ہمارے وزیراعظم صاحب کا ملتان کا دورہ ہے اور شاید ہمیں ان کے ساتھ رہنا پڑے۔

جناب سپیکر! آج پاکستان جس حالت میں کھڑا ہے میں یہی کہوں گا کہ جب تخلیق پاکستان ہوئی تو اس وقت کی نسل نے اپنے خون سے اس کے خاکے میں اپنا رنگ بھرا اور پاکستان کو اس حالت میں قائم رکھنے کے لئے بھٹو خاندان کے خون کا رنگ بھی شامل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں آج سب سے پہلے چونکہ میں اس پارٹی کا نمائندہ بھی ہوں اور اس ہاؤس کا ممبر بھی ہوں، اس کے خاکے میں رنگ بھرنے والوں کو tribute پیش کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ کہوں گا کہ سب نیتوں پر depend کرتا ہے۔ بھٹو خاندان کی نیت نیک تھی آج ان کا نام بھی ہے اور انشاء اللہ رہتی دنیا تک رہے گا۔ میں میاں محمد نواز شریف کو بھی سلام پیش کرتا ہوں کہ ان کی نیت بھی اس ملک اور قوم کی خدمت کے لئے نیک ہے اور وہ نیک مقاصد لے کر چلے ہوئے ہیں تو آج قوم نے بھی ان کا ساتھ دیا ہے اس کے نتیجے میں آج یہ coalition حکومت قائم ہے۔ سب سے پہلے جناب وزیراعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک متوازن بجٹ پیش کیا اور اس میں نئے taxes نہیں لگائے گئے صرف امراء کے لئے جو luxury taxes لگائے گئے وہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ آج کے دور کا تقاضا ہے۔ ہمارا تعلق دیہاتی علاقے سے زیادہ ہے جہاں پر 80 فیصد سے زیادہ لوگ درمیانے یا غریب طبقے کے ہیں میری تجویز یہ تھی کہ جب ہم اپنے حلقوں میں جائیں تو ہم لوگوں کو یہ بتا سکیں کہ ہم نے آپ کے لئے دال سستی کرائی، ہم نے آپ کے لئے گھی سستا کرایا، ہم نے آپ کے لئے کھانے پینے کی عام چیزیں سستی کرائیں اس کا impact ہمارے بجٹ میں زیادہ بہتر ہونا تھا کیونکہ غریب کو بڑی گاڑیوں سے واسطہ ہے نہ ہی ان کو زمینوں سے اس کو واسطہ ہے تو اس چیز سے ہے کہ جب وہ دن کو مزدوری کر کے شام کو جائے تو اپنے بچوں کے لئے روٹی پانی کا بندوبست کر کے جائے اگر اس کے لئے کچھ suggestions دے کر یا لے کر اگر ہماری common eatable things کی قیمتیں کم ہو جائیں تو میرے خیال میں اس بجٹ کا بہت impact پڑے گا۔

جناب سپیکر! تیسری بات میں یہ کرنا چاہوں گا کہ European countries کے پانچ سالہ، دس سالہ اور بیس سالہ منصوبے ہوتے ہیں جو بھی حکومت آتی ہے ان منصوبوں کو نہیں چھیڑتی وہ

منصوبے اسی طرح چلتے رہتے ہیں۔ اگر پنجاب کے لئے کوئی ایسا دس سالہ، پندرہ سالہ جو بھی plan feasible ہو بنایا جائے اور جو بھی حکومت آئے جس کی بھی باری ہو وہ اس کو نہ چھیڑے اسی طرح وہ plan چلتا رہے اس کے لئے planning کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر اچھے صاحب الرائے لوگ بیٹھے ہیں اگر ان سے مشورہ لیا جائے تو ایک plan بن سکتا ہے چاہے وہ health کے بارے میں ہو، چاہے education کے بارے میں ہو یا agriculture کے بارے میں ہو۔ آج پاکستان کی عوام کو جن مسائل کا سامنا ہے ان میں انصاف کی عدم فراہمی، غربت، بے روزگاری اور مہنگائی ہے یہ تمام چیزیں مل کر آج پاکستان کو اس نہج پر لے گئی ہیں جس میں، میں سمجھتا ہوں کہ ہماری پچھلی حکومت کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ آج ان چیزوں کے لئے ہمیں مل بیٹھ کر ان کا حل نکالنے کی ضرورت ہے۔ میں دو تین باتیں کرکے آپ سے اجازت لوں گا میری health کے بارے میں تجاویز ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ صحت اور تعلیم for all at equal basis اس کے لئے اگر health insurance policy کا اجراء کر دیا جائے کہ غریب جو کوئی سالانہ minimum payment دے دے اور اس کو اس پر health facilities پورے سال کے لئے ملتی رہے تو اس سے عام لوگ جو بڑے ہسپتالوں میں نہیں پہنچ سکتے ان کو علاج کرانے کے لئے آسانی ہوگی۔ دوسری بات یہ ہے کہ ابھی اداروں میں self finance سکیم کی سیٹیں ختم کی گئی ہیں میں اس کو appreciate کرتا ہوں کیونکہ ہمارا معاشرہ اس طبقاتی جنگ کو برداشت نہیں کر سکتا۔ آج جن مسائل میں لوگ گھرے ہوئے ہیں خانہ جنگی کی condition پچھلے دور میں نظر آتی تھی کہ بڑا difference ہے have اور have not میں۔ یہ self finance scheme ختم کرکے میں سمجھتا ہوں کہ ایک خوش آئند قدم اٹھایا گیا ہے۔

جناب سپیکر! چوتھی بات بھی self finance scheme کے ساتھ ہی منسلک ہے کہ یہاں کچھ عرصہ سے انٹری ٹیسٹ کا اجراء ہوا تھا تو اس میں ہمارے talented لوگ خاص طور پر جنوبی پنجاب کے لوگ رہ جاتے ہیں۔ آپ کے علم میں شاید یہ ہو کہ یہاں پر کچھ اکیڈمیاں بنی ہوئی ہیں کوئی KIPS نام کی اور دوسرے ناموں کی جہاں سے وہ لوگ جو پچیس تیس ہزار روپے فیس afford کر سکتے ہیں وہ لوگ انٹری ٹیسٹ میں نکل جاتے ہیں لیکن جو بچے یہ پیسے afford نہیں کر سکتے وہ انٹری ٹیسٹ میں رہ جاتے ہیں اور یہ بہت بڑا ہمارا talent جنوبی پنجاب کے حوالے سے ضائع ہو رہا ہے۔ اگر حکومت اس انٹری ٹیسٹ کو جاری کرنا چاہتی ہے تو پھر اس کی باقاعدہ کالجز میں ٹریننگ دی

جائے یا پھر سارا system ختم کر کے سب کو ایک جیسی جیسا کہ میں نے کہا کہ education for all at equal basis اور health for all at equal basis پر اگر کر لیا جائے تو میرے خیال میں زیادہ بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر! ہیلتھ اور ایجوکیشن میں جو contract system چل رہا ہے ابھی تو ہمارے بہت سارے سینئر دوست بیٹھے ہیں جب یہ ریٹائرڈ ہو جائیں گے تو ان اداروں میں ایک بہت بڑا disaster آنے والا ہے جو ہمیں نظر آ رہا ہے۔ health اور education ایک دم flop ہوں گے۔ contract system والے نظام کو ختم کر کے ان کو permanent کرنا چاہیے۔ میں آپ کو اس کی ایک مثال دیتا ہوں کہ آپ کسی سے کرائے کا گھر لیں تو ہماری قوم کی یہ nature ہے کہ جاتے ہوئے اس کا بلب بھی اتار لیں گے۔ اب کسی کو اگر جاب کی security نہ ہو تو وہ اس ادارے، ملک اور قوم کی کیا خدمت کرے گا؟ جس کی security ہوتی ہے، اس پر چیک ہوتا ہے کہ یہ permanent ملازم ہے اس کی ہم تنخواہ روک سکتے ہیں اس لئے میرے خیال میں education اور health sector میں اس contract system کو ختم کرنا چاہیے۔ آج کل لوگ ہیپاٹائٹس کی باتیں عام کر رہے ہیں اس میں quackery سب سے بڑا role ادا کر رہی ہے اور quackery اور unhygienic condition اس مرض میں بڑا کردار ہے۔ اگر وزیر خزانہ quackery کا سد باب کرنے کے لئے ایک ٹیم بنائیں اور اس کو پورے پنجاب سے ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں پانچویں بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ food adulteration ہر جگہ بہت ہو رہی ہے۔ جب سے ہمارا بلدیاتی نظام آیا ہے وہ سارا سسٹم flop ہو گیا ہے پہلے لوگوں کو مجسٹریٹ کا ڈر ہوتا تھا کہ وہ آئے گا اور چیک کرے گا اور اگر کوئی غلطی نکلی تو ہمیں جرمانہ بھرنا پڑے گا یا ہماری دکان seal ہو جائے گی لیکن اس بلدیاتی نظام میں کسی کو کچھ پتا نہیں کہ ہم نے کرنا کیا ہے اور ہمارے دفتر کون سے ہیں؟ لوگ سارا دن اس چکر میں گھوم پھر کر واپس آ جاتے ہیں۔ یہ بلدیاتی نظام کی بات چل نکلی تو میں یہی کہوں گا کہ اس بلدیاتی نظام کو look after کیا جائے بلکہ میں تو یہی کہوں گا کہ جو ہمارا پرانا نظام تھا وہ بحال کیا جائے وہ قدرے بہتر تھا۔ اس نظام کی وجہ سے بڑی قباحتیں ہمارے معاشرے میں آئی ہوئی ہیں۔ پچھلے ادوار میں اسمبلی اور ان کا ٹکراؤ بھی دیکھنے میں آیا اور شاید آئندہ بھی آپ دیکھیں تو food adulteration کے لئے میں وزیر خزانہ صاحب سے کہوں گا کہ اس پر خاص توجہ دیں۔

جناب سپیکر! میں زراعت پر صرف اتنا کہوں گا کہ زمیندار وہ مظلوم طبقہ ہے جس کو پوری دنیا کھاتی ہے۔ اس کو انسان، چرند پرند ہر چیز کھاتی ہے لیکن اس کو معاوضہ نہیں ملتا۔ معاوضہ یا تو middle man کما جاتا ہے یا پھر جہاں مارکیٹ میں گندم اور فصل پہنچتی ہے وہ لوگ کماتے ہیں۔ اگر فصلوں کے لئے insurance policy بھی رائج کی جائے تو زمینداروں کو ایک بڑی support ملے گی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے جو سبسڈی ٹریکٹرز کے لئے دی ہے لیکن اس میں کسی زمیندار کو surety نہیں ہے یہ سارا ایک قدرتی عمل ہے کہ فصل ہو گی یا نہیں ہو گی اگر ہم ان کو تھوڑا سا support کر دیں کیونکہ 70 فیصد آبادی ہماری دیہاتوں سے تعلق رکھتی ہے اگر ہم ان کو support کر دیں کیونکہ زمینداروں کے لئے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں ہے اگر اس کا کوئی مکان ہے تو اس نے اسی مکان میں رہنا ہے اور اگر ایک ایکڑ زمین ہے تو اس نے اس کی حفاظت کرنی ہے اس لئے تمام بنک اس پر حاوی ہوتے ہیں اور زمیندار قرضہ لیتا ہے وہ بھاگ نہیں سکتا اس لئے میری گزارش ہو گی کہ ان کے لئے بغیر سود کے قرضے جاری کئے جائیں اس سے زمیندار نہ صرف ملک کی ترقی کے لئے اپنا حصہ شامل کرے گا بلکہ وہ خود بھی خوشحال ہو گا۔ جب زمیندار خوشحال ہوتا ہے تو مارکیٹیں اور بازار خوشحال ہوتے ہیں۔ میں انڈسٹری کے خلاف نہیں ہوں لیکن میں صرف یہ کہتا ہوں کہ اگر زمیندار کے پاس پیسا آتا ہے تو وہ اپنے بچوں کی شادی کرے گا، مکان بنائے گا اور کپڑے لے گا لیکن اگر کسی industrialist کے پاس پیسا آتا ہے تو اس نے اپنی نئی انڈسٹری لگانی ہوتی ہے ان کے پاس ان چیزوں کی کمی نہیں ہے۔ جب زمیندار کے پاس پیسا آتا ہے تو مارکیٹ میں پیسا آتا ہے تاجر برادری میں پیسا آتا ہے اس طرح پیسے کی circulation ہوتی ہے اس لئے اگر ہم زمیندار کو support کریں گے تو زمیندار کا پاکستان کی ترقی میں بڑا حصہ ہو گا۔

جناب سپیکر! میں دوسری اہم بات کرنا چاہتا ہوں کہ آج پورے ملک پر ایک سٹاک مافیا چھایا ہوا ہے-وہ دیکھتے ہیں کہ اب اس فصل کی قیمت بڑھنے والی ہے تو وہ لے کر اسے سٹاک کر لیتا ہے- اگر اس سٹاک مافیا کو ختم کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ دن بدن جو چیزوں کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں یہ کم ہوں گی- Throughout the year price fix ہونی چاہیے کوئی بندہ بھی اس قیمت سے کم بیچے نہ زیادہ- لہذا میں دوبارہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ اس سٹاک مافیا کے خلاف کوئی action لینا چاہیے- حکومت نے A.D.P میں جو فنڈز رکھے ہیں میں انھیں appreciate کرتا ہوں وقت کی کمی

کی وجہ سے تمام ممبران سے سکیمیں نہیں لی گئیں ہماری کچھ on going سکیمیں بھی چل رہی ہیں ان میں بھی پیسے آئے ہوئے ہیں۔

میں استدعا کروں گا کہ ممبران کی priorities پر A.D.P کے فنڈز تقسیم کئے جائیں کیونکہ اگر میرے حلقے کے کوئی مسائل ہیں تو وہ میں زیادہ بہتر جانتا ہوں اور کسی دوسرے معزز ممبر کے مسائل ہیں تو وہ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔

جناب والا! میں آخری بات کر کے اپنی تقریر ختم کروں گا جیسے میں نے کہا کہ غریب تو چاہتا ہے کہ ہماری دال، روٹی سستی ہو اس کے علاوہ غریب کو بجٹ سے کوئی غرض نہیں ہے۔ اگر مختلف علاقوں میں غریبوں کے لئے پانچ اور تین مرلہ سکیمیں بنائی جائیں تو ہم لوگوں کو منہ دکھانے کے قابل ہو جائیں گے کہ ہم نے آپ کے لئے یہ کیا ہے۔ اب میں جناب کا زیادہ وقت نہیں لوں گا صرف ایک شعر عرض کروں گا۔

چلو اٹھو زمین کھودیں اور دل بو دیں
اس بے رنگ جینے سے نہ تم خوش ہو نہ میں خوش ہوں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب افتخار علی کھیتران!

جناب افتخار علی کھتران المعروف بابر خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس عوام دوست بجٹ کو appreciate کرنا چاہوں گا جو ہمارے ملنسار وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ نے وزیر اعلیٰ جناب شہباز شریف کی قیادت میں پیش کیا۔ یقیناً یہ عوام کے مزاج کا عکاس تھا اور جس طرح مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی کی اکثریت کے ساتھ یہ ایوان معرض وجود میں آیا ہے۔ یہ بجٹ ہماری commitment اور اعتماد کو reflect کر رہا ہے جس کے ساتھ ہم اس ایوان میں موجود ہیں۔ میں اپنی بجٹ تقریر کا آغاز لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے کرنا چاہوں گا اس کے بنیادی tools میں جوڈیشری اور پولیس سسٹم ہے۔ جوڈیشری کے حوالے سے یقیناً ضرورت تھی کہ ججز کو کم از کم وہ اعتماد ہو جس سے ان کی بہتر معیشت اور معیار زندگی کا سبب بن سکے، جو انھیں ایماندار رکھ سکے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا جوڈیشری سسٹم پر عام آدمی کا اعتماد ہے، کیا وہ یقین کرتا ہے کہ جب وہ عدالتوں میں جائے گا تو اس کے ساتھ انصاف ہو گا؟ ہم سب اس بات سے آگاہ ہیں کہ پاکستان اور پنجاب کے عوام جوڈیشری سسٹم کے حوالے سے اعتماد اور یقین کے ساتھ نہیں ہیں جو کہ ہونا چاہیے۔ اس کی بنیادی وجہ

ججز کے وہ فیصلے ہیں جن پر کوئی check نہیں ہے کہ یہ فیصلہ انصاف کے اصولوں کے مطابق ہے یا نہیں اور جب سڑکوں اور چوراہوں پر یہ گفتگو ہو کہ انصاف بکتا ہے تو پھر یہ ہمارے ملک اور ہمارے ایوان کے لئے ایک سوالیہ نشان ہے کہ ہماری سٹیٹ کیا کر رہی ہے؟

جناب سپیکر! جب ہم پولیس کے حوالے سے بات کرتے ہیں تو اس ایوان کے اندر پہلی تحریک استحقاق سردار سعید اکبر خان نے R.P.O فیصل آباد کے خلاف دی تھی۔ اسی طرح آج ہماری ایک خاتون ممبر نے شیخوپورہ میں لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے بات کی ہے۔ یہاں پر پولیس ڈیپارٹمنٹ کے لئے performance oriented incentives کی بات کی گئی لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسا سسٹم ہے کہ جو لوگ اپنی ڈیوٹی صحیح طریقے سے ادا نہیں کر رہے انھیں روک سکے۔

جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ اس کے لئے قانون سازی اور خصوصاً check system بنیادی چیزیں ہیں جب تک ان معاملات کو نہیں روکا جائے گا تو یہ بد اعتمادی، اقربا پروری اور لاء اینڈ آرڈر اسی طرح بڑھتا جائے گا۔ جب ہم بجٹ کو تعلیم کے حوالے سے دیکھتے ہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم کس حوالے سے اپنے لوگوں کو تعلیم فراہم کر رہے ہیں۔ میٹرک اور ایف۔ اے پاس کرنے والے نوجوان، اپنی فیملی کے لئے کس قدر مفید ہیں؟ جب ہم بات کرتے ہیں کہ ہماری زیادہ معیشت ایگریکلچر سے وابستہ ہے تو ایک شخص دس یا بارہ سال پڑھنے کے بعد جب واپس اپنے خاندان کے پاس جاتا ہے تو اس کی اپنے خاندان کے لئے کوئی عملی افادیت نہیں ہے۔ کیا زرعی ملک کے اندر ہمارا نظام تعلیم یہ فراہم کرتا ہے کہ جب بچہ اپنے آبائی پیشے کی طرف جائے تو وہ ان کے لئے بہتر سہولت کا سبب بن سکے لیکن یہاں پر وہی پولیٹیکل سائنس اور باقی سبجیکٹس پڑھائے جا رہے ہیں جن کی عملی طور پر کوئی افادیت نہیں ہے لیکن نام دیا جا رہا ہے کہ ہماری quality education بہتر ہو رہی ہے۔

میں استدعا کروں گا کہ ہمیں ایسے نصاب کی ضرورت ہے جو عملی طور پر افادیت پیدا کر سکے لہذا ایگریکلچر بطور عملی subject کی ضرورت ہے اور اسے سکولوں اور کالجز میں میٹرک، انٹرمیڈیٹ اور گریجوایشن تک لاگو کیا جائے۔ اسی طرح اگر کوئی فیملی کاروبار سے وابستہ ہے اور اس کا بچہ M.B.A or B.B.A نہیں پڑھتا تب بھی اسے بزنس کے basic concepts اور ideas واضح ہونے چاہئیں اور یہ نظام تعلیم ہی اسے فراہم کر سکتا ہے لہذا موجودہ حالات اور ضروریات کے مطابق ہمیں تعلیمی سلیبس کو review کرنا چاہیے اور ہمیں executive

approach کے ساتھ فیصلے کرنے چاہییں۔ محکمہ تعلیم کے اندر ایک اور اہم مسئلہ یہ ہے کہ پرائیویٹ اداروں کو مسلسل criticize کیا جا رہا ہے۔ پوری دنیا کے اندر کہیں بھی سٹیٹ یونیورسٹیز ہیں تو ان کا ایک اپنا معیار ہے جو سستی تعلیم مہیا کرتی ہیں لیکن private institutions اپنی reputation پر سٹوڈنٹس کو attach کرتے ہیں اور اگر وہ قیمت لیتے ہیں تو وہ performance پر لیتے ہیں اور لوگ ان پر اعتماد کرتے ہیں۔ لہذا اس بات کی ضرورت ہے کہ حکومتی تعلیمی اداروں کا معیار بہتر کیا جائے یہ ہماری اور حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم تعلیم کو کاروبار کا نام دے کر ان کا راستہ یا انھیں facilitate کرنا بند کر دیں۔

جناب سپیکر! اگر ہم صحت اور علاج کے حوالے سے دیکھیں تو جس علاقے لیہ سے میں آیا ہوں وہ اکنامک سروے اور facilities کے حوالے سے سب سے آخری نمبر پر declared district ہے وہاں ڈائلسیز اور ہیپاٹائٹس کا علاج لوگوں کی قوت برداشت سے باہر ہے کیونکہ جہاں لوگوں کا معیار زندگی کم ہے وہاں لوگ اس علاج کو afford نہیں کر سکتے لہذا استدعا ہے کہ جن امراض کے علاج کے لئے عام آدمی afford نہیں کر سکتا حکومت کو ان امراض کے لئے extra budget allocate کرنا چاہیے اور وہ بجٹ عام آدمی کے لئے دستیاب ہو۔ جیسے پہلے ذکر کیا جا رہا تھا کہ کسی village person کو کروڑ، ڈیڑھ کروڑ روپیہ available ہے تو عام آدمی کے لئے کم از کم معقول حد تک تو availability ہو۔

جناب والا! یہاں پر وزیر زراعت اولکھ صاحب تشریف فرما ہیں میں ان کی موجودگی میں عرض کروں گا کہ جب ہم ایگریکلچر کی طرف آتے ہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کھیتوں کے اندر کیا performance دے رہا ہے؟ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ بہت زیادہ committed ہو کر ناقص ادویات اور بیج کے حوالے سے کام ہو رہا ہے لیکن کیا ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کا فیلڈ سٹاف کسانوں کے کھیتوں میں موجود ہے یا وہ صرف ایم۔ پی۔ اے اور ایم۔ این۔ اے کے رقبے اور باغ کے اندر کام کر رہے ہیں؟ تو پھر ایسے ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر کاشتکار کو ٹیکنالوجی شفٹ ہو رہی ہے تو میں دعوے سے کہہ رہا ہوں کہ وہ پرائیویٹ کمپنیز کے ذریعے ہو رہی ہے۔ وہ ادارے جو ملٹی نیشنل ہیں techniques ان کے ذریعے آ رہی ہیں لیکن ہمارے ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کے آفیسرز کی performance نہ ہونے کے برابر ہے حتیٰ کہ کاشتکار اعتماد ہی نہیں کرتا کہ کوئی ادارہ موجود ہے اور میں جا کر وہاں سے معلومات یا guidance لے سکتا ہوں۔

on papers تو ہماری تمام چیزیں بہترین حالت میں ہیں اور perfect ہیں لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ on grounds ان کی کیا افادیت ہے؟ آپ بہتر جانتے ہیں کہ جو بھی پالیسی بنتی ہے اس کے اندر بہترین plus, minus, advantages show کئے جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ privilege ہیں وہ privilege ہیں لیکن اس کی output سڑک پر، لوگوں میں نظر نہیں آ رہی۔ ہم میاں شہباز شریف صاحب پر اعتماد کرتے ہیں اور یقیناً ان کا نام ہی اعتماد ہے۔ لوگ یہ یقین رکھتے ہیں کہ جب سے وہ آئے ہیں آفیسرز کے اندر performance کے حوالے سے بہت زیادہ بہتری آئی ہے لیکن اس بہتری کو عام آدمی تک پہنچانا اس بجٹ کی خوبی ہوگی۔ اگر اس بجٹ سے عام آدمی تک وہ facility نہیں پہنچتی تو یقیناً یہ ایک اچھا document تو ہو سکتا ہے لیکن اچھا آغاز ہم نہیں کہہ سکیں گے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ agriculture میں marketing system کی یقیناً اصلاح ہونے والی ہے۔ اگر انڈیا، مہاراشٹر میں internet کے ذریعے marketing system develop کیا جا سکتا ہے تو یہاں کیوں نہیں ہو سکتا؟ ایک جگہ کا آڑھتی وہاں کے لوگوں کو exploit تو کرے لیکن ہمارا marketing system کاشت کار کو facility فراہم نہ کرے کہ وہ اپنی جنس کی صحیح قیمت وصول کر سکے تو prediction, statistical department کی performance کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے جو اس بات کو واضح کر سکے کہ اس جنس کی قیمت آئندہ کیا ہوگی تاکہ مارکیٹ کے حوالے سے کاشت کار کو فصل کاشت کرنے سے پہلے یہ علم ہو کہ جس فصل کو میں کاشت کرنے جا رہا ہوں اس کا آئندہ future کیا ہوگا، اس کی pricing کی امکانی صورتحال کیا ہے؟ اس کو ہمیں systematically develop کرنا ہوگا۔

جناب سپیکر! جب ہم لاہور میں اسمبلی کی طرف آتے ہیں تو ہمیں اکثر ایک یا آدھا گھنٹہ دیر ہو جاتی ہے۔ ایسا سڑکوں پر رش کی وجہ سے ہوتا ہے۔ پنجاب میں shifting of population ایک بنیادی مسئلہ ہے۔ پورے پنجاب سے لوگ دیہاتوں سے اٹھ کر بڑے شہروں میں shift ہو رہے ہیں۔ آپ لاکھ planning کرتے جائیں، آپ لاکھ سڑکیں بناتے جائیں، super highways بناتے جائیں، mono train چلا دیں۔ جب آپ کی آبادی limit سے باہر ہوگی تو پھر ان سب چیزوں کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کراچی کی مثال ہمارے سامنے ہے جہاں حکومتی ادارے ناکام ہو چکے ہیں۔ امن و امان کے حوالے سے کوئی performance دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ ہمیں

چاہیے کہ جہاں سے لوگ shift ہو کر آ رہے ہیں ان علاقوں میں ساری بنیادی سہولتیں، روزگار کے مواقع فراہم کئے جائیں تاکہ لوگ بڑے شہروں میں نہ آئیں۔

جناب سپیکر! بجٹ کو جب میں نے لیہ کے نمائندے کے حوالے سے دیکھا تو مجھے ایسے لگا جیسا کہ لیہ سندھ کے بجٹ document میں ہو گا۔ مجھے اس بجٹ میں کہیں بھی لیہ کے حوالے سے کچھ نہیں نظر نہیں آیا۔ کافی کوشش کے بعد block allocation کے حوالے سے ذکر ہوا ہے۔ کیا declare پسماندہ ترین ضلع میں وہاں کے لوگوں کو ان کا share فراہم کیا جا رہا ہے، کیا بجٹ میں population proportionate کو سامنے رکھا گیا ہے؟ جنوبی پنجاب کا شمالی پنجاب پر یقیناً ایک سوال ہو گا لیکن میں سوال کرتا ہوں کہ آبادی کے تناسب کو کیا حیثیت دی گئی ہے، کیا جو development decide کی گئی ہے اس میں آبادی کو مدنظر رکھا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ جب bell ہوتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا جلد از جلد wind up کریں۔ کافی پہلے آپ کے لئے یہ bell ہو چکی تھی۔ چونکہ تمام دوستوں نے بات کرنی ہے لہذا اپنی بات مختصر کریں۔ ہاؤس کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب افتخار علی کھیتران العروف بابر خان: جی، بہتر ہے میں تین چار points بیان کر کے اپنی بات ختم کر لیتا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی، فرمائیے!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ پچھلے ہاؤس میں بھی تھے، ہم اکٹھے تھے میں نے اس وقت بھی یہ بات point out کی تھی، آج پھر دہراتا ہوں کہ جب یہ ہاؤس 80 ممبران کا تھا تو اس وقت بجٹ speech کے لئے چار دن ملتے تھے یعنی 20 آدمی ایک دن کے لئے بنتے تھے۔ اب یہ ہاؤس 371 ممبران پر مشتمل ہے لیکن اب ہمیں تین دن speech کے لئے مل رہے ہیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ ہمیں اس حساب سے وقت دیا جائے کہ 20 آدمی ہر روز بجٹ پر participate کرتے ہوئے تقریر کریں۔ یہ ایک ایسا اجلاس ہوتا ہے کہ ہر ممبر اس میں participate کرنا چاہتا ہے۔ ہم جو مختلف علاقوں سے elect ہو کر آتے ہیں۔ ہر معزز ممبر کے حلقہ کے different problems ہوتے ہیں۔

آپ کے اپنے مسائل ہیں، میرے حلقے کے مسائل مختلف ہیں۔ پارلیمنٹ کا مقصد ہی یہی ہوتا ہے، supremacy of the legislature اسی لئے ہوتی ہے کہ ہم مختلف علاقوں سے elect ہو کر آتے ہیں۔ ہر حلقے کے مختلف مسائل ہوتے ہیں اور معزز ممبران ان کو یہاں پر discuss کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے وزیر خزانہ صاحب کا تعلق گجرات یا منڈی بہاؤالدین سے ہے۔ آپ کو معلوم نہیں ہے کہ مظفر گڑھ میں کیا مسائل ہیں، ڈیرہ غازی خان میں کیا مسائل ہیں، ملتان میں کیا مسائل ہیں؟

جناب والا! ہمیشہ زندہ لوگ قوانین بناتے ہیں۔ ہم سے پہلے لوگ جو قوانین بنا گئے ہیں وہ اس وقت کی priorities تھیں، وہ اس وقت کی ترجیحات تھیں۔ انہوں نے اپنی مرضی کے مطابق، اپنی ترجیحات کے مطابق قوانین بنائے۔ آج ہمارے اس ہاؤس میں ممبران کی تعداد 80 سے بڑھ کر 371 ہو چکی ہے اس لئے جب ہاؤس میں ممبران کی تعداد بڑھ گئی ہے تو ان ممبران کا یہ بھی استحقاق ہے کہ انھیں budget speech کے لئے کم از کم پندرہ دن ملنے چاہیئیں۔ یہی میری گزارش ہے، اس چیز کو مدنظر رکھیں۔ You have the power, Speaker has the power آپ کے اختیارات میں ہے کہ تین دن کی بجائے آپ چھ یا سات دن کر سکتے ہیں۔ 1970 میں جب first time I got elected اس وقت یہاں پر اسمبلی کے 130 working days ہوتے تھے۔ تقریباً 9 یا 10 مہینے House in session رہتا تھا۔ اب آپ نے اس کو کم کر کے 70 کر دیا ہے۔ اس کے باوجود بھی بامر ضرورت، بڑی شدید ضرورت کے تحت اجلاس بلایا جاتا ہے۔ ورنہ ہمارے ارباب اقتدار کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ اجلاس نہ ہو۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اجلاس ہوتا رہے تو کافی مسائل حل ہو جائیں گے، discussion کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ مسائل حل ہو جائیں اس لئے میری یہ گزارش ہے، یہ آپ کے اختیار میں ہے، آپ وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی کہہ سکتے ہیں کہ مہربانی کر کے ہاؤس میں بجٹ speeches کے لئے دن بڑھائے جائیں۔ دیکھیں king is a person who makes at every step. You are in power now. اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ عہدہ دیا ہے، وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی عہدہ دیا ہے۔ وہ یہاں پر ایک نئی، منفرد تاریخ مرتب کر سکتے ہیں۔ تو میری یہی گزارش ہے کہ ان تین دنوں کو پندرہ دن کر لیا جائے۔ بہت مہربانی۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں سید ناظم شاہ صاحب کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اس لئے کہ باہر بیٹھی ہوئی اپوزیشن، میڈیا، الیکٹرانک میڈیا اور قوم، عوام، استحصال زدہ لوگ یہ نہ

سمجھیں کہ یہ اسمبلی صرف گفتند، نشستند اور برخاستند والی ہے۔ یہ تاثر نہیں ہونا چاہیے۔ اس لئے بجٹ پر بحث کے لئے دنوں میں اضافہ کیا جائے تاکہ بجٹ پر بھرپور بحث ہو سکے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! سید ناظم شاہ صاحب کی بڑی اچھی تجویز ہے لیکن ہمیں اس بات کا بھی خیال رکھنا ہوگا کہ ہمارے پاس آگے بجٹ پاس کرنے کے لئے دن بہت کم ہیں۔ سپیکر صاحب کے ساتھ ہماری Business Advisory Committee کی جو میٹنگ ہوئی تھی جس میں اپوزیشن کے حضرات بھی تشریف لائے تھے اس میں یہی فیصلہ ہوا تھا کہ جن چار دن کا ہم نے تعین کیا ہے ان میں وقت بڑھا دیا جائے کیونکہ آگے ہمارے پاس process of budget کو مکمل کرنے کے لئے زیادہ دن نہیں ہیں۔ ابھی ہم جس process سے گزر رہے ہیں اس کے مطابق انشاء اللہ 28 تاریخ کو بجٹ پاس ہوگا۔ اس میں ایک تو یہ تجویز کروں گا کہ آپ دن بڑھانے کی بجائے وقت بڑھا لیں۔ دوسری یہ تجویز ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر نہ لئے جائیں۔ اگر آپ آج کی کارروائی کو دیکھیں تو اس میں آدھے سے زیادہ وقت پوائنٹ آف آرڈر پر لگا ہوگا۔ اس کے لئے معزز ممبران سے بھی درخواست ہے کہ جو پوائنٹ آف آرڈر بجٹ سے متعلق نہ ہوں وہ نہ اٹھائے جائیں۔ آگے انشاء اللہ وقت ملے گا اور آپ ان معاملات پر بات کر سکیں گے۔ فی الوقت غیر ضروری پوائنٹ آف آرڈر کو allow نہ کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سعید اکبر نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ چونکہ اپوزیشن نے اس پورے بجٹ اجلاس کا بائیکاٹ announce کیا ہوا ہے۔ آپ کی کوشش کے باوجود بھی وہ اس House کی کارروائی میں حصہ نہیں لے رہے۔ اپوزیشن نے cut motions دینی ہوتی ہیں۔ ان cut motions پر دو دن صرف ہوتے ہیں لیکن اس دفعہ یہ cut motions نہیں آئیں گی جس کی وجہ سے دو دن بچ جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ دن بھی اگر main budget کی بحث میں آ جائیں تو پھر سارے معزز دوستوں کی بجٹ تقاریر کرنے کی خواہش پوری ہو سکتی ہے۔ اس اسمبلی کا یہ پہلا اجلاس ہے جس کی وجہ سے ہر معزز ممبر کی یہ کوشش ہے کہ وہ اپنے علاقے کے مسائل یہاں پر پیش کرے۔ اگر چھ مہینے پہلے اسمبلی وجود میں آتی تو پھر لوگ اپنے بہت سے مسائل حل کروا چکے ہوتے۔ ان کو حکومت کے نوٹس میں لا سکتے تھے۔ ان کو بجٹ کی development schemes میں لا

سکتے تھے۔ چونکہ ممبران ایسا نہیں کر سکے لہذا اب ان کی یہی خواہش ہے کہ وہ یہاں on the floor of the House اپنے مسائل بتادیں تاکہ وہ اپنے حلقہ کے لوگوں کو مطمئن کر سکیں۔ یہی ایک بجٹ اجلاس ہے جس میں ہر آدمی ہر قسم کی بات کر سکتا ہے۔ باقی اجلاسوں میں rule and procedure کے اندر رہ کر وہ بات کر سکتا ہے۔ ایک تو یہ بات ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا کہ 28 کو ہم نے بجٹ پاس کرنا ہے۔ یہ بجٹ تیس جون تک پاس ہونا ہے۔ اگر 16 تاریخ کو بجٹ پیش ہوا ہے یقیناً ٹائم کم ہے تو اس کام کو بہتر انداز میں consume کرنے کے لئے اور اپوزیشن کے بائیکاٹ کو بھی ہم بہتر انداز سے استعمال کر سکتے ہیں۔ اس سے لوگوں کے مسائل discuss ہوں گے اور ممبران کی خواہش بھی پوری ہو گی۔ بجٹ میں ہر ممبر کی نمائندگی ہوتی ہے۔ جس طرح سے شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ ایک منٹ میں تو ممبر اپنا introduction کروا سکتا ہے کیونکہ ممبران کی اکثریت نئی ہے انہوں نے اپنا تعارف تو کروانا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جیسا کہ وزیر خزانہ نے فرمایا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر کو بھی limit کیا جائے اس سے بھی وقت بچ سکتا ہے اور تقاریر ختم ہو سکتی ہیں۔ آخری بات میں یہ کہوں گا کہ میں نے اس ہاؤس میں یہ بھی دیکھا ہے کہ دو ٹائم اجلاس ہوئے ہیں۔ جب بجٹ پر بات کرنے کی لوگوں کو زیادہ خواہش ہوتی ہے تو دو وقت بھی اجلاس ہوتا رہا ہے تاکہ ہر آدمی اپنی بات کر سکے۔ آپ کے پاس یہ تمام option موجود ہیں اور ان کو سامنے رکھ کر آپ فیصلہ کر سکتے ہیں۔ ہماری یہ خواہش اور request بھی ہے کہ جتنے آدمیوں نے بجٹ میں حصہ لینا ہے ان کو اس میں participation کا موقع ضرور ملنا چاہیے۔

محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جس طرح سے وزیر خزانہ نے کہا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر کم سے کم بات کی جائے۔ آپ اپنی بات کو ایک منٹ میں ختم کریں۔

محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! جیسا کہ ہمارے فاضل دوست سعید اکبر خان صاحب فرما رہے تھے چونکہ ہم پچھلی دفعہ قومی اسمبلی میں تھے تو وہاں پر سپیکر صاحب نے جو advisory committee بنائی ہوئی تھی اس کا میں بھی ممبر تھا۔ جناب قومی اسمبلی میں بجٹ کے موقع پر ہمیشہ دو sitting ہوتی رہی ہیں۔ صبح ساڑھے دس بجے سے رات بارہ بجے تک اجلاس ہوتا رہا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس کی timing بڑھا دیں یہ کوئی قرآن کا لفظ نہیں ہے، حدیث کا لفظ نہیں ہے

تمام لوگ یہاں پر بولنا چاہتے ہیں ہمیں کیا جلدی ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اسمبلی کی sitting بڑھائی جائیں ہم بیٹھنے کے لئے بھی تیار ہیں اور جہاں تک کورم کا مسئلہ ہے یہ پوائنٹ آؤٹ نہیں ہو گا۔ اپوزیشن بھی موجود نہیں ہے اور نہ ہی cut motions آنی ہیں اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے 70 دن بہت کم ہیں۔ دو دو مہینے آپ اجلاس call نہیں کریں گے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ آپ اسمبلی کی sittings کو بڑھائیں۔ قومی اسمبلی میں یہ طریقہ کار ہے کہ وہاں پر lunch وہ خود entertain کرواتے ہیں اور اجلاس صبح ساڑھے دس بجے سے لے کر ساڑھے گیارہ بجے رات تک چلتا رہتا ہے۔ میں چونکہ وہاں بھی ممبر رہا ہوں اس لئے میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ تمام ممبران کو بات کرنے کا موقع دیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس کے اندر صرف یہ بات کروں گا کہ آج چونکہ جمعہ کا دن ہے۔ معزز ممبران اگر بات کرنا چاہتے ہیں خواہش ہماری بھی یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ ممبران اس بجٹ پر بات کریں۔ اگر معزز اراکین چاہیں تو جمعہ کی break کے بعد اس اجلاس کو دوبارہ continue کر سکتے ہیں اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ وقفہ کچھ زیادہ لمبا ہے تو کل ہفتے کا پورا دن utilize کر سکتے ہیں۔ اس طرح ہم تمام ممبران کو بات کرنے کا موقع دے سکتے ہیں۔ میرے خیال میں آج تو سب کو اطلاع بھی نہیں ہے اس لئے کل ہم سارا دن اجلاس چلائیں گے اور اس کے متعلق ہم باقاعدہ طور پر بھی آپ کو بتا دیں گے۔ معزز رکن سے اب میری یہ گزارش ہے کہ وہ اپنی بات کریں۔ (قطع کلامیاں)

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! جب کل سارا دن اجلاس ہو گا تو کیا پھر lunch آپ کی طرف سے ہو گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بات چیمبر میں بیٹھ کر ہو جائے گی اور کل کے بارے میں ساری modalities طے کر لیں گے۔ وزیر خزانہ صاحب کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں گے۔ جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! ابھی میرے بھائی بات کر رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ دو بجے کے بعد بھی اجلاس بلایا جائے۔ importance ہی کی بات ہے اگر آپ دیکھیں کہ کل کورم point out ہوا اور یہاں پر ممبرز نہیں تھے۔ ممبران کو interest لینا چاہیے اور بعض ایسے فاضل ممبر ہیں جو جیسے ہی اپنی تقریر کرتے ہیں تو وہ چلے جاتے ہیں۔ ہم اس کے لئے تیار ہیں میری اپنے ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ بھی discussion ہوئی ہے ہم دوسرے اجلاس کے لئے بھی تیار ہیں

اور اتوار کو اجلاس کرنے کے لئے بھی تیار ہیں ہمارے پاس کافی options ہیں۔ لیکن اہم بات یہ ہے کہ ہمارے جو فاضل ممبران ہیں وہ اس میں اپنا show interest کریں۔ جیسے آج صبح کی بات ہو رہی ہے کہ اگر ممبران کا interest ہو تو ان کو 9 بجے تک آ جانا چاہیے۔ جناب 9 بجے کا ٹائم ہے اور لوگ دس گیارہ بجے آ رہے ہیں۔ یہ دونوں طرف سے interest ہو گا تو تب ہی بات بنے گی۔ لیکن گورنمنٹ مسائل سننے کے لئے تیار ہے اور اس کا حل تلاش کرنے کے لئے بھی تیار ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اس بات کو اب یہیں پر ختم کرتے ہیں۔ آج بیٹھ کر اس پر بات کر لیں گے اور کل کا پورا شیڈول دے دیں گے۔ پھر آپ سے بھی میری یہی گزارش ہو گی کہ آپ بھرپور interest لیں اور پورا دن یہاں پر موجود رہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ بات ہو سکے اور input آ سکے۔ آپ ایک منٹ میں اپنی بات ختم کریں تاکہ میں معزز رکن کو ٹائم دے سکوں۔ سید حسن مرتضیٰ!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے لوگ ایک پوائنٹ آف آرڈر پر پوری پوری تقریر کر لیتے ہیں اور پھر اپنے ٹائم کے انتظار میں بیٹھے ہوتے ہیں کہ ہمیں ٹائم ملے گا۔ اب شاہ صاحب ہیں انہوں نے بھی اپنی پوری تقریر کر لی ہے، نوانی صاحب ہیں انہوں نے بھی پوری تقریر کر لی ہے۔ ہم جو ممبران ہیں کل بھی نام دے کر بیٹھے رہے لیکن ہمیں ٹائم نہیں ملا آج پھر بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ٹائم نہیں مل رہا۔ ہر پانچ منٹ کے بعد پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھتے ہیں اور پورے اپنے مسائل بتا کر تقریر کر لیتے ہیں اور پھر بیٹھ جاتے ہیں اس طرح تو جناب نہیں چلے گا۔ آپ ایک دن ان کے لئے بھی مختص کر دیں اور اس کے بعد ہمارے لئے کوئی ٹائم رکھ لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت بہت شکریہ۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ان پر پابندی لگا دیں۔ (قطع کلامیاں)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بزرگ پارلیمنٹیرین ہیں آپ کو پتا ہونا چاہیے کہ chair کی طرف سے ایک بات ہو چکی ہے اور میں نے floor کسی اور رکن کو دے دیا ہے تو ہاؤس کی proceeding کو آگے چلنے دیں۔ آپ تشریف رکھیں اور جب سپیکر بول رہا ہو تو مہربانی فرما کر سپیکر کی بات سن لیا کریں۔ میں صرف اتنی بات کرنا چاہتا ہوں کہ ممبران کے interest کا یہ حال ہے کہ آج اجلاس کا وقت صبح نو بجے کا تھا اور ہمیں ہاؤس کی proceeding دس بج کر بیس منٹ پر شروع کرنی پڑی ہے

کیونکہ معزز اراکین یہاں پر پہنچے نہیں تھے۔ اگر آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو ایوان کی کارروائی کو وقت پر شروع کروائیں تاکہ سب کو ٹائم ملے اور اب میری آپ سے دوبارہ آخری بار گزارش ہے کہ آپ تشریف رکھیں اور آپ اپنی بات کریں۔

جناب افتخار علی کھتران المعروف بابر خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک اہم مسئلہ جو Indus river کی وجہ سے پورے ریجن میں پیدا ہو رہا ہے۔ میانوالی، بھکر، لیہ اور آگے رحیم یار خان تک دریا کے کٹاؤ کا مسئلہ ہے۔ Indus river کا مسلسل راستہ تبدیل ہوتا رہتا ہے جس کی وجہ سے لوگوں کی لاکھوں ایکڑ اراضی دریا برد ہو جاتی ہے اور وہاں کے انسان کسی کھاتے میں نہیں رہتے۔ اس حوالے سے میری یہ گزارش ہے کہ اس کو channelize کریں یا پھر اس کا کوئی proper solution نکالیں تاکہ وہ لوگ جو دربدر ہو رہے ہیں زمین کی تباہی کی وجہ سے افلاس کا شکار ہوتے ہیں اس حوالے سے گورنمنٹ کو سنجیدگی سے توجہ دینی چاہیے۔

جناب سپیکر! ایک اور معاملہ جو works department سے متعلقہ ہے کہ جب تک work development کے اندر کمشن مافیا کا خاتمہ نہیں ہو گا اس وقت تک ترقیاتی کام نہیں ہوں گے۔ جب contractors فون کر کے کہیں گے کہ ہم نے works department والے شخص کو قیمت ادا کر دی ہے اور ہمارے بل پاس نہیں کر رہا۔ آپ خود سوچیں کہ اس سے کیا تصور پیدا ہوتا ہے بجائے اس کے کہ وہ کہیں کہ ہمارا quality of work ٹھیک ہے اور انہیں ہماری payment کرنی چاہیے۔ یہاں تصور یہ ہے کہ وہ آفیسرز کو جب pay کرتے ہیں تو ان کے بل ادا ہوتے ہیں۔ عوام کا ایسا سرمایہ جو development سے متعلق آفیسر کے کمشن کے بعد عوام کو deliver ہو تو لوگوں میں اس کا کیا تاثر ہو گا اور ہمارے پاس کیا اخلاقی جواز ہو گا۔

جناب سپیکر! آخر میں water filtration plant کے حوالے سے بات کروں گا کہ بغیر کسی معقول وجہ کے یہ دیکھے بغیر کہ اس چیز کی یہاں ضرورت ہے یا نہیں لیہ اور اس قسم کے دوسرے علاقوں میں arsenic problem ہے اور وہاں پر بھی filtration plant لگائے گئے جن کی کوئی افادیت نہیں۔ جو پلانٹ وہاں پر لگائے گئے ہیں وہ arsenic کو کنٹرول نہیں کرتے اس لئے اس بات کا بھی جائزہ لیا جائے کہ جن لوگوں نے وہاں پر filtration plant کی اجازت دی اور یہ دیکھے بغیر کہ وہاں پر مسائل کیا ہیں، پانی کا مسئلہ کیا ہے اور قوم کا قیمتی سرمایہ برباد کر دیا۔

اس حوالے سے میری یہ گزارش ہے کہ rationalization ہونی چاہیے۔ سب سے آخر میں سپیکر صاحب میں یہی کہنا چاہوں گا کہ جہاں پر ناانصافی ہوگی تو دو بھائی بھی اکٹھے نہیں بیٹھیں گے اور جہاں پر انصاف ہوگا تو سارا زمانہ ایک نکتے پر اکٹھا ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ ڈاکٹر آمنہ بٹر صاحبہ!

DR. AMNA BUTTAR: Mr. Speaker thank you very much for giving me the opportunity to speak regarding the Budget before I start my discussion on the budget I want to pay tribute to my leader Mohterma Banazir Bhutto Shaheed because without her efforts and sacrifice, dedication, and wisdom none of us would be here today. I also want to pay tribute to Quaid-e-Awam Zulfiqar Ali Bhutto Shaheed as, it is his vision and his sacrifices that are keeping Pakistan safe and keeping Pakistan where Pakistan is today. I Mr. Speaker through you, before I congratulate Finance Minister, I want to congratulate the Leaders of two major parties in Pakistan Co-Chairman Asif Ali Zardari of Pakistan Peoples Party and Mr. Nawaz Sharif of P.M.L (N). I also want to congratulate Chief Minister Mr. Shahbaz Sharif. My highest commendations and heartiest congratulations to Finance Minister Mr. Tanvir Ashraf Kaira in his…

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، احمد خان بلوچ!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! محترمہ انگلش میں تقریر کر رہی ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ وہ نہیں کر سکتی ہیں۔ وہ کر سکتی ہیں لیکن پہلے ہاؤس سے اجازت لینا ضروری ہے۔

محترمہ ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! دوسرے لوگوں نے بھی انگلش میں تقریر کی ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! پچھلے سیشن میں جب میں نے عربی میں تقریر کی تھی تو آپ نے کہا تھا کہ اس ہاؤس میں صرف اردو میں ہی بول سکتے ہیں۔ اگر آج انہیں انگلش میں تقریر کرنے کی اجازت ہے تو پھر میں اپنی بجٹ تقریر عربی میں کروں گا۔ مجھے بھی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے اس وقت بھی آپ سے فرمایا تھا کہ یہاں پر ہمارے پاس عربی رپورٹرز نہیں ہیں اور جس طرح point out کیا گیا ہے اگر سپیکر اجازت دے دے تو انگلش میں تقریر ہو

سکتی ہے۔ جب انہوں نے start کیا ہے تو انہیں پوری اجازت ہے کہ وہ اپنی تقریر کر لیں۔ پلیز آپ اس کو آگے چلنے دیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

DR. AMNA BUTTAR. Mr. Speaker I officially ask your permission to speak in English.

MR. SPEAKER: Go ahead.

DR. AMNA BUTTAR: Thank you. My highest commendations and heartiest congratulations to Finance Minister Mr. Tanvir Ashraf Kaira for preparing and presenting this budget that is a glorious and stupendous budget and this is a budget that is a historic budget and in the history of Punjab this is a most balanced and complete budget. This is a budget that bridges the gap between “haves” and “have: nots”. This is budget that is poor friendly and gender sensitive and provides short term subsidy of 17 billion rupees to poor and oppressed, and also provides long term development projects especially to the poor families and especially this budget is important because it has come at a time when for past 8 years the poor people of Punjab have been suppressed and oppressed by the hegemony of dictatorship and sham democracy. This is a budget that is a silver lining at the end of the darkest clouds in the history of Punjab. For past 8 years we have been suffering and now there is a ray of hope and also this budget is unique because this is a budget that is presented by a coalition Government. It gives us hope that this budget coalition which a micro-cosm of the coalition Government; we can serve together and work together and make it possible and Insha-Allah with this budget we will have a prosperous Punjab and we will have progress. There are many points of this budget that I want to highlight but my esteemed colleagues have already highlighted most of them. I will focus on few departments that I am interested in and I will first highlight the points of budget and then give some humble suggestions for those departments. As a Medical Doctor, I have practiced for many years in America and have started three different healthcare programmes in three different states in America and also was serving as an Advisor to Secretary of Health in the United States of America. I know a little bit about healthcare management. In healthcare, I want to say that this is very commendable that the budget has been increased for health department, and also the most commendable

part of this is that it gives attention to poor; providing free medications to poor is going to give great relief for poor.

آج کل امیر تو ہر جگہ اپنا علاج کرا سکتے ہیں۔ امیر تو ملک سے باہر بھی جا کر اپنا علاج کرا سکتے ہیں مگر غریب اور مڈل کلاس کے لوگوں کے لئے اگر کوئی بیمار ہو جائے تو اپنے آپ کو گروی رکھنا پڑتا ہے اور ساری عمر اس قرض کی لعنت سے نکلنے کے لئے گزر جاتی ہے۔

ڈاکٹر اسد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر اسد اشرف!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ممبرز official gallery میں نہیں بیٹھ سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ یہاں سے اٹھ کر باہر آ جائیں آپ یہاں پر نہیں بیٹھ سکتے۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! اسی کی continuation میں دوسری بات یہ ہے کہ اتنے سارے پوائنٹ آف آرڈر جو آ رہے ہیں ان مسائل کا حل یہ ہے کہ پچھلی اسمبلی میں سپیکر صاحب نے Rules of Business Amendment Committee بنائی تھی۔ اس کی recommendation آئی تھی۔ اس میں question hour کتنے سوال ہوں گے، supplementary کتنے ہیں، اس کے علاوہ دوسری تمام کلاز کو detail سے دیکھا گیا تھا اور اس کی recommendations بھی آ چکی ہیں اور وہ کافی سینئر پارلیمنٹیرینز تھے جنہوں نے یہ کیا تھا۔

جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے سیکرٹری اسمبلی صاحب سے میری یہ گزارش ہے کہ وہ recommendations آپ کو دیں تاکہ آپ اس کو implement کرائیں اور یہ تمام مسائل ختم ہوں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ آمنہ بٹر صاحبہ!

DR. AMNA BUTTAR: The main part of this healthcare expenditure is to provide relief to poor people. It will be giving the emergency services to all districts and this is highly commendable. I want to point out the biggest problem that we are facing the plague of hepatitis B+C.

میرے esteemed colleagues نے پہلے کہا ہے کہ ہیپاٹائٹس بی اور سی گندے پانی کے استعمال سے ہوتا ہے، ایسا نہیں ہے۔ گندے پانی کے استعمال سے ہیپاٹائٹس اے ہو سکتا ہے، ہیپاٹائٹس بی اور سی نہیں ہوتا۔ ہیپاٹائٹس بی اور سی صرف اور صرف majority of the time dentist, Doctor's office and hospitals سے ہوتا ہے جہاں پر sterilization کی techniques نہیں use کی جاتیں۔ پاکستان میں ایک عام شخص at least nine to ten injections per year from the G.P's office لیتا ہے وہاں پر گندی سرنجز استعمال کی جاتی ہیں۔ یہ مسیحا جنہیں ہمارے لئے cure لانا چاہیے اور وہی ہمارے لئے angels of death بنتے ہیں۔

Hepatitis B & C are preventable and completely curable diseases and yet in this country the people are getting hepatitis B and C from the doctor's office dentist's office, and hospitals and it is very sad event. We must do all we can prevent this disease.... ہمیں ان dentists, Doctor's office and hospitals کا ایک complete crack down کرنا چاہیے جہاں پر sterilization techniques استعمال نہیں ہو رہیں۔ ہمیں ہسپتالوں میں infection control کی طرف دیکھنا چاہیے۔ پرائیویٹ اور گورنمنٹ ہسپتالوں میں infection control کا کوئی mechanism نہیں ہے۔ آپ ایک minor procedure کروانے کے لئے جاتے ہیں اور آپ کو infection ہو جاتی ہے اور پھر اس کی complications ہوتی ہیں اور پھر آپ کو ان کی وجہ سے problems ہوتے ہیں۔ اس لئے Health sector must

اس وقت ہسپتالوں میں ایک اور بہت بڑا problem look at infection control ہے وہ یہ ہے کہ پچھلے کچھ مہینوں میں

Personally I have experience of emergency room in two or three different hospitals

from the behaviors of میں بہت زیادہ shock ہوئی ہوں اور پریشان ہوئی ہوں doctors یہ مسیحا، یہ لوگ جن کو kindness کا attitude لے کر غریبوں کی طرف جانا چاہیے کیونکہ یہی لوگ جب پرائیویٹ ہسپتالوں میں کام کرتے ہیں تو ان کے attitude میں فرق ہوتا ہے۔ میں خود ڈاکٹر ہوں اور میں ڈاکٹروں کو professionalism کی training دیتی ہوں۔ میں بہت زیادہ shock ہوئی ہوں کہ انہی ڈاکٹروں کا غریبوں کے ہسپتالوں میں، گورنمنٹ کے ہسپتالوں میں attitude بہت برا ہوتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ میڈیکل کالجوں میں ہم یہ بات لازمی کریں کہ professionalism کی training دی جائے۔ نرسنگ سکولوں میں professionalism کی training دی جائے اور جو ڈاکٹر practice کرتے ہیں ان کو professionalism کی training دی جائے۔ اس کے علاوہ ہسپتالوں کی regulation کا کوئی mechanism نہیں ہے۔ پرائیویٹ اور پبلک ہسپتالوں میں regulation ہونی چاہیے یہ بہت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ ہسپتالوں میں سکیورٹی فراہم ہونی چاہیے بچے اغواء ہو رہے ہیں، خواتین rape ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر! مجھے ایک چیز بجٹ میں نظر نہیں آئی وہ mental health کی provision ہے۔ جو لوگ دماغی امراض کے مریض ہیں ان کے لئے کوئی provision نہیں ہے۔ ان کے لئے provision ہونی چاہیے کیونکہ وہ society کا سب سے down trodden aspect ہوتے ہیں۔

Rural Health میں سب سے بڑا problem یہ ہے کہ آپ نے جو Rural Health Centre اور Basic Health Units کے لئے بجٹ allocate کیا ہے مگر ڈاکٹر جاتے نہیں ہیں اور نرسیں جاتی نہیں ہیں۔ آپ کو چاہیے کہ آپ انہیں incentive دیں، higher salary ہو، residence اور سکیورٹی کے انتظامات کئے جائیں اور specially women کے لئے تاکہ وہ rural areas میں جائیں۔

جناب سپیکر! حکومت نے غریب بچوں کے لئے یہ determine کیا ہے کہ ان کو مفت تعلیم دی جائے گی۔ اس میں آپ یہ کر سکتے ہیں کہ جن بچوں کو آپ free professional education provide کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! میں چاہوں گی کہ مجھے بھی اپنی بات کرنے کا موقع دیا جائے جس طرح اور اراکین کو بھی موقع دیا گیا ہے کیونکہ بہت سارے مسائل ہیں جو میں کہنا چاہتی ہوں۔ یہ میرا استحقاق ہے کہ میں جو کہنا چاہ رہی ہوں مجھے وہ کہنے کا موقع دیا جائے۔ آپ کا بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس میں پھر اس طرح کرتے ہیں کہ آج House کا وقت ختم ہو چکا ہے اور آج جمعہ کی break بھی ہے۔ اگر آپ کی کوئی بات رہ گئی ہے تو پھر آپ کل صبح اپنی بات مکمل کر لیجئے گا۔ اب جمعہ کی نماز کا وقفہ کرنا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ آج ہم اس کو ختم کر دیں اور آپ کل صبح میں آپ سے بجٹ پر بحث کا آغاز کروالوں گا۔ میں صرف اتنی بات ممبران کو بتانا چاہوں گا کہ ابھی ہاؤس میں جو discussion ہوئی ہے اس کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ کل صبح 10:00 بجے کارروائی شروع ہو گی اور 2:00 بجے تک جاری رہے گی اور 2:00 بجے سے 4:00 بجے تک کھانے کا وقفہ کیا جائے گا۔ Minister Finance he was very kind انھوں نے ممبران کے کھانے کی ذمہ داری لی ہے۔ ہم وقفے کے بعد دوبارہ پھر House کو convene کریں گے اور پھر جب تک ممبران چاہیں گے ہم House کو چلائیں گے۔

اب اجلاس کل بروز ہفتہ مورخہ 21۔ جون 2008 صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ کل بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔ عام بحث کے لئے 23۔ جون 2008 تک کے دن مختص کئے گئے ہیں۔ بہت شکریہ

199

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 21۔جون2008

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال 2008-09 پر عام بحث جاری رہے گی۔

201

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

ہفتہ، 21-جون 2008

(یوم السبت،16-جمادی الثانی 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 36 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

قُل لِّعِبَادِيَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ يُقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُنفِقُواْ مِمَّا رَزَقۡنَٰهُمۡ سِرّٗا وَعَلَانِيَةٗ مِّن قَبۡلِ أَن يَأۡتِيَ يَوۡمٞ لَّا بَيۡعٞ فِيهِ وَلَا خِلَٰلٌ o

سورة ابراہیم آیت 31

(اے پیغمبر) میرے مومن بندوں سے کہہ دو کہ نماز پڑھا کریں اور اس دن کے آنے سے پیشتر جس میں نہ (اعمال کا) سودا ہوگا اور نہ دوستی (کام آئے گی) ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے درپردہ اور ظاہر خرچ کرتے رہیںo

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ قاری غلام رسول نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ
اے احمد مرسل نُور خدا تیری ذات و صفات کا کیا کہنا
پڑھتے ہیں ملائک صلی علیٰ تیری شان اولیٰ کا کیا کہنا
اے احمد مرسل نُور خدا تیری ذات و صفات کا کیا کہنا
بد خُلق جو تھے وہ نیک ہوئے،لڑتے تھے ہمیشہ جو ایک ہوئے
سب جھگڑے تو نے مٹا دیئے ، تیرے فہم و ذکا کا کیا کہنا
اے احمد مرسل نُور خدا تیری ذات و صفات کا کیا کہنا
دشمن نے تجھے جو کچھ بھی کہا ، تو اللہ نے اس کا جواب دیا
پر تو نے پلٹ کر کچھ نہ کہا ،تیرے حلم و حیا کا کیا کہنا
اے احمد مرسل نُور خدا تیری شان اولیٰ کا کیا کہنا

جناب قائم مقام سپیکر: آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم،بسم اللہ الرحمن الرحیم۔کارروائی کا آغاز کیا جاتا ہے۔محترم وزیر خزانہ صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔جی،کائرہ صاحب!

خراج عقیدت

محترمہ بے نظر بھٹو (شہید) کو جمہوریت کے لئے جان قربان کرنے پر خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے دعائے مغفرت

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر!آج شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کی 55 سالگرہ ہے۔ انہوں نے جمہوریت کی خاطر اپنی جان قربان کی ان کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سارے معزز ممبران سے گزارش ہے کہ محترمہ کے لئے فاتحہ پڑھ لیں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

پیر محمد اشرف رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! 26 جون کو آپ نے اجلاس رکھا ہوا ہے جبکہ اس دن ہمارے علاقے میں ضمنی انتخابات ہو رہے ہیں۔ اگر ہم یہاں اسمبلی اجلاس میں آتے ہیں تو پھر ووٹ دینے کے آئینی حق سے محروم ہو جاتے ہیں۔ بہت سے ایسے ملازمین ہیں جو کہ اس حلقے میں رہائش پذیر ہیں۔ انھیں بھی ووٹ cast کرنے کے لئے جانا ہوگا۔ لہذا آپ مہربانی کرتے ہوئے اجلاس کے اس schedule پر نظر ثانی فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پیر صاحب! بجٹ منظور کروانا بھی عوام کا آئینی حق ہے اور ہم نے اس کو منظور کروانا ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق نمبر 2، محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کی طرف سے ہے۔

ای۔ڈی۔او(آر) چکوال کا معزز رکن اسمبلی سے نامناسب رویہ

(---جاری)

محترمہ فوزیہ بہرام: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! جب میں نے یہ تحریک استحقاق پیش کی تھی تو اس وقت وزیر قانون صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ اس تحریک کو تین دن کے لئے pending کر دیا جائے۔ انھوں نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ اپنے چیمبر میں اس حوالے سے پہلے بات کریں گے۔ چنانچہ میں ان کے چیمبر میں گئی تھی اور انھیں سب کچھ detail سے explain کیا۔ انھوں نے میرے ساتھ اتفاق کیا کہ وہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنے کی مخالفت نہیں کریں گے تو میری آپ سے التماس ہے کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! اس کا جواب ہمیں موصول ہو چکا ہے جس میں concerning person نے un-conditionally معافی مانگی ہے لیکن اگر میری بہن معزز رکن اسمبلی چاہتی ہیں تو اسے بے شک کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ انھوں نے آپ سے معافی مانگی ہے۔اس کے باوجود اگر آپ چاہتی ہیں کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے تو پھر ہم اسے کمیٹی کے سپرد کر دیتے ہیں۔ یہ آپ بتائیں؟

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! یہ بات صرف میری ذات کی نہیں تھی۔اس کی کچھ details ایسی ہیں کہ جو میں ہاؤس میں بیان کرنا مناسب خیال نہیں کرتی اس لئے میں یہ چاہتی ہوں کہ اسے آپ استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں اچھی بات ہے۔ فوزیہ بہرام صاحبہ کی یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔اگلی تحریک استحقاق نمبر 4، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا صاحب کی ہے۔وہ تشریف فرما نہیں ہیں لہذا ان کی اس تحریک کو pending کیا جاتا ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 5 ہے۔ ان کی درخواست آئی ہے، یہ بھی pending کی جاتی ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 6، میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا کی طرف سے ہے۔

ایڈیشنل سیکرٹری (ٹیکنیکل) مواصلات کا معزز رکن اسمبلی کو محکمانہ معلومات فراہم نہ کرنا

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے علم میں آیا ہے کہ LAFCO جو کہ ایک پرائیویٹ ٹھیکیدار کمپنی ہے وہ فیصل آباد، لاہور سڑک کے اوپر ٹول پلازہ پر عوام کو لوٹ رہے ہیں اور مقرر کردہ ریٹ سے زائد رقم وصول کر رہے ہیں اور عوام کو وہ سہولیات مہیا نہیں کر رہے جو ان کو کرنی چاہیئں۔اس کے لئے میں سیکرٹری مواصلات کے پاس گیا اور ان سے مطالبہ کیا کہ LAFCO اور حکومت پنجاب کے مابین معاہدہ کی کاپی مہیا کی جائے۔ انہوں نے ایڈیشنل سیکرٹری (ٹیکنیکل) کو ہدایت کی لیکن انہوں نے بتایا کہ وہ ایسا نہیں کر سکتے یعنی کہ وہ مجھے معاہدے کی کاپی یا اس کی information مہیا نہیں کر سکتے کیونکہ یہ معاہدہ خفیہ ہے اور عوام کے سامنے نہیں لایا جا سکتا۔ میں اس وقت بہت حیران ہوا کہ آیا یہ کوئی ایٹم بم بنانے کا معاہدہ تھا یا سڑک بنانے کا معاہدہ ہے جس کو عوام

کے سامنے نہیں لایا جا سکتا۔ اس پر میں نے مطالبہ کیا کہ یہ بات مجھے تحریری طور پر دی جائے اور میں نے اپنے پیڈ پر لکھ کر یہ مطالبہ ان کو پیش کر دیا۔ اس پر ایڈیشنل سیکرٹری (ٹیکنیکل) نے مجھے بتایا کہ دو دن بعد جواب دے دیا جائے گا۔ اس کے بعد میں نے ان کے دفتر کے چار چکر لگائے لیکن مجھے certificate مہیا کیا گیا اور نہ ہی اطلاع کی گئی اور مختلف حیلوں بہانوں سے ٹرخا دیا گیا کہ جناب آج فائل وزیر اعلیٰ کے پاس چلی گئی ہے، آج فائل چیف سیکرٹری کے پاس چلی گئی ہے اس لئے آپ اگلے دن آ جائیں۔ مذکورہ افسر کا رویہ بالکل cooperative نہ تھا۔ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ عوامی نوعیت کی کوئی بھی اطلاع عوام یا عوام کے نمائندوں سے مخفی نہیں رکھی جا سکتی اور اگر اس کو مخفی رکھا جائے گا تو transparency کا تقاضا پورا نہیں ہو سکے گا۔ دفاتر کا عملہ یہ information دینے کا پابند ہے اور یہ عوام کا بنیادی حق ہے۔ میں یہاں یہ بھی اضافہ کرتا چلوں کہ یہ 4۔ ارب روپے کا معاہدہ تھا جس کے اندر آپ کو بہت سی embezzlements اور favouritism نظر آئے گی۔ افسر مذکورہ نے یہ اطلاع نہ دے کر اور لکھ کر جواب نہ دے کر میرا استحقاق مجروح کیا ہے۔ صرف میرا نہیں بلکہ ان تمام عوام کا جو سڑک پر سے گزرتے ہیں یا اس سو کلو میٹر کے ارد گرد رہتے ہیں کیونکہ عوام اس کی وجہ سے تکالیف میں مبتلا ہیں۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر اقلیتی امور۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے یہ ہمیں کل موصول ہوئی ہے اس کا ابھی جواب نہیں آیا لیکن آج ہم یہ ensure کریں گے کہ اس کا جواب موصول ہو جائے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اسے کل تک کے لئے pending کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ کل تک کے لئے اس تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ بابت سال 09-2008 پر عام بحث

(---جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: سالانہ بجٹ بابت سال 09-2008 پر بحث کا آغاز مورخہ 19- جون 2008 کو ہوا تھا۔ آج بھی بحث جاری رہے گی۔ پہلے 19- جون کی فہرست سے رہ جانے والے اراکین بحث میں حصہ لیں گے اس کے بعد 20- جون کی فہرست سے رہ جانے والے اراکین بحث میں حصہ لیں گے اور پھر آج کی فہرست والے معزز اراکین کو بحث کی دعوت دی جائے گی۔ واضح رہے کہ آج کے دن کے لئے میرے پاس 75 معزز اراکین کی فہرست موجود ہے۔ جیسا کہ کل اعلان کیا گیا تھا آج کے اجلاس میں دو نشستیں ہیں۔ پہلی نشست دو بجے تک جاری رہے گی دو بجے سے چار بجے تک نماز اور کھانے کا وقفہ ہوگا۔ وزیر خزانہ کی طرف سے اسمبلی کے کیفے ٹیریا میں مرد اراکین کے کھانے کا بندوبست کیا گیا ہے اور اس سے ملحقہ کمیٹی روم (سی) میں خواتین اراکین کے لئے کھانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ دوسری نشست سوا چار بجے شروع ہوگی اور اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کہ آخری معزز رکن اپنی تقریر مکمل نہ کر لیں۔ اب ہم کارروائی کا آغاز کرتے ہیں اور سب سے پہلے میں ڈاکٹر آمنہ بٹ کو دعوت دیتا ہوں جو کل اپنی تقریر مکمل نہیں کر سکی تھیں۔

ڈاکٹر آمنہ بٹ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جناب سپیکر! میں تہاڈا شکریہ ادا کرنی آں کہ تسی مینوں اپنی گل شروع کرن دا موقع دتا اے۔ آج محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ دا یوم پیدائش ہے تے انہاں دی یاد وچ میں ایہہ کہناں چاہواں گی کہ:

بلھے شاہ اساں مرنا ناہیں---

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں آپ اس ہاؤس کا امتحان لینے کے لئے تقریر کرنے کھڑی ہوتی ہیں۔ کل کی تقریر آپ نے انگریزی میں کی تھی اس کا تو رپورٹر ہمارے پاس موجود ہے۔ آپ پنجابی میں تقریر تو کر سکتی ہیں لیکن وہ پھر رپورٹنگ نہیں ہوگی کیونکہ اسمبلی سیکرٹریٹ میں پنجابی رپورٹر موجود نہیں ہے۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب! ایہہ پنجاب اسمبلی اے۔ سندھ اسمبلی وچ سندھی زبان وچ تقریر ہو سکدی اے، پختون خواہ اسمبلی وچ پشتو تقریر ہو سکدی اے تے پنجاب اسمبلی وچ پنجابی تقریر ہونی چاہیدی اے (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: مینوں تے ایدے وچ کوئی اعتراض نہیں۔ گل صرف اینی اے کہ ساڈے کول پنجابی رپورٹر کوئی نئیں۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: میں تہانوں درخواست کر دی آں کہ اج تے میں اردو وچ تقریر کر دینی آں پر تہانوں پنجابی رپورٹر دا وی انتظام کرنا چاہیدا اے۔ ایہہ ساڈا حق اے کہ اسیں پنجابی وچ تقریر کر سکئے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): جناب والا! میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گا کہ ہم پنجاب کو represent کر رہے ہیں۔ پنجابی زبان پنجاب کی مادری زبان ہے اگر کوئی معزز رکن پنجابی میں تقریر کرنا چاہتا ہے تو اسے اجازت ملنی چاہئے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ یہاں پر اس کی reporting کا انتظام کروائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس سلسلے میں جو relevant rules ہیں وہ دیکھ کر فیصلہ کریں گے۔ جب تک پنجابی رپورٹر کا بندوبست نہیں ہوتا اس وقت تک معزز رکن سے یہ گزارش ہے کہ وہ اردو میں ہی تقریر کر لیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ ہم جنوبی پنجاب سے belong کرتے ہیں اور 18 اضلاع میں سرائیکی بولی جاتی ہے اس لئے ہماری بھی یہ گزارش ہو گی کہ سرائیکی رپورٹر کا بھی بندوبست کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کے جذبات کی بھی قدر کرتا ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہم پنجاب کے اندر رہتے ہوئے بھی نمائندگی وفاق کی اور پاکستان کی کرتے ہیں اور اردو رپورٹر رکھنے کی جو logic تھی وہ یہی تھی کہ پنجاب کے مختلف علاقوں سے منتخب ہو کر آنے والے ساتھی یہاں پر موجود ہیں۔ ہر جگہ کی اپنی ایک علاقائی زبان موجود ہے لیکن ایک خوبصورتی اور وفاق کی علامت کے طور پر اور اردو جو ہماری قومی زبان بھی ہے اس کو ترقی دینے کے لئے ہم نے یہاں پر اردو کے رپورٹر رکھے

ہوئے ہیں۔ جہاں تک زبانوں کا تعلق ہے ہر زبان ہمارے لئے محترم ہے۔ ہم اس پر بیٹھ کر بات کریں گے اور دیکھیں گے لیکن میری اپنے دوستوں سے یہ گزارش ہے کہ اسمبلی کی جو روایات ہیں ہمیں ان کو بھی آگے لے کر چلنا چاہئے۔ جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اسمبلی کی جتنی بھی proceeding ہے اس کی recording بھی ہو رہی ہے۔ اس کے بعد بھی اگر ہم کوئی reporter arrange کر لیتے ہیں وہ اس کو لکھ لے گا یا translate کر لے گا اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ہماری فاضل رکن کو اس بات کی اجازت دی جائے کہ وہ پنجابی میں تقریر کر لیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بلوچ : جناب والا! سرائیکی، پنجابی، انگریزی، پشتو سب زبانیں اور صوبے ہمارے اپنے ہیں لیکن سب سے پہلے ہم پاکستانی ہیں اور پاکستان کی قومی زبان اردو ہے۔ آپ یہ فیصلہ بھی دے چکے ہیں کہ جتنی بھی تقریریں ہوں گی، تحریریں ہوں گی وہ اردو میں ہوں گی۔ لہذا ہم اگر اس چکر میں پڑ گئے تو پتا نہیں پھر کتنی زبانوں کے رپورٹر آپ کو یہاں پر بھرتی کرنے پڑیں گے۔ لہذا آپ یہ مہربانی کریں اردو میں ہی اجازت دیں اور اردو میں ہی تقریر ہونی چاہئے۔ چونکہ by laws میں یہ موجود ہے کہ اردو کے علاوہ جس زبان میں بھی تقریر کی جائے گی تو آپ سے اس کی اجازت لی جائے گی۔ مہربانی کریں اور آپ اس چکر میں نہ پڑیں۔ ہم پاکستانی ہیں اور پاکستان کی زبان اردو ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو ہمارے اوپر ہمارے صحافی بھائی بیٹھے ہیں۔ یہ جو کچھ بھی اخبارات میں لکھ رہے ہیں یہ درست لکھ رہے ہیں میں اس کا جواب تو نہیں دینا چاہتا تھا لیکن جو کچھ اخبارات میں آ رہا ہے ہمیں چاہئے کہ ہم بھی اپنے رویے کو تھوڑا سا صحیح کر لیں۔ جو کچھ کل انہوں نے لکھا ہے اور پھر یہ لکھیں گے یہ اپنے فرائض صحیح ادا کر رہے ہیں لیکن ہماری ان حرکتوں کی وجہ سے اخبارات میں یہ آ رہا ہے کہ اسمبلی میں

non serious attitude ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے دو تین دن میں انہوں نے تھری سٹار اور فائیو سٹار پر پانچ پانچ کالمی سرخیاں لگائی ہیں۔ میں بڑے دکھ کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم جن کے وارث بنتے ہیں وہ قائداعظم، مولانا حسرت موہانی اور سردار عبدالرب نشتر ہیں۔ میں نے کل بھی کوشش کی تھی لیکن میرے انتہائی معزز بھائی یہاں پر بیٹھے تھے اور میں ان کی وجہ سے خاموش رہا۔ میں اپنے بھائیوں کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم جن کے وارث ہیں انہوں نے اللہ کی بڑائی کے صدقے یہ ملک بڑی محنت سے لیا تھا۔ جناب میں تو مولانا حسرت موہانی کے پیروں جیسا بھی نہیں ہوں۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان سے بڑا پارلیمنٹیرین شاید ہی کوئی ہو وہ شخص ممبر پارلیمنٹ ہو کر مسجد میں رہتا تھا اور اپنی روٹی کھاتا تھا۔ کسی نے طنزاً اس سے پوچھا کہ مولانا

You always travel in third class. Molana said yes that there is no fourth class so.

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جن کی دعاؤں اور محنت سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ ملک دیا ہم ان کو کیوں نہیں یاد کرتے اور ہم خود اپنے صحافی بھائیوں کو یہ موقع دیتے ہیں کہ وہ ہماری اچھی باتیں تو نہ لکھیں لیکن وہ یہ لکھ دیں کہ ہمارا serious attitude نہیں ہے اور میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ مولانا جب پاکستان آئے تو سردار عبدالرب نشتر نے انہیں حجرہ شاہ مقیم سے receive کیا اور وہ اس وقت بھی تھرڈ کلاس میں سفر کر رہے تھے۔ اب جو یہ بات ہو رہی ہے کہ کس زبان میں بات کی جائے۔ میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آپ کوشش کرتے ہیں کہ ہمارا serious attitude ہو ہم بغیر وجہ کے پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے نہ ہو جائیں۔ میں آپ سے معذرت خواہ ہوں اور میں نے مجبوراً یہ بات اس لئے کی ہے کہ ہمارے صحافی بھائی بار بار ہمارے attitude پر بات کر رہے ہیں اور وہ صحیح لکھ رہے ہیں۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ ہمارا attitude ایسا نہیں ہے ہمیں ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ میری سب بھائیوں سے یہ گزارش ہے کہ ہم serious چلیں اور بلاوجہ آپ کے لئے مسئلہ پیدا نہ کریں۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس پر تھوڑی سی بات کروں گا۔ تمام ممبران میرے لئے انتہائی معزز ہیں۔ اس سلسلے میں جو رولز ہیں وہ میں آپ کے لئے پڑھ دیتا ہوں۔

Section 218. It is very much clear language of the Assembly. The members shall

ordinarily address the Assembly in Urdu, but the member who cannot adequately express himself in Urdu, may, with the permission of the Speaker, address the Assembly in English or other recognized language of the Province.

تو یہاں پر بات redress ہو گی، آپ جس مرضی language میں کریں لیکن جس طرح ایک بات ہے کہ فوقیت ہمیں اردو کو دینی چاہئے اور میں چاہوں گا کہ میں آج پھر آخری دفعہ یہ بات کروں گا کہ ہم بجٹ پر بحث کے لئے آئے ہیں 75 ممبران نے آج بات کرنی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کل منسٹر فنانس نے ایک بڑا اچھا show کیا اور انہوں نے پورے دن کا ہاؤس چلانے کے لئے کہا اور جو ان سے ہو سکتا تھا وہ بھی کیا ہے تو آج ہم کارروائی کو آگے بڑھائیں۔ already تھوڑا سا ہم نے لیٹ شروع کیا ہے تو میں محترمہ آمنہ بٹر صاحبہ سے کہوں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! آپ ایک منٹ میں بات مکمل کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میری یہاں یہ گزارش ہے کہ ابھی سارے بات کر رہے تھے کہ اردو قومی زبان ہے اسی پر بات کی جائے تو جناب! میری یہ گزارش ہے کہ اردو ہمارے کسی صوبے کی بھی مادری زبان نہیں ہے۔ آج تک اردو کو promote کرنے کے لئے ہر طرح کی کوششیں کی گئی ہیں لیکن ہمارے بچے گھروں میں پنجابی بھی نہیں بول سکتے تو میری یہ گزارش ہے کہ آپ جتنا زور اردو پر دے رہے ہیں، پنجابی ہماری مادری زبان ہے اور ہم چاہیں گے کہ اسی میں بات کریں۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ جیسے شیخ صاحب نے ابھی فرمایا کہ ہمارا attitude serious نہیں ہے۔ ہم اخباروں کی زینت بن رہے ہیں۔ صحافی بھائی ہمارے بارے میں 5/5 کالمی خبریں لگا رہے ہیں تو میں جناب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری اس اسمبلی میں league(Q) کا کیا attitude ہے کہ جب عوام کی بات ہوتی ہے، جب یہاں بجٹ پر بحث کی بات ہوتی ہے اس میں وہ شرکت نہیں کرتے۔ باہر صحافیوں کے سامنے تصویریں بھی بنواتے ہیں، خبریں بھی لگواتے ہیں اور دیہاڑی لگانے کے لئے اندر آتے ہیں اور حاضری لگا کر چلے جاتے ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اگر آپ وہ رجسٹر اٹھوا کر اپنے پاس رکھ لیں تو میرا نہیں خیال کہ دوسرے دن وہ

اخباروں کی زینت بنیں گے۔ وہ دیہاڑی دار لوگ ہیں پچھلے 5 سال بھی انہوں نے دیہاڑیاں لگائی ہیں اب پھر وہ دیہاڑیاں لگا رہے ہیں۔ اب جب میں آیا ہوں میں نے دیکھا ہے ان کی دو بڑی معزز خواتین حاضری لگانے کے لئے آ رہی تھیں اور مجھے شرمندگی ہوئی ہے کہ دیہاڑی دار بھی اسی رجسٹر پہ حاضری لگائیں اور ہم جو ممبر ہیں، عوام کی بات کرتے ہیں وہ بھی اسی رجسٹر پر حاضری لگائیں اور آج احتجاجاً میں نے حاضری نہیں لگائی۔ میری دیہاڑی مجھے پہنچا دیجئے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! وہ اب بولیں کیا جی۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر، وہ پوائنٹ آف آرڈر۔ (قہقہے)

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی میں یہاں بلوچ ممبران موجود ہیں۔ اس صوبے کا نام پنجاب ضرور ہے لیکن اس میں سب قومیں بستی ہیں اس لئے تمام قوموں کا خیال رکھا جائے۔ اگر کوئی بلوچی میں بات کرنا چاہتا ہے تو اس کو بلوچی میں اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے ابھی آپ کو Rules پڑھ کر سنا دیئے ہیں۔ اس کے اندر بڑا clear ہے میرا خیال ہے اس کے بعد کسی بات کی گنجائش رہ نہیں جاتی ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! جب تک آپ کو ٹائم نہ دیا آپ نے باز نہیں آنا تو آپ بات کر لیں اس کے بعد ہم بات کو آگے چلاتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کی زبان سے غالباً سہواً یہ بات پھسل گئی کہ ہم وفاق کی علامت یا وفاق کی ترجمانی کرتے ہیں مجھے اس بات پر شدید اختلاف ہے۔ ہم وفاق کی اکائی تو ضرور ہیں، وفاق کے ترجمان ہیں نہ وفاق کی علامت ہیں۔ اگر کسی کو یقین نہ ہو تو مینار پاکستان پر جا کر قرارداد پاکستان، جو مسلم لیگ نے 23 مارچ 1940 کو پیش کی تھی وہاں پر کندہ ہے وہ پڑھ لے، ہم خود مختار ہیں، خود مختار اکائی ہیں۔ تمام صوبے خود مختار ہیں۔ اب صوبوں کی خود مختاری کی بات ہونی چاہئے۔ اب وفاق کی علامت یا وفاق کی غلامی کی بات چھوڑ دینی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کی بزرگی کا بہت احترام کرتا ہوں لیکن مجھے اس بات پر افسوس ہے کہ ہم اس ہاؤس میں ایک ایسی debate کا آغاز کر رہے ہیں جو اس صوبے کے لئے اچھی ہے نہ اس

ملک کے لئے اچھی ہے۔ اگر آپ اس اسمبلی میں آئے ہیں اور ماشاء اللہ آپ اتنے بزرگ ہیں اگر آپ constitution کو دیکھ لیں۔ constitution کا آرٹیکل-251 کہتا ہے کہ:

> The national language of Pakistan is Urdu and arrangements shall be made for its being use for official and other purposes within fifteen years from the commencing day.

تو ایک وہ قائد جس کی تصویر اس ایوان میں لگی ہوئی ہے اور جس نے اس ملک کو بنانے کے لئے اتنی قربانی دی تو آج ہم اس قوم کے لئے اس کی خدمات کو اس طرح نہیں ٹھکرا سکتے۔ میں ابھی بھی اپنی بات پر قائم ہوں، ہم اکائی ضرور ہیں لیکن ہمیں فخر ہے کہ ہم اپنے قائد کے فرمودات کے مطابق اس ایوان کو بھی چلائیں گے اور اب اس کے اوپر مزید کوئی بات نہیں ہو گی۔ بجٹ پر بحث کا آغاز ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر آمنہ بٹر صاحبہ بات کریں گی۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے پنجابی میں تقریر کرنا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ تقریر کریں۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! میں محترمہ بے نظیر بھٹو شہید دی خاطر اک شعر پڑھنا چاہنی آں۔

بلھے شاہ اساں مرنا ناہیں
گور پیا کوئی ہور

شہید امر ہوتے ہیں۔ شہید زندہ رہتے ہیں۔ جناب سے میری یہ درخواست ہے کہ اس پنجاب اسمبلی میں محترمہ کی یاد کو امر کرنے کے لئے پنجاب اسمبلی کی لائبریری کو محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے نام سے dedicate کیا جائے تاکہ ان کا نام ہمیشہ کے لئے اس لائبریری میں زندہ رہے۔

جناب سپیکر! اب میں بجٹ کے بارے میں بات کرنا چاہوں گی۔ میں کل وی کہیا سی کہ ایہہ بجٹ غریباں دا بجٹ اے، مسکیناں دا بجٹ اے، ایہہ بجٹ افتادگان خاک دا بجٹ اے۔ ایہہ بجٹ پنجاب دی تاریخ وچ اک مثالی بجٹ اے۔ ایہدے وچ کچی آبادیاں لئی facilities دتیاں گئیاں نیں۔ ایہدے وچ سپیشل ایجوکیشن لئی facility دتی گئی اے، ایہہ بہت ای اہم گل اے کیونکہ اوہ ماں

باپ جناں دے کول ایسے بچے ہوندے نیں جو کسے سکول وچ نئیں جا سکدے کیوں جے اوہ developmental disability نال پیدا ہوندے نیں۔ اوہناں ماں باپ نوں وی اج اک relief دتا گیا اے، ایہہ بہت وڈا کم اے تے انشاء اللہ ایہدا سانوں بہت ثواب ملے گا تے وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ نوں میں مبارکباد پیش کر دی آں۔ ایہہ بجٹ نظام دی تبدیلی دا پہلا step اے۔ ایہہ بجٹ مخلوط حکومت دی کامیابی دا پہلا step اے۔ جس طراں زرداری صاحب کہندے نیں کہ، "لوکاں توں بدلہ نہیں لواں گے، نظام تبدیل کر کے بدلہ لواں گے۔" ایسے طراں ایہہ بجٹ نظام دی تبدیلی دا step اے۔ کل میں صحت دے بارے وچ گل کیتی سی تے اج میں مختصراً دوبارہ ایہہ درخواست کرنا چاہنی آں کے ہیپاٹائٹس (بی) تے (سی) دی روک تھام لئی بہت زیادہ اقدامات کیتے جان۔ جام پور وچ وی ہیپاٹائٹس بی دا بہت زیادہ epidemic پھیل رہیا اے۔ ہیپاٹائٹس (بی) دی vaccination لئی پنجاب دی پوری population دی vaccination لئی اقدامات کیتے جان۔

جناب سپیکر! میں کل اپنی تقریر وچ ڈاکٹراں دی shortage دے بارے گل کیتی سی تے اوہدے بارے وچ میری اک ہور تجویز اے کہ جنہاں طالب علماں نوں اسیں میڈیکل تعلیم مفت فراہم کراں گے اوہناں دے نال اک معاہدہ کر لتا جائے کے اپنی تعلیم ختم کرن دے بعد 3 سال تک اوہ دیہی علاقیاں وچ کم کرن گے تے اوہناں نوں اوہناں دیہی علاقیاں وچ پوری سہولیات فراہم کیتیاں جان۔ ایسے طراں تعلیم دے شعبے وچ خاص طور تے کڑیاں دی تعلیم لئی، خاص طور تے دیہی علاقیاں وچ کُڑیاں دے سکولاں لئی ٹیچراں دی بہت بڑی shortage اے کیوں جے اوہ اوتھے جاندے نئیں۔ ایسے طراں دیہی علاقیاں وچ جہڑے ٹیچر جان اوہناں نوں rural area allowance دتا جائے، اوہناں دی رہائش تے سکیورٹی دا انتظام کیتا جائے، خاص طور تے خواتین دی رہائش دی سکیورٹی دا انتظام کیتا جائے۔ کڑیاں دی تعلیم بہت important اے، منڈیاں دی تعلیم وی important اے، پر کڑیاں نوں اسیں صحیح سکیورٹی فراہم نئیں کر رہے۔ تے جے اسیں دہشت گردی دا خاتمہ کرنا چاہنے آں، تے اسیں ترقی یافتہ ہونا چاہنے آں تے سانوں ایس شعبے وچ بہت توجہ دینی چاہی دی اے۔

ہن میں تھوڑی دیر لئی زراعت بارے گل کرنا چاہواں گی کیوں جے پنجاب تے زراعت دا ناں اک دوجے نال منسلک اے تے میں وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ نوں مبارکباد دیواں گی

کہ ایس بجٹ وچ زراعت لئی بہت ساری سہولیات فراہم نیں۔ کل کافی معزز اراکین نے ایس بارے وچ گل کیتی سی تے میں وی کرنا چاہواں گی کہ شوگر مل دے مالکان سال سال تکر کساناں نوں شوگر کین دا معاوضہ نئیں دیندے۔ میں وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نوں درخواست کراں گی کہ ایس بارے وچ زیادہ سختی کیتی جاوئے کہ کم از کم مہینے وچ اوہناں دا معاوضہ ادا ہو جانا چاہی دا اے۔

اک ہور کم جیہڑا بہت چنگا ہو رہیا اے کہ پنجاب وچ کھالے پکے ہو رہے نیں۔ ایس بجٹ وچ وی 300 کلو میٹر کھالے پکے ہون دا انتظام اے۔ کھالے انج تے 12/10 فٹ دے ہوندے نیں لیکن ہن اوہ پکے ہو کے 3/2 فٹ دے رہ جان گے۔ اوس دے نال جیہڑی جگہ بچے گی تے میری تجویز ایہہ وے کہ کھالے دے ارد گرد درخت اگائے جان۔ اوہناں درختاں دے اگان نال کئی فائدے ہون گے۔ سب توں پہلاں تے کھیتاں تو منڈی تک راہ پکا ہو جائے گا۔ ایس دے علاوہ جیہڑی محکمہ آبپاشی دی زمین اے اوہدی حفاظت دا انتظام ہوئے گا۔

جناب سپیکر! سب توں ودھ کے جیہڑے لکھاں درخت ایتھے اگن گے اوہ سانوں صاف ہوا دین گے تے ساڈے ماحولیات تے اثر پئے گا۔ ایہہ صدقہ جاریہ اے تے اللہ تعالیٰ دی رحمت نال ایس بجٹ وچ ہور وی برکت پئے گی۔

زراعت دے محکمے وچ اک ہور بہت چنگا کم ہویا اے کہ ریسرچ تے اک بلین توں زیادہ روپے مختص کیتے گئے نیں۔ میں ایس بارے ایہہ گل کرنا چاہنی آں کہ صرف پیسے ای نہ دتے جان بلکہ ایہہ ensure کرایا جائے کہ ریسرچ ہووے گی، مانیٹرنگ ہووے گی۔ ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ پنجاب دا سب توں وڈا ریسرچ انسٹیٹیوٹ اے تے اوتھے سیاست ہوندی اے ریسرچ نہیں ہوندی۔ ایہناں سائنسداناں نوں accountable کیتا جائے کہ نویں بیج اک سال دے اندر اندر آن۔

جناب سپیکر! اک ہور شعبہ لیبر اے جیہڑا ساڈی بہت زیادہ توجہ چاہندا اے۔ پاکستان وچ 1992 وچ Bonded Labour System Abolition Act آیا سی تے اج وی پنجاب وچ، پاکستان وچ جبری مشقت ہو رہی اے، قالین بُنن والے جبری مشقت دا شکار نیں، بھٹہ مزدور، کھیت مزدور جبری مشقت کر رہے نیں۔ سانوں ایس تے وی توجہ دینی چاہیدی اے۔ خاص طور تے بجٹ وچ قالین بُنن والیاں لئی بہت ساریاں سہولتاں دا انتظام کیتا گیا اے۔ ایہہ بڑی چنگی گل اے۔ اوہناں نوں بیماریاں لگدیاں نیں تے اوہناں بیماریاں دا خاتمہ ہووے گا لیکن سانوں ایہہ چاہیدا اے

کہ جیہڑیاں قالین بُنن والیاں فیکٹریاں، بھٹیاں تے کھیتاں وچ 14 توں زیادہ مزدور رکھے جاندے نیں اوتھے سوشل سکیورٹی داانتظام ہوناچاہیدااے۔

میں آخر وچ شہراں دے مضافات دے بارے توجہ دواواں گی۔ پنجاب دے سارے چھوٹے وڈے شہراں دے ارد گرد زرعی زمین ہوندی سی تے ہن اوہ مضافات شہراں وچ شامل ہو گئے نیں۔ تے ایہہ مضافات دیہی علاقیاں توں زیادہ پسماندہ نیں۔ میں حلقہ 127 لاہور وچ رہندی آں۔ اوتھے 3 مضافات نیں۔ ایس طرح لاہور وچ کئی مضافات نیں۔ میں 3 دادورہ کیتااے تے مینوں بڑے شرم نال کہناپیندااے کہ ایس لاہور وچ جتھے ڈیفنس تے گلبرگ ورگے فینسی علاقے موجود نیں۔ اج وی چندرائے وچ ہتیت وچ کچیاں سڑکاں نیں اوتھے مناسب سہولتاں نہیں نیں۔ اوتھے کڑیاں دے سکول دی دیوار ڈگی ہوئی اے۔ ایہناں دی کمیونٹی ڈویلپمنٹ دا انتظام ہونا چاہیدا اے سانوں ایہدے تے ضرور توجہ دینی چاہیدی اے۔

جناب سپیکر! میں آخر وچ کہواں گی کہ بجٹ بہت چنگا اے ایہدے وچ بہت سارے انتظامات نیں لیکن جدوں تیکر اسیں مانیٹرنگ داکوئی انتظام نہیں کراں گے ایہہ سارے پیسے داکوئی فائدہ نہیں ہووے گا۔ ایہہ سب کچھ شفاف ہونا چاہیدااے عوام نوں پائی پائی دا حساب ہر ویلے ملنا چاہیدا اے۔ تے ایہہ پتہ ہونا چاہیدااے کہ کیہڑا پیسا کتھے جارہیااے۔ اسیں ایلیٹ کلچر تے پروٹوکول کلچر دا خاتمہ کراں گے۔ افتادہ، مفلس تے غریب لوکاں نوں فائدہ پہنچا سکاں گے ایہدے لئی سب توں ودھ کے سانوں مالی بدکاری تے رشوت خوری داخاتمہ کرنا پئے گا۔ مالی بدکاری تے رشوت خوری دا اُتوں لے کے تھلے تک خاتمہ کرناچاہیدااے۔ ایہہ پہلے اُتے ختم ہوئے گی تے فیر تھلے ختم ہوئے گی۔

جناب سپیکر! تسی جنھیاں پولیس چوکیاں نویاں بناؤ گے تے جتھے نویں پولیس چوکی بنے گی اوتھے جرائم زیادہ جنم لین گے۔ دارالامان نویں بنان نالوں پہلے دارلاماناں دانظام ٹھیک کرو۔ ایہہ ساڈے لئی بہت ضروری اے۔ سانوں روایت نال جُڑ کے انقلاب لیاناپئے گا، روایت دے بغیر فساد ہونداا ے، روایت دے نال انقلاب آنداا ے۔

جناب سپیکر! میں آخر تے ایہہ کہواں گی کہ جے اسیں ترقی یافتہ تے تہذیب یافتہ معاشرہ بنانا چاہندے آں تے فیر ایہدے لئی میں اپنے قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو شہید دااک اقتباس پیش کراں گی اوہناں نے محترمہ بے نظیر بھٹو شہید نوں death cell وچوں لکھیا سی کہ:

"ترقی یافتہ تے تہذیب یافتہ معاشرہ اوہ ہوندااے جیہڑا ماضی تے حال نال، مذہب تے سائنس نال، مادیت تے روحانیت نال تے جدیدیت تے تصوف نال سمجھوتا کر لینداا ے۔ اوہوای معاشرہ ہیجان تے خلفشار توں پاک ہونداا ے تے ثقافت نال مالا مال ہونداا ے۔" ایہہ رستہ بڑا دشوار اے تے لوگ کہندے نیں کہ اوتھے جانا بڑا مشکل اے پر اوہنا لئی میں کہنی آں کہ:

مینوں ڈرا نہ سمندر تے پُل نئیں ہوندے
میرے شعور نوں رستے دکھائی دیندے نیں
بہت بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جناب احمد خان بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انھوں نے ان حالات میں ایک اچھا متوازی بجٹ پیش کیا ہے، انھوں نے اس بجٹ میں غریبوں اور بے گھروں کے لئے اچھی تجاویز دی ہیں۔ انھوں نے 17۔ارب روپے کی رقم غریبوں پر صرف کرنے کے لئے رکھی ہے۔ ان کے علاج معالجہ، خورد و نوش کے لئے رکھی ہے۔ یہ ایک بہت اچھی تجویز ہے، صرف اس میں یہ ہے کہ اللہ کرے کہ وہ 17۔ارب روپے صحیح طریقے سے ان غریبوں تک پہنچ جائیں۔ اس میں طریق کار نہیں بتایا گیا۔ میں صرف فنانس منسٹر صاحب کو یہ گزارش کروں گا کہ یہ بہت بڑی رقم ہے لیکن اگر آپ نے دیانتداری سے، صحیح طریقے سے ان غریبوں تک پہنچا دیا تو ان غریبوں کا بہت فائدہ ہوگا۔

جناب والا! وزیر اعلیٰ کی طرف سے گرین ٹریکٹر کی تجویز بہت اچھی ہے۔ ان کو ایک لاکھ روپے کی رعایت دی گئی ہے بلکہ کل اخبار میں تھا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک لاکھ کی بجائے دو لاکھ روپے کی رعایت دے دی ہے۔ یہ بہت اچھا اقدام ہے۔ یہ کاشتکار کے لئے بہت اچھا قدم اٹھایا گیا ہے لیکن اس میں بھی میری گزارش ہے کہ اس کے طریق کار کو ذرا صحیح کر دیں۔ اس میں قرعہ اندازی کے ذریعے لوگوں کو ٹریکٹر دیئے جانے ہیں ایک خاندان کے بیٹے بھی اپنی درخواست دے دیتے ہیں، والد بھی درخواست دے دیتے ہیں اور خواتین کی طرف سے بھی درخواستیں آ جاتی ہیں۔ بعض اوقات ایک ایک خاندان کو ایک ایک گھر میں دو دو ٹریکٹر قرعہ اندازی میں نکل آتے ہیں اور جو حقدار ہوتے ہیں وہ رہ جاتے ہیں۔ اس میں تھوڑی سی تبدیلی ضرور ہونی چاہئے کہ ایک خاندان کے لئے، ایک گھرانے کے لئے ایک ہی ٹریکٹر دیا جائے گا چاہے قرعہ اندازی میں اس کے دو ٹریکٹر آ بھی جائیں لیکن

ان کو ٹریکٹر ایک ہی ملنا چاہئے اگر ایک گھر میں دو ٹریکٹر چلے جائیں تو اس طرح حقدار اپنے حق سے رہ نہ جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ اس وقت ہماری زیادہ آبادی دیہات میں رہتی ہے۔ ہمارا ملک زرعی ملک ہے۔ ہم کم از کم 80 فیصد ممبران بھی کاشتکاروں کی نمائندگی کے لئے یہاں آئے ہیں۔ یہ وہ طبقہ ہے جس کو ملک کی معیشت کے لئے ریڑھ کی ہڈی کہا جاتا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ اس کی حفاظت نہیں کی جاتی۔ دانشوروں نے کہا ہے کہ اگر ملک کو خوشحال بنانا ہے تو کاشتکار کو خوشحال بنا دیں۔ یہ کاشتکار وہ ہے جو اندھیری راتوں میں کانٹوں پر چل کر، سانپوں سے مقابلہ کر کے تمام خطرات سے مقابلہ کر کے ملک کے لئے غلہ پیدا کرتا ہے۔ یہ روشنیاں جو شہروں میں نظر آتی ہیں، یہ رونقیں جو شہروں میں نظر آتی ہیں یہ سب اس کاشتکار کی محنت ہے جو سانپوں سے مقابلہ کر کے اور کانٹوں پر چل کر آپ تک روشنیاں پہنچا رہا ہے۔ اگر کاشتکار غلہ نہ اگائے اگر کاشتکار خام مال پیدا نہ کرے تو نہ یہ فیکٹریاں چلیں گی، نہ ٹیکسٹائل ملیں چلیں گی اور کچھ بھی نہیں ہوگا لیکن افسوس یہ ہے کہ جو پورے ملک کی خدمت کر رہا ہے وہ خود غریب سے غریب ہوتا جا رہا ہے اس کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ اس کے لئے کچھ نہیں کیا گیا اور اس کو کچھ نہیں دیا گیا جو کاشتکار کھاد کی بوری 500 روپے سے 3700 روپے میں لے رہا ہے۔ وہ کیوں لے رہا ہے اور اس کے ساتھ کیوں ظلم ہو رہا ہے؟ یہاں پر کھاد کے متعلق یہ نہیں کہا گیا کہ کاشتکار کو اصل ریٹ پر صحیح کھاد ملے گی۔

جناب والا! اگر گنجائش ہو تو سبسڈی سب محکموں کو ضرور دیں لیکن میری گزارش ہے کہ کاشتکار طبقے کو کھاد، زرعی آلات اور بیجوں کی صورت میں ضرور سبسڈی دیں۔ اگر آپ نے ملک کو خوشحال بنانا ہے تو کاشتکار کو سبسڈی ضرور دیں۔ اگر آپ نے بحرانوں سے نکلنا ہے تو کاشتکار کو خوشحال کریں، کاشتکار کو بحران سے نکال دیں گے تو آپ کا ملک بحرانوں سے نکل جائے گا۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ کاشتکار کو نہ تو صحیح کھاد، بیج اور دوائی ملتی ہے۔ حالت یہ کہ اب جعلی دوائیوں کی فیکٹریاں اتنی ہو گئی ہیں کہ کہیں پر اصل دوائی دستیاب نہیں ہے کہ وہ کاشتکار اصل دوائی لے سکے۔ ان جعلی دوائی بیچنے والوں کے لئے سخت سے سخت قانون بنائے جائیں۔ یہ جعلی دوائیں بیچنے والا وہ طبقہ ہے جو صرف ایک کاشتکار کو تباہ نہیں کرتا بلکہ ملک کی معیشت کو تباہ کر رہا ہے، ملک کو پیچھے لے کر جا رہا ہے۔ ملک میں جو بحران پیدا ہو رہے ہیں ان جعلی دوائیوں کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ کاشت ہماری پیچھے جا رہی ہے حالانکہ یہ ہمارا زرعی ملک ہے اور ہم گندم گھر میں پوری نہیں کر سکتے۔ یہ وہ زرعی ملک ہے کہ یہاں

سے ہم بیرون ملک گندم بیچتے تھے لیکن آج وہ حالات ہیں کہ ہم گندم کے دانے دانے کے لئے ترس رہے ہیں، غریب آدمی آج قطاروں میں لگا ہوا ہے اور آٹا نہیں ملتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دوائیاں جعلی ہیں، بیج اور کھاد صحیح نہیں مل رہی۔ یہ حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ آج آٹے کے لئے ہمیں قطاروں میں کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ مجھے بہت افسوس ہے کہ میں اُس وقت بات کرنا چاہتا تھا لیکن نہیں کر سکا۔ یہاں پر ہم ان لوگوں کی نمائندگی کرنے کے لئے آئے ہیں جن کے پاس آٹا نہیں ہے، جو جھونپڑوں میں رہتے ہیں، جن کے پاس مکان نہیں ہے، جن کے پاس کپڑے نہیں ہیں لیکن یہاں پر آکر ہم five star ہوٹلوں کی demand کر رہے ہیں۔ کیا اس لئے ہم آئے ہیں کہ اُدھر ان سے ہم کہہ کر آئے تھے کہ آپ ٹوٹی ہوئی چارپائی پر بیٹھیں گے تو ہم بھی وہاں پر بیٹھیں گے، آپ زمین پر بیٹھیں گے تو ہم آپ کے ساتھ بیٹھیں گے اور یہاں آکر کہتے ہیں کہ ہمیں four اور five star ہوٹلوں کی رہائش سہولت دی جائے۔ دو دو گھنٹے ہم ہاؤس کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ اس دو گھنٹے میں اگر یہ بحث کی جاتی کہ جناب آٹا اور پانی کیسے مہیا کیا جائے گا اور کھاد کیسے سستی کی جائے گی تو ایک منٹ کتنا قیمتی تھا لیکن افسوس ہے کہ ہم نے five star ہوٹلوں میں رہائش کے لئے لڑائی کی ہے، ہم اس لئے نہیں آئے۔ خدارا! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں اصول، قانون اور rules سکھائیں۔ آپ جب بات کر رہے ہوں تو ہمیں چاہئے کہ ہم بات نہ کریں، آپ کی بات سنیں اور اس پر عمل کریں۔ ہمارے ممبران جب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوتے ہیں تو جب تک پوائنٹ آف آرڈر ختم نہ ہو آپ اس کو dispose نہ کریں اور ہمارے دوسرے ساتھی کھڑے نہ ہوں۔ خدارا! میڈیا ہمیں دیکھ رہا ہے اور آپ کی عوام دیکھ رہی ہے اس وقت یہ ہاؤس مچھلی بازار بنا ہوا ہوتا ہے اور ہم عوام کو تماشا دکھا رہے ہیں۔ یہ سب سے بڑا ہاؤس ہے اس سے بڑا ہاؤس نہیں ہو سکتا، آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں اور یہ معزز ہاؤس ہے۔ اسی نے اس عوام کی نمائندگی کرنی ہوتی ہیں، اسی نے آٹے کا مسئلہ حل کرنا ہوتا ہے، اسی نے کاشتکار کا مسئلہ حل کرنا ہے اور اسی نے غریب کا مسئلہ حل کرنا ہے۔ ایسا حال تو یونین کونسلوں میں بھی نہیں ہوتا، ضلع کونسلوں میں یہ حال نہیں ہوتا لیکن یہاں آج ہم اس صوبائی اسمبلی میں دیکھ رہے ہیں۔ میں 1985 سے ایم۔پی۔اے آرہا ہوں لیکن مجھے یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوا ہے کہ ہم کچھ نہیں کر رہے صرف اپنی insult کر رہے ہیں اور خود پیچھے جا رہے ہیں۔ ہم بیوروکریسی کو دکھا رہے ہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں، ہم میڈیا کو دکھا رہے ہیں کہ ہمارا discipline کیا ہے، ہم کتنے معزز ہیں اور ہم قانون پر کتنے عمل کرنے والے ہیں؟ قانون ہمارے اپنے بنائے ہوئے ہیں

اور ہم خود اس کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ میں معذرت سے کہتا ہوں کہ اگر ہم آپ کی عزت کریں گے تو ہماری عزت بڑھے گی، ہم آپ کو custodian تو تسلیم کرتے ہیں لیکن اگر ہم آپ کی بات نہیں مانیں گے تو آپ ہماری عزت کیسے کرا سکیں گے؟ میں معذرت سے یہ کہوں گا کہ میں پھر اُسی پوائنٹ پر آنا چاہتا ہوں کہ کاشتکار کو خوشحال کر دیں ملک خوشحال ہو جائے گا۔ میں نے سنا ہے کہ ساڑھے بارہ ایکڑ پر زرعی ٹیکس معاف کیا گیا تھا اور ایک مربع والے کو لگایا گیا تھا لیکن افسوس یہ ہے اور میرے سننے میں آیا ہے کہ یہاں ساڑھے بارہ ایکڑ اراضی پر دوبارہ زرعی ٹیکس لگایا جا رہا ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو میں گزارش کروں گا کہ کاشتکار پہلے بھی بہت پسا ہوا ہے، بہت ٹیکس ادا کر رہا ہے۔ یہ وہ کاشتکار ہے کہ ہر ایک کا بجٹ جون میں آتا ہے لیکن کاشتکار کا بجٹ جون میں نہیں آتا۔ جب چاہتے ہیں ڈیزل کی قیمت بڑھا دیتے ہیں۔ وہ ایک بوری کھاد لے کر گھر جاتا ہے، جب دوسری بوری لینے آتا ہے تو سو روپے زیادہ ہو چکی ہوتی ہے۔ کاشتکار ہر ٹیکس ادا کر رہا ہے اور دوائیوں کی صورت میں ادا کر رہا ہے اس لئے اس پر زرعی ٹیکس نہ لگایا جائے۔ اس کے علاوہ پانچ مرلے مکان پر بھی ٹیکس معاف کیا گیا تھا لیکن سننے میں آیا ہے کہ بجٹ میں اس کی بھی proposal ہے۔ اگر ہے تو مہربانی کریں کیونکہ پانچ مرلے کا مکان ایک غریب کا ہی مکان ہوتا ہے اس پر بھی ٹیکس نہ لگایا جائے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ کاشتکاروں کے لئے بجلی کا flat rate مقرر کریں، صحیح بیج اور سستی کھاد دیں، کھالے پختہ کریں اور نہریں پختہ کریں اگر آپ یہ سب کر دیں گے تو آپ بحرانوں سے نکل جائیں گے۔ کوئی بحران نہیں ہے یہ کاشتکار ہی آپ کو بحرانوں سے نکال دے گا۔ ایک کاشتکار ہی ہے جو اپنی ہی جنس کی قیمت مقرر نہیں کر سکتا۔ ایک آدمی جو ایک ریڑھی پر دو من پیاز بھی رکھتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ فرض کرو اگر میں نے ہزار روپے کے لئے ہیں تو میں اس سے سو یا دو سو روپے منافع لوں گا لیکن ایک کاشتکار کو اپنی جنس کا بھی پتا نہیں ہوتا کہ اس کی قیمت کیا ہو گی؟ یہ وہ کاشتکار ہے جو اللہ پر توکل کرنے والا ہوتا ہے جو اس کے پاس پیسے ہوتے ہیں وہ بھی مٹی میں ڈال دیتا ہے، گھر کے زیور بھی بیچ کر کھاد اور بیج کی صورت میں اللہ کے توکل پر مٹی میں دبا دیتا ہے لیکن جب جنس تیار ہوتی ہے تو اس کو اپنی قیمت مقرر کرنے کا حق نہیں ہوتا۔ ایوانوں میں بیٹھ کر وہ لوگ قیمت مقرر کرتے ہیں جن کو پتا ہی نہیں ہوتا کہ ایک ایکڑ کاشت پر کتنا خرچہ ہوتا ہے، کیا آمدن ہوتی ہے اور اس کا خرچ کیا ہے؟ اسی لئے ہماری زراعت پیچھے جا رہی ہے اور ہمارے ملک کی معیشت کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اگر کاشتکار کو صحیح حق ملے گا، اس کو جنس کی صحیح قیمت ملے گی تو ایک اصول ہونا چاہئے کہ جنس کی قیمت اس وقت مقرر کر دینی چاہئے کہ جب کاشتکار جنس کاشت

کر رہا ہوتا ہے، اگر کاٹن کی کاشت کا وقت ہے تو اس کو اس کی قیمت بتا دینی چاہئے۔ گندم کی کاشت کا وقت ہے تو اس کی قیمت مقرر کر دی جائے لیکن افسوس ہے کہ یہاں پر وہ اصول نہیں ہیں کہ جن سے کاشتکار شوق اور جذبے سے اپنی کاشت کر سکے اور ملک کو فائدہ پہنچا سکے۔

جناب والا! میں law and order کے بارے میں تھوڑا سا کہنا چاہوں گا کہ پولیس کے لئے 30۔ارب روپے رکھ دیئے گئے ہیں، پولیس کو اچھی سے اچھی تنخواہ بھی دی گئی ہے، اسلحہ بھی جدید دیا گیا ہے، کاریں بھی دی گئی ہیں اور ٹرانسپورٹ بھی مہیا کی گئی ہے لیکن افسوس کہ یہ پولیس والے اس پر عمل نہ کر سکے جس کے لئے اتنی بڑی amount دی جاتی ہے۔ انہوں نے شریفوں کو کوئی مقام نہ دیا، تھانوں میں جرائم پیشہ کی عزت تو ہوتی ہے لیکن شریف آدمی تھانے میں نہیں جا سکتا اور شریف آدمی گالی گلوچ کھا کر واپس آ جاتا ہے۔ F.I.R بغیر رشوت کے درج نہیں ہوتی، انصاف بغیر پیسوں کے نہیں ملتا، ناقابل دست اندازی جو کیس ہوتے ہیں ان میں وہ وقت ضائع کرتے ہیں۔ آئی۔ جی صاحب نے یہ حکم جاری کیا ہے کہ تھانے میں F.I.R فوری طور پر درج کی جائے لیکن افسوس ہے کہ آج بھی پولیس والے غریب آدمی کی F.I.R درج کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ جب وہ رشوت دے گا تو F.I.R درج ہو گی ورنہ نہیں ہو گی۔ وہاں پر مقامی S.H.O جو اسی تحصیل یا ضلع کے رہائشی ہوتے ہیں وہاں ان کو لگا دیا جاتا ہے کیونکہ وہاں پر ان کی مجبوریاں ہوتی ہیں، وہاں پر ان کی برادریاں اور رشتہ داریاں ہوتی ہیں یا دوست ہوتے ہیں۔ لہذا کم سے کم یہ قانون تو ضرور ہونا چاہئے کہ ایک ضلع کے رہائشی S.H.O کو اسی ضلع میں نہیں لگانا چاہئے ورنہ وہ انصاف مہیا نہیں کر سکے گا۔ یہ بھی مہربانی کریں کہ جو کیس راضی نامہ کے قابل ہیں، پولیس والوں کو ہدایت ہونی چاہئے کہ مقدمہ بازی میں بیچارے دیہاتیوں کو نہ پھنسائیں۔ اگر وہ آپس میں راضی نامہ کر لیتے ہیں تو پولیس والے کہتے ہیں کہ آپ کا راضی نامہ تو ہو گیا لیکن ہمارا راضی نامہ نہیں ہوا اس لئے ہم اس کو خارج نہیں کرتے۔ ان کو ہدایت ہونی چاہئے کہ جب مدعی اور ملزم راضی نامہ کر لیتے ہیں تو پھر اس کیس کو خارج کر دینا چاہئے۔

جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ 8۔کلب کا بھی مسئلہ چل رہا ہے کہ اسے یونیورسٹی کے لئے دے دیں جس پر سب نے اتفاق کیا ہے۔ جتنا بھی پیسا خرچ ہوا ہے اسے یونیورسٹی کے لئے دے دیں لیکن میرے سننے میں آیا ہے کہ وہاں یونیورسٹی نہیں بن سکتی اس لئے کہ کمرے چھوٹے ہیں اور چونکہ وہ کمرے سیکشن آفیسروں کے لئے بنے ہوئے ہیں۔ اربوں روپے اس پر خرچ ہو چکے ہیں

اب اسے ضائع نہ کریں۔ اس میں جو کچھ بھی پڑا ہوا ہے وہ بھی ضائع ہو جائے گا۔ آپ مہربانی کریں کہ اگر یونیورسٹی بن سکتی ہے تو کسی کو اعتراض نہیں ہے، اگر نہیں تو پھر وہ جس مقصد کے لئے بنایا گیا ہے اسے استعمال میں لائیں کیونکہ اس میں بھی عوام کا فائدہ ہے، آٹھ ڈویژنوں کے وہاں پر سیکرٹری اور ڈپٹی سیکرٹری بیٹھتے ہیں وزیراعلیٰ کا جب directive جاری ہوتا ہے تو ہر کام وہیں ہو جاتا ہے۔ آپ اس کو صرف اس چیز سے نہ سوچیں کہ کس نے بنایا ہے؟ کیوں بنا ہے؟ جو کچھ ہونا تھا جائز ناجائز خرچ ہو چکا ہے لہذا آپ اس خرچ کو استعمال میں لائیں اور اس کو مزید ضائع نہ کریں، اتنی اچھی بلڈنگ کو ضائع نہ کریں۔ اگر یونیورسٹی نہیں بن سکتی تو پھر 8۔کلب جس مقصد کے لئے بنایا گیا تھا اس مقصد کے لئے استعمال کریں تاکہ پیسے ضائع نہ ہوں۔

جناب والا! آپ گھنٹی دے چکے ہیں اور کہیں گے کہ اصولوں کی بات کرتے ہیں اور ان پر خود عمل نہیں کرتے۔ میں صرف لاء اینڈ آرڈر پر اور تھوڑا سا ایجوکیشن پر کہہ کر آپ سے اجازت لیتا ہوں۔ میں پولیس کے حوالے سے پھر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ عوام کو اگر کوئی تکلیف ہے تو اس پولیس کے محکمے سے ہے۔ آج خودکشیاں ہو رہی ہیں، ڈاکوؤں کو جلایا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے ڈاکو پکڑے ہیں، جب یہ تھانے میں گئے تو رشوت لے کر چھوٹ جائیں گے وہ خود تشدد کر کے اس کو ختم کر رہے ہیں۔ اگر پولیس والوں سے یہ یقین دہانی ہو جائے کہ ہم جو جرائم پیشہ پکڑ کر تھانے میں دیتے ہیں ان کو سزا ملے گی تو کبھی ڈاکوؤں کو کوئی نہیں جلائے گا۔ آج خودکشیاں کرتے ہیں کہ ہمیں انصاف نہ ملا تو ہم گورنر ہاؤس کے سامنے اپنے آپ کو آگ لگا دیں گے۔ ہم تھانے کے سامنے آگ لگا دیں گے۔ مہربانی کریں اور پولیس کو یہ ہدایت کریں کیونکہ آپ اس کو اتنی بڑی رقم دے رہے ہیں تو انہیں یہ بھی کہیں کہ ہم اگر پیسا دے رہے ہیں تو اس کو عوام کے مفاد کے لئے ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن کے لئے میری گزارش ہے کہ جس ملک میں تعلیم نہیں ہے وہ ملک بھی ترقی نہیں کر سکتا۔ میں مختصراً عرض کرتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ ہر یونین کونسل میں ایک گرلز ہائی سکول اور ایک بوائز ہائی سکول لازمی کر دیں کیونکہ چھوٹے بچے کہیں نہیں جا سکتے۔ یہ قانون بنا دیں کہ ہر یونین کونسل میں ایک ہائی سکول زنانہ اور مردانہ ہر حالت میں بنے گا اور چار یونین کونسلوں میں ایک کالج بنا دیں۔ دیہات سے غریب عوام کے بچے اور بچیاں شہروں میں جا کر نہیں پڑھ سکتے۔ اس کے ساتھ ساتھ اساتذہ کی تعیناتیوں کے حوالے سے بھی یہ پالیسی ہونی چاہئے کہ جس گاؤں میں سکول ہو گا اس کی بچیاں وہاں پر پہلے تعینات کی جائیں گی۔ اگر وہاں نہیں ہوں گی تو ساتھ ملحقہ گاؤں کی بچیوں

کو تعینات کیا جائے گا۔ اگر وہاں بھی نہ ہوں تو پھر اسی یونین کونسل کا میرٹ بنایا جائے گا۔ یہاں پر بہت بڑی کھیلے بازی ہوتی ہے کہ پہلے ایک تحصیل سے دوسری تحصیل میں تقرری کر دیتے ہیں اور پھر رشوت لے کر ان کو ایڈجسٹ کرتے ہیں۔ مہربانی کریں اور ایک قانون بنا دیں کہ جس موضع میں سکول ہو گا، خواہ وہ پرائمری ہو، مڈل ہو، ہائی ہو پہلے وہاں کی بچیوں اور بچوں کو تعینات کیا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ہسپتالوں کے لئے میں صرف گزارش یہ کروں گا کہ ڈاکٹر صاحبان کی حاضری لازمی کر دیں، دوائیاں دے دیں اور اس میں ایک ظلم ہو رہا ہے میں اس کے لئے گزارش کروں گا کہ ناجائز میڈیکل سرٹیفکیٹ اگر بند کروا دیں تو شاید لوگوں کو امن اور سکون مل جائے گا۔ یہ خود کاٹ کر، ہڈیاں توڑ کر، خود مضروب ہو کر یہ سرٹیفکیٹ بنائے جاتے ہیں، مقدمہ بازی میں پھنسایا جاتا ہے اور ظلم یہ ہے کہ جو ڈاکٹر میڈیکل سرٹیفکیٹ بناتا ہے اگر بورڈ بٹھایا جائے تو وہی ڈاکٹر بورڈ میں شامل ہوتا ہے اور اسی کا ایم ایس میڈیکل بورڈ میں شامل ہوتا ہے۔ مہربانی کریں اور کم از کم اس بورڈ میں کسی اور ضلع کے ڈاکٹر ہوں تاکہ میڈیکل سرٹیفکیٹ صحیح بن سکیں اور ناجائز پرچوں سے ہماری جان چھوٹ جائے۔ بہت مہربانی شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ میں معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ سب ممبران نے بات کرنی ہے۔ ہر ممبر کے لئے دس منٹ کا وقت مقرر کیا ہے اور اس وقت کے اندر رہ کر ہی بات کریں۔ اب میں چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) سے گزارش کروں گا کہ وہ بات کریں۔ میرا خیال ہے کہ آج وزیر خزانہ صاحب بھی یہاں پر بیٹھے ہیں اور کل جب محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے حوالے سے بات ہوئی تھی تو ہم نے یہ کہا تھا کہ ہم خون کے عطیات کے لئے ایک کیمپ لگائیں گے۔ آج نیچے کیمپ لگ چکا ہے تو اگر کسی ممبر نے پوائنٹ آف آرڈر پر بہت زیادہ ضروری بات کرنی ہے تو پہلے وہ یہاں پر وعدہ کرے کہ وہ جا کر خون کا عطیہ دے گا تو پھر اس کو پوائنٹ آف آرڈر دیا جائے گا۔ (قہقہے)

چودھری محمد شفیق انور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری محمد شفیق انور: رانا صاحب نے میری طرف دیکھ کر کہا ہے کہ جسم باڈی ٹھیک ہے لہذا یہ خون دے سکتے ہیں فوراً پہنچیں (قہقہے)۔

جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ احمد خان بلوچ صاحب نے بہت اچھی باتیں کی ہیں۔ میں موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس لئے بات کرنا چاہ رہا ہوں کہ شاید میری باری نہ آئے۔ میں اپنے ہاؤس کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جس طریقے سے احمد خان صاحب نے کہا ہے کہ پاکستان میں اگر زرعی معیشت اور زرعی ترقی نہیں ہوگی تو پاکستان یا پنجاب خوشحال نہیں ہوگا۔ میری سب سے گزارش ہے، میری اپنے وزیر خزانہ سے گزارش ہے، وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش ہے کہ اس وقت پنجاب یا پاکستان میں پانی کی جو پوزیشن ہے جب تک آپ پانی کا انتظام نہیں کریں گے میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جس طریقہ سے مسلسل پانی کی کمی آ رہی ہے۔ کم از کم ہمارے علاقے بہاولپور ڈویژن یا دیگر جو علاقے ہیں وہ اگلے پانچ سال میں ایتھوپیا کی شکل اختیار کر جائیں گے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ آپ سارے کام، سب ترقیاتی کام بند کر دیں اور پانی کے بارے میں سوچیں، اس پنجاب کے بارے میں سوچیں، اس پاکستان کے بارے میں سوچیں کیونکہ اسی طریقہ سے یہ مہنگائی بھی ختم ہو سکتی ہے، گندم کا بحران بھی ختم ہو سکتا، کپاس کا بحران بھی ختم ہو سکتا ہے، چینی کا بحران بھی ختم ہو سکتا ہے۔ لہذا میری یہ گزارش ہے کہ اس سلسلے میں آپ خصوصی طور پر توجہ دیں ورنہ ہمارا یہ پنجاب ایتھوپیا کی شکل اختیار کر جائے گا۔

محترمہ شبینہ ریاض: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شبینہ ریاض: جناب سپیکر! میں نے پچھلے ماہ کی 28 تاریخ کو ایک قرارداد پیش کی تھی محترمہ شہید کے نام پر اسلام آباد انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے لئے لیکن میری درخواست ابھی تک pending ہے اور میں آپ سے درخواست کر رہی ہوں کہ آج جیسا کہ ان کی سالگرہ کے موقع پر وفاقی حکومت کی طرف سے نوٹیفکیشن ہو گیا ہے تو میں چاہوں گی کہ پنجاب اسمبلی کی طرف سے بھی اس حوالے سے کارروائی روک کر ایوان سے اس کی حمایت میں ووٹنگ کروائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس پر already عمل بھی ہو چکا ہے اور جو آپ کی قرارداد ادھر پیش بھی ہو گئی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ ضرورت بھی نہیں ہے کیونکہ جو آپ کا مقصد تھا وہ بھی حل ہو چکا ہے۔ اب ہم بجٹ کی کارروائی پر بحث کو آگے بڑھاتے ہیں۔ جی، چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! اوپر چونکہ پریس والے ساتھی بیٹھے ہیں اس لئے میں اپنا تعارف کرانا چاہتا ہوں کیونکہ ہم لوگ نئے آئے ہیں ان کو ہمارے ناموں کا بھی علم نہیں، حلقہ انتخاب کا بھی پتا نہیں ہے۔ میرا نام شوکت محمود بسراء ہے اور حلقہ پی پی۔283 ہارون آباد ضلع بہاولنگر ہے۔

کبھی ہم لو چراغوں کی ہوا سے مانگ لیتے ہیں
کبھی لمحات جیون کے قضاء سے مانگ لیتے ہیں
نہیں سجدے کئے ہم نے کبھی شاہوں کی چوکھٹ پہ
ہمیں جتنی ضرورت ہو خدا سے مانگ لیتے ہیں

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اپنے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو جن کا ماضی بھی اس بات کا گواہ ہے کہ جب وہ یہاں پر وزیر اعلیٰ تھے تو انہوں نے بہت ترقیاتی کام کروائے ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کے ساتھ میں خاص طور پر اپنے وزیر خزانہ ذہین، نوجوان، خوبصورت جناب تنویر اشرف کائرہ کو کہ جنہوں نے جو حالات ہمیں میسر تھے، جن حالات میں انہوں نے یہ بجٹ پیش کیا میں اس پر ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! جب یہ بجٹ پیش کیا گیا تو راجہ ریاض صاحب ایک دن تقریر فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ یہ اپوزیشن والے کیوں بجٹ اجلاس میں نہیں آتے؟ جب یہ بجٹ کی کاپیاں ہمارے ہاتھ میں آئیں تو اس وقت پتا چلا کہ راجہ صاحب کی بات درست تھی۔

محترمہ شمیلہ اسلم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! انہوں نے ابھی ایک شعر پڑھا کہ ”جو مانگنا ہوتا ہے خدا سے مانگ لیتے ہیں۔“ ان سے یہ پوچھیں کہ اگر خدا سے مانگنا تھا تو میرے الاٹ شدہ کمرے پر انہوں نے قبضہ کیوں کیا؟

(قہقہے، قطع کلامیاں)

MR. ACTING SPEAKER: Order in House, order in House.

میں نے کل بھی یہ کہا تھا کہ اسمبلی کے معاملات کے لئے میرا چیمبر حاضر ہے اور جس وقت آپ مرضی آئیں وہاں پر آکر بات کریں اور کل بھی ہم نے کافی وقت ضائع کیا ہے۔ جی، شوکت بسراء صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جب یہ بجٹ پیش کیا گیا تو اس وقت ہمارا پنجاب 304۔ارب 58 کروڑ روپے کا مقروض ہے اور اس میں سے 253 کروڑ روپے انٹرنیشنل مارکیٹ کا اور 51۔ارب روپیہ ہم نے مرکز کا دینا ہے۔ ان حالات میں ہمارے وزیر خزانہ صاحب بجٹ پیش کرنے گئے اور اس سے پہلے 44۔ارب روپے کا سپلیمنٹری بجٹ تھا جو سابقہ حکومت نے پیش کیا تھا۔ میں اس میں تین points mention کروں گا 25۔ارب روپے کی چینی اور گندم خریدی گئی، 2۔ارب متفرق اخراجات تھے، 2۔ارب متفرق محکموں کے تھے، ایک ارب 40 کروڑ روپیہ پولیس پر خرچ کیا گیا اور ایک ارب 93 کروڑ روپے صحت پر خرچ کئے گئے۔

جناب سپیکر! صحت کے محکمہ کے حوالے سے اور یہ سب سے دلچسپ بات ہے کہ متفرق 2۔ارب جن کا کوئی حساب کتاب نہیں ہے کہ وہ کن پر خرچ کئے گئے، وہ کہاں تھے؟ تو ان کا کوئی حساب کتاب نہیں ہے کہ وہ 2۔ارب کہاں خرچ کئے گئے؟ چونکہ متفرق ڈال دیئے گئے ہیں۔۔۔

ڈاکٹر اسد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ سپلیمنٹری بجٹ ایوان میں پیش ہونا ہے اور اس پر ابھی discussion ہونی ہے اور اس کا بھی ٹائم اور دن مقرر ہوتا ہے تو معزز ممبران سے درخواست ہے کہ بجٹ 09-2008 پر بحث زیادہ کریں نہ کہ سپلیمنٹری بجٹ پر جس کا اپنا ٹائم ہے اور اپنی بحث ہونی ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): میرے بھائی شاید follow نہیں کر سکے۔ میں سابقہ حکومت کے سپلیمنٹری بجٹ پر بات کر رہا تھا۔ ابھی میں گزارش کرتا ہوں کہ جس انداز میں ان اپوزیشن والوں جو آج اپوزیشن بنچز پر بیٹھے ہیں، ہمارے ملک کے خزانے کو لوٹا ہے تو میں اس پر صرف ایک گزارش کروں گا کہ پنجاب کے سابق پردھان منتری صاحب اور اس ق۔لیگ کے متعلق:

جب راج تمہارا اپنا تھا جب تیرے وارے نیارے تھے
اس وقت تمہارے ہی ہاتھوں مرتے جمہور بیچارے تھے
لیڈر بننے کی خاطر پرمٹ کے بہائے دھارے تھے
کرتے ذخیرہ اندوزی تم سمگلروں کے سہارے تھے
جب قوم سے اُٹھ کر کہتے ہو ہم تو صرف تمہارے تھے
چپ ہی رہو سب دیکھ چکے جو تم نے تیر مارے تھے

جناب سپیکر! میں بجٹ کے متعلق گزارش کروں گا کہ ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے جو بجٹ پیش کیا ہے اس میں صحت، تعلیم، صنعت، غریبوں اور کسانوں کے لئے مجموعی طور پر بہت اچھا بجٹ ہے۔ ہمیں کم وقت ملا اور جو ہمیں حالات میسر ہوئے تو میں یہ کہتا ہوں کہ اس سے زیادہ اچھا بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔

جناب سپیکر! میں صرف 2/3 گزارشات کرنا چاہوں گا کہ تعلیم کے حوالے سے بجٹ سابقہ سے زیادہ رکھا گیا ہے لیکن سب سے اہم بات یہ ہے کہ اساتذہ جن کی وجہ سے آج جس کرسی پر آپ تشریف فرما ہیں اور جس جگہ پر ہم بیٹھے ہوئے ہیں، ان اساتذہ کی وجہ سے ہیں جن سے ہم پڑھ کر آئے ہیں۔ ہر تحصیل، ہر ضلع میں ہزاروں ایکڑ اراضی پڑی ہے جن کے اوپر قبضہ گروپوں نے قبضہ کیا ہوا ہے تو میری یہ گزارش ہو گی کہ وہ اساتذہ جو ہمارے لئے باپ کی حیثیت رکھتے ہیں، ان اساتذہ کو مالی بوجھ سے آزاد کیا جائے اور انہیں سرکاری کالونیاں الاٹ کی جائیں جناب وزیر خزانہ ان کو سرکاری زمینوں پر سرکاری کالونیاں بنا کر دی جائیں۔

جناب سپیکر! دوسری گزارش یہ ہے کہ وکلاء کا اس ملک کو بنانے میں اور اب ملک کو بچانے میں بھی بڑا اہم کردار ہے۔ اسی طرح ہمارے علاقوں میں جہاں بھی وکلاء ہیں انہیں بھی وکلاء کالونیاں بنا کر دی جائیں اور ہر بار کی strength کے مطابق ایک مستقل سالانہ donation کا آغاز کیا جائے یہ discretion نہیں ہونی چاہئے کہ کس کو کتنے فنڈ ملے ہیں اور کس کو کتنے ملے ہیں؟ اس طرح ہمارے صحافی بھائی جو اوپر بیٹھے ہیں، جو ہماری دن رات کوریج کرتے ہیں، ان کے بغیر شاید ہمارا چلنا ممکن نہ ہو تو ان کے لئے بھی گزارش کروں گا کہ جہاں وکلاء اور اساتذہ کے لئے کالونیاں بنائی جائیں تو صحافی بھائیوں کے لئے جہاں بھی گورنمنٹ کی زمین پڑی ہے ان کو بھی کالونیاں ان کی strength کے مطابق بے شک وہ پانچ مرلہ کی ہوں۔ ہر بنس پورہ لاہور میں ہزاروں ایکڑ اراضی پر

قبضہ گروپوں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ اگر ہمارے یہ صحافی بھائی، اگر ہمارے اساتذہ کرام اور اپنے وکلاء کو کالونیاں دے دیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان پروفیشنلز کے لئے یہ بہت بڑا احسان ہوگا اور میں وزیر خزانہ صاحب سے توقع کروں گا کہ ان تین حوالوں سے خصوصی طور پر غور ہوگا۔

جناب سپیکر! بجٹ میں میگا پراجیکٹس بڑے شہروں کے لئے رکھے گئے ہیں تو بہاول نگر ضلع سے میرا تعلق ہے جو کہ پنجاب کا سب سے پسماندہ ضلع ہے۔ ہمیں ہر دور میں ignore کیا گیا۔ اسی طرح ڈیرہ غازی خان اور راجن پور اور بہت سارے ہمارے دوست بیٹھے ہیں۔ میں ہاتھ باندھ کر یہ درخواست کروں گا کہ ہمارے ساتھ یہ ظلم نہ کیا جائے۔ جو فنڈز جو ہمارا حق ہے، وہ ہمیں دیا جائے۔ جو میگا پراجیکٹس، ٹھیک ہے بڑے شہروں کی اپنی ضروریات ہیں، بڑے شہروں کے اپنے مسائل ہیں، ان کی آبادیاں زیادہ ہوں گی لیکن میں وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ ہمیں خاص طور پر پسماندہ اضلاع کو خصوصی پیکیجز دینے کا اعلان کیا جائے تاکہ ہمارے فنڈز arrange ہو سکیں ورنہ کسی شاعر نے تو بہت خوب کہا تھا کہ:

ہزاراں مٹکے ویُج گئے ہن
ہزاراں ساگر پوتج گئے ہن
اساں جو منگے تے ساکوں آکھن
ونڈتج گئے ہن ونڈتج گئے ہن

(نعرہ ہائے تحسین)

اس لئے میں گزارش کروں گا کہ ہمارے علاقے کے لئے یہ ضروریات دی جائیں۔

جناب سپیکر! میں ایک بات کا ذکر بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ جس طرح میرے بھائی شفیق صاحب اور بلوچ صاحب نے بھی کہا کہ پانی اس وقت پنجاب کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ ہمارے ضلع بہاولنگر کا 1925 کا واٹر الاؤنس 3.4 تھا اور آج اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود ہمارا کوئی اور source of income بھی نہیں ہے، کوئی انڈسٹری نہیں ہے، کوئی وہاں پر اور ادارے نہیں لگے ہوئے کہ جہاں سے ہم لوگ روزی کما سکیں۔ ہمارا صرف اور صرف source of income agriculture ہے۔ ہمارے ساتھ ضلع بہاولپور ہے جہاں انڈسٹری بھی موجود ہے، رحیم یار خان میں بھی انڈسٹری موجود ہے۔ بہاولپور کا واٹر الاؤنس 4.4 ہے رحیم یار خان کے مخدوم صاحب میرے پاس بیٹھے ہیں تو وہاں 5.4 ہے تو یہ کتنے ظلم کی بات ہے کہ جب وسائل کی منصفانہ تقسیم نہیں

ہو گی۔ جہاں کے بڑے لوگ تھے وہ تو اپنے علاقوں کو تو پانی لے گئے اور ہمارے علاقے کی بد قسمتی یہ ہے کہ ہمارے علاقے کو جو پانی کا proper share تھا، ہمارے علاقے کا زیر زمین پانی بھی کڑوا ہے۔ وہاں پر ٹیوب ویل وغیرہ کامیاب نہیں ہیں تو میں وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ واٹر پالیسی کو revise کرتے ہوئے ہمیں کچھ نہیں چاہئے، ہمیں سڑکیں چاہئیں نہ ہسپتال اگر ہمارا کسان جواب مر رہا ہے، ہمارے علاقے کی زمینیں بنجر ہو چکی ہیں، ہمارے علاقے کے کسان کھیتی باڑی کو بند کر کے ہجرت کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ ہمارے وہاں پر جانور پانی نہ ہونے کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ میری صرف ایک استدعا ہے کہ ہمیں کچھ نہ دیا جائے میں کبھی اس پلیٹ فارم سے کچھ نہیں مانگوں گا لیکن ہمارے ضلع بہاولنگر کے لئے واٹر الاؤنس 3.4 کو revise کرتے ہوئے کم از کم، میں نہیں کہتا کہ ہمیں 6.5 یا 7.5 دے دیں لیکن کم از کم بہاولپور جو ہمارا existence ضلع ہے، کے برابر 4.3 تو کر دیں تاکہ کم از کم ہمارے پانی کا مسئلہ حل ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات کو wind up کرتے ہوئے ایک دو گزارشات مزید کرنا چاہتا ہوں۔ بجٹ میں جناب وزیر خزانہ نے بیواؤں کے لئے ساڑھے بارہ ایکڑ زمین پر قرضہ معاف کرنے کا اعلان کیا ہے لیکن اس میں میری یہ گزارش ہے کہ وہ بیوہ ہو یا عام کسان جو ساڑھے بارہ ایکڑ کا مالک ہے اس کے لئے بھی قرضے کی معافی کا اعلان کیا جائے۔

جناب سپیکر! تعلیم کے حوالے سے پچھلی حکومت نے سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لئے صرف پڑھا لکھا پنجاب کا نعرہ لگایا تھا لیکن اس نام پر پیسے لوٹے گئے۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ میٹرک تک تعلیم کو ہر بچے اور بچی کے لئے لازمی قرار دے دیا جائے اور مفت تعلیم کا اعلان کیا جائے تاکہ ہماری تعلیم کا مسئلہ ہنگامی بنیادوں پر حل ہو سکے۔ اسی طرح میں اپنی بہن خواتین جو یہاں اسمبلی میں بیٹھی ہوئی ہیں ان کو percentage ملی ہے اور یہ یہاں ممبرز بنی ہیں یہ میری گزارش ہو گی کہ تمام سرکاری اداروں میں خواتین کی نوکریوں کے لئے باقاعدہ percentage مقرر کر دی جائے تاکہ خواتین بھی جو ہماری آبادی کا 50 فیصد ہیں خواتین کی نمائندگی کر سکیں۔

جناب والا! اب یہ میری آخری گزارش ہے وزیر خزانہ صاحب نے جن حالات میں یہ بجٹ پیش کیا وہ سب کے سامنے ہے چونکہ میں نے پانی کے حوالے سے بات کی تھی وہی میرا آخری پوائنٹ ہے اس کو wind up کروں گا اس کے اوپر ایک شاعر نے خوب کہا ہے کہ:

میں ترسی میری روح ترسی
ترسی ہے ہر جائی
میں کوں آکھ نہ پنج دریائی

ہم پانچ دریاؤں کے مالک ہیں ہماری زمینیں پانی کے لئے ترس رہی ہیں۔ ہمیں تمام باتوں کو چھوڑ کر پانی کا مسئلہ حل کرنا چاہئے اور اگر خدا نخواستہ پانی کا یہ بحران جو میں یہ دیکھ رہا ہوں، ہمارے لکھنے والے جو دیکھ رہے ہیں، یہ اسمبلیاں، یہ ایوان، یہ ملک، یہ ادارے اگر آپ کا پانی کا معاملہ خراب ہو گیا تو میں کہتا ہوں ملک برباد ہو جائے گا۔ سب چیزوں کو چھوڑ کر تمام باتوں کو ختم کر کے ہمیں اپنی first priority پانی کے حوالے سے کرنی چاہئے۔ ملک جن حالات سے، جو ہمارے intellectuals بیٹھے ہوئے ہیں، جرنلسٹ بیٹھے ہوئے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ پیپلز پارٹی اور ن لیگ والے بیٹھے ہوئے ہیں ان سے جب بھی بات کرتے ہیں تو ماضی کا قصہ چھیڑ دیتے ہیں۔ ہم ماضی کا قصہ چھیڑنے پر مجبور ہیں۔ آٹھ سال اس ملک کے اندر جنگل کا قانون تھا۔ کسی بہن کی عزت محفوظ تھی نہ کسی بیٹی کی عزت محفوظ تھی یہاں پر دہشت گردی عام تھی تو مجھے پھر یہ کہنے دیجئے

اج آکھاں وارث شاہ نوں
کتوں قبراں وچوں بول
کتاب عشق دا کوئی اگلا ورقا پھول
اک روئی سی دھی پنجاب دی
توں لکھ لکھ مارے وین
اج لکھاں دھیاں روندیاں
تینوں وارث شاہ نوں کہن
اٹھ دردمنداں دے دردیا
اج تک اپنا پنجاب
اج بیلے لاشاں وچھیاں
لہو دی بھری چناب
اج سبھے کیدو بن گئے

حسن و عشق دے سب چور
کتھوں لیائیے لبھ کے وارث شاہ جیا کوئی ہور
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اپنے معاملات کو wind up کرتا ہوں میرے جو ضمیر کی بات تھی، جو میرے صوبہ پنجاب کی بات تھی وہ میں نے کہہ دی ہے اب جب ہمارے وزیر خزانہ صاحب اپنی تقریر کو wind up کریں گے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں نے جو جائز مطالبات صحافیوں کے حوالے سے، اساتذہ کے حوالے سے، وکلاء کے حوالے سے، بچوں کی تعلیم کے حوالے سے اور خاص طور پر پانی کے حوالے سے کیے ہیں ان پر ضرور نوٹ لیں گے۔ میں اس شعر کے ساتھ اجازت لوں گا۔

میرے ضمیر کو عادت ہے صاف گوئی کی
میں چاہتا نہیں اپنے اندر کوئی صدا رکھنا
میرے لہو میں بغاوت نہیں محبت ہے
میرے چمن میں فضا امن کی سدا رکھنا
جو سچ تھا ہم نے زبان سے اگل دیا شہباز
چھپا کر ہم نے کوئی راز نہیں رکھنا

جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا بہت بہت شکریہ۔

جناب احسن رضا خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، احسن رضا خان!

جناب احسن رضا خان: جناب سپیکر! میرے معزز ممبر نے کہا کہ پاکستان ہم نے بنایا تھا تو میں یہاں پر یہ باور کرا دوں کہ پاکستان کو مزدوروں نے بنایا تھا، پاکستان کو کسانوں نے بنایا تھا، صرف وکلاء نے نہیں بنایا تھا اس کو پاکستان مسلم لیگ اور پوری قوم نے بنایا تھا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں میری بات سنیں! معزز ممبر نے اپنی بات کی ہے۔ اسمبلی میں معزز ممبر کی بات پر پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو کر اس کی بات پر بات کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اب میں سعید اکبر نوانی صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ بات کریں۔

جناب سعید اکبر خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ آج آپ نے مجھے ایک نہایت اہمیت کی حامل بجٹ کی بحث پر اپنی گزارشات کرنے کا موقع بخشا۔ مجھے اس بات کا دکھ ہے کیونکہ جمہوری نظام میں جو بہت زیادہ خوبصورتی ہے وہ حکومتی بنچز اور اپوزیشن بنچز کا برابر چلنا ہے۔ مجھے آج اس House میں ان کو نہ دیکھتے ہوئے اور ان کی موجودگی یہاں پر نہ ہوتے ہوئے افسوس ہے۔ ان کا اس House میں ہونا بہت ضروری ہے اور اس لئے بھی ضروری ہے کہ انہوں نے اس حکومت کی کارکردگی کو چیک کرنا ہے، حکومت کی کارکردگی کو correct کرنا ہے اور اس لئے ان پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے لہذا وہ House میں تشریف لائیں اور contribute کریں۔ ان کے جو بھی خدشات ہیں وہ اس House میں بیٹھ کر ہر قسم کی بات کر سکتے ہیں۔ جیسے میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ سال میں ایک ہی بحث ہے وہ بجٹ کی ہے جس میں کوئی بھی ممبر ہر قسم کی بات کر سکتا ہے۔ میں اس جھگڑے میں نہیں جانا چاہتا کہ کس پر ذمہ داری آتی ہے اس کو مدنظر نہ رکھتے ہوئے میں ان کو یہ گزارش کرتا ہوں کہ ان کا اس House میں بیٹھنا اور یہاں بیٹھ کر حکومت پر تنقید کرنا اور حکومت کو watch کرنا یہ ان پر بہت بڑی ذمہ داری ہے انہیں اپنی ذمہ داری نبھانی چاہئے۔ میں حکومت سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ ماضی کو مدنظر نہ رکھتے ہوئے جو بھی ان کے خدشات اور مطالبات ہیں جن کو وہ جائز سمجھتے ہیں ان کو پورا کر کے انہیں اس House میں لایا جائے۔ اس کے بعد ایک رواج ہے کہ وزیر خزانہ کو مبارکباد دی جاتی ہے اور قائد ایوان کو بھی مبارکباد دی جاتی ہے میں اس روایت سے ہٹ کر انہیں اس بات پر مبارکباد دیتا ہوں کہ عرصہ دراز ہو گیا ہے میں نے یہاں بجٹ کی تقریریں بھی سُنی ہیں اور بجٹ کی books کو بھی پڑھا ہے لیکن یہ پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ اگر کوئی آدمی اس بجٹ تقریر کو غور سے پڑھ لے تو یہ تقریر پورے بجٹ کو explain کرتی ہے اور اسے عام فہم بنا دیا گیا ہے۔ جو آدمی بجٹ کی بڑی بڑی کتابوں کو نہیں سمجھ سکتا اگر وہ بجٹ تقریر کو ہی پڑھ لے تو میں سمجھتا ہوں کہ اسے پورے بجٹ کی سمجھ آ جائے گی اور اس میں موجود ہر ڈیپارٹمنٹ کی بھی سمجھ آ جائے گی۔ لہذا میں ان کو اس بات پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے بجٹ تقریر میں پورا خلاصہ پیش کر کے عام آدمی کے لئے بجٹ کو عام فہم کر دیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری تمام معزز ممبران سے گزارش ہے کہ ہم نے بجٹ پر عام بحث کے لئے جو دن رکھے ہیں اور جیسے آج کے لئے چٹیں موصول ہوئی ہیں اس حساب سے ہم نے لسٹ بنائی ہے

لہذا مہربانی فرما کر ہمیں اس لسٹ کے مطابق چلنے دیں ورنہ آپ کے لئے بھی مسئلہ ہو گا اور میرے لئے بھی۔ بہت شکریہ۔ جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرے پاس اس ایوان میں بجٹ تقریر کرنے کے لئے دو راستے تھے یا تو میں ان بجٹ کی کتابوں کو دیکھ کر جمع تفریق پیش کرتا جو ہم بڑے عرصے سے دیکھتے بھی آئے ہیں اور خود بھی ان پر بات کرتے آئے ہیں۔ ہر برسر اقتدار حکومت کوشش کرتی ہے کہ وہ بہتر بجٹ پیش کرے اور اس کی افادیت عوام کے لئے ہو لیکن ہم نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ سال کے اختتام پر عام آدمی کے یہ تاثرات ہوتے ہیں کہ اس سے پچھلا سال بہتر تھا۔ لہذا آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس بات پر غور کریں کہ ہم جو بجٹ بنا رہے ہیں اس سے عام آدمی کو فائدہ ہو۔ میری تجویز ہے کہ اس پر implementation کی ضرورت ہے ہم بجٹ یا پالیسی میں جو عام آدمی کے فائدہ کے لئے سوچتے ہیں اس پر سختی سے عملدرآمد کرائیں گے تب ہی اس بجٹ سے صوبے، ملک اور عام آدمی کو فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر! جیسے وزیر اعلیٰ پنجاب میں بہتر management کی صلاحیت ہے میں توقع رکھتا ہوں اور استدعا کرتا ہوں کہ انھوں نے جیسے اپنی پوری انتظامی صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہوئے اس صوبے کا بجٹ پیش کیا ہے اسی طرح اس صوبے کی عوام کی بہتری کے لئے اس پر عملدرآمد کروا کر عام اور غریب آدمی کے لئے فائدہ مند بنائیں گے۔ میں 1975-76 کا بجٹ پڑھ رہا تھا اس بجٹ اور آج کے بجٹ میں thousand times کا فرق ہے لیکن اگر آپ اس وقت کے کسی آدمی سے پوچھیں تو وہ اس وقت کو بہتر کہتا ہے اور آج کے وقت کو condemn کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عملدرآمد، نیک نیتی اور دیانتداری کا فقدان ہے جس وجہ سے عام آدمی پریشان ہے۔ اب ہمیں تھنک ٹینک بنانے پڑیں گے ان intellectuals اور ان ماہرین کو اکٹھے بٹھا کر ان کی رائے لے کر ان تمام خرابیوں کو دور کریں۔ ہمارے ملک اور صوبے کو رشوت کی لعنت نے بالکل کھوکھلا کر دیا ہے، جس خواہش سے اس ہاؤس میں بجٹ پیش ہوتا ہے یا جس خواہش سے پالیسیاں بنتی ہیں ان کو اس ناسور نے فیل کر کے رکھ دیا ہے اور اس کی افادیت صفر ہو کر رہ گئی ہے لہذا ہمیں اس پر بھی سوچ بچار کرنا ہو گی۔ اگر ہم ان خرابیوں کو دور نہیں کر سکتے تو بے شک ہم ہزار بہترین بجٹ پیش کریں لیکن عام اور غریب آدمی کو اس بجٹ کی افادیت سے بہرہ ور نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ پوری دنیا میں جتنے بھی نظام آزمائے گئے ہیں ان کے بارے میں متفقہ رائے ہے کہ ان میں سب سے بہتر نظام جمہوریت ہے۔ ابھی جیسے میرے دوست

احمد خان بلوچ نے فرمایا ہم پر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ہمارے صوبے کے آٹھ کروڑ عوام ہماری طرف نظریں اٹھائے بیٹھے ہیں اور ہماری ہر بات کو دیکھ رہے ہیں۔پورے پاکستان کی سولہ کروڑ عوام ہمیں دیکھ رہی ہے۔یہ اس صوبے اور ملک کا سب سے بڑا ہاؤس ہے اس لئے ہماری ہر بات بغیر دیکھے سنے نہیں جاتی ہم پر لازم ہے کہ ہم جو بھی بات کریں وہ اس نظریے سے کریں کہ ہماری بات سنی اور دیکھی جا رہی ہے اور وہ فورسز بھی دیکھ رہی ہیں جو اس کے در پے ہیں کہ اس نظام کو کس طرح wind up کیا جائے اور اس نظام کو کس طریقے سے ناکام کر کے ان ایوانوں میں بیٹھنے والوں پر ثابت کیا جائے کہ یہ نااہل ہیں۔یہ بھی ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم نے جہاں اس نظام کو بہتر کرنا ہے وہاں ہم نے اپنے conduct کو بھی بہتر پیش کرنا ہے تاکہ وہ فورسز جو اس کے در پے ہیں کہ اس نظام کو wind up کرنا ہے ہم نے ان پر یہ ثابت کرنا ہے کہ آپ نے جتنا عرصہ حکومت کی ہے اس ملک کو تباہ کیا ہے، آپ نے اس ملک کو خراب کیا ہے، آپ نے اس ملک کی عوام کا استحصال کیا ہے۔یہ تب ہی ہو گا جب ہماری کارکردگی، گفتار اور ہر طریقہ کار بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر! اس ایوان میں بیٹھے تمام دوست جانتے ہیں کہ یہ ملک خیبر سے چٹا گانگ کی وادیوں تک تھا لیکن آج یہ مغربی پاکستان ہے۔اس کی assessment کریں کہ جب یہ ملک ٹوٹا کیا اس وقت کوئی سیاسی لیڈر برسر اقتدار تھا یا کوئی فوجی برسر اقتدار تھا تو آپ کو یہ رزلٹ مل جائے گا کہ اس ملک میں جب بھی کوئی خرابی آئی ہے وہ اس وقت آئی ہے جب کوئی فوجی برسر اقتدار ہوتا ہے۔سیاسی آدمی جتنا بھی نااہل ہو اس میں گفت و شنید کی سکت ہوتی ہے وہ بات چیت کے ذریعے مسئلے کو حل کرنا چاہتا ہے لیکن ان کے opponents میں یہ سکت نہیں ہوتی اس وجہ سے یہ ملک ٹوٹا۔آج اس لحاظ سے بھی ہم پر بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ ہم نے اس ملک کی بقا کی خاطر اپنی خواہشات کو مدنظر نہیں رکھنا۔ اس وقت ملک میں جمہوری نظام کی ایک بہت بڑی ideal situation ہے اور اس ملک کی دو بڑی پارٹیاں اتحادی ہیں۔جب ہم ہاؤس سے باہر جاتے ہیں تو ہر آدمی ہم سے پوچھتا ہے کہ کیا بنے گا، یہ اتحاد کب ختم ہو گا؟ میں تمام لیڈر صاحبان سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ جو لوگ اس نظام کو ختم کرنا چاہتے ہیں وہ اس اتحاد کو بھی ختم کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ اتحاد ختم نہیں ہو گا۔اس اتحاد کے ختم ہونے سے اس صوبے، اس ملک کو ایسا نقصان ہو گا کہ شاید آئندہ ہم اس کا کوئی مداوا نہ کر سکیں۔آپ بھی جانتے ہیں اور یہ پورا ہاؤس بھی جانتا ہے کہ اس میں کافی زیادہ problems ہیں۔میں دونوں leaderships کو

credit دیتا ہوں کہ وہ بہت حوصلے سے، اپنی خواہشات اور مطالبات کو رد کرتے ہوئے اس اتحاد کو چلا رہے ہیں، اس ملک کو چلا رہے ہیں۔ میں اس کے لئے ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! کل کی بات ہے کہ تمام اختلافات کے باوجود انھوں نے اعلان کیا ہے کہ ہم اس اتحاد کو برقرار رکھیں گے اور اس حکومت کو چلائیں گے۔ اس اتحاد سے صرف یہ حکومت نہیں چل رہی بلکہ پورے ملک کا نظام چل رہا ہے۔ 16 کروڑ عوام کی خواہش کے مطابق یہ اتحاد چل رہا ہے تاکہ یہ ملک آگے بڑھ سکے۔

جناب سپیکر! اگر میں آج اپنی بجٹ تقریر میں عدلیہ کی بحالی کی بات نہ کروں تو یہ نامناسب ہوگا۔ پنجاب اس حوالے سے سب سے زیادہ effect ہوتا ہے۔ یہ کوئی عام بات نہیں ہے، یہ کسی ایک فرد کی بات نہیں ہے۔ یہ ایک غریب آدمی کی بات ہے جسے اگر کوئی بھی طاقت ور آدمی خواہ وہ میں ہوں یا آپ ہوں دبانا چاہتا ہے تو اسے جب کوئی ذریعہ نظر نہیں آتا تو عدالت نظر آتی ہے۔ اگر عدلیہ آزاد ہوگی تو ایک غریب آدمی کو بھی انصاف مل سکے گا۔ عدلیہ کوئی درخت نہیں ہے۔ عدلیہ میں بیٹھنے والے ججوں کا نام عدلیہ ہے۔ اگر ان کا معیار اور ان کی سوچ اعلیٰ ترین ہوگی، وہ کسی دباؤ میں آنے والے نہیں ہوں گے تو پھر وہ اس ملک میں جمہوریت کو تقویت دیں گے اور عام آدمی کو بھی تحفظ فراہم کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کی بقا عدلیہ پر منحصر ہے۔ جس طرح حضرت علی علیہ السلام کا قول ہے کہ "معاشرہ کفر کی بنیاد پر تو چل سکتا ہے۔ ناانصافی کی بنیاد پر نہیں چل سکتا۔" اس کا مقصد یہی ہے کہ اگر عام آدمی کو تحفظ حاصل ہوگا، آئین و قانون اس کو تحفظ دے گا تو وہ خوش حال ہوگا۔ آئین کا تحفظ اور اس کی تشریح عدلیہ کا کام ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر وہ آئین کو نظریہ ضرورت کے تحت explain کرتے رہے تو کیا یہ نظام مضبوط ہو سکے گا، کیا یہ ملک مستحکم ہوگا؟ نہیں ہوگا۔ آپ پچھلے ساٹھ سال کی پوری تاریخ کو دیکھ لیں۔ کس وجہ سے اس ملک پر یلغار ہوتی رہی، اس کو تحفظ کون دیتا رہا، کس وجہ سے یہ سارا نظام تباہ ہوا اور ملک دولخت ہوا؟ آپ اگر ایک عام آدمی جو کہ دیہاتوں میں رہتا ہے، ہل چلاتا ہے اس سے بھی پوچھیں گے تو وہ بھی یہی کہے گا جس کا میں ذکر کر چکا ہوں۔

جناب سپیکر! کوئی معاشرہ دو چیزوں کے بغیر survive نہیں کر سکتا۔ ایک تعلیم اور دوسری صحت اگر یہ دونوں چیزیں کسی بھی ملک یا صوبے میں بہتر ہوں گی تو وہ صوبہ اور ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا۔ اگر لوگوں کو صحت کے بہتر مواقع میسر ہوں گے، تعلیم کے بہتر مواقع میسر ہوں

گے تو وہ پورا معاشرہ بہتر طور پر survive کرے گا۔اس ملک اور صوبے کے لوگ اپنے ملک کے معاملات میں بہتر طور پر contribute کر سکیں گے۔پھر ان کی contribution سے صوبہ بھی ترقی کرے گا اور ملک بھی ترقی کرے گا۔ہمارے ہاں سرکاری ہسپتالوں کا جو حال ہے اس کو ہم سب نے مل کر بہتر کرنا ہے۔تعلیم کو عام کرنا ہے تاکہ عام آدمی تک تعلیم پہنچے۔اس وقت تعلیمی نظام میں ایک بہت بڑی تفریق پائی جاتی ہے۔اس تفریق کو کسی طریقے سے ختم کرنا ہوگا۔جو بچہ بھکر سے میٹرک کرتا ہے وہ ایچی سن سے میٹرک کرنے والے کے برابر نہیں آسکتا جبکہ یہاں پر merit ان دونوں کے لئے برابر ہے۔یہ بنیادی تفریق ہے اوپر تک جاتی ہے، ہمارے لوگ پیچھے رہ جاتے ہیں اور یہ لوگ آگے آجاتے ہیں۔یہ آگے ضرور جائیں لیکن ہمارے علاقوں کا بھی بندوبست ہونا چاہئے۔ٹاٹ پر بیٹھ کر آنے والے بچوں کے معیار اور ان کے معیار میں زمین آسمان کا فرق ہے۔اسی معیار کو دیکھتے ہوئے merit بنایا جائے تاکہ تمام علاقوں کے بچے برابر حصہ لے سکیں۔

جناب سپیکر!جس طرح وزیراعلیٰ صاحب نے فرمایا کہ ہم کمپیوٹر کی تعلیم کو عام کر رہے ہیں۔آج پوری دنیا ایک electronic system میں involve ہو گئی ہے اگر ہم بھی اپنے بچوں کو اس میں involve نہیں کریں گے ،اس کا knowledge نہیں دیں گے تو پھر واقعی وہ بچے آگے نہیں بڑھ سکیں گے۔میں وزیراعلیٰ صاحب کا مشکور ہوں کہ انھوں نے ہر سکول کے لئے کمپیوٹر کی تعلیم کو لازم قرار دیا ہے۔

جناب سپیکر!زراعت کے حوالے سے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اگر اس ملک کو بچانا ہے، اگر اس ملک کو قائم رکھنا ہے تو اس شعبے کی طرف بہت زیادہ توجہ دینا ہوگی۔ world کے intellectuals یا تحقیق کرنے والے حضرات ان خدشات کا اظہار کر رہے ہیں کہ اگر اسی طرح یہ آبادی بڑھتی رہی تو قحط پڑنے کا خدشہ ہے۔اس قحط اور پورے ملک میں پائے جانے والی un-rest سے زراعت میں ترقی کر کے ہی بچا جا سکتا ہے۔اگر زراعت کے شعبہ کی طرف پوری توجہ دی جائے، استحکام دیا جائے تو انشاء اللہ یہ ملک کبھی بھی اس نہج تک نہیں پہنچے گا جس کے خدشات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔میں یہ گزارش ضرور کروں گا کہ زراعت پیشہ افراد کے لئے پچھلا پورا سال بہت بھاری تھا۔گندم کی پیداوار بہت کم ہوئی ہے۔گنے کی پیداوار بہت بہتر تھی لیکن پچھلے سال گنے کے کاشت کار کا جو حشر ہوا ہے وہ ناقابل بیان ہے۔ڈیڑھ مہینہ تاخیر سے شوگر ملیں چلائی گئیں۔شوگر ملیں ڈیڑھ مہینہ تاخیر سے چلنے کی وجہ سے گنے کی فصل تباہ ہو گئی کیونکہ وہ بروقت ملوں تک نہیں پہنچ سکی۔اس کے بعد بارش نہ

ہوئی اور سردی اتنے غضب کی پڑی کہ گنے کی فصل تباہ ہو گئی اور جو گنا انھوں نے ملوں میں دیا آج تک ان کو اس کے پیسے جو ان کا اپنا پیسا ہے نہیں ملا۔

جناب سپیکر! یہ بہت ہی افسوسناک بات ہے کہ جو بھی کوئی چیز بیچتا ہے اس کو اسی وقت اس کے پیسے یا اس کی رقم مل جاتی ہے یہ واحد زمیندار کا طبقہ ہے جو اس بات پر بھی راضی ہے کہ میری فصل لے لی جائے آپ جب مرضی آئے پیسے دیں۔ شوگر مل مالکان اپنی مرضی سے ان کو پیسے دے رہے ہیں۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے یہ پہلا سال ہے کہ لوگوں کی گنے کی فصل بچ گئی ہے۔ لوگوں کی بیس بیس، پچاس پچاس ایکڑ گنے کی فصل بچ گئی ہے اور وہ تباہ ہو گئی ہے۔

جناب والا! میری آپ کی وساطت سے گورنمنٹ سے یہ استدعا ہے کہ جن لوگوں کی رقم ابھی تک وصول نہیں ہوئی وہ وصول کروائی جائے اور آئندہ اس سلسلے میں کوئی پالیسی وضع کی جائے اور اس پالیسی کے تحت جس طرح پچھلے سالوں میں ہوتا تھا ایک تاریخ مقرر کی جائے اور پھر اس پر مل مالکان کو پابند کیا جائے تاکہ زمیندار تباہ نہ ہوں۔ یہ کاشت کار جن کی آبادی 70 سے 75 فیصد ہے اور یہ آبادی زراعت پر dependent ہے ان کا خیال رکھا جائے۔ اگر جناب اتنی بڑی آبادی متاثر ہوئی تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں اس کے صوبے پر اور ملک پر کیا اثرات ہوں گے؟ اس سے ہر آدمی متاثر ہوگا، محسوس کرے گا اور محسوس بھی کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں نے اس سلسلے میں ایک تحریک التوائے کار بھی پیش کی ہوئی ہے کہ پچھلے سال ہمارے ضلع میں پہلے بارشیں نہیں ہوئیں چونکہ ہمارے ضلع کا اکثر علاقہ بارانی ہے جس کی وجہ سے ہماری فصلیں بہت کمزور تھیں جب کٹائی کا وقت آیا تو اس وقت بارشیں ہو گئیں جس کی وجہ سے جتنی بھی بچی کھچی فصل تھی وہ بھی تباہ ہو گئی اس لئے میری گورنمنٹ سے یہ استدعا ہے کہ ہمارے علاقہ کو آفت زدہ قرار دیا جائے تاکہ لوگوں کے اوپر جو قرضوں کے بوجھ ہیں اس کو ایک سال کے لئے defer کیا جائے۔ ان لوگوں کے اندر اس بات کی سکت ہی نہیں ہے کہ وہ یہ قرضے ادا کر سکیں اس لئے میری یہ بھی گزارش ہوگی کہ اس پر عملدرآمد ضرور کیا جائے۔ آپ نے مہربانی کی ہے اس لئے میں آپ کو گھنٹی بجانے تک نہیں جانے دوں گا۔ میں دو تین باتیں کر کے اپنی تقریر ختم کر دوں گا۔

جناب سپیکر! اس ملک میں اور اس صوبے میں اگر میں یہ بات نہ کروں تو ناانصافی ہوگی کہ میڈیا کی بہت بڑی contribution ہے۔ چاہے وہ electronic media ہو، چاہے print media ہو انہوں نے لوگوں کو شعور دیا ہے۔ جہاں سیاسی پارٹیوں نے سیاسی لوگوں نے عوام کو سیاسی

شعور دیا ہے اس میں media کا بھی بھرپور role ہے۔ انہوں نے ملکی مسائل اور وسائل کے بارے میں پوری طرح عوام کو آگاہ کیا ہے۔ اس سلسلے میں میری media والوں سے بھی ایک گزارش ہے کہ کوئی بھی incident ہو جاتا ہے جیسے bomb blast ہے۔ جس وقت وہ blast ہوتا ہے چوبیس گھنٹے تک اسی خبر کو بار بار چلایا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے لوگوں کے ذہن پر اور خصوصاً بچوں کے ذہن پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ بے شک ان کو گھنٹہ آدھ گھنٹہ کے لئے information دیں۔ نوجوانوں کو اور بچوں کو اس سے بچایا جائے تاکہ وہ نفسیاتی مریض نہ بنیں۔ آخر میں آپ کا مشکور اور شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم بحث میں بات کرنے کا موقع عطا فرمایا کہ میں اپنی گزارشات کر سکوں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ ملک محمد آصف بھاہ۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ سردار اطہر حسن خان گورچانی!

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! میں آپ سے بلوچی میں بات کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

آوازیں: اجازت دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اجازت ہے آپ بات کریں لیکن یہ میں آپ کو پہلے بتا دوں کہ اس کی پھر reporting نہیں ہو سکے گی۔ ہمارے پاس بلوچی کے لئے رپورٹر موجود نہیں ہیں۔ آپ صرف تقریر کر سکتے ہیں۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

(اس مرحلے پر معزز رکن نے بلوچی زبان میں تقریر شروع کی)

آوازیں: سمجھ نہیں آ رہی۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: میرے خیال میں میں اردو میں بات کر لیتا ہوں دوست ناراض ہو رہے ہیں۔

جناب احمد خان بلوچ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ سردار صاحب جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کا ترجمہ یا تو آپ کریں یا وہ خود کریں۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ اپنی بات کس کو سنا رہے ہیں کیونکہ کائرہ صاحب ان کی تقریر نوٹ کر سکتے ہیں اور نہ ہی میڈیا والوں کو سمجھ آ رہی ہے اور نہ ہی ہاؤس کے ممبران کو سمجھ آ رہی ہے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ان سے کہیں کہ وہ اردو میں تقریر کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب وہ اردو میں تقریر کرنے لگے ہیں۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب والا! راجن پور، ڈی جی خان میں بھی پنجاب کا ایسا علاقہ ہے جہاں پر tribal area ہے اور یہ واحد علاقہ ہے جہاں پر پنجاب کا قانون لاگو نہیں ہے بلکہ دوسرے علاقوں سے مختلف قانون ہے۔ یہاں پولیس بغیر اجازت داخل نہیں ہو سکتی۔ یہاں کی پولیس بھی الگ ہے جس کو بارڈر ملٹری پولیس کہا جاتا ہے۔ یہاں پر tribal area کو بھی دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک ڈی جی خان ڈسٹرکٹ میں آتا ہے دوسرا راجن پور میں آتا ہے۔ جو ڈی جی خان کا tribal area ہے وہ بہت بہتر ہے وہاں پر سڑکیں ہیں، بجلی ہے، ہسپتال ہیں، سکول ہے زندگی کی وہ تمام سہولیات جس کا ہم خواب دیکھ سکتے ہیں سوچ سکتے ہیں وہاں پر موجود ہیں۔ اس بجٹ میں 3۔ ارب روپے ڈی جی خان اور راجن پور کے tribal area کے لئے رکھا گیا ہے لیکن اس کی کوئی وضاحت نہیں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں راجن پور کے tribal area کے لئے بھی بہت کچھ دیا جائے۔ یہ جو 3۔ ارب روپے کی رقم ہے اس میں سے major share ہمیں راجن پور کے لئے دیا جائے کیونکہ راجن پور کے tribal area میں ایک سڑک بھی نہیں ہے اور نہ ہی وہاں پر کوئی ہسپتال ہے نہ سکول ہے اور نہ ہی کوئی water supply ہے۔ وہاں کی آبادی بتدریج آس پاس کے علاقوں میں shift ہوتی جا رہی ہے جہاں پر تھوڑی بہت سہولیات میسر ہیں۔ لوگ اپنی زمینیں اور ملکیت بھی چھوڑ کر نیچے آنے کے لئے مجبور ہیں۔ ہمارے ساتھ ظلم ہے۔

جناب والا! نصر اللہ دریشک اور اس کا بیٹا یہاں پر وزیر بھی رہے ہیں سابق tenure میں وہ وزیر خزانہ بھی رہے ہیں لیکن ہمارے اس علاقے میں ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کیا گیا۔ دو لاکھ روپے ہر سال یونین کونسل سے ان کو ملتے تھے۔ ایک سو پچاس کلو میٹر کی یونین کونسل ہے اور اس کو اگر آپ پورے سال میں دو لاکھ روپے دیں گے تو پھر کیا ہو گا؟

دوسری بات جو issue میں یہاں پر لانا چاہتا تھا کہ ڈی جی خان کا tribal area تحصیل کا درجہ رکھتا ہے کیونکہ وہاں کا قانون الگ ہے وہاں کے revenue بھی اور طریقے سے اکٹھے کئے جاتے ہیں سب کچھ الگ ہے۔ راجن پور کے tribal area کو تحصیل کا درجہ نہیں دیا گیا۔ میری یہ بھی گزارش ہے کہ راجن پور کے tribal area کو تحصیل کا درجہ دیا جائے اور اس کو بھی ڈی جی خان کے برابر لایا جائے۔ اس کے علاوہ میری یہ بھی گزارش ہے کہ وہاں پر جو بارڈر ملٹری پولیس کہلاتی ہے اس کے فنڈز بالکل محدود ہیں۔ ظلم خدا کا کہ جو آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے فنڈز دیئے جاتے تھے آج بھی وہی فنڈز دیئے جا رہے ہیں۔ ان کے پاس نام کی گاڑی بھی نہیں ہے گھوڑا الاؤنس آج بھی دیا جاتا ہے یہ ظلم ہے ہمارے اوپر، 25 روپے مہینہ گھوڑا الاؤنس ہے۔ force کہاں جائے گی، کس سے پوچھے گی، جرائم کو کیسے کنٹرول کرے گی؟ پولیس کے محکمے کو کروڑوں روپے فنڈز دیئے جاتے ہیں وہاں پر صرف چند لاکھ روپے B.N.P کے لئے مختص کئے جاتے ہیں جبکہ ہمارے ڈسٹرکٹ ڈی جی خان میں وہی force کام کر رہی ہے اس کے لئے کروڑوں روپے رکھے جاتے ہیں۔ میں نام نہیں لینا چاہوں گا آخر وہاں پر بھی کوئی نمائندے ہیں جو اپنے ڈسٹرکٹ کی ترقی کے لئے کام کرتے رہے ہیں میں انہیں مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے tribal area force کے لئے فنڈز رکھے ہیں۔ ہمارے اوپر کس چیز کا ظلم کیا جا رہا ہے؟ میں پھر کہوں گا کہ اس 3۔ ارب کے major share کو tribal area راجن پور کے لئے دیا جائے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ tribal area کا ہیڈ کوارٹر تحصیل روجھان میں ہے۔ tribal area کا بڑا حصہ ہے جو فورٹ منرو سے شروع ہوتا ہے اس کو اپنا شناختی کارڈ وغیرہ وصول کرنے کے لئے تحصیل روجھان تک 125 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے۔ جس طرح فورٹ منرو کو ہیڈ کوارٹر قرار دیا گیا ہے اسی طرح مہربانی کر کے ماڑی ہل سٹیشن کو triblal area کا ہیڈ کوارٹر قرار دیا جائے یا یونین کونسل کے دفتر کو ہیڈ کوارٹر declare کر کے ریونیو کے مسائل یا شناختی کارڈ وغیرہ انہیں وہاں سے collect کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! تیسری request یہ ہے کہ پنجاب میں C.S.S کا کوئی کوٹا نہیں ہے جبکہ سندھ میں ہر ڈسٹرکٹ کا کوٹا ہے۔ جہاں پر پسماندگی ہے یا زیادہ اچھے طریقے سے طلباء میرٹ پر نہیں آ سکتے تو وہ اپنے ڈسٹرکٹ کو compete کرتے ہیں جبکہ ہمیں یہاں پر لاہور کے بچوں کو compete کرنا پڑتا ہے۔ جیسے چاچا سعید اکبر نوانی صاحب نے کہا ہے ہمارے علاقے میں بھی تعلیم کے مسائل

ہیں۔ سیدھی سی بات ہے ہمارے علاقے کے لوگ لاہور کے لوگوں کو compete نہیں کر سکتے۔ ہمارے پورے ضلع میں 130/125 سکول ہیں۔یہاں پر ایچی سن کالج ہے اور بہت سارے گرائمر سکول ہیں۔اس مسئلے میں ہمارا علاقہ بہت پیچھے ہے۔وزیر اعلیٰ صاحب یہاں پر موجود نہیں ہیں میں ان سے بھی personally request کروں گا اور اس ہاؤس سے بھی request کروں گا کہ ہر ڈسٹرکٹ کا C.S.S میں کوٹا ہونا چاہئے، میڈیکل کالج میں ہر ڈسٹرکٹ کا الگ کوٹا ہونا چاہئے تاکہ وہاں کے لوگ ایک دوسرے کو compete کر کے اپنی مخصوص سیٹوں پر آئیں انہیں پورے پنجاب سے compete نہ کرنا پڑے۔

جناب سپیکر! ایک اور گزارش یہ ہے کہ اگر ہمارے لوگ راجن پور سے یہاں کے لئے travel کرتے ہیں تو بس میں انہیں پورا دن travel کرنا پڑتا ہے۔اگر پٹواری نے غلط گرداوری دے دی ہے تو اسے بورڈ آف ریونیو میں آنے کے لئے پورا دن travel کرنا پڑتا ہے۔مہربانی کر کے چھوٹے یونٹس بنائیں۔ ملتان ہیڈ کوارٹر ہے بڑا ضلع ہے، وہاں پر R.P.O صاحب بھی بیٹھے ہیں لیکن R.P.O صاحب کی پولیس میں وہ powers نہیں ہیں جو سندھ میں ہیں۔ سندھ کے R.P.O کے پاس I.G کی پوری powers ہیں۔ سندھ میں انہوں نے R.P.O کے ساتھ جو کمشنر بٹھایا ہوا ہے وہ پوری powers ہیں۔اس کے پاس انکوائریاں سننے، کسی کی رپورٹ خارج کرنے وغیرہ کے تمام اختیارات ہیں۔ میری request یہ ہے کہ پنجاب میں بھی اسی طرح پولیس کے تمام اختیارات دیئے جائیں تاکہ انکوائری تبدیل کرانے کے لئے ہمارے راجن پور کے آدمی کو یہاں لاہور آنے کی ضرورت نہ پڑے۔ وہ ملتان میں آ کے 4/5 گھنٹے میں اپنا کام کرالے۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہمارے ریونیو کے مسائل بھی ملتان میں حل کئے جائیں۔ وہاں پر منسٹر یا کوئی اور بندہ بٹھائیں جو عوام کے مسائل حل کر سکے۔ لوگوں پر اتنا زیادہ pressure ہے ان کی ماہانہ آمدنی 3/4 ہزار ہے یہاں آنے جانے پر ان کا ہفتے کا سارا خرچہ لگ جاتا ہے۔ان گزارشات کے ساتھ میں اجازت چاہوں گا اور اگر کوئی دوست ناراض ہے کہ میں نے بلوچی میں بات کی ہے تو میں اس سے معذرت خواہ ہوں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اس ایوان کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلوانا چاہتی ہوں کہ آج سے کچھ دن پہلے ایک مذہبی چینل Q.T.V پر ڈاکٹر اسرار نے حضرت علی علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی اور کچھ ایسے الفاظ اور کلمات استعمال کئے ہیں جس سے ایک فرقے کی دل آزاری ہوئی ہے اور اس کے خلاف protest آج پریس کلب کے باہر بھی ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ ایسی چیزوں کو check کیا جانا چاہئے جو ہمارے صوبے اور ملک کے اندر مذہبی منافرت پھیلانے کا سبب بن سکتے ہیں اور اس سے حالات خراب ہو سکتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ sectarian کے اوپر ہم اس کی ایک لمبی سزا بھگت رہے ہیں۔ don't know آ کہ یہاں مذہبی امور کے منسٹر بیٹھے ہیں یا نہیں، اس کو check کیا جانا چاہئے کہ چینلز کے اوپر ایسی مذہبی گفتگو نہ ہو جس سے کسی فرقے کی دل آزاری ہو تو میں اس کے اوپر چاہتی ہوں کہ آپ direction فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ جس چینل کے اوپر یہ پروگرام چلا تھا اس نے بھی معذرت کی ہے اور وہ پروگرام بھی بند کر دیا ہے۔ پھر اسی طرح ریگولیٹری اتھارٹی بھی اس کو دیکھ کر مناسب کارروائی کر رہی ہے اور اس ایوان کے اندر ہم سمجھتے ہیں کہ کسی مسلک کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچائیں۔ جو اس ایوان کے بس میں ہو گا وہ انشاء اللہ تعالیٰ کرے گا تو اب میں ملک تنویر اسلم صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ بجٹ کے اوپر بحث فرمائیں۔

ملک تنویر اسلم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا اور انشاء اللہ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ بجٹ کسی بھی حکومت کی ترجیحات کا آئینہ دار ہوتا ہے اور اس سے پتا لگتا ہے کہ اگلے ایک سال میں حکومت اپنے صوبے کی عوام کی بہتری کے لئے کیا اقدامات کرنا چاہتی ہے اور اپنے صوبے کی administration میں کس طرح efficiency لانا چاہتی ہے۔ جب ہم اس بجٹ کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں احساس ہوتا ہے کہ انتہائی مشکل ترین حالات میں ایک ایسا بجٹ بنانے کی کوشش کی گئی ہے جو کہ نہ صرف ایک متوازن بلکہ میں اسے ایک عوام دوست بجٹ بھی کہوں گا اس لئے میں اپنی طرف سے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو ان کی ان کاوشوں پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس سال کے بجٹ میں پنجاب کا سب سے بڑا Annual Development Programme پیش کیا گیا ہے جس کا حجم 160۔ ارب ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اقدام بھی قابل تعریف ہے اور اس 160۔ ارب کا فائدہ ہمیں اس وقت ہو گا، آج کی تقریر میں میرا بنیادی focus بھی یہ ہو گا کہ 160۔ ارب روپے ایک اتنا بڑا پیسا رکھا

گیا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کی check monitoring, implementation and balance کے لئے بھی کوئی ایسا سسٹم وضع کیا جائے تاکہ یہ پیسا حقیقت میں پنجاب کے عوام کی بہتری کے لئے استعمال ہو سکے کیونکہ ماضی کی روایات ہمیں بتاتی ہیں کہ بہت سارا پیسا ڈیپارٹمنٹ کی inefficiency کی وجہ سے اور بہت سارے اور bureaucratic hurdles کی وجہ سے ضائع ہو جاتا ہے جس کی ایک دو مثالیں بھی میں یہاں پیش کرنا چاہوں گا کہ میرا تعلق چکوال سے ہے اور کلر کہار سے سی اینڈ ڈبلیو کی ہائی وے روڈ خوشاب سرگودھا جارہی ہے۔ میں misuse of funds and properties کی بات کر رہا ہوں۔ کلر کہار سے نور پور مقام پر کوئی آٹھ، نو سو فٹ کا ٹکڑا انتہائی بُری حالت میں ہے۔ وہاں situation ایسی ہوتی ہے کہ جب بارش ہوتی ہے تو وہاں گھنٹوں ٹریفک بلاک ہو جاتی ہے کیونکہ وہاں اتنے اتنے گڑھے بن چکے ہیں۔ ڈیپارٹمنٹ کی efficiency یہ ہے کہ مئی کے مہینے میں ایک بنی بنائی سڑک پر 500 فٹ پہلے اور 500 فٹ باہر دھڑا دھڑ لُک ڈالی جارہی ہے اور اس کو re-servicing کا نام دیا جارہا ہے اور جو ٹکڑا actually ہے جس پر میں سمجھتا ہوں کہ اتنا پیسا بھی نہیں لگنا، اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جارہی اور جب بھی میں اس کی طرف توجہ دلانے کی کوشش کرتا ہوں تو مجھے بتایا جاتا ہے کہ وہ estimate تیار ہو رہا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ کیا سلسلہ ہوتا ہے؟ مجھے اتنا پتا ہے کہ ہر سال مئی میں ڈیپارٹمنٹ کا ایک پروگرام شروع ہوتا ہے اور 30۔ جون کو ختم ہو جاتا ہے اور میرے خیال میں جو پیسا بچا ہوتا ہے جسے کسی اور اچھی جگہ پر لگایا جا سکتا ہے وہ پیسا دھڑا دھڑ اس کے اوپر لگا دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میرے نزدیک صوبہ پنجاب کا اور پاکستان کا فی الحال موجودہ حالات میں جو سب سے بڑا مسئلہ ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ انصاف کی فراہمی اور روزگار ہے۔ جس معاشرہ میں انصاف نہیں ہوتا وہ معاشرہ کبھی ترقی نہیں کر سکتا اور جس معاشرے میں سستا اور آسان انصاف ملنا شروع ہو جائے وہاں ایک عام آدمی کے مسائل خود بخود حل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب کی بھی انصاف کی فراہمی بنیادی ترجیحات میں شامل ہے اور ہم سب کی بھی ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے level پر اس مقصد کے حصول کے لئے کوشش کریں تاکہ ایک عام آدمی کا اعتبار اور اعتماد اس حکومت اور سیاست دانوں پر بحال ہو سکے۔ میں چاہوں گا کہ آزاد عدلیہ کی بات کروں۔ یہاں نوانی صاحب نے بھی بڑی detail میں بات کی اور بہت سے دوست بھی بات کر چکے ہیں، میں اس کو زیادہ touch نہیں کروں گا انصاف کی فراہمی کے لئے آزاد عدلیہ کی بھی

ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ہمارا جو پولیس کا نظام ہے اس کی overall restructuring کی ضرورت ہے اور یہ restructuring اسی وقت ہو گی جب اس کے لئے think tank بنائے جائیں گے جس میں عوامی نمائندگان بھی بیٹھیں گے intellectuals بھی بیٹھیں گے، صحافی بھی بیٹھیں گے اور سب مل کر اس کے اوپر spadework کریں گے تو انشاء اللہ اس طرح کوئی بہتر پالیسی بنائی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن کے حوالے سے میں اتنا کہوں گا کہ ایجوکیشن میں 30۔ارب روپے کی ایک بہت ہی کثیر رقم رکھی گئی ہے۔ انشاء اللہ اس سے صوبے کے تعلیمی مسائل کو حل کرنے میں یقیناً مدد ملے گی۔ میری صرف وزیر خزانہ صاحب سے یہی گزارش ہو گی کہ میرا جو ماضی کا تجربہ ہے، جب سے میں سیاست کے میدان میں دیکھ رہا ہوں کہ جو بچیاں بالخصوص ہمارے دیہات کے علاقوں کی جو پڑھنا چاہتی ہیں اگر انہیں بنیادی سہولیات فراہم کی جائیں۔ دیہاتوں میں اکثر جگہوں پر یہ problem بھی آ رہا ہے کہ جس طرح بلوچ صاحب نے کہا ہے کہ ہر یونین کونسل میں کم از کم ایک ہائی سکول ہونا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ محکمہ تعلیم سے بھی بیٹھ کر بات کرنا چاہئے کہ انہوں نے جو ایک yardstick بنائی ہوئی ہے اس کے تحت بہت سارے سکول اس criteria پر پورا نہیں اترتے جس طرح وہ کسی سکول کی upgradation کرتے ہوئے پرائمری سے مڈل اور مڈل سے ہائی کرتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ اس کے feeder schools کتنے ہیں بہت سارے دیہاتوں میں ڈھوکیں بھی آباد ہیں کہ جن کو کوئی feeder school نہیں لگتا لیکن وہاں کی جو بچیاں ہیں وہ پڑھنا چاہتی ہیں اس لئے میری وزیر خزانہ صاحب سے اپیل ہو گی کہ بچیوں کی تعلیم پر ہمیں خصوصی توجہ دینی چاہئے اور ایسے گاؤں، ایسی ڈھوکیں اور ایسی آبادیاں جہاں واقعی potential ہے وہاں پر ان parameters کو ختم کر کے upgradation کی کوئی سپیشل پالیسی بنانی چاہئے۔ میں وزیر خزانہ صاحب کے لئے یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ Punjab Education Foundation جو حکومت پنجاب کا ایک ذیلی ادارہ ہے۔ میرا تجربہ اور مشاہدہ اور میرے ضلع چکوال میں اور بالخصوص میرے حلقے میں یہ پروگرام بہت اچھی طرح چل رہا ہے اور اس پروگرام کی خوبصورتی یہ ہے کہ اس سکیم کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک غریب آدمی اپنے بچوں کو ایک انگلش میڈیم سکول میں free of cost پڑھا رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ غریب آدمی کے لئے یہ بہت بڑی سہولت ہے۔ ایسا غریب آدمی جس کی خواہش ہوتی ہے کہ میرا بچہ صاف ستھری حالت میں پتلون اور شرٹ پہن کے انگلش میڈیم سکول میں جائے اور

پرائیویٹ سکول میں جائے۔اس لئے میں چاہوں گا کہ اس Punjab Education Foundation کو مزید expand کیا جائے کیونکہ اس کا اپنا ایک بڑا اچھا criteria ہے اور وہی پرائیویٹ سکول اس کے تحت رجسٹرڈ ہوتے ہیں جو اس کے criteria پر پورا اتریں۔ابھی یہ Punjab Education Foundation کتابوں اور فیس کی مد میں ان سکولوں کو support کر رہی ہے، میری recommendation یہ ہو گی کہ اگر اس میں transportation cost بھی شامل کر لی جائے جو کہ بہت معمولی ہے، شاید غریب آدمی جس کا بچہ اس سکول سے ایک یا دو کلو میٹر فاصلہ پر ہے اس کو سو، دو سو روپے ماہانہ خرچ کرنا پڑ رہا ہے اگر Punjab Education Foundation کے اس پروگرام میں transportation cost کو add کر لیا جائے تو ایک عام آدمی، غریب آدمی پوری طرح بے فکر ہو کر اپنے بچے کو تعلیم و تربیت دلا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ صحت، زراعت، آبپاشی غرض میں اگر ہر شعبے کے متعلق بات کروں گا تو وہ ایک لمبی بحث ہو جائے گی۔ میں دوبارہ یہ اپیل کروں گا کہ چیک اینڈ بیلنس اور مانیٹرنگ سسٹم کو بہتر بنایا جائے اور بالخصوص جو 160۔ارب کا development پروگرام ہے اس میں عوامی نمائندگان کی participation بھرپور طریقے سے ہونی چاہئے کیونکہ عوامی نمائندگان جو منتخب نمائندے ہیں وہ اپنے دیہاتوں اور اپنے حلقے کے مسائل کو بہتر انداز سے جانتے ہیں اور وہ بہتر انداز سے انھیں حل کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! پچھلے دنوں میں نے تحصیل چوا سیدن شاہ میں جو کہ میرے حلقہ میں ہے اس کے ایک سکول کا visit کیا تو وہاں ایک مڈل سکول کے چھ کمروں کی مرمت کے لئے 18 لاکھ روپے خرچہ کیا جا رہا تھا اور وہ سکول 1960 کی construction تھی۔اب اس 18 لاکھ میں اس کی کھڑکیاں، دروازے اور ہر چیز تبدیل کی جا رہی تھی جس کا at the end of the day کوئی فائدہ نہیں ہونا تھا۔ میں نے ڈی۔ سی۔ او صاحب سے بات کی، ان کی مہربانی سے ہم نے اس کو رکوا کر ایک نیا estimate تیار کرایا اور تقریباً 28/29 لاکھ میں ایک نیا بلاک تیار ہو جائے گا جو آئندہ پچیس تیس سال تک ہمارے کام آئے گا۔

جناب سپیکر! میں آپ کا زیادہ ٹائم نہ لیتے ہوئے آخر میں ضلع چکوال اور اپنے حلقہ کے چند مسائل کو مختصراً پیش کروں گا۔ ہمارا علاقہ چکوال ایک بارانی ضلع ہے وہاں پینے کے پانی کے مسائل بہت زیادہ ہیں بالخصوص کلر کہار تحصیل اور چوا سیدن شاہ تحصیل میں یہ problem بہت زیادہ ہے۔

میری بھرپور گزارش ہو گی کہ اس مسئلے کی طرف خصوصی توجہ دی جائے اور اپنے A.D.P پروگرام میں جو block allocation ہے اس میں ان علاقوں پر خصوصی توجہ دی جائے۔

دوسرا 2004 میں کلر کہار کو تحصیل کا درجہ دیا گیا تھا لیکن ابھی تک وہاں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال نہیں بن سکا اور اس سال بھی جو A.D.P programme health پر بنایا گیا ہے اس میں میں نے تمام تحصیلوں کا نام دیکھا ہے جو کلر کہار کے بعد بنائی گئی ہیں لیکن کسی وجہ سے کلر کہار کا نام مجھے اس میں نظر نہیں آیا اگر کسی غلطی کی وجہ سے وہ رہ گیا ہے تو میری وزیر خزانہ صاحب سے آپ کے توسط سے گزارش ہو گی کہ کلر کہار کو بھی اس لسٹ میں شامل کیا جائے کیونکہ کلر کہار tourism کے حوالے سے بھی ایک بہت attractive جگہ بن گیا ہے اور وہاں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی اشد ضرورت ہے اور یہ وہاں کے لوگوں کی demand بھی ہے۔ tourism کے حوالے سے چکوال ایک بہت ہی potential district ہے اور کلر کہار کا مقام لاہور، اسلام آباد اور دور دراز کے لوگوں کو وہاں attract کرتا ہے میری گزارش ہو گی کہ کلر کہار کو سیاحت کے حوالے سے develop کرنے کی کاوشوں کو مزید بڑھایا جائے۔ پنجاب کا ٹورازم بجٹ جو اس سال رکھا گیا ہے وہ 10 کروڑ روپیہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ 10 کروڑ روپیہ پورے پنجاب کے لئے اگر دیکھا جائے تو بہت تھوڑی رقم ہے۔ اس کے علاوہ چکوال میں ابھی بھی بے شمار ایسی جگہیں ہیں جو سیاحت کے حوالے سے اہم ہیں اگر انہیں explore کیا جائے، بالخصوص تحصیل چواسیدن شاہ۔ میں ایک دو مقام خود دیکھ کر آیا ہوں اگر ان کو develop کیا جائے تو جس طرح پیر سوہاوہ اسلام آباد میں سیاحوں کے لئے ایک بہت پرکشش جگہ بنی ہوئی ہے تحصیل چواسیدن شاہ میں بشارت کے مقام پر ایک دو spots ایسے ہیں جو میں نے visit کئے ہیں جن کی جب میں نے measurement کی ہے تو ان کی height لاہور سے ساڑھے نو سو میٹر اونچی بنتی ہے اور سطح سمندر سے تقریباً 35/36 سو فٹ اونچی بنتی ہے۔ وہ ایک انتہائی خوبصورت جگہ ہے صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ ان جگہوں کا visit کیا جائے اور ان کو explore کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں آپ کے اور اس ہاؤس کے توسط سے ایک ایسے مسئلے کی طرف نشاندہی کرانا چاہوں گا کہ جس کی طرف اگر توجہ دی گئی تو ہم بہت ساری قیمتی جانیں ضائع ہونے سے بچا سکتے ہیں۔ اس میں صرف چکوال کا مسئلہ نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام لوگوں کا مسئلہ ہے۔ کلر کہار سے چکوال جاتے ہوئے ایک پہاڑی سلسلہ ہے، اس پہاڑی سلسلے میں ایک موڑ ہے جس کو

عرف عام میں کلیاں والا موڑ کہا جاتا ہے۔ وہ main high way road ہے اس پر سے صرف چکوال کے لوگ نہیں گزرتے بلکہ ہر ضلع کے لوگ وہاں سے گزرتے ہیں۔ وہ ایسا خطرناک موڑ ہے کہ آئے دن وہاں پر کوئی نہ کوئی ٹرک، کوئی نہ کوئی بس اور کوئی نہ کوئی کار گہری کھائی میں گری ہوتی ہے۔ محکمہ صرف اتنی کاوش کرتا ہے کہ تھوڑے دنوں کے بعد وہاں ایک دیوار تعمیر کر دیتا ہے اور چند دن کے بعد کوئی گاڑی اس دیوار کو ٹکرا کر دیوار کو توڑتی ہوئی گہری کھائی میں گر جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دیوار کو بنانے میں محکمہ اتنی رقم خرچ کر چکا ہو گا کہ جتنا کہ شاید اس موڑ کو ٹھیک کرنے میں خرچ نہیں ہو گی۔ میری آپ کی توسط سے یہ خصوصی گزارش ہو گی کہ اگر آپ اس میں ذاتی دلچسپی بھی لیں گے تو شاید ہم قیمتی جانوں کو ضائع ہونے سے بچا سکیں۔

جناب سپیکر! آخر میں میں اپنی تقریر کا اختتام میاں محمد بخش کے کلام سے کرنا چاہوں گا کہ جو نہ صرف میرے اندر بھی عزم اور حوصلہ پیدا کرتا ہے بلکہ اس میں ایک انتہائی commitment بھی ہے۔ میاں محمد بخش صاحب فرماتے ہیں کہ:

جا تک سانس میراث نہ ہووے سانس ٹٹے مڑ آسا
ڈھونڈ کرن تھیں ہٹیں ناہیں ہٹ گئیوں تا ہاسا
ونجھل ونجھل ہار نہ ہاریں ہمت اک دن پھِر سی پاسا
بُھکا منگن چڑھے محمد اوڑک ورگا پاسا

جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب نجف عباس سیال!

جناب نجف عباس خان سیال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! کیا ہی اچھا ہوتا کہ آج اس بجٹ کے سیشن میں بحث کے وقت اگر Opposition بھی ہوتی، Opposition کے بغیر اس اسمبلی کا حُسن پیدا نہیں ہوتا۔ میری پہلے تو آپ سے گزارش یہ ہے کہ آپ جو بھی طریقہ کار بنائیں، کوشش کریں اور ہم بھی ساتھ چلنے کو تیار ہیں، ہم بھی ان کا حصہ ہیں لیکن کچھ نظریات پر ہمیں ان سے اختلاف تھا جس کی وجہ سے ہم نے مسلم لیگ قائد اعظم میں سے الگ ہو کر اپنا ایک علیحدہ گروپ بنایا۔ میری آپ سے humble submission یہ ہو گی کہ بجٹ اجلاس کو چلانے کے لئے، بجٹ پر مناسب تنقید کرنے کے لئے اور عوام کی صحیح رہنمائی کرنے کے لئے Opposition کا ہونا نہایت ضروری

ہے۔اب جس طرح بھی ہے Opposition کا مسئلہ حل کریں۔میں جب ایوان میں داخل ہوا تو 2008-09 کی بجٹ بحث پر میرے بھائی سعید اکبر نوانی صاحب بڑی خوبصورت تقریر فرما رہے تھے، ہمارے بڑے بھائی ہیں اور چھ سال وہ ہمارے ساتھ رہے ہیں۔ان کی خدمت میں اشعار کے چند کلمات پیش کروں گا کہ:

جاگن والیاں رج کے لٹیا اے
سوئے تسیں وی او سوئے اسیں وی آں
لالی اکھیاں دی پئی دسدی اے
روئے تسیں وی او روئے اسیں وی آں

جناب سپیکر!اس بجٹ میں کچھ ایسی باتیں ہیں جو قابل ستائش ہیں۔ مثلاً ترقیاتی بجٹ کو 121۔ارب روپے سے 160۔ارب تک لے جانا خوش آئند بات ہے۔اس کے بعد dialysis centre کا قیام کرنا یہ نہایت ہی خوش آئند بات ہے۔ میری بہن روبینہ شاہین وٹو نے کہا اور انہوں نے یہ تجویز پیش کی کہ dialysis centre ہر تحصیل لیول پر ہونے چاہئیں۔ میں جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ گردوں کا مرض اتنا مہنگا ہے کہ اس کا علاج کرنا کسی غریب کے بس کی بات نہیں ہے۔ میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ صاحب سے یہ عرض کرتا ہوں کہ پچھلے ادوار میں بھی ہم نے دیکھا کہ انہوں نے کہا کہ یونیورسٹی بنادو، پوچھا کہ کہاں بنائیں تو انہوں نے کہا کہ گجرات میں بنادو۔ پھر انہوں نے کہا کہ جی ٹی روڈ کو کھلا کریں اور ڈبل روڈ بنائیں، پوچھا کہ کہاں بنائیں تو انہوں نے کہا کہ گجرات سے شروع کریں۔ پھر انہوں نے کہا کہ جلال پور جٹاں تک روڈ بنادو وہ بھی ضلع گجرات سے ہو۔ یہ ہماری خوش قسمتی یا بد قسمتی سمجھیں کہ وزیر خزانہ صاحب کا تعلق بھی وزیر آباد ضلع گجرات سے ہے۔ گجرات بھی ہمارا دل ہے، شہر ہے اور لاہور بھی ہمارا شہر ہے تو میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ خدارا!یہ 57 کروڑ کے فنڈز جو dialysis کے لئے ہوں وہ گجرات، جلال پور جٹاں، منڈی بہاؤالدین، لاہور یہاں نہ لگیں بلکہ ہم پسماندہ لوگ جو جھنگ، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان سے تعلق رکھتے ہیں اس کو مساوی طور پر تقسیم کیا جائے اور برابری کے طور پر ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر میں positively assure کیا جائے کہ کم از کم دو dialysis مشینیں وہاں پر ضرور ہوں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں حیران اور پریشان اس بات پر ہوں کہ یہ پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے جس کی 75 فیصد آبادی زراعت پر انحصار کرتی ہے اور باقی تقریباً دو صوبے پنجاب ہی کی

زراعت پر depend کرتے ہیں بلکہ yield پر بھی depend کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ افغانستان والے ہمارے مسلمان بھائی ہیں وہاں پر جو بھی اشیائے خورد و نوش کی جاتی ہے اس کا بوجھ بھی پنجاب سنبھالتا ہے۔ میں حیران اس لئے ہوں کہ ہم یہاں پر 75 فیصد زمیندار بیٹھے ہوئے ہیں، زراعت پر آپ نے صرف 3۔ارب روپیہ رکھا ہے جو کہ بہت کم ہے اور ایک ارب 17۔ کروڑ روپے تحقیق کے لئے رکھے ہیں۔ میں جناب وزیر خزانہ صاحب کو ایک break up دینا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں گندم کا بحران کیوں آیا، یہ بحران اب بھی ہے اور میں یہ مقدس ایوان میں کھڑے ہو کر بات کر رہا ہوں کہ اس بحران کو آپ ختم نہیں کر سکتے جب تک grass root level پر جا کر کاشتکار کی فریاد نہیں سنیں گے۔ ڈی۔اے۔پی کی ایک بوری 3200 روپے کی ہے، آپ بھی زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ دو بوری فصل کو پہلے دیں تو 6400 روپے بنتے ہیں اس کے بعد دو کھاد کی بوریاں یوریا کی دیں تو اس کا 1500 روپے، فی من بیج چالیس روپے کلو سے لے کر 60 روپے کلو تک 1200 روپے، جڑی بوٹیاں فی ایکڑ دوائی ایک ہزار روپے، 80 فیصد نہریں ہماری ششماہی ہیں جہاں پر سردیوں میں پانی نہیں ہوتا۔ پانچ سے چھ پانی فی ایکڑ پر فصل پکتی ہے جس کا اگر تخمینہ لگائیں تو تقریباً ساڑھے پانچ ہزار روپیہ بنتا ہے اس کے علاوہ ٹریکٹر کی چلوائی لگائیں تو سارا حساب لگا کر 18 ہزار روپے بنتا ہے اور کاشتکار کو گندم کا 625 روپے فی من ریٹ رکھا ہے اور انٹرنیشنل ریٹ 1400 روپے من ہے۔ آپ کاشتکار کو 625 روپے من دے رہے ہیں، 18 ہزار اس کا فی ایکڑ خرچہ ہو رہا ہے اور 30 من فی ایکڑ کے حساب سے 18 ہزار ہی وصول کر رہا ہے تو وہ اپنا اور غریب بچوں کا پیٹ کیسے پالے گا؟ ازراہ کرم آپ اس پر subsidies بڑھائیں، گندم کی امدادی قیمت کو بڑھائیں۔ یہ نہ ہو کہ یہ بحران بڑھتا جائے۔ میں آپ کو یہ warn کر رہا ہوں کہ آنے والی جو فصل ہو گی اس میں سے 80 فیصد کاشتکاروں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ گندم کاشت نہیں کریں گے۔ آپ ہماری طرف سے یہ resolution قومی اسمبلی میں بھی پیش کریں اور صوبائی اسمبلی میں بھی کریں۔ پتا چلا ہے کہ قومی اسمبلی والوں نے امدادی قیمت بڑھانی ہے تو کم از کم اس کو ایک ہزار روپیہ فی من کیا جائے اور غریب لوگوں کو subsidy دی جائے۔ اگر آپ گندم باہر سے 1400 روپے من منگوائیں گے تو آپ کو وہ 1600 روپے میں پڑے گی تو پھر غریب کا کیا ہو گا جس کو روٹی 30 روپے میں ملے گی۔ خدارا! کوئی think tank بنا کر زراعت پر توجہ دیں۔ زراعت میں ہمارے پاس کوئی بلڈوزر نہیں ہے، کسی ضلع میں چلے جائیں اور کسی زمیندار نے زمین ہموار کرانی ہو تو آپ کو کوئی بلڈوزر نہیں ملے گا اگر ملے گا تو 1960 ماڈل ملے گا اور

زمیندار اس سے کوئی افادیت حاصل نہیں کر سکے گا۔ آپ فنڈز بڑھائیں چاہے ترقیاتی فنڈز کو 160 سے 150۔ ارب پر لے آئیں لیکن 10 یا 15۔ ارب کے بلڈوزر منگوائیں، LASER leveler منگوائیں، زمیندار کو بیج میں subsidy دیں، تحقیق کے لحاظ سے بھکر ہے، انقلاب ہے، عبدالستار ہے یا سحر ہے۔ کاش کہ آج وزیر زراعت بھی بیٹھے ہوتے، ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ زراعت کا وزیر وہ بنتا ہے جس کو زراعت کا پتا نہیں ہوتا لیکن الحمدللہ اولکھ صاحب میرے ہمسائے ہیں اور وہ زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور میں نے انہیں کہا تھا کہ آپ یہاں پر تشریف فرما ہوں تاکہ میری جو گزارشات زراعت سے متعلقہ ہیں وہ آپ سنیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تمام چیزیں آپ کاشتکاروں کو سپلائی کریں۔ آج سے بیس سال پہلے ایک میکسی پاک بیج ہوا کرتا تھا جس کی اوسط 60 من ہوتی تھی لیکن بیج جب دوبارہ تین سے چار دفعہ کاشت ہوتا ہے تو اس کی جو اصل base ہے وہ کم ہو جاتی ہے اس لئے مہربانی کر کے گندم کی تحقیق کے لئے چار پانچ بیجوں کو چھوڑ کر نئے بیج امریکہ، کنیڈا سے import کئے جائیں تاکہ ہماری yield بڑھے۔ ایک بیج کو بار بار کاشت کرنے سے کاشتکار وہ اوسط حاصل نہیں کر سکتا۔ میں کاشتکاروں کی طرف سے استاد دامن کا شعر عرض کرتا ہوں کہ:

خون جگر دا تلی تے رکھ کے تے
دھرتی پوجدیاں پوجدیاں گزر گئی اے
ایتھے کیویں گزاریئے زندگی نوں
ایہی سوچدیاں سوچدیاں گزر گئی اے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راؤ کاشف رحیم خان صاحب!

راؤ کاشف رحیم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کو چیئر پر بیٹھنے کی مبارک باد دیتا ہوں اور جمہوری حکومت کے پہلے بجٹ پر جو آٹھ سال کی لوٹ کھسوٹ کے بعد بنا وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ میں اس ایوان میں پہلی دفعہ آیا ہوں چار ماہ سے میرے قائد میاں محمد شہباز شریف، میاں محمد نواز شریف کے ارشادات یہ تھے کہ پنجاب میں اب لوٹ کھسوٹ کا دور ختم ہو گیا ہے اور میرٹ کی بات ہو گی، قانون کی بات ہو گی لیکن میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ان چار پانچ ماہ میں نام کی بات ہو رہی ہے۔ قانون کی بات جو کرتا ہے اسے لوگ شک کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ معزز اراکین نے یہاں پر جو تین دن سے بحث کی، مجھے لگتا ہے کہ

یہ مسائل سن کر تمام ممبران پنجاب اسمبلی شاید کسی مرض میں مبتلا ہو جائیں۔ حالانکہ اگر اس پنجاب میں قانون اور میرٹ پر عمل کرایا جائے تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ پنجاب کے تمام مسائل ان اگلے چھ ماہ میں ٹھیک ہو سکتے ہیں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ میں نے جب بھی انتظامیہ کے سامنے dead honest officers کی بات کی تو میرا مذاق اڑایا گیا کہ dead honest officers کہاں سے لائے جائیں؟ جس ملک میں ، جس صوبے میں کوئی آفیسر مذاق اڑائے ایمانداری کا، میرٹ کا تو میں یہ دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ان تقریروں سے پنجاب کے حالات کبھی نہیں بدلیں گے۔ ہمیں اپنے قول وفعل سے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ وہ لوٹ کھسوٹ کا دور ختم ہوگیا اور جو نیا دور آیا ہے اس میں پارلیمنٹ superior ہے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ میں شاید پنجاب کا وہ بدقسمت ممبر پنجاب اسمبلی ہوں گا جس نے میرٹ کی بات کی تو اس کا مذاق اڑایا گیا، جب یہاں تبادلوں کی بات کی گئی تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں نے جس آدمی کا نام دیا، ایماندار آدمی کا نام دیا تو اسے reject کر دیا گیا اور مجھے یہ تسلی دی گئی کہ کچھ دیر انتظار کر لیں۔ اگر کوئی آدمی کسی کرپٹ آدمی کا نام دیتا ہے تو اسے فوراً لگا دیا جاتا ہے۔ اگر ہم نے یہ اصول اپنانا ہے تو وہ ان آٹھ سالوں کا جس میں ہمارے قائد نے جلاوطنی اختیار کی اور محترمہ بے نظیر بھٹو کی جان گئی اس قربانی کا کیا فائدہ؟ میری آپ سے التماس ہے کہ یہ کرپٹ بیوروکریسی جو ہم کو آپس میں لڑا رہی ہے ان کا سخت سے سخت احتساب کیا جائے۔ اگر ہم نے احتساب نہ کیا تو خدا کی قسم! نہ کل ممبران صوبائی اسمبلی کی عزت تھی اور نہ یہ آئندہ کریں گے۔

جناب سپیکر! اب میں بجٹ کی طرف آتا ہوں۔ تمام ممبران صوبائی اسمبلی جو تقریر کر چکے ہیں انہوں نے پنجاب میں امن وامان کے مسئلے پر بات کی کہ پنجاب میں ایف۔آئی۔آر درج نہیں ہوتی لیکن اس کا کسی نے آج تک حل نہیں بتایا۔ میری تجویز تو یہ ہے کہ پنجاب کے تھانوں کو وزیراعلیٰ ہاؤس کے ساتھ کمپیوٹرائزڈ کر دیا جائے، آئی۔جی آفس کے ساتھ کمپیوٹرائزڈ کر دیا جائے۔ اگر کوئی ایس۔ایچ۔او ایف۔آئی۔آر نہیں کاٹتا تو اسے فوری طور پر معطل کیا جائے۔ اگر پنجاب کے 35 اضلاع میں صرف 35 ایس۔ایچ۔او معطل کر دیئے جائیں تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ پنجاب کے آدھے جرائم ختم ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! یہاں پر زراعت کے حوالے سے خصوصاً شوگر مل مالکان کے رویے کے بارے میں بات کی گئی میں وزیر خزانہ صاحب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ فوراً پنجاب کے شوگر کین

کمشنر کو طلب کیا جائے اور اس سے پوچھا جائے کہ ان مظلوم زمینداروں کا کیا قصور ہے کہ ہزار من گنا جب مل میں جاتا ہے تو اس پر بیس من کٹوتی کی جاتی ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میرے فاضل بھائی جو شوگر ملوں کا مسئلہ بیان فرما رہے ہیں یہ مسئلہ کسی ایک ضلع کا نہیں بلکہ یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔ ہمارے سرگودھا میں اس وقت کم و بیش 32 کروڑ روپیہ شوگر ملوں نے زمینداروں کا ادا کرنا ہے۔ اس پر انہوں نے فرمایا ہے کہ شوگر کین کمشنر کو طلب کیا جائے تو میری اس ہاؤس سے بھی گزارش ہو گی اور آپ سے بھی یہ گزارش ہے کہ چونکہ یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے اس وقت پورے پنجاب میں شوگر مل مالکان زمینداروں اور غریب کاشتکاروں کی رقوم دبا کر بیٹھے ہیں اس پر فوری طور پر حکومت کو ایکشن لینا چاہئے اور کسانوں کو رقم واپس دلوانی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راؤ کاشف صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں شوگر مل مالکان کے بارے میں اس لئے یہ بات کر رہا ہوں کہ ضلع فیصل آباد میں پنجاب میں سب سے زیادہ شوگر ملیں ہیں۔ وہاں پر شوگر ملز مالکان جان بوجھ کر رقوم ادا نہیں کر رہے۔ حالانکہ ان کے living standard میں کوئی فرق نہیں آیا اور ملز مالکان نے payment نہ کی تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ لوگ زراعت چھوڑ دیں گے۔ کبھی آٹے کا بحران ہو گا، کبھی کپاس کا بحران ہو گا اور یہ پنجاب اور پاکستان civil war کی طرف چلا جائے گا۔ اگر آپ اس پنجاب اور پاکستان کو civil war سے روکنا چاہتے ہیں تو خدا کی قسم ان کا احتساب کرنا ہو گا۔ ان ساٹھ سالوں میں ہم نے پالیسیاں بنائیں اور پولیس کو اتنے پیسے دے دیئے لیکن آج تک کسی نے یہ پوچھنے کی جرات نہ کی کہ آئی۔جی پنجاب! تم نے ان پیسوں کا کیا کیا، کسی نے ڈی۔پی۔او سے بات نہیں کی کہ یہ تمہارا جو صوابدیدی فنڈ ہے کہاں پر خرچ ہوا ہے؟ اگر آپ ان سب مسائل کا حل چاہتے ہیں تو خدا کی قسم حضرت عمر فارق رضی اللہ تعالیٰ کا دور لانا ہو گا۔ جس میں عدل کی بات ہو، جس میں احتساب کی بات ہو۔ اگر یہ دور نہ آیا تو میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان کا نقشہ چند سالوں میں تبدیل ہو جائے گا اس لئے میری آپ سب ممبران سے گزارش ہے کہ احتساب پر

compromise نہ کیا جائے کیونکہ ہماری جو coalition گورنمنٹ ہے لوگ اس کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ لوگ مایوسی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ ہم نے الیکشن میں وعدہ کیا تھا کہ آٹے کی قیمت کم کریں گے، اشیائے ضرورت کی قیمتیں کم کریں گے لیکن یہ تقریروں سے نہیں ہو گا۔ ہمیں ان لوگوں سے جو لوٹ کھسوٹ میں شامل ہیں ان سے حساب لینا ہو گا۔ انشاء اللہ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ سب بحران ختم ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! فیصل آباد میں زراعت نہروں پر depend کرتی ہے۔ خصوصاً فیصل آباد کے زمینداروں پر انتہائی ظلم یہ ہو رہا ہے کہ نہروں کو P.I.D.A کے حوالے کر دیا گیا ہے اور P.I.D.A میں سیاست ہو رہی ہے۔ وہاں پر زمینداروں کا آبیانہ بھی اکٹھا کیا جاتا ہے۔ میں وزیر خزانہ سے درخواست کرتا ہوں کہ P.I.D.A کے معاملات کو فوری طور پر دیکھا جائے۔ اگر ان معاملات کو نہ دیکھا گیا تو یہ کوآپریٹو سکینڈلز کی طرح پنجاب کا سب سے بڑا سکینڈل ہو گا کیونکہ جو پیسے زمینداروں سے اکٹھے کئے جاتے ہیں وہ پیسے P.I.D.A کے افسران کی عیاشی اور ان کے سیاسی مقاصد پر استعمال ہو رہے ہیں اور میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ پانی کی جنگ ضلع فیصل آباد سے شروع ہو گی۔ لوگ ایک دوسرے کو پانی کی وجہ سے قتل کر رہے ہیں کیونکہ P.I.D.A والے جس کو پانی دیتے ہیں وہ اپنی مرضی ہی سے دے رہے ہیں۔ اگر مخالف نے ووٹ نہیں دیئے تو اس کا پانی بند کر دیا۔ جب کسی بڑے شخص کا یا زمیندار کا معاشی قتل ہو گا تو وہ لامحالہ reaction کرتے ہوئے قتل تک نوبت چلی جائے گی۔ میری وزیر خزانہ سے درخواست ہے کہ اس مسئلہ کو فوری طور پر چیک کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ایک منٹ میں تقریر wind up کریں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! جب میری باری آئی ہے تو آپ ایک منٹ میں wind up کا کہہ رہے ہیں حالانکہ یہاں آدھ آدھ، پون پون گھنٹہ تقریریں کرتے رہے ہیں۔ میں آپ کے حکم پر wind up ہی کر دیتا ہوں پھر کسی وقت تقریر کر لوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جناب شاہ جہاں احمد بھٹی صاحب!

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: شکریہ جناب سپیکر! آپ نے مجھے بجٹ 09-2008 کی عام بحث میں حصہ لینے کا موقع فراہم کیا۔ آج 21۔ جون ہے اور آج محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی سالگرہ بھی ہے اور کیسا co-incidence ہے کہ آج کے دن ہم پنجاب کے اندر بجٹ پر بھی بحث کر رہے ہیں۔

محترمہ نے الیکشن سے پہلے، اپنی شہادت سے پہلے ہمارے لئے ایک منشور دیا تھا جو کہ five points پر مبنی تھا Education, Employment, Environment, Energy and Equality اور مجھے یہ کہتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ اس بجٹ میں ان تمام عناصر کی عکاسی ہوتی ہے اور اس کے لئے میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ پنجاب اور ان کی تمام کابینہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے جس عزم کے ساتھ بجٹ پیش کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے بارے میں ایک شاعر نے کہا کہ:

نگاہ وقت دیکھے گی محبت کی جہانگیری
مٹا دیں گے ظلم کا ہر نشاں تم دیکھتے رہنا
کسی بھی گل کی حق تلفی نہ ہو گی اس گلستاں میں
ملے گی خشک پھولوں کو بھی شبنم، تم دیکھتے رہنا

پنجاب کے مسائل ہم سب نے دیکھے ہیں۔ یہ پنجاب جو ہم نے inherit کیا ہے اس میں بہت سے مسائل ہیں۔ کچھ کا ذکر وائٹ پیپر میں بھی ہوا کہ جو بجٹ documents کے ساتھ ہمیں ملا ہے، اس میں بتایا گیا ہے کہ پنجاب پر تقریباً 304۔ارب روپے کا debt ہے جو کہ بہت بڑا بوجھ ہے اور وہ بجٹ کے اس documents میں 304۔ارب بتایا گیا ہے لیکن اب تک وہ شاید 20۔ارب بڑھ چکا ہے کیونکہ ڈالر کی قیمت کے ساتھ اگر linked ہے تو اس میں ساڑھے 62 روپے کے حساب سے ڈالر کا bound ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہاں پر سپلیمنٹری بجٹ پر بھی بحث ہوئی ہے اور ہم سب کو پتا ہے کہ اس کا بھی کیا حال ہے؟

جناب سپیکر! اس وقت پنجاب کے حالات کو درست کرنے کی سب سے زیادہ ضرورت ہے fiscal responsibility کی اور یہ ہم پر اور اس حکومت پر عائد ہے کہ ہم اس کا مظاہرہ کریں اور آنے والے چند ہفتوں، مہینوں میں اور آئندہ سال میں اس fiscal responsibility کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے اخراجات پر مکمل کنٹرول کریں۔ مجھے یہ پڑھ کر خوشی ہوئی ہے کہ 132۔ارب روپے کا surplus ہے لیکن اس کو ضائع نہ ہونے دیا جائے۔

جناب سپیکر! بجٹ کے ساتھ فنانس بل بھی پیش کیا گیا ہے۔ اس میں بڑی گاڑیوں پر ٹیکس عائد کیا گیا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بجائے 2005 سے اس سال سے لاگو ہونا چاہئے کیونکہ retroactive and punitive legislation ہوتی ہے اور وہ اچھی legislation نہیں

ہوتی تو میری وزیر خزانہ سے گزارش ہو گی کہ وہ ٹیکس جو بڑی گاڑیوں پر لگایا گیا ہے اس سال سے لاگو ہو بجائے اس کے کہ وہ retroactive ہو۔

جناب سپیکر! بہت کچھ cover ہو چکا ہے۔ وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں تمام چیزیں cover کیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں اگر مزید بہتری لانی ہے تو ہمیں پنجاب کے اندر urban-rural gap کو کم کرنا پڑے گا۔ ہوتا یہ ہے کہ rural areas سے لوگ migrate کر کے urban areas میں آتے ہیں اس سے urban areas میں خاص طور پر لاہور، راولپنڈی اور ملتان جیسے بڑے شہروں پر بوجھ پڑتا ہے اور پھر وسائل ان کی طرف divert ہوتے ہیں جو کہ اس بجٹ میں بھی تقریباً 7۔ارب روپے urban development کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم ایسے پروگرام بنائیں کہ لوگ بجائے بڑے شہروں کی طرف رجوع کریں وہ اپنے چھوٹے شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں ہی اپنی زندگیاں بسر کریں تو اس کے لئے ہم rural development پر جتنا بھی زور دیں وہ کم ہے۔ ہمیں زیادہ سے زیادہ توجہ اس طرف دینی چاہئے اور اس کے لئے وہاں وسائل پیدا کریں تاکہ لوگ اپنے دیہاتوں اور قصبوں میں اپنی زندگیاں بسر کریں نہ کہ بڑے شہروں کی طرف رجوع کریں۔

جناب سپیکر! پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے اور یہاں تقریباً 70 فیصد سے زیادہ لوگ زراعت کے پیشہ سے منسلک ہیں اور جتنی بھی توجہ اس پیشہ اور شعبہ پر دی جائے وہ کم ہے۔ یہ کہنا مناسب ہو گا کہ اگر کسان خوشحال ہے تو پاکستان خوشحال ہے اور پاکستان کی خوشحالی کسان کی خوشحالی کے ساتھ منسلک ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طریقے سے اس بجٹ میں زراعت پر توجہ دی گئی ہے وہ تو بہت خوش آئند بات ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ سبسڈیز کھاد پر دی گئی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ڈیزل پر زیادہ سے زیادہ سبسڈی دی جائے۔ اگر آپ زمین کاشت نہیں کریں گے، اچھی طرح سے زمین میں ہل نہیں چلائیں گے تو۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہاں پر موجود محترمہ نے خاص طور پر کورم کی نشاندہی کی ہے تو گنتی کی جائے۔

(اس موقع پر گنتی کی گئی)

جناب قائم مقام سپیکر: کورم پورا ہے۔ میں یہاں پر صرف یہ بات کروں گا کہ as a Speaker میں سمجھتا ہوں کہ role ہم سب کا ہے کہ ہم اس House کو کامیاب کریں کیونکہ پورے پنجاب کے عوام کی نظریں اس House پر لگی ہوئی ہیں لیکن یہ طریقہ کار حالانکہ ہم نے opposition کو ہر طرح سے دعوت بھی دی ہے اور کہا بھی ہے کہ آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں کیونکہ یہ وہ اسمبلی ہے جو میں ذاتی طور پر بھی سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے عوام کی صحیح معنوں میں ترجمانی کرتی ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ جو محترمہ یہاں پر کورم کی نشاندہی کرنے آئی ہیں ان سے پہلے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر House کی کارروائی میں وہ پوری طرح شریک ہونا چاہتی ہیں تو وہ یہاں بیٹھیں اور بیٹھ کر House کی کارروائی میں شامل ہوں اور House کی اطلاع کے لئے یہ عرض ہے کہ کورم پورا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب افتخار احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، افتخار احمد خان!

جناب افتخار احمد خان: جناب سپیکر! ان کا باہر سے اپوزیشن والوں کا اپنا کورم ٹوٹ گیا اور محترمہ کا ہمارے ساتھ شامل ہونے کے لئے پورا دل کر رہا ہے، اس لئے میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ ان کو قبول کر لیں۔۔۔ کیونکہ ان کا ہمارے ساتھ شامل ہونے کے لئے بہت دل کر رہا ہے۔ اوہ ویکھو ہن وی اوہ ہس رہے نیں، اوناں دا پورا دل اے، تسیں اوہناں نوں شامل کر لو۔ شکریہ

جناب آصف منظور موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب آصف منظور موہل!

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! میں نے ایک اجلاس میں پہلے بھی اپوزیشن سے یہ عرض کیا تھا کہ وہ دستور پاکستان پڑھا کریں، دستور ظہور الٰہی نہ پڑھا کریں۔ آج میں پھر انہیں کہتا ہوں کہ بھاویں لکھ زور لا لو پرویز الٰہی دوبارہ نئیں آئے گا، نئیں آئے گا، نئیں آئے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

معزز اراکین حزب اقتدار: گو مشرف گو، گو مشرف گو، گو مشرف گو۔۔۔ (نعرہ بازی)

رائے محمد شاہ جہاں خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہ جہاں خان!

رائے محمد شاہ جہاں خان: جناب سپیکر! ہم محترمہ کو ایوان میں آمد پر خوش آمدید کہتے ہیں۔ شکر ہے کہ اپوزیشن کا کوئی رکن ہمارے اجلاس میں آیا ہے یہ ان کے بائیکاٹ ختم ہونے کی نشانیاں ہیں۔ ایک ایک کر کے انشاء اللہ سب آ جائیں گے۔ ہم ان کو welcome کہتے ہیں اور وہ پوائنٹ آف آرڈر چاہتی ہیں مہربانی کر کے انہیں موقع دیا جائے تاکہ کسی طریقے سے اس session میں ان کا حصہ شامل ہو سکے۔

چوہدری عبدالرزاق ڈھلوں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈھلوں صاحب!

چوہدری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں اپوزیشن سے درخواست کروں گا کہ وہ تھوڑے تھوڑے نمائندے یہاں بھیجنے کی بجائے باہر ٹینٹ میں بہت گرمی ہے اس وقت دھوپ بھی بہت زیادہ ہے اب بہتر ان کے لئے یہ ہے کہ یہاں پر آہستہ آہستہ by parts آنے کی بجائے میں اپنی ممبر صاحبہ سے گزارش کروں گا کہ باقی لوگوں کو بھی آرام سے یہاں لے آئیں اور بجٹ کے پروگرام میں حصہ لیں تاکہ ہم جو اپنی غریب عوام کے لئے پروگرام پیش کر رہے ہیں اس میں ان کو بھی شامل کیا جائے یہ بھی ان لوگوں کا حصہ ہیں جو لوگ یہاں پر نمائندگی کرنے کے لئے آئے ہیں۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے سارے دوستوں کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ان کا حق تھا وہ آئے اور جو جمہوریت کا دستور ہے اس حساب سے وہ تشریف لائے ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں اور ہم ان کو یہ بھی عرض کرتے ہیں کہ اسی طرح جس طرح انہوں نے کورم پوائنٹ آؤٹ کرنے کے لئے اپنا جمہوری حق استعمال کیا ہے اسی طریقے سے وہ تشریف لائیں وہ معزز رکن ہیں اور ان کا اس ایوان میں ایک role ہے وہ role ادا کرنے کے لئے اور بجٹ پر تنقید کرنے کے لئے تشریف لے آئیں ہم ان کو خوش آمدید کہیں گے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ افشاں فاروق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ افشاں فاروق: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جس گروہ سے میری بہن کا تعلق ہے وہ لٹیروں، ڈاکوؤں اور چوروں کا گروہ ہے۔ اسمبلی میں آنا ان کا آئینی حق ہے لیکن یہ چور ڈاکوؤں کے گروہ سے تعلق رکھتی ہیں تو جس طرح سے یہ تشریف لائی ہیں بالکل چوروں والے style میں آکر بیٹھ جاتی ہیں چٹکلا چھوڑتی ہیں اور چلی جاتی ہیں۔ ان کو تو اپنے آئینی حق کے بارے میں بھی پتا نہیں ہے انہوں نے عوام کے حقوق کی کیا بات کرنی ہے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ کل بھی میری بہن تشریف لائی تھیں اور ان کو بہت دکھ اور احساس ہوا تھا کہ غریبوں کی بجٹ پر بات نہیں ہو رہی ہے۔ آج بجٹ پر بات ہو رہی تھی تو وہ کورم پوائنٹ آؤٹ کرنے کے لئے آگئیں۔ مجھے دکھ اس بات پر ہے اور میں پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتی ہوں کہ (ق) لیگ کے پاس اب خواتین کے علاوہ شاید کوئی نہیں ہے ان کے کیمپ میں بھی صرف خواتین بیٹھی ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر سامیہ امجد اب مجھے لگتا ہے کہ "سامیہ امجد" کی بجائے "کورم بی بی" ہو گئی ہیں ان کو کورم پوائنٹ آؤٹ کرنے کی ذمہ داری دی گئی ہے تو ہم 'کورم بی بی' کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہمارا کام کورم پورا کرنا تھا اور وہ ہم نے کر کے دکھا دیا۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ نسیم ناصر!

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب سپیکر! میں اپنی ڈاکٹر صاحبہ کی خدمت میں ایک شعر عرض کروں گی کہ:

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

ان کے لئے میں صرف اتنا ہی کہوں گی کہ۔ مک گیا تیرا شو مشرف، گو مشرف، گو مشرف

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں بہت خوش ہوں کہ جس طرح بھی سہی میری بہن اسمبلی کی کارروائی میں حصہ تو لیتی ہیں انہوں نے ایک دفعہ پہلے بھی کورم پوائنٹ آؤٹ کیا اور آج پھر کیا۔ میں ان کی خدمت میں صرف ایک شعر پڑھنا چاہتی ہوں۔

شاید مجھے نکال کے کچھ کھا رہے ہوں آپ
محفل میں اس خیال سے پھر آگئی ہوں میں
(قہقہے)

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): پوائنٹ آف آرڈر

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں اپوزیشن والوں کو کھانے کی دعوت دیتا ہوں۔ ہم نے آج کھانے کا اہتمام کیا ہے وہ اس میں شامل ہوں چونکہ کھانا تو اس ہاؤس میں نہیں ہے اس لئے وہ کھانے پر ضرور تشریف لائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے رانا تجمل بات کر لیں۔

جناب محمد تجمل حسین: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں اس معزز ایوان کی وساطت سے آپ کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ پچھلی حکومت نے ہیلمٹ کی پابندی لگا کر موٹر سائیکل سواروں کا جینا مشکل کر دیا تھا۔ انہوں نے ایک فرم سے commission رکھ کر ہیلمٹ کی پابندی لگائی تھی آج جون جولائی کے مہینے میں ہیلمٹ کی گرمی اور تین سو روپے چالان کا ڈر لوگوں کو ذہنی طور پر اتنا پریشان کر رہا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ مہربانی فرما کر یہ پابندی ختم کریں تاکہ لوگ اپنا آٹا روزی اور دوسرے کاموں میں مصروف ہوں اور یہ خوف ختم ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آج کا دن بجٹ پر بحث کے لئے ہے چونکہ کورم کی نشاندہی ہوئی تھی اس لئے پوائنٹ آف آرڈر کا ٹائم دیا گیا ہے۔ میں اب ڈاکٹر سامیہ امجد سے کہوں گا کہ صرف ایک منٹ میں بات ختم کریں تاکہ ہم دوبارہ سے بجٹ پر بحث کو آگے بڑھا سکیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شکریہ۔

اغیار کی جفائیں تو زخمی نہ کر سکیں

معزز اراکین حزب اقتدار: گو ماسّی گو، گو ماسّی گو، گو ماسّی گو۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری بات سنیں! ہم نے اس اسمبلی کو جمہوری طریقے سے چلانا ہے میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ جس طرح میں نے کل بھی کہا تھا کہ اپوزیشن کا بھی حق ہے آپ ان کی بات سنیں ان کو بات کرنے کا حق ہے۔ جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شکریہ

اغیار کی جفائیں تو زخمی نہ کر سکیں
احباب کے خلوص کے مارے ہوئے ہیں ہم

مجھے آپ کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ جب یہاں پر ساٹھ لوگ بیٹھے تھے تو کورم پوائنٹ آؤٹ کیا لیکن غالباً کھانے کی اس banquet میز سے ذرا میں نے کھانا interrupt کیا ہے اب اکٹھے چلیں گے وہاں کھانا کھانے۔ میں نے صرف آپ کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ سب سے زیادہ دوست آپ ہم سب کے ہیں۔ آپ نے پہلے پچاس پچپن لوگوں کو میرے لئے زیبا ناز یبا بات کرنے کا جو موقع فراہم کیا ہے اس پر میں آپ کا شکریہ ادا کر کے یہاں سے جا رہی ہوں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں جمہوری پارلیمانی روایات کورم سے متعلقہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ دنیا میں آج کہیں بھی نہ برطانوی پارلیمنٹ میں، نہ امریکہ میں اور نہ دیگر کسی جمہوری ملک میں حتّٰی کہ بھارت میں بھی کورم کی کوئی بات نہیں ہوتی۔ اس لئے میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اب یہ روایات ہمارے ہاں بھی ختم ہو جانی چاہئیں کہ اگر اپوزیشن چاہے تو ایوان کی کارروائی روکنے کے لئے کورم کا مسئلہ اٹھا دے اور اگر سرکاری بنچز کے لوگ اپوزیشن کی کارروائی روکنا چاہیں تو وہ کورم کا مسئلہ اٹھا دیں۔ اس لئے قواعد و ضوابط میں یہ ترمیم ہونی چاہئے کہ کوئی بھی کورم کا مسئلہ نہ اٹھائے چاہے ایک ہی ممبر بیٹھا ہو لیکن ایوان کی کارروائی چلتی رہنی چاہئے۔ جو لوگ ایوان میں بیٹھ کر علاقے کے مسائل کی بات نہیں کرتے ان کا احتساب ان کے حلقے کی عوام

کرے گی اور پھر اس احتساب کے ڈر سے ممبران ایوان میں بیٹھیں گے۔لہذا میں پھر استدعا کرتا ہوں کہ قواعد وضوابط میں ترمیم کرکے کورم کا مسئلہ ختم کر دینا چاہئے ۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! یہاں پر ہم سب قواعد وضوابط کے تابع ہیں اور سب سے بڑھ کر آئین پاکستان کے تابع ہیں۔ صبح بھی ایک دو باتیں ہوئیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب relevant rules and relevant laws کے طالب علم ہیں اور ہم ساری عمر سیکھتے ہیں۔ میں as a custodian of the House آپ سب کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ اسمبلی کے رولز آف پروسیجر کے مطابق کورم کے حوالے سے درج ہے کہ:

> "If at any time during the sitting of the Assembly, the attention of the Speaker is drawn to the fact that when the members, less than one fourth of the total membership of the Assembly, are present, he shall suspend the sitting and order for bells to run for five minutes."

یہ تو ہمارے رولز آف پروسیجرز ہیں لیکن ہم نے یہ کہاں سے لئے ہیں؟ آئین پاکستان کا آرٹیکل (2)55 کہتا ہے کہ:

> If at any time during a sitting of the National Assembly the attention of the person presiding is drawn to the fact that less than one-fourth of the total membership of the Assembly is present, he shall either adjourn the Assembly or suspend the meeting until at least one-fourth of such membership is present.

اب یہاں پر نیشنل اسمبلی کا ذکر ہے لیکن آئین کا آرٹیکل 127 کہتا ہے کہ:

> Subject to the Constitution, the provision of clauses (2) to (8) of Article 53,

پھر آرٹیکل 54 کا ذکر ہے ان کے بارے میں ہے کہ:

In relation to a Provincial Assembly or a committee or members thereof or the Provincial Assembly.

یعنی یہ رولز صوبائی اسمبلی پر لاگو ہیں۔میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ ہم لوگوں نے اس اسمبلی کو rules and procedure کے مطابق چلانے کے لئے mandate لیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس اسمبلی کو اسی طرح چلائیں گے۔اب ہم دوبارہ بجٹ پر عام بحث کی طرف آتے ہیں۔میں ملک جلال الدین ڈھکو صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ بجٹ پر بات کریں۔

جناب شاہ جہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر! ابھی میری بات جاری تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شاہ جہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر! میں اس interruption سے پہلے زراعت پر بات کر رہا تھا کہ خاص طور پر ڈیزل پر مزید subsidy دی جائے۔زراعت کی ترقی میں پانی کا اہم کردار ہے۔لہذا میری گزارش ہو گی کہ جیسے وزیر اعلیٰ نے فرمایا تھا کہ 2010 تک ہر بچہ سکول جائے گا اسی طرح ہمارا ایک target ہونا چاہئے اور ایک ٹائم مقرر کر لیں کہ پنجاب کی تمام نہریں پختہ ہوں گی تاکہ صحیح طور پر ان میں پانی کا flow ہو سکے۔

جناب والا! شوگر ملز کے متعلق بہت گفتگو ہو چکی میں کہنا چاہتا ہوں کہ ننکانہ صاحب میں بھی ایک شوگر مل ہے اس سے وہاں کے کاشتکار بہت تنگ ہیں۔ابھی تک کاشتکاروں کے کروڑوں روپے کے dues مل کے ذمہ باقی ہیں۔یہ سابقہ ادوار کی پالیسیز کی وجہ ہے کہ اتنی بڑی شوگر ملز تو لگ گئیں لیکن کاشتکار ان کے چنگل میں آ گئے۔لہذا ہماری موجودہ حکومت ایسی پالیسیز مرتب کرے کہ چھوٹی شوگر ملز جو one to two thousand tons of cane per day capacity کی اجازت دے تاکہ کاشتکار اپنی تحصیل اور یونین کونسل کی سطح پر چھوٹی شوگر ملز اور گڑ نکالنے کے طریقے سے مستفید ہو سکے اور ان بڑے بڑے شوگر ملز مالکان کے چنگل سے نجات حاصل ہو سکے۔

جناب والا! یہاں قرضہ جات کے متعلق بات ہوئی۔خواہش تو یہ تھی کہ خاص طور پر چھوٹے زمینداروں کے قرضہ جات معاف کئے جائیں۔ہمارے ہمسائے ملک ہندوستان نے اپنے تمام چھوٹے کاشتکاروں کے تقریباً 10۔ارب ڈالر سے زیادہ کے قرضے معاف کئے ہیں۔گو ہمارے پاس

گنجائش نہیں لیکن میری خواہش تھی کہ قومی اسمبلی میں یہ سوال اٹھایا جاتا چونکہ اس وقت ہمارے پاس 132-ارب روپے کا surplus budget ہے لہذا میری سفارش ہو گی کہ اس میں سے کچھ رقم مختص کر کے پنجاب بھر میں ایک یا ڈیڑھ لاکھ تک کے تمام چھوٹے کاشتکاروں کے قرضہ جات معاف کئے جائیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں آپ کو مثال دیتا ہوں کہ میرے پاس 18-جون کا خبریں اخبار ہے اس میں نیلام عام کا ایک اشتہار ہے جس میں کسی کا پچاس ہزار outstanding ہے اور اس کی ایک کنال، ایک ایکڑ یا دو ایکڑ رقبہ اراضی نیلامی میں رکھا جا چکا ہے۔اگر ہماری حکومت یہ مہربانی کرے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ صحیح طور پر کاشتکار کے بھلے کی بات ہو گی۔

جناب والا!اس بجٹ میں صحت پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ صحت کے میدان میں focus پر ہمارا prevention زیادہ ہونا چاہئے۔پینے کا صاف پانی مہیا کیا جائے، دیہاتوں اور شہروں میں گندگی کی صفائی کی جائے تاکہ لوگوں کی صحت بہتر رہے اور ہمارے human resources پر impact نہ ہو۔وزیر خزانہ نے بجٹ تقریر میں generic drugs کے حوالے سے بات کی مجھے یہ کہتے ہوئے فخر ہے کہ یہ وہی پالیسی ہے جو آج سے تقریباً چالیس سال پہلے پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کی طرف سے دی گئی تھی۔اس وقت اس پر بہت زیادہ criticism ہوا تھا لیکن وقت نے یہ ثابت کیا ہے کہ generic drugs ہی ایک عام اور غریب آدمی کو سستی ادویات فراہم کرنے کا طریقہ ہے۔

جناب والا! تعلیم کے میدان میں پورے پاکستان اور خاص طور پر پنجاب میں ایک digital divide آ چکی ہے۔جیسے وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی تقریر میں یہاں فرمایا تھا کہ خاص طور پر شہروں میں بچے کمپیوٹر کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔امریکہ اور دوسرے مغربی ممالک کی تو بات ہی کیا ہے کہ جہاں دو تین سال کا بچہ انٹرنیٹ اور کمپیوٹر کے ذریعے تعلیم حاصل کرتا ہے لیکن میں اپنے ملک پاکستان کی بات کرتا ہوں کہ اگر آپ دیہاتوں میں جائیں تو ابھی بھی بچے تختیاں لے کر پھر رہے ہیں۔لہذا میری استدعا ہے کہ وزارت انفارمیشن اینڈ ٹیکنالوجی کو فعال بنایا جائے اور اس کے ذریعے تمام دیہاتوں تک internet connectivity کی رسائی دی جائے۔جیسے ہندوستان میں لوگوں کو سو ڈالر میں لیپ ٹاپ کی فراہمی کی پالیسی ہے اسی طرح ہمارے دیہاتوں میں بھی بچوں کو کمپیوٹر کا علم اور تعلیم دی جائے(نعرہ ہائے تحسین)

میں نے بجٹ کے سلسلے میں ایک سیمینار میں حصہ لیا تھا اس میں ایک عربی ٹیچر کے بارے میں بات ہوئی تھی کہ اسامی ہے لیکن وہ ابھی تک پر نہیں کی گئی۔لہذا اس سلسلے میں میری گزارش ہو گی کہ جہاں بھی عربی ٹیچرز کی اسامیاں موجود ہیں انھیں fill کیا جائے۔

بجٹ کے اندر بڑے شہروں کے لئے ایک ٹرانسپورٹ کے نظام کی گنجائش دی گئی ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ پنجاب کے تمام اضلاع میں public private partnership کے تحت ایسی ہی transport service مہیا کی جائے۔آپ دیہاتوں میں جائیں، خاص طور پر ننکانہ صاحب میں جائیں تو وہاں آپ کو نظر آئے گا کہ بزرگ لوگ بسوں کے اوپر اور پیچھے لٹک لٹک کر جاتے ہیں کیونکہ ان کے پاس سواری کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں ہوتا۔ لہذا اسی طرز کی کوئی transport service at district level پر بھی شروع کی جانی چاہئے اور اس کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔

چونکہ میرا تعلق ننکانہ صاحب سے ہے۔ ننکانہ صاحب ایک internationally recognized city ہے، ضلع ہے۔اس کے چند مسائل ہیں جن کی میں نشاندہی کر کے آپ سے اجازت چاہوں گا۔ میری گزارش ہو گی کہ ننکانہ صاحب کے گورونانک ڈگری کالج میں ایم۔اے کی کلاسز کے اجراء کی اجازت دی جائے اور اس کے لئے درکار فنڈز مہیا کئے جائیں۔اس کے ساتھ ساتھ ننکانہ سے لاہور براستہ جسلانی ایک سڑک آتی ہے۔ میرے یہاں اور بھی دوست، بھائی ننکانہ صاحب سے ممبر ہیں وہ میرے ساتھ اتفاق کریں گے کہ وہ ننکانہ سے لاہور کا ایک shortest راستہ ہے جو کہ neglect ہوا ہے۔اس پر خاص توجہ دی جائے اور اس کے لئے خصوصی فنڈز مہیا کئے جائیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبر کی مکمل طور پر تائید کرتا ہوں کیونکہ اس سے قبل ننکانہ سے لاہور کے لئے ایک dual carriage بن چکی ہے۔ وہ بالکل بد دیانتی کی بنیاد پر بنائی گئی ہے۔ سابقہ چیف سیکرٹری نے اپنی زمینوں سے سڑک گزارنے کے لئے یہ dual carriage ناجائز طور پر بنوائی ہے۔ میری جناب سے گزارش ہے کہ اس بارے میں فوری طور پر high level کی ایک انکوائری کروائی جائے۔ ذمہ داران کے خلاف کارروائی کی جائے اور ان سے وہاں پر لگائی گئی قومی دولت وصول کی جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ جہاں بھٹی صاحب! آپ اب ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

جناب شاہ جہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر! ننکانہ صاحب ایک نیا ضلع ہے اور اس میں پریس کے لئے کوئی خاص جگہ مخصوص نہیں ہے۔ میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ

ننکانہ صاحب میں ڈسٹرکٹ پریس کلب کے لئے خصوصی فنڈز جاری کروائیں۔ پریس کلب کی عمارت کے لئے میں ایک پراجیکٹ پیش کروں گا اسے بھی منظور کیا جائے۔اس کے ساتھ ساتھ پچھلے سال ننکانہ صاحب کی بار ایسوسی ایشن نے وکلاء کی تحریک میں ایک اہم کردار ادا کیا تھا۔ ننکانہ صاحب کے وکلاء کے خلاف پچھلے دور میں sedition کے charges ہوئے ان کے لئے ایک خاص welfare fund جاری کیا جائے۔ ننکانہ ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کو پنجاب حکومت کی طرف سے پچھلے سال ان کے جو due shares ہیں وہ بھی نہیں ملے تو میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ کو یہ درخواست کروں گا کہ ننکانہ ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کے لئے خصوصی فنڈز جاری کئے جائیں۔اس کے ساتھ ہی میں آپ سے اجازت چاہوں گا۔ بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!ایک نہایت ہی ضروری مسئلہ اس ایوان اور حکومت کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ دلدار پرویز بھٹی صاحب نہ صرف عظیم استاد بلکہ compare اور بہت بڑے artist بھی تھے۔انھوں نے شوکت خانم ہسپتال کے لئے چندہ اکٹھے کرتے ہوئے شہادت پائی۔ ان کی بیوہ کو ایک کوارٹر دیا گیا تھا۔ کتنے دکھ کی بات ہے کہ اب ان سے وہ کوارٹر چھینا جارہا ہے۔ مجھے ابھی پیغام دیا گیا ہے کہ میں آپ اور حکومت کی خدمت میں یہ عرض کروں کہ اس کے اوپر ایک یقین دہانی لی جائے کہ ان کی بیوہ سے وہ کوارٹر نہ چھینا جائے۔وہ ایک عظیم درویش صفت آدمی تھا۔یہاں لوگوں نے دس دس کنال کی کوٹھیاں دبائی ہوئی ہیں لیکن انھیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ دلدار پرویز بھٹی(مرحوم) کی بیوہ اور اس کے بچوں سے وہ کوارٹر نہ لیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میں کامران مائیکل صاحب سے کہوں گا کہ اس مسئلے کو دیکھیں اور پھر ہاؤس کو اس بارے میں آگاہ کریں۔

چودھری طاہر محمود ہندلی(ایڈووکیٹ):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میں ایک ضروری بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زراعت اور صنعت میں بڑا فرق ہے۔اگر کوئی صنعت کار اپنی انڈسٹری کے لئے کوئی قرضہ لیتا ہے تو اسے ایک فیصد یا دو فیصد سود پر دیا جاتا ہے جبکہ اگر کوئی زراعت پیشہ یا کسان قرضہ لیتا

ہے تو اسے 14 یا 15 فیصد سود پر دیا جاتا ہے۔ زراعت اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور اس ملک کا 80 فیصد انحصار زراعت پر ہے۔ اس کے بعد ظلم یہ ہے کہ اگر کوئی صنعت کار قرضہ لیتا ہے، فرض کریں کہ اس کی انڈسٹری 10 لاکھ مالیت کی ہے اور وہ ایک کروڑ روپے قرضہ لے کر کھا جاتا ہے تو اس کی 10 لاکھ انڈسٹری کو نیلام کر دیا جاتا ہے اور اس میں بھی اس صنعت کار کو منافع بھی مل جاتا ہے۔ جب ایک کسان قرضہ لیتا ہے تو اس کو دو سزائیں دی جاتی ہیں۔ ضابطہ فوجداری 403 کے تحت ایک جرم میں دو سزائیں نہیں ہو سکتیں۔ اگر ایک سزا ہو گئی ہے تو پھر دوسری نہیں دی جا سکتی۔ کسان کو دو سزائیں دی جاتی ہیں۔ اس سے قرضہ بھی وصول کیا جاتا ہے اگر وہ قرضہ نہیں دیتا تو اس کو جیل میں بھی بند کر دیا جاتا ہے۔ چلیں ٹھیک ہے اس نے قرضہ واپس نہیں کیا تو اس کو جیل میں بند کر دیا جائے مگر اس کے بعد اس کی زمین کی نیلامی بھی کر دی جاتی ہے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ضابطہ فوجداری کے تحت کسی ایک جرم کی دو سزائیں نہیں ہوتیں تو پھر کسان جو اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے، جو اس ملک کا کماؤ پُتر ہے اس کے ساتھ یہ ظلم کیوں کیا جاتا ہے؟ میں آپ کی وساطت سے یہ بات وزیر زراعت اور وزیر خزانہ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اس حوالے سے قانون سازی کریں اور اس کو بجٹ کا حصہ بنائیں کہ کسان کو اگر سزا دینا مقصود ہے تو ایک سزا دی جائے یا تو اس کو اندر دے دیں یا پھر اس کی زمین قرق کر لیں۔ اس کو ایک جرم کی دو سزائیں نہ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب میں ملک جلال الدین ڈھکو صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ بات کریں۔

ملک جلال الدین ڈھکو: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں بھی بجٹ پر کچھ گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ پنجاب کا یہ بجٹ متوازن اور فلاحی بجٹ ہے۔ میں اس پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو خصوصی طور پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ کائرہ صاحب کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ بجٹ پر بڑی لمبی چوڑی بحث و تمحیص ہو چکی ہے۔ میں بھی اپنے point of view سے چند گزارشات کروں گا کیونکہ یہ پنجاب کی تقدیر کا مسئلہ ہے۔ اگر ہمت کی جائے تو ایک سال میں بہت کچھ کیا جا سکتا ہے۔ موجودہ وزیر اعلیٰ کو میں بڑی دیر سے جانتا ہوں۔ یہ بڑی صلاحیتوں کے حامل ہیں اور مجھے یقین کامل ہے کہ انھوں نے بجٹ پر جو باتیں کی ہیں وہ ان پر یقیناً عملدرآمد بھی کروائیں گے اور مسائل حل کریں گے۔

بجٹ میں ساڑھے بارہ ایکڑ زمین پر گرین ٹریکٹر سکیم کا اجراء کیا گیا ہے۔ زیادہ سے زیادہ ساڑھے بارہ ایکڑ اور کم از کم چار پانچ ایکڑ زمین رکھنے والے کاشت کار کے لئے اس سکیم کا اجراء کیا گیا ہے۔ یہ بڑی اچھی سکیم ہے۔ میاں محمد شہباز شریف نے یہ سکیم اپنے پچھلے دور حکومت میں بھی جاری کی تھی اور اس پر عمل کروایا تھا۔ کمپیوٹر کے ذریعے قرعہ اندازی ہو گی اور اس میں قطعاً اس بات کی تخصیص نہیں ہو گی وہ آدمی ہماری پارٹی کا ہے یا غیر پارٹی کا ہے۔ یہ قرعہ اندازی کے ذریعے ہو گی، انصاف کا تقاضا پورا ہو گا اور میں اس میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ایک چھوٹی سی ترمیم کر لی جائے کہ اگر ایک ہی گھر کے تین چار آدمی درخواست گزار ہوں اور ایک ہی گھر کے دو ٹریکٹر نکل آئیں تو مقامی انتظامیہ کے جو لوگ ہیں، قرعہ اندازی کرانے والے جو لوگ ہیں ان کو حکم دیا جائے کہ ایک گھر سے صرف ایک درخواست وصول کی جائے۔ یہ بڑی اچھی سکیم ہے لیکن اس میں یہ تھوڑی سی ترمیم کر لی جائے۔ ایک لاکھ روپے کی چھوٹ بڑی اچھی چھوٹ ہے اور اس میں ایک غریب آدمی کو کافی رعایت ملے گی۔ اس کے بعد حکومت نے ساڑھے بارہ ایکڑ زمین lease پر جو دینے کا فیصلہ کیا ہے یہ بھی حکومت پنجاب کا ایک اچھا فیصلہ ہے قابل تحسین قدم ہے۔ اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہو گی کہ آپ پنجاب کے اندر خود سروے کر لیں بہت سی زمینیں بے آباد پڑی ہیں۔ انڈیا جائیں جب یہ border cross کریں تو آپ کو غیر آباد زمین نظر نہیں آئے گی۔ میں نے انڈیا کا سروے کیا ہے وہاں پر حکومت نے مسلسل جدوجہد کے ذریعے اپنی تمام بنجر زمینیں آباد کر لی ہیں۔ ہمارے ملک میں اور خاص طور پر پنجاب میں کافی بنجر زمینیں پڑی ہوئی ہیں۔ اگر ساڑھے بارہ ایکڑ زمین غریب کاشت کار کو lease پر دی گئی تو اس سے غریب کاشت کار کا پیٹ بھی بھرے گا زمین بھی آباد ہو گی اور ملک کو بھی فائدہ ہو گا۔ یہ بھی ایک قابل تحسین قدم ہے جو پنجاب حکومت نے اٹھایا ہے۔ اس کے علاوہ غریب آدمی کے علاج معالجے اور خورد و نوش کے لئے 17۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ ہمیں سب کو علم ہے کہ غریب آدمی ہسپتالوں میں علاج کروا ہی نہیں سکتا۔ وہ علاج معالجے کی خاطر سسک سسک کر مر جاتا ہے لیکن اپنا علاج نہیں کروا سکتا۔ یہ پروگرام بھی بہت اچھا ہے اس پر بھی میاں محمد شہباز شریف نے جو فیصلہ کیا ہے میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد بے گھر لوگوں کے لئے بھی ایک سکیم شروع کی گئی ہے اور اس کے لئے ایک ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اگر اس پر عمل ہوا تو یہ بھی بہت اچھی سکیم ہے۔ اگر اس پر صحیح طریقے سے عمل ہوا تو یہ بے سہارا اور بے گھر لوگوں کے لئے یہ ایک اچھی سکیم ہو گی۔ سب سے پہلے یہ جونیجو صاحب کے دور میں سکیم

شروع ہوئی تھی لیکن اس پر صحیح طریقے سے عملدرآمد نہ ہو سکا۔اب میری یہ گزارش ہو گی کہ اس پر صحیح طرح سے عملدرآمد کروایا جائے اور میں میاں شہباز شریف صاحب کو اس پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،فرمائیں!

محترمہ نسیم ناصر خواجہ:شکریہ۔جناب سپیکر! یہاں پر میرے بھائی نے گھروں کی بات کی۔ پچھلی حکومت نے سرکاری ملازمین کو ایک سہولت فراہم کی تھی جس کے تحت ان کی تنخواہوں سے ماہانہ کٹوتی ہو رہی تھی تاکہ حکومت ان ملازمین کو retirement کے بعد مکان فراہم کرے۔نہ جانے اس سکیم کا کیا بنا کیونکہ موجودہ بجٹ میں اس کا کہیں ذکر نہیں ہے اس سے سرکاری ملازمین میں اضطراب پایا جا رہا ہے اس لئے مہربانی فرما کر اس کے اوپر روشنی ڈالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:شکریہ۔جناب ڈھکو صاحب!

ملک جلال الدین ڈھکو:جناب والا!میں بھی ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ ایک مقرر جب تقریر کر رہا ہوتا ہے اس کا اس طرح سے تسلسل ٹوٹ جاتا ہے۔اگر کوئی میرا دوست بھائی معزز رکن اسمبلی کوئی بات کرنا چاہتا ہے تو وہ مقرر کی تقریر کے بعد اپنی بات کرے اور مقرر کو اپنی بات کے درمیان سے نہ روکا جائے۔مہربانی۔

اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ پنجاب کا ترقیاتی بجٹ 160۔ارب روپے کا ہے جو کہ ایک ریکارڈ بجٹ ہے اور یہ بھی پہلی دفعہ اتنی رقم رکھی گئی ہے اور یہ ایک قابل تحسین قدم ہے اور مجھے یہ بھی یقین کامل ہے کہ میاں صاحب یہ ترقیاتی سکیمیں مکمل بھی کروائیں گے۔ وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں فرمایا ہے کہ ہمیں ایک بڑے بحران کا سامنا ہے۔اس وقت بجلی پانی اور عدالتی بحران کا سامنا ہے۔ میاں صاحب آپ نے تو تقریر میں یہ بات کی ہے اور آپ نے جو بات بھی کی ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ:

"کانٹوں میں الجھ کر زندگی کی خو کر لے"

ہمت سے ہی مسائل حل ہوں گے اور اگر میاں صاحب نے ہمت کی تو انشاءاللہ ان مسائل پر بھی قابو پا لیا جائے گا۔

اس کے بعد بیوگان کے لئے اور غریب عورتوں کے لئے قرضے کی معافی کا جو فیصلہ کیا ہے وہ بھی قابل تحسین قدم ہے۔ اس کے بعد کچی آبادیوں کے متعلق عرض کروں گا۔ اس کی development کے لئے بھی 2۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں یہ بھی بڑا اچھا قدم ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مجھے یقین کامل ہے کہ میاں صاحب اس پر بھی عملدرآمد کروائیں گے میں میاں صاحب کو بڑی دیر سے جانتا ہوں وہ بڑے محنتی انتھک اور اپنی بات پر قائم رہنے والے انسان ہیں۔ ان ساری باتوں کے علاوہ میں چند ایک اور گزارشات بھی بجٹ پر کرنا چاہتا ہوں جو کہ اس صوبہ کے لئے بے حد ضروری بھی ہیں۔ میں 1985 سے اس اسمبلی میں آ رہا ہوں سوائے 1993 کی اسمبلی کے اور میں چھ دفعہ اس اسمبلی کا ممبر رہا ہوں۔ بجٹ پر تقریریں تو ہم کرتے ہیں لیکن اس پر عمل کم ہوتا ہے۔ میں جناب سپیکر کو یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس بات کی کوشش کریں کہ جو باتیں اور جو مسئلے آپ کو پنجاب کے مفاد میں نظر آئیں اس کے لئے ایک کمیٹی بنا دیں تاکہ وہ اس میں ان معاملات کو discuss کر سکیں اور عملی جامہ پہنا سکیں۔ اس ہاؤس کے لئے بھی یہ ایک اعزاز ہوگا۔ ہم یہاں تقریریں تو کر جاتے ہیں لیکن ان تقریروں پر کوئی عمل نہیں ہوتا اس سے اس معزز ایوان کی بھی insult ہوتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

پنجاب کی تقدیر کو بدلنے کے لئے بڑی ہمت اور محنت کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چار مسئلے ایسے ہیں جو بہت اہم ہیں اور کسی بھی حکومت کا ان کو حل کرنا بہت ضروری ہے۔ حکومت کا سب سے پہلے فرض یہ ہے کہ وہ ملک اور صوبے میں امن قائم کرے۔ زراعت کا مسئلہ بھی بڑا اہم ہے لیکن سب سے پہلے امن وامان کا مسئلہ ہے۔ جس ملک میں امن نہیں، جس خطے میں امن نہیں، جس گھر میں امن نہیں، جس صوبے میں امن نہیں اگر وہاں پر ساری سہولیات بھی میسر ہوں تو وہاں پر زندگی گزارنا نہایت مشکل ہو جائے گا۔ امن کے لئے ہمیں عملی اقدامات کرنے پڑیں گے۔ اگر زبانی جمع خرچ کیا تو حالت اور خراب ہو جائے گی۔ میں خود دیہات کا رہنے والا ہوں اتنی چوریاں ہو رہی ہیں، لوگ اتنی بدمعاشیاں کر رہے ہیں، اتنے لوگ ڈاکے ڈال رہے ہیں کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے اور یہ سب کچھ میرے دوستوں کو پتا ہے کیونکہ زیادہ دوست دیہات کے رہنے والے ہیں اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کا سدباب نہایت ضروری ہے۔ اس میں بھی دو مسئلے ہیں نمبر ایک تو پولیس کا مسئلہ ہے۔ پولیس ڈیپارٹمنٹ کی اصلاح کے لئے یہاں پر ہزار مرتبہ باتیں ہوئی ہیں پولیس کو سدھارنے کے لئے یہاں پر بڑی باتیں ہوئیں لیکن اس پر بھی عمل نہ ہوا۔ عملی قدم اٹھانا ضروری ہے۔

پولیس ڈیپارٹمنٹ اس وقت جو کام کر رہا ہے وہ بھی آپ کو پتا ہے وہ چور سے پیسے لے لیتا ہے اور چھوڑ دیتا ہے، ڈکیت سے بھی لے لیتا ہے، قاتل سے لے لیتا اور چھوڑ دیتا ہے لیکن کسی corrupt officer کے خلاف آج تک کارروائی نہیں ہوئی۔ آپ خود بتائیں کوئی corrupt officer آج تک پھانسی چڑھا، کوئی corrupt officer آج تک جیل میں گیا، کسی corrupt officer کو گولی ماری گئی، کسی کو کوڑے مارے گئے تمام کے تمام اسی طرح سے پھرتے ہیں اور ان کو یہ بھی یقین ہے کہ زیادہ سے زیادہ suspend کر دیں گے۔ اگر ڈی۔ آئی۔ جی معطل کر دے گا تو آئی۔ جی بحال کر دے گا۔ وہ tribunal میں چلا جائے گا اور وہاں سے بحال ہو جائے گا۔ میں اس بات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ corruption کے خلاف اقدامات کریں۔ کسی بھی corrupt officer کے خلاف آپ جب تک عملی قدم نہیں اٹھائیں گے تب تک کچھ نہیں ہو گا۔ آپ حضرت فاروق اعظم کا دور دیکھیں آپ خلیفہ وقت تھے اور اتنے جلیل القدر خلیفہ تھے جس کا آپ کو بھی علم ہے جس کی administration کی انگریز بھی مثالیں دیتے ہیں۔ ان پر بھی تنقید ہوئی کہ آپ نے مال غنیمت سے دو کرتے لئے ہیں۔ انہوں نے آ کر کھلے بندوں اعلان کیا کہ ایک کُرتا میرے بیٹے کا ہے، ایک میرا ہے۔ یہاں تو ایک سب انسپکٹر چھوٹ جاتا ہے۔ مہربانی فرما کر ایسے اقدامات کریں اور ان اقدامات کو اسمبلی کی باتوں تک نہ رکھیں۔ کابینہ کے ممبران بھی یہاں بیٹھے ہیں اور چیف منسٹر صاحب سب مل کر عملی فیصلہ کریں۔ ہمیں معلوم ہے کہ یہ بندہ کرپٹ ہے ان کی لسٹیں بنائیں، انہیں فارغ کر کے سزا و جزا دیں پھر آپ کے ملک میں امن ہو گا، ورنہ نہیں۔

تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

اس کے بعد میں یہ گزارش کروں کہ امن سب سے ضروری ہے۔ وقت کی کمی کے پیش نظر اب میں زراعت کی بات کروں گا۔ زراعت پر بڑی لمبی چوڑی بحث ہو چکی ہے۔ احمد خان صاحب نے بھی اس پر بڑی بحث کی، دوسرے بھائیوں نے بھی بڑی بحث کی۔ جس وقت انگریز نے اس ملک اور اس خطے کو چھوڑا تو پنجاب کے بارے میں انگریز کے remarks یہ تھے کہ یہ golden sparrow ہے۔ آج کل یہ golden sparrow ہر چیز باہر سے درآمد کر رہی ہے۔ اجناس باہر سے درآمد کر رہی ہے۔ برآمد کی بجائے درآمد کر رہے ہیں۔ اس ضمن میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ جب تک اس زراعت کو ٹھیک نہ کیا گیا تو پھر آپ کا کسان اور آپ کا ملک خوشحال نہیں ہو سکتا اور اس صوبے کی تقدیر کسی قیمت پر نہیں بدل سکتی، چاہے آپ لاکھ چارہ کر لیں۔ زبانی جمع خرچ کی بجائے ہم سب لوگ

ممبران صوبائی اسمبلی، جناب سپیکر! آپ بھی اور چیف منسٹر صاحب مل جل کر سب اس رسی کو مضبوطی سے پکڑیں اور اس ریڑھ کی ہڈی کو مضبوط کریں اور اس کے لئے کچھ سوچیں۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر! میں زراعت کے بارے میں بات کر رہا تھا۔ وقت کی کمی کے پیش نظر میں بھی اپنی بات کو مختصر کروں گا۔ میں چند ایک تجاویز دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! زراعت کے بارے میں میری ایک تو سب سے بڑی تجویز یہ ہے کہ پنجاب کا محکمہ انہار کا نظام پوری دنیا کا سب سے بڑا نظام تھا جو برباد ہو چکا ہے۔ نہری نظام جب تک درست نہیں ہو گا اس وقت تک پنجاب میں فصلات اس طریقے سے نہیں اگائی جا سکیں گی جس سے productionپوری ہو سکے۔ اس نہری نظام کو درست کرنے کے لئے آپ کے پڑوسی ملک انڈیا نے 54ڈیم بنائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ نے ایک ڈیم نہیں بنایا۔ ایک کالا باغ ڈیم تھا، خیر اس کو چھوڑیں اب۔ اس نہری نظام کے لئے ڈیم بنانے بے انتہا ضروری ہیں ورنہ آپ کا نہری نظام ٹھیک ہی نہیں ہو سکتا۔ آپ کے دریاؤں میں پانی نہیں آئے گا۔ آپ سنٹرل گورنمنٹ سے مطالبہ کریں اور ہمت اور محنت کے ساتھ ڈیم بنوائیں کیونکہ اس ملک کی خوراک کا مسئلہ ہے۔ یہ جو بار بار کہتے ہیں کہ زراعت اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے اگر اس کو آپ نہیں مضبوط کریں گے تو آپ کا ملک کیسے قائم رہے گا؟ باتوں باتوں میں بات نہیں بنے گی۔ اس پر عمل ہونا چاہئے یعنی ڈیم شروع کرانے چاہئیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ غیر متنازعہ ڈیم بنائیں، جہاں پر متنازعہ ہیں وہاں نہ بنائیں۔ نہروں کے نظام کو اور بہتر بنانے کے لئے وہاں پر سرکاری بنگلے بنے تھے۔ آپ وہاں جا کر سرکاری بنگلوں کی حالت دیکھیں سارے تباہ ہو چکے ہیں وہاں پر کوئی آدمی نہیں رہتا۔ اوور سیئر رہتا ہے اور نہ پٹواری۔ بیلدار نہیں ملتا، بیلدار ایکسئین اور ایس۔ای کے گھر میں کام کرتا ہے حالانکہ بیلدار کی ڈیوٹی یہ ہے کہ وہ کسی لے کر راجباہ پر پھرے اور اس کے کٹ ٹھیک کرے لیکن بیلدار کہاں؟ راجہ ریاض صاحب آج نہیں بیٹھے، میں ان سے direct بات کرتا۔ اگر آپ اس نہری نظام کو ٹھیک نہ کر سکے تو پھر کسی آدمی کو وزارت کرنے کا حق نہیں ہے۔ آپ اپنے محکمے کو ٹھیک کریں۔ ہر وزیر اپنے محکمے کو ٹھیک کرے۔ جب تک نہری نظام ٹھیک نہیں ہو گا اس وقت تک آپ بھرپور طریقے سے اجناس کی productionنہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! میں ہندوستان کی مثال اس لئے دیتا ہوں۔آپ دیکھ لیں وہاں پر جگہ جگہ بجلی کے ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں اور ان کے flat rate مقرر ہیں۔ پہلے 500 روپے تھے اب میرا خیال ہے انہوں نے 1200/1100 روپے کر دیئے ہیں۔یہاں پر ایک غریب کاشت کار اگر دو سال بعد بجلی کا ٹیوب ویل لگوا بھی لیتا ہے۔اول تو demand notice ہی نہیں لیتے۔ سنٹرل منسٹر سے مہر لگوا کر لے آؤ اس کا demand notice بنے گا ورنہ محکمے والے demand notice وصول کرتے ہی نہیں۔ میں نے ایکسئین سے یہ بات بار بار کی انہوں نے کہا، یہ ہمیں حکم ہے کہ جس پر وزیر کی مہر نہ ہو گی وہ demand notice ہم وصول نہیں کریں گے اور وزیر بھی چند چہیتوں کو لگا کر دے دیتا ہے۔ یہ تو common man کی بات ہے، یہ production کی بات ہے، یہ گندم اگانے کی بات ہے، یہ فروٹ اور غلہ اگانے کی بات ہے اس میں آپ قطعی طور پر یہ نہ دیکھیں کہ یہ کس پارٹی کا کون آدمی ہے۔ وہاں پر محکمے کو ہدایات جاری کی جائیں کہ فوری طور پر ٹیوب ویل لگائیں۔ انڈیا میں ایک آدمی سفید کاغذ پر درخواست دیتا ہے۔ Within 7 days the government is bound کہ اسے ٹیوب ویل لگا کر دے اور flat rate مقرر ہیں۔

جناب والا! اس کے بعد میں یہ گزارش کروں گا کہ (قطع کلامیاں)

کیونکہ سپیکر مخاطب نہ ہو تو بات نہیں بنتی۔ میں سپیکر سے ہی مخاطب ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ آپ دنیا کے کئی ملکوں کے سروے کریں۔ خاص طور پر اپنے پڑوسی ملک کا سروے کریں وہاں پر زون مقرر ہیں۔ گندم، کماد، آلو اور مکئی کا زون مقرر ہے۔ وہاں کی production کیا ہے گندم کی چالیس سے پچاس من فی ایکڑ ہے۔ یہاں پر گندم کی اٹھارہ سے پچیس من فی ایکڑ production ہے۔ اس سے بڑھ کر یہاں پر production نہیں ہے۔ وہ اس لئے کہ ہمارے کاشتکار کو پوری سہولت میسر نہیں اور ہمارا کاشتکار فروری تک گندم کاشت کرتا ہے اور کاشتکاری کا اصل وقت مقرر کیا جائے 25 نومبر کے بعد گندم کی کاشت روک دی جائے تاکہ صحیح production مل سکے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

ایک خاتون ممبر: بہہ وی جاؤ ہن۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈھکو صاحب! ایک منٹ میں wind up کیجئے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! محترمہ کا رویہ بڑا نامناسب تھا۔ انہوں نے ایک فاضل ممبر کی ہاؤس کے اندر بے عزتی کی ہے اور اگر کوئی اپنے حلقہ سے جنرل سیٹ پر الیکشن لڑ کر اور منتخب ہو کر آتا ہے تو اس کو اس کا مقام ملنا چاہئے ہر آدمی کے اپنے اپنے مسائل ہیں ہر آدمی کی اپنی اپنی تکالیف ہیں وہ یہاں بیان نہیں کرے گا تو اور کس فورم پر وہ جا کر بیان کرے گا۔

جناب سپیکر! میں اسی کے ساتھ آپ کی توجہ چاہوں گا کہ یہاں ہمارے اسمبلی سیکرٹریٹ میں 96-1995 میں چھوٹے ملازمین نے اپنی ایک ویلفیئر سوسائٹی بنائی تھی۔ جناب رامے صاحب نے اس میں دو لاکھ روپے donation بھی دیئے تھے، نجمی صاحب جو ہمارے سابق سیکرٹری تھے انہوں نے اس پر پابندی لگا دی۔ ملازمین بیچاروں نے اپنی مدد آپ کے تحت ویلفیئر سوسائٹی بنائی تھی۔ وہ دس دس، بیس بیس روپے collect کر کے وہ سوسائٹی چلا رہے تھے اگر کوئی ملازم وفات پا جاتا تھا تو اس کے لواحقین کی مدد ہو جاتی تھی، اگر کسی کی بیٹی کی شادی ہوتی تھی تو اس کی مدد ہو جاتی تھی اس لئے میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ بھی ایک طویل جدوجہد کے بعد یہاں پہنچے ہیں۔ آپ مہربانی فرمائیں اور حکم صادر فرمائیں کہ اس سوسائٹی کو بحال کیا جائے تاکہ وہ اپنی ویلفیئر کے کام کر سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! اس سلسلے میں آپ میرے چیمبر میں آئیں ہم بات کر لیں گے۔ ڈھکو صاحب! اب آپ wind up کریں۔

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب والا! چونکہ میں ایک agriculturist ہوں اور اس وقت agriculture کو develop کرنے کی بے حد ضرورت ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: میں معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ مجھے بھی معلوم ہے جب ہم نے صبح اجلاس کی کارروائی کو شروع کیا تھا تو میں نے دس منٹ کا ٹائم رکھا تھا۔ ڈھکو صاحب نے جس طرح خود فرمایا ہے کہ ہم لوگوں کو اپنے سینئر اور جونیئر کا خیال رکھنا چاہئے۔ آج جو ساتھی یہاں پر پہلی دفعہ آئے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ پھر بھی آئیں گے۔ آج اگر وہ اپنے سینئر کا خیال نہیں کریں گے تو کل ان کے جونیئر بھی ان کا خیال نہیں کریں گے ہم نے ایک decorum کو لے کر چلنا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کو پتا ہے کہ یہاں پر اپوزیشن کی نمائندگی نہ ہونے کے برابر ہے۔ اگر ڈھکو صاحب کچھ زیادہ وقت لے رہے ہیں تو یہ اپوزیشن کے ممبر ہیں۔ مجھے پتا ہے کہ میں نے دس منٹ کا وقت رکھا ہے لیکن چونکہ ان

کا تعلق اپوزیشن سے ہے اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ اپوزیشن کی نمائندگی کر رہے ہیں اس لئے اگر وہ کچھ ٹائم زیادہ بھی لے رہے ہیں تو اس سے فرق نہیں پڑتا۔

ملک جلال الدین ڈھکو: میں agriculture کے بارے میں بات کروں گا اور دو تین منٹ میں wind up کرتا ہوں۔ میں agriculture کے بارے میں ایک گزارش کروں گا کہ ڈیزل کو ہر حالت میں سستا کیا جائے اور کھاد کی قیمتوں کو کم کیا جائے۔ اس کے بعد میرے ایک دوست نے بات کہی تھی کہ فصلوں کی بھی قدرتی اور ناگہانی آفت پر انشورنس ہونی چاہئے۔ بعض اوقات فصلیں جب پک جاتی ہیں، گندم پک جاتی ہے تو ژالہ باری سے گندم تباہ ہو جاتی ہے تو اس پر پورا پورا ریلیف ملنا چاہئے۔ میرے کچھ دوستوں کو ناگوار گزر رہا ہے کہ یہ بات لمبی کر رہا ہے، میں باتیں تو وہی کر رہا تھا جو آئے دن ہمارے تجربے میں آتی ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ وہ باتیں آپ کے نوٹس میں لائی جائیں تاکہ ان کا سدباب ہو سکے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد چھوٹی سی بات صحت اور تعلیم پر کروں گا باقی باتوں کو میں چھوڑ دیتا ہوں۔ تعلیم کے بارے میں کافی باتیں ہو چکی ہیں۔ حکومت کے 1100 سکول تقریباً 3۔ارب روپے سے upgrade ہوں گے۔ میں ان کو سراہتا ہوں لیکن اساتذہ کے بارے میں یہ بات کروں گا کہ ہماری شرح تعلیم جب پاکستان بنا تھا تو 25 فیصد تھی اب بڑی مشکل سے 60 سال کے اندر 35 فیصد پر پہنچی ہے۔ انڈیا کی بھی 25 فیصد تھی وہ 60 فیصد پر چلے گئے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ سکول بنانے چاہئیں، upgradation ہونی چاہئے، یہ سب کچھ ہونا چاہئے لیکن شرح تعلیم بڑھانے کے لئے ذرائع اور طریقہ کار اور ہیں۔ کمال اتاترک نے جب ترکی کا انتظام سنبھالا تو لوگوں نے کہا کہ یہاں پر پڑھانے کے لئے کوئی عمارت ہی نہیں ہے، بیٹھنے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے اس پر انھوں نے کہا کہ درختوں کے نیچے پڑھائیں تو تین سال تک بچے درختوں کے نیچے پڑھتے رہے ان کی شرح تعلیم اس وقت 95 فیصد ہے۔ اس وقت شرح تعلیم بڑھانے کے لئے سکولوں کے اساتذہ کا کردار بہت ضروری ہے۔ جب سکول ٹیچر سکول میں جاتا ہے تو اس کی ڈیوٹی لگائی جائے کہ وہ اس گاؤں میں لڑکوں کو گھر گھر جا کر motivate کرے، وہ ان کے بزرگوں کو، ان کے والدین کو کہیں کہ وہ بچے کو ضرور سکول میں پڑھائیں۔

جناب سپیکر! میں ایک اور درخواست کروں گا کہ بچوں کے سکولوں میں خاص طور پر لڑکوں کے سکولوں میں جہاں پر استاد کام کر رہے ہیں وہ استاد اپنے گاؤں میں تعینات نہ ہوں بلکہ اپنے

گاؤں سے پانچ یا دس میل کے فاصلے پر تعینات ہوں۔ یہ میرا عملی تجربہ ہے کہ اپنے گاؤں میں سکول استاد قطعی طور پر بچوں کو نہیں پڑھاتا وہ بچوں سے اپنے نجی کام کرواتا ہے۔ یہ مجھے اپنے گاؤں کا تجربہ ہے اور ارد گرد کا بھی تجربہ ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے ایک اور گزارش کروں گا کہ جب بھی بجٹ اجلاس ہو اور تقاریر ہوں تو میرے خیال میں وزراء کو ایوان میں حاضر ہونا چاہئے۔ جب وزیر ہی غیر حاضر ہوں تو ہم کس کو اپنا رونا سنائیں گے۔ وزراء کو پتا ہی نہ ہو کہ انھوں نے کیا کرنا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں صحت کے بارے میں دو باتیں کروں گا کہ جو R.H.C اور B.H.U بنے ہوئے ہیں۔ وہاں پر جو ڈاکٹر حضرات موجود ہیں وہ ڈسپنسروں سے مل کر ساری کی ساری دوائی کھا جاتے ہیں اور غریبوں کو دوائی نہیں ملتی اس کا سد باب ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے سب ممبران کا مشکور ہوں کہ آپ نے میری تلخ باتیں بھی سنیں۔ شاید میں بُری باتیں کر رہا تھا۔ مجھے اس بات کا علم نہیں ہے۔ میں آپ سے معذرت خواہ ہوں اور خاص طور پر خواتین سے معذرت خواہ ہوں کہ انھوں نے بُرا محسوس کیا۔ میں تو وہ باتیں کر رہا تھا جو اس ملک اور اس صوبے کے لئے ہیں۔ اس صوبے کی تقدیر کو اگر آپ نے بدلنا ہے تو پھر عملی قدم اٹھانے پڑیں گے، خاص طور پر زراعت میں اٹھانے پڑیں گے۔ اگر نہ اٹھاؤ گئے تو پھر چند دنوں کے بعد آپ دیکھ لیں گے کہ کیا ہو گا۔ آپ کا پڑوسی ملک ہندو ہے، غیر مسلم ہے، کافر ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے خود کہا تھا کہ کافر کی حکومت بے انصاف حکومت سے بہتر ہے۔ مجھے بھی علم ہے لیکن اگر ہم اپنے آپ کو نہ سنواریں گے، اپنے ملک کو نہ سنواریں گے، اپنے صوبہ پنجاب کو نہ سنواریں گے اور عملی قدم نہ اٹھائیں گے تو پھر سمجھ لو کہ:

تمھاری داستاں تک نہ ہو گی داستانوں میں

جناب قائم مقام سپیکر: ڈھکو صاحب! بہت شکریہ۔ اس وقت ٹائم ختم ہو چکا ہے۔ جس طرح میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ واضح رہے کہ آج کے دن 75 معزز ارکان نے list دی تھی کہ وہ بات کرنا چاہتے ہیں۔ اب یہ بات آپ کے سامنے ہے کہ ہماری تمام تر کوششوں کے باوجود ابھی تک کتنے معزز ارکان بات کر سکے ہیں۔ آج کے اجلاس میں جس طرح دو نشستیں ہوئی ہیں۔ پہلی نشست 2:00 بجے تک کی تھی۔ اب پہلی نشست کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ اب 4:00 بجے تک نماز اور کھانے کا وقفہ ہے۔ وزیر خزانہ کی طرف سے اسمبلی کیفے ٹیریا کے اندر معزز اراکین کے لئے کھانے کا بندوبست کیا گیا ہے اور

اس سے ملحقہ کمیٹی روم میں خواتین اراکین کے لئے کھانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ اب اس وقفے کے بعد ہم سب نے دوبارہ یہاں پر اکٹھے ہونا ہے۔ اب دوبارہ اس ایوان کی کارروائی 4 بج کر 15 منٹ پر شروع ہو گی۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر اور کھانے کے لئے معزز ایوان کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(نماز ظہر اور کھانے کے وقفہ کے بعد 4.30 پر
جناب قائم مقام سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب ہم وقفے کے بعد کارروائی کا دوبارہ آغاز کرتے ہیں۔ میں سب سے پہلے ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا صاحبہ سے گزارش کروں گا کہ وہ بات کریں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد۔ جناب سپیکر! میں آپ کو اس مسند پر بیٹھنے پر اپنے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتی ہوں اور آپ کی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس معزز ایوان کے سامنے بولنے کے لئے کچھ منٹ عطا فرمائے تاکہ میں دل کی آواز زبان پر لا سکوں۔ میں اس معزز ایوان میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف، ان کی کابینہ کے تمام اراکین اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کو اتنے مشکل حالات میں اتنا متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ good governance اور اچھی ایڈمنسٹریشن ہمارے قائد کی وہ خوبیاں ہیں جن کی مخالفین بھی تعریف کرتے ہیں۔ آپ کی اعلیٰ فہم و فراست کی وجہ سے نہ صرف میرا بلکہ معزز اراکین کے سر فخر سے بلند ہیں اور ہم خدائے بزرگ و برتر کے اس عظیم احسان پر شکر گزار ہیں۔ تمام معزز اراکین جانتے ہیں کہ وسائل کی کمی اور تمام تر رکاوٹوں کے باوجود اس طرح کا بجٹ پیش کرنا جس میں غریب عوام کو ریلیف ملا ہو ایک نہایت ہی قابل تحسین قدم ہے۔ یہ عوام کی محبتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ میاں صاحب بلا مقابلہ منتخب ہوئے ہیں، حمزہ شہباز صاحب این اے۔119 سے بلا مقابلہ منتخب ہوئے ہیں اور یقینی طور پر یہ اس ایوان کی فتح ہے۔ یہ فتح آپ کی فتح ہے۔ یہ فتح میری فتح ہے اور یہ فتح ہمارے ان مظلوم بھائیوں کی ہے جو پچھلے آٹھ سالوں سے ظلم کی چکی میں پستے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اس بجٹ کی خوبصورتی یہ ہے کہ اس میں ٹیکسوں کی مد سے حاصل کی گئی تمام آمدنی کو غریب، نادار اور مفلس لوگوں کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ سرکاری ضیافتوں میں کفایت شعاری، نئی گاڑیوں پر پابندی لگانا، ڈائلسیز سنٹرز کو فعال بنانا، مفت ادویات کی فراہمی، drugs pricing

performance based اور policy, emergency services in all districts incentives ایسے اقدامات ہیں جن کی تعریف نہ کرنا بجٹ کے ساتھ زیادتی ہے- میرٹ پر سختی سے پابندی اور سیلف فنانس کا خاتمہ نہایت ہی قابل تحسین ہے- اب ان تمام سٹوڈنٹس کا خرچہ ہماری حکومت پنجاب اٹھائے گی جو میرٹ پر داخلہ ملنے کے باوجود بھی پروفیشنل تعلیم کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے- یہ ایک نہایت ہی قابل تحسین قدم ہے- صحت ہماری بنیادی ضرورت ہے it is beyond international borders and races یہ غریب امیر، سکھ عیسائی مسلمان حتیٰ کہ سب کے لئے ضروری ہوتی ہے-

Majority of our population is either totally un-served, under served and at the best inappropriately served in the September 2000, 189 countries endorse a declaration.

جسے ہم M.D.G یعنی Millennium Development Goals کام کرنے کے لئے یہ ایک صحیح سمت کا تعین ہے اور اس میں تمام ترقی پذیر ممالک کے تمام شعبہ ہائے زندگی میں آگے جانے کے لئے اقدامات کی سمت کا تعین کیا گیا ہے تاکہ ترقی پذیر ممالک وقت کے ساتھ ترقی یافتہ ممالک کے ساتھ مقابلہ کر سکیں-

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گی کہ اس میں M.M.R یعنی Maternal Mortality Rate ان خواتین کو represent کرتا ہے جو زچگی کے دوران مر جاتی ہیں- 2006-07 میں اس کی 384 ratio ہے اور ہم نے 2015 تک اسے 140 تک decrease کرنا ہے- جب ہم نے اسے 2000 میں شروع کیا تھا تو اسے 384 سے صرف 300 تک کر سکے ہیں- دوسرے لفظوں میں ہمارا آدھے سے زیادہ کام رہ گیا ہے- اسی طرح mortality rate جو 2000 میں سو فیصد تھا وہ 2006 تک 77 فیصد ہوا ہے اور ہم نے اسے 30 فیصد تک لے کر جانا ہے- ابھی ہم Millennium Development Goal سے بہت پیچھے ہیں اور ہمیں ان کے لئے بہت زیادہ hard working کی ضرورت ہے- یہ ہمارے قائد کا کارنامہ ہے کہ انھوں نے تمام ایم-پی-ایز کے حلف اٹھانے سے پہلے ہیلتھ ورکنگ گروپ کے نام سے ایک گروپ تشکیل دیا جنھوں نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے کہ وہ ان goals کو سو فی صد achieve کریں گے-

جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کی توجہ ایک نہایت ہی اہم قومی مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتی ہوں جو بڑا ہی shockable ہے کہ وفاقی بجٹ میں کالا باغ ڈیم کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے۔ فصلوں کی آبیاری کے لئے پانی انوٹ انگ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ بجلی کی کمی کا مسئلہ بھی درپیش ہے۔ ہمارے ہمسائے ملک میں پچاس سے زائد چھوٹے بڑے ڈیم ہیں۔ چائنہ میں سو سے زیادہ ڈیم موجود ہیں لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے ملک کو میسر 144 ملین ایکڑ فیٹ میں سے صرف 44 ملین ایکڑ فیٹ فصلوں کی آبیاری کرتا ہے اور ڈیموں کی کمی کی وجہ سے باقی سارے کا سارا پانی سمندر میں گرانا پڑتا ہے۔ ایک اتنا بڑا منصوبہ جس کی feasibility report پر ایک خطیر رقم خرچ کی جا چکی ہے اسے یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے اگر ہم نے اس کی طرف توجہ نہ دی تو پھر ہمارا ملک چولستان کا منظر پیش کر سکتا ہے اور خدا نخواستہ خدانخواستہ پانی کی بوند بوند کو ترسنے لگیں گے۔ لہذا اس سلسلے میں میری استدعا ہے کہ چاروں صوبوں کے انجینئرز کو اکٹھا بٹھا کر ان کے لئے ایک debate کروائی جائے اور یہ پتا کیا جائے کہ اس کے کیا کیا فائدے اور نقصان ہیں لیکن اس میں سے سیاستدانوں کو نکال دیا جائے پھر اس کا کوئی حل نکالا جائے تب ہی اس مسئلے کا کوئی حل نکل سکتا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں آپ کی توجہ پولیس ڈیپارٹمنٹ کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ پولیس ایک محکمہ تو ہے لیکن اس میں مختلف چھوٹے بڑے شعبے ہیں جیسے موٹر وے پولیس علیحدہ ہے، ضلع کی پولیس بالکل مختلف ہے، ہائی وے پٹرولنگ differently behave کرتی ہے اور سب سے اہم مسئلہ ہے کہ ان سب لوگوں کی گریڈ کے حساب سے تنخواہیں بالکل مختلف ہیں۔ ٹریفک وارڈن کی تنخواہ زیادہ ہے لیکن کام کرنے کا ٹائم سب سے کم ہے۔ اگر یہ صرف اس لئے کیا گیا ہے کہ رشوت سے بچنا ہے یا اس وجہ سے رشوت ختم ہو گئی ہے جس کا کوئی امکان نظر نہیں آتا اور اگر واقعی ختم ہو گئی ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ہمارے لئے positive achievement ہے اور اگر ہم باقی لوگوں کی بھی تنخواہیں بڑھا دیں گے تو پھر ان میں بھی رشوت ختم کی جا سکتی ہے۔ میں آپ سے تھوڑا سا وقت اور چاہوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ملک کو بہت زیادہ وسائل سے نوازا ہے اور یہ مسلم لیگ (ن) کا ہی کارنامہ ہے کہ اٹامک بم بنا کر دنیا میں عزت حاصل کی ہے اور اب پاکستان اپنا دفاع کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے کہ تمام ادارے اپنا اپنا کردار ادا کریں۔ اگر خدانخواستہ فوج ایوانوں میں بیٹھ جائے جو اکثر اوقات اس میں شوق پایا جاتا ہے تو ملک تباہی کے دہانے تک پہنچ جائے گا۔

جناب والا! ہمارے ملک کے ٹیکنوکریٹس بھی کسی ملک سے کم نہیں ہیں۔پٹرول کی قیمتیں جو آسمان سے باتیں کر رہی ہیں انھیں C.N.G کی طرح دوسرے alternatives استعمال کر کے کم کیا جا سکتا ہے۔میری مراد solar energy سے ہے جس کا استعمال نہایت ہی سود مند ہو سکتا ہے۔اس کے علاوہ دیہی علاقوں میں بائیو گیس پلانٹ جو گوبر کی مدد سے چلائے جا سکتے ہیں۔متعارف کرانا وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ kindly اب ایک منٹ میں wind up کریں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جی، بہتر ہے۔جناب سپیکر! پشاور سے کراچی جانے کے لئے ایک ٹرالر کا جتنا خرچہ آتا ہے وہی خرچہ ایک ریلوے انجن کا ہے جو 38 سے 40 بوگیاں لے کر چلتا ہے۔ہمارے پاس ریلوے کا ایک بہترین نظام موجود ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ transport system میں تبدیلیاں لائی جائیں اور اپنی تمام ٹرانسپورٹ کو maximum مائع گیس کے اوپر چلایا جائے تاکہ ہم اپنا وہ زرمبادلہ بچا سکیں جو ہم پٹرول کو خریدنے کی صورت میں صرف کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! ابھی تو میں نے بہت سی باتیں کرنی تھیں لیکن آپ نے فرما دیا ہے کہ ایک منٹ میں بات ختم کر لوں۔بہر حال یہ آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔میں آخر میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔انشاء اللہ تعالیٰ ان کی قیادت میں پنجاب دن دُگنی رات چگنی ترقی کرے گا کیونکہ جیسے ہمارا پرچم ایک عظیم پرچم ہے ویسے ہی ہمارا قائد ایک عظیم قائد ہے۔میں آخر میں دعا گو ہوں کہ:

صدا تم بہاروں کا محور رہو
تمہیں وہ ملے جس کی ہے جستجو
نہ کوئی تمنا ادھوری رہے
نہ تشنہ رہے کوئی بھی آرزو

(نعرہ ہائے تحسین)

پوائنٹ آف آرڈر

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب قائم مقام سپیکر: جی، راجہ صاحب!

محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کی جمہوریت کے لئے عظیم قربانی اور پاکستانی عوام کی خدمات پر خراج تحسین کا پیش کیا جانا

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جس طرح آپ کے علم میں ہے کہ آج محترمہ بے نظیر بھٹو شہید صاحبہ کی سالگرہ کا دن ہے اور آج ان کی یہ پہلی سالگرہ ہے کہ وہ ہم میں موجود نہیں ہیں۔ پوری قوم آج اس ملک اور عوام کے لئے ان کی جو خدمات ہیں اس پر انھیں خراج تحسین پیش کر رہی ہے۔ آج ہمارے قائد جناب آصف علی زرداری کی ہدایت پر پورے ملک میں کارکن محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے اپنے خون کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں پورے پنجاب میں خون کے عطیات دیئے جا رہے ہیں۔ وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ، وزیر کھیل جناب تنویر الاسلام اور میں نے خصوصی طور پر شوکت خانم ہسپتال میں جا کر اپنے خون کا عطیہ دیا ہے۔ ہمارے پاس محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے تصویر والے bags تھے وہ تو انھوں نے ہم سے نہیں لئے لیکن انھوں نے اپنے bags میں خون لے لیا ہے۔ آج مجھے یہ کہتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ میں ایک ایسی پارٹی کا کارکن ہوں جس کے قائدین نے اس ملک کے لئے اپنی جان کی قربانیاں دی ہیں۔ آج اگرچہ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید ہم میں نہیں ہیں لیکن ان کے نام پر آج بھی غریبوں کے لئے خون کے عطیات دیئے جا رہے ہیں۔ یہ اس چیز کو ثابت کرتا ہے کہ محترمہ ابھی زندہ ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ جب تک یہ دنیا قائم ہے ان کے کارکن ان کے لئے خون اور اپنی جانوں کی قربانی دے کر ان کے مشن کو جاری رکھیں گے۔ اس ملک کے تحفظ اور عوام کے حقوق حاصل کرنے کے لئے جو جنگ شروع ہے وہ لڑتے رہیں گے۔ آج ہم محترمہ کی سالگرہ کے موقع پر یہ عہد کرتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ذوالفقار علی بھٹو شہید اور محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے مشن کو جاری رکھیں گے۔ اس کے لئے اگر ہمیں اپنے خون اور جان کی قربانی بھی دینا پڑی تو ہم ہرگز اس سے گریز نہیں کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سردار شہزاد رسول خان جتوئی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں محترمہ کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ:

یوں تو میرے خلوص کی قیمت کچھ کم تو نہ تھی
مگر وہ لوگ بے شناس تھے دولت پہ مر مٹے

رائے محمد شاہ جہاں خان: جناب سپیکر! بے شک مسلم لیگ (ن) کو یہ credit جاتا ہے کہ انھوں نے ایٹمی دھماکا کیا لیکن آج محترمہ کی سالگرہ کے دن میں یہ clear کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے قائدین نے ایٹمی پروگرام شروع کرنے کی بہت بھاری قیمت ادا کی ہے۔ قفس، مقتل گاہیں دیکھی ہیں۔ ہم نے خون دیا ہے اور ایٹمی قوت بننے کے لئے شہید ذوالفقار علی بھٹو اور ان کے خاندان نے جو قیمت ادا کی ہے وہ کسی دوسرے سے کم نہیں ہے۔ لہذا ہمارے قائدین کے ان شہیدوں کے لہو کو بھی یاد رکھا جائے، ان کی قربانیوں کو بھی یاد رکھا جائے جو انھوں نے اس سلسلے میں دی ہیں اور ان کی نذر ایک شعر ہے کہ:

ہمارا بھی خون شامل ہے تزئین گلستان میں
ہمیں بھی یاد کر لینا گلشن میں جب بہار آئے

(نعرہ ہائے تحسین)

سالانہ بجٹ بابت سال 09-2008 پر عام بحث

(---جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب بجٹ کی بحث کو آگے چلائیں۔ میں رانا منور غوث صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ بجٹ پر بحث کریں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! بے حد شکریہ کہ آپ نے مہربانی فرمائی، آج ایک ایسے موقع پر آپ نے مجھے دعوت خطاب دی ہے جو کہ ہماری عظیم قائد محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی سالگرہ کا دن ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکن اور پوری قوم اس وقت محترمہ بے نظیر بھٹو کی سالگرہ اپنے خون کے عطیات دے کر اور عقیدت کے پھول نچھاور کرکے منا رہی ہے۔

جناب سپیکر! اللہ کے فضل و کرم سے 09-2008 کا بجٹ بہت اچھا پیش کیا گیا ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ کی انتھک کوششوں اور محنت سے ایک متوازن بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ پچھلی حکومت کی نااہلیوں کا نتیجہ موجودہ عوامی حکومت کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔ ہمارے قائدین نے اللہ کے فضل و کرم سے دن رات محنت اور کوشش کر کے بڑا اچھا اور متوازن بجٹ بنایا ہے۔

میں سب سے پہلے آپ کی توجہ reservoirs کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ ایوان میں بحث کے دوران نہری پانی کے حوالے سے بہت سی تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ ہمارا صوبہ پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے جو کہ اس وقت انتہائی مشکل حالات سے دوچار ہے۔ جب ہم نہری پانی کی طرف دیکھتے ہیں تو ہمیں اپنے دریا اور نہریں خشک نظر آتی ہیں۔ کھادوں کے نرخ آسمان سے باتیں کر رہے ہیں۔ جب ہم کھیتوں کی طرف دیکھتے ہیں تو کھیتوں میں ہریالی کی جگہ ویرانہ نظر آتا ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت کی یہ بڑی محنت اور کوشش ہے کہ انھوں نے small dams کے لئے 130.75 ملین روپے رکھے ہیں۔ یہ ایک قابل تحسین عمل ہے۔ میں وزیر خزانہ اور وزیر آبپاشی سے گزارش کروں گا کہ یہ ایک اہم اور بڑا issue ہے لہذا اس پر ایک think tank بنایا جائے۔ محکمہ انہار اور محکمہ خزانہ سے technical لوگ لئے جائیں جو small dams کے لئے پلاننگ کریں اور ان کے لئے جگہ تجویز کریں۔ میں بھی اس حوالے سے ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے سرگودھا ضلع کے ساتھ ملحقہ ضلع جھنگ ہے۔ وہاں پر چنیوٹ کے قریب دریائے چناب پر دو پل بنے ہوئے ہیں۔ ان دونوں پلوں کے نیچے سے پانی گزرتا ہے اور ان کے اطراف میں بڑی بڑی پہاڑیاں ہیں۔ میری تجویز ہے کہ وہاں پر دو small dams بنائے جائیں جو کہ پانی کو store بھی کر سکتے ہیں اور power بھی پیدا کر سکتے ہیں۔ تو اگر آپ کو وقت اجازت دے، فنڈز اجازت دیں تو ہمارے اس چنیوٹ کے دریا کو بھی consider کر لیا جائے۔ اس وقت ہمارے سرگودھا کی جو نہریں ہیں، خاص طور پر سرگودھا کینال میں تحصیل سلانوالی کے area کی نہر بالکل خشک رہتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا پانی کم آتا ہے۔ دریاؤں میں پانی کم ہے جس کی وجہ سے نہروں میں پانی کم چھوڑا جاتا ہے اس طرح کاشت کے لئے جتنی پانی کی ضرورت ہوتی ہے وہ دریا پوری نہیں کرتا۔ ہماری تحصیل سلانوالی میں زمینی پانی ٹھیک نہیں ہے brackish water ہے اس

لئے میری یہ گزارش ہے کہ سرگودھا کینال کا پانی کا کوٹہ زیادہ کیا جائے اور اس کو پختہ کرنے کے لئے وزیر خزانہ صاحب خصوصی فنڈز جاری فرمائیں۔

جناب والا! پولیس آرڈر 2002 میں جو تبدیلیاں کی گئی ہیں وہ آپ کے علم میں ہیں کہ پولیس کی تفتیش پہلے local level پر ایس۔ایس۔پی جو اب ڈی۔پی۔او کہلاتا ہے وہ تبدیل کرتے تھے لیکن اب اگر کسی کی ایف۔آئی۔آر کسی تھانے میں درج ہوتی ہے تو اس کو اگر وہاں پر انصاف نہیں ملتا تو اس کو انصاف لینے کے لئے آئی۔جی آفس لاہور تک آنا پڑتا ہے۔ ہر بندہ اتنے وسائل نہیں رکھتا کہ لاہور کے سیکرٹریٹ میں آئی۔جی آفس کے چکر لگا سکے۔ اس کو تو کم از کم ڈی۔پی۔او کے level پر یا زیادہ سے زیادہ آر۔پی۔او کے level پر انصاف ملنا چاہئے لیکن اس پولیس آرڈر 2002 میں پولیس کو جو بے پناہ اختیارات دیئے گئے ہیں آپ نے دیکھا ہو گا کہ ان اختیارات کا انہوں نے کتنا ناجائز استعمال کیا ہے۔ آپ بھی اپوزیشن میں رہے ہیں، ہم سب اپوزیشن میں رہے ہیں ہم سب پولیس کے ناجائز اختیارات کا شکار ہوئے ہیں لیکن میری آج آپ سے گزارش ہے کہ پولیس آرڈر 2002 میں جو بے پناہ اختیارات دیئے گئے ہیں ان کو ختم کیا جائے لیکن ان کی بہتری کے لئے اس بجٹ میں خطیر رقم رکھی گئی ہے جو کہ اربوں روپے میں ہے۔ اگر اتنی خطیر رقم آپ ان کو دے رہے ہیں کہ وہ عوام کو سہولیات دیں اور اپنی سروس کو بھی بہتر کریں تو وہاں پر میری جناب سے بھی گزارش ہے کہ پولیس آرڈر 2002 میں بھی ترمیم کی جائے تاکہ لوگوں کی تفتیش ڈی۔پی۔او level پر تبدیل ہو سکے یا پھر آر۔پی۔او level پر تبدیل ہو سکے۔ اگر وہاں پر ان دو forum پر لوگوں کو انصاف نہیں ملتا تو پھر اس کے بعد وہ آئی۔جی کے پاس آئیں۔ میری یہ آپ سے گزارش ہے کہ جہاں پر ہم عوام کو سستا انصاف فراہم کرنے کے لئے بات کر رہے ہیں وہاں پر پولیس کے بے پناہ اختیارات کو بھی ہمیں کم کرنا چاہئے۔

جناب والا! شعبہ تعلیم کے متعلق میں عرض کروں گا کہ بجٹ میں اس مد میں ایک اچھی رقم رکھی گئی ہے جس سے ہمارے سکولوں کی upgradation ہو گی، دیہاتوں کے سکولوں کی بھی upgradation ہو گی، نئے ڈگری کالج بھی بنیں گے۔ اس کے ساتھ ہی میں عرض کروں گا کہ ہمارے دیہاتوں کا ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے کہ دیہاتوں کے سکول upgrade تو کر دیئے جاتے ہیں لیکن ان سکولوں میں سائنس ٹیچرز کا فقدان ہمیشہ رہتا ہے۔ آپ آج بھی کسی انکوائری ٹیم سے چیک کروا لیں بلکہ ہر ضلع میں ای۔ڈی۔او ایجوکیشن کو ہر ضلع میں یہ آرڈر دیں کہ وہ آپ کو یہ رپورٹ

ارسال کریں کہ دیہاتوں میں سائنس ٹیچر اور کمپیوٹر ٹیچر کتنے ہیں۔آپ کو یقیناً دس فیصد سے زیادہ نہیں ملیں گے۔ جہاں پر آپ اتنا پیسا خرچ کر رہے ہیں وہاں پر میری humble request یہ بھی ہے کہ دیہاتی ٹیچروں کے لئے ایک خصوصی مراعاتی پیکیج کا اعلان فرمایا جائے تاکہ دیہاتوں میں سکول آباد ہو سکیں۔بچوں اور بچیوں کو سائنس اور کمپیوٹر کی تعلیم اپنے قریبی سکولوں میں مل سکے تاکہ تعلیم عام ہو سکے اور لوگوں کو زیادہ اچھے طریقے سے تعلیم حاصل کرنے کے مواقع میسر آسکیں۔

محکمہ صحت کے لئے بھی 117۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔غریبوں اور مسکینوں کی امداد کے لئے بھی خاطر خواہ رقم مختص کی گئی ہے اور یہ ایک قابل تحسین اقدام ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ پچھلی حکومت میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا نظام آیا ہے devolution of power ہوا ہے۔آپ دیکھیں اس میں ایم۔ایس، ای۔ڈی۔او اور ڈی۔ایچ۔او کو بے پناہ اختیارات دے دیئے گئے ہیں۔دوائیں خریدنے کی مد میں وہ جتنا مرضی اپنے اختیارات کا استعمال کر لیں، صحیح کر لیں یا ناجائز کر لیں یہ ان کا اپنا اختیار ہے۔آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے میری یہ گزارش ہے کہ اس نظام کو transparent کرنے کے لئے ایم۔ ایس،ای۔ ڈی۔او(ہیلتھ)اور ڈی۔ایچ۔او کو اتنے اختیارات نہ دیئے جائیں بلکہ transparency قائم کرنے کے لئے ان کے ساتھ ایک کمیٹی بنائی جائے جو دوائیں بھی خریدے اور غریبوں کو پہنچانے کے لئے بھی کوئی اچھا انتظام کرے تاکہ غریب لوگوں تک ان کا حق پہنچ سکے۔

جناب والا!پٹرول پمپ اور سی۔این۔جی سٹیشن بے تحاشہ لگ رہے ہیں اور یہ کاروباری معاملات آگے بڑھ رہے ہیں جس سے یقیناً کاروباری طبقے کو فائدہ ہو رہا ہے لیکن اس کی منظوری صرف ڈی۔سی۔او ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی دیتی ہے جس کا پنجاب گورنمنٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔یہ ان کی مرضی کی بات ہے کہ وہ ادارے ان سے کتنا ٹیکس وصول کرتے ہیں۔میری یہ گزارش ہے کہ پٹرول پمپ اور سی۔این۔جی سٹیشن جتنے بھی لگیں پنجاب حکومت کو ان پر چیک رکھنا چاہئے،ان کے پیمانے پر اور ان کی منظوری کے وقت بھی ایک خاص ٹیکس ہونا چاہئے تاکہ حکومت پنجاب کی اس مد میں آمدن بڑھ سکے۔

جناب سپیکر!جنگلات کا محکمہ بھی اس وقت بے پناہ تباہی کا شکار ہے۔جیسا کہ کل بھی ہمارے ایک فاضل ممبر نے آپ سے گزارش کی تھی کہ چھانگا مانگا کے جنگل کی آپ صورتحال دیکھیں تو آپ کو

خود ہی محسوس ہو جائے گا۔ چند سال پہلے وہاں پر ایک بہت بڑا جنگل تھا لیکن اب وہ ایک ویرانے کی شکل اختیار کر رہا ہے ایک desert بن رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: ٹھیک ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ جنگلات کے محکمے پر بھی خصوصی توجہ دی جائے اور ایک ایسی task force بنائی جائے جو کوشش کرے کہ پورے پنجاب میں جنگلات کو زیادہ سے زیادہ develop کرے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے شہید ذوالفقار علی بھٹو نے پانچ مرلہ کالونیاں بنائی تھیں پھر میاں محمد نواز شریف صاحب جب 1985 اور 1988 میں وزیر اعلیٰ بنے تو انہوں نے پانچ مرلہ جناح کالونیاں بنائیں۔ اب میری حکومت پنجاب سے یہ submission ہے کہ شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کے نام پر ہر کچی آبادی میں، ہر شہر میں، ہر دیہات میں پانچ مرلہ کالونیاں بنائی جائیں تاکہ ان غریب لوگوں کو relief ملے اور ان کالونیوں کو جدید سہولتیں فراہم کی جائیں۔

جناب والا! میاں محمد شہباز شریف نے جس دن اعتماد کا ووٹ لیا ہے انہوں نے اعلان فرمایا تھا کہ ہم عوام کی دہلیز پر سستا انصاف فراہم کریں گے۔ یہ ان کا قابل تحسین قدم ہے اور انہوں نے ججوں کی تنخواہیں تین گنا بڑھا کر بھی اس اعلان سے ثابت کر دیا ہے کہ پنجاب حکومت واقعی عملی طور پر کوئی کام کرنا چاہتی ہے۔ جہاں آپ عدلیہ کو اتنی سہولتیں دے رہے ہیں، اتنی اچھی مراعات دے رہے ہیں وہاں پر میری یہ بھی گزارش ہے کہ جہاں پر دور دراز علاقوں میں چھوٹی تحصیلیں ہیں وہاں پر ایڈیشنل سیشن ججوں کے کیمپ بنائے جائیں اس کے علاوہ سول ججوں کو بھی تعینات کیا جائے۔ ہمارا ضلع سرگودھا اس وقت چھ تحصیلوں پر محیط ہے لیکن ہماری چار تحصیلیں ایسی ہیں جن میں شاہ پور، ساہیوال، سلانوالی اور کوٹ مومن شامل ہیں جہاں پر کوئی ایڈیشنل سیشن جج بیٹھتا ہے اور نہ ہی کوئی سول جج بیٹھتا ہے۔ سب لوگوں کو انصاف کے لئے ضلعی ہیڈ کوارٹر سرگودھا میں جانا پڑتا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ پنجاب کی تحصیلوں جو دور دراز علاقوں میں ہیں وہاں پر ایڈیشنل سیشن جج کا کیمپ آفس ہو اور اگر وہاں تحصیل بڑی ہے تو اس کا مستقل آفس وہاں پر بنایا جائے۔ اس کے علاوہ دو سول جج بھی وہاں پر ہونے چاہئیں تاکہ عوام کے جو pending cases ہیں اور لوگوں کو سالہا سال ان کی پیروی کرنی پڑتی ہے ان کو سستا انصاف مل سکے۔

جناب سپیکر! جو سال گزرا ہے اس میں ایم۔پی۔ایز کو اسی، اسی لاکھ روپے کی گرانٹ دی گئی ہے آپ دیکھیں کہ اس مہنگائی کے دور میں پسماندہ علاقوں کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتی بلکہ یہ اونٹ کے منہ میں زیرہ دینے والی بات ہے۔ آپ دیکھیں کہ پچھلی (ق) لیگ کی گورنمنٹ نے اپنے ایم۔پی۔ایز کو سالانہ گرانٹ تین تین کروڑ روپے دی ہے۔ اس سلسلے میں ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں اس لئے میری آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے یہ مودبانہ گزارش ہے کہ ایم۔پی۔ایز کو اگر آپ پانچ کروڑ روپے سالانہ کی گرانٹ نہیں دے سکتے تو کم از کم تین کروڑ روپے سالانہ ایم۔پی۔ایز کی گرانٹ ہونی چاہئے۔ محکمہ لائیو سٹاک کو آپ نے ایک اچھا پیکج دیا ہے جس سے ہمارے دودھ اور گھی کی productوافر مقدار میں بڑھے گی لیکن پچھلی حکومت میں محکمہ لائیو سٹاک کی ترقی کے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔ اس دفعہ اس کے لئے ایک اچھا پیکج رکھا گیا ہے لیکن میری پنجاب حکومت سے یہ گزارش بھی ہے کہ لائیو سٹاک ڈیپارٹمنٹ میں اس سے بھی زیادہ کام کیا جائے اور اس کو زیادہ ترقی دی جائے تاکہ ہماری روزمرہ کی مشکلات کم ہو سکیں۔

جناب سپیکر! میرا تعلق ضلع سرگودھا سے ہے جو معدنی وسائل سے مالا مال ہے۔ میرا حلقہ بھی خوش قسمتی سے اسی علاقہ میں ہے جہاں پر ہمارے Mines and Mineral departmentکی پہاڑیاں موجود ہیں۔ وہاں سے حکومت پنجاب کو کروڑوں روپے آمدنی ہوتی ہے لیکن اس مد سے عوام الناس، غریبوں اور مزدوروں کے لئے کوئی ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کیا جاتا۔ اس mines minerals development and labour departments deal کو کرتے ہیں۔ آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے میری یہ گزارش ہے کہ کم از کم ایک لاکھ مزدور پی پی۔35 اور پی پی۔36 میں پہاڑیوں پر کام کرتا ہے ان کے لئے اچھے سکول اور اچھی ڈسپنسریاں بنائی جائیں کیونکہ وہاں پر اکثر حادثات ہو جاتے ہیں تو وہاں پر ایک بڑے ٹراما سنٹر ہسپتال کی ضرورت ہے اور ایمبولینسوں کی ضرورت ہے تو مہربانی کر کے Mines and Minerals department کے لئے آپ نے جو بجٹ رکھا ہے اس میں یہ سہولتیں وہاں کی عوام کو دی جائیں۔ یہ خوش آئند بات ہے کہ آپ نے نئی سبزی منڈیوں کے قیام کے لئے ایک خطیر رقم رکھی ہے جس سے کسان کی حوصلہ افزائی ہو گی، پیداوار بڑھے گی اور شہروں میں زیادہ سے زیادہ پھل اور سبزیاں آئیں گی لیکن کچھ شہر ایسے ہیں جہاں پر ابھی تک نئی سبزی منڈیاں نہیں بنائی گئیں تو اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ

آپ check کروالیں کہ جن تحصیل اور ضلعی ہیڈ کوارٹرز میں سبزی منڈیاں نہیں ہیں وہاں پر نئی منڈیاں قائم کرنے کے لئے آپ خصوصی کوشش اور مہربانی فرمائیں۔

جناب سپیکر! سمال انڈسٹریز کے لئے ایک ارب 30 کروڑ روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے لیکن چھوٹے شہروں میں اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی جارہی۔ آپ کی وساطت سے جناب وزیر خزانہ سے میری گزارش ہے کہ سمال انڈسٹریز میں چھوٹے شہروں کو بھی شامل کیا جائے۔ ہمارے تحصیل ہیڈ کوارٹر سلانوالی ایک ہینڈی کرافٹ پیش کرتی ہے جہاں پر پورے پنجاب، پورے پاکستان بلکہ اب تو اس میں export کیا جارہا ہے۔ میں نے وزیر اعلیٰ سے written بھی درخواست کی ہے کہ وہاں پر ایک ہینڈی کرافٹ سنٹر قائم کیا جائے۔ ایک سمال انڈسٹریل زون بنایا جائے جو صرف ہینڈی کرافٹس تیار کرے تو انشاء اللہ اس سے پنجاب اور پاکستان کو ایک خاطر خواہ آمدن حاصل ہوگی اور اس سے غریب لوگوں کو روزگار بھی ملے گا اور ہماری چیزیں بھی export ہوں گی۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے باضابطہ اجازت لینا چاہتی ہوں کہ اگر کہیں انگلش کے الفاظ استعمال کر جاؤں تو آپ کی اجازت ہونی چاہئے۔

جناب والا! بات تمہید کے بغیر بجٹ تک پہنچتی نہیں۔ یہ جمہوریت کا وقت ہے، ہم میں آمریت زور آور اور جمہوریت خون آمیز ہے۔ 14- اگست 1947 سے لے کر آج تک بھٹو شہید، سینکڑوں کارکنان حقوق کی صلیب چڑھ چکے ہیں۔ جمہوریت کو بچاتے بچاتے ہمارے عظیم قائد ختم ہو گئے مگر آفرین ان پر جو جھکے نہیں، بکے نہیں اور جنہوں نے اصولوں پر سودے بازی نہیں کی۔ جنہوں نے "Have no's" سے "Have not's" کا حق لینے کے لئے بالآخر اپنی جان دے دی مگر علم اپنے ہاتھ سے گرنے نہیں دیا۔ میری مراد محترمہ بے نظیر بھٹو شہید، محترم میاں محمد نواز شریف، محترم میاں محمد شہباز شریف، بھٹو اور شریف خاندان کے ساتھ ساتھ بلاشبہ جناب آصف علی زرداری صاحب کی رواداری اور حکمت عملی کا ہاتھ ہے۔ میں ان شخصیات خصوصاً محترمہ بی بی شہید صاحبہ کو عدالتوں میں لگاتار جھوٹے کیس بھگتتے دیکھا۔ اٹک قلعے اور احتساب عدالتوں میں آصف علی زرداری صاحب کو تنہا لڑتے ہوئے دیکھا۔ آٹھ سالہ قید و بند کی بھٹی سے نکلے ہوئے وہ آج مختلف انسان ہیں جو سیاسی اور قومی یکجہتی کو فروغ دے رہے ہیں۔

خواتین سے سلوک پیپلز پارٹی نے ہمیشہ مساوی طور پر کیا جس کی بنیاد بھٹو شہید نے رکھی، پھر بی بی صاحبہ اور آج محترم زرداری صاحب نے اسے جاری و ساری رکھا ہوا ہے جس کی مثال ہماری جنرل سیٹ پر شاندار کامیابی حاصل کرنے والی محترمہ نیلم جبار صاحبہ منسٹر ہیں جنہیں ان کی میرٹ کی بنیاد پر منسٹر بنادیا گیا۔ جو خاموشی، شرافت، تحمل مزاجی، دیانتداری سے اپنی ڈیوٹی انجام دے رہی ہیں۔ اللہ کے حکم سے میں نے آج تک 6 الیکشن لڑے جن میں سے مجھے 3 میں کامیابی ہوئی۔ اس مرتبہ بھی میں نے NA-60 پر lose کیا اور چوتھی مرتبہ آج میں حکومت کے بنچوں پر بیٹھی ہوں۔ کئی بجٹ میری نظروں سے گزرے ہیں۔ میں نے جناب منسٹر فنانس صاحب کی speech غور سے سنی اور بجٹ کتابوں کا بھی ایک طائرانہ جائزہ لیا، طائرانہ کیونکہ تفصیلی جائزہ کے لئے بہت وقت درکار ہے اور 20/22 کلو کتابیں کوئی اکانومسٹ ہی بہت بہترین سمجھ سکتا ہے۔ میں ایک اکانومسٹ نہ ہوں لہذا میری باتیں، میرے تجربے اور علم کی بنیاد پر ہیں، میرے اکانومسٹ ہونے کی بنیاد پر نہیں ہیں۔ بجٹ میں ملک کو درپیش حالات اور ان حالات میں کہ عوام کو آمریت blended جمہوری حکومت نے اربوں کے figures misinform کئے ہیں ایک بہترین بجٹ کہا جا سکتا ہے۔ جسے بلاشبہ حکومت نے عوام دوست بنانے کی بہت بہترین کوشش کی ہے۔ گو کچھ جگہوں پر details نہ دے کر فنانس ڈیپارٹمنٹ نے اپنا home work واضح نہ کیا ہے جو ضروری تھا۔ اگر محکمہ فنانس صرف ہیڈز لکھنے کی بجائے کچھ details بھی واضح کرتا تو بہتر تھا ہمیں شاید ایڈہاک ازم کی عادت پڑ چکی ہے۔

جناب سپیکر! جمہوریت کو establishment نہایت عارضی اور کمزور خیال کرتی ہے اسی لئے شور مچانے کے باوجود اے۔ ڈی۔ پی میں ڈی۔ سی۔ اوز نے تمام منتخب نمائندوں کی رائے شامل نہ کی ہے حالانکہ نمائندے علاقوں کے مسائل ان تبادلہ ہو جانے والے افسروں سے بہت بہتر جانتے ہیں۔ بجٹ بلدیاتی نظام پر واضح حکمت عملی اختیار نہیں کرتا۔ عملی طور پر ناظمین اور ان کے ساتھی ٹولے گھر بیٹھے ہوئے ہیں اور معیشت پر بوجھ ہیں جس کے لئے بجٹ میں ٹھوس planning کر کے ان سے جان چھڑا لینی چاہئے تھی کیونکہ development کے نام پر ضلعی ناظمین کو اندھے فنڈز سیاسی برادری کے طور پر federal and provincial طاقت کو کمزور کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس کا کچھ سدباب بجٹ میں ہو سکتا تھا۔

جناب سپیکر! تعلیم کے لئے ایک نظریہ 30 سال پہلے محترم جناب شہید بھٹو صاحب نے اسلامی کانفرنس میں مسلم امہ کے سامنے پیش کیا تھا۔ محکمہ Planning and Development

کو سامنے رکھ کر محکمہ تعلیم کے ہمراہ اسے پاکستان میں لاگو کر دینا چاہئے اور اس میں پرائیویٹ اور رجسٹرڈ تعلیمی انسٹی ٹیوشنز کو بھی شامل کیا جانا چاہئے۔ سکول کو centre of excellence بنانے پر 63 کروڑ اور 3-ارب کا خرچ بہترین کام اور بہترین رقم ہے مگر یہ مسلسل A.D.P کے تحت ہونا چاہئے تاکہ وقت پورا ہوتا جائے اور ایک وقت ایسا آئے کہ پورا پنجاب ان excellence schools سے مستفید ہو سکے۔ منسٹر فنانس اور چیف منسٹر صاحب نے health insurance کا اعلان کیا ہے جو ایک long term plan ہے اسے بھی Planning and Development Department کے ہمراہ محکمہ ہیلتھ مرتب کرے۔ ٹی بی اور ہیپاٹائٹس curable and preventable diseases ہیں پھر بھی ہمارے ملک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیلی ہوئی ہیں۔ چکوال ضلع میں تقریباً گھر گھر ہیپاٹائٹس (سی) کے مریض ہیں۔ ان بیماریوں کی روک تھام اور data collection کے لئے بھی کچھ طریقہ کار وضع کیا جانا ضروری تھا۔ ریسرچ کا کام بہت سے محکموں کے لئے نہایت ضروری ہے جس کی کمی بجٹ میں محسوس ہوتی ہے۔

ایگریکلچر اور اریگیشن کے محکموں کے درمیان ربط ہو تو بہت سی رقم بچائی جا سکتی ہے۔ گرین ٹریکٹر پچھلی حکومت نے بھی شروع کئے جو آج یونین کونسل ناظمین کے گھروں پر کھڑے ہیں اور غریب چھوٹے کسانوں کے لئے بلیک میلنگ کا کام دے رہے ہیں۔

یہ ٹریکٹر سکیم long term programme ہونی چاہئے تاکہ ہر ضرورت مند کسان کو بالآخر ٹریکٹر کا مالک بنایا جا سکے۔ ساتھ ہی ساتھ check and balance کا نظام بھی محکمہ شروع کرے تاکہ گرین ٹریکٹروں کی طرح یہ سکیم بھی بالکل بلیک میلنگ کی نظر نہ ہو جائے۔

ٹیوٹا کے لئے ایک percentage مقرر ہو جن سٹوڈنٹس کا میرٹ ہو اور پورے صوبے سے ٹریننگ کے خواہش مندوں کو ٹیوٹا ٹریننگ کے لئے لیا جائے یا پھر اگر بڑے شہروں تک ہی ٹیوٹا محدود رہے گی تو اس کی boarding lodging بڑھا کر تمام صوبے سے admissions کو open کر دیا جائے۔ بجٹ میں کچھ اضلاع اور کچھ شہروں پر خصوصی توجہ نظر آتی ہے ایسا نہ ہونا چاہئے تھا۔

Again I think Planning and Development should make coordination between budget wing which may work permanently with each and every department where ever necessary and long term programmes must be a component of A.D.P on permanent basis.

ابھی وقت ہے کہ ہم بجٹ پاس ہونے کے بعد بھی اچھی حکومتی پالیسیوں کو ایڈہاک ازم سے نکال کر long term policies میں ڈال لیں۔ 17۔ارب غربت دور کرنے کا ایک بہترین پروگرام ہے مگر غیر ملکیوں کے طریقہ کار پر انحصار کرنے کی بجائے اپنے ملکی حالات کے تحت ہمیں خود ایک مربوط جامع پالیسی ترتیب دینی چاہئے اور اسے بے روزگاری الاؤنس کی مانند مسلسل ضلع وائز A.D.P کو حصہ بنا کر قانون کی شکل دیں تو بہتر نتائج سامنے آئیں گے۔ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی بسر کرنے والوں کی ماہانہ مدد ہونی چاہئے اور اسے ایک ہی پروگرام کا حصہ ہونا چاہئے۔ مراعات یافتہ طبقے سے ٹیکس لینا اور پسے ہوئے طبقے کو چھوٹ دینا بہترین قدم ہے۔

جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ سے عرض ہے کہ اس سے سادہ زندگی کی مراعات یافتہ طبقے میں بھی قدر ہو سکتی ہے مگر ہمیں پورے ملک سے بہترین اور ایماندار لوگوں کو ٹیکس collection پر لگانا ہوگا۔ آپ ایماندار افسران ڈھونڈیئے خواہ وہ وفاقی ریٹائرڈ افسران ہی ہوں اور آہستہ آہستہ کرپٹ افسران سے چھٹکارا حاصل کر لیجئے۔

جناب سپیکر! جاریہ آمدنی 41۔ارب کم ہے مگر اس کے باوجود میرا مشورہ ہے کہ ترقیاتی کاموں کو کم کرنے کی بجائے انھیں سالانہ طور پر phases میں شروع کریں اور آج کے دور میں ترقی کی راہ سے ہٹنا مناسب نہیں ہے۔ ہم پہلے ہی کون سے ترقی یافتہ ہیں کہ ہم ترقی کو روکیں

Today globalization can’t prevent a nation to stop its development.

اس بجٹ میں تقریباً تمام زندگی کے امور کا احاطہ کیا گیا ہے۔ صحت، خوراک، بے روزگاری، امن وامان، صنعتی پیداوار، زراعت، پانی، انرجی، ٹرانسپورٹ، سماجی بہبود، خواتین کی بہبود، تعلیم وغیرہ وغیرہ یہاں تک کہ میڈیا تک کا احاطہ اس بجٹ میں ہے مگر ہمیں بجٹ میں ان پروگراموں کا سرسری جائزہ ملتا ہے اور کچھ نہیں ملتا اس لئے کہنا پڑتا ہے کہ عجلت یا کم محنت کا محکمہ فنانس نے استعمال کیا ہے جو نہیں ہونا چاہئے تھا لہذا میرا وزیر خزانہ کو مشورہ ہے کہ وہ آئندہ اللہ کے حکم سے Pre-Budget سیمینار کروایا کریں۔ جس طرح 1990 میں 23 ممبران نے کیا جس میں پورے ملک کے economist اکٹھے ہوئے اور وہ مشورے حاصل ہوئے جن پر اگر عمل ہوتا تو صوبہ کیا ملک کی تاریخ بدل جاتی۔ وہ ریکارڈ آج بھی محکمہ خزانہ کے پاس موجود ہے۔ اسے چیک کیا جانا چاہئے۔ یہ مشورہ بھی دوں گی کہ 22 کلو وزنی کتابوں کی بجائے صوبائی ممبران کے لئے Budget

صرف لائبریری میں sets اور چند extract books publication کی جائے اور چند ممبران کے ریفرنس کے لئے موجود رہیں۔ میرے خیال میں اتنی ضخیم کتابیں تمام ممبران نہیں پڑھتے اور قومی دولت کا ضیاع ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! وزیر خزانہ نے یہ بھی کہا ہے کہ ہمارے منصوبے دیر پا ہوں گے۔ یہ جب ہی ممکن ہو گا جب ہم ان کا تسلسل قائم رکھنے کی منصوبہ بندی کریں۔ ضلعی نظامت سے ریاست کے اندر ریاست قائم کی گئی اور آوے کا آوا بگڑا ہوا ہے۔ جمہوریت کو اب بھی پٹڑی سے اتارنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ سیاستدانوں کو برداشت، بردباری اور تحمل مزاجی سے کام لینا چاہئے۔ وزیر خزانہ نے ایک بہترین بجٹ پیش کیا ہے، بہترین لہجے میں calculated way میں بہترین تقریر کی مگر بطور ممبر میرا فرض ہے کہ میں تعریف کے ساتھ ساتھ تنقیدی بہتری کے مشورے بھی دوں ویسے بھی میں:

غزل خواہ ہوں قصیدہ تو نہیں کہہ سکتا
کیا کروں لہجہ دربار کہاں سے لاؤں

جناب سپیکر! بجٹ میں خود انحصاری کے ساتھ ساتھ صوبے کے قدرتی وسائل کی بھی probe in بھی ضروری ہے، آئندہ پوری طرح research پر بھی توجہ دی جانی چاہئے۔ research جسے ہم غیر ضروری خیال کرتے ہیں اور جس پر کم سے کم توجہ دیتے ہیں۔ Medium term development frame work books stereo type books ہیں جس میں ممبران کی تجاویز یا تو ہیں ہی نہیں یا کم سے کم شامل کی گئی ہیں۔ یہ پچھلا روائتی سلسلہ لگتا ہے۔ یہ اے۔ ڈی۔ پی کا ہی حصہ ہے جسے بنانے سے پہلے ممبران کی تجاویز کے ساتھ ساتھ ایک جائزہ علاقے سے بھی لینا ضروری تھا۔ جس طرح چکوال کی ڈھوک ٹالیاں سے خانپور تک کی سڑک کو provincialize کرنا جس سے 17 قیمتی minerals کی ٹریفک گزرتی ہے۔ اگر ممبران سے مشورہ ہوتا تو ایسی سڑکوں کا Works and Minerals department مل کر بھی کچھ فیصلہ کر سکتے تھے۔ اب راجہ ریاض صاحب کی مہربانی سے اور ان کے فنڈز سے ہم نے یہ کام کرنا ہے گویہ کام محکمہ خزانہ کا تھا۔ Price کمیٹیاں تقریباً غیر فعال ہیں جب تک Price Board نہ بنیں تو میرا مشورہ ہے کہ Price کمیٹیوں کو فعال کر دیا جائے۔ 17۔ ارب کی اشیائے خورد ونوش کے لئے سبسڈی بہترین قدم ہے۔ مگر ایک قانون کی ضرورت ہے کہ

صوبہ میں کچھ بھی مہنگا ہو لیکن اشیائے خورد و نوش مہنگی نہ ہوں تاکہ بھوک سے کبھی کوئی خودکشی نہ کرے اور مجبوراً کوئی اپنے بچے نہ بیچے۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں ایک مسلمان حکومت کے فرض کے طور پر Minorities کو بھی جبکہ ہمارا electoral بھی ایک ہو چکا ہے ان کو ان کا حق ملنا چاہئے۔ میں محکمہ خزانہ کی یہ ایک بہت بڑی کوتاہی سمجھتی ہوں جو نہیں ہونی چاہئے تھی۔

عدلیہ کی بحالی اور بہتری کو بجٹ کا حصہ بنا کر وزیر خزانہ نے پورے صوبے کے عوام کے جذبات کی ترجمانی کی ہے۔ اس پر میں وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ کو دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ ان حالات میں انھوں نے ایک بہترین بجٹ پیش کیا ہے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ محترم رانا افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بھی اپنی گفتگو کا آغاز اسی بات سے کروں گا جو مجھ سے پہلے میری بہن نے کہی۔ ہم بجٹ پر inputs نہیں دے سکے۔ بجٹ سے پہلے ممبران inputs دیتے تو شاید ترجیحات تھوڑی سی مختلف ہوتیں۔ یہاں پرویز مشرف اور سابقہ گورنر کا وہ کردار کہ پنجاب اسمبلی کا سات ہفتے کی تاخیر سے اجلاس بلانے کی سازش کی گئی۔ ہمیں inputs سے محروم کیا گیا اس کے باوجود میں میاں محمد شہباز شریف، جناب تنویر اشرف کائرہ اور فنانس منسٹری کی ٹیم کو ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ متوازن بجٹ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اس بجٹ میں ڈویلپمنٹ کے لئے بھی 160۔ارب روپے کی خاصی رقم رکھی ہے۔ ہر حلقے کے لئے تقریباً 50 کروڑ روپے ڈویلپمنٹ کے لئے ہیں اور یہ رقم انشاء اللہ تعالیٰ میاں محمد شہباز شریف کی والہانہ قیادت میں مجھے یقین ہے کہ بہترین طریقے سے استعمال ہو گی اور اگر یہ رقم ہم حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تو پنجاب ایک سال کے اندر ایک نئی تصویر پیش کرے گا۔

جناب سپیکر! میں اپنی گفتگو کی direction بجٹ کے دوسرے جز پر جو کہ 240۔ارب روپے پر محیط ہے اور جس کو بجٹ کے اندر جاری اخراجات کہا گیا ہے۔ جاری اخراجات کے لفظ سے مجھے ایسے لگ رہا ہے کہ جیسے یہ پیسے کا وہ دریا ہے جو جاری ہے جسے ہم روک نہیں سکتے یعنی 80 کروڑ روپیہ روزانہ کا خرچ ہے، ہر روز 80 لاکھ روپے نہیں 80 کروڑ روپے یومیہ ہم جاری اخراجات پنجاب کی حکومت چلانے پر کر رہے ہیں اور شاید اس جاری دریا کو ہم روکنا بھی نہیں چاہتے اور روک بھی نہیں سکتے لیکن ضرورت اس کے رخ کو موڑنے کی ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب کی تقدیر کو اگر بدلنا ہے تو 80 کروڑ روپیہ روزانہ خرچ کا احتساب کرنا ہوگا۔ پرویز مشرف اور اس کی ٹیم نے اس ملک میں عوام کی حکمرانی پر کرپشن کو صحیح کرنے کے نام پر شب خون مارا تھا۔ آج ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ 80 کروڑ روپے روزانہ خرچ کرنے کے بعد ہم نے عوام کے لئے کیا حاصل کیا۔ میں ایک چھوٹی سی مثال آپ کو دینا چاہوں گا کہ جس دن ہم نے حلف اٹھایا اور ہم ایم۔پی۔اے بن گئے تو ہمارے اوپر ان لوگوں کی یلغار ہوگئی جو تبادلوں کے لئے ہمارے پاس آنا شروع ہوگئے۔ اس ایوان کے اندر مجھ سے پہلے دو تین مقررین نے آپ سے درخواست کی کہ ہمیں صبح لوگوں کے کام کروانے ہوتے ہیں آپ ایوان کا اجلاس دو بجے کے بعد شروع کریں۔ 80 فیصد کام تبادلوں کا ہے اور ہمارے ساتھی اور ورکر کہتے ہیں کہ ہمارا تبادلہ یہاں سے وہاں اور وہاں سے یہاں کروا دیں۔ کیا یہ ان سیکرٹریوں کے اوپر، ان اداروں پر عدم اعتماد نہیں جو آٹھ سال سے یہاں حکمرانی کر رہے ہیں اور ان کے جونیئر لوگ جو ان کے ماتحت کام کر رہے ہیں وہ آج بے سکون ہیں اور تبادلے چاہتے ہیں اور جب وہ سکون سے نوکری نہیں کر سکتے تو پھر وہ deliver کیا کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے حلقے کی ایک چھوٹی سی ڈسپنسری کی مثال دینا چاہوں گا کہ وہاں پر 15 ملازم ہیں اور ڈیڑھ لاکھ سے دو لاکھ روپے ان کی تنخواہیں ہیں۔ وہاں ڈاکٹر ہے، mid wives ہیں، دوائیاں رگڑنے والا بندہ بھی ہے اور ماشکی بھی ہے صبح 11 بجے کے بعد وہاں پر ویرانہ ہوتا ہے۔ یہ مل جل کر جان بوجھ کر اس ڈسپنسری کو ویران رکھنا چاہتے ہیں تاکہ 11 بجے کے بعد وہ جا کر اپنے پرائیویٹ کام کریں اور یہی حال آج پنجاب کے تمام محکموں کا ہے کہ جو 80 کروڑ روپیہ ہم روزانہ خرچ کر رہے ہیں اس کا reward پنجاب کے عوام کو کیا مل رہا ہے؟ اسی طرح آپ دوسرے محکموں کی مثال لیں تو ہمیں آج پوچھنا پڑے گا کہ Fisheries Department نے کیا deliver کیا، جنگلات کے محکمے نے کتنا اضافہ کیا، تعلیم کے محکمے میں بھی یہی حالات ہیں کہ اساتذہ صبح آتے ہیں حاضری لگاتے ہیں اور اس کے بعد پرائیویٹ سکولوں اور ٹیوشن سنٹروں میں کام کرتے ہیں۔ لائیو سٹاک کے محکمے کا کیا حال ہے۔ آپ دیکھیں کہ پٹواری سے پانچ سو روپے کی فرد ملتی ہے اور پندرہ روپے اس کا سرکاری ریٹ ہے۔ 333 فیصد چوری پٹواری کے کھاتے میں ہوتی ہے، میں 1997 کی اسمبلی میں ممبر تھا تو اسی طرح جون کے مہینے میں بجٹ تقریر میں درخواست کی تھی کہ دنیا میں پٹواری کا نام اب کمپیوٹر ہو گیا ہے اور اس وقت کے ریونیو منسٹر شاید محترم ارشد خان لودھی صاحب تھے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شوکت صاحب تھے۔

رانا محمد افضل خان: جی۔ انہوں نے دس لاکھ روپے مختص کئے کہ ہم ایک حلقہ سے اس کام کو شروع کریں گے لیکن آج گیارہ سال کے بعد بھی ہم ریونیو ریکارڈ کو computerized نہیں کر سکے، اگر کرپشن کو ختم کرنا ہے تو یہ ایک اہم ترین بات ہے۔ پولیس کے محکمے کے اوپر بہت سے دوستوں نے خیالات کا اظہار کیا۔ Standardization دنیا میں economic development کا ایک طریقہ ہے، آج تعلیم کے میدان میں جہاں وزارت تعلیم سکول کالج چلا رہی ہے وہاں لیبر ڈیپارٹمنٹ نے بھی اپنے سکول کھولنے شروع کر دیئے ہیں، پولیس ویلفیئر والے اپنے سکول کھول رہے ہیں، ڈی۔ سی۔ اوز سکول چلا رہے ہیں، O.P.F and N.G.O's سکول چلا رہی ہیں۔ یہ اتنے سارے محکمے ایک ہی کام کر رہے ہیں تو ہم نے کوئی professionalism آج تک develop نہیں کیا۔

صحت کے معاملے میں بھی یہی حالات ہیں۔ Ministry of Health ہسپتال بنا رہی ہے، سوشل سکیورٹی ڈیپارٹمنٹ کروڑوں، اربوں روپے کے ہسپتال بنا رہا ہے، وہ ساز و سامان فرانس سے، جاپان سے یا کوریا سے منگواتے ہیں تو اس non-standardization کے ساتھ دو سال کے بعد سپیئر پارٹس ہوتے ہیں نہ technicians ہوتے ہیں اور پنجاب کا 80 کروڑ روپے یومیہ جو ہم خرچ کر رہے ہیں وہ اسی طرح ضائع کر رہے ہیں اور عوام کو اس کا فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ صاحب، میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب کو درخواست کروں گا کہ ہمیں کہیں سے بھی professionals لے کر آنے ہوں گے، آج انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے حالات پر رونے کو دل کرتا ہے کہ ہم نے انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹس کا یہ حال کیا کہ non-professionals آج ان اداروں کے سربراہ ہیں۔ انجینئرز کو اتنا پستی میں ڈال دیا گیا ہے کہ ان کی mid career training کے لئے ہمارے پاس پیسا ہے اور نہ ان کے کوئی کورسز ہوتے ہیں، وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ میں ہی آ کر کام سیکھتے ہیں۔ اس وقت انجینئرنگ کا سارا شعبہ تنزلی کا شکار ہے۔ چائنہ نے اگر آج ترقی کی ہے تو دنیا کی تمام یونیورسٹیوں میں چائنہ کے طالبعلم زیادہ سے زیادہ تعداد میں ہیں۔ اگر آپ چائنہ چلے جائیں اور ان کو دیکھیں تو ہر محکمے کا جو انچارج ہے کوئی پی۔ ایچ۔ ڈی بیٹھا ہوا ہے، کوئی امریکن یونیورسٹی کا پڑھا ہوا بیٹھا ہے اور آج چائنہ کے شہر جو ترقی کر رہے ہیں وہ امریکہ کے شہروں کو مات کرتے جا رہے ہیں۔ وجہ صرف ایک ہی ہے کہ ان لوگوں نے professionals کی قدر کی ہے نہ کہ ہمارا جو فرسودہ نظام ہے کہ بیوروکریٹک سسٹم سب کو نیچا دکھا کر اپنے آپ کو superior بٹھائے رکھنا چاہتا ہے اور ملک کا پیسا اسی طریقے سے ضائع ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! میرا حلقہ زرعی تو نہیں لیکن زراعت پنجاب کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج پنجاب میں پانی کی کمی سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ چند سالوں کے اندر یہ ایک بارانی پنجاب بن جائے گا کیونکہ ڈیموں پر ہمارا اتفاق نہیں ہو رہا۔ ضرورت آج اس بات کی ہے کہ ہم R & D کے شعبہ میں بارانی علاقوں میں پیدا ہونے والے پودوں کی research کریں، چائنہ سے ٹیکنالوجی لیں، دوسرے ملکوں سے لیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ پاکستان کے اندر پانی پر شاید ہم اتفاق نہ کر سکیں اگر یہ اتفاق ہمارے صوبوں کے اندر نہ ہو سکا تو یہاں پر بارانی فصلیں ہی اگا کریں گی۔ بہتر یہی ہے کہ ہم آج سے ہی ایسی فصلوں کی تیاری کریں جو کم پانی کے ساتھ اُگ سکیں۔ آپ نے مجھے دس منٹ بولنے کا موقع دیا اس کے لئے میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کیونکہ اس دس منٹ کے اندر پنجاب کی حکومت نے چھ لاکھ روپے خرچ کر دیئے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آخر میں تھوڑا سا اپنے شہر فیصل آباد کے بارے میں ضرور کہنا چاہوں گا۔ فیصل آباد ایک بہت محنت کرنے والے لوگوں کا شہر ہے، یہ پاکستان کا ٹیکسٹائل اور ٹیکسٹائل مشینری سنٹر ہے، اناج کی بہت بڑی منڈی، لکڑی کی وہاں پر بہت بڑی منڈی ہے لیکن ہمارا قصور یہ ہے کہ ہم جی۔ ٹی روڈ سے بہت دور ہیں اور جو لوگ جی۔ ٹی روڈ سے دور ہیں وہ حکومت سے دور ہوا کرتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس میٹھا پانی نہیں ہے۔ یہاں پر تو زمینوں کے لئے پانی کی بات ہوئی لیکن فیصل آباد میں پینے کے لئے 150 ملین گیلن پانی per day ضرورت ہے۔ پنجاب کا دوسرا بڑا شہر ہے اور 30 لاکھ سے زیادہ آبادی ہے۔ پنجاب کے اندر rural to urban migration فیصل آباد کے اوپر سب سے زیادہ پریشر ہے۔ وہاں پر sanitation کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ میں آپ کے توسط سے قائدین کو بالخصوص وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ ایک خصوصی فنڈ فیصل آباد کے لئے رکھیں کیونکہ ہمیں چنیوٹ سے پانی لے کر آنا پڑتا ہے۔ یہاں پر چنیوٹ کے ممبران بھی تشریف فرما ہیں، جب ہم وہاں پانی لینے جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہاں سے پانی نہ لے کر جاؤ ہمارا پانی گہرا ہو گیا ہے۔ ہم پانی دریائے چناب سے فیصل آباد لانا چاہتے ہیں ورنہ فیصل آباد کے اندر لوگ پینے کے پانی کو ترسیں گے۔ میں آخری اس گزارش کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ وزیر خزانہ فیصل آباد میں sanitation اور میٹھے پانی کے لئے ہمیں خصوصی allocation دیں گے۔ شکریہ

چودھری ندیم خادم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بات کریں۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! یہ جو ہاؤس ہے اس کی کچھ values and traditions ہیں۔ یہ بات میں نے اپنی تقریر میں بھی کہی تھی کہ میں پہلی دفعہ ایم۔پی۔اے بنا ہوں لیکن میرے والد چودھری خادم حسین 1985 سے continuously رہے ہیں اور سابق منسٹر بھی ہیں۔ انہوں نے مجھے چند ایک باتیں سمجھا کر بھیجی تھیں۔ ہم اس ہاؤس کے ممبر ہیں تو ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم اس ہاؤس کی روایات اور values کو بڑھائیں نہ کہ کم کریں۔ آج صبح بھی دیکھنے میں آیا کہ ایک non-member گیلری میں گھوم رہا تھا اور اندر اس ہاؤس میں داخل ہوا۔ ابھی پانچ منٹ پہلے اس ہاؤس کے ممبر جو یہاں پر موجود نہیں ہیں اگر ہوتے تو میں mention کر دیتا۔ معزز ممبر باہر سے آئے اور ایک بندہ اپنے ساتھ لے کر آئے، سکیورٹی والوں نے کہا کہ pass دکھائیں تو انہوں نے کہا کہ یہ ایم۔پی۔ اے ہیں انہیں اندر جانے دیں تو وہ اندر آ کر بیٹھ گئے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس ہاؤس کے ساتھ یہ بہت بڑی زیادتی ہے اور یہ ہم خود کر رہے ہیں لہذا اس کا seriously action لیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: پتا کروائیں کہ کون بندہ بیٹھا ہے اس کے بعد مجھے بتائیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایک بڑے اہم مسئلے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ چاول جہاں کاشت ہو رہا ہے وہاں ڈیزل کی شدید قلت ہو گئی ہے۔ میری آپ سے یہ التماس ہے کہ انتظامیہ کو ہدایت کی جائے کہ کاشتکاروں کو فوراً ڈیزل دیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ نسیم ناصر خواجہ صاحبہ!

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! معزز اراکین اسمبلی السلام علیکم۔ سب سے پہلے تو میں وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو پنجاب کی تاریخ کا مشکل ترین مگر متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ یہ بجٹ ایسے حالات میں پیش کیا گیا کہ عالمی مارکیٹ میں، تیل اور کھانے پینے کی اشیاء کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کی وجہ سے پوری دنیا گرانی (مہنگائی) کی لپیٹ میں ہے۔ ایک ایسے وقت میں متوازن بجٹ پیش کرنا پنجاب حکومت کے لئے ایک بڑا چیلنج تھا جبکہ ہر گزرنے والے دن کے ساتھ ملک میں افراط زر کی شرح بڑھ رہی ہے اور روپیہ بھی اپنی قدر کھو رہا

ہے۔ پنجاب حکومت کے لئے سب سے بڑا چیلنج عوامی ریلیف کا تھا۔ وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ صاحب کو ہمارے قائد وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی خصوصی ہدایت تھی کہ مشکل حالات کے باوجود پنجاب کے غریب عوام کو زیادہ سے زیادہ ریلیف دیا جائے۔ عام آدمی کی انصاف تک رسائی کے لئے جہاں خطیر رقم رکھی گئی وہاں ججوں کی بنیادی تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا۔ بجٹ میں سیلز ٹیکس کی بات کی گئی۔ سیلز ٹیکس میں اگرچہ وفاقی حکومت کی تقلید کی گئی ہے لیکن اس حوالے سے ایک تکنیکی مسئلہ درپیش تھا۔ سیلز ٹیکس چونکہ متعدد اشیاء پر کمپنی کی طرف سے درج ہوتا ہے اس لئے یہ ممکن نہیں تھا کہ اس کی شرح صوبہ پنجاب میں کم کی جا سکتی۔

جناب سپیکر! ون ڈش پروگرام کو اگرچہ بجٹ میں جاری رکھنے کا اعلان کیا گیا ہے لیکن اس پر عملدرآمد پہلے ہی سے ہو چکا تھا۔ اس حوالے سے جو سختی کی گئی ہے اس کا غریبوں کو براہ راست فائدہ پہنچا۔ مرغی کا گوشت 190 روپے کی ریکارڈ سطح پر چلا گیا تھا اب 125 روپے فی کلو گرام کی سطح پر آ گیا ہے اس حوالے سے ضروری ہے کہ حکومت پورے صوبے میں ون ڈش پر سختی سے عملدرآمد کروائے تاکہ نمود و نمائش کے کلچر اور پیسے کے بے جا اسراف سے بچا جا سکے۔

جناب سپیکر! میں یہ دہراتی چلوں کہ پاکستان مسلم لیگ کی قیادت محض نعروں پر یقین نہیں رکھتی بلکہ عملی خدمت کے تصور کی پیروکار ہے۔ ماضی میں بھی ہمارے قائدین نے خدمت کی سیاست اور good governance کے ذریعے ملک بھر میں نئی مثالیں قائم کیں۔ اس روشن مثال کی تقلید کرتے ہوئے حالیہ بجٹ میں جو حکمت عملی وضع کی گئی ہے اس پر عملدرآمد کے نتیجے میں ہمارا صوبہ جو ماضی میں مسلم لیگ "ق" کی لوٹ کھسوٹ، اقرباء پروری اور بدانتظامی سے ان گنت مسائل کا شکار چلا آ رہا ہے اب انشاء اللہ، انشاء اللہ حقیقی معنوں میں امن کا گہوارہ خوشحالی کا محور اور ترقی کا نشان بن کر ابھرے گا۔

جناب سپیکر! جیسا کہ ہم سب کو علم ہے کہ پنجاب پاکستان کا ایک زرعی صوبہ ہے اور بہترین افرادی قوت آبی وسائل اور بہتر management کے ذریعے صوبے کی زرعی ترقی اور پیداوار کو بڑھایا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں میری تجویز ہے کہ حکومت صوبے میں corporate farming policy کو اپنائے۔ تمام بنجر اور بے آباد زمینیں لیز پر ملکی و غیر ملکی سرمایہ کاروں کو دی جائیں۔ اسی طرح مویشیوں اور ماہی گیروں کی farming کو بھی وسیع پیمانے پر فروغ دیا جائے۔ اس سے ہمارا صوبہ نہ صرف پورے پنجاب اور ملک بھر کی زرعی ضروریات کو پورا کرے گا بلکہ

Middle East اور دیگر ممالک کو بھی ایکسپورٹ کی جا سکے گی جس سے نہ صرف ملک بلکہ صوبے کو غیر ملکی زر مبادلہ حاصل ہو گا بلکہ صوبے میں بے روزگاری ختم ہو گی اور امن وامان کی صورتحال بھی بہتر ہو گی۔

جناب سپیکر! اس موقع پر میں ایک بات ضرور کہوں گی کہ اقتصادی ترقی اور معاشی استحکام کے لئے سیاسی استحکام ناگزیر ہے۔ پاکستان بالخصوص پنجاب بھر کے عوام اپنی قیادت سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ ججوں کی بحالی اور آمریت کی آخری نشانی جنرل مشرف سے نجات کے لئے عوام کی توقعات پر پورا اترے گی۔ صرف اسی صورت میں ملک میں سیاسی استحکام آ سکتا ہے کیونکہ اس وقت چاروں صوبوں کی عوام میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی طرف امید بھری نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ہماری قیادت عوام کی آنکھوں میں امید کے یہ چراغ کبھی بجھنے نہیں دے گی۔ ہم سب اس سفر میں ان کے ساتھ ہیں اور کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ پاکستان زندہ باد۔ پاکستان مسلم لیگ "ن" پائندہ باد۔ شکریہ

رانا آصف محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا آصف محمود: جناب سپیکر! 23۔ جون کو اجلاس کا وقت صبح 9 بجے رکھا گیا ہے۔ آج سب لوگ اپنے اپنے علاقوں میں جائیں گے اور 9 بجے آنا مشکل ہو جائے گا اور اگر possible ہو تو اس کو 11 بجے کر کے دوسرا سیشن کر لیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ اس کو ابھی دیکھ لیتے ہیں۔ جناب معین وٹو صاحب!

جناب محمد معین وٹو: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو مجھے یہ احساس ہو رہا ہے کہ ہمارے بہت سے فاضل اراکین جن کی تقاریر ہم نے بڑے شوق سے سنیں وہ اب اس وقت موجود نہیں ہیں۔ ہمارا بھی دل چاہ رہا ہے کہ ہم ان کو گھر سے جا کر لے آئیں۔ جیسے وہ کہتے ہیں کہ کوئی ایک شاعر دوسرے شاعر کے پیچھے بھاگ رہا تھا تو کسی نے کہا کہ کیا بات ہے تو اس نے کہا کہ اس نے اپنا کلام سنایا تو میں نے سن لیا اور جب میری باری آئی ہے تو یہ بھاگنا شروع ہو گیا لیکن میں آپ کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آپ جس خشوع و خضوع سے اور جتنے انہماک اور یکسوئی سے مسلسل تمام ممبران کی اتنی

طویل تقاریر صبح سے سن رہے ہیں میں اگر آپ کو خراج تحسین پیش نہ کروں تو میں اپنے فرائض میں غفلت کر رہا ہوں (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یقیناً ایک روایت ہے کہ جب بجٹ پیش ہوتا ہے تو ٹریژری بنچ کے تمام اراکین نے حسب روایت اس بجٹ کی تعریف کرنی ہوتی ہے اور اس کے حق میں بات کرنی ہوتی ہے لیکن میں اس بجٹ کے بارے میں اگر غیر جانبداری سے بھی بات کروں، اپنی پارٹی اور اس کی ذمہ داری کے علاوہ بھی بات کروں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ کو وسائل اور مسائل کے ساتھ جتنا ہم آہنگ کیا گیا ہے اور جس قدر یہ balance بجٹ ہے اس پر میں وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف اور قائد ایوان وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ یہ جمہوریت کی شمع روشن ہوئی ہے اور ہم یہاں عوامی نمائندے کے طور پر موجود ہیں تو اس کے پیچھے قربانیوں کی داستان ہے اور اس داستان کا یہاں ذکر نہ کرنا میں سمجھتا ہوں کہ اپنے فرائض سے کوتاہی ہوگی کہ اس جمہوریت کے چراغ کو جلانے میں محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت، ان کی قربانی اور ان کا خون شامل ہے۔ ہم ان کو ان کی شہادت اور ان کی عظیم قربانی پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح قائد محترم میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف اور ان کے خاندان نے بھی اس جمہوریت کے لئے بے دریغ قربانیاں دیں اور جناب آصف زرداری نے بھی جیل کی صعوبتیں برداشت کر کے جمہوریت کے لئے قربانیاں دیں مگر آج اس ملک کو اور پاکستان کو استحکام کی جو ضرورت ہے تو میں اس موقع پر بھی پاکستان کے ان دو بڑے قائدین میاں محمد نواز شریف اور جناب آصف علی زرداری کو خراج تحسین پیش کروں گا کہ جنہوں نے موجودہ حالات میں پاکستان کے استحکام اور روشن مستقبل کے لئے تمام اختلافات ختم کر کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر پاکستان کی سلامتی کے لئے اکٹھے رہنے کا عہد کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یقیناً ان دو بڑی پارٹیوں کے اتحاد سے ان دو بڑے لیڈروں نے پاکستان کے عوام کے دل جیت لئے ہیں اور ان میں ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے اور ایک امید کی کرن نظر آئی ہے اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے ان دو بڑے قائدین کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر اور ملک کی سلامتی کے لئے اکٹھے ہونے سے پاکستان میں اور پاکستان کے سیاست دانوں کا وقار اور ان کی عزت و احترام میں اضافہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر! بجٹ پر جس طرح وزیر خزانہ صاحب نے جتنی محنت اور عرق ریزی سے کام کیا تو اس کے بارے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک بڑا جامع بجٹ ہے جس میں ہر شعبہ زندگی کے بارے خصوصی طور پر فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ ہمارے پنجاب میں سب سے اہم شعبے تعلیم، زراعت، صحت ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان شعبوں میں جس قدر فنڈز مختص کئے گئے ہیں وہ یقیناً حوصلہ افزا ہیں کہ کسی بجٹ کی خوبی یہ ہے کہ قرضوں پر کم از کم انحصار کیا جائے اور اس بجٹ میں قرضوں پر کم سے کم انحصار کیا گیا ہے اور وسائل پیدا کئے گئے ہیں اور وسائل بھی اس طرح پیدا کئے گئے ہیں کہ براہ راست عوام پر بوجھ نہ پڑے لیکن پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ جتنا بھی اچھا بجٹ پیش کیا جائے جتنی بھی محنت کی جائے مگر اس میں بہتری کی گنجائش موجود رہتی ہے۔

خاص طور پر زراعت کے بارے میں ہمارے فاضل دوستوں نے بے حد طویل بحث بھی کی، بڑے مفید نکات بھی اٹھائے اور بہت کارآمد باتیں ہوئیں لیکن میں مختصراً اس میں اتنا سا اضافہ کروں گا کہ ہمارا صوبہ خاص طور پر زراعت پر مبنی ہے اور خوراک کی قلت آج کا جو سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ خوراک کی قلت زراعت کی ترقی سے وابستہ ہے اور زراعت کی ترقی کے لئے بہت سی تجاویز آ چکی ہیں لیکن میں ان میں یہ اضافہ کرنا چاہوں گا کہ خوراک کی کمی پوری کرنے کے لئے صرف اس بات کی ضرورت نہیں کہ سبسڈی میں اضافہ کیا جائے بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ خوراک کی قلت کو پورا کرنے کے لئے جتنا رقبہ قابل کاشت اور جو رقبہ کاشت کے قابل نہیں ہے، اس کو قابل کاشت بنایا جائے۔ خاص طور پر land utilization کے محکمہ کو effective بنایا جانا چاہئے اور اس محکمہ کو چاہئے کہ وہ یہاں آ کر رپورٹ پیش کرے کہ اس سال اس محکمہ نے کتنا نیا رقبہ زیر کاشت لایا ہے اور زراعت کے شعبے میں اس رقبے کو زیر کاشت لانے سے کتنا اضافہ ہوا ہے۔

اسی طرح ہمارے کاشت کاروں کو پانی کی جو قلت ہے اس پر شاید ڈیموں سے، جو طویل منصوبے ہیں اور اس پر وقت درکار ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ دریاؤں کے کنارے جو میٹھا پانی ہے، اسے استعمال کرنا بھی آج کے دور میں پانی کی قلت کو پورا کرنے کے لئے انتہائی ضروری ہے کہ وہاں اگر ٹیوب ویلز لگائے جائیں تو وہ پانی کاشت کاروں کے لئے ضروری بھی ہے اور موجودہ پانی کی قلت کو پورا کرنے میں بھی مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ زراعت کو ترقی دینے کے لئے جہاں ہمیں کوالٹی اور quantity دونوں چیزوں کی ضرورت ہو گی کہ زمین میں اضافہ بھی ہو اور فی ایکڑ پیداوار میں بھی

اضافہ کیا جائے۔ ہمارے زراعت کے ریسرچ انسٹیٹیوٹ کو چاہئے بلکہ ان کے فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ ہر سال اسمبلی میں ان کے محکمے کی طرف سے یہ رپورٹ پیش ہونی چاہئے کہ اس سال انہوں نے گندم کی کون سی نئی قسم دریافت کی ہے اور چاول کی کون سی نئی قسم دریافت کی ہے۔ آج ہمارے یہ انسٹی ٹیوٹس اور یہ زرعی ترقیاتی مراکز خاطر خواہ کام نہیں کر رہے جن کی ہم ان سے توقع رکھتے ہیں۔ ان کی وہ out put نہیں ہے۔ میں خاص طور پر محکمہ زراعت کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جس کا کام صرف یہ ہے کہ وہ کاشت کاروں کو سہولتیں دے، ان کی رہنمائی کرے لیکن آج میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اس محکمے کے اخراجات کا اندازہ لگا لیجئے اور اس کی out put پر توجہ دے لیجئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس محکمہ کی قطعاً کوئی out put نہیں ہے۔ کاشت کاروں کے لئے یہ کسی طور پر مفید اور مددگار ثابت نہیں ہو رہا اور ان کو خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! مارکیٹ کمیٹیوں کے پاس بھاری رقوم ہوتی ہیں۔ ان کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹر بننے کے لئے اور ان کمیٹیوں کے چیئرمین بننے کے لئے ہم پر بڑا pressure ہوتا ہے لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس مارکیٹ کمیٹی کی out put کیا ہے، وہ کام کیا کر رہے ہیں، انہوں نے کیا facilitate کیا ہے، انہوں نے عوام کو کیا فائدہ دیا ہے، کسان کو کیا فائدہ دیا ہے؟ تو اس کا قطعاً کوئی فائدہ ہمیں نظر نہیں آ رہا۔ میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ جتنے نئے بیج ہیں ان کی ورائٹی آتی ہے تو متعلقہ مارکیٹ کمیٹی کے ذریعے سے کاشت کاروں تک پہنچیں۔

جناب سپیکر! جہاں تک تعلیم کے شعبے کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یقیناً ہماری حکومت اور خاص طور پر ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کا ذکر کیا ہے کہ ہم اس شعبے میں بہت زیادہ کام کرنا چاہتے ہیں اور طلبا کے لئے بڑے incentive دیئے ہیں، اساتذہ کے لئے incentives دیئے ہیں مگر میری یہ گزارش ہے کہ آج بہت سے ایسے کالج ہیں، بہت سے ایسے سکول ہیں جو دور افتادہ علاقوں میں موجود ہیں، وہاں بڑی بڑی عمارتیں موجود ہیں لیکن وہاں طلبا بھی ہیں، کالج بھی ہیں مگر وہاں اساتذہ نہیں ہیں۔ حویلی لکھا میرا حلقہ انتخاب ہے۔ وہاں خوبصورت عمارت پر گورنمنٹ ڈگری کالج مشتمل ہے مگر وہاں طلبا کی تعداد کے لحاظ سے جتنے مطلوبہ اساتذہ اور پروفیسر صاحبان درکار ہیں یا ضرورت ہے تو اس سے تیسرا حصہ بھی وہاں موجود نہیں ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ فوری طور پر سب سے پہلے حکومت کو اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ جن سکولوں میں اساتذہ موجود نہیں ہیں وہاں فوری طور پر سٹاف اور اساتذہ کو بھیجا جائے۔

جناب سپیکر! اسی طرح ترقیاتی کاموں کے لئے بھاری رقوم مختص کی گئی ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو پہلے سڑکیں، سکول اور ہسپتال کی buildings موجود ہیں ان کو maintain کرنا بہت ضروری ہے اس کے لئے میں وزیر خزانہ کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ ضرور گزارش کروں گا کہ جتنی موجود سڑکات ہیں ان کی maintenance کے لئے بھی خصوصی فنڈز مختص کیجئے چونکہ میں خود دیکھ رہا ہوں کہ میرے حلقہ انتخاب میں سوائے ایک دو سڑک کے جتنی سڑکیں بنی ہیں ساری کی ساری ٹوٹی پھوٹی ہیں جو ٹریفک کے قابل نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! میں زیادہ وقت لینا نہیں چاہتا لیکن ایک بات کی طرف آپ کی توجہ ضرور مبذول کراؤں گا کہ اس وقت ہمارے صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال انتہائی ناگفتہ بہ ہے کوئی آدمی اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھتا لہذا اس وقت سب سے زیادہ ضرورت صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بہتر کرنا ہے۔ پنجاب کے عوام خاص طور پر اس بات کا انتظار کر رہے تھے کہ جتنے حالات پچھلے دور میں خراب ہوئے ہیں اور جتنا خوف وہراس پھیل گیا ہے لوگوں کی خواہش تھی کہ کاش اس صوبے کے وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف بن جائیں تاکہ ہمیں احساس تحفظ ہو، امن بحال ہو اور شریف لوگوں کو عزت مل سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آج ان کی دعائیں رنگ لائی ہیں، آج ان کی خواہشات کی تکمیل ہوئی ہے، آج ان کے خوابوں کی تعبیر ہوئی ہے اور آج میاں محمد شہباز شریف اس صوبے کے وزیراعلیٰ منتخب ہو چکے ہیں۔ آج ہمیں ایک لمحہ ضائع کئے بغیر فوری طور پر لوگوں کو تحفظ فراہم کرنا چاہئے اور اس کے لئے سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ جو پولیس افسران ایماندار ہیں .S.H.O کے طور پر صرف ان ہی کی تعیناتی کی جانی چاہئے اور میں یہاں واشگاف الفاظ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم S.H.O کی تعیناتی میں قطعاً کسی قسم کی interference نہیں کریں گے لیکن ہمیں اور عوام کو تحفظ چاہئے اور S.H.O کی یہ ذمہ داری ہونی چاہئے کہ اگر اس کے علاقے میں کوئی واردات ہوتی ہے بجائے اس کے کہ وہ پرچہ درج نہ کرے اسے اس کی ذمہ داری لینی چاہئے اور اس S.H.O کو اس کی کارکردگی کے مطابق جیسا کہ بجٹ میں بھی کہا گیا ہے کہ اس کی کارکردگی کو دیکھتے ہوئے اسے ترقی ملے گی اور incentive بھی ملے گا لیکن میں یہاں یہ بھی تجویز دوں گا کہ اگر ایک S.H.O کی موجودگی میں کوئی واردات ہوتی ہے، چوری ہوتی ہے، ڈکیتی ہوتی ہے اور وہ کنٹرول نہیں کر پاتا تو اس کو punish بھی کیا جانا چاہئے تاکہ اس کو پتا چلے کہ میں نے اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی اور میں نے لوگوں کو تحفظ فراہم نہیں کیا۔

جناب سپیکر! مجھے احساس ہے کہ وقت کی بہت کمی ہے لیکن میں آخر میں صرف ایک بات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں اور میں اس شعبے سے تعلق رکھنے والے دوستوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں وکلاء برادری کا ذکر کرنا چاہتا ہوں میں بھی ایک وکیل ہوں اور آپ بھی ایک بہت بڑے قانون دان ہیں ہمارا اس طبقے سے تعلق ہے۔ میں یہاں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ آج عدلیہ کی آزادی کے لئے سب سے بڑی قربانی اور میں سمجھتا ہوں کہ عدلیہ کی آزادی پاکستان کی آزادی ہے پاکستان کے مستقبل کی جنگ ہے اور وہ جنگ ہمارے اس ملک کے وکلاء نے اور عظیم وکلاء نے لڑی ہے۔ دو سال ہونے کو آئے ہیں کہ مسلسل ہماری وکلاء برادری اپنا پیٹ کاٹ کر اپنا مالی نقصان کر کے انہوں نے اتنی بڑی تحریک چلائی ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف برصغیر کی تاریخ میں بلکہ پوری دنیا کی تاریخ میں اتنی بڑی وکلاء کی یکجہتی اور unbreakable تحریک کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں آج ان وکلاء کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جو اتنی بڑی جدوجہد کر رہے ہیں اور یہ جدوجہد کامیاب ہونی چاہئے اگر خدانخواستہ اس میں کوئی ایسی بات ہو گی تو صرف یہ وکلاء کا نقصان نہیں ہو گا اور مجھے یقین ہے کہ یہ کامیابی ہو کر رہے گی اور یہ اتنی بڑی تحریک ضرور رنگ لائے گی اور جس وقت وکلاء برادری نے یہ علم بلند کیا تھا اس وقت عوام میں بڑا depression تھا یہ حوصلہ کوئی نہیں کر رہا تھا۔ وکلاء برادری نے ایسے حالات میں یہ شمع روشن کی ہے اور انشاء اللہ یہ کامیابی سے ہمکنار ہو گی اور کسی نے کہا ہے کہ:

سوکھی شاخوں پہ لہو چھڑکا ہے ہم نے
پھول اگر اب بھی نہ کھلے تو قیامت ہو گی

جناب والا! وکلاء برادری کا یہ مشن ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ عوامی نمائندے کے طور پر ہم سب کا یہ فرض ہے کہ وکلاء برادری کی حوصلہ افزائی کے لئے ہمارا تعاون ان کے ساتھ ہر وقت جاری و ساری رہنا چاہئے۔ میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ ہم نے ہر طبقہ کے لئے کچھ نہ کچھ مراعات کا اعلان کیا ہے ہر شعبہ کے بارے میں فنڈز مختص کئے ہیں مگر اس وکلاء برادری کی فلاح و بہبود کے لئے میں نے بجٹ میں کہیں کوئی ذکر نہیں دیکھا۔ میں اس کے لئے یہ تجویز کروں گا کہ وکلا کے لئے تحصیل سطح پر اور ڈسٹرکٹ سطح پر ہر جگہ پر وکلاء کالونیوں کا اعلان کیا جانا چاہئے۔ اس کے علاوہ جو نئے وکلاء ہیں ان کے لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ آسان قرضہ جات فراہم کئے جانے

چاہئیں تاکہ وہ اپنی وکالت کا آغاز کر کے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے بڑی فراخدلی سے مجھے وقت دیا۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ محمودہ چیمہ!

محترمہ محمودہ چیمہ: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o جناب سپیکر! میں اس House میں پہلی دفعہ آئی ہوں اور اس کے لئے میری سب بہن بھائیوں سے request ہے کہ اگر میں کسی جگہ 'تھڑک' جاؤں تو براہ کرم درگزر کر جانا یہ آپ کی ذرہ نوازی ہوگی۔ نہایت قابل احترام وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کا شعر جو انہوں نے تقریر میں quote کیا تھا میں دوبارہ اس کو quote کرنا چاہوں گی۔

ظلم کی بات کیا ظلم کی اوقات کیا
ظلم بس ظلم ہے آغاز سے انجام تک

اس ظلم و تشدد کی داستاں تو مظلوموں کے دلوں پر رقم ہے مگر اس خوشگوار سحر کا 8۔ جون کو اپنی پہلی تقریر میں ہمارے قائد ایوان محسن پنجاب وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے اپنی ترجیحات مقرر کرتے ہوئے کہا تھا کہ پنجاب کو امن و سکون، اطمینان اور انصاف کا گہوارہ بنائیں گے۔ پنجاب میں انہوں نے پہلا بجٹ پیش کر کے ایک جمہوری روایت قائم کی اور جو مخلوط حکومت کی نظام کی تبدیلی کا بجٹ ہے وہ قابل تحسین ہے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں جن بحرانوں سے نمٹا گیا ہے یہ اپنی مثال آپ ہیں۔ خوراک کا بحران، بجلی کا بحران، عدالتی بحران، گیس کا بحران اور روٹی کا بحران ان مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے بجٹ میں غربت سے نمٹنے کے لئے حکومت پنجاب نے 13۔ ارب سے زائد کی سبسڈی دی ہے۔ یہ بات خوش آئند ہے کہ انتہائی مفلس لوگوں کے لئے خورد و نوش کے سامان کا بھی وعدہ کیا گیا ہے اور انشاء اللہ انھیں ملے گا۔ مہنگائی کے اثرات سے عوام کو تحفظ دینے کے لئے پرائس کنٹرول بورڈ قائم کئے گئے ہیں۔ غریب بیوگان کے مکانوں کے قرضے بھی حکومت خود ادا کرے گی۔ غریبوں اور ناداروں کو مکانات کا مژدہ بھی سنایا گیا ہے جس پر ایک ارب روپے خرچ کرنے کی تجویز ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم کے لئے 30-ارب مختص کئے گئے ہیں-غریب بچوں کے لئے مفت تعلیم اور سکولوں میں کمپیوٹر فراہم کئے جائیں گے-صحت کے شعبہ میں انشورنس کا منصوبہ ہے اور ڈائلسیز کی مشین کا اجرا کیا گیا ہے۔

جناب والا! اب میں تھوڑا سا اپنے حلقے کے بارے میں عرض کرنا چاہوں گی-میرا حلقہ وہ ہے جہاں سے سابق سپیکر قومی اسمبلی چودھری امیر حسین صاحب نہایت بُری طرح ہار کر اب ایوان صدر میں نئی گھناؤنی سازشوں میں مصروف ہیں-

آوازیں: آپ کا حلقہ تو پورا پاکستان ہے-

محترمہ محمودہ چیمہ: لیکن میں اس وقت صرف حلقہ پی پی-121 کی بات کر رہی ہوں-

جناب قائم مقام سپیکر: No cross talk, please محترمہ کو بات کرنے دیں-جی، محترمہ!

محترمہ محمودہ چیمہ: جناب سپیکر! ان کو اللہ تعالیٰ نے کبھی اقتدار کے دور میں نہ صرف سیالکوٹ ضلع بلکہ اپنے حلقے کے لئے بھی کچھ کرنے کی توفیق نہ بخشی-اللہ ان پر رحم کرے-میں کہنا چاہتی ہوں کہ حلقہ پی پی-121 سیالکوٹ کے شمال میں بجوات کا علاقہ ہے وہ 86 دیہات پر مشتمل ہے لیکن وہاں صرف ایک لڑکیوں کا ہائی سکول ہے اس کے علاوہ وہاں کوئی تعلیمی سہولت نہیں ہے-چونکہ وہاں لڑکیوں کا کالج نہیں ہے جس وجہ سے وہاں کی لڑکیاں مشکل سے مڈل اور میٹرک تک ہی تعلیم حاصل کر سکتی ہیں اور سیالکوٹ شہر سے دور افتادہ ہونے کی وجہ سے ذرائع آمد و رفت کا بھی مسئلہ ہے-الیکشن سے پہلے وزیراعلیٰ بجوات کے نواحی گاؤں سیدپور گئے تھے-انھوں نے بجوات کی عوام کی خواہش پر وعدہ کیا تھا کہ بجوات میں لڑکیوں کا کالج ضرور بنے گا اور اسی سال بنے گا-امید ہے کہ محترم قائد اپنا وعدہ ضرور پورا کریں گے-وہاں کی سڑکوں کی حالت وزیراعلیٰ صاحب بچشم خود ملاحظہ فرما آئے ہیں-لہذا میں جناب کے توسط سے اصلاح احوال کے لئے خواستگار ہوں۔

جناب سپیکر! سیالکوٹ میں بہت سارے مسائل ہیں لیکن چونکہ ٹائم کم ہے اس لئے میں مختصراً یہی کہوں گی وہاں پر خصوصی تعلیم کا ادارہ بڑا قابل رحم ہے-اس کی بلڈنگ بڑی مخدوش ہے-چونکہ سب کو علم ہے کہ سیالکوٹ بارانی اضلاع میں شمار کیا جاتا ہے اس لئے وہاں بجلی اور ڈیزل چھوٹے کاشتکاروں کی پہنچ سے باہر ہے لیکن اس کے لئے بجٹ میں کچھ نہیں آیا-سیالکوٹ شہر میں سالڈ ویسٹ اور پانی کی نکاسی کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔سابق وزیراعلیٰ چودھری پرویز الٰہی نے بھی سیالکوٹ میں ایک بہت بڑا مسئلہ پیدا کیا تھا اس سلسلے میں عرض ہے کہ 2003 میں سیالکوٹ کے لئے میڈیکل کالج منظور

ہوا تھا وہاں بچوں کے داخلے بھی ہوئے اور انھیں عارضی طور پر دوسرے کالجوں میں بھیجا گیا لیکن جب عملی طور پر کام کرنے کا وقت آیا تو چودھری پرویزالٰہی صاحب عذاب الٰہی بن کر یہ کالج گجرات میں لے گئے اور ابھی تک سیالکوٹ کے بچوں کے لئے یہ مسئلہ اسی طرح ہے۔

جناب سپیکر! میں کہوں گی کہ دوسرے صوبوں کے وزرائے اعلیٰ صاحبان بھی ہمارے محترم وزیراعلیٰ کی طرح انقلابی تبدیلیاں لائیں تاکہ اس ملک کے غریب عوام نے جو 18۔فروری کو خواب دیکھا تھا انھیں اس کی تعبیر مل سکے۔اب میں میاں محمد شہباز شریف کی نذر ایک شعر عرض کر کے اجازت چاہوں گی۔

ان کو ڈھونڈتی تھی یہ راہ حیات کی
جن کی نظر سے وقت کے دھارے بدل گئے

بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب آج ایک چیز تو یہ نظر آئی کہ جب عدلیہ انصاف نہیں کرتی اور سائل سے ملی ہوئی ہوتی ہے تو وہ اس طرح ہوتا ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ چوتھی بی بی کھڑی ہو رہی ہے ہمارا دل نہیں کرتا کہ ان کو ٹوکیں لیکن by-laws کی بات ہے بے شک آپ انھیں نہ روکیں لیکن ان کو آگاہ ضرور کرتے رہیں کہ آپ جو تحریر لکھ کر لائی ہیں یا لکھوا کر لائی ہیں یہ by-laws کے خلاف ہے اور اس طرح ایوان میں پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔اس طرح انھیں یہ عادت پڑ جائے گی اور آئندہ کے لئے بھی ان کی عادتیں ٹھیک نہیں ہوں گی۔کم سے کم وہ آئندہ کے لئے تو ٹھیک ہو کر آئیں اور سمجھیں کہ ہم قانون کی خلاف ورزی کر رہی ہیں۔اب یہ بیبیاں مجھ سے تو لڑیں گی لیکن خدارا! آپ یہ تو بتا دیں کہ یہ by-laws کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ شمائلہ رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شمائلہ رانا: جناب والا! خواتین کی عادتیں کبھی بھی خراب نہیں ہو سکتیں۔خاتون ایک ماں ہے، ایک بہن ہے، ایک بیٹی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بات اس حوالے سے نہیں ہو رہی۔ پلیز آپ بیٹھیں۔ مجھے rules کی وضاحت کر لینے دیں۔ واقعی رولز کے مطابق لکھی ہوئی تقریر اسمبلی میں نہیں ہو سکتی صرف notes consult کئے جا سکتے ہیں لیکن محترمہ نے یہاں پر خود فرمایا تھا کہ میں پہلی بار بات کر رہی ہوں لہذا ہم اس چیز کو دوسری طرف نہ لے جائیں تو بہتر ہے۔ لہذا آپ تشریف رکھیں۔ اب میں میاں نصیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ بجٹ پر بحث کریں۔

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آپ کے توسط سے اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ میں نے چند روز پہلے گدھا گاڑیوں پر ٹیکس سے متعلق ایک سوال بھیجا تھا اور ایک قرار داد بھی پیش کی تھی کہ پنجاب کے انتہائی غریب اور پسے ہوئے طبقے پر جو ٹیکس لگایا جاتا تھا اسے معاف کیا جائے۔ میں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے انتہائی قلیل وقت میں فیصلہ کیا اور میاں محمد شہباز شریف نے اس بجٹ کے اندر یہ ٹیکس معاف کیا ہے اس لئے میں اپنی اور اس طبقے کی طرف سے اپنے قائد جناب میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! یقیناً اس بجٹ میں ایک انتہائی جرات مندانہ فیصلہ کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ لاہور میں ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی پر اشٹام پیپر کے حوالے سے ٹیکس لگا کر اسے ٹیکس نیٹ میں لانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ چونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی جس نے state within a state کا concept متعارف کرایا ہے۔ D.H.A نے ایک ایسی دیوار کھینچ دی ہے کہ لاہور میں اس سے ملحقہ غریب لوگ احساس محرومی کا شکار ہو رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ نے اس طاقتور سوسائٹی کو ٹیکس نیٹ میں لا کر انتہائی جرات مندی سے دلیرانہ فیصلہ کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! جیسے تمام معزز ممبران کو پتا ہے کہ سابقہ ساڑھے آٹھ سالوں میں پنجاب پر ایک لینڈ مافیا کا قبضہ تھا۔ وہ لینڈ مافیا جس نے ساڑھے آٹھ سال کے اندر پورے پنجاب اور خاص طور پر شہروں کے اندر رہائشی زمین کی قیمتوں کو اتنا اوپر چڑھا دیا تھا کہ ایک عام آدمی اپنی زندگی میں گھر بنانے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ انھوں نے پورے ساڑھے آٹھ سال میں پنجاب کے اندر پیسا، کرپشن اور ہر چیز کو یہاں عام کیا تھا لیکن وزیر خزانہ صاحب نے اس بجٹ کے اندر پلاٹوں کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کو کم کرنے کے لئے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے اور کوآپریٹو سوسائٹیز کو پابند کیا ہے کہ اصل خریدار پلاٹ خریدنے

کے بعد ایک سال تک اسے آگے نہیں بیچ سکتا۔ میں اس حوالے سے آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آپ اس بات پر مزید غور کریں کیونکہ پاکستان ایک غریب ملک ہے۔ پنجاب کی ساڑھے آٹھ، نو کروڑ آبادی ہے، جہاں پر عام آدمی گھر بنانے کا تصور نہیں کر سکتا۔ آپ Cooperative Societies کو پابند کریں کہ ان کے اندر دس مرلے سے زیادہ کے پلاٹوں کی cutting نہ کی جائے۔ صرف پانچ سے دس مرلے کے گھر بنائے جائیں۔ یہ پاکستان اب چار چار کنال، دو دو کنال یا چھ چھ کنال کے گھروں کا متحمل نہیں ہو سکتا اس لئے پانچ سے دس مرلے کے پلاٹوں کی cutting کا ان کو پابند کیا جائے تاکہ عام آدمی بھی ان کو خرید سکے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اور مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ پوری دنیا کے اندر traffic کے مسائل بڑھ رہے ہیں، تیل کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں جن سے پوری دنیا متاثر ہو رہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ پاکستان کے اندر ایک عوامی سواری "سائیکل" کو عام کیا جائے جو کہ چھ سے سات ہزار روپے میں ملتی ہے۔ اس سواری کو مقبول اور عام کرنے کے لئے بجٹ میں خصوصی طور پر subsidy دی جائے تاکہ اس کی قیمت پندرہ سو یا دو ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو۔ یہ سواری public میں مقبول ہو اور لوگ زیادہ سے زیادہ سائیکل کو استعمال کرنے کی عادت ڈالیں۔ اس سے ماحول پر بھی اچھا اثر پڑے گا اور traffic کے مسائل بھی حل ہوں گے۔

جناب سپیکر! آپ نے اس بجٹ میں land revenue record کو computerized کرنے کے لئے ایک ارب 50 کروڑ روپے رکھے ہیں۔ یہ ایک بڑا اچھا فیصلہ ہے۔ اگر ہم نظر دوڑائیں تو ہمارے تھانوں، کچہریوں اور ایم۔پی۔اے صاحبان کے گھروں میں 50۔ فیصد مسائل land revenue کے حوالے سے آتے ہیں۔ پٹواری کلچر نے ہمارے پورے پنجاب کے نظام کو جکڑا ہوا ہے۔ آپ نے اس کے لئے ایک خطیر رقم رکھی ہے لیکن کوئی time frame مقرر نہیں کیا گیا کہ کتنے وقت میں land revenue record کو computerized کیا جائے گا؟ میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے ادوار میں لینڈ مافیا چونکہ بڑی مضبوط ہو چکی ہے۔ land revenue record computerized کرنے کی وجہ سے آپ کو اس سے بھی ٹاکرا کرنا پڑے گا۔ اسی طرح establishment بھی یہ چاہتی ہے کہ ہم اس معاشرے کو پٹواری کلچر اور لینڈ مافیا سے آزاد نہ کروا سکیں تو اس کے لئے تھوڑا سا آپ کو سنجیدگی سے کام کرنا ہو گا، زور لگانا پڑے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے آپ ایک کمیٹی بنا دیں جو land revenue record کو computerized کرنے

میں حائل مشکلات کو جلد از جلد دور کرنے کے لئے اقدامات کر سکے۔ یہ مسئلہ پچھلے چھ سات سالوں سے pending چلا آرہا ہے۔ پہلے بھی land revenue record کو computerized کرنے کی کوشش کی گئی تھی لیکن کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ کیونکہ establishment اور لینڈ مافیا نے اس کام کو روکنے کے لئے بڑی جدوجہد کی تھی۔

پوری دنیا کے اندر آج کل energy crisis ہے، پانی اور بجلی کا مسئلہ ہے۔ جس طرح باہر کے ممالک نے ٹاؤن کی سطح پر dams بنا رکھے ہیں اسی طرح پنجاب کے اندر بھی چھوٹے چھوٹے dams بنائے جائیں۔ پنجاب کے اندر energy crisis کو face کرنے کے لئے ابھی تک کوئی باقاعدہ ministry announce نہیں کی گئی۔ یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے، اس میں dams, اور اسی طرح کے دوسرے solar energy مسائل ہیں۔ آپ اس مسئلے کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے لئے باقاعدہ ایک وزارت قائم کریں جو صرف energy crisis پر قابو پانے کے لئے پالیسی بنائے، ایک vision تیار کرے کہ ان مسائل سے کیسے نمٹا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر! تعلیم کے حوالے سے آپ نے پرائمری اور سیکنڈری سکولوں میں کمپیوٹر کی تعلیم کو عام کرنے کے لئے 5-ارب روپے مختص کئے ہیں۔ میں ذاتی طور پر اس سے تھوڑا سا اختلاف رکھتا ہوں۔ میں لاہور کی مثال دیتا ہوں کہ آپ لاہور جیسے شہر کے سکولوں میں بھی چلے جائیں تو وہاں پر بچوں کے بیٹھنے کے لئے ٹاٹ نہیں ہیں۔ میں کرسیوں کی بات نہیں کرتا بلکہ کہہ رہا ہوں کہ بچوں کے بیٹھنے کے لئے ٹاٹ بھی میسر نہیں ہیں۔ چھت نہیں ہے، ٹائلٹ نہیں ہے اور پانی نہیں ہے تو آپ ان سکولوں میں کمپیوٹر کی تعلیم کس طرح دیں گے؟ آپ نے جو یہ 5-ارب روپے رکھے ہیں یہ ان missing facilities کو پورا کرنے پر خرچ کرنے چاہئیں۔ بنیادی تعلیم کو upgrade کرنا چاہئے۔ کمپیوٹر اور باقی مسائل کی طرف بعد میں توجہ دی جائے پہلے ان missing facilities کو پورا کیا جائے۔ میرے خیال میں کمپیوٹر ایجوکیشن کو high secondary level پر روشناس کرانے کی ضرورت ہے۔ primary level پر اس کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ کے اندر سرکاری عمارتوں کے حوالے سے کوئی ذکر نہیں آیا چونکہ لاہور میں تمام سرکاری دفاتر ہیں، پورا پنجاب اپنے مسائل کے لئے لاہور کے اندر آتا ہے۔ میرے خیال میں کوئی ایسا منصوبہ بنانا چاہئے کہ جس کے تحت چند سرکاری عمارتوں کو لاہور سے باہر shift کر دیا جائے تاکہ لاہور کے اندر ٹریفک کے مسائل پر قابو پایا جا سکے۔ 12 گھنٹے کے working hours

کے اندر ہم اپنے چار گھنٹے traveling time میں ضائع کرتے ہیں تو ہمیں تھوڑی سی اس طرف بھی توجہ دینی چاہئے کہ ہم کچھ سرکاری عمارتیں لاہور سے باہر shift کریں اور اس کے لئے بجٹ مختص کیا جائے۔

اگلی بات جس کے لئے مجھے منع بھی کیا گیا تھا لیکن میں ہلکی سی کرنا چاہوں گا۔آپ نے صحت کے حوالے سے بجٹ رکھا ہے۔ پاکستان کی 16 کروڑ عوام اس وقت بڑے مسائل سے دو چار ہے۔ لہذا ہمیں اپنی آبادی پر کنٹرول کرنا چاہئے۔آج سے نو، دس سال پہلے اس حوالے سے بجٹ مختص کیا گیا تھا اس کے بعد کسی حکومت نے اس جانب توجہ دینے کی جرات نہیں کی۔ اس لئے ہمیں اپنی آبادی کو کنٹرول کرنے کے بارے میں بھی توجہ دینی چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ڈاکٹر غزالہ رانا صاحبہ!

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!

(اذان عصر)

محترمہ غزالہ سعد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! بار بار بات کی جارہی ہے کہ جی لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھی جا سکتی۔ میں اس حوالے سے وضاحت چاہوں گی کہ جب وزیر خزانہ صاحب بجٹ تقریر کر رہے تھے تو انھوں نے اپنی ساری تقریر لکھی ہوئی پڑھ کر کی ہے تو پھر باقی لوگ لکھی ہوئی تقریر کیوں نہیں کر سکتے؟ وزیر خزانہ صاحب صرف facts & figures نہیں پڑھ رہے بلکہ وہ تو ساری تقریر دیکھ کر پڑھ رہے تھے۔ وہ تقریر تو اس طرح کی تھی کہ ماشاء اللہ دیکھ کر صحیح طرح اردو بھی وہ نہیں پڑھ سکے۔ اگر یہ کوئی rule ہے کہ صرف وزیر خزانہ دیکھ کر تقریر پڑھ سکتے ہیں تو مجھے اس بارے میں آگاہ کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری بہن غزالہ سعد رفیق صاحبہ نے جو بات کی ہے اس حوالے سے عرض ہے کہ صرف وزیر خزانہ کی جو speech ہے اس کی اجازت ہے کیونکہ اس کے اندر total facts & figures آنے ہوتے ہیں otherwise ہمارے جو rules of procedure ہیں اس کے rule-202 کے اندر بڑا clear لکھا ہوا ہے کہ:

202. Rules to be observed while speaking:

(2) Except with the permission of the Speaker, a member may not read his speech but may refresh his memory by reference to his notes.

یہ تو بڑا clear ہے کہ آپ لکھی ہوئی تقریر پڑھ نہیں سکتے، صرف اپنے notes جو آپ بنا کر لائے ہوئے ہیں اس سے اپنی memory کو refresh کر سکتے ہیں تو میں اب ڈاکٹر غزالہ رانا صاحبہ سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ غزالہ رضا رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o میری تمام بہنیں جو ہماری اسمبلی میں موجود ہیں ان کی طرف سے آپ سب حضرات کو ایک شعر سنانا چاہتی ہوں۔

نہیں تاب شنیدن ہم نفس یہ داستان میری
خاموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زبان میری
یہ دستور زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج جو بجٹ چل رہی ہے وہ بجٹ کے حوالے سے ہے اور میں to the point تھوڑی سی بات کروں گی کیونکہ میرے بہن بھائیوں نے پہلے ہی بہت ساری باتیں اتنی تفصیل سے کر دی ہیں کہ میں ان کی تائید ہی کر سکتی ہوں اور پُرزور اپیل کرتی ہوں کہ جتنی بھی ان کی گزار شات ہیں ان پر سو فیصد عمل بھی کیا جائے۔ پچھلی حکومت نے جتنی بھی نافرمانیاں، نامہربانیاں اور جتنی بھی غیر ذمہ دارانہ حرکتیں کی ہیں اس کے باوجود بھی ہماری حکومت نے اتنا خوبصورت بجٹ پیش کیا ہے اور ان حالات میں جب روٹی کپڑا اور مکان کے لئے بھی problem آرہے ہیں۔ بجلی گھروں میں نہیں آرہی ہے اس کے باوجود ایک خوبصورت بجٹ پیش کرنے پر میں وزیر خزانہ اپنی پوری کابینہ اور اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کو پرزور مبارکباد اور خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! بجٹ کے حوالے سے سب سے پہلے تو میں عدلیہ کی بات کرتی ہوں کیونکہ میرا profession ایسا ہے کہ مجھے evidences دینے کے لئے اکثر و بیشتر کورٹس میں جانا پڑتا ہے۔ پچھلے مہینے بھی پانچ چھ دفعہ مختلف کورٹس میں گئی ہوں تو no doubt کہ اس تجویز کو بہت سراہا جارہا ہے کہ ججوں کی تنخواہوں میں اضافہ کر دیا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کا جو ماتحت عملہ ہے اس

میں بڑا اضطراب پایا جاتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے آپ کی حکومت نے کیا کیا ہے؟ میں جہاں بھی جاتی ہوں وہ براہ راست مجھ سے یہ سوال ضرور کرتے ہیں اور میں نے ان سے یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ میں اسمبلی میں آپ کا یہ پیغام ضرور پہنچاؤں گی اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ان کے لئے بھی کوئی نہ کوئی تجویز ایسی پیش کی جائے۔ عدلیہ کے لئے آپ اور بھی اصلاحات کریں گے کم از کم ان کے لئے بھی کوئی خوشی کی خبر ضرور ہونی چاہئے تاکہ جو ان میں اضطراب پایا جاتا ہے وہ دور ہو سکے۔

جناب سپیکر! دوسرا میں تعلیم کے متعلق عرض کروں گی اور خاص طور پر میڈیکل کالجوں میں سیلف فنانس سکیم کو ختم کر دیا گیا ہے۔ یہ بہت ہی خوبصورت بات ہے اس سے ہر طالب علم میں self respect پیدا ہو گی جو کہ انسانی وجود کے لئے بہت ضروری ہے۔ یہ self respect ہر انسان کی قانونی سماجی اور معاشی ذمہ داری ہے۔

جناب سپیکر! تیسری بات میں صحت کے حوالے سے کہنا چاہتی ہوں۔ 30-ارب روپے ماشاءاللہ صحت کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ صحت کے شعبے کے متعلق میں تفصیل سے بات کروں گی اور دوسرے شعبوں کے بارے میں شاید میں تھوڑی بات کر سکوں۔ ہیلتھ کے سلسلے میں سب سے پہلے یہ ہے کہ urban areas کے ساتھ ساتھ rural areas میں بھی بہت ہی problems ہیں۔ سب سے پہلے تو میں یہ بات کروں گی کہ جب تک آپ ڈاکٹروں کو مستقل نہیں کریں گے، جو ڈاکٹر contract پر ہیں ان کو مستقل کریں۔ آپ دیکھیں کہ ڈاکٹر جو ہوتے ہیں وہ پڑھا لکھا طبقہ ہوتا ہے وہ cream of nation میں شامل ہوتا ہے۔ ہماری غیر ذمہ دارانہ بات ہے یا ہماری بدنصیبی ہے کہ ہم نے اپنے ڈاکٹروں کو اور جو پڑھا لکھا طبقہ ہے جو بھی professional بہن بھائی ہیں ان کو ہم نے contract والے راستے پر ڈال دیا ہے جو کہ میرے خیال میں ایک اچھی بات نہیں ہے۔ میں اس میں کوئی ایسا لفظ استعمال کرنا نہیں چاہتی جو کہ کسی کو ناگوار گزرے اس لئے میں یہ پُرزور اپیل کرتی ہوں کہ محکمہ صحت کے لئے جو بجٹ رکھا گیا ہے اس میں کم از کم contract ڈاکٹروں کو regularize کیا جائے۔ اس وقت پورے پنجاب میں تین سے چار ہزار ڈاکٹر contract پر کام کر رہے ہیں اور اس سال کے آخر تک ان کا contract بھی ختم ہو رہا ہے۔ یہ تین چار ہزار ڈاکٹروں کا contract ختم ہو جائے گا، ان میں بے روزگاری پیدا ہو جائے گی۔ آپ خود سوچیں کہ ایک صوبے کے اندر اور وہ بھی پڑھے لکھے طبقے کے اندر تین چار ہزار نوجوان اگر بے روزگار ہوتے ہیں تو آپ خود ہی سوچیں کہ ملک میں کتنا اضطراب پیدا ہو جائے گا اس لئے میں contract پر رکھے گئے ڈاکٹروں کے

لئے پُرزور اپیل کرتی ہوں کہ ان کو regularize کیا جائے۔ان ڈاکٹروں کو regularize کرنے کے بعد بھی میرے خیال میں ڈاکٹروں کی سیٹیں خالی رہ جائیں گی۔ ہمارے صوبے کو پھر بھی ڈاکٹروں کی ضرورت برقرار رہے گی۔ ہم بار بار یہ کہتے ہیں کہ ڈاکٹر نہیں ہیں، ڈاکٹر نہیں ہیں۔ ڈاکٹر تو موجود ہیں لیکن آپ ان کو jobs ہی نہیں دیتے۔ ان ڈاکٹروں کو regularize کرنے کے بعد جتنی بھی ڈاکٹروں کی اسامیاں خالی ہیں ان کو بھی پُر کیا جائے۔

جناب سپیکر! rural areas میں اور خاص طور پر جو رورل ہیلتھ سنٹر ہیں، میں فیصل آباد کی بات کرتی ہوں اس سے باقی اضلاع کا آپ خود اندازہ لگالیں۔ فیصل آباد میں اس وقت گیارہ رورل ہیلتھ سنٹرز موجود ہیں صرف دو میں لیڈی ڈاکٹر تعینات ہیں باقی جو 9 ہیں وہاں پر کوئی لیڈی ڈاکٹر پچھلے دو سال سے نہیں ہے۔ وہ جو دو لیڈی ڈاکٹر موجود ہیں وہ پوری تحصیل لیول کا medico legal بھی کرتی ہیں اور antenatal بھی دیکھتی ہیں، antenatal کا مطلب ہے زچگی child and health care وہ اس کے ساتھ quackery جیسی منحوس چیزوں کو بھی دیکھتی ہیں اور اس سلسلے میں جو غلط قسم کی حرکتیں ہو رہی ہیں ان کو بھی check کرتی ہیں۔ میں صرف یہ کہتی ہوں کہ یہاں پر دائی کلچر کو ختم کیا جائے۔ جن دائیوں کے پاس ڈپلومہ نہیں ہے ان کے خلاف فوری طور پر action لیا جائے۔ اس کے لئے R.H.C کی جو W.M.O ہیں ان کو آگے لایا جائے۔ جو بھی R.H.C کی W.M.O ہیں ان کو کھلی چھوٹ دی جائے کہ وہ دائیوں کو پکڑیں اور ان کے خلاف اس طرح سے کارروائی کریں کہ یہ دائی کلچر ختم ہو۔ اس سے infant mortality rate اور زچگی کے دوران جتنی بھی اموات ہوتی ہیں ان پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

دوسری محکمہ صحت سے متعلق میں آپ کے توسط سے یہ بات کرتی ہوں کہ جو بھی R.H.C پر ڈاکٹر تعینات ہوتے ہیں ان کی سب سے بڑی problem medico legal ہے۔ میں اس اسمبلی کے توسط سے اور جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے یہ اپیل کرنا چاہتی ہوں کہ جتنا بھی medico legal work ہے دو تین سال پہلے یہ اعلان ہوا تھا کہ یہ تحصیل لیول پر چلا جائے گا۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر پر medico legal کا کام ہوگا جس سے corruption بھی کم ہوگی اور جتنی heavy duty R.H.C کے ڈاکٹر دیتے ہیں اس میں کمی بھی ہوگی لیکن ابھی تک اس پر عملدرآمد نہیں ہو سکا ہے۔ مہربانی فرما کر اس پر بھی عمل کروایا جائے اور تحصیل ہیڈ کوارٹر پر سارا medico legal بھیجا جائے۔ اس کے علاوہ R.H.C پر casualty medical officer کو فوری طور پر

تعیناتی کیا جائے کیونکہ وہاں پر ایک S.M.O اور ایک میڈیکل آفیسر ہوتا ہے جو off and on پر جاتے ہیں جس کی وجہ سے مریض دیکھنے medico legal cases کی وجہ سے evidences کے لئے کوئی بھی پیچھے موجود نہیں ہوتا۔ اگر ایک C.M.O کو مستقل طور پر تعینات کر دیا جائے تو میرے خیال میں بہت ساری casualties خود بخود کم ہو سکتی ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ تیسری بات یہ ہے کہ R.H.C,B.H.U اور T.H.Q میں جو corruption ہو رہی ہے اس کے لئے میری ایک تجویز ہے کہ جتنے بھی دس سے پندرہ سال پرانے ملازمین ڈاکٹروں کے علاوہ ہیں، کیونکہ ڈاکٹر تو ہر تین سال بعد بدل جاتا ہے لیکن جو دوسرے ملازمین ہیں وہ پندرہ پندرہ، بیس بیس سال سے ایک ہی جگہ پر موجود ہیں اور ان کو وہاں سے تبدیل نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے corruption rate بڑھ جاتا ہے، ان کے اپنے تعلقات ایسے پیدا ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے corruption ہوتی ہے اور medico legal work میں بھی problems آتی ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ medico legal work کو صحیح کرنے کے لئے وہاں پر جو تعینات عملہ L.H.V، دائی اور ڈسپنسر وغیرہ ہیں اس کے علاوہ جتنا بھی چھوٹا عملہ ہے ان سب کو تین سال کے بعد وہاں سے ٹرانسفر کیا جائے کیونکہ وہ دس بیس سال سے وہاں پر موجود ہیں انہوں نے وہاں پر اپنے پنجے گاڑھے ہوئے ہیں اور وہ نئی لیڈی ڈاکٹروں کو، نئے S.M.O کو وہاں پر ٹکنے نہیں دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ rural areas میں ڈاکٹر نہیں جاتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ہمارے نئے بجٹ میں kidney disease کے حوالے سے بھی بات کی گئی ہے کہ ان کی اب بہت اچھے طریقے سے دیکھ بھال ہو سکے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ میں آپ سے یہ اپیل کرتی ہوں کہ Hepatitis اور A.I.Ds یہ ایسی دو غیر محسوس سی بیماریاں ہیں جو کہ نہ صرف پاکستان میں بلکہ ساری دنیا میں common ہو رہی ہیں۔ اس کے لئے خاص طور پر دیہاتی علاقوں میں awareness کی سکیمیں بنائی جائیں جو بار بار monthly basis پر fortnightly basis پر یا دو مہینے کے بعد لوگوں میں جا کر awareness پیدا کریں اور اس میں آپ گورنمنٹ کے ڈاکٹروں کو بھی involve کریں اور پرائیویٹ ڈاکٹروں کو بھی involve کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں۔ یہ awareness بار بار دی جائے تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ یہ ہے کیا، لوگوں کو تو پتا ہی نہیں ہے کہ A.I.D.s کیا ہے، لوگوں کو پتا نہیں ہے کہ Hepatitis کیا ہے؟ وہ تو

کالا یرقان کو جانتے ہیں اور Hepatitis کو نہیں جانتے۔ Awareness programme کو 100 فیصد یقینی بنایا جائے اور بھرپور توجہ سے اس کی campaign چلنی چاہئے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ عورتوں کے لئے development کے لئے جو مخصوص بجٹ ہے اس کے لئے بھی میں اپنی حکومت کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے عورتوں کا اتنا خیال رکھا۔ اس میں بھی میں آپ سے پُرزور اپیل کرتی ہوں کہ خاص طور پر دیہی خواتین کا اس میں بہت بڑا role ہونا چاہئے، بہت بڑا حصہ ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! اکثر دیہی علاقوں میں میں خود visit کر چکی ہوں۔ وہاں بڑے بڑے ہائی سکول ہیں، سیکنڈری سکول ہیں۔ وہاں میز ہیں نہ کرسیاں ہیں اور نہ پانی ہے۔ سٹوڈنٹس بہت ہی بُری حالت میں وہاں پڑھتے ہیں تو اس کے لئے میں یہ کہتی ہوں کہ ائیر کنڈیشنڈ بسیں چلانا بہت اچھی بات ہے لیکن اگر ائیر کنڈیشنڈ بسوں کو simple بسوں یا ویگنوں میں convert کر دیں تو ایک اس سے زیادہ سے زیادہ طلباء مستفید ہوں گے، دوسرا اس میں سے جو پیسے بچیں انہیں سکولوں کی بہتری پر لگایا جائے۔ وہاں چار دیواری بنوائی جائے، وہاں میز کرسیاں رکھی جائیں اور وہاں طالب علموں کے لئے پانی رکھا جائے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر خاص طور پر لیڈیز کی development کے بارے میں کہوں گی کہ وہاں پر کیمونٹی سنٹر بنائے جائیں جہاں لیڈیز کام سیکھیں اس کے بعد اپنے بچوں اور اپنے گھر کے لئے کچھ کما سکیں۔ میں پھر بار بار کہوں گی کہ rural areas کی خواتین کو ضرور highlight کیا جائے۔ کم قیمت والے مکانوں کا بہت خوبصورت فیصلہ ہے اور بہت ہی اچھی بات ہے کم قیمت والے مکان مہیا کئے جا رہے ہیں لیکن اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ کیا یہ مکان حقیقی امیدواروں کو ملیں گے بھی، کیا آپ اس بات کی گارنٹی دے سکتے ہیں؟ میں سمجھتی ہوں کہ یہ گارنٹی نہ آپ دے سکتے ہیں نہ میں دے سکتی ہوں اور نہ ہی یہ ایوان دے سکتا ہے۔

جناب سپیکر! وقت بہت کم ہے اور میں چونکہ زیادہ تر Health Department کو ہی highlight کرنا چاہتی تھی وہ جہاں تک ہو سکا ہے میں نے کر دیا ہے۔ ایگریکلچر کے بارے میں میرے بہن بھائیوں نے بڑی خوبصورت باتیں کی ہیں۔ میں ایک دفعہ پھر اپیل کرتی ہوں، خدارا! ڈیم بنائیں، ڈیم بنائیں، ڈیم بنائیں۔ اس کے لئے خواہ ہمیں کچھ بھی کرنا پڑے، ہمیں ڈیم چاہئیں، ہمیں ڈیم چاہئیں، ہمیں ڈیم چاہئیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ development کے لئے جو رقم مخصوص

کی گئی ہے اس سے area rural میں play ground بنائے جائیں، نئے سکول اور کالج کھولے جائیں۔ میں کھرڑیانوالہ فیصل آباد سے belong کرتی ہوں اس میں لڑکیوں کے لئے ایک کالج بنا ہوا ہے۔ لڑکیاں جڑانوالہ کالج میں پڑھنے کے لئے جاتی ہیں۔ بسوں میں جس طریقے سے وہ سفر کرتی ہیں وہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ کھرڑیانوالہ کالج کی بلڈنگ کو میں پچھلے 6 سال سے دیکھ رہی ہوں لیکن ابھی تک اس میں کوئی کلاسیں شروع نہیں ہوئیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ وہ بلڈنگ کھڑی کھڑی خراب ہو جائے گی لیکن اس میں ابھی پتا نہیں کلاسیں کیوں نہیں شروع کی گئیں؟ خدارا! وہاں faculty available کریں تاکہ جو طالبات جڑانوالہ جاتی ہیں انہیں آسانی ہو سکے۔ اس کے علاوہ rural areas میں play grounds اور کمیونٹی سنٹرز کھولے جائیں تاکہ ہم عمران خان، جہانگیر خان، ڈاکٹر قدیر اور صلاح الدین جیسے اچھے اچھے قومی ہیرو مزید پا سکیں۔ ان قومی ہیروز کے نام پہ مجھے یاد آیا، کچھ دن پہلے یہاں چھوٹی سی بات ہوئی تھی میں اس کے لئے اپیل کرتی ہوں، خدارا!، خدارا! جو قومیں اپنے محسنوں کو بھول جاتی ہیں وہ کبھی ترقی نہیں پا سکتیں۔ جو جو بندے، جو جو مائیں، جو جو بھائی اور جو جو بہنیں، جنہوں نے قومی ہیروز کا عہدہ پایا ہے اور انہوں نے ملک کے لئے کہیں نہ کہیں ایسی کوئی چیز پیدا کی ہے جس سے پوری دنیا میں ہمارا وقار بلند ہوا ہے۔ خدارا! ان ہیروز کو نہ بھولیں، ان پر criticism نہ کیا جائے، ان کے اوپر کسی قسم کا الزام نہ لگایا جائے۔ اس کے لئے میں آپ کی حمایت چاہتی ہوں۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو ایک آمر نے قید کیا ہوا ہے۔ میں اس ایوان کے حوالے سے اپیل کرتی ہوں کہ اس کو فوری طور پر رہا کیا جائے اور مشرف کو یہاں سے ہٹا دیا جائے۔ شکریہ

راؤ کاشف رحیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راؤ صاحب!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! معزز خواتین جو پنجاب کی تقریباً 52 فیصد آبادی ہیں۔ پورے بجٹ میں خواتین چاہے شہری علاقے سے تعلق رکھتی ہیں یا دیہی آبادی سے انہوں نے کبھی کاشت کاری کے بارے میں بات نہیں کی۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ انہیں بھی 12 ایکڑ زمین دی جائے اور کاشت کاری پر لگایا جائے تاکہ یہ سبزیاں کاشت کر سکیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بیٹھ جائیں۔ بڑی important and serious بحث ہو رہی ہے، اس پر کوئی بات نہیں ہو گی۔ آپ بیٹھ جائیں۔ جناب وارث کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں کل تقریر کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ میجر (ر) عبدالرحمن رانا صاحب!

میجر (ر) عبدالرحمن رانا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! کہ کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے۔ ہم اس معزز ایوان میں بات کرتے ہیں رولز کی، بات کرتے ہیں میرٹ کی، بات کرتے ہیں انصاف کی لیکن میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جب میں نے اپنا نام تقریر کے لئے دیا اور جو پہلی لسٹ چھپی اس میں 20 تاریخ کو چوتھے نمبر پر تھا۔ نامعلوم وجوہات کی بنا پر یا تو میرٹ کی بنیاد پر یا انصاف کی بنیاد پر وہ سرکتا سرکتا 19 ویں نمبر پر پہنچ گیا اور اب پتا نہیں باری میری کس نمبر پر آئی ہے تو پلیز اس کو نوٹ کیجئے اور آپ جو بھی چاہیں اس کے متعلق پتا کیجئے کہ کم از کم اسمبلی کے اندر تو ایسی باتیں نہیں ہونی چاہئیں۔ any way میں اپنی بات پر واپس آتا ہوں جس کے لئے آپ نے حکم صادر فرمایا۔

میں سب سے پہلے میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب اور ایک باصلاحیت نوجوان وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب کی عوام کے لئے ایک عوامی بجٹ پیش کیا اور وہ عوامی بجٹ ان حالات میں پیش کیا جب کہ عوام کو یہ لگ رہا تھا کہ یہ حکومت بجٹ پیش نہیں کر سکے گی کیونکہ معاشی حالات ایسی مشکلات سے دوچار تھے۔ یہ سب کچھ ممکن ہو سکا تو صرف اور صرف صوبہ پنجاب کی coalition government کے قائدین کی فہم و فراست، ان کی سوچ میں ہم آہنگی اور اس سے بھی زیادہ بڑی وجہ بھٹو خاندان کی شہادتوں کی داستانوں کے اندر سب سے بڑی داستان محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی شہادت کی داستان تھی اور اس کے ساتھ ہی میاں برادران کے خاندان اور جناب آصف علی زرداری کی قید و بند اور جلاوطنی کی داستان تھی۔ یہ سب سے بڑی وجہ تھی کہ یہ عوامی بجٹ اس coalition government کے زمانے میں اس خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا جا سکا۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ دیئے گئے حالات کے اندر یہ بہترین بجٹ تھا تو اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ کوئی چیز، کوئی سسٹم، کوئی بات کتنی بھی بہتر کیوں نہ ہو اس میں ہمیشہ بہتری کی گنجائش باقی رہتی ہے تو اس اصول کی بنیاد پر میں بجٹ کے متعلق چند گزارشات پیش کرنا چاہوں گا۔

جناب والا! ایک بنیادی نکتہ ہے کہ جب ایک باپ اپنے بیٹے کو پیسا دیتا ہے، ایک مل والا اپنے ملازم کو کوئی پیسا دیتا ہے تو وہ اس کو بتاتا ہے کہ اس پیسے کے ساتھ اس نے کرنا کیا ہے یعنی دوسرے لفظوں کے اندر جب ہم نے تمام محکموں کو کام کرنے کے لئے اور انہیں چلانے کے لئے رقوم فراہم

کیں تو کیا ہی مناسب ہوتا کہ ہم یہ روایت ڈالیں کہ ہر محکمے کو اس کا target دیں کہ ہم آپ کو اتنی رقم دے رہے ہیں اور اس سے آپ نے اس سال کے اندر یہ ہدف حاصل کرنا ہے۔ جب میں پچھلے سال کے بجٹ کا جائزہ لے رہا تھا اور اس پر میں بات کرنا چاہتا تھا میں نے اپنی بات کو اس لئے موخر کر دیا کہ اس کے اندر بھی ہدف نہیں دیئے گئے تھے تو آدمی کیا comparison کرے کہ یہ آدمی کامیاب ہوا ہے یا ناکام ہوا ہے؟ حکومت یا محکمے کی کامیابی یا ناکامی اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ آیا اس نے دی گئی رقم کے اندر ہدف حاصل کیا ہے یا نہیں؟ اس کے اندر اس چیز کی کمی ہے۔ جب آپ ہدف نہیں دیں گے تو پھر کیا ہوگا اگر آپ بجٹ کی کتاب اٹھائیں تو پولیس کو پچھلے سال جو بجٹ دیا گیا تھا وہ دیکھیں تو میرا خیال ہے کہ وہ پنجاب میں سب محکموں سے زیادہ رقم تھی لیکن اسے ہدف نہ دینے کی وجہ سے یہ ہوا کہ وہ رقم تھانوں کے اندر خرچ نہیں ہوئی جہاں پر ہونی چاہئے تھی۔ وہ رقم افسروں کی تنخواہوں پر، افسروں کی تعداد بڑھانے پر، افسروں کی گاڑیوں کے لئے، افسروں کے دفتروں کی زیبائش کے لئے خرچ ہوئی۔ میں مثال فیصل آباد کی دیتا ہوں کہ ماضی قریب کے اندر وہاں پر ایک S.S.P اور تین S.P تھے آج وہاں پر ایک A.I.G تین D.I.G اور سولہ S.P موجود ہیں۔ وہ ساری کی ساری رقم ان کے اخراجات میں چلی گئی اور تھانوں تک کچھ نہیں پہنچا۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اس رقم کے ساتھ اگر I.G پنجاب کو ہدف دیا جاتا کہ حکومت پنجاب چاہتی ہے کہ پچھلے سال سے 10 فیصد crime rate میں کمی ہو تب آپ اگلے بجٹ کے حقدار ہوں گے۔ وہ نہیں ہوا تو اس طرح قوم کے پیسے کا ضیاع ہوا۔ اس کے ساتھ ہی آپ دیکھیں کہ ٹریفک وارڈن بھرتی کئے گئے صرف فیصل آباد شہر کے لئے 900 وارڈن بھرتی کئے گئے۔ ہم اب وہاں پر دیکھتے ہیں کہ ہر چوک میں 6,6/5,5 ٹریفک وارڈن کھڑے ہیں کوئی کسی درخت کے نیچے موبائیل سن رہا ہے، کوئی موٹر سائیکل کے اوپر ٹانگیں رکھ کر بیٹھا ہوا ہے اور گپیں لگا رہا ہے کیونکہ ان کی اتنی ضرورت نہیں تھی۔ الیکشن سے چھ مہینے پہلے سیاسی رشوت کے طور پر یہ کام کیا گیا اور وہاں سے ٹریفک پولیس کو بھی نہیں ہٹایا گیا۔ یہ اس ٹریفک پولیس کے over and above ہے۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا کہ قوم کا پیسا بھی ان کے اوپر خرچ ہوا۔ وہ تمام کے تمام آدمی لوگوں کے چالان کرنے اور لوگوں کو پکڑنے میں مصروف ہوتے ہیں نا کہ ٹریفک کو کنٹرول کرنے میں مصروف ہوتے ہیں۔ لوگ ان سے بھی پریشان ہیں کہ یہ کیا مصیبت ہم پر نازل ہو گئی ہے تو یہ پیسے کا ضیاع نہیں ہونا چاہئے اس لئے ہدف مقرر ہونا ضروری ہے۔

جناب سپیکر! چھ قسم کی پولیس بنا دی گئی ہے۔ ان کے اندر ربط نہیں ہے اور command structure نہیں ہے۔ان میں ایک High Way Police ہے، ایک Rescue 15 ہے، ایک Watch and Ward ہے، ایک تفتیش کا محکمہ ہے، ایک patrolling ہے، ایک Traffic Warden ہے، ایک Motor Way Police ہے اور ایک Traffic Police ہے۔ ان میں کوئی ربط نہیں ہے اور ہر ایک کا اپنا اپنا hierarchy ہے۔ پہلے کوئی غریب آدمی میرے پاس آتا تھا کہ جناب میرا آدمی پولیس پکڑ کر لے گئی ہے تو میں تھانے میں جاتا تھا تو مجھے پتا چل جاتا تھا کہ ان کے پاس آدمی ہے چاہے وہ جائز ہے یا ناجائز ہے۔ اب جب وہ غریب آدمی مارا مارا چھ جگہوں پر پھرتا ہے اور اس کو بتانے والا کوئی نہیں ہے کہ اس کا عزیز کون سی پولیس پکڑ کر لے گئی ہے۔ ہم پولیس کو اس لئے بجٹ نہیں دیتے کہ وہ لوگوں کے لئے زیادہ تکالیف اور مصیبتوں کا باعث بنیں۔ ہم دیتے ہیں کہ ہمارے لئے آسانیاں پیدا ہوں۔ اس معاملے کو بجٹ میں ضرور دیکھنا چاہئے کہ یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! ڈویلپمنٹ کے لئے اچھا بجٹ رکھا گیا ہے، اچھی رقم رکھی گئی ہے۔ اس کے لئے ہمیں خوشی ہے لیکن ایک ریت سیاسی رشوت کے طور پر ہمارے ملک کے اندر چل پڑی ہے کہ جو بھی محکمہ منہ اٹھائے کام کرتا ہے اور ایک ایک کام 8/8 محکمے کر رہے ہیں۔ مثلاً P.W.D کے ایک X.E.N کے پاس 6/6 ضلعے ہیں وہ بھی نالیوں اور سولنگ کا کام کر رہا ہے۔ سڑکوں کا کام T.M.A بھی کر رہی ہے، ڈسٹرکٹ کونسل بھی کر رہی ہے، High Way Department بھی کر رہا ہے اور Provincial High Way Department بھی کر رہا ہے۔ یہ اچھی بات ہے کہ کام کریں لیکن ہوتا کیا ہے کہ اس کی وجہ سے ایک محکمہ بناتا ہے اور 6 محکمے اس کا بل وصول کرتے ہیں fudge payments ہو رہی ہیں اور سارے کا سارا ڈویلپمنٹ فنڈ اس کی نظر ہو رہا ہے۔ اس چیز کو روکا جائے اور ایک محکمہ ایک کام کرے اور اس کا تعین ہو کیونکہ کوئی cross audit نہیں ہے۔ یہ پتا نہیں چلتا کہ T.M.A نے بھی payment کر دی ہے، ضلعی حکومت نے بھی payment کر دی ہے اور یونین کونسل نے بھی اس کی payment کر دی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ محکموں کو پابند کیا جائے کہ ایک محکمہ ایک کام کرے تب جا کر یہ بات صحیح ہو سکتی ہے۔

جناب والا!اس کے بعد Priorities کی بات آتی ہے۔یہ بڑی اچھی بات ہےاور ہم جب بھی بات کرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ ہم تعلیم اور صحت کو اہمیت دیتے ہیں لیکن جب بجٹ میں دیکھیں تو اگر میں صحیح جگہ پر پہنچا ہوں تو پولیس کے لئے 30436 ملین روپے اس بجٹ میں رکھے گئے ہیں اور تعلیم کے لئے 22521 ملین روپے اس بجٹ میں رکھے گئے ہیں۔ ہم نے اب یہ فیصلہ کرنا ہے کہ کیا ہم نے اس کو Police Estate بنانا ہے یا ہم نے اصلاحی معاشرہ بنانا ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اگر ضرورت ہے تو پولیس کو زیادہ پیسے دیں لیکن پھر ہم اپنی ترجیح کی بات بھی وہی کریں تاکہ ہمارے قول وفعل میں تضاد نہ ہو۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پولیس کے لئے پیسا کیوں کم ہونا چاہئے ؟میں یہ تجویز دیتا ہوں کہ بجائے ہر دفعہ پولیس کو بڑھانے کے ، بجائے ان کی تنخواہیں بڑھانے کے ، بجائے ان کا خرچ بڑھانے کے ان پر بوجھ کم کیا جائے ان کا کام کم کیا جائے اور کام کم کرنے کا طریقہ یہ ہے اور جو میری تجویز ہے کہ سب سے پہلے چھوٹے جرائم کے لئے مصالحتی عدالتیں بنائی جائیں اور وہ پولیس کی دست اندازی سے باہر ہوں۔یہاں پر پولیس کی high handedness دیکھیں کہ Local government system کے اندر مصالحتی انجمنیں بنائی گئیں تھیں لیکن ان کو چلنے نہیں دیا گیا کیونکہ ان کی تشریح یہ تھی کہ آپ کے پاس اس وقت کیس آئے گا جب ہم چاہیں گے ، پولیس چاہے گی حالانکہ قانون کے مطابق اگر دونوں پارٹیاں رضامند ہوں تو کیس ان کے پاس جانا چاہئے اور اس میں پولیس کا دخل نہیں ہونا چاہئے لیکن وہ system کامیاب نہیں ہونے دیا گیا۔ اگر چھوٹے کیس مصالحتی عدالتوں کے پاس چلے جائیں اور ان کے فیصلوں کو قانونی حیثیت حاصل ہو تو پولیس کا load کم ہو جائے گا۔ میری دوسری تجویز یہ ہے کہ جب F.I.R کاٹی جاتی ہے تو ملزم کو اس وقت گرفتار کیا جائے جب جرم ثابت ہو جائے F.I.R کٹوانے کا ہر آدمی کا حق ہے یہ جھوٹی بھی ہو سکتی ہے اور سچی بھی ہو سکتی ہے۔اگر مجھ پر جھوٹی F.I.R کٹ گئی اور میں گرفتار ہو گیا تو مجھے اپنی بے گناہی ثابت کرنے میں دو سال لگ جائیں گے۔اس وجہ سے عدالتوں پر بھی load بڑھ رہا ہے ، اس وجہ سے جیلوں پر بھی load بڑھ رہا ہے، اس وجہ سے پولیس پر بھی load بڑھ رہا ہے اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ محکمہ خزانہ کے حوالے سے میں یہ چاہوں گا کہ ان کا بوجھ کم ہو اور آدمی کو اس وقت گرفتار کیا جائے جب اس پر جرم ثابت ہو جائے۔

جناب سپیکر!پولیس کے اخراجات کے ساتھ ساتھ ہمارے جیل پر اخراجات بھی بہت زیادہ بڑھ رہے ہیں۔یہ ٹھیک ہے کہ معاشرے کو جرائم سے پاک کرنے کے لئے جیل کی ضرورت ہے لیکن

جیلوں پر بھی load کم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اخراجات جتنے کم سے کم ہو سکیں وہ کریں تاکہ ہم اصلاحی پروگراموں یا معاشرتی پروگراموں پر وہ پیسے خرچ کر سکیں۔ اس کے لئے میری تجویز ہے کہ ہمارے معاشرے میں عدالتوں میں deferred punishment کا رواج رائج ہونا چاہئے تاکہ چھوٹے چھوٹے جرائم اور پہلی دفعہ جرم کرنے والے کو جو سزا ملتی ہے اس کو defer کیا جا سکے بجائے اس کے کہ اسے جیل بھیج کر اسے آپ پکا پکا مجرم بنائیں تو اس طریقے سے جیل پر load کم ہو سکتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے علاوہ چھوٹے چھوٹے جرائم پر جرمانے کو ترجیح دی جائے نہ کہ قید کو ترجیح دی جائے کیونکہ اس طریقے سے بھی جیل پر load کم ہوگا۔ اس وقت جہاں پر 1700 آدمیوں کے لئے accommodation ہے وہاں پر سات سات ہزار آدمی قید ہیں۔ اس طرح ان کو بھی تکلیف ہوتی ہے اور حکومت پر بھی اس کا بوجھ بڑھتا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں تعلیم کی طرف آتا ہوں۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ ہماری حکومت نے تعلیم کو ترجیح دی اور اس کے لئے کافی پیسا مختص کیا ہے لیکن میں پھر بھی چاہوں گا اور اگر میں اپنی خواہش کی بات کروں تو میں پھر یہ کہوں گا کہ تمام ڈویلپمنٹ بند کیجئے، سڑکیں پھر بھی بن جائیں گی، نالیاں پھر بھی بن جائیں گی، ڈیم پھر بھی بن جائیں گے لیکن اس دفعہ تمام کا تمام ترقیاتی بجٹ تعلیم کی طرف لگا دیں کیونکہ میرا خیال ہے کہ باقی چیزوں میں ہم دیر قبول کر سکتے ہیں لیکن اپنی آنے والی نسلوں کو تعلیم دلوانے میں دیر نہیں کر سکتے۔ پتا نہیں شاید یہ ناممکن ہو کیونکہ وزیر خزانہ صاحب مسکرا رہے ہیں کہ شاید میں نے کوئی عجیب تجویز دے دی ہے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خزانہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! ہم بات کر رہے تھے کہ ان کے حلقے میں سارا فنڈ تعلیم پر لگایا جا سکتا ہے۔ جو ان کا فنڈ ہے وہ لگایا جا سکتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: میں تیار ہوں کیونکہ میں جب تحصیل ناظم تھا تو میں نے اپنے ضلع ناظم کو یہ تجویز دی تھی کہ میں تیار ہوں تو پورے ضلع اور تحصیل کا فنڈ تعلیم پر لگا دوں۔ دوسری اہم چیز جو میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہم جب education for all کی بات کرتے ہیں تو اس کے اندر پرائمری تعلیم سب سے پہلے آتی ہے لیکن فنڈز کے اندر اس کی ترجیح دیکھیں تو پرائمری تعلیم سب سے بعد میں

رکھی جاتی ہے کیونکہ فنڈ ملنا higher education سے شروع ہوتا، پھر کالجوں میں آتا ہے، سکولوں میں آتا ہے اس کے بعد پرائمری میں آتا ہے۔ میری یہ تجویز ہے جیسے میاں محمد شہباز شریف نے اعلان کیا کہ 2010 تک ہم نے تمام بچوں کو پرائمری سکول کے اندر بھیجنے کا بندوبست کرنا ہے تو اس کے لئے اس وقت آپ کو ہزاروں کی تعداد میں نئے سکول چاہئیں، آپ کو لاکھوں کی تعداد میں اساتذہ چاہئیں تو اس کے لئے پرائمری تعلیم کے اوپر جو load آنا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کے لئے ایک علیحدہ محکمہ بنایا جائے اور اس کا باقاعدہ ایک وزیر اور سیکرٹری ہو تاکہ اس کی due importance موجود ہو اور اس کو اپنا بجٹ ملے پھر اس کے بعد ہم مطالبہ کریں کہ کوئی بچہ سکول سے باہر نہ رہے لیکن اگر یہ ترجیحات رہیں تو پھر پرائمری تعلیم کو ترجیح نہیں ملے گی اور education for all کا خواب ہمارا پورا نہیں ہو سکے گا۔ میرا ٹائم تو ختم ہو گیا ہے لیکن پانچ دس منٹ اور دے دیجئے کیونکہ میری تھوڑی سی باتیں ابھی رہتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ کو بولتے ہوئے تقریباً 20 منٹ سے اوپر ہو گئے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: مجھے پتا نہیں چلا۔ ویسے پہلے آپ بتا دیتے تو میں مختصر کر لیتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اس کے بعد سسٹم کے اندر یا جو millennium development goals ہیں اس میں ایک goal یہ بھی ہے کہ rural and urban کے فرق کو کم کیا جائے جس کو ہم زیادہ wide کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جب ہم A.C بسوں کی بات کرتے ہیں تو وہ شہروں میں چلانے کی بات کرتے ہیں، جب ہم ماڈل سکول اور centre of excellence کی بات کرتے ہیں تو وہ ہم بڑے شہروں کی کرتے ہیں۔ گاؤں والوں نے کیا گناہ کیا ہے حالانکہ ٹرانسپورٹ کے مسائل وہاں پر زیادہ ہیں کیونکہ گاؤں کے بچے شہر نہیں آ سکتے۔ گاؤں والوں نے کیا قصور کیا ہے کہ وہاں پر centre of excellence نہیں بنتا۔ شہروں میں تو پہلے ہی اچھے اچھے سکول قائم ہیں، شہروں میں تو پہلے ہی لوگ پڑھ کر ایم۔پی۔اے بن جاتے ہیں، سپیکر بن جاتے ہیں اور وزیر بن جاتے ہیں تو گاؤں کے لوگوں کو بھی آگے لے آئیے۔ بجٹ کے اندر جو بیان کیا گیا ہے کہ centre of excellence بڑے شہروں میں بنیں گے۔

آوازیں: ہم بھی گاؤں سے ایم۔پی۔اے منتخب ہو کر آئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہیں بات کرنے دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ A.C بسوں کو rural areas میں بھی چلائیں اور ماڈل سکول بھی وہاں قائم کئے جائیں کیونکہ recently دو تین دن پہلے سیکرٹری تعلیم کی چٹھی آئی ہے کہ جو ماڈل سکول بنیں گے وہ شہروں میں بنیں گے۔ میں اس لحاظ سے بات کر رہا تھا کہ گاؤں کا بھی حق ہے۔

جناب سپیکر! اب میں صحت کی طرف آتا ہوں کہ پچھلے روز رحیم یار خان سے ہمارے ایک دوست نے بات کی کہ وہاں پر بنیادی مراکز صحت کا ایک نیا نظام قائم کیا تھا وہی نظام میرے فیصل آباد ضلع کے اندر بھی قائم ہے یعنی تمام کے تمام بنیادی مراکز صحت ایک پرائیویٹ N.G.O(P.R.S.P) کے حوالے کر دیئے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ سراسر financial regulation کے خلاف ہے کیونکہ P.R.S.P کو آپ نے آزاد کر دیا جبکہ ضلع میں محکمہ صحت کے بجٹ کا constitutional head وہ E.D.O health ہے اس سے ان کو بالکل مبرا اور آزاد کر دیا، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہاں پر جو چیز غیر قانونی تھی اس کو قانونی بنا دیا گیا مثلاً یہ اس لئے کیا گیا کہ ڈاکٹرز بنیادی مراکز صحت سے غیر حاضر ہوتے ہیں۔ انہوں نے یہ قانون بنایا کہ ایک بنیادی مرکز صحت میں دو دن ڈاکٹر آئے گا اور چار دن نہیں آئے گا اور اس کی تین گنا تنخواہ بڑھا دی اس لئے اس نظام کا مطالعہ کیا جائے کہ آیا یہ fruitful ہے کہ نہیں کیونکہ میری نظر میں یہ ہمارے لئے نقصان دہ ہے۔ اس کے علاوہ dialysis centre کو دوبارہ سے ٹارگٹ کیا گیا ہے لیکن بہت سے دوستوں نے پہلے بھی Infectious Hepatitis کی بات کی ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ گورنمنٹ ایک مربوط پروگرام بنائے اور ہر طرف سے اس کو attach کرے۔ میں بتاتا ہوں کہ فیصل آباد میں، جڑانوالہ میں ایک گاؤں 58 گ۔ب ہے وہاں پر 70 فیصد لوگ ہیپاٹائٹس میں مبتلا ہیں، وہاں سے آج تک پچھلے پانچ سال میں ایک blood donor نہیں مل سکا، یہ بات on record ہے۔ یہ مرض تیزی سے پھیل رہا ہے اگر ہم اس پر کوئی خصوصی توجہ نہیں دیں گے تو بڑی مشکل پیش آجائے گی۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ اگر آپ میو ہسپتال، سروسز ہسپتال، جنرل ہسپتال یا فیصل آباد کا الائیڈ ہسپتال دیکھ لیں، ایسے لگتا ہے کہ پوری دنیا امنڈ آئی ہے اور جب بھی ہم کچھ کرتے ہیں تو انہی ہسپتالوں کو بڑا کرتے جا رہے ہیں۔ قانون سازی کی جائے کہ کوئی بھی ہسپتال پانچ سو بیڈ سے بڑا نہیں ہونا چاہئے۔ اگر ضرورت پڑتی ہے تو ایک نیا ہسپتال نئی آبادی میں بنائیں تاکہ شہر میں ٹریفک کا رش

بھی کم ہو اور انتظامیہ کے مسائل بھی کم ہوں کیونکہ اس سے زیادہ بیڈ والے ہسپتالوں میں انتظام صحیح طرح نہیں چل سکتا۔

جناب سپیکر! اب میں ایک منٹ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ میری گزارش ہے کہ پچھلے سے پچھلے دور میں میاں محمد شہباز شریف نے جڑانوالہ میں سید والا پُل کا افتتاح کیا تھا لیکن حکومت ختم ہونے کے بعد اس پُل کا افتتاح بھی بیچ میں رہ گیا اور پُل بھی بیچ میں رہ گیا۔ وہ پُل موٹروے کے لئے شہ رگ کا کام کر رہا ہے کیونکہ جو بھی ٹریفک ساہیوال، چیچہ وطنی یا اوکاڑہ سے آتی ہے، اگر سید والا کا پُل بن جائے اور اس کو موٹروے کے ساتھ جڑانوالہ کے ذریعے connect کر دیا جائے تو تقریباً 100 کلومیٹر کا فاصلہ کم ہو سکتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ وہ پراجیکٹ جو ادھورا رہ گیا تھا اس کو دوبارہ سے undertake کیا جائے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مثل مشہور ہے کہ جب بھی سید والا پُل کا اعلان ہوا تب گورنمنٹ چلی گئی۔ خدارا! اس پر غور کیجئے گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: یہ مثل غلط ہے کیونکہ یہ مثل تو مشہور تھی کہ جب بھی دو رویہ سڑک فیصل آباد اور لاہور کے درمیان بنے گی تو حکومت چلی جائے گی۔ وہ بن بھی گئی ہے اور اس کے بعد حکومت بھی قائم رہی۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جڑانوالہ پنجاب کی سب سے بڑی تحصیل ہے جو 12 ضلعوں سے بھی بڑی ہے اور وہاں پر بے روزگاری بہت زیادہ ہے اس لئے درخواست ہے کہ لنڈیانوالہ کے علاقہ کے اندر ایک Industrial Estate قائم کی جائے۔ اس کے بعد میاں محمد نواز شریف نے اپنے پرانے دور میں دو کالونیوں محمد بن قاسم اور ٹیپو کالونی کا افتتاح کیا تھا تو ایک میں تین ہزار غریب آدمیوں کے لئے گھر بننے تھے اور دوسری کالونی میں اڑھائی ہزار غریبوں کے لئے گھر بننے تھے۔ وہ کالونیاں بنیں اور تباہ و برباد ہو گئیں اور اب ان کے اوپر سے تمام سامان اکھاڑ لیا گیا ہے۔ اس کو revive کرنے کے لئے لیبر ڈیپارٹمنٹ کو پیسا چاہئے کیونکہ ساڑھے پانچ ہزار گھر وہاں پر آباد ہو سکتے ہیں۔ مہربانی کر کے ان کو دوبارہ آباد کرنے کے لئے فنڈز مہیا کئے جائیں۔

جناب سپیکر! میرے جڑانوالا میں گنگا پور ایک گاؤں ہے جو کہ تاریخی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ وہ سر گنگا رام جنہوں نے گنگا رام ہسپتال بنایا اور پنجاب میں بہت سی خدمات سرانجام دیں ان کے نام

پر وہاں ایک گاؤں ہے اور وہ ایک تاریخی اہمیت کا حامل ہے میں وہاں پر چاہوں گا کہ tourist resort بنایا جائے کیونکہ گنگا رام کی زمین ابھی وہاں ہے اور وہ Tourist Department کو دینے کے لئے تیار ہے میری درخواست ہو گی کہ وہاں پر tourist resort بنانے کے لئے محکمہ کو پیسا دیا جائے۔

جناب والا! میری تحصیل جڑانوالا میں 13 سو ایکڑ کا جنگلات ہے اور وہاں پر ایک درخت بھی نہیں ہے۔ اب اس زمین پر لوگ قبضہ کر رہے ہیں۔ اس زمین کے دو حصے ہیں نو سو ایکڑ کا ایک حصہ ہے اور چار سو ایکڑ کا ایک حصہ ہے۔ محکمہ جنگلات سے درخواست ہے کہ اس کے لئے اس بجٹ میں پیسا مختص کریں تاکہ وہاں پر جنگلات لگائے جائیں پیشتر اس کے کہ تمام کی تمام زمین لوگوں کے قبضہ میں آ جائے۔

جناب سپیکر! سب سے زیادہ ضروری بات جو میں کرنا بھول گیا ہوں وہ ایمرجنسی سروس کے متعلق ہے۔ ایمرجنسی سروس اس بجٹ میں تمام شہروں میں شروع کی جا رہی ہے۔ ایمرجنسی سروس بہت اچھی سروس ہے وہ انسانیت کی خدمت کر رہی ہے لیکن جب یہ بنائی گئی تھی تو صرف ایک آدمی کو نوازنے کے لئے جو کہ آج اس کا ڈائریکٹر جنرل ہے، اس کی تعلیم، اس کی اہلیت کا پتا کیا جائے۔ ہیڈ کوارٹر کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ جو پیسا اس ایمرجنسی سروس کے ہیڈ کوارٹر پر خرچ کیا گیا ہے صرف اس ایک آدمی کو نوازنے کے لئے کیا گیا ہے۔ وہ پیسا بچ سکتا ہے اگر وہی ایمرجنسی سروس سول ڈیفنس کے محکمے کے تحت کر دی جائے کیونکہ سول ڈیفنس کے محکمے کے پاس کام کوئی نہیں ہے اور ایمرجنسی سروس کے پاس ہیڈ کوارٹر کوئی نہیں ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ تمام فائر بریگیڈ، ایمرجنسی سروس اور سول ڈیفنس کو آپس میں ضم کیا جائے اس طرح کافی پیسا بچ سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت مہربانی رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب! بس ایک چیز رہ گئی ہے۔ میں کچی آبادی کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے پیسا رکھا۔ یہ بہت اچھی بات ہے۔ ہم پہلے بھی اس کو پیسا دیتے رہے ہیں لیکن اس کے ایک نفسیاتی پہلو پر ضرور غور کیجئے گا کہ جب بھی ہم کچی آبادی کو regular کرتے ہیں اور اس کو recognize کر کے اس کے لئے پیسا مختص کرتے ہیں تو وہ لوگ وہاں سے اپنا پلاٹ یا اپنی جگہ بیچ کر نئی کچی آبادیاں بنا لیتے ہیں اس طریقے سے حکومت پر بوجھ بڑھتا ہے کیونکہ وہاں پر سہولیات مہیا نہیں ہوتیں۔

جناب سپیکر! پچھلی حکومت نے جڑانوالا شہر پر مہربانی کی کہ وصی ظفر جو کہ وفاقی وزیر تھے ان کو بیس کروڑ روپے کی گرانٹ دی۔

راؤ کاشف رحیم خاں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے ہی بڑی دیر ہو گئی ہے بات کو ختم ہونے دیں۔آپ برائے مہربانی بیٹھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! یہ تین مہینے بولتے رہے ہیں اور میں تو آج پہلی دفعہ بول رہا ہوں۔ میں بات کر رہا تھا کہ پچھلی حکومت نے ہمارے جڑانوالا کے ایک وزیر وصی ظفر کو بیس کروڑ روپے کی گرانٹ دی اس بیس کروڑ روپے سے انہوں نے پورا شہر کھدوا دیا۔اب میں گزارش کرتا ہوں کہ بیس کروڑ روپے جڑانوالا شہر کے لئے اور دیا جائے تاکہ وہ جو سڑکیں کھدوائی گئی ہیں میں ان کو بنوا سکوں۔اس کے ساتھ ہی میں اجازت چاہتا ہوں۔ بہت مہربانی شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہاں پر یہ گزارش کروں گا کہ مجھے معلوم ہے کہ سب بات کر کے جانا چاہتے ہیں لیکن یہاں پر وزیر خزانہ صاحب کو دیکھیں کہ وہ آپ کی بات سننے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ جب تک بیٹھے ہیں وہ بیٹھے رہیں گے۔اس لئے ہم سب کو تھوڑا سا صبر کا مظاہرہ کرنا چاہئے انشاء اللہ تعالیٰ سب کی باری آئے گی اور سب کو وقت ملے گا۔

لیفٹیننٹ کرنل (ر) سردار محمد ایوب خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

لیفٹیننٹ کرنل (ر) سردار محمد ایوب خان: جناب سپیکر! آپ نے ہر ممبر کی تقریر کے لئے دس منٹ کے لئے وقت مختص کیا تھا۔گزارش یہ ہے کہ وقت کافی ہو گیا ہے اس لئے آپ دس منٹ سے زیادہ کسی کو وقت نہ دیں۔ جو دس منٹ وقت مقرر ہے معزز رکن کو کہا جائے کہ اس کے اندر ہی رہ کر بات کرے۔یہ زیادتی ہے کہ کوئی ایک ممبر دس منٹ میں تقریر کر رہا ہے اور دوسرا آدھا گھنٹہ لے رہا ہے۔یہ تو بہت بڑی زیادتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ افشاں صاحبہ!

محترمہ افشاں فاروق: شکریہ۔جناب سپیکر! کہ اللہ اللہ کر کے میری باری بھی آئی ہے مجھے بڑا انتظار کروایا گیا ہے۔ ہمارے صوبے کے اس وقت جو حالات ہیں یہ مجھے بھی پتا ہے اور آپ کو بھی پتا ہے، عوام

کو بھی پتا ہے ان حالات میں اتنا متوازن اور اتنا balance بجٹ پیش کرنا یہ ایک بہت ہی بڑے امتحان کی بات تھی اور میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ اس امتحان میں ہماری حکومت کامیاب ہوئی ہے، وہ سرخرو ہوئی ہے تو میں اپنے وزیر خزانہ صاحب کو اس بات کی مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے ان بُرے حالات میں بھی اتنا اچھا بجٹ پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے صوبے میں جو اس وقت بحران ہیں، آپ کسی بھی شعبے میں چلے جائیں تعلیم ہی کو دیکھ لیں اس میں اتنے گھپلے ہیں، اتنے بحران ہیں، صحت کا محکمہ دیکھ لیں اس میں بھی آپ کو بہت گھپلے نظر آئیں گے۔ ہم جو بجٹ یہاں رکھتے ہیں کسی بھی شعبے کے لئے تو اس کا فائدہ ہمیں تبھی ہوگا جب ہم اس بجٹ کو صحیح طریقے سے جس مقصد کے لئے ہم نے رکھا ہے وہ مقصد حاصل کر سکیں پھر ہی ہمارے غریب عوام کو فائدہ ہوگا۔ یہاں آٹے کا بحران ہے۔ اس دن میری بہن نے یہاں آ کر یہ بات کی ہے کہ یہاں آٹے کا بحران ہے اور میں یہ دیکھنے آئی تھی کہ یہاں آٹے کے مسائل کے لئے یا کھانے پینے کی اشیاء کے لئے کیا کچھ کیا جا رہا ہے تو میں یہ کہنا چاہوں گی کہ یہ جو آٹے کا بحران ہے، بجلی کا بحران ہے، پانی کا بحران ہے یہ ہمارا پیدا کردہ نہیں ہے۔ یہ انہی کی حکومت کی دی ہوئی سوغاتیں ہیں جو عوام بھگت رہے ہیں۔ ہم انشاء اللہ اس میں بہتری لانے کی پوری کوشش کریں گے اور ہمارے قائد نے اس میں بہتری لانے کے لئے جو متوازن بجٹ پیش کیا ہے تو پنجاب کے عوام نے اس پر ان کا شکریہ ادا کیا ہے۔

جناب سپیکر! محکمہ صحت میں جو بجٹ رکھا گیا ہے وہ ایک اچھی بات ہے لیکن میں یہ چاہوں گی کہ اس کو ensure کروایا جائے کہ جو بجٹ رکھا گیا ہے وہ صحیح طریقے سے لاگو ہو گا اس میں ہسپتالوں کی حالت بہتر ہو گی، غریبوں کو دوائیاں مفت ملیں گی۔ جب ہم ہسپتالوں میں جاتے ہیں تو وہاں پر غریبوں کا جو حال ہوتا ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ ہم لوگ خود جب ہسپتال جاتے ہیں تو ہمیں بھی کوئی ڈاکٹر پوچھتا نہیں ہے تو جو غریبوں کی حالت ہے وہ آپ خود ہی اندازہ کر لیں کہ کیا ہوتی ہو گی۔ ہم بجٹ تو اتنا بڑا رکھ لیتے ہیں لیکن وہاں پر کسی غریب کو ڈسپرین تک کی گولی مفت نہیں ملتی۔ میرے خیال میں یہ جو بجٹ رکھا جاتا ہے اس کا بہتر فائدہ تب ہی ہو گا کہ اگر ہم اس کو ایک اچھے طریقے سے لاگو کروا سکیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہمارے وزیر خزانہ نے جو یتیم بچوں کی تعلیم کے لئے بجٹ مختص کیا ہے اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔ یتیم بچوں کی کفالت کرنے کا ہمارے حضور پاک صلی

اللہ علیہ وسلم نے بھی حکم فرمایا ہے اس لئے میں ان کو اس بات پر بہت appreciate کرتی ہوں۔ بیواؤں کا قرضہ معاف کرنے کے لئے جو انہوں نے سہولیات دی ہیں وہ بھی خوش آئند بات ہے۔ اللہ کرے کہ ہماری انتظامیہ صحیح لوگوں کو صحیح سہولتیں مہیا کر سکے تاکہ ہمارا صوبہ وزیر اعلیٰ کی قیادت میں ترقی کر سکے۔

جناب سپیکر! میں یہ چاہوں گی کہ وزیر خزانہ اپنی wind up تقریر میں خواتین کے لئے بھی بہتر سہولتیں فراہم کریں۔ خواتین کی بہتری کے لئے اس بجٹ میں مجھے کوئی خاص پروگرام نظر نہیں آیا۔ میری یہ خواہش ہے کہ خواتین کی بہتری کے لئے کوئی نہ کوئی ایسا پروگرام ہونا چاہئے کہ خواتین میں بہتری آ سکے۔

جناب سپیکر! میں ایک اور مسئلہ کی طرف بھی نشاندہی کرنا چاہوں گی کہ یہ جو ہمارے ایئرپورٹس ہیں ان میں پہلے وی۔آئی۔پی لاؤنجز تھے جو کہ ختم کر دیئے گئے اور جو عام لوگ ہیں جو اپنے رشتہ داروں کو لینے یا چھوڑنے جاتے ہیں تو ان کے بیٹھنے کا جو انتظام ہے وہ اتنا ناقص ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں ہے۔ دس پنکھوں میں سے ایک پنکھا چل رہا ہوتا ہے، کرسیاں کم ہیں۔ لوگ رُل رہے ہیں اور اس طرح بین الاقوامی طور پر ہمارا اچھا impression نہیں جا رہا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لئے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ پانی پینے کے لئے اگر صاف مہیا ہو جائے تو اس سے آدھی بیماریاں ویسے ہی ختم ہو جاتی ہیں۔ سابقہ حکومت کا کارنامہ یہ ہے کہ ہم ایم۔پی۔اے ہاسٹلز میں رہتے رہے ہیں اور ہم وہاں پر گندہ پانی پیتے رہے ہیں اور وہ یہاں پر یہی نعرے لگاتے رہے ہیں کہ ہم لوگوں نے بہت ترقی کے کام کئے ہیں۔ ہم لوگوں نے عوام کو بڑا صاف پانی مہیا کیا ہے تو وہ چراغ تلے اندھیرے والی بات تھی کہ ایم۔پی۔اے ہاسٹلز کا پانی بھی گندہ ہی تھا۔

جناب سپیکر! مہنگائی کا جن ہمارا پیدا کردہ نہیں ہے بلکہ چودھری پرویز الٰہی کی حکومت کا پیدا کردہ ہے۔ انہوں نے عوام کو دو چیزیں وافر مقدار میں دی ہیں جن میں ایک لوٹے لٹیرے اور دوسرا مہنگائی اور سب سے بڑا جن پرویز مشرف کی صورت میں عوام پر مسلط کر دیا ہے۔

(گو مشرف گو اور پرویز الٰہی گو کے نعرے)

میری آپ کی وساطت سے ان سب ممبران سے درخواست ہے کہ ہم نے ہر طرح کی کوششیں کر کے دیکھ لی ہیں اور ہم یہ دعا ہی کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے اور پرویز مشرف سے ہماری جان چھڑائے۔

(گو مشرف گو کے نعرے)

میں نے تو لوگوں کو یہاں تک کہتے ہوئے سنا ہے اور لوگوں کی mental approach ان کے بُرے کارناموں کی وجہ سے یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ لوگ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ جب سے پرویز مشرف اس پاکستان پر مسلط ہوا ہے تو پاکستان کے دریاؤں کا پانی بھی خشک ہو گیا ہے۔ اللہ معاف کرے اور اللہ اس کو عقل دے اور وہ پاکستان کو بخش جائے۔

جناب سپیکر! کچی آبادیوں کی بہتری کے لئے ہماری حکومت نے جو فنڈ رکھا ہے اور سابقہ حکومت نے بھی یہ فنڈ رکھا تھا لیکن انہوں نے تو غریب لوگوں کی بہتری کے لئے کچھ نہیں کرنا تھا اور انہوں نے امیروں کو نوازنا تھا اور خود کو نوازنا تھا جو نواز لیا۔ اس بات کا یہ ثبوت ہے کہ ان کا رکھا گیا فنڈ ویسے کا ویسا ہی دھرا رہ گیا۔ میری وزیر خزانہ صاحب سے یہ درخواست ہو گی کہ کچی آبادیوں کے لئے رکھے گئے فنڈ کی وہ خود look after کریں کہ وہ بہتر طریقے سے کچی آبادیوں کی حالت بہتر بنانے پر لگ رہا ہے اور ان کی حالت بہتر ہو رہی ہے یا وہ فنڈ بھی انتظامیہ کھیلے کر کے ختم کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! وقت چونکہ کم ہے تو آخر میں یہ کہنا چاہوں گی کہ پنجاب کے عوام کی نظریں وزیر اعلیٰ کی طرف لگی ہوئی ہیں تو میں ان کی طرف سے وزیر اعلیٰ کی خدمت میں یہ ایک شعر پیش کرنا چاہتی ہوں کہ:۔

نہ جانے کیوں ہمیں تم پہ بہت بھروسہ ہے
خیال رکھنا کہ قائم یہ اعتبار رہے
شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: مولانا محمد الیاس چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وحدہ و الصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ۔ قال تعالیٰ فَمَا حَصَدتُّمۡ فَذَرُوهُ فِي سُنۢبُلِهِۦٓ إِلَّا قَلِيلٗا مِّمَّا تَأۡكُلُونَ o صدق اللہ العظیم۔ جناب سپیکر! میں نے یہ آیت ایک نیک شگون کے لئے پڑھی ہے کہ جب مصر میں قحط پڑا تھا تو سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی وزیر خزانہ بنایا گیا تھا جیسے آج

ہمارے وزیر خزانہ کائرہ صاحب ہیں تو سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام نے بڑے عظیم اصول دیئے تھے اور ان آیات میں انہی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اللہ پاک ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کو اس کرسی پر دیکھتے ہوئے مبارک پیش کرتا ہوں اور آپ کی وساطت سے ہمارے یہاں کے سپیکر جو اس وقت قائم مقام گورنر بن چکے ہیں، ان کو بھی مبارک پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ نہایت ہی عجلت اور نامساعد حالات میں تیار کیا گیا اور وہ نامساعد حالات روشن خیالوں کے چیئرمین پرویز مشرف نے پیدا کئے تھے۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے اور جلد عنقریب وہ روشن خیالوں کا صدر اپنے منطقی انجام کو پہنچے گا تو انشاءاللہ ہماری یہ حکومت آزادانہ اور بہتر طریقے سے اپنی قوم کی خدمت بہتر انداز میں کر سکے گی۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگرچہ وقت مختصر ہے لیکن میں اس باوقار ایوان کو یاد کرانا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے دور میں میرے حلقہ کے جو ایم۔پی۔اے صاحب تھے، میری معلومات کے مطابق انہوں نے پورے پانچ سالوں میں ایک منٹ کے لئے اس ایوان کی سمع خراشی کرنے کی کوشش نہیں کی ہے اس لئے ان کا تمام وقت بھی میرے لئے امانت ہے لہذا میں آپ سے درخواست کروں گا کہ میرے وقت کو ڈبل کیا جائے۔

جناب سپیکر! وزیراعلیٰ پنجاب نے اپنی تقریر میں اپنے آپ کو جو خادم اعلیٰ کہا تھا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بھی اسلامی اصولوں کے عین مطابق ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو بہتر انداز میں خدمات سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ عدلیہ اور انصاف کی بحالی یقیناً ایک پرانے آدمی ہٹلر کا قول ہے، ہم تو اسلام اور قرآن کا حوالہ دیتے ہیں لیکن اگر کسی غیر مسلم کا بھی حوالہ لینا ہو تو ہٹلر سے کسی نے کہا تھا کہ ہم یہ جنگ ہار رہے ہیں تو اس نے یہ پوچھا تھا کہ کیا ہماری عدلیہ انصاف نہیں کر رہی؟ تو انہیں بتایا گیا کہ عدلیہ انصاف کر رہی ہے۔۔۔۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔ جناب سپیکر! محترم فاضل ممبر صاحب ہٹلر کا حوالہ دے رہے ہیں تو وہ ہٹلر نہیں بلکہ برطانوی وزیراعظم ونسٹن چرچل تھے۔ جب برطانیہ تباہی کے دہانے پر پہنچ چکا تھا تو اس وقت اس نے اپنی کابینہ کی میٹنگ میں یہ پوچھا تھا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: شکریہ۔ جی، چرچل تھا اور میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مقصد تو یہ ہے کہ اگر ہماری عدلیہ قائم ہے تو سارا نظام قائم و دائم ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ عدلیہ کی بحالی، ججوں کی بحالی کی support اس لئے بھی کرنی چاہئے کہ ججوں نے آئین کی بحالی کا کام کیا ہے۔ یہی آئین ہے جس نے پاکستان کو دستور بخشا ہے۔ یہی آئین ہے جس نے ختم نبوت کے عقیدے کو تحفظ بخشا ہے اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ عدلیہ کی بحالی کی بھرپور کوششیں ہونی چاہئیں۔

راؤ کاشف رحیم خاں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! مولانا صاحب نے حضرت عمر فاروق کا حوالہ نہیں دیا کتنے افسوس کی بات ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: راؤ صاحب! تشریف رکھیں۔ یہاں پر بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اور میں نے cross talk سے منع کیا ہوا ہے۔ کسی ممبر کی تقریر میں دوسرا ممبر بات نہ کرے کیونکہ وزیر خزانہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ہم تو قرآن، حدیث اور اسلام کا حوالہ دیتے ہیں لیکن اس کی تائید میں، میں نے یہ گزارش کی ہے۔

جناب سپیکر! تعلیمی نظام سے سیلف فنانس سکیم کو ختم کرنا میں سمجھتا ہوں کہ اس کے ذریعہ سے تعلیم میں ترقی و بہتری آئے گی لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ بعض ادارے سیلف سپورٹنگ سکیم سے بھی کام لے رہے ہیں۔ اس سلسلے کو بھی ختم ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! غربت کے خاتمہ کے لئے 17۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی خوش آئند چیز ہے لیکن میری گزارش یہ ہو گی کہ اس میں ایسی یتیم لڑکیاں جن کے جہیز کا کوئی بندوبست نہیں ہو سکتا اور ایسے معذور افراد جن کی کفالت کا کوئی ذریعہ نہیں ہے، ان غرباء کی امداد کے لئے خصوصی طور پر انتظام کیا جائے۔

جناب سپیکر! صوبہ پنجاب اللہ کے فضل سے زرخیز علاقہ ہے اور اس میں پانی کا مسئلہ اب عالمی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ اس اعتبار سے جہاں پانی کے مسائل پیش کئے جا رہے ہیں تو یقیناً کالا باغ ڈیم، جیسے ہمارا مطالبہ ہوا تو اس پر بھی سنجید گی سے بحث ہونی چاہئے اور میری یہ خواہش ہے کہ آپ اس ہاؤس کی ایک کمیٹی تشکیل دیں جن ایم۔پی۔ایز کو آپ بہتر سمجھیں اور ہم وہ وفد لے کر صوبہ سرحد جاتے ہیں اور صوبہ سندھ جاتے ہیں اور وہاں اپنے علماء کے ذریعے سے، باشعور طبقے کے ذریعے سے ان کو قائل کرنے کی کوشش کریں گے لیکن میں اس قحط سالی اور پانی کی ناپید گی کا جو بنیادی مسئلہ ہے اس کی طرف قرآن کے ذریعے سے ایک حوالہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے زمانے میں بھی ایک مرتبہ ایسا ہی قحط پیش آیا تھا، لوگ بد حالی کا شکار تھے اور بارشیں نہیں ہو رہی تھیں، دریاؤں میں پانی نہیں تھا تو سیدنا نوح علیہ السلام نے ایک مختصر نسخہ ان کو استغفار کا بتایا تھا اور فرمایا تھا کہ فَقُلْتُ ٱسْتَغْفِرُواْ رَبَّكُمْ إِنَّهُۥ كَانَ غَفَّارًا o يُرْسِلِ ٱلسَّمَآءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا o وَيُمْدِدْكُم بِأَمْوَٰلٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّـٰتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَـٰرًا o استغفار کرنے کے آپ کو پانچ فائدے ہوں گے۔ يُرْسِلِ ٱلسَّمَآءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا o اللہ پاک تمہارے اوپر موسلا دھار بارش کریں گے۔ دوسری چیز بتائی کہ وَيُمْدِدْكُم بِأَمْوَٰلٍ۔ اللہ تعالیٰ مختلف مالوں کے ذریعے سے تمہاری امداد کریں گے۔ تیسرا استغفار کا فائدہ ہو گا کہ اللہ پاک تمہیں لڑکے عطا فرمائیں گے اور چوتھی چیز فرمائی وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّـٰتٍ ۔اللہ پاک تمہارے باغات کو برآور کر دے گا اور آخری چیز بیان فرمائی کہ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَـٰرًا o اور تمہارے دریاؤں کو چلا دیں گے۔

جناب سپیکر! آج اس روشن خیالوں کے چیئرمین کی لائی ہوئی نحوست اور اس کی بے حیائی کا یہ سیلاب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس کی وجہ سے قوم کے اوپر یہ عذاب آیا ہے۔ اس وقت میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم سب کو من حیث القوم توبہ اور استغفار کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے بارش کا سلسلہ پھر سے جاری فرما دیں گے۔

جناب سپیکر! ترقیاتی پروگرام کی مد میں بہت بڑی رقم رکھی گئی ہے میں یہاں جناب کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ میرے مطالبے پر مسلم لیگ پنجاب کے صدر میاں محمد شہباز شریف اور میاں محمد نواز شریف نے چنیوٹ کو ضلع کا درجہ دینے کا اعلان کر دیا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس وسیع بجٹ میں چنیوٹ کو ضلع بنانے کے لئے جو فنڈز درکار ہیں ان کو مختص کیا جائے۔

جناب سپیکر! معیشت کی زبوں حالی کا ذکر کیا گیا ہے حالت تو یہ ہے کہ وہ روٹی جو ایک امیر اور غریب سب کی ضرورت ہے آج وہ چار روپے کی ہو گئی ہے اور اس کی موجودگی میں ہمارے G.R.O-I اور گورنر کی رہائش گاہوں کے لئے پچاس پچاس لاکھ روپے کے جنریٹر خریدے جا رہے ہیں۔ میری گزارش ہو گی کہ اس قسم کے غیر ضروری اخراجات کم کر کے ان پیسوں کو اگر نہروں کے اوپر جہاں mini ڈیم بننے ہیں ان میں ضم کر دیا جائے تو انشاء اللہ اس کا بہت بڑا فائدہ ہو گا۔ میں اسی ضمن میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے ایک فاضل ممبر نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ چنیوٹ میں جو دریائے چناب ہے وہ دو پہاڑیوں کے درمیان واقع ہے اور وہ اللہ پاک کی طرف سے عنایت کردہ بہت مضبوط بند ہیں اگر وہاں پر ایک mini ڈیم بنا دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت دریائے چناب میں دیگر دریاؤں کی نسبت پانی زیادہ پایا جاتا ہے وہاں پر ڈیم بنا کر بجلی حاصل کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر! علاج معالجے کے لئے 13۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں اگرچہ جڑانوالہ کو پنجاب کی سب سے بڑی تحصیل کہا گیا لیکن چنیوٹ پنجاب کی سب سے پرانی تحصیل ہے اور اس کی آبادی 14 لاکھ سے متجاوز ہے۔ اس وقت ہمارے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں بہت سارے ڈاکٹروں کی اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ ڈاکٹر آتے ہیں لیکن ڈاکٹروں کی کالونیاں اور رہائش گاہیں غیر مناسب ہونے کی وجہ سے کوئی ڈاکٹر نہیں آتا جو ڈاکٹر آتا ہے وہ آنے سے پہلے ہی اپنا تبادلہ کروا کے کسی دوسری جگہ چلا جاتا ہے۔ لہذا ہسپتال کی زبوں حالی کو درست کرنے کے لئے ہمیں خصوصی فنڈز عنایت کئے جائیں۔ حالت یہ ہے کہ اس پورے شہر میں جب آپریشن کی ضرورت ہوتی ہے تو بیہوشی کا کوئی ایک ڈاکٹر بھی موجود نہیں ہے جس کی وجہ سے ہمارے مریضوں کو یا تو فیصل آباد لے جانا پڑتا ہے یا لاہور لے جانا پڑتا ہے یا پھر قادیانیوں کے ہسپتال میں جانے کے لئے مسلمان مجبور ہو جاتے ہیں۔ ہومیوپیتھک ایک ذریعہ علاج ہے، خاص طور پر میں سمجھتا ہوں کہ چھوٹے معصوم بچے جو ایلوپیتھک کی کڑوی دوائیں نہیں کھا سکتے میٹھی میٹھی گولیاں وہ آسانی سے کھا سکتے ہیں۔ میری معلومات کے مطابق پنجاب میں 36 لاکھ انسانوں نے مفت ہومیوپیتھک کے علاج سے فائدہ اٹھایا ہے لیکن ایک سکیم کے تحت ہومیوپیتھک ڈاکٹر اور طب یونانی سے تعلق رکھنے والے حکماء کو بتدریج ختم کیا جا رہا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہومیوپیتھک ہو یا طب یونانی ہو اس کو ترویج دینے کی کوشش کی جائے۔

جناب سپیکر! اساتذہ کے لئے کہا گیا ہے کہ جو اپنی کارکردگی اچھی دکھائے گا اس کو خصوصی allowances دیئے جائیں گے۔ میری اس میں یہ بھی گزارش ہوگی کہ بے شک ان کی تنخواہوں میں 20 فیصد تک اضافہ کیا گیا ہے لیکن میری رائے یہ ہے کہ تنخواہوں میں اضافہ مہنگائی کی بڑھتی ہوئی صورتحال کے تناسب سے کیا جائے۔

جناب سپیکر! کڈنی سنٹر کے لئے 54 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت ضروری قدم تھا لیکن میری خواہش اور میری رائے ہے کہ اس رقم میں سے کچھ رقم اس مرض کے اسباب اور اس کے سدباب سے آگاہی کے لئے اور اس کی تعلیم دینے کے لئے مختص کی جائے۔ اسی طریقے سے گردوں کی بیماری بھی اپنے عروج پر ہے لہذا اس کے علاج کے لئے اور ہیپاٹائٹس جو ایک نئی بیماری آئی ہے وہ تیزی سے پھیل رہی ہے تو اس کے سنٹرز تحصیل کی سطح پر بنائے جائیں تاکہ اس بیماری کے لئے دور دراز علاقوں کے چکر نہ لگانے پڑیں۔

جناب سپیکر! تعلیمی بجٹ میں 110۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ چنیوٹ کے بہت سارے سکول ہیں جو ابھی تک پرائمری کا درجہ رکھتے ہیں اور ان کی upgradation کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طریقے سے ہمارے چنیوٹ کے اسلامیہ ڈگری کالج کے کئی بلاک ہیں جو زیر تعمیر ہیں ان کی تعمیر کو مکمل کرنے کے لئے، وہاں بجلی مہیا کرنے کے لئے اور 400 طلباء کے لئے کرسیاں حاصل کرنے کے لئے بھی خصوصی فنڈز کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! یہاں کھیل کا ذکر کیا گیا ہے اور ظاہر بات ہے کہ ایک اچھا دماغ پیدا کرنے کے لئے اچھے بدن کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کے لئے کھیلوں کے وسیع میدان ہونے چاہئیں لیکن ہماری پوری تحصیل میں ہمیں کوئی قابل ذکر سرکاری گراؤنڈ یا پارک نظر نہیں آتے۔ ہمارے دوستوں نے یہاں ذکر کیا ہے کہ جو سہولیات ہوتی ہیں وہ بڑے شہروں کو جو پہلے ہی ان سہولیات سے استفادہ حاصل کر رہے ہوتے ہیں ان کو مزید نوازا جاتا ہے لہذا ان چھوٹے اور غریب شہروں کی طرف بھی توجہ کی جائے اور تعلیم کی مد میں ایک بات آئی ہے کہ ائیر کنڈیشنڈ بسیں سات بڑے بڑے شہروں کو مہیا کی جائیں گی جبکہ بڑے شہروں میں پہلے ہی بہت ساری کمپنیوں اور اداروں نے اس قسم کی بسیں مہیا کی ہوئی ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ ان کے ساتھ ساتھ چھوٹے شہروں کو بھی مدنظر رکھا جائے بے شک air-conditioned بسیں نہ ہوں non air-conditioned بسیں ہی ہوں لیکن ان کا دائرہ کار وسیع کیا جائے اور دور دراز کے علاقوں کو یہ بسیں مہیا کی جائیں اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ جو ماں

باپ اپنے بچے کو سکوٹر، کار یا رکشا پر چھوڑنے پر مجبور ہوتے ہیں جب ہر سکول کو یہ بسیں مہیا کی جائیں گی تو ہماری ان مشکلات میں بھی کمی آجائے گی۔

جناب سپیکر! زرعی شعبہ ہمارے ملک کی ترقی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ پانی کی پریشانی ہے اور دیگر اسباب پر بھی کوشش کرنی چاہئے ایسے علاقے جو نہری رابطوں کے قریب نہیں ہیں ان پر زیادہ سے زیادہ ٹیوب ویل لگائے جائیں تاکہ ان لوگوں کو پانی مہیا ہو اور بنجر زمینیں آباد ہو سکیں۔ اس سلسلے میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارا اکثر سڑکوں پر مختلف شہروں میں آنا جانا ہوتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ خاص طور پر گنے کے موسم میں اکثر ٹرالیاں الٹی ہوتی ہیں۔ میں نے جنوبی افریقہ کا سفر کیا ہے مجھے وہاں پتا چلا کہ وہاں کے دیہاتی اپنے گنے کا رس اپنے ہاں مقامی جگہوں پر نکالتے ہیں اور اس رس کو شوگر ملوں تک پہنچاتے ہیں اگر پنجاب میں اس طریقہ کار کو رواج دیا جائے تو سڑکوں پر آئے روز جو accident ہوتے ہیں اور یہ ہمارے کاشتکار بھائی بھی نہیں سمجھتے کہ ایک ٹرالی جب الٹ جاتی ہے اس کا کنڈا ٹوٹ جاتا ہے تو تین تین دن اس کی مرمت کرنے اور گنے کو دوبارہ load کرنے کے لئے لگ جاتے ہیں تو نفع کی بجائے کاروبار نقصان میں جا رہا ہوتا ہے اس لئے ایسی سکیم متعارف کرائی جائے کہ جب گنا لایا جائے، اول تو اس کا رس نکال کر ملوں تک پہنچایا جائے اگر فی الحال یہ ناممکن ہو تو وہ گنا ایسی بند گاڑیوں میں لے جایا جائے تاکہ ٹریفک کا کوئی نقصان نہ ہو اور اگر ٹرالیاں رکھنی ہیں تو کم از کم ٹرالیوں کی back light اور brake light ہونی چاہئے اس لئے ہم نے دیکھا ہے کہ جتنی بھی ٹرالیاں ہیں ان کی لائٹیں صرف ٹریکٹر تک ہی محدود ہوتی ہیں لیکن ٹرالیوں پر دائیں بائیں مڑنے یا بریک لگانے کے لئے کوئی اشارہ نہیں ہوتا اور وہ گمنامی میں سفر کر رہی ہوتی ہیں۔ ان ٹرالیوں کی وجہ سے اکثر سردیوں میں حادثات ہوتے ہیں لہذا میری استدعا ہے کہ ان کو laws کا پابند کیا جائے۔

جناب سپیکر! صنعتی شعبے میں ایک ارب 30 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ میں اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں بہت سارے علاقوں کو ٹیکس فری زون declare کر کے وہاں انڈسٹریز لگانے کے لئے ٹیکسوں میں چھوٹ دی گئی ہے۔ اس سلسلے میں میری استدعا ہے کہ میری تحصیل چنیوٹ کو بھی اس سہولت سے نوازا جائے۔ میں مزید یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج سے تقریباً دس پندرہ سال پہلے چنیوٹ سے لوہے کے بڑے وسیع ذخائر دریافت ہوئے تھے اور میرے والد گرامی مولانا منظور احمد چنیوٹی نے یہاں ایک قرارداد پیش کی تھی اور ساتھ ہی لوہے کا raw material بھی

پیش کیا تھا۔اس وقت کے تجربہ کار سائنسدانوں نے یہ بتایا تھا کہ پاکستان میں لوہے کی دریافت کے جتنے تجربے ہوئے ہیں ان میں سب سے کامیاب ترین تجربہ یہ تھا چونکہ اس raw material میں 70فیصد لوہا پایا جاتا ہے اور وہاں وسیع ذخائر موجود ہیں۔ میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ اس کے لئے کچھ کوشش ہو رہی ہے اور ابھی بھی چیف سیکرٹری صاحب کی میز پر یہ فائل پڑی ہے۔اس بات کو پندرہ سال ہو گئے ہیں لیکن یہ سارے کا سارا work فائلوں میں پڑا ہے۔اگر ہماری حکومت سٹیل مل لگانے میں سنجیدہ ہو اور لوہا نکالنے میں سنجیدہ ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک کے ریونیو میں قابل قدر اضافہ ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر!اس بجٹ میں سڑکوں کے لئے بہت زیادہ رقم مختص کی گئی ہے۔اس وقت ہمارے ہاں چنیوٹ میں فیصل آباد چنیوٹ روڈ، چنیوٹ سرگودھا روڈ، چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈز زیر تعمیر ہیں لیکن ان کی تکمیل کی جو مدت دی گئی تھی وہ گزر چکی ہے لیکن ابھی تک وہ سڑکیں ادھوری ہیں جن کی وجہ سے آئے روز حادثات ہوتے رہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: مولانا صاحب!آپ سے گزارش ہے کہ پلیز ایک منٹ میں wind up کریں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جی، درست ہے۔ میری گزارش ہے کہ ان ٹھیکیداروں کو پابند کیا جائے اور انھوں نے تکمیل کی مدت سے جو زیادہ وقت لیا ہے اس پر انھیں جرمانہ کیا جائے اور صحیح معیار کے مطابق سڑکیں تعمیر کی جائیں۔اس میں ایک لطیفے کی بات ہے کہ جھنگ میں، جھنگ لالیاں روڈ ہے اس روڈ پر چنڈ بھروانہ سے ترکھانوالہ چوک تک سڑک بنادی گئی ہے پھر ونوکہ سے لالیاں تک بنادی گئی ہے لیکن چوک ترکھانوالہ سے ونوکہ تک جو درمیانی ٹکڑا ہے وہ نہ بیان کردہ وجوہات کی بنا پر روک دیا گیا ہے۔اس وجہ سے وہ سڑک قابل استعمال نہیں ہے چونکہ ابھی تک اس کے درمیانی حصے کی تعمیر شروع ہی نہیں ہوئی۔لہذا میری استدعا ہے کہ اس کے درمیانی حصے کو بھی مکمل کیا جائے۔

جناب والا!فیصل آباد ڈویژن میں محکمہ تعلیم میں بہت سارے ایسے انگلش ٹیچرز ہیں جو ایڈہاک بنیادوں پر لگائے گئے تھے اور انھیں خدمات سرانجام دیتے ہوئے ساڑھے تیرہ سال ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک انھیں regular نہیں کیا گیا میری گزارش ہے کہ ان کے حال پر رحم کرتے ہوئے انھیں regular کرنے کے احکامات صادر فرمائے جائیں۔ میں ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کا موقع عطا فرمایا۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں تو اس معزز ایوان کے حوالے سے یہی کہوں گی کہ

نہ ہم بدلے نہ وہ بدلے نہ دل بدلا نہ دل کی آرزو بدلی
میں کیسے انقلاب آسمان کر لوں

جناب سپیکر! مجھے 18۔اکتوبر کا وہ دن یاد ہے جب لوگ ننگے پاؤں محترمہ بے نظیر بھٹو کے اس جلوس میں شامل ہوئے اور وہ خود کش دھماکے کی وجہ سے شہید ہوئے۔ مجھے آج 18۔فروری کا دن بھی یاد آتا ہے کہ جب لوگ قطاروں میں لگ کر ہمیں ووٹ دینے کے لئے اپنے گھروں سے باہر نکلے۔ مجھے وہ دن بھی یاد ہے کہ جب اس الیکشن کا رزلٹ آیا تو یہاں پر دو پارٹیوں کی حکومت بنی۔ مجھے وہ دن بھی یاد ہے کہ جب ضیاء الحق کی آمریت نے لوگوں کو کوڑے مارے اور مجھے وہ دن بھی یاد ہے کہ جب لوگوں کو آٹا قطاروں میں ملا، گھی مہنگا ملا، چینی مہنگی ملی پھر وہ لوگ قطاروں میں ووٹ دینے کے لئے آئے۔ چونکہ میں لاہور کی باسی ہوں اس دن لاہور میں ایسا سماں تھا کہ اگر آپ کی پارٹی کھمبے کو بھی کھڑا کرتی تو اس دن اس نے بھی جیت جانا تھا اس لئے کہ لوگ تنگ آ چکے تھے۔ مجھے وہ دن بھی یاد ہے کہ 1999 میں جب میاں محمد نواز شریف کی حکومت کو ہٹایا گیا اس وقت ملک بیمار نہیں تھا بلکہ تندرست تھا اور معیشت بھی ٹھیک تھی۔ مجھے وہ دن بھی یاد ہے کہ جب انھیں exile میں بھیجا گیا جب وہ جلاوطن ہوئے۔ مجھے وہ دن بھی یاد ہے جب آپ نے یہاں پر ڈسٹرکٹ ناظم کا الیکشن لڑا، پہلے تو اوپر کی سطح پر کرپشن ہوتی تھی لیکن اس وقت نچلی سطح تک بھی بیس ہزار کا ووٹ بکا۔ میں یہ بات کروں گی کہ ان حالات میں جب معاشی عدم استحکام ہے پنجاب کی عوام کے لئے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ نے جو بجٹ پیش کیا ہے یہ واقعی قابل غور اور فکر کی بات ہے کہ کہیں اس کے منفی اثرات ہماری حکومت پر نہ پڑیں۔ ہمیں سوچنا پڑے گا کہ پنجاب میں ایک کروڑ ایکڑ پنجاب حکومت کی اراضی ہے جو بے کار پڑی ہے۔ زمین کاشتکار کی ماں ہوتی ہے، وہ ماں کا درجہ رکھتی ہے اور کاشتکار ماں کی طرح زمین سے بھی محبت کرتے ہیں۔ چونکہ اس بجٹ میں خواتین کے لئے کچھ نہیں رکھا گیا لہذا میں استدعا کرتی ہوں کہ اگر ہم وہ سرکاری زمین خواتین کے نام الاٹ کریں یا لیز پر دیں تو اس سے بہت بہتری آئے گی چونکہ عورت تو اپنی انگوٹھی بھی نہیں بیچتی اور وہ زمین بھی نہیں بیچے گی اور انشاء اللہ اس کا صحت مند معاشرے کی شکل میں رزلٹ ملے گا اور آپ کو ایک صحت مند پنجاب ملے گا۔ اگر آپ نے پنجاب کو زرخیز کرنا ہے تو یہ زمین خواتین کے نام کریں۔ اگر آنے والے وقت میں آپ کی

بہنیں کھیتوں میں کام کرتی ہیں، اپنے مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتی ہیں تو وہ زمین خواتین کو الاٹ کریں اور الاٹ کرنے کا طریق کار بھی بنالیں میرے خیال میں زرعی اصلاحات کے ذریعے بھی الاٹ ہو سکتی ہیں جیسے 1973 میں ذوالفقار علی بھٹو نے کی تھیں پالیسز پر دی تھیں۔

جناب سپیکر! وفاقی حکومت نے کچھ چیزوں پر ڈیوٹی عائد کی ہے اس کے منفی اثرات سے بچنے کے لئے حکومت پنجاب نے بجٹ میں کیا ضروری اقدامات کئے ہیں چونکہ خورد و نوش کی چیزیں تو دن بدن مہنگی ہو رہی ہیں۔ابھی گھی کی قیمت 20 روپے بڑھ گئی ہے اس کے علاوہ پٹرول کی قیمت بھی مزید بڑھے گی۔ W.T.O کے معاہدے کے منفی اثرات سے بچنے کے لئے حکومت پنجاب اور حکومت پاکستان نے کیا اقدامات کئے ہیں؟ مجھے بجٹ میں یہ اقدامات دکھائی نہیں دے رہے۔

جناب سپیکر! اب میں اس ملک کے نصاب تعلیم کے متعلق بات کروں گی کہ میں سمجھتی ہوں کہ نصاب تو وفاقی حکومت بناتی ہے لیکن یہاں پر چار قسم کا نظام تعلیم ہے۔دینی مدارس میں اور تعلیم دی جاتی ہے۔یہاں مشنری سکولوں میں اور تعلیم دی جاتی ہے، یہاں کے پرائیویٹ انگلش میڈیم سکولوں میں اور تعلیم دی جاتی ہے اور گورنمنٹ کے سکولوں کا تو اللہ ہی حافظ ہے۔یہاں پر تو ٹیچر پڑھاتے ہی نہیں، ڈاکٹر علاج نہیں کرتے تو ہم کس مرض کی دوا ہیں۔اگر ہم قطاروں میں کھڑے اپنے بھائیوں اور بہنوں کا خیال کرنے کے لئے آئے ہیں تو پھر ہمیں سب سے پہلے تعلیمی نصاب ایک جیسا کرنا ہوگا۔لہذا ہمیں اس طرف خصوصی توجہ دینی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مجھے وقت کا خیال ہے۔میں ایک سیاسی کارکن ہوں، اپنے ہاتھوں سے پوسٹر، جھنڈے لگا کر اور فیلڈ میں کام کر کے آئی ہوں اس لئے یہاں پر معزز ایوان اور معزز ممبران کا وقت ضائع نہیں کروں گی۔

جناب سپیکر! یہاں پر صحت کے لئے بھی تین فیصد ہے، تعلیم کے لئے بھی تین فیصد بجٹ رکھا گیا ہے اگر اس کو بڑھا دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔دوسری بات یہ کروں گی کہ ہم مواصلات کے محکمہ یا انسانی حقوق کے محکمہ کو کہیں کہ موٹر وے اور ہائی وے پر ہیلی کاپٹر مہیا کیا جائے۔اگر road accident ہوتا ہے تو کسی مریض کی زندگی بچانے کے لئے حکومت پنجاب اس قسم کے اقدامات کرے تاکہ ایک انسان کی جان بچ سکے۔ہم نے عوام کو relief دینا ہے۔جب وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ کہا ہے کہ میں خادم اعلیٰ ہوں۔وہ ہمارے لئے معزز اور اس ایوان کے قائد بھی ہیں اور ہم ان سے یہی درخواست کریں گے کہ تمام محکموں سے پیسے لے کر ہیلی کاپٹر مہیا کئے جائیں تاکہ کسی حادثے کی

صورت میں انسانی جانوں کو بچایا جا سکے۔ وزیر اعلیٰ صاحب ہسپتالوں کے visit کر رہے ہیں لیکن سڑکوں پر تو زیور اُتار لئے جاتے ہیں۔ اگر کسی عورت کا accident ہوتا ہے، جب وہ تھانے جاتی ہے تو اس کا زیور اُتار لیا جاتا ہے۔ اس طرف بھی توجہ دی جائے۔ آپ نے کہا کہ ہم سکولوں اور کالجوں میں بسیں مہیا کریں گے اور ایک ہزار بسیں پرائیویٹ سیکٹر میں دی جائیں گی۔ اگر ان ایک ہزار بسوں کو گورنمنٹ اومنی بس کے نام سے چلایا جائے اور اس کا کنٹرول working women کو دیا جائے تو اس سے زیادہ اچھا result حاصل ہو گا۔ عورتیں دفتروں میں جاتی ہیں تو انھیں صبح لائنوں میں کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ ویگن والا آگے بٹھانے سے انکار کر دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ لمبے سفر کی سواری ہے اور میں اس کو ویگن پر نہیں بٹھاؤں گا اس لئے کہ مجھے آدھے راستے کی سواری بٹھانے سے ڈبل کرایہ مل جائے گا۔ اگر حکومت ان working women کو بسیں دے تو زیادہ بہتر ہو گا۔ حکومت خود بسیں خریدے اور ان کا کرایہ بھی fix کیا جائے تاکہ خواتین کے لئے مشکلات کم ہو سکیں۔ ان بسوں میں کنڈیکٹر بھی خواتین ہونی چاہئیں۔ اس طرح ایک تو عورتوں کو نوکریاں ملیں گی دوسرا خواتین کا transport کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! بس میری یہی چند گزارشات تھیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس ایوان کا وقت ضائع کرنے سے بہتر ہے کہ میں وزیر خزانہ صاحب سے کہوں کہ اگر وہ ذوالفقار علی بھٹو شہید کے ساتھی ہیں تو انھیں یہ بات دل میں رکھ کر سوچنا چاہئے کہ:

رہوے جگ تے غریب کوئی ناں
دکھ درد مصیبتاں نوں پھنڈ دیواں
اکٹھی کر کے جہان دی کل دولت
اکو جئی میں سبناں وچ ونڈ دیواں

جناب قائم مقام سپیکر: ماشاء اللہ۔ جناب جاوید احمد چودھری!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات کا شکر گزار ہوں کہ جس کی بے پناہ رحمت سے اور اپنے والدین کی دعاؤں سے مجھے دوسری مدت کا پہلا بجٹ یہاں پر سننے اور اس پر آج بحث کرنے کا موقع ملا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں اپنا تعارف بھی کرانا چاہتا ہوں۔ میرا تعلق حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کی نگری پاکپتن سے ہے جس کی دو ہی پہچانیں ہیں۔ ایک حضرت بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی ہستی اور دوسری

پہچان ہماری غربت اور پسماندگی ہے۔ مجھے دوسری دفعہ یہاں پر نمائندگی کا موقع ملا ہے۔ میں نے پچھلے پانچ سالوں میں بھی اپنے طور پر اس علاقے کی خدمت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس علاقے کے غریب لوگوں کی دعاؤں اور محبت کے ساتھ ووٹ دینے کی وجہ سے میں آج یہاں پر اس معزز ہاؤس میں کھڑا ہوں۔ ابھی تک وہاں پر ترقی کا پہیہ، خوشحالی کا دور شروع نہیں ہو سکا۔ میں سب سے پہلے اس علاقے کے مسائل کو یہاں پر highlight کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب تشریف فرما ہیں۔ میں آپ کے توسط سے ان کی اور حکومت پنجاب کی توجہ مبذول کرانی چاہتا ہوں کہ ہمارے علاقے پر خصوصی طور پر شفقت فرماتے ہوئے پاکپتن میں سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کی ایک یونیورسٹی دی جائے کیونکہ یہی وہ ادارے ہیں کہ جہاں سے بچے علم حاصل کر کے نہ صرف خود برسر روزگار ہوتے ہیں بلکہ وہ ملک و قوم کی خدمت بھی کر سکتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ ہمارے پاکپتن، ساہیوال، بہاولنگر کے اضلاع میں کوئی Home Economics College نہیں ہے۔ ہماری بچیوں کے لئے وہاں پر Home Economics College قائم کیا جائے۔ میں نے پہلے بھی درخواست گزاری ہوئی ہے کہ خواتین کے لئے وہاں پر ٹیکنکل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ ہماری خواتین معاشرے میں ایک اہم کردار ادا کر سکیں اور اپنی پیداواری صلاحیتوں سے ملک و قوم کی خدمت کرتے ہوئے خود بھی روزی کما سکیں۔ پچھلی حکومت میں ہمارے ساتھ ایک ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کا وعدہ ہوا تھا، وہ منظور بھی ہوا، اس کے فنڈز بھی release ہوئے تھے لیکن اس کی تعمیر ابھی تک شروع نہ ہو سکی ہے۔ وہ اس دفعہ کے A.D.P میں بھی شامل ہے۔ یہ 2006 کا منصوبہ ہے جس کی تعمیر شروع نہ ہونے کی وجہ سے پاکپتن میں ہمارے بچے ابھی تک ٹیکنیکل تعلیم سے محروم ہیں۔ میری درخواست ہے کہ نہ صرف اس کی تعمیر جلد شروع کروائی جائے بلکہ اس کی تعمیر کو جلد از جلد مکمل کر کے وہاں پر کلاسوں کا اجراء کیا جائے۔ ہمارے پاکپتن میں ایک کامرس انسٹیٹیوٹ ہے جہاں پر صرف سی۔کام، ڈی۔کام کی کلاسیں ہوتی ہیں۔ پچھلے دور میں اس کی عمارت مکمل ہو گئی لیکن ابھی تک اس میں کلاسوں کا اجراء نہیں ہوا۔ میری یہ درخواست ہے کہ نہ صرف کلاسوں کا اجراء کیا جائے بلکہ وہاں پر B.Com کی کلاسیں بھی شروع کی جائیں تاکہ ہمارے بچے جو دوسرے شہروں میں جا کر پڑھنے کی سکت نہیں رکھتے وہ وہیں پر پڑھ کر برسر روزگار ہو سکیں یا اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکیں۔

اس کے ساتھ ساتھ میرے اپنے حلقے میں بچے اور بچیوں کے ملا کر کل 158 سکول ہیں۔ ہم نے چند سکولوں کو پچھلے دور میں upgrade کروایا تھا۔ مجھے پورا یقین ہے کہ ہمارے قائد وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف صاحب نے جو اعلان کیا ہے کہ upgradation of schools ہو گی۔ اس میں وزیر خزانہ صاحب ہمارے پاکپتن اور خصوصاً حلقہ 228 کے لئے ضرور کوشش کریں گے اور وہاں کے maximum سکولوں کو upgrade کیا جائے گا تاکہ ہمارے بچوں اور بچیوں کو زیادہ سے زیادہ تعلیم حاصل کرنے کے مواقع میسر آ سکیں۔ میرے حلقے میں بہت سے نئے سکولوں کی ضرورت ہے۔ اس کا طریق کار کچھ ایسا دشوار ہے کہ پچھلے پانچ سالوں کی کوششوں کے باوجود ہم نئے سکول منظور کروانے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ میری یہ درخواست ہے کہ نئے سکول کھولنے کا criteria بدلیں۔ پہلے ضلعی حکومت سے منظوری لینا پڑتی ہے۔ اس کے بعد حکومت پنجاب کی طرف سے منظوری حاصل کرنا ہوتی ہے۔ ضلعی حکومت یا تحصیل گورنمنٹ کی اپنی priorities ہوتی ہیں۔ وہ ہمارے ساتھ مل کر نہیں چلنا چاہتے تھے یا نہیں چلنا چاہتے جس کی وجہ سے ہمیں نئے سکولوں کے اجراء میں مشکلات پیش آئیں۔ میری یہ درخواست ہے کہ ہمارے جیسے پسماندہ علاقوں میں ترجیحی بنیادوں پر بچوں اور بچیوں کے نئے سکولوں کا اجراء ہونا چاہئے اور اس کے لئے کوئی آسان پالیسی بنائی جائے۔

میرے حلقہ میں صرف دو ہی کالج ہیں۔ ایک بچوں کا اور دوسرا بچیوں کا ہے جبکہ اس حلقے کی آبادی تقریباً ساڑھے تین لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ میں کافی عرصے سے کوشش کر رہا ہوں اور اب پھر درخواست کرتا ہوں کہ موضع کلیانہ جو کہ میرے حلقہ میں ایک بہت بڑا قصبہ ہے وہاں پر دو کالجوں کا اجراء کیا جائے۔ وہاں پر ایک بچوں کے لئے کالج اور دوسرا بچیوں کے لئے کالج بنایا جائے۔ وہاں پر دونوں اطراف میں 25 سے 30 کلو میٹر دور تک کوئی کالج نہیں ہے۔ کالج قائم ہونے سے اس علاقے میں علم کی روشنی پھیلے گی اور وہ علاقہ بھی ترقی کر سکے گا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ کچھ مائنرز ہیں جن کی linning کے لئے میں نے درخواست گزاری ہوئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ محکمہ اری گیشن کی طرف سے اس دفعہ ان کی linning ہو جائے گی۔ ساتھ ہی ساتھ ہمارے ہاں جو B.H.Us ہیں ان کی حالت بہت بُری ہے۔ ان کی upgradation اور حالت سنوارنے کے سلسلے میں فنڈز درکار ہیں۔ ہماری حکومت نے صحت کے لئے جو پروگرام رکھا ہے اس میں سے ہمارا حصہ ہمیں ضرور ملے گا اور خصوصی طور پر پسماندہ ہونے کے ناتے اس میں خصوصی گرانٹ ہمارے جیسے اضلاع کو دی جائے۔ میرے حلقہ میں کوئی R.H.C نہ ہے البتہ ایک

ضلعی ہیڈکوارٹر ہسپتال ضرور ہے جبکہ میرے حلقے میں بہت بڑے بڑے قصبے ہیں۔ پکا سدھار ہے، کلیانہ ہے، ٹھٹھہ منظور خاں ہے۔ ان قصبوں میں R.H.Cs کی بہت زیادہ ضرورت ہے کیونکہ پندرہ پندرہ، بیس بیس کلو میٹر دور سے زخمیوں یا بیماروں کو لے کر آنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ ہمارے پاکپتن کی ترقی کے لئے یا کسی بھی علاقے کی ترقی کے لئے ذرائع آمدورفت بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ ہماری سب کی یہ مشترکہ کوشش، خواہش اور گزارش ہے کہ پاکپتن سے ساہیوال تک سڑک کو دورویہ کیا جائے۔ اس کی feasibility بھی بن چکی ہے تو میری اب پھر یہ درخواست ہے کہ اس پر جلد از جلد کام شروع کروایا جائے اور اس کی منظوری بھی دی جائے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ ہمارے وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کے vision کو دیکھتے ہوئے اور ہماری coalition government کے عزم کو دیکھتے ہوئے کہ نہ صرف پاک پتن سے ساہیوال تک بلکہ پاک پتن سے عارف والا تک دورویہ سڑکیں بنیں گی اور اسی دور میں انشاءاللہ بنیں گی۔ اس کے علاوہ شہر فرید کے لئے میرا مطلب پاک پتن سے ہے۔ اس میں اس دفعہ اے۔ ڈی۔ پی میں پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے لئے ایک سکیم کی منظوری دی گئی ہے میں اس کے لئے حکومت پنجاب کا شکر گزار ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جاوید صاحب میں آپ کی بات کو interrupt کروں گا۔ ممبران کی اطلاع کے لئے میں صرف یہ بتاؤں گا کہ چونکہ آج محترمہ بے نظیر بھٹو کی شہادت کے بعد پہلی سالگرہ ہے اور جو پیپلز پارٹی کے ساتھی ہیں وہ آج صبح سے ہمارے ساتھ یہاں پر موجود ہیں اور 8 بجے ایک function ہے جس میں انہوں نے پہنچنا ہے تو آپ کے بعد نگہت ناصر شیخ صاحبہ ہیں ان کی بات ہو گی اور اس کے بعد اجلاس کی کارروائی 23 تاریخ تک کے لئے ملتوی ہو جائے گی۔ جو 23 تاریخ کا شیڈول ہے وہ میں ان کی تقریر کے بعد announce کروں گا۔ تمام دوستوں سے گزارش ہے کہ آپ بھی تقریر سن کر جائیں تاکہ جب آپ تقریر کریں تو باقی آپ کی بھی سن سکیں۔

چودھری محمد حفیظ اختر: جناب والا! میری یہ گزارش ہو گی کہ سوموار والے دن کے لئے جو مقرر ہیں ان کی آپ لسٹ بتادیں کیونکہ یہ لسٹ پھر تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس لئے مہربانی فرما کر آج ہی list of speakers کی ترتیب بتادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آج ہم بیٹھ کر بنائیں گے۔ میری اس میں انتہائی کوشش یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ دوستوں اور ساتھیوں کو adjust کر سکوں اور جو بھی ساتھی بیٹھے ہیں ہم بھی آپ کے ساتھ ہی بیٹھے ہیں۔ وزیر صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ابھی لسٹ ہم بنا لیں گے۔۔۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب والا! وہ لسٹ پھر تبدیل ہو جاتی ہے۔ سب سے پہلے جب بجٹ پر بحث شروع ہوئی تو اس وقت میں نے اپنا نام 21 تاریخ کے لئے دیا تھا لیکن انیس اور بیس تاریخ کے جو دوست اور احباب بچ گئے تھے وہ چلتے آ رہے ہیں لیکن اگر ان میں کوئی اس طرح کے دوست ہیں تو ان کا اور جنہوں نے پہلے نام دیا ہوا ہے ان کا نام لسٹ میں سب سے پہلے آنا چاہئے۔ یہ میری آپ سے گزارش ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: انشاء اللہ تعالیٰ اس حساب سے ہی چلیں گے۔ جس تاریخ میں نام آئے ہیں سب سے پہلے ان کو preference دی جائے گی۔ جناب جاوید صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ:) شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ شہر فرید پاکپتن کے لئے اس دفعہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ میں ایک سکیم ہماری گورنمنٹ کی طرف سے منظور کی گئی ہے۔ امید ہے کہ اس پر بہت جلد نہ صرف کام شروع ہو گا بلکہ وہ ہمارے علاقے اور ہمارے شہر کے لئے ایک بہت بڑی شفقت ہے۔ ہمارے شہر کی حیثیت نہ صرف روحانی طور پر بلکہ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی وجہ سے بین الاقوامی حیثیت بھی ہے۔ ساری دنیا سے زائرین وہاں تشریف لاتے ہیں، مسلم بھی تشریف لاتے ہیں اور غیر مسلم بھی۔ اس علاقے کی حالت کو سنوارنے کے سلسلے میں ایک بہت بڑی سکیم ہے۔ میں اس کے لئے حکومت پنجاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اپنے وزیر اعلیٰ صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ اس پر جلد از جلد کام شروع کروایا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ میرا جو دیہاتی علاقہ ہے اس میں بھی بہت سی بنیادی سہولتوں کی کمی ہے اس سلسلے میں گزارشات پیش کروں گا اور خصوصاً شہر میں جس طرح میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ وہاں پر ساری دنیا سے زائرین آتے ہیں لیکن شہر میں نہ ہونے کے برابر سڑکات ہیں۔ سارا شہر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ ہماری ضلعی حکومت کی priority مختلف ہونے کی وجہ سے وہاں پر بہت بُری حالت ہے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ ہمارے شہر کے لئے اور سڑکوں کے لئے خصوصی طور پر ایک package دیا جائے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس کی ٹوٹل لمبائی پچیس سے تیس کلو میٹر سے زیادہ ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ لاہور جیسے شہر کے لئے تو یہ ایک محلے کے لئے ہی ہے۔ وہاں پر چونکہ فنڈز

نہیں ہیں اور مجھے پورا یقین ہے کہ میاں محمد شہباز شریف اور ہمارے وزیر خزانہ صاحب اس سلسلے میں خصوصی شفقت فرمائیں گے۔ ابھی تو میں نے اپنی تقریر کی طرف آنا ہے اور آپ گھنٹی بجا رہے ہیں۔

جناب والا! ابھی میں نے اپنے علاقے کے چھوٹے چھوٹے جو خصوصی مسئلے تھے ان کا ذکر کیا ہے۔ اب میں بجٹ کے حوالے سے اپنی چند وہ گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں اور ارباب اختیار کی بھی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں، میں مبارک باد دینا چاہتا ہوں میاں محمد شہباز شریف کو وزیر اعلیٰ منتخب ہونے پر اور پاکستان تشریف لانے پر، اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی رحمت ہے کہ۔۔۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا میں نے بھی بات کرنی تھی میرا حلقہ پی پی۔231 ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ دو منٹ تشریف رکھیں آپ کو موقع دیا جائے گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں ذکر کر رہا تھا کہ 18 تاریخ کو اللہ کے فضل و کرم سے عوام نے جو mandate دیا ہے وہ mandate صرف اس حوالے سے تاریخی نہیں ہے کہ ہماری پارٹی کو اکثریت ملی ہے اور ہم اکثریتی پارٹی بن کر اس ایوان میں آئے یا پیپلز پارٹی کو مرکز میں اقتدار ملا بلکہ یہ ایک بہت خوب صورت mandate پاکستان کے عوام نے دیا ہے۔ ان تمام پارٹیوں کو mandate دیا جن کی جڑیں عوام میں تھیں ان کو انہوں نے elect کر کے اپنے Houses میں بھیجا تاکہ وہاں پر بیٹھ کر ان کی قسمت کو بدلنے کے لئے ایک اچھے طریقے سے وہ فیصلے کر سکیں۔ اس سلسلے میں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ردعمل بھی تھا ایک آمر کے خلاف یا اس کے حواریوں کے خلاف، ساتھ ہی ساتھ یہ عوام کی خواہش بھی تھی کہ وہ نہ صرف چہرے بدلیں بلکہ نظام کو بھی بدلیں۔ نظام کیا ہے؟ ہم یہاں پر باتیں تو بہت کرتے ہیں تنقید بھی بہت کر لیتے ہیں لیکن ہمیں یہ سمجھنا چاہئے جو بنیادی نکتہ ہے اور جو ساری دنیا میں رائج ہے جمہوریت کو جو لوگ پسند کرتے ہیں کس وجہ سے کرتے ہیں اس لئے کہ جمہوریت میں تمام معاملات مشاورت سے چلتے ہیں۔ مشاورت کس سے ہوتی ہے عوام کے منتخب نمائندوں سے ہوتی ہے۔ عوام کے نمائندے کیسے آتے ہیں؟ وہ الیکشن سے آتے ہیں وہ ایک political process کے ذریعے سے آتے ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں political system مضبوط نہ تھا جس کی وجہ سے political institution جو تھے وہ بھی اس طرح سے کام نہیں کر سکے جس طرح ان کا فرض تھا لیکن بدقسمتی یہ بھی رہی کہ جب کبھی ان کو موقع ملا ہماری اپنی ہی پارٹی کے لیڈروں نے یا پارٹی کے اکابرین نے ہم پر اعتماد نہیں کیا جس کی یہ بھی ایک مثال ہے کہ یہ جو بجٹ پیش ہوا ہے یہ بھی پہلے کی طرح

bureaucracy کا پیش کردہ ہے۔ ماضی میں بھی ایسے ہی ہوتا رہا ہے۔ میرے بہت سے ساتھیوں نے بھی ذکر کیا اور میں بھی یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس دفعہ کے لئے تو ہم exemption دے سکتے ہیں کہ ٹائم بہت تھوڑا تھا اور اس میں موقع نہیں ملا لیکن آئندہ کے لئے یہ امید رکھتے ہیں بلکہ یقین رکھتے ہیں کہ آئندہ بجٹ اجلاس سے پہلے نہ صرف سیمینار ہوں گے بلکہ pre budget session ہوگا جس میں یہ نہ صرف تجاویز لیں گے بلکہ policy کو thrash out کریں گے اور اس پر یہاں بحث کے بعد جب وہ formulation کے لئے باقاعدہ حکومت کے پاس جائیں گی تو ان پر عملدرآمد کرنے کے لئے bureaucracy کو پابند کیا جائے گا۔ اب تو bureaucracy کے اعداد و شمار کو لاکر ہمیں پابند کیا جاتا ہے کہ ہم ان کی ہاں میں ہاں ملائیں اور ہم ان کو وہی بجٹ پاس کر کے دیں جو وہ بنا کر لاتے ہیں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ ہماری قیادت ہماری یہ coalition parties نہ صرف اپنی پارٹیوں میں think tanks بنائیں گی بلکہ ہمارے House کو بھی اعتماد میں لے کر ایوان کے تمام معزز اراکین کی آراء کے ساتھ اس کو بہتر سے بہتر بنا کر عوام کی صحیح معنوں میں خدمت کر سکیں گی۔ اس سے نہ صرف ہم میں اعتماد آئے گا بلکہ ساتھ ہی ساتھ یہ ادارے بھی مضبوط ہوں گے۔ ان اداروں کی مضبوطی ہی جمہوریت ہے اور آمریت کا خاتمہ ہے۔

جناب والا! میں دوسری عرض یہ بھی کرنا چاہتا ہوں کہ ساری دنیا میں legislation عوام کے مسائل حل کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ بد قسمتی یہ رہی کہ پاکستان میں ساٹھ سالوں میں جتنی legislation ہوئی ہے وہ یہاں پر مسائل پیدا کرنے کے لئے ہوتی رہی ہے جس کی ایک مثال میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کبھی تو ہمیں قانون کا اس طرح سے پابند کر دیا جاتا ہے کہ اگر کسی نے کہیں ملازمت کے سلسلے میں apply کرنا ہے تو کہتے ہیں جناب domicile بھی بنوائیں اس کے ساتھ ساتھ شناختی کارڈ بھی بنوائیں۔ اگر کسی اور جگہ پر شناخت کی ضرورت پیش آتی ہے تو نمبردار کو بھی لے کر آئیں کسی تیسری جگہ پر یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی فرد لے کر آئے۔ صرف identification کے لئے اتنی ساری چیزیں ہیں۔ حالانکہ اس کا ایک شناختی کارڈ ہی identification کے لئے کافی ہونا چاہئے۔ اس لئے یہاں قانون سازی کرتے ہوئے ہمیں عوام کے ان مسائل کو حل کرنا چاہئے نہ کہ ان اداروں سے یہ کہتے رہیں کہ جی آپ کر دیں۔ اس کی ایک اور شکل بھی ہے کہ ہمارے ہاں جو ٹریفک چالان ہوتے ہیں لوگ ان چالانوں کی رقم دینے سے نہیں گھبراتے لیکن چالان کے سلسلے میں اپنے کاغذات واپس لینے کے لئے ان کو جو خجل خوار ہونا پڑتا ہے اس

سے گھبراتے ہوئے وہ رشوت پیش کرتے ہیں تو ہم ایسا نظام وضع کریں، جرمانوں کی سطح ایسی رکھیں جس سے لوگ آسانی محسوس کریں لیکن ساتھ ہی یہ بھی محسوس کریں کہ ہماری یہ ذمہ داری تھی کہ ہم نے قانون پہ عمل کرنا ہے۔ ہمیں اس طرح کا نظام وضع کرنا چاہئے اور اس طرح کی تبدیلیاں لانی چاہئیں جس طرح یہاں پر پولیس کے بارے میں باتیں ہو رہی تھیں اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری پولیس کے پاس بہت زیادہ اختیارات ہیں لیکن اختیارات کے ساتھ ساتھ ان کی ذمہ داریاں کوئی نہیں ہیں۔ ان ذمہ داریوں کا تعین کس نے کرنا ہے؟ وہ ہم سب نے مل کے یہاں بیٹھ کر کرنا ہے یا تعزیرات پاکستان کی دفعات میں نیشنل اسمبلی میں تبدیلیاں آنا ہیں جس کے تحت پولیس کے پاس اختیارات ہیں اور اب مجھے یقین ہے کہ یہ جو آئینی پیکج آ رہا ہے ہمیں مل کر کوشش کرنا ہے جو ہمارے اختیارات شیڈول VI میں 17ویں ترمیم کے تحت سلب کئے ہوئے ہیں کہ پولیس اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو ہمارے provincial purview سے نکال کر سنٹر میں دے دیا گیا تھا اب ہمیں وہ اختیارات واپس لے کر ان اداروں کی اصلاح کرنا ہے اور ان اداروں کو عوام کا خادم بنا کر عوام کی سہولیات کے لئے ان کو مختص کرنا ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ ہمارے تمام معزز ممبران نہ صرف اس بات کی اہلیت رکھتے ہیں بلکہ وہ ساتھ ہی یہ عزم اور حوصلہ بھی رکھتے ہیں کہ اس سلسلے میں اپنی contributions دیں گے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی ساتھ میں کچھ ڈیپارٹمنٹس کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاں زراعت کی ترقی کے بارے میں بہت زیادہ ذکر ہوتا ہے لیکن زراعت میں ترقی کیسے ہو؟ ایک تو یہ شکل ہے کہ ان کے بیج اچھے ہوں۔ inputs جتنی ہیں وہ سستی ہوں اور باقی سارا نظام یا ہمارے آفیسرز technically اتنے ماہر ہوں کہ وہ جا کر farmers کو صحیح guide کر سکیں لیکن ساتھ ہی ساتھ ہمارے marketing system میں سب سے بڑی اور بنیادی خرابی ہے کہ وہ نہ صرف کسان کا معاشی استحصال کرتا ہے بلکہ وہ ہمارے معاشرے اور ہمارے شہریوں کا معاشی استحصال کرتا ہے۔ اگر سبزی اگانے والا منڈی میں جا کر ایک سبزی 2 روپے کلو بیچتا ہے لیکن consumer کو وہ 25 روپے کلو ملتی ہے۔ ہم نے middle man کے کردار کو کس طرح سے ختم کرنا ہے یا ان کو کس طرح سے اس سطح پہ لانا ہے کہ عوام کو تکلیف کم سے کم ہو لیکن کسان کو بھی اس کی صحیح قیمت ملے۔ ہمارے اداروں کا یہی نظام خراب ہونے کی وجہ سے کہ کوئی ادارہ اپنی ذمہ داریاں پوری طرح سے ادا نہیں کر رہا، چاہے وہ مارکیٹ کمیٹیز ہیں یا ہمارے دوسرے

systems ہیں اور آخر کار ہم کہاں پر آ جاتے ہیں کہ ہم کہہ دیتے ہیں کہ مجسٹریسی نظام اچھا تھا وہ قیمتوں کو کنٹرول رکھتا تھا جبکہ یہ بھی غلط ہے وہ تو بالکل اپنی خیر مناتے تھے یا چند لوگوں کے ساتھ مل ملا کر price list جاری کرتے رہتے تھے لیکن مجھے یہ یقین ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کی قیادت میں اس دفع نہ صرف چہرے بدلیں گے یا کسی افسر کا تبادلہ نہیں ہوگا بلکہ پورے نظام کو revolutionize کیا جائے گا۔ اسی طرح سے میں سمجھتا ہوں کہ ابھی حال ہی میں گندم open market میں 800روپے تک بک رہی تھی لیکن ہماری حکومت نے زبردستی 625روپے میں خریدی۔ یہ بھی کسانوں کا معاشی استحصال کیا گیا۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہماری حکومت کو یہ حق تھا یا آئندہ ہونا چاہئے۔ یہ ایک طرف market economy کی بات کرتے ہیں ہم انہیں تیل، بجلی، کھادیں، دوائیاں اور باقی چیزیں international market rates پر provide کرتے ہیں تو ساتھ ہی ساتھ اپنی ہی قیمت پر ان سے ان کی چیزیں لیتے ہیں۔ یہ market economy کے اصولوں کے خلاف ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ کسی حکومت کو زیب دیتا ہے۔ اسی طرح آج کل پھر جو معاشی استحصال ہو رہا ہے کہ مکئی کی فصل آج سے چند دن پہلے اگر 900/800روپے من تھی لیکن آج منڈیوں میں 500/400روپے من تک وہاں بک رہی ہے اور خریدار کوئی نہیں۔ اس پر monopoly کن کی ہے؟ ایک رفحان آئل مل ہے اور باقی فیڈ ملیں ہیں جو آپس میں pole کر کے یہ سارا کام چلا رہے ہیں لیکن کس کا نقصان ہو رہا ہے؟ قوم کا بھی نقصان ہے۔ جس طرح سے گندم سے کسان dishearten ہوا تھا جس کی وجہ سے اس دفعہ گندم کم بوئی گئی۔ اسی طرح سے اگر مکئی یا دیگر فصلوں میں ہوتا رہا تو آئندہ کسان فصلوں کے نزدیک نہیں جائیں گے تو وہ ہمارے ملک کا نقصان ہوگا اور ہم سب کا نقصان ہوگا لہذا اس نظام کو بہتر کریں۔ marketing system کو اتنا بہتر کریں کہ ہم ان چیزوں کو export کر سکیں۔ ہماری سبزیاں اس موسم میں تیار ہوتی ہیں کہ ہم اربوں ڈالر کما سکتے ہیں۔ اگر ترکی جیسا ملک صرف tomato paste سے آج سے دس سال پہلے 10۔ارب ڈالر کی export کر رہا تھا تو پاکستان اس سے کہیں بڑا، کہیں زیادہ زرخیز اور کہیں زیادہ وسائل ہیں اور ہمارا کسان بھی محنتی ہے، ہمارے لوگ بھی محنتی ہیں۔ اگر صرف سسٹم ٹھیک کر لیں تو ہمارا یہ ملک بہت زیادہ ترقی کر سکتا ہے اور اس سے صرف صوبہ پنجاب خوش حال نہیں ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ میں یہاں پر یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح انڈسٹری کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہاں پر value addition چاہئے۔ کاٹن صرف پیدا ہی نہ کی جائے اس کا

دھاگہ بنایا جائے، دھاگے سے کپڑے بنائے جائیں اور ready made garments بنا کر export کریں۔ اسی طرح سے ہمیں فصلوں کے بارے میں بھی سوچنا ہو گا کہ وہاں پر بھی value added فصلات ہیں، سبزیات ہیں، بیج ہیں، hybrid بیج ہیں۔ اگر multi national companies انڈیا میں جا کر hybrid بیج پیدا کر کے ہمیں بھیج سکتی ہیں تو why we can't do it? جبکہ وہی ماحول، وہی زمینیں، وہی سب چیزیں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ ہماری گورنمنٹ اور especially جو یہ گورنمنٹ ہے اس پر مجھے یقین ہے کہ یہ ان چیزوں پر توجہ دے گی جو ماضی میں نہیں دی گئی۔ ہمارے research institutes برائے نام ہیں۔ ان میں اگر کوئی کام کرنے والا بندہ ہے تو اسے کام نہیں کرنے دیا جاتا یا زیادہ تر وہ دوسروں کو دیکھ کر خود بھی نکما ہو جاتا ہے لیکن ان کا ربط نہیں ہے۔ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کے اندر بہت سے ڈیپارٹمنٹس بنا دیئے گئے ہیں ان کے overheads کم کئے جائیں۔ میں یہاں چھوٹی سی ایک اور بھی گزارش کروں گا کہ ساری دنیا میں یہ سسٹم جدید ٹیکنالوجی نے آسان کر دیا ہے۔ اس چیز پر زور دیا جائے کہ size of the government should be minimized. لیکن پاکستان میں کیا ہو رہا ہے ہم اس کو maximize کئے جا رہے ہیں۔ کیا چیز ہے جی، ایک شعبہ بنانا ہے تو اس کے لئے ایک اور ادارہ بنا دیں۔ نئی پوسٹیں پیدا کر دیں اور اس کے لئے گاڑیاں دیں اور دفاتر بناتے جائیں۔ Overheads should be minimized. اور ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کو بھی اسی طرح سے overhaul کرتے ہوئے دیکھیں کہ ان کو کن ڈیپارٹمنٹس کی ضرورت ہے کن کی نہیں ہے۔ ایک آدمی 3 ڈیپارٹمنٹس کا head بن کر بھی کام کر سکتا ہے لیکن we should be result oriented. کہ ہماری نظر result پر ہونی چاہئے کہ انہوں نے کیا دیا ہے، کیا نہیں دیا؟ اگر results نہیں دے رہے تو ہمیں ان اداروں کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ جس طرح میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں یہ step لینا چاہئے کہ ہمیں پنجاب میں محکمہ مال کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ محکمہ مال صرف بیوروکریسی نے اپنے دوروں کے لئے رکھا ہوا ہے جبکہ زمینوں اور جائیدادوں کی record keeping کے لئے اتنا بڑا محکمہ رکھا ہوا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس چیز پر ایک کمیٹی بنا کر specially we should think over it how to minimize the size of the government. تاکہ ہماری گورنمنٹ یا جدید دور کی گورنمنٹس

ہیں ان کا ایک عام آدمی کی زندگی میں minimum role ہونا چاہئے جب کہ ہم انہیں روزانہ کسی نہ کسی سرکاری مسئلے میں الجھائے رکھتے ہیں، وہ نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں میں اس کے ساتھ ساتھ tunnels technology کے بارے میں ضرور کہوں گا کہ tunnels کے ذریعے وہ vegetables اگائی جا رہی ہیں وہ revolutionary ہیں۔ اگر ایک کسان گندم بوتا ہے تو اس کو آپ 6 ماہ کی محنت کے بعد maximum 10/15 ہزار روپے profit دیتے ہیں جب کہ ایک کسان tunnels technology کے ذریعے ایک ایکڑ پہ سبزی بوتا ہے، کھیرا بو لیتا ہے، شملہ مرچ بو لیتا ہے تو وہ 10/15 لاکھ روپیہ 4 مہینوں کے دوران کماتا ہے تو وہ کیوں نہ بوئے یا ہمیں کیوں نہیں بونا چاہئے۔ یہ تو پاکستان کی prices ہیں اگر اس کو export کر دیں تو اور زیادہ کمایا جا سکتا ہے۔ میرے اپنے دوستوں نے کیا اور میرے اپنے علاقے میں ہو رہا ہے۔ میں نے منسٹر صاحب سے ایک گزارش کی تھی اور اب پھر کروں گا کہ کچھ اضلاع میں tunnels technology کی equipment میں subsidies کر کے دیا جا رہا ہے۔ ہمارا پاکپتن بھی اس میں شامل کیا جائے۔ ہمارے ضلع کو ignore کیا جاتا ہے۔ ہمیں نہ south والے قبول کرتے ہیں، نہ centre والے کرتے ہیں، نہ north والے کرتے ہیں اور بعض اوقات ہم میں یہ سوچ پیدا ہوتی ہے کہ کیوں نہ ہم بھی یہاں پر اپنا نام mini Blochistan رکھ لیں تو یہ احساس محرومی دیگر صوبوں یا جنوبی پنجاب میں نہیں ہے بلکہ ہم میں بھی ہے۔ آپ ہمارے علاقے کی حالت آ کر دیکھیں کہ وہاں پر کتنی بری حالت ہے۔ غربت اور جہالت بھی ہے اور معاشی خوش حالی نہ ہونے کی وجہ سے یہ سارا ہے۔ ان چیزوں کو اگر کوئی چیز دور کر سکتی ہے تو وہ ہماری زراعت ہے اور ہم نے زراعت کو کس طرح سے کرنا ہے؟ صرف چند ہزار ٹریکٹرز دینے سے یہ mechanize نہیں ہو گی، چند لوگوں کو نوازنے سے نہیں ہو گی۔ ہمیں ایک ایسا سسٹم وضع کرنا چاہئے کہ تمام کی تمام زراعت ان خطوط پہ استوار ہو تاکہ نہ صرف ملک کا فائدہ ہو، قوم کا فائدہ ہو بلکہ وہ علاقہ بھی خوش حال ہو کر ملکی ترقی میں اپنا حصہ ڈال سکے جس کا بہترین ذریعہ زراعت ہے اور پورے پاکستان کو revolutionable کر سکتی ہے تو زراعت کر سکتی ہے اور وہ tunnels technology اور یہ value added فصلات ہیں، hybrid بیج ہیں جو اگر ہم اپنے پیدا کریں تو یہاں سے ہم export کر کے ساری دنیا کو دے سکتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ ہم گندم پر زور لگاتے رہیں یا ایسی چیزوں پر جن کی cost بہت کم ہے یا جن کی پیداوار بہت کم ہے اور وہ

ایسی چیزیں ہیں کہ جو ہم باہر سے بڑی آسانی سے لے سکتے یا جن کی ضرورت بہت کم ہے۔اب ہم گندم اگاتے ہیں اپنے لئے، ہمارے سے وافر ہوتی ہے لیکن ہم سنٹرل ایشیا کو export کرتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے بارڈرز کو کنٹرول کریں، نہ کہ within province or within country ban کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہمیں اس سوچ کو بدلنا ہوگا اور جب ہماری یہ سوچ بن جائے گی تو انشاء اللہ آگے راستہ بھی نکلے گا۔اسی طرح سے میری اس حوالے سے ایک اور گزارش ہے کہ پاکپتن میں۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جاوید صاحب آپ ایک منٹ میں kindly wind up کر لیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ) جناب سپیکر! میں دو چار منٹ لوں گا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔آلو کے حوالے سے ایک ریسرچ انسٹیٹیوٹ یا ایسی لیبارٹری چاہئے۔ ہمارے ہاں آلو میں sugar content بہت کم ہے۔اگر کمپنیاں باہر سے لا کر یہاں سے پیدا کروا کر پھر کراچی میں export کرتی ہیں اور وہاں سے دوسرے ملکوں کو کر رہی ہیں تو ہمارے ہاں ایسی کوئی لیبارٹری نہیں ہے کہ جہاں پر ہم آلو کو standardize کرا سکیں کہ اس آلو میں sugar content کتنا ہے۔ وہ اپنے طور پر کرتی ہیں اور لے جاتی ہیں ہمارے پاس تو کوئی ایسا ادارہ ہی نہیں ہے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ضلعی سطح پر ایسی جدید ترین لیبارٹریاں قائم کی جائیں، ایک لیبارٹری محکمہ زراعت نے قائم کی ہے لیکن اس میں وہ سہولیات نہیں ہیں وہاں soil testing ہوتی ہے۔ Now soil testing is not the problem. اس وقت problem یہ ہے کہ ہمیں valuable چیزوں میں جانا ہے۔ ہماری اپنی پڑھی لکھی آبادی میں بہت زیادہ awareness آئی ہے۔ وہ لوگ اب استعمال کرنا چاہتے ہیں لیکن اگر ہم ان کو authenticate کر کے دینا چاہیں یا certify کروا کر دینا چاہیں تو نہیں دے سکتے۔ اس حوالے سے میری یہ گزارش ہے کہ ایسی چیزوں کو export کرنے کے سلسلے میں ہم مزید آگے بھی جا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! جڑانوالہ سے ہمارے معزز رکن ابھی یہاں تعلیم کے سلسلے میں فرما رہے تھے جس پر کائرہ صاحب نے بڑی شفقت فرمائی کہ ان کا سارا بجٹ تعلیم کے لئے مختص کر دیا یا ان سے پوچھ لیا۔ اس دفعہ ہماری حکومت نے تعلیم کے لئے خطیر رقم رکھی ہے۔ ہماری حکومت کا تعلیم پر بہت focus ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف جب پہلی دفعہ بھی وزیر اعلیٰ تھے، ہم اس وقت ممبر نہیں تھے لیکن ہم دیکھتے تھے، سنتے تھے اور پڑھتے تھے کہ ان کا تعلیم کے بارے میں ایک بہت بڑا

vision ہے۔ انھوں نے ghost سکولوں کا ہی نہ صرف خاتمہ کیا تھا بلکہ اساتذہ کرام کو تعلیم دینے پر بھی مجبور کر دیا تھا۔ ان کے لئے مراعات ہی نہیں دی تھیں بلکہ سکولوں میں حاضری بھی یقینی بنادی تھی لیکن ساتھ ہی ساتھ ہمیں یہ بھی ضرور سوچنا چاہئے کہ اتنی خطیر رقم ہم اپنے وسائل سے جب تعلیم کو دیتے ہیں تو کس چیز کے لئے دیتے ہیں؟ کیا ان کو صرف الف، ب پڑھانے کے لئے یا بچوں کو A.B.C سکھانے کے لئے دیتے ہیں؟ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ باقی تمام دنیا میں یہ تصور بدل گیا ہے کہ ہمیں literacy rate بڑھانا ہے وہاں پر تعلیم کو بامقصد کر دیا گیا ہے۔ تعلیم بامعنی اور بامقصد ہونی چاہئے۔ اب ہماری تعلیم یہ ہے کہ نہ تو وہ ہمیں ایک اچھا شہری بنا رہی ہے اور نہ ہی ایک اچھا پاکستانی بنا رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں ایسی کاغذی ڈگریاں دے کر بازاروں اور گلیوں میں چھوڑ دیا جاتا ہے کہ جہاں پر ہم بے روزگاری کا سامنا کرنے کے بعد جرائم کی طرف یا نشہ آور چیزوں کی طرف منتقل ہو رہے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ بے شک اتنی خطیر رقم ضرور خرچ کریں لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی دیکھیں کہ ہم کتنے ڈاکٹر اس سے پیدا کریں گے، کتنے انجینئرز پیدا کریں گے، کتنے دیگر Diploma holders پیدا کریں گے، کتنے ماہرین تعلیم پیدا کریں گے۔ اب ایجوکیشن میں صرف وہ جاتا ہے اور استاد وہ بنتا ہے جو کسی اور دوسرے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جس طرح ہمارا معاشرہ مذہب سے دور ہو گیا ہے اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہم مولوی اس کو بناتے ہیں جو معاشرے کے کسی اور پہلو میں fit نہیں ہوتا اور پھر اس سے توقع کرتے ہیں کہ یہ اسلام نافذ کرے گا، یہ صحیح اسلامی طریقے بتائے گا۔ اسی طرح استاد کو بھی ہم نے وہ بنا دیا ہے کہ وہ نہ اپنے بچوں کو پڑھائے اور نہ کوئی اور چیز کرے لیکن ہمارے بچوں کو ڈاکٹر اور انجینئر بنا دے۔ ہمیں اس میں ایسا نظام وضع کرنا ہے کہ تعلیم پر اتنی بھاری رقوم خرچ کرنے کے باوجود ہمارا ملک کیوں وہاں تک نہیں پہنچ سکا جہاں پر ہمیں پہنچنا چاہئے تھا؟ اب 60 ہزار بچوں کو ٹیکنیکل تعلیم دینے کی بھی اس بجٹ میں بات ہوئی ہے لیکن پنجاب کی جو 9 کروڑ کی آبادی ہے میں نہیں سمجھتا کہ 60 ہزار بچے سالانہ پیدا کر کے ہم کسی goal یا کسی منزل تک پہنچ سکتے ہیں۔ میری اس سلسلے میں تجویز یہ ہے کہ جتنے ہائی سکول ہیں ان کو کمپیوٹر لیب دے رہے ہیں۔ یہ بڑی اچھی بات ہے۔ ہم اسے سراہتے ہیں لیکن اگر ان کو ہائر سیکنڈری کر کے دو سال کے ڈپلومہ سکول بنا دیں۔ وہاں پر جو بچے زراعت سے منسلک آتے ہیں ان کو زراعت پڑھا لیں، جو I.T کو سیکھنا چاہتے ہیں ان کو I.T پڑھا دیں جو دیگر ہنر سیکھنا چاہتے ہیں ان کو وہ ہنر بتا دیں۔ اس طرح سکولوں کو ہائر سکول بنا کر اتنے زیادہ vocational institute بن جائیں

گے تو وہ force جو نکلے گی ۔ اگر وہ بیرون ملک بھی جائے گی یا ہمارے ملک میں ہی رہے گی تو وہ پیداواری عنصر ثابت ہوں گے، وہ پیداوار میں اضافے کا سبب بنیں گے۔

(اذان مغرب)

جناب قائم مقام سپیکر: جاوید صاحب، ایک منٹ میں wind up کیجئے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں تعلیم کے بارے میں عرض کر رہا تھا کہ ساری دنیا کے تعلیمی اداروں اور یونیورسٹیوں میں ریسرچ ہوتی ہے۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں بھی نہ صرف ریسرچ ہونی چاہئے بلکہ اس کا کوئی مربوط سسٹم ہو تاکہ ہمارے معاشرے میں اور ہماری انڈسٹری میں وہ اچھا کردار ادا کر سکیں اور لوگ اس سے مستفید ہو سکیں۔

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ایک اور گزارش Public Health Engineering کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں کہ پورے پاکستان میں ہمارے انجینئروں کی کمی نہیں ہے۔ چاہے وہ T.M.A میں ہیں، ضلعی حکومت میں ہیں، مقامی حکومت میں ہیں یا Public Health Engineering میں ہیں لیکن کوئی ایک plinth level ہمارے کسی شہر کا کسی محلے کا نہیں نکلا ہوا۔ میری وزیر اعلیٰ صاحب اور وزیر خزانہ صاحب سے درخواست ہے کہ پورے Engineering Department کو لگا کر ہر شہر کا ہر محلے ہر گاؤں کا ایک plinth level نکال لیں۔ اس کے بعد نہ حکومت اس کی خلاف ورزی کرے، نہ کوئی ادارہ خلاف ورزی کرے اور نہ ہم کسی عام آدمی کو خلاف ورزی کرنے دیں جس کی وجہ سے ہمارے اربوں روپے ہر سال ضائع جاتے ہیں کہ ایک گلی اونچی ہے اس کی وجہ سے مکان اونچا کر لیا جاتا ہے اور جب مکان کا پانی نہیں نکلتا اس کا plinth level کوئی نہیں ہے اور پانی کسی طرف نہیں نکل سکتا تو اس گلی کو اونچا کر لیا جاتا ہے یا سڑک کو اونچا کر لیا جاتا ہے۔ اس وجہ سے تمام مسائل پیدا ہوتے ہیں اور یہ خرابی اس طرح دور ہو سکتی ہے کہ ہم صرف اور صرف ہر شہر کا ایک plinth level نکال کر declare کر دیں۔ ہر گلی محلے کا declare کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد ان تمام اداروں کو پابند کر دیا جائے کہ اس plinth level کی پابندی کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں پانی کے حوالے سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ڈیموں کے بارے میں بات ہوئی، کالا باغ ڈیم کے بارے میں بات ہوئی۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ کالا باغ ڈیم کو سیاست کی بھینٹ چڑھایا جا رہا ہے۔ ہماری ذاتی خواہش نہیں ہے، مجھے ذاتی طور پر وہاں پر ایک قطرہ بھی نہیں چاہئے۔ کالا باغ ڈیم اکیلے پنجاب کا نہیں ہے، صوبہ سرحد کو سوائے کالا باغ ڈیم کے

کہیں اور سے پانی نہیں لگ سکتا لیکن صوبہ سرحد کے شمالی علاقوں کے رہنے والے لوگوں نے ہمارے جنوبی علاقے کے بھائیوں کو بھی ورغلار کھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں پانی کی جو شدید کمی ہے اس کو ڈیموں کے ذریعے ہی پورا کیا جا سکتا ہے لیکن اس میں کالا باغ ڈیم کی اہمیت سب سے زیادہ ہے کہ اس کو فوری طور پر تعمیر کیا جا سکتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ میں ایک چھوٹی سی گزارش محکمہ آبپاشی سے یہ بھی کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے علاقے سے دریائے ستلج گزرتا ہے جو سال کے دس مہینے تقریباً بند رہتا ہے وہاں پر ایک قطرہ پانی نہیں ہوتا، وہاں پر چھوٹی چھوٹی جھیلیں ایسی بنا دی جائیں جس سے seepage of water یا جو ہمارا under ground water table نیچے جا رہا ہے اس کو روکا جا سکے۔ اس کی یہ بھی وجہ ہے کہ ہماری دوسری طرف brackish water ہے، اگر یہ جھیلیں نہ بنائی گئیں یا اس پانی کو اچھے طریقے سے نہ گزارا گیا تو وہاں سے brackish water ہماری طرف پاکپتن بھی آ جائے گا۔ ہمارا پینے کا پانی بہت کم ہوتا جا رہا ہے۔ آج سے پندرہ سال پہلے جو under ground water table پندرہ فٹ پر تھا اب 100 سے نیچے چلا گیا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس سلسلے میں ضرور سوچا جائے اور ہر دس یا پانچ میل کے بعد یا چار چار سو ایکڑ پر یا جتنا بھی گورنمنٹ مناسب سمجھے، ایک ایک جھیل بنا دی جائے۔ اگر یہ بھی نہیں تو بند ہی بنا دیئے جائیں، کنکریٹ کی دس یا پانچ فٹ اونچی دیواریں کھڑی کر دی جائیں جس میں ایک دفعہ پانی رکے اور پھر اس سے اوپر ہو کر جائے تو اس سے ہمارا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے ہاں کھادر نہر گزرتی ہے جو پاکپتن اور وہاڑی کے اضلاع کو سیراب کرتی ہے لیکن وہ ششماہی ہے۔ وہ ششماہی تب ڈیزائن کی گئی تھی جب انگریزوں نے نظام بنایا تھا۔ اس نظام کو بناتے ہوئے بہت سی زمین بنجر پڑی ہوئی تھی جو زیر کاشت ہی نہیں تھی اور دریا بھی full swing میں چلتا تھا، اس کی وجہ سے ڈر تھا کہ سیم اور تھور نہ بن جائے۔ اب ہمارے ہاں پانی کی شدید کمی ہے، بجلی بہت مہنگی ہے۔ میں اس حوالے سے عرض کرتا ہوں کہ ہماری اس نہر کو ششماہی سے سالانہ کیا جائے تاکہ ہمارے زمینداروں کے ساتھ جو discriminatory سلوک ہو رہا ہے کہ ایک طرف سالانہ ہے اور ایک طرف ششماہی ہے۔ ان دونوں کے زمیندار مختلف قیمت ادا کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جاوید صاحب! آپ چالیس منٹ لے گئے ہیں۔ آج پورے دن میں ابھی 24 ممبران بات کر سکے ہیں۔ وجہ یہی ہے کہ کسی نے بھی وقت کی پابندی نہیں کی۔ اب آپ آخری بات کر کے ختم کریں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہمارے ملک، صوبوں اور ہماری قیادت کو بہت سے challenges کا سامنا ہے جس میں سب سے بڑا ججوں کی بحالی، عدلیہ کی آزادی اور ساتھ میں مہنگائی کا جِن بھی ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ ان تمام مسائل کو حل کرنے کے لئے ہماری coalition کی جتنی بھی لیڈر شپ ہے وہ کوششیں کر رہی ہے، ہم سب اس کو appreciate کرتے ہیں اور ہمیں پورا یقین ہے کہ جو راستہ ہماری منزل کی جانب ہے اس کو ہم انشاء اللہ حاصل کر کے رہیں گے جس میں بنیادی فلسفہ ہماری قیادت اور سب کا یہی ہے کہ پنجاب اور پاکستان کو نہ صرف خوشحال بنانا ہے بلکہ مضبوط تر بنانا ہے۔ میں تمام قیادت اور آپ سب کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے قائد عوام میاں محمد شہباز شریف، سینئر وزیر راجہ ریاض اور نوجوان وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ کو اتنا اچھا عوام دوست اور غریب دوست بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتی ہوں۔ میں صرف تھوڑا ہی وقت لوں گی اور تین چار باتوں کی نشاندہی کروں گی۔ پہلی میری تجویز تعلیم کے معاملے میں ہے کہ تعلیم ملک کے لئے بہت ضروری ہے۔ وہ قومیں کبھی ترقی نہیں کر سکتیں جو تعلیم حاصل نہیں کرتیں۔ تعلیم کے بارے میں تو یہ کہا گیا ہے کہ علم حاصل کرو لحد تک لیکن یہاں پر تو تعلیم حاصل کرنے کا نام ہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ "پڑھا لکھا پنجاب" اس میں اتنا فنڈ لگایا گیا کہ تین چار بچوں کو کتابیں دے دی گئیں، تین چار بچوں کو وردی پہنا دی گئی اور ٹی وی پر دکھا دیا گیا۔ اس پر اربوں روپے کا فنڈ ہڑپ کر لیا گیا، ایسا ہم میں نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ جو فنڈز ملے ہیں ان پر پورے سال میں عملدرآمد ہونا چاہئے کیونکہ یہ سال کا بجٹ ہے تین سال کا نہیں ہے۔ دوسری بات میں تعلیم کے لئے کہتی ہوں کہ نصاب پورے ملک میں ایک جیسا ہونا چاہئے تاکہ امیر کا بچہ بھی اور غریب کا بچہ بھی وہی نصاب پڑھے۔ امیر کے بچے تو انجینئر بن جاتے ہیں لیکن غریب کے بچے وہیں کے وہیں رہ جاتے ہیں اور یہ ملک میں بچوں کے ساتھ سراسر ناانصافی ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے ملک میں یہ بھی ہے کہ ہمارے ہیروز کا نام نصاب میں شامل کیا جاتا ہے۔ ہماری محترمہ بے نظیر بھٹو شہادتوں کی داستان ہے اور ان کا نام، ان کی سوانح عمری نصاب میں شامل کی جائے، اگر شامل نہ کی گئی تو میرے ملک میں ہماری محترمہ کے ساتھ سراسر ناانصافی ہو گی۔ اگر ان کی سوانح عمری شامل کی گئی تو میرے جمہوریت کے سپوت

بھی انہی کے نقشے قدم پر چلیں گے۔ اگر وہ ان کے نقش قدم پر چلیں گے تو جمہوریت پروان چڑھے گی، اچھا اور صاف ذہن لے کر پیدا ہوں گے، ملک میں ایمانداری پیدا ہو گی۔

جناب والا! اب میں صحت کی طرف آتی ہوں کہ وزیر صحت کو چاہئے کہ monitoring cell قائم کریں۔ ہمارے عوامی نمائندے ہسپتالوں میں جا کر خود ادویات چیک کریں۔ بازار میں پچاس روپے کا ٹیکہ آتا ہے اور دوسروں کو وہ اڑھائی سو روپے کا بتاتے ہیں، آڈٹ کرواتے وقت وہ فنڈز اسی طرح خورد برد کر لئے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحبان نے ساتھ ہی کلینک بنائے ہوئے ہوتے ہیں، جو بھی شخص جاتا ہے ان کو ٹیسٹ کے لئے لکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہاں پر مشینری خراب ہے، ایکسرے مشین خراب ہے، سی۔ٹی سکین نہیں ہوتا، ساتھ ہی ایک لیبارٹری ہے آپ وہاں پر چلے جائیں حالانکہ وہ ان ہی کی بنائی ہوئی ہوتی ہیں۔ ایک غریب آدمی M.R.I کا ٹیسٹ کروانے جاتا ہے تو اس کی قیمت 12 ہزار ہے جبکہ غریب کی تنخواہ آپ لوگوں نے چھ ہزار روپے رکھی ہے۔ جب وہ 12 ہزار کا ٹیسٹ کروانے جاتا ہے تو وہ جاتے جاتے expire ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں چاہتی ہوں کہ محکمہ صحت کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔ ہمارا الائیڈ ہسپتال فیصل آباد صوبہ پنجاب میں تیسرا بڑا شہر ہے۔ آپ وہاں پر جا کر دیکھیں تو ڈاکٹروں نے ساری مشینیں خراب کی ہوئی ہیں اور لاپرواہی کرتے ہیں۔ میں کہتی ہوں کہ جو سرکاری ڈاکٹرز ہیں ان کے لئے یہ ضروری کیا جائے کہ وہ اپنے پرائیویٹ کلینک نہ کھولیں جب وہ ریٹائر ہوں تب جا کر کھولیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میرے شہر میں ایک کینسر ہسپتال ہونا چاہئے، لوگ اپنا ٹیسٹ کروانے کے لئے جلدی جلدی شوکت خانم ہسپتال آتے ہیں اور بڑے پریشان ہوتے ہیں۔ kidney کا ہسپتال بھی ہونا چاہئے۔ میں ایک بات یہ کہنا چاہتی ہوں جسے میرے تمام بھائی سن لیں کہ ہم چاہتے ہیں کہ "جان ہے تو جہان ہے"، ہم کیسے جان بنائیں گے کیونکہ ہم نے تو نوجوانوں کو نشے پر لگا دیا ہے۔ باہر کے ممالک جہاز بنا رہے ہیں، F-16 بنا رہے ہیں اور ہم انہی نشیئوں کو جہاز کہہ رہے ہیں، میں کہتی ہوں کہ ایک ہسپتال ان کے لئے بنایا جائے، ان کو پکڑ کر اندر دھکیلا جائے، ان کا علاج کیا جائے اور اچھی خوراک دی جائے۔ اس وقت تک ان کو نہ چھوڑیں جب تک ان کو کام کرنے کے قابل نہ بنایا جائے۔ ان سے کام لیں، ہنر سکھائیں تاکہ یہ اپنے آپ کو تیار کر کے باہر آئیں۔

جناب سپیکر! اب میں معیشت اور زراعت کی طرف آتی ہوں۔ اس پر اتنا زور ڈالا گیا کہ اس کا کب نکل گیا۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ غریبوں کو قرضے آسان قسطوں پر قرضے دیئے جائیں جن کا

مارک اپ تھوڑا ہو۔اگر کسی کی فصل خراب ہو جاتی ہے،اس کی کپاس کی فصل سنڈیوں کی وجہ سے تباہ ہو جاتی ہے تو پھر وہ قرضہ کہاں سے دے گا؟ایسے کسانوں کا قرضہ معاف کر دیا جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

واسا والے خود اپنی زبان سے کہتے ہیں کہ ہم 25لاکھ روپیہ تنخواہ دیتے ہیں اور آپ فیصل آباد کی صفائی جا کر دیکھیں کہ گٹروں میں سے پانی ابل رہا ہے اور باہر جو نالے ہیں ان میں چوہے ڈانس کر رہے ہیں، باغات کی حالت دیکھیں کہ جتنی مری بلیاں ہوتی ہیں وہاں پر پھینک دیتے ہیں حالانکہ وہاں پر اعلیٰ شخصیات آتی ہیں اور وہاں پر جلسے جلوس کرتے ہیں۔ ان باغات کو سنوارنے کی بجائے پتا نہیں (ق) والوں نے فنڈز کہاں رکھے؟ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے گا۔انشاء اللہ تعالیٰ ایک ایک چیز کا حساب میری جیسی بھی لے لے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! ایک منٹ میں wind up کریں۔

آوازیں: نہیں، نہیں۔ان کا وقت بڑھائیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! غلام محمد آباد کے ساتھ چوڑھ ماجرا ہے۔آپ کو پتا ہے کہ اس کو چوڑھ ماجرا کیوں کہا جاتا ہے اس لئے کہ اس کو چوڑھا بنا دیا گیا ہے۔وہاں پر نکاسی آب کا ایک پلانٹ لگایا جائے کیونکہ وہاں اتنا گندہ پانی ہے اور وہاں پر لاکھوں روپے کے فنڈز آتے ہیں۔اللہ جانے اتنے ایم۔پی۔اے پیدا ہوئے،اتنے ناظم پیدا ہوئے ہیں اور کسی نے اس کی طرف نہیں دیکھا کہ یہ گندہ پانی کدھر جاتا ہے؟ وہ سارا گندہ پانی ساتھ والے کھیتوں میں جاتا ہے جہاں پر بعد میں بڑے بڑے گوبھی کے پھول ہوتے ہیں اور ان گوبھی کے پھولوں پر چھ چھ انچ کی لمبی سُنڈیاں ہوتی ہیں، جب وہ بازار میں فروخت ہوتی ہے تو غریبوں نے تو کھانی ہی ہوتی ہے۔ غریب کیا کریں؟ پیٹ کی خاطر انہیں وہ گوبھی کھانی پڑتی ہے اور اس طرح ہیپاٹائٹس ہوتی ہے۔ہیپاٹائٹس جان لیوا مرض ہے۔جب تک انسان مر نہیں جاتا اتنی دیر تک پیچھا نہیں چھوڑتی اگر کسی نے جان بچانی ہے تو عمران خان کے شوکت خانم میں آ جائے۔جہاں پر غریبوں کو دس جگہ پر تو sanction لینی پڑتی ہے۔ ورنہ وہاں پر علاج سستا نہیں ہے۔یہ ساری جھوٹ بات ہے کہ وہ غریبوں کے لئے ہے۔وہ غریبوں کے لئے نہیں ہے، وہ امیروں ہی کا ہے۔صحت پر اچھی توجہ دینی چاہئے۔ معاشرے کو اچھا بنانا چاہئے۔ میرے فیصل آباد میں کینسر کا ہسپتال ضرور بننا چاہئے۔کڈنی کیئر ہسپتال ضرور بننا چاہئے۔ میں آپ سے توقع کروں گی کہ آپ میری ناچیز کے منہ سے بولی ہوئی باتوں پر ضرور اثر لیں گے۔ شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ مسز ڈار کی بڑی اچھی اور مفصل گفتگو تھی ان کی جو سیر حاصل گفتگو تھی کائرہ صاحب نے بھی کافی کچھ ان سے حاصل کیا ہے اور میری یہ گزارش ہے کہ سوموار کو پہلی تقریر انہی سے کروائی جائے اور جناب تنویر اشرف کائرہ کی راہ نمائی کے لئے میرا خیال ہے کہ ان کی ایک تقریر ہی کافی ہو گی۔ شکریہ

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آج آپ نے پھوپھو کو وقت دیا اور میرا خیال ہے کہ یہ تمام ممبران پر احسان عظیم ہے کہ آج انہوں نے تقریر کر لی ہے۔ ورنہ تمام ممبران ان کی وجہ سے disturb ہو رہے تھے اس لئے آپ کا یہ احسان عظیم ہے کہ آپ نے وقت دیا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 23۔جون 2008 صبح 10.30 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ اس دن سالانہ بجٹ پر عام بحث کا آخری دن ہو گا۔ 23۔جون 2008 کو بھی دو نشستیں ہوں گی۔ پہلی نشست دو بجے تک جاری رہے گی۔ دو بجے سے چار بجے تک نماز اور کھانے کا وقفہ ہو گا۔ وزیر خزانہ کی طرف سے اسمبلی کیفے ٹیریا میں مرد اراکین کے کھانے کا بندوبست کیا گیا ہے اور اس سے ملحقہ کمیٹی روم "سی" میں خواتین ارکان کے لئے کھانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ دوسری نشست چار بج کر 15 منٹ پر شروع ہو گی اور اس وقت تک جاری رہے گی جب تک آخری معزز رکن اپنی تقریر مکمل نہ کر لیں اور وزیر خزانہ بجٹ پر بحث کو wind up نہ کر لیں۔ بہت شکریہ

357

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 23۔ جون 2008

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال 09-2008 پر جاری عام بحث کا سمیٹنا

359

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

پیر، 23۔جون2008

(یوم الاثنین،18۔جمادی الثانی1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر 2منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

رَبُّ ٱلۡمَشۡرِقَيۡنِ وَرَبُّ ٱلۡمَغۡرِبَيۡنِ o فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ o مَرَجَ ٱلۡبَحۡرَيۡنِ يَلۡتَقِيَانِ o بَيۡنَهُمَا بَرۡزَخٌ لَّا يَبۡغِيَانِ o فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ o يَخۡرُجُ مِنۡهُمَا ٱللُّؤۡلُؤُ وَٱلۡمَرۡجَانُ o فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ o وَلَهُ ٱلۡجَوَارِ ٱلۡمُنشَـَٔاتُ فِى ٱلۡبَحۡرِ كَٱلۡأَعۡلَـٰمِ o فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ o كُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٍ o وَيَبۡقَىٰ وَجۡهُ رَبِّكَ ذُو ٱلۡجَلَـٰلِ وَٱلۡإِكۡرَامِ o

سورۃالرحمٰن۔آیات17تا 27

وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک (ہے)o تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ o اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیںo دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے o تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ o دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیںo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ oاور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیںo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ o جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے oاور تمہارے پروردگار ہی کی ذات (بابرکات) جو صاحب جلال وعظمت ہے باقی رہے گیo

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد مقبول قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

صلے علیٰ حبینا صلے علیٰ محمد
صلے علیٰ شفیعنا صلے علیٰ محمد
ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل دیئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں
میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں
صلے علیٰ حبینا صلے علیٰ محمد

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔سب سے پہلے حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 4 ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ چونکہ کاٹھیا صاحب House میں نہیں آ رہے اور مجھے معلوم نہیں کہ آج باقاعدہ ان کی طرف سے request بھی موصول ہوئی ہے یا نہیں کہ اسے pending کر دیا جائے۔ہمارے محکمے کو ان کی request موصول نہیں ہوئی کہ اسے pending کر دیا جائے لہذا اگر وہ نہیں آ رہے یا ان کا interest نہیں ہے تو میری استدعا ہے کہ اسے dispose of کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کاٹھیا صاحب کی تحریک استحقاق اگلے اجلاس تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 5 چودھری ظہیر الدین، چودھری عامر سلطان چیمہ، ڈاکٹر سامیہ امجد، چودھری مونس الٰہی، چودھری عبداللہ یوسف، محترمہ ماجدہ زیدی اور محترمہ آمنہ جہانگیر کی طرف سے ہے لیکن یہ معزز اراکین بھی موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک استحقاق بھی اگلے اجلاس تک pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک استحقاق نمبر 6 میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب کی طرف سے ہے۔یہ ایوان میں پیش ہو چکی تھی لیکن اس کا جواب آنا تھا۔

جناب طاہر نوید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب طاہر نوید چودھری: جناب سپیکر! پرسوں پشاور میں مسیحیوں کو عبادت کے دوران طالبان اغوا کر کے لے گئے۔ پاکستان میں تمام لوگوں کو مذہبی آزادی حاصل ہے اس لئے ہم اس واقعہ کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم وزیراعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی، جناب رحمٰن ملک اور جناب شہباز بھٹی چیئرمین آل پاکستان ینارٹی الائنس کے شکر گزار ہیں کہ جن کی خصوصی کاوشوں سے مغویوں کو دس گھنٹوں کے بعد بازیاب کرا لیا گیا۔ میں حکومت پنجاب سے بھی استدعا کرتا ہوں کہ دوران عبادت اقلیتوں کے عبادت خانوں کے تحفظ کو یقینی بنائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

ایڈیشنل سیکرٹری (ٹیکنیکل) مواصلات کا معزز رکن اسمبلی کو محکمانہ معلومات فراہم نہ کرنا

(---جاری)

وزیر خوراک، صحت ، مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! رانا صاحب کی تحریک استحقاق کے ضمن میں یہ جواب موصول ہوا ہے کہ یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب محکمہ مواصلات و تعمیرات نے ایک پرائیویٹ کمپنی لیفکو کو فیصل آباد تا لاہور سڑک کا ٹھیکہ B.O.T کی بنیاد پر 25 سال کے لئے دیا ہوا ہے۔ اس معاہدے کی رُو سے انھوں نے سڑک کو دورویہ کرنے کے بعد ٹول ٹیکس کی وصولی شروع کر دی ہے۔ معاہدے کی رُوسے کلاز 33.17 کے تحت یہ ایک confidential دستاویز ہے۔ البتہ جہاں قانون اجازت دے اسے ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ ٹول ٹیکس کے ریٹ لاہور تا فیصل آباد کے پانچوں ٹول پلازوں پر چسپاں کئے گئے ہیں۔ معاہدہ کی رو سے کمپنی ہر سال ٹیکس کے ریٹوں کو 5.74 فیصد بڑھا سکتی ہے۔ کمپنی پر over charging کے کسی بھی واقعہ یا واقعات کے مع ٹھوس ثبوت اگر محکمہ ہذا کے نوٹس میں لائے جائیں تو ضابطے کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔ مذکورہ معاہدے میں دی گئی شرائط حکومت پنجاب کی باقاعدہ منظور شدہ ہیں جن کے تحت اس معاہدے پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔

جناب والا! میں اس میں تھوڑا سا add کرنا چاہتا ہوں کہ جب فاضل ممبر وہاں تشریف لے گئے، وہاں پر ان کی جو باتیں ہوئیں یا جو بھی معاملہ ہوا اس کے بارے میں بھی وضاحت دی گئی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ جب فاضل ممبر وہاں پر تشریف لے کر گئے تو ان کے ساتھ نہایت عزت واحترام کا رویہ اپنایا گیا، ان کے تحریری طور پر لکھے گئے مطالبے کے جواب میں ان سے وضاحت کی گئی کہ اس معاملے میں ان کی ایک تحریک التوائے کار نمبر 08/85 بھی موصول ہو چکی ہے جس کا ایک دو روز کے اندر پنجاب اسمبلی کو جواب روانہ کر دیا جائے گا۔اس تحریک التوائے کار کا جواب لف ہذا ہے۔اس کے علاوہ ان کے علم میں یہ بات بھی لائی گئی کہ جناب وزیر اعلیٰ کی ہدایت کے مطابق ایک تفصیلی نوٹ concession agreement کی کاپی وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھجوا دی گئی ہے جس میں یہ وضاحت بھی کی گئی ہے کہ اگرچہ agreement کی رو سے معاہدہ متعلقہ ایک confidential دستاویز ہے البتہ جہاں قانون اجازت دے اسے ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔مزید یہ عرض ہے کہ ایڈیشنل سیکرٹری ٹیکنیکل سرکاری ملازم ہونے کی حیثیت سے کسی بھی محترم ممبر صوبائی اسمبلی کے ساتھ cooperate نہ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔اس ضمن میں محترم ممبر صوبائی اسمبلی کو نادانستگی میں جو دقت ہوئی اس کا متعلقہ افسر معذرت خواہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میں دو چیزوں کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ محکمہ نے جو جواب دیا ہے اس کے مطابق یہ کہا گیا ہے کہ اگر کسی کو کوئی سہولت نہ ملتی ہو تو وہ متعلقہ محکمے کو اطلاع دے تو اس کا مداوا کیا جائے گا۔جب تک وہ معاہدہ سامنے نہیں آئے گا عوام کو کیسے پتا چلے گا کہ اسے یہ سہولت مہیا ہے یا نہیں؟ بنیادی طور پر میرا مدعا یہی ہے کہ اسے خفیہ کیوں رکھا گیا؟ انھوں نے مجھے کہا کہ آپ لکھ کر دیں تو ہم آپ کو لکھ کر جواب دیں گے کہ یہ معاہدہ خفیہ ہے۔اس کے بعد وضاحت کرنا کہ آج فائل وزیر اعلیٰ کے پاس چلی گئی یا ہم نے تحریک التوائے کار کا جواب دے دیا، یہ اس کا جواب نہیں ہے۔ میں نے اس دفتر کے چار بار چکر لگائے کہ آپ مجھے لکھ دیجئے چونکہ میں وہ لکھا ہوا اسمبلی میں پیش کرنا چاہتا تھا تاکہ اس کی ضرورت ہی نہ پڑتی چونکہ اس نے مجھے زبانی بتا دیا تھا۔لہذا اب میری یہی استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ اس agreement کے اندر جو چیزیں ہیں وہ ساری باہر آئیں اور عوام کو پتا چلے کہ انھیں کیا کیا سہولتیں ملنی چاہئیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! مجھے یہ بتائیں کہ اس میں کوئی specific laws ہیں کہ اسے خفیہ رکھا جائے گا اور خفیہ رکھنے کی کیا وجہ ہے؟

وزیر خوراک، صحت، مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس میں وضاحت تو یہی ہے کہ جو agreement ہوا تھا اسے confidential ہی بتایا جا رہا ہے لیکن اس کے باوجود فاضل ممبر کی بات بڑا وزن رکھتی ہے کہ یہ اتنی confidential نہیں ہونی چاہیے اور میں ان کی اس بات سے agree کرتا ہوں۔ میں اس میں ایک چیز کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ جب اس چیز کو confidential بنا دیا گیا یا اس بارے میں ذکر کیا گیا تو بہتر یہی تھا کہ ان سے بات کرنے یا ان سے کوئی وضاحت لینے کی بجائے اس ہاؤس میں بات کی جاتی اور اس ہاؤس کے ذریعے اسے حاصل کیا جا سکتا تھا۔ اب ساری صورتحال واضح ہو گئی ہے کہ یہ confidential ہے اور اس میں یہ بات لکھی ہے کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہاؤس کی ایک sub-committee بنا دی جائے، ہم اس میں بیٹھ کر اس معاہدے کو دیکھ سکتے ہیں اور فاضل محرک بھی اس میں شامل ہو جائیں گے تاکہ اس کے decorum کے مطابق یہ چلتا رہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ایک معاہدہ خفیہ رکھا گیا ہے۔ یہ کونسا قانون اور شق ہے جو پبلک کے مفاد کو خفیہ رکھنے کے لئے لاگو کیا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہی بات ہو رہی ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): یہ معاملہ تو کمیٹی میں پیش کرنے کی بجائے ہاؤس میں پیش کیا جائے۔

پیر محمد اشرف رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میں بات کرتا ہوں۔ جی، پیر صاحب!

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! وہ جو یہ بے حساب ٹیکس لے رہے ہیں اور جو معاہدہ ہے اس کو انھوں نے خفیہ اس لئے رکھا ہے کہ بہت سی اپنی commitments کو انہوں نے fulfill کرنا ہے۔ اسی وجہ سے یہ معاہدہ confidencial رکھ رہے ہیں۔ اس میں ہزاروں نہیں بلکہ اربوں روپے کا

گھپلا ہے۔ ہم سب یہاں پنجاب کے عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں اگر ہم اس معاہدہ کو open نہ کروا سکے تو میرا خیال ہے کہ یہ پنجاب کی عوام کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک، صحت، مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں ان کی بات سے agree کرتا ہوں اور میں نے پہلے بھی یہ offer کی ہے کہ ایک clause کے تحت اس کو confidential رکھا گیا ہے لیکن اس کے باوجود اگر آپ چاہتے ہیں، ہاؤس بھی یہ چاہتا ہے کہ اس کو open کیا جائے تو اس کے لئے ایک sub-committee بنا دی جائے جس میں یہ پیش کر دیا جائے گا اور وہ کمیٹی اس کو دیکھ لے گی۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہ ایک نہایت اہم issue سامنے آیا ہے۔ میں وزیر صاحب سے request کروں گا کہ اس کے لئے sub-committee کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہ معاملہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے وہاں پر ساری چیزیں thrash out ہو جائیں گی۔ سب کمیٹی کی تو ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہ معاملہ سیدھا سیدھا استحقاق کمیٹی کے پاس جائے اور وہاں thrash out ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: حکومت پنجاب کا ارادہ ہے اور ان کی کوشش بھی یہی ہے کہ عوام کو زیادہ سے زیادہ relief دیا جائے تو ان حالات میں اس طرح کے معاہدے خفیہ ہونے کی کوئی logic سمجھ نہیں آتی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو ہم استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیتے ہیں۔ اس میں Minister concerned بھی کمیٹی میں ان کے ساتھ بیٹھیں۔ یہ معاہدہ کمیٹی کے سامنے لایا جائے اور اس کو thrash out کرنے کے بعد کمیٹی یہ معاہدہ ہاؤس کے سامنے لے کر آئے۔ تو یہ تحریک استحقاق، استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔

سردار شیر علی خان گورچانی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے پچھلے اجلاس میں اپنے حلقے کے حوالے سے گزارش کی تھی۔ میرے علاقے سے ایک نہر داجل برانچ گزرتی ہے جس کے اوپر lift pump پچھلے اٹھارہ سال سے لگے ہوئے ہیں۔ تقریباً ڈیڑھ ہزار مربع زمین اس سے کاشت ہوتی ہے۔ پچھلے پانچ چھ دنوں سے پولیس کی بھاری نفری، Elite Force کی گاڑیاں مع ڈی۔پی۔او اور ایس۔ای ان lift pumps کو اکھاڑنے کے سلسلے میں میرے حلقے میں operation کر رہے ہیں۔

میں نے آپ کی وساطت سے وزیر آبپاشی سے گزارش کی تھی۔ انھوں نے ایس۔ ای اریگیشن ڈیرہ غازی خان سے بات کی جنھوں نے یہ کہہ کر بات کو ختم کر دیا کہ جی یہ illegal لگے ہوئے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ lift pumps پچھلے اٹھارہ سال سے چل رہے ہیں۔ پچھلے مہینے کے آخر تک بھی ان کو پانی دیا جاتا رہا ہے اور لوگوں نے وہاں اپنی زمینوں پر کپاس کاشت کی ہے۔اگر یہ illegal تھے تواب تک ان پر action کیوں نہیں ہوا؟ پچھلے آٹھ سالہ دور میں رینجرز کا ہیڈکوارٹر اسی نہر کے اوپر بنایا گیا تھا،یہیں سے وہ پانی لیتے تھے۔پرویز مشرف کے آمرانہ دور میں بھی اس کو ختم نہیں کیا گیا۔ دوسرا مجھے اس بات کی بھی سمجھ نہیں آتی کہ lift pumps صرف میرے حلقہ سے ہی کیوں اُکھاڑے جا رہے ہیں؟ Indus river،تونسہ بیراج سے لے کر روجھان تک lift pumps لگے ہوئے ہیں۔صرف میرے حلقہ پی پی۔247 میں یہ operation کیوں کیا جارہا ہے؟ ڈیرہ غازی خان میں کیوں نہیں کیا جا رہا، راجن پور شہر میں کیوں نہیں کیا جا رہا اور روجھان میں کیوں نہیں کیا جا رہا؟ میری جناب سے گزارش ہے کہ مہربانی کر کے یہ operation بند کیا جائے۔اگر lift pumps illegal ہیں تو پھر سارے اُکھاڑے جائیں نہ کہ صرف میرے حلقہ سے یہ اُکھاڑے جائیں۔اگر یہ illegal ہیں توان کو legal کیا جائے اور اس operation کو بھی فوری بند کروایا جائے۔بہت شکریہ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ بابت سال 09-2008 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر آبپاشی ابھی موجود نہیں ہیں وہ آتے ہیں تو اس معاملے کو take up کر کے ان سے بات کریں گے۔آج سالانہ بجٹ برائے سال 09-2008 پر بحث کا آخری دن ہے۔بحث کے اختتام پر وزیر خزانہ بحث کو wind up کریں گے ۔ واضح رہے کہ آج کے دن میرے پاس 93 معزز اراکین کی فہرست موجود ہے۔ جیسا کہ 21۔جون کو اعلان کیا گیا تھا آج بھی دو نشستیں ہوں گی۔پہلی نشست دو بجے تک جاری رہے گی۔ دو بجے سے چار بجے تک نماز اور کھانے کا وقفہ ہوگا۔وزیر خزانہ صاحب کی طرف سے اسمبلی کے کیفے ٹیریا میں مرد اراکین کے لئے کھانے کا بندوبست کیا گیا ہے اور اس سے ملحقہ کمیٹی روم (سی) میں خواتین اراکین کے لئے کھانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ دوسری نشست چار بجے شروع ہوگی اور اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کہ آخری معزز رکن اپنی تقریر

مکمل نہ کر لیں اور وزیر خزانہ بجٹ پر بحث کو wind up نہ کر لیں۔ اب کارروائی کا باقاعدہ آغاز کرتے ہیں اور سب سے پہلے میں نگہت ناصر شیخ صاحبہ کو دعوت دوں گا۔ میرے خیال میں ابھی وہ آئی نہیں ہیں۔ محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ سے کہوں گا کہ وہ اپنی تقریر کریں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر خزانہ کو tax free بجٹ پیش کرنے پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتی ہوں۔ پانچ سالوں کے بعد یہ پہلی بجٹ copy ہے جس کو ہاتھ لگاتے ہوئے نہ تو غریبوں کی سسکیوں کی آواز آئی ہے نہ ہی ان کی آہوں کی آواز آئی ہے بلکہ اس کو ہاتھ لگاتے ہوئے ایک عجیب سی خوشی کا احساس ہوا ہے۔ اس بجٹ میں غریبوں کو ہر شعبے میں relief دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ! میں آپ کی بات کو تھوڑا سا interrupt کروں گا۔ جس طرح اس سے پہلے بجٹ پر سارے معزز ممبران بحث کر رہے ہیں۔ ہم نے پہلے پانچ منٹ کا وقت رکھا تھا، پھر ممبران کی بات کو دیکھتے ہوئے دس منٹ کیا۔ 21 تاریخ کو یہاں پر جو عام بحث ہوئی اس دن 75/73 ممبران نے اپنے نام دیئے تھے۔ double session چلا کر، پورا دن اجلاس چلنے کے باوجود بھی یہاں پر صرف 25 ممبران بات کر سکے تھے تو آج اپنے معزز ممبران سے میری گزارش ہے کہ پانچ منٹ کا وقت ہے اور کوشش کرنی ہے کہ پانچ منٹ کے اندر ہی اپنی بات مکمل کر لیں۔ پانچ منٹ پر یہاں سے bell بج جائے گی اس کے بعد زیادہ سے زیادہ ایک منٹ دوں گا کیونکہ تمام معزز ممبران یہاں پر اپنے علاقے کی نمائندگی کرتے ہوئے بات کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ آج maximum ممبران کو time دیا جائے گا تو اب میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ نے پانچ منٹ میں اپنی بات کو wind up کرنا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں عرض کروں گی کہ:

عجب دستور زبان بندی ہے تیری محفل میں
جہاں بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

جہاں آپ مہربان ہوتے ہیں وہاں آپ گھنٹہ گھنٹہ بولنے دیتے ہیں اور اب ہماری باری آئی ہے تو آپ نے پانچ منٹ کی قدغن لگا دی ہے۔ جب تک میں بولوں گی آپ سنیں گے کیونکہ آپ بھی میرے ساتھ اپوزیشن میں بیٹھ کر ایسا ہی کرتے تھے۔

جناب سپیکر! بجٹ میں پہلی حکومت کی طرح عوام کو اعداد و شمار کے ہیر پھیر میں الجھانے کی بجائے واشگاف الفاظ میں بتایا گیا ہے کہ قوم کے ٹیکسوں سے حاصل ہونے والی آمدنی کو کہاں خرچ کیا جائے گا۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ آمدنی ان لوگوں پر خرچ کی جائے گی جو کہ محکوم، نادار اور مفلس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آمریت کے آٹھ سال کی گھناؤنی تاریک رات کے بعد ہمیں ورثے میں بجلی، مہنگائی اور لاقانونیت کے بحران ملے ہیں۔ ان بحرانوں سے سب سے زیادہ غریب طبقہ متاثر ہوا ہے۔ ہمارے قائدین کی دور اندیشی اور قربانیوں کی وجہ سے ہم ایک روشن مستقبل کی طرف پیش قدمی کے قابل ہو سکے ہیں۔ میں وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتی ہوں۔ میں امید رکھوں گی کہ وہ اپنی اتحادی پارٹی کے ساتھ مل کر صوبہ پنجاب کو پاکستان کا ایک خوبصورت اور مثالی صوبہ بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ یہ حقیقت ہے، تاریخ گواہ ہے کہ جن قوموں نے عدل و انصاف کو اپنا شعار بنایا وہی کامیاب و کامران ہوئی ہیں۔ ہماری حکومت نے ماتحت عدلیہ کی تنخواہوں میں بنیادی pay scale کے تین گنا کے برابر بطور الاؤنس مہیا کیا ہے یہ ایک مثبت قدم ہے لیکن اس کے ساتھ ہی معزز عدالت عالیہ سے یہ بھی توقع کرنا ضروری سمجھوں گی کہ وہ غریب عوام کو سہل اور جلد انصاف مہیا کریں اور اس کے ساتھ یہ شرط بھی رکھی جائے، میں تمام جج صاحبان کے بارے میں یہ بات نہیں کہوں گی لیکن بہت سی عدالتیں ایسی بھی ہیں کہ جہاں پر انصاف بکتا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے ہمیں اس کی بھی اصلاح کرنی ہو گی جہاں ہم ججوں کی تنخواہوں میں اضافہ کرتے ہیں وہاں پر ججوں کی بہتر کارکردگی پر بھی غور کرنا ہو گا۔

جناب والا! تعلیم کے بارے میں یہ عرض کروں گی کہ اس کے لئے بجٹ میں 30۔ارب 13 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ تعلیم کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں۔ غربت مٹانے کے لئے سب سے بہترین نسخہ تعلیم ہے دانا کا قول ہے کہ کسی بھی قوم کا مستقبل دیکھنا ہو تو اس کے تعلیمی اداروں، درس گاہوں کا مشاہدہ کرو کیونکہ انہی میں بچوں کی اخلاقی، سماجی اور روحانی تربیت ہوتی ہے۔ یہیں سے انہیں مستقبل کی امامت کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں اور خصوصاً پنجاب میں تعلیم کا دوہرا نظام ہے۔ تعلیم کے اس دوہرے نظام کو ممکن تو نہیں لیکن کوشش ضرور کی جا سکتی ہے کہ اس کو ختم کیا جا سکے۔ پہلی حکومت نے پڑھے لکھے پنجاب کے نام پر جس طرح غریبوں کے پیسوں کو modeling کرتے ہوئے کروڑوں روپے ضائع کئے اس سے یہ ہوا کہ پڑھے لکھے پنجاب میں غریبوں کی غربت کا مذاق اڑایا گیا۔ کسی غریب کو کتابیں دی گئیں اور نہ ہی کسی کو مفت تعلیم دی گئی۔ یہ صرف

ڈھنڈورا کی حد تک رہا جتنا بھی پیسا تعلیم پر خرچ کرنا تھا اس modeling میں وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی نے خرچ کیا جس کی وجہ سے غریبوں کو تعلیم ملی اور نہ ہی کتابیں مفت ملیں۔ حکومت نے اپنے بیرونی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے ان کے طریقہ تعلیم کو ملک میں رائج کرنے کی کوشش کی۔ امتحانات کے طریق کار کو یکسر بدل دیا گیا اور تمام بہتر رزلٹ دینے والے جو سکول تھے انہیں اپنی من پسند N.G.Os کے مالکان کو دے دیا گیا۔ اسی طرح تھوڑے پیسوں پر اساتذہ بھرتی کئے گئے جس کی وجہ سے سکول کا معیار تعلیم کم ہو گیا اور امتحانات میں بہتر رزلٹ نہ آ سکے۔ اس کے علاوہ حکومت نے سیلف فنانس سکیم ختم کی ہے یہ حکومت کا ایک بہت اچھا اقدام ہے۔ پہلے یہ ہوتا تھا کہ غریب کا بچہ بہتر نمبر لینے کے باوجود اچھی درسگاہوں میں داخل نہیں ہو سکتا تھا اور امیر کا بچہ پیسوں کے عوض یونیورسٹیوں میں داخلہ لے لیتا تھا اور اس کے بعد وہ یونیورسٹی کے نام پر ایک بدنما داغ بن جاتا تھا۔ حکومت کا یہ قدم قابل تحسین ہے۔ یہ تمام اقدامات حکومت کی نیک نیتی اور غریب پروری کو ظاہر کرتے ہیں لیکن میں یہ بھی ضرور کہوں گی کہ ہم نے اپنے عمل سے یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں اس پر عمل بھی کرتے ہیں کیونکہ پہلی حکومتوں میں ایسا نہیں ہوا تھا۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں صحت کی پالیسی کے بارے میں بات کروں گی کہ صوبے کے تمام بڑے بڑے ہسپتالوں میں وزیر خزانہ نے فرمایا ہے کہ غریبوں کا علاج مفت ہوگا۔ یہ دعوے تو میں بہت سالوں سے سن رہی ہوں لیکن آج تک اس پر عمل نہیں ہوا۔ غریبوں کو ہسپتال سے اسپرین کی گولی بھی نہیں ملتی۔ تمام دوائیاں بڑے بڑے لوگوں کو مل جاتی ہیں کیونکہ زیادہ بیماریوں کا شکار امراء ہیں یا پھر یہ میڈیکل سٹوروں پر چلی جاتی ہیں جیسا کہ پچھلے دنوں ڈسٹرکٹ بہاولپور میں لاکھوں روپے کی ادویات چوری ہوئیں اور اس کے بعد میڈیکل سٹوروں پر پہنچ گئیں۔ اس کے بارے میں اخبارات اور ٹی۔وی دونوں میں آتا رہا ہے۔ ہمیں اس کے لئے ایسی کمیٹیاں بنانی چاہییں بلکہ میں یہ کہوں گی کہ تمام حلقوں کے جو ایم۔پی۔ایز ہیں ان کی یہ ڈیوٹی لگائی جائے کہ وہ ہفتے میں ایک دفعہ ان تمام ہسپتالوں کو چیک کریں اور ہمارا جو یہ دعویٰ ہے کہ ہم غریبوں کو مفت دوائی دیں گے یہ پورا ہو سکے۔

جناب والا! پولیس کے لئے 30۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ جوں جوں پولیس کو فنڈز زیادہ دیا جاتا ہے crimes کی شرح بھی بڑھتی جاتی ہے۔ پولیس بدنامی، رسوائی، ناانصافی کا ایک ایسا اشتہار بن گئی ہے کہ معاشرے کو استحصال زدہ معاشرہ بنا دیا ہے۔ پہلے یہ ہوتا تھا کہ ایک ضلع میں ایک

ایس۔پی، ایک ڈی۔ایس۔پی اور غالباً ایک یا دو ایس۔ایچ۔او ہوتے تھے۔اب پورا پولیس کا محکمہ ایک ضلع میں بھرتی کر لیا جاتا ہے۔اس سے یہ ہوا ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی ایف۔آئی۔آر درج کروانے کے لئے بھاری سے بھاری رشوت دینی پڑتی ہے۔معاشرے کے اس ناسور کو صاف کرنے کی ضرورت ہے۔مجھے یہ کہتے ہوئے دکھ بھی ہو رہا ہے کہ پولیس کا محکمہ چوروں، ڈاکوؤں اور پیشہ ور افراد کی سرپرستی کرتا ہے اور یہ اپنی state کے بے تاج بادشاہ ہیں۔میں وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ درخواست بھی کروں گی کہ سب سے پہلے معاشرے کے اس بگڑے ہوئے حصے کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔وزیر اعلیٰ نے یہ تو فرمایا ہے کہ بہتر کارکردگی کرنے والے پولیس آفیسروں کو ترقی دی جائے گی۔میں یہ بھی عرض کروں گی کہ جس تھانے میں crime کی شرح زیادہ ہو اس آفیسر کو نہ صرف معطل کر دیا جائے بلکہ ملازمت سے نکال دیا جائے تاکہ باقی لوگوں کے لئے عبرت بن سکے۔

محترمہ یاسمین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ یاسمین خان: جناب سپیکر! میں یہ بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں کہ 1973 کے آئین پاکستان کے مطابق child labour ban ہے اور میں اس بجٹ میں یہ بات کرنا چاہ رہی ہوں کہ اکثر غریب گھروں کے بچے ورکشاپوں میں کام کر رہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں آپ اپنی باری پر بات کر لیں۔ایک تو اس بات کو یقینی بنائیں کہ ایک ممبر جب بات کر رہا ہوتا ہے تو اس کے flow of ideas ہوتے ہیں۔یہاں آپ پڑھ کر تو تقریر کر نہیں سکتے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اگر آپ کوئی متعلقہ بات بھی کرنا چاہ رہی ہیں تو جب آپ کی باری آئے گی تو آپ اپنی تجاویز دیں فنانس منسٹر صاحب بیٹھے ہیں وہ نوٹ کریں گے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ یاسمین خان: جناب والا! میں دو منٹ میں اپنی بات ختم کرتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: دو منٹ اگر آپ لے لیں گی تو پانچ منٹ تو ان کا ٹائم ختم ہو جائے گا۔

محترمہ یاسمین خان: جناب والا! میں ایک منٹ میں بات ختم کر لیتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ یاسمین خان: میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ 1973 کے آئین کے تحت child labour ban ہے اور میں چاہ رہی ہوں، میرا جو پوائنٹ ہے وہ یہ ہے کہ میٹرک تک بچوں کو مفت تعلیم دی جائے تاکہ غریب گھروں کے بچے تعلیم حاصل کر سکیں۔ تعلیم کی بنیاد پر ہی اس ملک نے ترقی کرنی ہے اور 1973 کے آئین کے تحت child labour کو ختم کیا جائے۔

According to constitution, 1973 child labour is banned. So Education up to matric should be free so that the poor people may go to school and attain education. When educated people are aware in this country only then we can progress. If we don't have any awareness, we cannot progress in this country. So this is my point of order. Thank you, Sir.

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! وزیر خزانہ نے فرمایا کہ حکومت آمد و رفت کی بہتری کے لئے اگلے مالی سال میں نجی شعبے کے تعاون سے بڑے شہروں میں ایک ایک ائر کنڈیشنڈ بس چلانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس مد میں ایک ارب روپے کی subsidy بھی دی گئی ہے تو میں یہ عرض کروں گی اور وزیر خزانہ صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ بسیں واقعی غریبوں کے لئے ہیں؟ غریب آدمی تو چھکڑا نما بسوں میں سفر کرتے ہیں۔ ایک ڈائیوو بس ہمارے پورے شہر میں چلتی تھی جس کا کرایہ پورے شہر میں اگر آپ پھر لیں آٹھ روپے تھا لیکن ہمیشہ کی طرح پلاٹوں پر قبضہ کرنے والے، ناجائز قبضہ کرنے والے وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی کے بیٹے مونس الٰہی نے پلاٹوں پر جس طرح وہ اپنے گھر کا مال سمجھ کر قبضہ کرتے رہے اس طرح سے انہوں نے ڈائیوو بس سروس پر بھی قبضہ کر لیا اور یوں اس کا کرایہ غریبوں کی پہنچ سے باہر ہو کر تین گنا ہو گیا اور اس کا نام Semi Daewoo رکھ دیا گیا۔ جناب میں تو اس پر سفر بھی کرتی رہی ہوں۔ میری حکومت سے درخواست ہے کہ 30-جون 2009 تک تمام ٹرانسپورٹ کو سی۔این۔جی میں منتقل کر دیا جائے۔ تین ماہ کے اندر وہ تمام سرکاری گاڑیاں جو ڈیزل پر چلتی ہیں انہیں بھی سی۔این۔جی میں منتقل کر دیا جائے۔ اس سے ڈیزل کی بچت ہو گی اور ماحول کے لئے بھی یہ بہت سود مند ہو گا۔ جناب سپیکر آپ بات تو سنتے نہیں ہیں اپنی گاڑی کو پٹرول پر جو چلاتے ہیں۔

جناب سپیکر! بجلی کی کمی کا جہاں تک سوال ہے، بجلی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ویسے تو لوگ بُری طرح پریشان ہیں اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ جہاں چھوٹے ڈیم بنائے جائیں وہاں پر solar energy اور hydal energy کا اجراء بھی بہت ضروری ہے۔ چیچو کی ملیاں نندی پور کے نزدیک اس سے پہلے بھی یہ سکیم کام کر رہی ہے تو میری یہ درخواست ہو گی کہ اس طرح کے مزید turbine لگائے جائیں تاکہ بجلی بہتر طریقے سے پیدا کی جا سکے۔ میں گندم کے سلسلے میں یہ بات کرنا چاہوں گی کہ گندم اور چاول کی کم از کم قیمت خرید بین الاقوامی قیمتوں کو مد نظر رکھ کر مقرر کی جائے۔ ہوتا یہ ہے کہ ہم اپنے کسانوں سے 625 روپے میں گندم خرید لیتے ہیں اور جب ہم باہر سے گندم منگواتے ہیں تو 1400 روپے فی من کے حساب سے منگواتے ہیں تو یہ سراسر زیادتی ہے اس لئے قیمتوں کا تعین کرنا ضروری ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ عرض کروں گی کہ میں وزیر خزانہ کو ایک دفعہ پھر مبارکباد دیتی ہوں کہ انہوں نے بیرونی قرضوں پر انحصار کم کرنے کی کوشش کی ہے، گزشتہ سال کے مقابلے میں بیرونی قرضوں کے حجم میں 23۔ارب کی کمی کی گئی ہے تاکہ ترقیاتی کاموں میں زیادہ سے زیادہ فنڈ دیا جائے۔ غریب اور مفلس طبقے کو بنیادی خورد و نوش کی کم قیمت پر فراوانی مفت علاج معالجے کی سہولتوں کے لئے حکومت پنجاب 13۔ارب روپے سے زیادہ کی سبسڈی دے گی۔ غریب لوگوں کو سامان خورد و نوش کی فراہمی کے لئے براہ راست نقد رقوم کی فراہمی کا پروگرام بھی شامل ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے اب آپ یہاں پر اپنی بات ختم ہی کر دیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں یہاں پر معاشرے میں بڑھتی ہوئی مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے گزارش کروں گی کہ آپ نے جو Price Control Committee بنائی ہے اس میں ایسے لوگوں کو شامل کیا جائے جو واقعی چیزوں کی قیمتوں کو check کریں۔ ہوتا یہ ہے کہ Price Control Committees جو check کرنے کے لئے جاتی ہیں وہ ایک جگہ پر بیٹھتی ہیں وہاں پر کھاتی پیتی ہیں اور واپس آ جاتی ہیں۔ ایسے لوگوں کو اس میں شامل کیا جائے جو واقعی انہیں check کر کے بتائیں کہ چیزیں کس طریقے سے بِک رہی ہیں۔

جناب سپیکر! حکومت کا سب سے اچھا قدم ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن وغیرہ کے قرضے جو بیواؤں کے ذمے واجب الادا تھے وہ معاف کر دینا میرے خیال میں یہ ویسے بھی ایک نیک کام ہے اور غریب عوام کی طرف سے حکومت کے لئے دعائیں بھی ہیں۔

جناب سپیکر! میں صرف اپنے ضلع کے لئے صحت کے حوالے سے بات کروں گی۔ میرے ضلع میں ایک ڈسٹرکٹ شیخوپورہ ہسپتال ہے۔ وہاں پر اتنی بری حالت ہے کہ wash rooms کے اندر پانی کی ٹونٹیاں تک نہیں ہیں۔ باقی بیماریوں کا علاج تو دور کی بات ہے وہاں صفائی کا یہ حال ہے۔ حکومت سے میری یہ گزارش ہو گی کہ شیخوپورہ میں بھی کڈنی سنٹر، dialyses centre, اور burn centre بنائے جائیں تاکہ لوگوں کو لاہور نہ آنا پڑے۔

جناب سپیکر! اس سے پہلے بھی میں نے اپنے ضلع کے crime کے بارے میں بات کی تھی اور آج پھر مجھے وہ کہنا پڑا۔ میں نے آج سے صرف 3 دن پہلے آپ کو بتایا تھا کہ میرے ضلع میں crime کس طرح اپنے عروج تک پہنچا ہوا ہے تو جب میں گھر گئی تو مجھے میرے گاؤں سے پھر ٹیلی فون آیا کہ ایک 10 سالہ بچے کو اغوا کیا گیا ہے جس کا تاوان انہوں نے 10 لاکھ روپیہ مانگا ہے تو اس کے ماں باپ نے یہ کہا کہ ہم اتنے غریب ہیں کہ 10 لاکھ روپیہ نہیں دے سکتے تو اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ بچے کو مار کر جہاں نعش رکھنی ہے وہ جگہ ہمیں بتادیں۔ یہ دکھ کی بات ہے کہ میں اس floor پر بولتی رہی، چیختی رہی، میں کہتی ہوں کہ نہ پہلے کبھی کسی پر اثر ہوا تھا اور نہ ہی آج کسی کے اوپر اثر ہو گا۔ میں آخر میں اس دعا کے ساتھ ختم کروں گی کہ:

دعا کرو سرشتِ بہار زندہ رہے
گلوں کی بات چمن کا نکھار زندہ رہے
ہزار بار میں پیوندِ خاک ہو جاؤں
میرا وطن میرے پروردگار سلامت رہے

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! پریس گیلری کی طرف سے مجھے ایک چٹ موصول ہوئی ہے اور اس پر انہوں نے لکھا ہے اور میں آتے ہوئے بھی دیکھ کر آئی ہوں کہ روزنامہ "الجریدہ" کے درجنوں ملازمین اس وقت اسمبلی کے باہر اپنے واجبات کے لئے مظاہرہ کر رہے ہیں اور انہوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب کے نام ایک لیٹر بھی بھجوایا ہے جس پر ان سب کے sign موجود ہیں۔ ان کی دادرسی ہونی چاہیے۔ ان کے مطابق بانڈے صاحب کی وفات کے بعد بغیر تنخواہ کے ان سے کام لیا جاتا رہا ہے اور اب جب انہوں نے اپنی تنخواہوں کا مطالبہ کیا ہے تو ان میں سے سب کو باری باری نکال دینے کی دھمکیاں دی گئی ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب اس وقت موجود نہیں ہیں لیکن ان کے بارے

میں یہ لیٹر ہے جو میں آپ کو دینا چاہتی ہوں۔ "الجریدہ" کے ملازمین جو باہر مظاہرہ کر رہے ہیں میری گزارش ہو گی کہ ہم میں سے کچھ لوگوں کو وہاں جانا چاہیے، ان کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنا چاہیے۔ وہ professional لوگ ہیں انہوں نے کام کیا ہے اور کام کرنے والے لوگوں کو ان کی اجرت سے محروم کرنا اخلاقی اور قانونی طور پر بھی غلط ہے۔ میری آپ سے گزارش ہو گی کہ اس بات کا نوٹس لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس حوالے سے لیٹر مجھے بھی آیا تھا اور میں نے منسٹر ملک ندیم کامران صاحب کو مذاکرات کرنے کے لئے بھیجا ہے چونکہ آپ کو بھی انہوں نے address کیا ہے تو آپ بھی kindly ساتھ ہی چلی جائیں اور معاملات کو دیکھ کر ہاؤس کو آگاہ کریں۔ اب وارث کلو صاحب بجٹ پر بحث کریں گے۔

جناب محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مہربانی کی اور بجٹ 09-2008 کا جائزہ لینے کے لئے مجھے فرمایا۔ اس بجٹ میں 389۔ارب کی آمدنی ہے اور یہ فاضل بجٹ ہے کیونکہ اس پر اخراجات کم ہیں۔ اس میں بہت اچھی اچھی باتیں ہیں۔ 160۔ارب کا ترقیاتی بجٹ ہے، غریبوں کے لئے 117۔ارب رکھے گئے، گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی گئی ہے، dialysis کے بارے میں میاں صاحب کا جو پہلا پروگرام تھا بہت اچھا ہے کہ انہوں نے شروع کیا ہے۔ بیوگان کے قرضوں کے لئے انہوں نے معافی کا اعلان فرمایا ہے۔ ساڑھے بارہ ایکڑ زمین پٹہ پر دینے کے لئے کہا ہے۔ میں اس میں دیکھ رہا تھا کہ تعلیم کے لئے 110۔ارب روپے مختص ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: معزز ممبران سے میری گزارش ہے کہ لسٹ میں سب کے نام ہیں اس طرح سے نہ تو تقریر کرنے والے صاحب کی طرف میری concentration ہو رہی ہے جن جن کے نام ہیں ان سب کو موقع دیا جائے گا۔ 5 منٹ کی limitation اسی لئے رکھی گئی ہے۔ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں اگر کوئی مسئلہ ہے تو اپنا نام سیکرٹری صاحب کو لکھوا دیں۔ بہت شکریہ

جناب محمد وارث کلو: جناب سپیکر! اس طرح صحت کے لئے بھی 30۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ 110۔ارب روپے تعلیم کے لئے ہیں۔ اس میں دو چیزیں میں دیکھ رہا تھا۔ ایک تو میری بہن نے بھی فرمایا، ایک ارب روپیہ جو شہر کی ٹرانسپورٹ کے لئے رکھا گیا ہے۔ یہ ذہن تسلیم نہیں کرتا کیونکہ یہ اتنا منافع بخش کام ہے کہ ٹرانسپورٹر خود بخود ہی چلے آئیں گے اور آپ competition کرائیں گے تو

یہ آ جائیں گے۔ میں وزیر خزانہ صاحب کو عرض کروں گا کہ یہ ایک ارب جو ٹرانسپورٹر کی جیب میں جانا ہے تو اس کو second thought میں کوئی زیبا نہیں لگتا۔ وہ کہتے ہیں کہ انصاف ہوتا ہوا نظر آنا چاہیے اور ناانصافی آپ غریب کے ساتھ کرتے ہیں یا امیر کے ساتھ کرتے ہیں، وہ ناانصافی ہوتی ہے۔ لگژری ٹیکس لگایا گیا ہے اس کو اور زیادہ کر دیں لیکن وہ retrospective effect نہیں ہونا چاہیے کیونکہ وہ apparently پبلک میں یہ ہو رہا ہے کہ آپ آج جو بجٹ دے رہے ہیں، 2005 سے آپ ٹیکس وصول کر رہے ہیں اور اس کے repercussions پتا نہیں کیا کیا ہوں گے اور وصولی کرنے والے محکمے کیا کریں گے؟ اب یہ ساری چیزیں فرداً فرداً discuss ہو چکی ہیں لیکن چونکہ آج ہاؤس میں time short ہے۔ میں ایک بات کروں گا کہ انسانی تہذیبی ارتقاء پر اگر ہم نظر ڈالیں تو سب سے پہلے انسان نے جو سیکھا ہے کیونکہ انسان کے لئے سب سے اہم اس کا پیٹ ہے اور پیٹ کو پالنے کے لئے سب سے پہلا کام جو انسان نے سیکھا ہے اور اسی کا ارتقاء ہوا ہے اور وہ ہے زراعت۔ زراعت کے ذریعے ہی اس نے اپنی معیشت بنائی ہے۔ اگر آج ہم لوگ اپنی پنجاب کی معیشت پر نظر ڈالیں تو اتنی deplorable حالت ہے کہ 2005 کا آپ گیلپ سروے دیکھیں تو اس وقت 36 فیصد لوگ غربت کی لکیر سے نیچے تھے تو اس میں ہمارے لئے لمحہ فکریہ یہ ہے کہ جو صوبہ سب سے زیادہ fertile ہے، جس صوبے میں سب سے زیادہ اچھا نظام آبپاشی تھا جس کی زمینیں سونا دینے والی تھیں تو اس کے break up میں بلوچستان 15 فیصد ہے، 25 فیصد سرحد والے ہیں اور 34/35 فیصد سندھ ہے اور پنجاب 57 فیصد غربت کی لکیر سے نیچے زندہ ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ ساڑھے آٹھ سالہ دور آمریت میں یہ ہوا ہے کہ پنجاب کی معیشت کی حالت بد سے بدتر ہو گئی ہے۔ آج ہم سب نے مل کر ایک عہد کرنا ہے۔ آج ہم نے معیشت کو ٹھیک کرنا ہے۔ وہ کیسے ٹھیک ہوتی ہے، ہم نے آج یہ بات نہیں کرنی کہ ہم نے کون سے ہوٹلوں میں رہنا ہے۔ آج ہم نے جھونپڑیوں میں رہنا ہے۔ آج ہم نے عہد کر کے اٹھنا ہے کہ ہم نے لوگوں کو روٹی دینی ہے۔ پنجابی کی ایک کہاوت ہے کہ "پیٹ نہ پیّاں روٹیاں تے سبھے گلاں کھوٹیاں" آج ہمارے لوگ بھوکے مر رہے ہیں۔ آج افلاس اور مہنگائی نے لوگوں کی کمر توڑ دی ہے، زبوں حالی کا وہ حشر ہے کہ خودکشیاں اور خودسوزیاں ہو رہی ہیں اور ہم بات کریں کہ ہمیں اچھے five star hotel دیں۔

جناب سپیکر! آپ، سارا ہاؤس اور پوری قوم تسلیم کرے گی کہ کسی بھی قوم کی معیشت کا پہلا زینہ زراعت ہے۔ زراعت کے ساتھ یہاں کیا ہوا ہے؟ میں یہاں پر تھوڑی سی جھلکیاں پیش کروں

گا۔یہاں زراعت میں پچھلے دور میں ایک شعبہ زرعی انجینئرنگ ہوا کرتا تھا۔ وہ لوگوں کو بلڈوزر اور ٹریکٹر فراہم کرتے تھے اس پر سبسڈی ملتی تھی، زمیندار اپنی زمینیں level کرتے تھے وہ سبسڈی ختم کر دی گئی۔ وہ بلڈوزر پڑے ہوئے ہیں اور ان کی مرمت کسی نے نہیں کروائی۔ یہاں پورے پنجاب میں دو مقصد حاصل کرنے کے لئے ٹیوب ویل لگائے گئے تھے۔ ابھی میرے بھائی باتیں کر رہے تھے کہ صرف میرے ہاں یہ ہو رہا ہے کہ lift irrigation ختم کی جا رہی ہے، اتنا ظلم ہوا ہے کہ پچھلے سیکرٹری آبپاشی کے آگے میں ہاتھ جوڑتا رہا ہوں کہ خدارا! اگر آپ کا زراعت سے تعلق نہیں ہے تو یہ محکمہ چھوڑ دیں لیکن عارف ندیم صاحب نے جتنے اقدامات کئے وہ سارے زراعت اور آبپاشی کے خلاف کئے ہیں۔ اس سے یہ ہوا کہ سارے کے سارے پنجاب کے لئے کابینہ کا فیصلہ ہوا کہ سارے ٹیوب ویل اکھاڑ لو، ساری lift irrigation اکھاڑ لو اور پنجاب کے سارے ٹیوب ویل ختم کر دیئے گئے، سارے connections کو disconnect کر دیا گیا۔ اس میں کیا فائدہ تھا؟ اس سے دو فائدے ہو رہے تھے ایک تو ٹیوب ویل سکارپ پانی کو suck کرتے تھے اور پانی زمیندار کو دیتے تھے جس سے زمیندار سستے داموں آپ کو گندم اور گنا فراہم کرتا تھا۔

جناب سپیکر! ہمارے ہاں پہلے پٹواری سسٹم تھا اس میں یہ ہوتا تھا کہ پٹواری ہر فصل کے حساب سے الگ الگ یعنی گنے کا اتنا rate اور گندم کا اتنا rate رکھتا تھا پھر آگے flat rate آبیانہ آ گیا۔ ادھر بیز لگ گئے، اس میں اتنا معاشی استحصال ہے کہ جتنا command area ہے اس کا زمیندار آبیانہ دینے پر مجبور ہے اور آپ کے لوگ جاتے ہیں اور جا کر زبردستی زمیندار اور کاشتکار سے آبیانہ وصول کرتے ہیں۔ یہ کہاں کا اصول ہے کہ پانی تو آپ نے دیا نہیں ہے، پانی آپ کے پاس ہے نہیں، ڈیم آپ بناتے نہیں، نہریں آپ کی خشک پڑی ہیں اور زمیندار سے آپ آبیانہ وصول کرتے ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں میں ایک اور بات کروں گا کہ زمیندار کاشتکار ایک ایسی مظلوم قوم ہے، ایک ایسا مظلوم انسان ہے کہ دنیا میں دیکھ لیں demand and supply کا فارمولہ apply ہوتا ہے۔ آپ جہاں بھی جاتے ہیں رسد اور طلب کی بات ہوتی ہے تو یہ کون سا قانون ہے کہ آپ کے اہلکار ہر زمیندار کی ہر پیداوار کی قیمت یہاں گورنمنٹ میں بیٹھ کر fix کرتے ہیں کہ ہم نے 400 روپے یا 600 روپے فی من گندم لینی ہے؟ میں یہاں پر خوشامد کرنے کے لئے نہیں آیا۔ میں وزیر خزانہ صاحب کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ میرے ضلع خوشاب کا سارا علاقہ بارانی ہے،

تھل ایریا ہے، پہاڑ ہیں، ہمارے ہاں تو اپنے لئے گندم پوری نہیں ہوتی اور آپ نے ایک ایس۔پی کو اور ڈی۔سی۔او کو کہا کہ 60ہزار بوری لا کر ہمیں دو۔ زمیندار اپنی فصل پر کھڑا ہے۔ اسے اپنے لئے ضرورت ہے۔ آپ کا تھانیدار پہنچ گیا، آپ کا ڈی۔ڈی۔او (آر) پہنچ گیا اور زمیندار سے گندم لے لی۔ آپ ان سے 600روپے میں لیتے ہیں اور باہر سے آپ 1400روپے میں لیتے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ گنے کی قیمت مقرر کر دیتے ہیں۔ جب گنے کی قیمت مقرر کر دیتے ہیں اور دفعہ 144 لگا دیتے ہیں کہ تم نے بیلنے نہیں لگانے۔ ہمارے تو بیلنے ہوتے تھے، ہم شکر دیتے تھے، ہم گڑ دیتے تھے۔ آپ نے دفعہ 144 لگا کر مارشل لاء ادوار میں زمیندار کی کمر توڑ دی۔ میرے بھائیوں نے پہلے بتایا ہے کہ گنے کا حشر کیا ہوا ہے؟ اس سال گنے کا زمیندار اتنا لٹ گیا ہے کہ اب اس کی economy تباہ و برباد ہو گئی ہے۔ سڑکوں پر گنا جلتا رہا ہے۔ یہ کتنا ظلم ہے کہ اگر آپ نے قیمت مقرر کی ہے تو پھر حکومت اس سے پورا گنا کیوں نہیں لیتی؟ حکومت اس سے پورا گنا وصول کرے۔ آپ جتنا گنا لے رہے ہوتے ہیں وہ سارا صنعتکار کو دیتے ہیں۔ وہ ادھر مافیا بن گئے ہیں۔ وہ حکومت کو blackmail کرتے ہیں۔ ادھر شوگر مل ایسوسی ایشن ہے اور سارے طاقتور لوگ اس میں بیٹھے ہوئے ہیں تو پھر زمیندار کدھر جائے۔ زمیندار کا یہ حشر ہو رہا ہے۔ میں guarantee کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ 17۔ارب روپے کی سبسڈی دے دیں، آپ ان غریبوں کو سبسڈی دے دیں لیکن جب تک آپ زمیندار کاشتکار کو خوشحال نہیں کریں گے اس وقت تک آپ کے پورے ملک کی، آپ کے پورے صوبے کی معیشت develop نہیں ہو سکتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں ایک مثال دیتا ہوں کہ میرے علاقے میں کچے گھروندے اور کچے کوٹھے ہیں۔ وہاں کچے کوٹھے والا آدمی جسے نسل در نسل میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کے پاس سائیکل نہیں ہے لیکن اس کی خواہش ہے کہ میرا بیٹا سائیکل پر جائے لیکن چونکہ وہ روٹی پوری نہیں کر سکتے تو سائیکل کہاں سے لیں گے؟ میں کہتا ہوں کہ یہ ترقیاتی بجٹ بہت اچھا ہے۔ آپ سڑکیں بنائیں، آپ انڈر پاس بنائیں اور سارا کچھ بنائیں اور ائیر کنڈیشنڈ بسیں چلائیں لیکن خدارا! غریب کو روٹی تو دیں۔ جب تک آپ انھیں روٹی نہیں دیتے تو اس وقت تک آپ کی معیشت اسی طرح رہے گی، آپ کا امن و امان ٹھیک ہو گا اور نہ کوئی اور کام ٹھیک ہو گا۔

جناب سپیکر! پچھلے دور میں تعلیم کا کیا حال ہوا کہ انگریز دور میں ظاہر ہے کہ ہم غلام تھے اور وہ حاکم تھے۔ انھوں نے یہاں پر اچھے اچھے کالج ڈویژنل سطح پر بنائے۔ انھوں نے ڈی ماؤنٹ

مورنسی کالج سرگودھا، ایمرسن کالج ملتان، مرے کالج سیالکوٹ اور گورنمنٹ کالج لاہور بنائے۔ پچھلے دور میں جاوید اشرف قاضی (چالیس سپارے والے) نے ان سارے کالجوں کو ایک سازش کے تحت خود مختار کر دیا اور جو خود مختار نہیں ہوئے ان کالجوں کو slaughter کر کے وہاں یونیورسٹیاں بنا دیں۔ یونیورسٹیاں تو الگ بھی بن سکتی تھیں۔ آپ ضرور یونیورسٹیاں بنائیں یہ اچھی بات ہے لیکن اب کیا ہوا کہ غریب کے بچوں سے، 90 فیصد لوگوں سے quality education کا حق چھین لیا گیا اس لئے میری استدعا ہے کہ جو تعلیمی ادارے خود مختار کئے گئے ہیں ان کو گورنمنٹ اپنی تحویل میں لے اور غریبوں کو وہاں سے quality education دے۔ آپ جگہ جگہ پر scattered نہیں کر سکیں گے۔ یہ جو سارا فراڈ ہوا ہے آپ اس فراڈ کو ختم کریں۔

جناب سپیکر! یہی حالت صحت کی ہے کہ لوگ ہمارے ہاں سے کہتے ہیں کہ ہم میو ہسپتال میں علاج کرانے جا رہے ہیں، ہم لاہور جا رہے ہیں وہ یہاں آتے ہیں۔ آپ نے یہاں سارے ہسپتال autonomous کر دیئے ہیں، خود مختار کر دیئے ہیں۔ اب وہاں سے ہمارے غریب آدمی ادھر سے اٹھ کر یہاں آ جاتے ہیں، پہلے مفت علاج ہوتا تھا۔ اب تعلیم کے لئے کون غریب آدمی 4 ہزار روپے فیس آپ کے autonomous ادارے کو دے گا۔ غریب آدمی تو نہیں دے سکتا۔ اسی طریقے سے health میں یہی حشر ہوا ہے کہ سارے ہسپتال autonomous ہو گئے ہیں غریب گاؤں سے تین سو میل کا سفر کر کے آتے ہیں اور یہاں آ کر آپ غریب کو کہتے ہیں کہ پیسے لائیں۔ یہ ہسپتال مفت میں کچھ نہیں دیتا۔

خدارا! آپ سارے ہسپتالوں کو نہ دیں۔ یہ جو پہلے ہسپتال غریبوں کا مفت اور اچھا علاج کرتے تھے وہ تو پہلے کر لیں۔ بات لاقانونیت کی اور تھانہ کلچر کی ہوتی ہے تو معاشی اور معاشرتی انصاف دونوں آپ کے معاشرے کے لئے ضروری ہیں اور اس کا بھی تعلق آپ کی معیشت سے ہے۔ اس ملک میں بالکل ارتکاز دولت ہو گیا ہے، دولت کی غیر مساویانہ تقسیم ہو گئی ہے۔ آپ جب per capita income نکالتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ ہماری اتنی income ہو گئی ہے اور بہت اچھی ہو گئی ہے۔ یہ سارے jugglery figures آپ کے Economist دیتے ہیں اس میں وہ کہتے ہیں کہ ہماری تو per capita income یہ ہے لیکن وہ کیسے ہوتا ہے کہ دو فیصد کے پاس اربوں روپے ہیں اور 98 فیصد لوگ بھوکے مر رہے ہیں؟ اب جب آپ اس حساب سے تناسب نکالیں گے تو per capita income تو پوری ہو گئی۔ میں کہتا ہوں کہ جب تک اس ملک میں انصاف نہیں آئے گا، جب تک اس

ملک میں معاشی اور معاشرتی انصاف نہیں ہوگا تو کئی لوگ یہاں کہتے ہیں کہ انصاف کی کیا ضرورت ہے؟ روٹی کپڑا چاہیے تو میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ جب تک اس معاشرے میں معاشی اور معاشرتی انصاف نہیں ہوگا اس وقت تک روٹی، کپڑا اور مکان بھی نہیں ملے گا۔ یہ بھی تب ہی ملے گا جب آپ معاشرتی اور معاشی انصاف دیں گے، یہ ارتکاز دولت کو روکیں گے، غیر مساویانہ تقسیم کو روکیں گے۔ یہاں ایک سپیکر بات کر رہے تھے کہ دنیا میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ سب سے اچھا نظام جمہوریت کا نظام ہے۔ آج میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دنیا میں سب سے اچھا نظام زندگی اسلام کا نظام ہے اور اسلام کے برابر کوئی نظام نہیں ہے۔ یہ جمہوریت اسلام سے چرایا گیا ایک چربہ ہے لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ جمہوریت تو صحیح طور پر ہو۔ ہمارے ہاں تو شبِ خون ہوتا رہا ہے اور چالیس سال مارشل لاء کا دور ہی رہا ہے۔ جرنیلوں نے، بیوروکریسی نے اور سب نے مل کر اس ملک کو لوٹا ہے۔ میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 60 سال کے بعد آج پہلی دفعہ قوم نے اس coalition کے ساتھ امیدیں وابستہ کی ہیں۔ قوم جو کہ دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے، پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ کا ووٹر نظریاتی طور پر ان میں بُعد المشرقین ہے لیکن چونکہ دونوں جمہوری ذہن کے لوگ ہیں اور دونوں کی یہ خواہش ہے کہ یہ اتحاد چلتے رہنا چاہیے۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ مل بیٹھ کر چلیں۔ میں اس coalition کو یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قوم تمہیں معاف نہیں کرے گی کیونکہ اس ملک کو آج تک Establishment نے divide and rule کے ذریعے تمام سیاستدانوں اور عوام کو distribute کیا ہے اور اس کے بعد انگریز والی چال چلتے ہیں۔

میری استدعا ہے کہ یہ coalition مل بیٹھ کر کام کرے کیونکہ جب تک یہ مل کر کام نہیں کریں گے تب تک عوام کو فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ کیونکہ Establishment گھات لگائے بیٹھی ہے اور 60 سال کے بعد Establishment versus Politicians ایک جنگ شروع ہوئی ہے اور اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جب سیاستدان اکٹھے ہو گئے ہیں تو یہ ساری Establishment اپنی اپنی جگہ پر چلی گئی ہے۔ میری دعا ہے کہ یہ لوگ اکٹھے رہیں۔ میں آخر میں یہ بات کہنا چاہوں گا کہ پچھلے ساڑھے آٹھ سالہ دور میں شوکت عزیز، جہانگیر ترین، زبیر سومرو، یہ ظفر کمال، یہ ملٹی نیشنل، یہ اتصالات۔ خدارا! سوچیں ٹھیک ہے کہ یہ مرکز کا مسئلہ ہے لیکن لٹ تو ہم رہے ہیں۔ ملٹی نیشنل اور یہ جو بیرونی بھینکے ہیں ان کو ذرا دیکھیں تو یہ حشرات الارض کی طرح بھاگ رہے ہیں۔ بنکوں کو دیکھیں تو یہ حشرات الارض اور mushroom کی طرح اگ آئے ہیں۔ foreign

banks نے آپ کے چھوٹے چھوٹے بنکوں کو eat up کر لیا ہے جیسے بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو کھا جاتی ہے۔ اب ملٹی نیشنل کمپنیوں نے یہاں آکر آپ کی ہوا لے لی، پچھلی حکومت کہتی تھی کہ سرمایہ کاری آ رہی ہے۔ اس سرمایہ کاری سے آپ خوش ہیں کہ موبائل کے ذریعے سناؤ اور سنتے ہی جاؤ۔ انہوں نے یہ کلچر دیا ہے کہ اس میں گانے آ رہے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ یہ کون سی کمپنی ہے، Warid ہے، Telenor ہے اور فلاں ہے۔ آپ نے اپنی اتصالات ہی بیچ دیں، حبیب بنک 22۔ارب میں بیچ دیا۔ یونائیٹڈ بنک مفت میں بیچ دیا۔ اب آپ ان کا منافع دیکھیں اور اوپر سے مرکز میں جو enactment ہوئی ہے۔ آپ Banking Ordinance, 2001 دیکھیں اس میں جو اتنا ظلم ہے وہ لوگوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔ جب آپ وہ Ordinance پڑھیں گے تو آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔ ایک East India Company آئی تھی، آج ہم نے کتابوں میں پڑھ لیا اور ہم سارے کہتے ہیں کہ East India Company نے ہمیں لوٹ لیا اور تباہ و برباد کر دیا لیکن ہم ہوش ہی نہیں لے رہے۔ پچھلے ادوار نے تو یہ کر دیا اب میری اتحادی گورنمنٹ سے یہ استدعا ہے کہ خدارا! ان لوگوں پر ایک دفعہ enactment کریں دوبارہ توجہ دیں۔ یہ جو ساری دنیا کے بنک ادھر بھاگم بھاگ آئے ہیں، کیا آپ کو پتا ہے کہ وہ کتنا کتنا profit لے کر جا رہے ہیں، آپ کا سارا پیسا سمیٹ کر دنیا میں باہر لے جا رہے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ dollar اور pound کا کیا حشر ہے اگر یہی حال رہا تو میرے منہ میں خاک یہ ڈالر 100 روپے اور پاؤنڈ 200 روپے تک پہنچے گا۔ پھر آپ 17,17۔ارب روپے کی subsidy دے کر عوام کو خوش نہیں کر سکتے۔ میں یہاں خوشامد نہیں کر سکتا اور نہ میں کروں گا۔ عوام نے اس coalition partners کے ساتھ بہت سی توقعات بالخصوص میاں محمد شہباز شریف کے ساتھ وابستہ کر رکھی ہیں۔ بیوروکریسی کا بجٹ یہاں نہیں چلے گا، وہ ان چیزوں کو نہیں جانتی۔ میں آپ کے توسط سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ coalition partners کو crease سے باہر نکل کر ہٹیں لگانی پڑیں گی اور جب یہ sixer لگائیں گے تب جا کر آپ کی economy ٹھیک ہوگی۔ جب تک آپ ملک کی economy ٹھیک نہیں کریں گے بے شک جتنی مرضی subsidy دے دیں یہ ساری چیزیں lollypop ہیں۔ اوپر سے کرپشن کی یہ حالت ہے کہ سارے ادارے اس آٹھ سالہ دور میں تباہ و برباد ہو گئے ہیں۔ بجٹ آتا ہے تو اس کے بعد یہ رابطے کرنے شروع کر دیتے ہیں جس طرح جب سال میں قربانی آتی ہے تو قصائی چھریاں لے کر چلے جاتے ہیں کہ اب ذبح کر رہے ہیں اور گوشت لے کر گھر جانا ہے اسی طرح یہ ادارے آپس میں distribute کرتے ہیں۔ اس بجٹ میں عوام کے

لئے کیا بچتا ہے کیونکہ یہ سارے ادارے تیار بیٹھے ہوتے ہیں اور انہوں نے اپنی اپنی provisioning کی ہوئی ہے۔ کسی کا کوئی قرضہ ہوتا ہے تو C&W میں بیٹھا ہوا بندہ کہتا ہے کہ بجٹ کے بعد سکیمیں آئیں گی انشاء اللہ آپ کو pay کر دیں گے۔ میری استدعا ہے کہ بجٹ کی re-organization ہونی چاہیے، ruthless re-organization ہونی چاہیے، ruthless re-structuring ہونی چاہیے اور میں اپنے بھائیوں سے استدعا کروں گا کہ خدا کی قسم! کچھ نہیں بچے گا۔ آج ہم یہاں پنجاب میں بیٹھے ہوئے خوش ہیں کہ ہم آرام سے بیٹھے ہیں جو کچھ ہو رہا ہے وہاں ہو رہا ہے۔ ایک دو واقعے ہوئے ہیں کہ ایک خود کش حملہ آور F.I.A بلڈنگ میں آیا تو پورا لاہور اپنے گھروں میں ڈر کر بیٹھ گیا تھا۔ وہ دن دور نہیں جب ہمارے ہاں بھی سرحد، بلوچستان اور سندھ بن جائے گا۔ مرکز میں بھی ہماری اتحادی گورنمنٹ ہے یہاں پر بھی ہماری حکومت ہے تو خدارا! ہمیں extraordinary اقدامات اٹھانے پڑیں گے اور میری آخر میں استدعا ہے کہ ہم نے status conscious نہیں ہونا، آج سے یہ عہد کریں کہ۔

دور میں ہم قرض کی پیتے تھے مے اور کہتے تھے
کہ ہاں رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

بندے بندے کے پاس موبائل ہے، بندے بندے کے پاس موٹر سائیکل اور کاریں ہیں لیکن یہ ساری قرض کی ہیں۔ consumer banking پر توجہ دیں۔ وہ فراڈ ہے آپ کے گھروں سے اور تجوریوں سے پیسے لے کر نکل رہے ہیں۔ یہ سارے multinational آپ کا پیسا چھین کر باہر جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میری آخر میں استدعا ہے کہ جناب آصف علی زرداری، سید یوسف رضا گیلانی، میاں محمد شہباز شریف، میاں محمد نواز شریف آج سے عہد کریں کہ ہم نے سادگی کے ساتھ رہنا ہے، وہ آج سے سادگی شروع کریں اور ہم عہد کرتے ہیں کہ ہم سادہ طریقے سے زندگی گزاریں گے۔ ہم عام ہوٹلوں میں رہیں گے، ہم فائیو سٹار نہیں مانگتے، ہم گلیوں میں غریبوں کے ساتھ رہیں گے لیکن سادگی اپنائیں گے۔ آج ہم نے عہد کرنا ہے کہ ساڑھے آٹھ سال کے بعد ایک نیا دور طلوع ہوا ہے۔ اس دور سے لوگوں کی بہت سی امیدیں وابستہ ہیں، اگر ہم آج بھی بیوروکریسی کی dictation لیتے رہیں گے، بیوروکریسی کے کہنے پر چلیں گے، بیوروکریسی کی figures پر چلیں

گے تو یہ پاکستان ٹھیک نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ جو بیوروکریسی کا set up ہے یہ اس انگریز کا set up ہے جس نے کسی اور نظریے سے اور کسی اور نظر سے چلایا تھا۔

جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ صاحب سے عرض کروں گا کہ میں نہ تو بجلی مانگتا ہوں کیونکہ ادھر بجلی تو ہے، نہ میں سڑکیں مانگتا ہوں۔ خدارا! ادھر تعلیم تو دے دیں، ہمارے ہاں کوئی تعلیم نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ new opening نہیں ہو سکتی یہ ضلع کا subject ہے۔ پتا نہیں ہمارے حصہ میں کوئی اپ گریڈیشن آئے گی یا نہیں؟ میں کہتا ہوں کہ مون سون آتی ہے تو ہماری تین تحصیلیں، نورپور تھل، منکیرہ اور چوبارہ ہیں۔ میں ان کو کہتا ہوں کہ ہم تو اپنا ضلع بنا رہے ہیں کیونکہ مون سون جب آتی ہے تو وہ یا تو جنوب سے گزر جاتی ہے یا ساؤتھ سے گزر جاتی ہے۔ ہمارے ہاں بارش نہیں ہوتی۔ اسی طریقے سے جب ساؤتھ کی باری آتی ہے تو ساؤتھ کو فنڈز چلے جاتے ہیں۔ ساؤتھ میں ہمیں کچھ نہیں ملتا، جب وسطی پنجاب کی بات ہوتی ہے تو وسطی پنجاب والے سارے کہتے ہیں کہ انڈر پاس بن رہا ہے، یہ رِنگ روڈ بن رہی ہے۔ 60۔ارب کی کوئی چیز ہوتی ہے تو 45۔ارب روپے رِنگ روڈ پر لگ جاتا ہے، 45۔ارب سیالکوٹ موٹروے پر لگ جاتا ہے اور ہم ادھر ایک ایک سکول کے لئے ترس رہے ہیں۔ بچیوں کا سکول نہیں ہے، بچوں کے سکول نہیں ہیں، upgradation نہیں ہے۔ اگر ہو سکے تو ٹھیک ہے ورنہ زندہ تو رہنا ہے ہر حال میں رہیں گے۔ آخر میں ایک شعر سنا دیتا ہوں۔

جس کھیت سے دہقان کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

وزیر خوراک، صحت و مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک، صحت و مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! آپ نے ابھی میری ڈیوٹی لگائی تھی کہ "الجریدہ" کے کوئی صاحبان باہر protest کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں، میں گیا ہوں۔ آپ کے حکم کے مطابق میں نے ان سے مذاکرات کئے ہیں اور پریس گیلری میں ان کے جو انچارج ہیں ان سے بھی میری ابھی بات ہوئی ہے تو انہوں نے ایک نکتے کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے کہ "الجریدہ" کے کوئی مالک ہیں اور ہمارے ایم۔پی۔اے میاں نصیر صاحب جو کہ کینٹ سے تعلق رکھتے ہیں ان کی کوئی involvement جو یہ بتا رہے ہیں ان کے کہنے پر میری میاں نصیر

صاحب سے فون پر بات ہوئی اور میں نے ان سے کہا کہ ان کو چھ ماہ کی تنخواہ نہیں ملی اس وجہ سے وہ تھوڑے disturb ہیں اور وہ مال روڈ پر اسمبلی کے سامنے protest کر رہے ہیں تو آپ مہربانی فرما کر اس کی کوئی وضاحت کریں تاکہ میں نے ہاؤس میں جا کر بتانا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے مجھے بتایا کہ میرا personal اس اخبار کے ساتھ تعلق نہیں ہے البتہ ان کے ایک عزیز ہیں جن کا نام شبیر صاحب ہے ان کا تعلق ہے اور ظہیر شہزاد صاحب جو یہاں پریس گیلری کے انچارج ہیں انہوں نے دو دفعہ ان سے مذاکرات بھی کئے اور انہوں نے یقین دہانی کروائی تھی کہ ہم بیٹھ کر اس کا کوئی حل نکالیں گے لیکن ابھی تک چونکہ کوئی حل نہیں نکلا تھا اس لئے آج وہ protest کر رہے تھے۔ ابھی جو ہماری ان سے بات طے ہوئی ہے وہ یہ ہوئی ہے کہ نصیر صاحب نے کہا ہے کہ میں کل دوپہر کو دو بجے جناب سپیکر کے چیمبر میں آؤں گا اور اسی طرح پریس گیلری کے انچارج بھی وہاں پر موجود ہوں گے اور اس کے علاوہ الجریدہ اخبار کا ایک نمائندہ بھی وہاں موجود ہو گا تو آپ کی سربراہی میں، آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر کل یہ بات کریں گے اور اس میں جو بھی معاملات ہوں گے وہ آپ resolve کروا دیں۔ میں اس کے بعد جو جلوس تھا ان کے پاس گیا تھا ان کو میں نے بتا دیا ہے، ظہیر صاحب بھی میرے ساتھ گئے تھے ان کو بتایا کہ ہمارا معاملہ طے ہو گیا ہے اور آپ لوگ کل دوپہر دو بجے تک اپنے سارے معاملات کو pending کر لیں۔ وہ جلوس بھی ختم ہو گیا ہے اور یہ بات بھی طے ہو گئی ہے کہ کل دو بجے آپ انشاء اللہ اس کو دیکھیں گے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ نے جو نام لئے ہیں اس کے ساتھ ساتھ آپ خود بھی آئیں۔ چونکہ آپ نے مذاکرات کئے ہیں اور محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ بھی کل چیمبر میں آ جائیں تو بیٹھ کر بات ہو جائے گی۔ اب محترمہ نازیہ راحیل صاحبہ!

محترمہ نرگس فیض ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! میرے بھائی نے ابھی سیالکوٹ میں 45۔ارب روپے کی موٹروے سکیم کے بارے میں بات کی ہے۔ میں یہ بات clear کرنا چاہتی ہوں کہ سیالکوٹ پورے پاکستان میں سب سے زیادہ ٹیکس pay کرتا ہے اور اس ملک کو بہت زیادہ زرمبادلہ ملتا ہے۔ سیالکوٹ میں جو ایئرپورٹ تعمیر ہوا ہے وہ بھی ان کے اپنے self finance کے تحت ہوا ہے اور

مجھے امید ہے کہ آئندہ ان باتوں کا خیال کیا جائے کیونکہ اس وقت پاکستان میں اگر کوئی انڈسٹریز چل رہی ہیں تو وہ صرف سیالکوٹ کی وجہ سے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب سپیکر! ضلع سیالکوٹ کی طرف جو موٹروے جانی تھی اس سے ہمارے ضلع کو فائدہ نہیں پہنچا۔ اب انہوں نے جو روٹ تبدیل کیا ہے یہ گجرات کی طرف لے گئے ہیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ جہاں ہم نے انٹرنیشنل ایئرپورٹ بنایا ہے، ہم موٹروے بھی بنالیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ!

MRS. NAZIA RAHEEL: بسم اللہ الرحمن الرحیم Thank you honourable Speaker for allowing me time here to appreciate the efforts of Finance Minister, Tanveer Ashraf Kaira. It is really a balanced and praiseworthy budget and I really appreciate it. It is really being praised by all the spheres of community. But here are some of the suggestions which I would really like to share with the Minister and all the Members of the House. Coming to the budget , we can see here that a very good piece of news specially for those farmers who own less than 4 acres of land which is written and mentioned in the Government plan not less than 12.5 acres would be given on lease to such farmers. Indeed, it is very bold step but here I would like to add,

کہ اگر ایسے farmers کے لئے جو بڑے شہروں کے نزدیک ہیں ان کو سرکاری زمین دی جائے۔ وہ ایسے farmers کو الاٹ کی جائے تو اس سے middle man یا agents کا رول کافی حد تک curtail ہو جائے گا۔ ان سے cheep rates پر جیسے یہ لوگ خرید لیتے ہیں اور بڑے

شہروں میں high rates پر بیچ دیتے ہیں۔اس کا یہ فائدہ ہو گا کہ farmers کو زیادہ سے زیادہ فائدہ ملے گا اگر ان کو main cities میں زمین الاٹ کی جائے۔

And other positive approach in the budget is performance based incentive scheme for the teachers. I feel it's a very bright idea for improving the performance of the teachers. I feel that it is need of hour,

اس کے ساتھ ساتھ اگر ٹیچرز کو regular refresher courses بھی کروائے جائیں تاکہ ان کی performance مزید improve ہو اور جس طرح میرا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ جو بہت ہی deprived اور backward area ہے اس دیہاتی علاقے میں زیادہ تر یہ ہے کہ وہاں پر حاضری میں punctuality نہیں ہے وہ بہت کم ہے and so is the devotion towards teaching اس لئے میری گزارش ہو گی کہ:

Teachers belonging specially to rural and backward areas really need to be trained on new pattern of teaching.

اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ ٹیچرز کو special regular refersher courses کروائے جائیں۔

As mentioned in the budget that free and air-conditioned bus service would start for the students who are resident of the main districts. It is a very commendable step but I feel that if this free bus service could be extended to the financially low and deprived areas as well so that students thereof can also avail benefits of this service. Similarly, here it is suggested in the budget that at least 350 MW of electricity plan is there to be produced in the Punjab.

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! اخبار میں ہے کہ پی پی-10 سے میاں محمد شہباز شریف کا Notification ہو گیا ہے۔

And according to the Constitution of Pakistan, Article 223...if you will allow me, I would like to read this, sub clause (4) Subject to clause (2), if a member of either House or of a Provincial Assembly becomes a candidate of a second seat which, in accordance with clause (1), he may not hold concurrently with his first seat, then his first seat shall become vacant as soon as he is elected to the second seat.

جناب سپیکر! میں اس کے بارے میں آپ کی رولنگ چاہوں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بات بڑی واضح ہے کہ انہوں نے ابھی اپنی دوسری سیٹ کا حلف نہیں لیا اور ہوتا یہ ہے کہ جب آپ elect ہوتے ہیں تو اس کے بعد you have to vacate one of your seats ابھی انہوں نے یہ فیصلہ نہیں کیا ہے تو اس کے بعد let him decide first.

SYEDA BUSHRA NAWAZ GARDEZI: Sir, I request you to go through your copy of Constitution of Pakistan and kindly read this clause in detail and I am here to seek your explanation and to understand this clause. Kindly give your ruling on this.

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! بات صرف اتنی ہے کہ already ان کا Oath ہو چکا ہے اور حلف لینے کے بعد انہوں نے اپنی ذمہ داریاں بھی شروع کر دی ہوئی ہیں اور جب الیکشن کمیشن کی جانب سے notify ہو گا تو ساتھ ہی الیکشن کمیشن کے Rules کے مطابق وہ خود بخود de-notify کر دیں گے کیونکہ

Already he has been elected in this House and he is functioning here as well. Thank you.

SYEDA BUSHRA NAWAZ GARDEZI: According to this paper he has been notified from PP-10 for the second time.....

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔آپ تشریف رکھیں اور اس کے متعلق میں نے rules بھی بتا دیئے ہیں. that is very much clear بہت شکریہ۔ جی، محترمہ! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

MRS. NAZIA RAHEEL: I think he should better have a seat and let me complete it, please. Have you seat to sit? Similarly, it is suggested in the budget that at least 350mw of electricity.

SYEDA BUSHRA NAWAZ GARDEZI: Sir, Article.....

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ جس relevant آرٹیکل کا حوالہ دے رہی ہیں تو That is bar against double membership اب یہ article-223 جو ہے جس کی آپ بات کر رہی ہیں اگر آپ اس کو پورا پڑھیں تو

(1) No person shall, at the same time, be a member of:-

(a) Both Houses; or

(b) A House and a Provincial Assembly; or

(c) The Assemblies of two or more Provinces or

(d) A House or a provincial Assembly in respect of more than one seat.

اس کے بعد

(2) Nothing in clause (1) shall prevent a person for being a candidate for two or more seats at the same time, whether in the same body or in different bodies, but if he is elected to more that one seat he shall, with in a period of 30 days after the declaration of the result for the last such seat, resign all but one of his seats, and he does not so resign, all the seats to which he has been elected, shall become vacant at the expiration of the said 30 days period.

اب آئین بڑا واضح ہے اور ابھی ان کا نوٹیفکیشن وہاں سے ہوگا then he has got 30 days to decide کہ انہوں نے کون سی سیٹ رکھنی ہے اور کون سی نہیں رکھنی ہے؟ جب یہ مسئلہ آئے گا اور جب یہ دن پورے ہوں گے تب یہ ہاؤس بھی دیکھے گا اور اس پر ساری کارروائی بھی کرے گا۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! یہاں پر آپ نے تھوڑا سا miss کر دیا ہے کہ اگر دونوں سیٹوں کا اکٹھا نوٹیفکیشن ہوا ہوتا اور

Within a period of 30 days, then he would have the choice to vacate one of those seats.

جناب قائم مقام سپیکر: اگر آپ دونوں طریقے سے دیکھ لیں تو تب بھی 30 دن پورے نہیں ہوتے۔ اگر both angles دیکھیں۔ میرا خیال ہے کہ اس پر بات ہو چکی ہے۔ آئین بڑا واضح ہے، قانون بڑے واضح ہیں اور اب آپ تشریف رکھیں اور ہاؤس کی کارروائی کو آگے چلنے دیں۔ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

MRS. NAZIA RAHEEL: Similarly Sir it is suggested in the budget that at least 350mw of electricity is being planned that it could be produced to encounter with the energy crisis prevailing in our country. Here I would like to suggest that if we encourage the production of solar energy, it would, definitely, will help us in minimizing the energy crisis.

اور solar energy کے لئے جو equipment باہر سے منگوایا جائے تو اگر اس کو ٹیکس فری کر دیا جائے تو

I think it would definitely promote the use of solar energy and it will help us in eliminating and to overcome the energy crisis which are being faced by our country. Similarly, another suggestion is for upgradation of schools. I feel the amount which is fixed.

کیا گیا ہے.it is a big less for example کہ میرا حلقہ نیابت کمالیہ سٹی ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں آتا ہے جس کے بارے میں بتانا چاہوں گی کہ جو within my constituency and after forty villages which are called chaks. تو وہاں پر یہ صورتحال ہے کہ

partition پر ائمری سکول اب تک اپ گریڈ ہو کر مڈل تک نہیں گئے اور جو مڈل سکول ہیں وہ اب تک اپ گریڈ ہو کر ہائی level تک نہیں پہنچے تو. I think I feel اس کے لئے جو فنڈ مختص کیا گیا ہے یہ تھوڑا سا less ہے اس کے لئے تھوڑا زیادہ کیا جائے کیونکہ جب اپ گریڈیشن ہو گی تو ظاہر ہے کہ اساتذہ کی تعداد بھی زیادہ ہو گی، طلباء کی تعداد بھی زیادہ ہو گی اور آپ کو building capacity بھی زیادہ کرنا ہو گی تو I feel I think, اپ گریڈیشن کے لئے یہ جو amount it should be increased for that purpose اس کے علاوہ Micro Finance loaning scheme کے متعلق یہاں پر میں یہ تجویز دوں گی کہ اگر اس کو interest free کر دیا جائے اور اس کے return کے لئے ایسا fool proof سسٹم بنایا جائے تاکہ جو amount دی گئی ہے اس کا return بھی ہو اور یہی رقم آئندہ بھی ایسے needy یا deserving لوگ جنہیں چاہئے، ان میں circulate ہو سکے۔

And other is a very huge amount that has been suggested for welfare programmes in the prisons for the prisoners. No doubt, welfare programmes would be very beneficial.

جناب سپیکر! یہاں پر اس بات کا ضرور خیال رکھا جائے کہ آپ دیکھتے ہیں کہ ہمارے قیدیوں کی کیا حالت ہے کہ ایک سیل میں capacity اور space اگر دو بندوں کی ہے تو وہاں پر 10/10 اور 20/20 قیدیوں کو رکھا گیا ہے۔

Prisoners, of course, they are prisoners, they have committed sins, they have committed crimes but they are humans as well they should be treated like humans.

تو میں یہاں پر کہنا چاہوں گی کہ اصلاحی پروگرام کے ساتھ ساتھ ان کو environment جو دیا جا رہا ہے اور انہیں جو space دی جا رہی ہے، اس کا بھی پہلے خیال رکھا جائے کیونکہ جب آپ انہیں better environment دیں گے تو ان کی thinking بھی تب ہی positive ہو گی اور ان کی ذہنی اصلاح تب ہی بہتر ہو سکے گی جب آپ ان کو neat and clean environment دیں اور ان کو space دیں اور یہاں پر ایک تجویز یہ دوں گی کہ جیسے ڈاکٹرز بھی prisoners میں ہوں تو

I think there should be a post of psychiatrist as well.

کیونکہ قیدیوں کے لئے

I think it's very necessary that these should be a post of psychiatrist in all the prisons. It's my suggestion.

یہاں پر ایک چیز کا میں مزید ذکر کروں گی کہ واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹس یا فلٹریشن پلانٹس ہیں تو I talk about on behalf of my district کہ وہاں پر

50 percent of the population is suffering from symptoms of hepatitis C. It's getting very common. It's fine time if we plan something for the deprived and financially low areas

کہ اس سے پہلے ہمیں مزید جانی نقصان ہو تو ہمیں چاہئے کہ ایسے اضلاع اور علاقوں میں فلٹریشن پلانٹس کے لئے بجٹ میں کوئی فنڈ مختص کیا جائے تاکہ اس چیز کو ہم جلد سے جلد eliminates کر سکیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: پیر اشرف رسول!

پیر محمد اشرف رسول: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کا شکر گزار ہوں اور کائرہ صاحب کی اس skill کا میں قائل ہو گیا ہوں کہ یہ گجرات میں رہتے ہوئے بھی اتنا اچھا بجٹ بنا سکتے ہیں۔ بڑی خوشی کی بات ہے ورنہ تو اس کے بارے میں ہمارا بڑا negative نظریہ ہوتا تھا۔ اب بجٹ کی خوبیوں کی بات کرتا ہوں کہ سوشل سیکٹر میں 24 فیصد کا اضافہ ہے جس میں تعلیم، صحت، فراہمی ونکاسی آب، suppose کچی آبادیاں ہیں۔ اس میں مجموعی طور پر 24 فیصد کا بجٹ میں اضافہ کیا گیا ہے جو ایک اچھی symbol ظاہر کرتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی اچھی بات ہے۔

جناب سپیکر! اس طرح جو دوسرے sectors ہیں service sector, production sector اور agriculture sector اس کے تمام بجٹ کا اگر white paper دیکھا جائے تو اس میں محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے agriculture میں 214.5 فیصد کا اضافہ کیا جو بجٹ مثبت ہونے کی دلیل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک عوامی بجٹ کے لئے جو سب سے ضروری کام تھا اور سب سے اہم کام تھا کہ judiciary کی تنخواہیں جو انہوں نے بڑھائی ہیں وہ بہت اچھا کیا ہے کہ انہوں نے تین سو گنا تنخواہ میں اضافہ کرنے کی بات کی ہے لیکن دوسری طرف سرکاری ملازمین کے لئے 20 فیصد کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس میں کچھ ان کی مجبوریاں بھی ہو سکتی ہیں اور حالات بھی ہو سکتے ہیں لیکن ان تمام حالات میں یہ ایک متوازی بجٹ ہے اور اس میں غریب لوگوں

کے لئے 17-ارب روپے کی سبسڈی کی بات کی گئی ہے۔ وہ طالب علم جن کے والدین کے پاس پیسے نہیں ہیں ان کے لئے 20 کروڑ روپے کا بجٹ رکھا ہے۔ اس کے علاوہ 11 ہزار یتیم بچوں کے لئے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ غریبوں کے لئے بجٹ میں بہت اچھی چیز ہے اور یہ واقعی عوام دوست بجٹ ہے کہ جس میں 72 سکولوں میں 11 ہزار غریب اور یتیم بچوں کو پڑھایا جائے گا اور کل آنے والے وقت میں آہستہ آہستہ ہر تحصیل میں دو عدد اس طرح کے سکول ہوں گے۔

کاشتکاروں کے لئے سستے green tractor کا جو انہوں نے کہا کہ میرٹ کی بنیاد پر 60 ہزار ایکڑ زمین لیز کی جائے گی یہ بھی اچھی بات ہے۔ جعلی دوائیوں کی روک تھام کے لئے انہوں نے task force کی بات کی ہے وہ بھی اچھی بات ہے۔ زرعی تحقیقات کے لئے ایک ارب 21 کروڑ یہ بڑی اہم بات ہے کہ سائنسدان جو زرعی تحقیقات کرتے ہیں یہ ان کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں۔ تعلیم کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں اور امن وامان قائم کرنے کے لئے پولیس کے لئے اس بجٹ میں 30-ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اس میں I.T کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں یہ تمام چیزیں بہت اچھی ہیں۔ 60 ہزار طالب علم جو TEVTA کے ذریعے پڑھائے جائیں گے یہ بھی ٹھیک ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کا بجٹ ہو یا سابقہ حکومت کا بجٹ ہو۔ سابقہ حکومت کے بجٹ کے لئے میں ایک بات کرتا ہوں کہ:

غریب شہر کے تن پہ لباس باقی ہے
امیر شہر کے ارماں ابھی کہاں نکلے

ان 60 سالوں میں جب بھی بجٹ بنا ہے وہ متوازی ہی ہوتا ہے جو میں نے سنا ہے میں پہلی بار اسمبلی میں آیا ہوں۔ جب بھی بجٹ پڑھا جاتا ہے ہمیشہ یہی کہا جاتا ہے کہ یہ متوازی بجٹ ہے، غریبوں کا بجٹ ہے، یہ عوام کے فائدے میں جائے گا، ہسپتالوں میں علاج مفت ہو جائے گا، غریبوں کو تعلیم دی جائے گی۔ جو لوگ 60 سالوں سے لیبر، مزدور، کسان اور کاشتکار جدوجہد کر رہے ہیں ان کو بڑا فائدہ ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی بجٹ بناتا ہے وہ ایمانداری سے بناتا ہے لیکن جب اس کی implement کا وقت آتا ہے اس کی خرابی وہاں سے شروع ہوتی ہے۔ جب یہ بجٹ بن کر bureaucracy کے ہاتھ میں چلا جاتا ہے، جب یہ establishment کے نمائندوں کے ہاتھ میں جاتا ہے وہاں جاکر خرابی پیدا ہوتی ہے۔ میں نے بجٹ میں بہت چیزیں دیکھیں یہ متوازی بھی ہے، لوگوں کے لئے اچھا بھی ہے اور جیسا کہا گیا ہے کہ یہ پنجاب کا سب سے بڑا developing بجٹ

ہے لیکن بڑے افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہی بجٹ جب ضلع ناظموں کے پاس چلا جائے گا، یہ بجٹ جب سیکرٹریوں سے implement ہو گا جو agriculture سیکرٹری تھا وہ خزانہ میں چلا جاتا ہے اور خزانہ والا سیکرٹری production میں چلا جاتا ہے۔ اگر اس کو روکنے کے لئے کچھ نہ کیا گیا تو پھر وہی ظلم ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پہلی بار پاکستان کی تاریخ میں صوبائی حکومت مرکزی حکومت ہے جو anti-establishment اور فوج کے خلاف آئی ہے۔ ہمارے اوپر اب بھی ان کی تلوار کھڑی ہے۔ ان کے سرخ فیتے ہیں۔ آج بھی اس ایوان میں کہا جاتا ہے کہ فلاں جو agreement ہے وہ خفیہ ہے۔ بھئی! وہ کیا ہے وہ کیا ایسا agreement ہے جس کو out نہیں کیا جا سکتا؟ جس طرح وہ حمود الرحمن کمیشن رپورٹ تھی کہ بنگلہ دیش کیوں علیحدہ ہوا وہ رپورٹ آج تک نہیں آئی۔ آج وہی چیز دہرائی جاتی ہے کہ فلاں agreement خفیہ ہے اس کو کل لائیں گے۔ بجٹ ہمیشہ اچھا ہوتا ہے۔ بجٹ بنانے والے کی کوشش ہوتی ہے، عوامی نمائندوں کی کوشش ہوتی ہے چند کو چھوڑ کر کہ بجٹ میں عوام کو ریلیف ملے۔ کوئی شخص یہ نہیں چاہے گا جو اصل ووٹ لے کر آیا ہے، جو فوج اور establishment کے خلاف لڑ کر آیا ہے، جو عوام کے ووٹوں سے آیا ہے کہ عوام کو ریلیف نہ ملے، وہ کبھی نہیں چاہے گا کہ کاشتکاروں کے مسئلے حل نہ ہوں، وہ کبھی نہیں چاہے گا کہ تھر میں پانی نہ آئے، وہ کبھی نہیں چاہے گا کہ allegations کے مسئلے ہوں۔ یہ اگر چاہتی ہے تو یہ C.S.S کلاس چاہتی ہے، یہ establishment چاہتی ہے اور یہ فوج ہے جو بجٹ کو ناکام بناتی ہے۔ جب کبھی گورنر ہاؤس سے ہم ایک فوجی کو نکالتے ہیں تو ان کا کوئی care taker نمائندہ آ کر آپ کے بجٹ کو خراب کرے گا، آپ کا امن و امان خراب کرے گا۔ خدا کے لئے میں کہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ن) یا وہ تمام لوگ جو genuine عوام کا ووٹ لے کر آئے ہیں اپنی چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کو بند کر دیں ورنہ اگر ہم نے یہ بند نہیں کیں تو یہ عوام اور تاریخ ہمیں معاف نہیں کرے گی۔ میں اپنے آپ کو بھی کہتا ہوں کہ مجھے Senior Minister سے کسی کی transfer پر جھگڑا نہیں کرنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ Labour Minister شیخوپورہ میں جو مرضی کمیٹیاں بنا دے مجھے اس بات پر نہیں جھگڑنا چاہیے۔ یہ بات میں اپنے آپ کو بھی کہتا ہوں یہ بجٹ تب ہی کامیاب ہو گا جب دونوں پارٹیاں اپنے چھوٹے چھوٹے اختلافات کو بھول کر عوام کے لئے کام کریں گی۔ میں آخر میں اپنے ضلع کی بات کرتا ہوں، مجبور ہوں ویسے تو قوم کی بات کرنی چاہیے تھی، پنجاب کی بات کرنی چاہیے تھی، میرا ضلع شیخوپورہ جس کے ایک سابق I.G کے Director General نے دو ٹکڑے کر دیئے، وہ

بریگیڈیر اعجاز شاہ قریشی جس نے اس کے دو حصے کر دیئے، ہم نے اس کو پھر بھی قبول کر لیا لیکن اس کی demarcation کے مسائل ہیں اس تحصیل کی demarcation کے مسئلے ہیں کہ ایک شخص کو 28 کلو میٹر کے بعد تھانہ پڑتا ہے، یہ چھوٹے چھوٹے مسئلے حل کرنے چاہئیں۔ جس طرح toll tax کی بات ہوئی، شاہدرہ کا toll tax چونکہ شیخوپورہ اس سے joint ہے۔ یہ شاہدرہ کا toll tax جب ہم چھوٹے تھے پانچ سال کے اور سکول جاتے تھے اس وقت سنا تھا کہ یہ ایوب خان نے بنایا ہے اس کے ایک سال میں پیسے پورے ہوں گے پھر toll tax معاف ہو جائے گا۔ وہ معاف ہونے کی بجائے پیسوں سے شروع ہوا پھر دس روپے پر گیا اور اب دو سو روپے تک چلا گیا ہے۔ خدا کے لئے یہ کم از کم شاہدرہ ، فیروز والا اور مرید کے والوں کے لئے معاف کیا جائے۔ یہ کوٹ عبدالمالک میں 35,35 روپے لے رہے ہیں ہمیں کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے؟ پچھلی حکومت تو یہ کرتی رہی خدارا! اس میں کوئی task force بنائیں اور خاص طور پر فیروز والا اور مرید کے کو بجٹ میں خصوصی فنڈز دیں۔ آپ بسوں کی بات کرتے ہیں تو وہ ہمارے ساتھ گوجرانوالہ میں بھی چلتی ہیں۔ فیصل آباد میں ائیر کنڈیشنڈ بسوں کی بات ہوتی ہے لاہور میں ہوتی ہے ہم تو درمیان میں گھرے ہوئے ہیں ہمیں بھی کوئی بسیں دے دیں بسیں ہمیں بھی چاہئیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ہمیں عدالتوں کو مضبوط کرنا پڑے گا، پاکستان کے آئین کو مضبوط کرنا پڑے گا۔ قانون ہر جگہ موجود ہے احتساب کا قانون موجود ہے اس bureaucracy کا احتساب کرنا پڑے گا، قانون پر implement کریں گے تو مسئلہ حل ہوگا۔ کہیں قانون یہ نہیں کہتا کہ agriculturist کو بھوکا مارا جائے، کہیں قانون یہ نہیں کہتا کہ child labour ہونا چاہیے۔ قانون تو موجود ہے لیکن اس پر عملدرآمد کرانے والے یہ bureaucracy، پولیس اور یہ فوج۔ ان کو خدا کے لئے نکیل ڈالیں ان کو لگام ڈال کر کھینچیں تاکہ یہ ٹھیک ہوں تب ہی حالات ٹھیک ہوں گے۔ میں ایک مرتبہ پھر آپ کا شکر گزار ہوں، بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ آپ نے فوج کی بات کی، ہم فوج کے خلاف نہیں ہیں لیکن ہم ایسی فوج چاہتے ہیں جو پاکستان کے آئین کے تابع ہو۔ اب میں ملک احمد حسین ڈیہر صاحب کو floor دیتا ہوں۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! ان ساٹھ سالوں میں ایوب خان سے لے کر آج تک مجھے کوئی ایک فوج بتادیں جو آئین کے تابع رہی ہو۔ ہم اس فوج کو نہیں مانتے جو عوام کو ڈنڈے مارے اور عوام کو کوڑے مارے۔ وہ سپاہی ہو یا جرنیل ہو ہم نہیں مانتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جو بات میں نے کی ہے وہ یہی کی ہے کہ جب rules سب کے لئے ہیں تو rules ان کے لئے بھی ہیں۔ ہماری جو جمہوریت کے لئے جدوجہد ہے اصل میں اس کی روح ہی یہ ہے کہ کوئی ادارہ چاہے وہ فوج ہے جب تک وہ آئین کے تابع نہیں ہوگی اس کو ہم نہیں مانتے لیکن اگر فوج آئین کے تابع ہوگی تو وہ ہمارے لئے ہر لحاظ سے قابل احترام ہے۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! مجھے ایوب خان سے لے کر آج تک کوئی ایک جنرل کا نام بتادیں جس نے قانون کو اور آئین کو مانا ہے جو service میں موجود ہوں ان کا بتائیں، اس کا نہ بتائیں جو ریٹائرڈ ہوگئے ہیں، ریٹائرڈ ہو کر تو سارے مان جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب ڈیہر صاحب!

جناب احمد حسین ڈیہر: بسم اللہ الرحمن الرحیم O

I am extremely thankful to you Mr. Speaker for your special grant of time to me

آج پنجاب میں ہماری coalition government ہے بلکہ میں اس سے پہلے محترمہ بے نظیر بھٹو، شہید ذوالفقار علی بھٹو، آصف علی زرداری صاحب کا نام لینا چاہوں گا جن کے سیاسی تدبر سے اس ملک میں حالات مزید بہتری کی طرف جارہے ہیں۔ میں میاں محمد نواز شریف اور میاں شہباز شریف کا نام لینا چاہوں گا۔ایک بہت عرصے بعد جو جمہوری حکومت قائم ہوئی ہے اور جو coalition قائم ہوئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے ایک آخری موقع ہے۔ پچھلے ادوار میں دونوں حکومتوں اور پارٹیوں کو علیحدہ علیحدہ سزاوار کیا گیا ہے اور انھیں ہمیشہ آمریت کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا ہے۔یہ پہلی دفعہ اکٹھے ہوئے ہیں اور شاید یہ پہلا اور آخری موقع ہے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ اگر یہ سازشوں کا شکار ہو کر ناکام ہو جاتے ہیں تو پھر ہمارا ملک جمہوریت کے ایک ایسے disaster کے دوراہے پر آ چکا ہوگا کہ پھر شاید اس ملک کو بچانے والا کوئی نہ ہو۔میں بجٹ کے حوالے سے ابتدا میں اس لئے ذکر کرنا چاہتا تھا کہ یہاں پر موجود تمام ایم۔پی۔ ایز جو عوام کے نمائندے ہیں جنھوں نے اظہار خیال کیا ہے یا کرنا ہے یہ دولاکھ کے قریب لوگوں کے نمائندے ہیں۔لہذا ایک ایم۔پی۔اے کی آواز ان دولاکھ شہریوں کی آواز

ہے اور میں یہاں پر جس چیز کی کمی محسوس کر رہا ہوں سب سے پہلے اس کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ ہم یہاں پر جو اپنی خامیاں، خوبیاں سراہ رہے ہیں یا کسی بات پر اعتراض کر رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ہمارے تمام منسٹرز اور خاص طور پر وزیر اعلیٰ صاحب کا ہونا بہت ضروری ہے اس لئے کہ ان دو لاکھ آدمیوں کی آواز ہم ایک آدمی ہیں اور اگر ہماری آواز سنی جائے گی، ہمارے مسائل سنے جائیں گے اور ہماری reservations سنی جائیں گی تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بیوروکریٹس، سیکرٹریز اور افسران جن کے ساتھ بیٹھ کر meetings کی جاتی ہیں، ان سے بجٹ بنوایا جاتا ہے اور ان سے رزلٹ لیا جاتا ہے جو شاید اپنے اعداد و شمار کے گورکھ دھندے میں ہی ہمیں confuse کر دیتے ہیں۔ اگر یہاں بیٹھ کر ہم ایم۔پی۔ایز کی بات سنی جائے تو بہت سارے ایسے مسائل ہیں جو شاید ان باتوں کے سننے سے ہی حل ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ایک بات کا جواب جاننا چاہوں گا کہ کیا جو بجٹ بنایا گیا ہے اسے yes کر دینے کے بعد اسے final کر دیا جائے گا یا ہم جن مسائل کا ذکر کر رہے ہیں یا جو تجاویز دے رہے ہیں کیا ان سے اس میں کوئی تبدیلی بھی لائی جائے گی، کیا ان سے کوئی بہتری بھی لائی جائے گی؟ ابھی میرے بھائی اظہار خیال کر رہے تھے کہ بجٹ تو بنا دیا جاتا ہے، اس میں اعداد و شمار تو بتا دیئے جاتے ہیں لیکن اس پر عملدرآمد کے لئے ہمیں بہت سی خامیوں کا شکار ہونا پڑتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اس coalition کی اگر سب سے پہلی کوئی ذمہ داری یا فرض ہے تو that is the reduction of poverty، میں بجٹ کے topic کی طرف آتے ہوئے سب سے پہلے reduction of poverty کی طرف آنا چاہتا ہوں کہ ہمارا ایم۔پی۔اے بننا، ہمارا نمائندہ بننا اس بات کی دلیل ہے کہ اگر ہم غربت کو ختم کر کے یہ task پورا کر سکتے ہیں تو پھر ہمیں جمہوریت کا نام لینا چاہیے، پھر ہمیں یہ کہنا چاہیے کہ یہ جمہوری حکومت آئی ہے، یہ غریب کی آواز سن رہی ہے اور اگر ہم غربت کو ختم نہیں کر سکتے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑے failure ہم خود ہیں پھر آئندہ ہمیں جمہوریت کی آواز نہیں اٹھانی چاہیے۔ پھر ہمیں یہ نہیں کہنا چاہیے we are the true representatives of the people میرا سوال یہ ہے کہ آج تک جتنے مہینے ہو گئے ہیں ہمارے مخالف ہم پر طنز کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے؟ آج ہمیں خود اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھنا چاہیے کہ ہم نے reduction of poverty کے لئے جو policies بنائی ہیں ہم نے اس پر عملدرآمد کس طرح کرانا ہے۔ میں آپ کو چھوٹے سے چند points بتا دینا چاہتا

ہوں کہ ہماری معیشت کا انحصار basically that is on the agricultureاگر سب سے پہلے ایگریکلچر کو لیا جائے اور ہم اسے true means کے ساتھ لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنی غربت پر قابو پا سکتے ہیں۔میں یہاں پر ملک احمد اولکھ صاحب کا ذکر کروں گا وہ ہمارے وزیر زراعت ہیں۔میں انھیں ماہر زراعت کے طور پر جانتا ہوں لیکن مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس بجٹ میں زراعت کی حالت کو دیکھ کر مجھے یہ لگتا ہے کہ شاید ان کے ماہر زراعت ہونے سے اتنا فائدہ نہیں اٹھایا گیا اور شاید اس میں بیوروکریسی کے ہاتھ کافی زیادہ ہیں۔اللہ کرے کہ ہمیں رزلٹ حاصل ہوں لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے جو بجٹ بنایا ہے اس میں سب سے زیادہ توجہ اس بات کی طرف دینی ہے کہ ہم نے جن زرعی اجناس پر duties کم کی ہیں یا ختم کیا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم نے اس کی implementation کیسے کرنی ہے۔ جس طرح ہم اس کی implementation کرنے والے ہیں کیا اس کا ڈائریکٹ فائدہ اس غریب کو پہنچے گا، کیا اس کا فائدہ ڈائریکٹ اس کسان کو پہنچے گا یا مڈل مین اس کا فائدہ اٹھا جائے گا؟ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں سب سے پہلے اس کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر! میں کسان کی پروڈکشن کی cost کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر کھاد کی قیمت کم کی گئی، یہاں پر pesticide کی قیمت کم کی گئی، یہ کتنی کم کی گئی ہے، سوال یہ ہے کہ کیا اس میں غیر حقیقی منافع جات کا خاتمہ کیا گیا ہے یا نہیں؟ سوال یہ ہے کہ اگر امریکہ سے pesticide منگوائی جا رہی ہے تو وہ 200 ڈالر فی کلو کے حساب سے ہے اور اگر وہی pesticide ستر روپے کلو کے حساب سے چائنہ سے منگوائی جا رہی ہیں تو اس کا جو منافع لے رہے ہیں کیا وہ 200 ڈالر کے حساب سے اسی طرح لیا جا رہا ہے یا اس میں منافع بھی کم کر کے غریب کسان کو اس کا فائدہ دیا جا رہا ہے؟ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ جو قیمت کم کی جاتی ہے ہمیشہ اس کا فائدہ middleman لے جاتا ہے اور اس کا direct اثر کاشتکار تک نہیں جاتا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ غیر حقیقی منافع جات بہت important ہیں اس کے لئے آپ کو ایوان میں کوئی کمیٹیز بنانی چاہییں یا کوئی سٹینڈنگ کمیٹی بنانی چاہیے جو اس چیز کا جائزہ لیں اور غیر حقیقی منافع جات کو ختم کیا جائے اور کسان کو facilitate کیا جائے۔

جناب والا! میں یہاں پر شوگر ملز کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ آج تک شوگر ملز نے ادائیگی نہیں کی۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ شوگر ملز سے ادائیگی کرائی جائے۔

بھکر کی شوگر مل میں جنرل منیجر اور اکاؤنٹنٹ کو گرفتار کر لیا گیا تو وہاں پر فوراً payments ہو گئیں کیا باقی شوگر ملز پر یہ action نہیں لیا جا سکتا، کیا اس طرح کی پالیسی نہیں بنائی جا سکتی تاکہ شوگر ملز والوں کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے اور کوئی نہ کوئی حل نکالا جائے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں زرعی ترقیاتی بنک کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ زرعی ترقیاتی بنک میں سب سے پہلے غریب کاشتکار کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ کیا غریب کاشتکار کی آج بھی نہیں سنی جائے گی، کیا جو اب جمہوریت کا نام لینے والی حکومت آچکی ہے اور ہم جو غریب کے نام پر ووٹ لے کر آئے ہیں کیا آج بھی ان غریبوں کے قرضوں کو معاف نہیں کیا جائے گا؟ میری التجا ہے کہ ان غریبوں کے قرضوں کو معاف کر دیا جائے اور اسے standardwise جنھوں نے ایک لاکھ دینا ہے، جنھوں نے دو لاکھ روپے قرضہ دینا ہے، بارہ ایکڑ والے غریب کاشتکاروں کے قرضے معاف کر دیئے جائیں اور بے شک بڑے جاگیر دار اور بڑے صنعت کاروں کے قرضے معاف نہ کئے جائیں۔ میں زرعی ترقیاتی بنک کے بارے میں ایک اور تجویز دینا چاہتا ہوں کہ زرعی بنک کے ذریعے جو قرضہ دیا جاتا ہے اس قرضے کے بدلے جو پیسا کاشتکار کو دیتے ہیں اسے وہ پیسا نہ دیا جائے بلکہ اس کے بدلے آپ اسے ٹوکن دیں اور اس ٹوکن کے بدلے اسے کہیں کہ فلاں جگہ پر جا کر یہ کھاد لے لیں اور آپ ensure کریں کہ وہاں پر وہ تازہ اصلی اور صحیح کھاد ملے۔ آپ انھیں ٹوکن دیں کہ وہاں سے pesticides لے لیں and get it ensured that the pesticide is taking it's the real one وہ pesticide جو گورنمنٹ کے کنٹرول میں ہو اور انہیں صحیح pesticide دیں، اسی طرح ان کو صحیح بیج دیں۔ لہذا میں دوبارہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کو پیسا نہ دیں بلکہ ڈائریکٹ ٹوکن دیں جس کے بدلے میں کسان ڈائرکٹ جا کر اپنی اجناس لے کر اپنا کام چلائے۔ اس کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر جو ایک سب سے بڑا ظلم کاشت کار کے ساتھ ہے وہ middleman کا کردار ہے۔ جب تک آپ middleman کے کردار کو کاشتکار کی زندگی سے ختم نہیں کریں گے اس وقت تک کاشت کار کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ آپ جتنے بھی ان کو taxes معاف کر دیں، آپ جتنا بھی ان کو facilitate کر دیں، middleman کھاتا کھاتا اب سرمایہ دار بن چکا ہے اور کاشت کار وہیں پر پڑا رو رہا ہے۔ آپ کو ان چیزوں پر توجہ دینی پڑے گی۔ آپ کا بیوروکریٹ ان پر توجہ نہیں دے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: kindly ایک منٹ میں wind up کر لیں۔ آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

جناب احمد حسین ڈیہر (ایڈووکیٹ): جناب ابھی تو میں نے شروع کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ادھر ہی ختم کر دیں۔

جناب احمد حسین ڈیہر (ایڈووکیٹ): اگر یہ باتیں ہی نہ کریں تو پھر ہمارے آنے کا کیا فائدہ ہے؟ بہر حال میں اس کو مختصر کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ وزیر خزانہ صاحب یہاں پر آپ کے points and suggestions لینے کے لئے بیٹھے ہیں۔ یہاں پر بڑی بڑی مفید باتیں ہوتی ہیں لیکن بہت زیادہ معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ اگر ہم تقریر کی بجائے points and suggestions دیں تو اس کا کچھ فائدہ بھی ہو سکے گا۔ ایک یہ بات پوچھی جا رہی ہے کہ آیا ان تجاویز کے اوپر کوئی عملدرآمد بھی ہو گا یا نہیں؟ تو اس حوالے سے یہ ہے کہ جب وزیر خزانہ wind up کریں گے تو ان سب باتوں کا جواب دیں گے اور انشاءاللہ تعالیٰ ان کو بجٹ کا حصہ بھی بنائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ points کی طرف آئیں تو That will be most beneficial.

جناب احمد حسین ڈیہر (ایڈووکیٹ): میں صرف suggestions دے رہا ہوں۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں کہہ رہا۔ اس کے بعد میری یہ درخواست ہے کہ کاشت کار کو آپ subsidy بجلی، ڈیزل اور کھاد کی شکل میں دیں۔ بجلی خصوصی طور پر اس کو سستی مہیا کریں، اسی سے ہی ان کو فائدہ ہو سکتا ہے۔ جس طرح باہر سے مہنگی گندم منگوا کر supporting price سے سپلائی کی جاتی ہے۔ اگر یہ supporting price کاشت کار کو دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہمیں زیادہ فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر! غربت اور مہنگائی کو ختم کرنے کے لئے میں ایک تجویز دوں گا اور اس حوالے سے میں نیوزی لینڈ کی مثال دینا چاہتا ہوں۔ نیوزی لینڈ میں جو G.D.P ہے وہ 90 فیصد لائیوسٹاک کے اوپر ہے۔ وہاں پر صورتحال یہ ہے کہ وہ 90 فیصد آمدنی لائیوسٹاک کے ذریعے حاصل کر رہے ہیں اور اسی کے اوپر ان کا ملک چل رہا ہے تو ہم اپنے ملک کو اس کے اوپر کیوں نہیں چلا سکتے، اس کے لئے انھوں نے کیا کیا ہوا ہے؟ ان کے پچاس پچاس ہزار ایکڑ کے اوپر cattle farms بنے ہوئے ہیں، کم از کم پچاس ہزار ایکڑ کے اوپر poultry farms, sheep farms and goat farms ہیں اور بڑے high standard کے farms ہیں۔ ان

farmsکے لئے انہوں نے حکومت کی ایک زمین مخصوص کی ہوئی ہے جیسا کہ ہمارے پاس بھی زمینیں ہیں۔شریف آباد ساہیوال میں زمین ہے، گھوڑی پال مربعے ہیں۔نیوزی لینڈ میں گورنمنٹ ہزاروں، سینکڑوں ایکڑ زمین ان لوگوں کو دیتی ہے اور وہ وہاں پر پچاس پچاس ہزار ایکڑ کے farmsبناتے ہیں اور پھر ان farmsپر وہ چراگاہیں بناتے ہیں۔70فیصد حکومت ان کو loanدیتی ہے اور وہ بہت زیادہ تعداد میں جانور breedingکے لئے importکرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے مواقع اگر آپ ہمارے ملک میں بھی دیں تو ہمارا ملک مہنگائی کے اس عذاب سے باہر نکل سکتا ہے۔یہ سب کچھ ان کا insuredہوتا ہے۔وہاں نیوزی لینڈ میں سب veterinary freeہوتی ہے۔یہاں پر تو یہ صورتحال ہے کہ ہمارے علاقے میں veterinary centreہی نہیں ہیں۔اب میں اپنے علاقے کی بات کردوں کہ میرے علاقے میں شاید ایک سے زیادہ veterinary centreبھی موجود نہیں ہے چونکہ سپیکر صاحب نے کہا ہے کہ وقت کم ہے تو میں مختصر کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ سبزیوں، پھلوں کو exportکرنے کی طرف توجہ دی جائے۔اس کے لئے international airportsزیادہ سے زیادہ بنائے جائیں۔

یہاں پر جنگلات پر30کروڑ روپے خرچ کئے جارہے ہیں، وائلڈلائف پر30کروڑ روپے خرچ کئے جارہے ہیں، فشریز پر 30کروڑ روپے خرچ کئے جارہے ہیں۔لائیوسٹاک پر ایک ارب90کروڑ روپے خرچ کئے جارہے ہیں۔ میں حکومت کی اس پالیسی کو سراہتا ہوں کہ وہ لائیوسٹاک پر اتنی زیادہ رقم خرچ کررہی ہے لیکن یہ چیز مدنظر رکھنی چاہیے کہ اس کا directفائدہ farmersکو ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر! LASER levelerکے لئے پچھلے دور میں جو سکیم بنائی گئی وہ کامیاب نہیں ہوسکی۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ LASER levelerایک بنیادی چیز ہے اس سے کاشت کار کی پانی کی کمی دور ہوسکتی ہے۔اگر آپ کسان کو مفت LASER levelerفراہم کریں اور انھیں پانچ چھ سال کا targetدیں کہ اس سال میں اس علاقے کی تمام زمین کو levelکردیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت سودمند ثابت ہوگا۔

اس کے بعد میں تعلیم کے بارے میں بہت مختصر سی بات کرنا چاہتا ہوں۔شعبہ تعلیم کے لئے جو بجٹ مختص کیا گیا ہے اس پر میں نے جب غور کیا ہے تو مجھے یہ پتا چلا ہے کہ زیادہ تر فنڈز بڑے

شہروں میں لگادیئے جاتے ہیں۔چند جو بڑے شہر ہیں،ان کی شہری آبادیوں کے اوپرeducation کے فنڈز بہت زیادہ لگادیئے جاتے ہیں۔70فیصد آبادی دیہات سے تعلق رکھتی ہے۔دیہات میں لڑکیوں کے گرلز کالج نہ ہونے کے برابر ہیں،لڑکیوں کو بہت دور دور تک تعلیم حاصل کرنے کے لئے جانا پڑتا ہے۔ اسی طرح میں اپنے علاقے ملتان کی بات کرتا ہوں کہ وہاں پر primary schools بہت کم ہیں۔وہاں سکولوں کیupgradation نہیں ہو رہی تو میں گزارش کروں گا کہ ملتان کے پرائمری سکولوں کوupgrade کیا جائے۔تعلیم کے حوالے سے سب سے اہم بات یہ عرض کرنی ہے کہ بیوروکریسی ہمارے ساتھ ہمیشہ ظلم کرتی ہے کہ ایجوکیشن کی جوgrant ملتی ہے اس میں سے 60فیصدgrant ہمیشہ واپس چلی جاتی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب سے زیادہ اہم مسئلہ ہے۔ایجوکیشن کی جوgrant ملتی ہے اس کے لئے ایک انکوائری کمیٹی بنائی جائے،اس ایوان کی ایک بااختیار کمیٹی بنائی جائے یا یہ معاملہ Standing Committee کے حوالے کیا جائے کیونکہ پچھلے سال 9۔ارب روپے کیgrant آئی تھی جس میں سے 6۔ارب روپے کیgrant واپس ہو گئی۔یہ اتنا بڑا ظلم کیوں ہوا ہے؟اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے چھ ماہ میں بیوروکریسی ایسے سخت اصول بنا لیتی ہے جس کے تحت کہتے ہیں کہ ہم یہ سکولapprove نہیں کر سکتے،ہم یہ کام نہیں کر سکتے اور جب آخری چھ مہینے رہ جاتے ہیں تو اس میں ان کی دوڑ لگ جاتی ہے کہ جلدی جلدیfunds کو کھپاؤ لیکن اس قلیل وقت میں پھر کچھ نہیں ہو سکتا۔میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے پر خصوصی توجہ دی جائے،آج ہی طے کر لیا جائے کہ جو امداد آئی ہے اگر اس میں سے کوئی پیسا بچ گیا تو اس کے ذمہ دار ہم ان بیوروکریسی کے لوگوں کو ٹھہرائیں گے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کرنے سے یہ چیز ختم ہو جائے گی۔

جناب سپیکر!یہاں پر پرائیویٹ سکولوں میں بہت بڑا ظلم ہو رہا ہے۔یہاں پرteachers کو ان کےrights نہیں دیئے جا رہے۔ان کاjob structure بہتر نہیں ہے،خاص طور پر جب تین مہینے چھٹیاں ہوتی ہیں تو سکول کے بچوں سے فیسیں لے لی جاتی ہیں لیکنteachers کو ان کی تنخواہیں نہیں دی جاتیں۔پرائیویٹ سکولوں میں trained teachers نہیں ہوتے،ان کی training کا کوئیsystem نہیں ہوتا،ان کیjob security نہیں ہوتی۔میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے بھی ایک واضح اور جامع قانون سازی کی جائے۔یہ معاملہ بھی مجلس قائمہ کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں پولیس کے بارے میں بہت مختصر سی بات کرنا چاہتا ہوں۔ پولیس میں 2002 Ordinance لایا گیا ور پھر 2005 میں اس میں کچھ ترامیم کی گئیں۔ پولیس میں ایک investigation system اور دوسرا operation system ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ شاید کچھ افسروں کو کھپانے کے لئے کیا گیا ہے۔ اس دوہرے نظام کی وجہ سے غریبوں کے لئے بہت بڑے مسائل پیدا ہو گئے ہیں۔ investigation officer کے پاس انھیں علیحدہ جانا پڑتا ہے، پرچہ درج کرانے کے لئے علیحدہ جانا پڑتا ہے۔ وہ پہلے S.H.O کو پیسے دے رہے ہوتے ہیں پھر investigation officer کو پیسے دے رہے ہوتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے ہاں پولیس کا system پیسوں کے بغیر تو چلتا نہیں ہے۔ اس کے لئے chain of command قائم کی جائے اور اس دوہرے نظام کو ختم کیا جائے۔ پہلے لاہور میں 4 ایس۔ پی ہوتے تھے اور crime rate control میں تھا آج لاہور میں 12 ایس۔ پی صاحبان کام کر رہے ہیں، ایڈیشنل آئی۔ جی صاحب ان کے کمانڈر ہیں لیکن اس کے باوجود 200 فیصد تک یہاں پر crime rate بڑھ گیا ہے۔ میں ایک اور اہم بات آئی۔ جی پنجاب کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں کہ وہ یہاں لاہور میں ایک کھلی کچہری لگاتے ہیں۔ میں اس کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں، یہ بہت اچھا اقدام ہے لیکن اس بارے میں یہ کہوں گا کہ کبھی ان کی meetings ہوتی ہیں، کبھی کہیں پر کوئی مجبوری پڑ جاتی ہے اور وہ کھلی کچہری میں نہیں آ سکتے۔ بہت سارے ہمارے لوگ جو ہمارے ڈی۔ جی۔ خان، ملتان اور جنوبی پنجاب سے آئے ہوئے ہوتے ہیں انہیں جب پتا چلتا ہے کہ آج آئی۔ جی صاحب کھلی کچہری میں نہیں بیٹھ رہے تو وہ دھکے کھا کر واپس چلے جاتے ہیں۔ وہ جب یہاں آتے ہیں تو کچھ بیچ کر آتے ہیں اور مایوس واپس لوٹ جاتے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کھلی کچہری ضرور لگائی جائے لیکن صرف لاہور میں نہ لگائی جائے۔ ہر ضلع، ہر ڈویژن میں آئی۔ جی صاحب کھلی کچہری لگائیں۔ اس لئے کہ اس حکومت نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ غریب کو انصاف اس کی دہلیز پر دے گی اور اگر آئی۔ جی صاحب ہر divisional level پر جا کر یہ کچہری لگائیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا وہ وعدہ بھی پورا ہو گا۔

اس کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے جرم کا جو system ہے اس میں سب سے بڑا ظلم جھوٹے پرچے اور جھوٹے medico legal کے لئے پہلے بھی قانون موجود ہے۔ But it is not implemental. اس کے لئے اگر کوئی سہل قانون بنایا جائے، اس کے لئے اگر کوئی ایسی

قانون سازی کی جائے کہ جو بھی جھوٹا پرچہ درج کروائے یا جو بھی جھوٹا medico legal کاٹے اس کا liable اس آفیسر کو قرار دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے ہم بہت بڑی خدمت کریں گے اور ان غریبوں کو جھوٹے پرچوں سے بھی بچا سکیں گے کیونکہ ایک غریب آدمی جس کے پاس کھانے کے لئے روٹی نہیں ہوتی اس پر جھوٹا پرچہ درج ہوتا ہے تو میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ زندگی بھر وہ مقروض ہو جاتا ہے۔اس کی زندگی عذاب بن جاتی ہے اور اگر آپ اس کو جھوٹے پرچوں سے بچا دیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑی خدمت خلق آپ کی نہیں ہو سکتی اس لئے میں زور دے کر یہ کہتا ہوں کہ جھوٹے پرچے جس کی بنیاد medico legal ہوتا ہے جو کہ ڈاکٹر ہمیشہ دس بیس ہزار روپے لے کر کاٹتے ہیں۔۔۔

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب نجف عباس خان سیال: جناب والا! یہ بجٹ پر بحث ہو رہی ہے It is not a Private Members Day میں اپنے محترم دوست سے کہوں گا کہ ٹائم بہت کم ہے اور جناب نے جیسا کہ کہا ہے کہ 93 بندوں کی لسٹ ہے۔اگر ہم proper budget پر بحث کریں جو زراعت سے متعلق ہو۔ یہ پولیس کی development اور دوسری development کے متعلق باتیں ہیں جب Private Members Day آئے گا میرے معزز دوست اس دن بول لیں کیونکہ وقت کی پابندی ہے اس لئے میں یہ عرض کر رہا ہوں اگر to the point بولا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کی بات کی تائید کرتا ہوں اور دوسری بات یہ ہے کہ میں بار بار ممبروں سے گزارش کر رہا ہوں کہ اگر ہم suggestions and points کی طرف بجٹ پر بات کریں تو بہتر ہوگا۔اس کے اوپر آپ کو پورا ٹائم ملے گا اور اسمبلی میں پوری بات ہوگی لیکن ایک تو لسٹ بہت لمبی ہے دوسرا میرے ہاتھ میں چٹیں بہت زیادہ ہیں اور جو وجوہات ممبروں نے اس کے اوپر لکھی ہیں وہ وجوہات پڑھ کر مجھے اپنا سکول اور کالج کا زمانہ یاد آ رہا ہے۔اس لئے مہربانی فرما کر اس کو wind up کر لیں۔

چودھری غلام نبی: جناب والا! آپ پرچی چلالیں یا پھر لسٹ چلالیں کیونکہ پرچی کی وجہ سے معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے۔ ہمیں بتادیں کہ اگر پرچی چلانی ہے تو ہم پھر چلے جاتے ہیں، اگر لسٹ چلانی ہے تو ہم بیٹھ جاتے ہیں کیونکہ میرا لسٹ میں پانچویں نمبر پر نام ہے اور یہ بڑا ظلم اور زیادتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب! آپ بے فکر رہیں۔ میں لسٹ کے حساب سے ہی چلا رہا ہوں۔ پلیز اب آپ اس کو wind up کر دیں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جی، میں wind up کر رہا ہوں۔ محکمہ پی اینڈ ڈی نے بجٹ میں جو منصوبے دیئے ہیں میں ان کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ جو development programme انہوں نے دیئے ہیں اس میں ہم نے یہ دیکھا ہے کہ بہت سارے ایسے علاقے ہیں جن کے کوئی منصوبے بھی شامل نہیں کئے گئے اس لئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ محکمہ پی اینڈ ڈی جب بھی ایسے منصوبے بنائے تو اس کے لئے وہ خاص طور پر یا تو ایم۔پی۔ایز کو یا اگر آپ کی کوئی کمیٹی بنائی گئی ہو اس میں سب کو بیچ میں بٹھا کر تمام علاقوں کی نمائندگی لے کر ان کے مسائل سن کر اس میں شامل کیا جائے۔ آخری بات کر کے میں اجازت چاہوں گا کہ جس طرح ابھی بنکوں کے privatization کی بات ہوئی تھی کہ پچھلے دور میں جو privatization ہوئی ہے اور بنکوں میں گھپلے ہوئے ہیں وہاں ہمارے ملتان میں پاک عرب کھاد فیکٹری کی بھی privatization ہوئی ہے تو میں ان کی توجہ ادھر بھی دلوانا چاہتا ہوں کہ اس میں بھی بہت بڑی دھاندلی ہوئی ہے۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ جناب محمد حفیظ اختر چودھری!

محترمہ صغیرہ اسلام: روایت یہی ہے کہ ایک خاتون اور ایک مرد ممبر کو موقع دیا جائے۔ اگر کوئی خاتون نہیں ہوتی تھیں تو اس کی جگہ دوسری خاتون کا نام لے لیتے تھے۔ آپ نے پھر مرد ممبر کو بلا لیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ میں لیڈیز کو زیادہ وقت دے رہا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب والا! مجھے پہلے وقت دے دیں۔ میں نے ہسپتال جانا ہے ورنہ سرجن چلا جائے گا۔

محترمہ سفینہ صائمہ کھر: جناب والا! ہمارے معزز اراکین نے بھی کہا ہے کہ:
You should make sure that all the ministers are present during the session.
They have a very careless attitude. Which I اور وزراء بالکل نہیں آتے ہیں must point to you. یہ ہمارے colleague ہوتے ہیں اور جب وزیر بن جاتے ہیں تو super man بن جاتے ہیں. they are not available to us. کہ ان سب کے cell نمبر اور ٹیلیفونوں کے براہ راست نمبر ہم تمام ممبران کو دیئے جائیں ہم تکلیفوں میں رہتے ہیں لوگ ہمارے پیچھے اپنے کاموں کے لئے بھاگتے ہیں۔ ہم دور دور سے آتے ہیں اور ہم نے اپنے حلقوں کے کام کرنے ہوتے ہیں اور یہ جو وزراء ہیں۔
They are not available. So, please, make sure that they are available to each and every member.
چاہے رات ہو، چاہے دن ہو ان کے وہ cell نمبر دیں جو بند نہ ہوں۔ یہ نہ ہو کہ سیکرٹری صاحب بولیں کہ وزیر صاحب میٹنگ میں مصروف ہیں۔ They must make themselves available to the members اور واپس call back کریں کہ ہاں جی آپ نے فون کیا تھا تو کس بات کے لئے کیا اور ہم یہ بھی promise کرتے ہیں کہ ہم کوئی فضول فون ان کو نہیں کریں گے، ان کو disturb بھی نہیں کریں گے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میرے معزز رکن اسمبلی نے بات کی ہے وزراء available نہیں ہیں اور وزراء کے جو cell نمبر ہیں وہ ان کو دیئے جائیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ وزراء کے cell نمبر directory میں اور internet پر available ہیں۔ اگر دیکھیں تو۔۔

محترمہ سفینہ صائمہ کھر: وہ تو بند ہوتے ہیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): نہیں جب تک ہم اسمبلی میں اور اس House میں بیٹھے ہیں تو یہاں آپ کو پتا ہے کہ jammer لگا ہوا ہے۔ کسی بھی وزیر کا فون available نہیں ہو گا جب ہم اسمبلی کے اجلاس سے باہر جائیں گے تو ان سے بات ہو سکتی ہے۔ یہ ہمارے چیمبر میں آ سکتی ہیں اور اپنے مسئلے مسائل بیان کر سکتی ہیں ہم یہاں پر موجود ہیں اور یہ ہم سے discuss کر سکتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اب ہم بجٹ پر بحث کو آگے بڑھاتے ہیں۔جناب حفیظ اختر چودھری!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جناب سپیکر!سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آج آپ نے مجھے بڑی دیر کے بعد وقت دیا اور اس جمہوری بجٹ پیش کرنے پر میں وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور ہمارے قائد ایوان، وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو مبارک پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس مشکل حالات میں ایسا بجٹ پیش کیا کہ جبکہ ہمارے حصے میں بحران آئے اور ان بحرانوں کو مدنظر رکھ کر یہ بجٹ پیش کیا گیا۔

جناب سپیکر! یہ اقتدار، یہ اختیارات مستقل نہیں ہوتے تبدیلی وقت کا خاصا ہے اور تبدیلی ہی مستقل عمل ہے۔غریب مزدور کسان اور پسے ہوئے ان طبقوں کو ہمیں فراموش نہیں کرنا جن کی بدولت آج ہم اس ایوان میں بیٹھے ہیں۔بدلتے ہوئے وقت میں ہمیں ان چیلنجوں کو سامنے رکھ کر فیصلے کرنا ہوں گے۔آج جو آپ نے وقت دیا اگر میں تمام محکموں کا ذکر کرنا شروع کروں صرف ان کی لسٹ اور ان کا نام ہی لینا شروع کروں تو وہ وقت ختم ہو جائے گا۔ میں تعلیم پر زیادہ بات نہیں کروں گا کیونکہ میرے اکثر دوستوں نے اس پر بڑی تفصیل کے ساتھ بات کی ہے صرف چند گزارشات کروں گا۔ ہر حکومت نے اس محکمے کے لئے خاصی رقم مختص کی ہماری حکومت نے بھی اس محکمے کے لئے 30۔ارب روپے سے زائد کی رقم مختص کی ہے۔ ہماری یونین کونسل جس کو تقریباً پچیس سے تیس ہزار کی آبادی پر ڈیزائن کیا گیا ہے میری یہ تجویز ہے کہ ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک ہائر سیکنڈری سکول بچوں کا اور ایک ہائر سیکنڈری سکول بچیوں کا ضرور ہونا چاہیے اور ہمارا حلقہ تقریباً گیارہ سے بارہ یونین کونسل پر مشتمل ہے۔ میری وزیر خزانہ صاحب کو یہ تجویز ہوگی کہ پورے حلقہ میں ایک ایک ڈگری کالج ضرور ہونا چاہیے جو بچوں اور بچیوں کی تعلیم کے لئے ضروری ہے۔

جناب سپیکر! میں اب آپ کی توجہ Agriculture sector کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ ہمارا پنجاب جو 9 کروڑ کی آبادی پر محدود ہے۔یہ ہمارے ملک کی پچاس فیصد سے زائد کی آبادی بنتی ہے۔اس وقت جہاں پر جنگلات کے لئے پیسے رکھے ہوئے ہیں کیونکہ اس ملک میں ہمارا سب سے اہم مسئلہ pollution کا ہے لیکن وہ پیسے اتنے کم ہیں کیونکہ اس مسئلے کو اگر ہم نے کنٹرول نہ کیا اس کے لئے زیادہ رقم اور اس department کو فعال نہ کیا تو یہ pollution کے حوالے سے سب سے بدترین ہمارا صوبہ ہوگا کیونکہ آج اگر صوبہ سرحد میں دیکھیں تو وہاں فی ایکڑ

2 to plantation 25 plants ہے اور اگر ہم اپنے صوبے میں دیکھیں تو یہاں فی ایکڑ 3 plants population ہے اس لئے میری یہ استدعا ہے کہ شجرکاری کی جو مہم چلتی ہے اس میں ایسا قانون وضع کیا جائے جس سے ہم اپنی plant population کو increase کر سکیں لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہمارا جو national tree declare کیا گیا ہے اس درخت کی کاشت صرف اسلام آباد تک محدود ہے۔ اس کی plantation ہمارے پورے پاکستان میں نہیں ہے۔ ہمارے ایسے درخت جس میں شیشم، کیکر اور نیم کے درخت ہیں ان کو ہماری فرنیچر کی انڈسٹری میں export کیا جاتا ہے اور ہم ان سے خاصا زرمبادلہ کما رہے ہیں، ان درختوں کی طرف آج توجہ نہیں دی جا رہی۔ ان میں ایسی diseases آ چکی ہیں، ایسی بیماریاں آ چکی ہیں جن سے وہ شیشم کے درخت آج بھی خشک ہو رہے ہیں۔ تحقیق کے اداروں اور محکمہ جنگلات کو پابند کیا جائے کہ وہ ایسے اقدامات کریں کہ جن سے ہم اپنے اس صوبہ میں plant population کو increase کر سکیں۔

جناب سپیکر! ہمارا ملک قدرت کی نعمتوں سے مالا مال ہے۔ ہماری 60 percent economy is based on agriculture لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایگریکلچر کے لئے آج تک ہم نے کچھ نہیں کیا۔ ہمارے دوستوں نے پانی کے اتنے مسائل بتائے کہ ان کی باتیں سن سن کر یہاں ایوان میں بیٹھے ہوئے ہم پانی پانی ہو جاتے ہیں اس لئے کہ آج پاکستان کو بنے ہوئے 60 سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا لیکن ہم نے اپنے water resources کے اوپر کوئی توجہ نہیں دی۔ اب بات یہ ہے کہ اگر ہم اپنے water resources کی طرف توجہ نہیں دیں گے تو یہ پنجاب ہی نہیں بلکہ پورا ملک بنجر ہو جائے گا۔ جس طرح پوری دنیا میں water resources کم ہو رہے ہیں۔ میری آپ سے اور وزیر خزانہ صاحب سے التجا ہے کہ ہمیں اریگیشن کے نئے ایسے سسٹم introduce کروانے چاہییں جن سے ہم اریگیشن کے مسائل کو حل کر سکیں۔ اس میں grip irrigation and spring colour irrigation introduce کروانا چاہیے تاکہ ہم اپنے water کو proper طریقے سے utilize کر سکیں۔

جناب سپیکر! اس وقت ایگریکلچر کے مسائل بہت زیادہ ہیں۔ اگر اس پر بحث کی جائے تو آج کا پورا دن ہی شاید ناکافی ہو گا کیونکہ ہمارے بجٹ میں جو سبسڈی ٹریکٹر کے لئے رکھی گئی ہے میں اس سبسڈی کو ناکافی نہیں کہوں گا، اب ضرورت ہے کہ اس ٹریکٹر کو چلانا کس طرح سے ہے۔ inputs

اتنے مہنگے ہو چکے ہیں، ڈیزل اتنا مہنگا ہو چکا ہے، کھاد اتنی مہنگی ہو چکی ہے، بجلی اتنی مہنگی ہو چکی ہے کہ اگر زمیندار کو ہم نے یہ چیزیں سستے داموں provide نہ کیں تو یہ مسائل ٹریکٹر دینے سے حل نہیں ہوں گے اس لئے میری گزارش ہے کہ ٹریکٹر کی جو سبسڈی ہے اس میں زمینداروں کے لئے جو inputs ہیں جس میں seeds, fertilizers, pesticides, water, electricity ہے یہ اس سبسڈی کی مد میں دے دینے چاہئیں اور خاص طور پر زمینداروں کے لئے ڈیزل سستا کرنا چاہیے تاکہ ان کے پاس جو ٹریکٹر ہیں وہ تو چل سکیں۔ ابھی تو topic شروع ہوا ہے اور آپ نے bell بجا دی۔ بڑے دن انتظار کے بعد میری باری آئی ہے۔ ہم نے تقریباً ایک ارب 21 کروڑ کا بجٹ ریسرچ کے لئے رکھا ہے۔ ہمارے ادارے ایسے ہیں جو اس وقت white elephant کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ جناب سے میری التجا ہے کہ ایسے تحقیقاتی اداروں کو بند کر دینا چاہیے۔ میں ایک example quote کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم دیکھیں کہ ایک ہمارا Floriculture department ہے جو 25 سال سے ہمارے پنجاب میں کام کر رہا ہے لیکن آج تک ان کی output کیا ہے؟ اگر ہم بنگلور کو دیکھیں تو وہ دنیا کا سب سے بڑا floriculture میں cut flower کا exporter ہے لیکن ہمارے اس ملک میں یہ Floriculture department ہمارے اوپر ہی نہیں، ہمارے ملک کے اوپر ہی نہیں، ہمارے پنجاب کے اوپر بھی یہ بوجھ ہے۔ ایسے white elephant اداروں کو ختم کر دینا چاہیے یا میں یہ کہوں گا کہ جس طرح میرے بھائی کلو صاحب نے بات کی کہ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ جو facilitate کرتا تھا، جو بلڈوزر دیتا تھا وہ آج تمام سبسڈی واپس لے لی گئی ہے اور وہ بلڈوزر اسی طرح پڑے ہیں، ناکارہ ہو چکے ہیں اور وہ جو زمینداروں کو بورنگ کا سامان دیتے تھے آج وہ سامان اتنا خستہ ہو چکا ہے اگر 400 فٹ سے نیچے جانا پڑے تو وہ کسان کو کہتے ہیں کہ آپ اس کے لئے کوئی surety bond دیں کہ اگر کوئی پائپ نیچے رہ گیا تو اس کے ذمہ دار آپ ہوں گے۔ ایسے محکموں کے لئے نیا بورنگ سسٹم لے آئیں۔ اگر آپ نے تہیہ کر رکھا ہے کہ ہم نے زمینداروں کو facilitate کرنا ہے تو پھر ایسے اداروں کو ختم کر دیا جائے یا اس کی right sizing کر دی جائے، down sizing کا لفظ میں اس لئے نہیں استعمال کر رہا کہ میں کہتا ہوں کہ اس میں right sizing کر لیں تو اس طرف ہمیں توجہ دینا ہوگی۔

جناب والا! ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمارے اس پنجاب میں ایشیاء کی سب سے بڑی ایگریکلچر یونیورسٹی موجود ہے جس میں ایوب ریسرچ سنٹر ہو یا رائس ریسرچ سنٹر ہو، اب ضرورت اس امر کی

ہے کہ ہمیں اپنے crop کے لحاظ سے zoning کرنا ہوگی۔ ہماری جو colra belt ہے ہم دنیا میں rice میں کوالٹی کے لحاظ سے اور production کے لحاظ سے آج نمبر 1 ہیں۔ میری استدعا ہے کہ جو rice zone ہے اس میں rice zoning ہونی چاہیے، شوگر کین ایریا میں شوگر کین کی انڈسٹری ہونی چاہیے اور کاٹن کے ایریا میں cotton zoning ہونی چاہیے اور اس طرح سے ہم اپنے مسائل کو حل کر سکتے ہیں۔ میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ ایسٹ پاکستان میں ہمارے آم کی جو varieties ہیں دنیا میں اس کا جواب نہیں ہے لیکن افسوس کہ ہم نے اس کی export کے لئے کچھ نہیں کیا۔ ہمارے citrus کے ساتھ پوری دنیا کا کوئی ملک مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن ہماری export کیا ہے۔ منڈیوں کے لئے جو نیا بجٹ رکھا گیا ہے میری التجا ہے کہ وہ بجٹ منڈیوں پر نہ لگایا جائے بلکہ زمینداروں کو دیا جائے کیونکہ ہم زمیندار مر رہے ہیں، پِس رہے ہیں۔ کون سا ایسا قانون ہے جس کے تحت اگر کوئی manufacturer ہوتا ہے تو وہ اپنی cost and production کے بعد اپنا profit mention کرتا ہے اور اس کے بعد اپنی قیمت announce کرتا ہے؟ یہ واحد زمیندار ہے جس کی قیمت دوسرا آدمی مقرر کرتا ہے۔ اس وقت زمیندار اور consumer پِس رہا ہے۔ middle man کا جو role ہے، اگر ہم نے اس مارکیٹنگ سسٹم کو تبدیل نہ کیا تو یہ زمیندار بد سے بدتر ہوتا جائے گا اور یہ خوراک کا بحران آج ہی نہیں بلکہ آئندہ بھی آپ کے گلے پڑا رہے گا۔ ہماری crop policy کوئی نہیں ہے۔ جب گندم کی کٹائی ہو رہی ہوتی ہے تو اس وقت ہم wheat or cotton کی پالیسی دے دیتے ہیں۔ اب ہمیں review کرنا ہے کہ ہم نے cotton policy اس وقت دینی ہے جب wheat کی harvesting ہو رہی ہو اور wheat policy اس کی کاشت سے بھی پہلے ہمیں دینی چاہیے۔ پرائس کنٹرول والے اسلام آباد میں بیٹھ کر ہمارا ریٹ مقرر کرتے ہیں جنہوں نے کبھی گاؤں نہیں دیکھا۔ اگر ان سے پوچھا جائے تو وہ کہتے ہیں، ہاں! گجر خان کے پاس سے گزرا تھا وہاں ایک گاؤں تھا۔ اگر ایسے policies maker ہوں گے تو ہمارا زمینداروں کا حشر یہی ہوگا۔ ان تحقیقاتی اداروں کے اوپر مانیٹرنگ ہونی چاہیے اور صرف رقم مختص کرنے سے ادارے نہیں چلتے، بلڈنگ بنانے سے ادارے نہیں چلتے۔ ان اداروں کو چلانے کے لئے ٹیکنیکل لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ آج اگر میں اپنے ضلع کی بات کروں تو میرے ضلع میں ایجوکیشن میں 1200 سے زیادہ sanctioned posts خالی پڑی ہوئی ہیں۔

جناب والا !اسی طرح صورتحال Health میں ہے۔ ہمارے جتنے بھی Rural Health Centres ہیں اور ہمارا D.H.Q ہسپتال ہے اس میں 43 sanctioned posts خالی ہیں۔ یہ صرف ہمارے salary structure کی وجہ سے ہے۔اگر ہم نے اپنے salary structure کو revise نہ کیا تو ہمیں کوئی ڈاکٹر نہیں ملے گا، کوئی کینڈا کی immigration لے لے گا، کوئی امریکہ کی لے لے گا اور سب technical لوگ ملک سے باہر چلے جائیں گے۔ ہمیں اس چیز پر غور کرنا ہے۔

جناب والا! میری ایک گزارش ہے کہ ہمیں export zone بنانے چاہئیں جسے حکومت کو facilitate کرنا چاہیے، ہمیں cold storage کی ضرورت نہیں ہے، ہمیں vegetables کو store کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں ضرورت ہے کہ ہم اپنی export کو بڑھائیں اور دوسرے ملکوں کی منڈیوں تک رسائی حاصل کریں۔آج اگر آپ عرب ریاستوں کے اندر جا کر دیکھیں تو آپ کو محسوس ہوگا کہ انڈیا کی fresh vegetable اس مارکیٹ میں available ہے لیکن افسوس ہے کہ ہماری کیوں نہیں ہے؟اس میں کچھ اقدامات حکومت کی سطح پر کرنے ہیں اور حکومت کو special cargo flights چلانی چاہئیں۔ وہ ہم زمیندار نہیں چلا سکتے یہ آپ کا کام ہے کہ آپ export zone بنائیں اور وہ پیسا جو منڈیوں کی طرف لگا رہے ہیں جو cold storage کی طرف لگا رہے ہیں اس پیسے سے export zone بنا کر زمینداروں کو سہولیات دیں اس طرح ہم اپنے ملک کی economy کو اوپر لے جا سکتے ہیں اگر انقلاب آئے گا تو وہ صرف اور صرف ہمارے Agriculture sector کی وجہ سے آسکتا ہے۔ آج maize کی پوزیشن یہ ہے کہ 900 روپے سے ریٹ کم ہو کر 350/400 روپے پر آگیا ہے۔

جناب والا!ہمیں ایسی private industry کو ترجیح دینا ہوگی تاکہ ہماری inputs کے ذریعے ہمیں جو output اور production آرہی ہے اس پر ہمیں مناسب rate ملے۔آج ہم بات کرتے ہیں کہ ہم chrome maximization کی طرف جا رہے ہیں۔اگر ہم نے chrome maximization کے منصوبے شروع کرنے ہیں تو پھر اس میں ہمیں ایسے اقدامات کرنے ہوں گے ۔ کل tunnel farming کی بات ہوئی تھی تو یہ وہ technique ہے کہ میں آپ کو بتاؤں کہ پاکستان میں اس وقت 2500 سے لے کر 3000 ایکڑ پر tunnel farming ہو رہی ہے۔جس میں ہم off season

vegetables کاشت کر رہے ہیں۔ وہ ایک بیج دو روپے سے لے کر 11 روپے تک ہم خرید رہے ہیں۔ ہمارے تحقیقاتی اداروں کو پیسے اس لئے نہیں دیئے جاتے کہ ہم وہ hybrid seed باہر سے منگوائیں۔ آج افسوس کی بات ہے کہ ہماری جتنی بھی تحقیق ہو رہی ہے وہ field oriented نہیں ہے وہ research oriented ہے اور وہ field کے ساتھ related نہیں ہے۔ تحقیق کے لئے جتنا بھی پیسا دیا جا رہا ہے اس کا زیاں ہو رہا ہے۔ اس پیسے کا صحیح استعمال اس طرح سے ہونا چاہیے کہ زمینداروں کے مسائل حل ہونے چاہئیں۔ ہم کبھی mango malformation کے لئے اپنے پودے تباہ کر لیتے ہیں اور کبھی mango میں bug آ جاتی ہے اور کبھی کاٹن میں bug آ جاتی ہے۔ اس طرح سے یہ مسائل حل نہیں ہوں گے۔ ہمارے زمینداروں کے جو مسائل ہیں ان کے اوپر تحقیق ہونی چاہیے جو field کے ساتھ related ہوں تب جا کر ہم اپنے ملک کی ترقی کے لئے اہم کردار ادا کریں گے۔ میں تے ایہہ کہواں گا کہ:

ساڈے ملک وچ کدھے نیاں کوئی نئیں
کاواں نوں آکھدا کاں کوئی نئیں
مجھ سادھ دی چور نوں پھڑا چھڈی
لائی آکھدا کیتا گناہ کوئی نئیں

جناب سپیکر! اس وقت زراعت کے جو ادارے ہیں ان کی right sizing کی بات ہوئی ہے جو سفید ہاتھی کا کردار ادا کر رہے ہیں ان اداروں کی بات ہوئی تو صرف زراعت کے ساتھ یہ بے انصافیاں کیوں ہیں۔ آج زراعت واحد محکمہ ہے جس میں سوا 17 گریڈ لاگو ہے۔ جس میں 17 گریڈ اور ساتھ تین advance increments شامل ہیں۔ پاکستان میں، پنجاب میں کسی اور محکمے میں یہ گریڈ رائج نہیں ہے۔ میری درخواست ہے کہ code book میں دیکھا جائے اور پڑھا جائے تو اس میں کہیں نہیں لکھا ہوا یہ صرف محکمہ زراعت میں تین advance increments کیوں ہیں؟ کسی ادارے میں 18 direct grade میں appointment نہیں ہوتی لیکن صرف محکمہ زراعت میں ہوتی ہیں۔ ہمیں ایسے اقدام کرنے ہوں گے اور ہمیں ان لوگوں کا moral develop کرنا ہو گا۔ ان کے لئے ہمیں incentives دینا ہوں گے جو تحقیق کرتے ہیں، جو کوشش کرتے ہیں اور جو ہمارے لئے نئی اقسام لے کر آتے ہیں۔

جناب والا! Tunnel farming میں آج ہم production کے حوالے سے گو کہ اُردن کے مقابلے میں بہت پیچھے ہیں۔ اگر ہم کھیرے کی بات کریں تو ہم 70 ٹن فی ایکٹر پیداوار حاصل کر رہے ہیں لیکن اگر اُردن کا موازنہ کریں تو وہ 120 ٹن فی ایکٹر پیداوار لے رہے ہیں۔ اگر ہم ٹماٹر کی بات کریں تو ہم یہاں 50 ٹن فی ایکٹر پیداوار لے رہے ہیں اور وہ 150 من فی ایکٹر پیداوار لے رہے ہیں۔ یہ technique اور نئے irrigation system کی بات نہیں ہے۔ ہم بھی اپنے ملک اور قوم کے لئے زر مبادلہ کما سکتے ہیں لیکن اس کے لئے export zone اور سہولیات دینے کا آپ کو اختیار ہے۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میں نے جتنی بھی inputs دی ہیں اس پر سنجیدگی سے غور کریں۔

جناب والا! ہم زمینداروں کے ساتھ جو سب سے بڑی بے انصافی ہو رہی ہے اگر آج صنعتکار بنک سے بنک گارنٹی لینا چاہتا ہے تو اس کو zero percent پر یا 10 precent margin پر بنک گارنٹی مل جاتی ہے اور اگر کسان بنک گارنٹی لینا چاہتا ہے تو اس کو 50 precent margin پر ملتی ہے جبکہ ہماری زمین بھی ان کے پاس ہوتی ہے، ہم اپنا رقبہ ان کے پاس گروی رکھتے ہیں تو پھر وہ قرضہ دیتے ہیں وہ بھی 100 فیصد قرضہ نہیں دیتے بلکہ ہمیں 60 فیصد قرضہ دیتے ہیں۔ زمینداروں کو یہ سہولت ہونی چاہیے کہ وہ zero percent margin پر بنک سے بنک گارنٹی حاصل کر لیں کیونکہ اس کے عوض ہم نے اپنا رقبہ دیا ہوتا ہے۔ اب میں اپنے علاقے کی طرف آتا ہوں کہ میرا تعلق اس علاقے سے ہے جو وادی سندھ کی تہذیب کے بعد پاکستان کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ میرا مطلب وہ ہڑپہ شہر ہے جس سے بڑے بڑے لوگ اس ایوان میں بیٹھتے رہے، جن کا سفر پاکستان پیپلز پارٹی سے شروع ہو کر "ج"، "ن" اور "ق" لیگز سے ہوتا ہوا پھر ہڑپہ کی طرف منتقل ہو گیا۔ آج تک اس تہذیب کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی۔

محترمہ طیبہ ضمیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! پاکستان مسلم لیگ جو کہ پاکستان کی خالق جماعت ہے۔ میرے معزز ممبر بھائی کو اس طرح نہیں کہنا چاہیے بلکہ پاکستان مسلم لیگ سے پیپلز پارٹی نے وجود پایا اور ان کے بانی ذوالفقار علی بھٹو شہید اور ان کے والد بھی مسلم لیگی تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ آپ تشریف رکھیں۔ وہ بجٹ پر بات کر رہے ہیں انھیں بات کرنے دیں۔ چودھری صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میں نے صرف اپنے حلقے کی بات کی ہے۔ ہڑپہ کی تہذیب 3500 قبل مسیح کی ہے جس کی کھدائی 1921 میں شروع ہوئی، موہنجو داڑو کی 1922 میں کھدائی شروع ہوئی اور ٹیکسلا جو 500 قبل مسیح کی تہذیب ہے۔ ہڑپہ سب سے پرانی تہذیب ہے وہاں ہمارے visitors آتے ہیں تو ہم شرمندہ ہوتے ہیں اگر آپ اس کی ٹوٹی پھوٹی سڑکوں کی طرف دیکھیں اور یہ بھی دیکھیں کہ کیا ہم وہاں پر بین الاقوامی معیار کے مطابق سہولیات دے رہے ہیں؟ میری آپ سے التجا ہے کہ اگر ٹیکسلا کو جو 500 قبل مسیح کی تہذیب ہے۔اگر موہنجو داڑو اور قلعہ کو international heritage میں شامل کیا جا سکتا ہے تو وہ تہذیب جو پنجاب کی سب سے پرانی تہذیب ہے اور سندھ میں موہنجو داڑو کے بعد دوسرے نمبر پر وادیٔ سندھ کی تہذیب کا مرکز ہے۔ اس کو international heritage میں شامل کیا جائے، اس کی طرف توجہ دی جائے اور اس کے لئے 12۔کروڑ کا جو بجٹ رکھا گیا ہے میری آپ کے توسط سے جناب وزیر خزانہ سے استدعا ہے کہ اس میں ہڑپہ کے لئے بھی حصہ مختص کیا جائے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ٹائم دیا کیونکہ کافی دوست احباب ناراض ہو رہے ہیں۔ ایک اور بات ضرور کہوں گا کہ جس طرح قومی اسمبلی کے ہر ممبر کو blue passport جاری کیا جاتا ہے تو میری استدعا ہے کہ پنجاب اسمبلی کے تمام ممبران کو بھی blue passport جاری ہونے چاہئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں کیونکہ یہ بجٹ کا issue نہیں ہے۔ آج آپ کو اپنی بات کرنے کے بعد سمجھ آ گئی ہو گی کہ آپ کی باری تین دن بعد کیوں آئی ہے کیونکہ ہر ممبر اپنے مقرر کردہ ٹائم سے بھی اوپر لے کر جا رہا ہے کہ باقی ممبران جنہوں نے وقت کے لئے لکھوایا ہوا ہے ان کے ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ زیادتی ہے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ! فرمائیں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! فاضل ممبر صاحب نے دو باتیں کی ہیں میں ان کو ذرا clarify کرنا چاہتی ہوں۔ ایک تو یہ کہ میں سمجھتی ہوں کہ واحد پاکستان پیپلز پارٹی ہے جو اس

ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت ہے اور اس پر کسی کو اس کی تعریف پر شک نہیں ہے کہ کون کیا ہے؟ اگر ہم لوگ کسی وجہ سے خاموش ہیں تو اس کا مطلب غلط نہ لیا جائے اور اسے کمزوری نہ سمجھا جائے۔ میں کہوں گی کہ یہاں پر سیاسی پارٹی پر بات کرنے سے اجتناب کیا جائے اور آئندہ ہاؤس میں ایسی کوئی بات نہ کی جائے کہ جس سے کسی پارٹی کو criticize کیا جائے۔ اس کے علاوہ ہمارے بھائی نے اسلام آباد کی بات کی کہ شجرکاری صرف اسلام آباد کے لئے ہے۔ میں واضح کر دینا چاہتی ہوں کہ سابقہ آٹھ سالہ دور سے پہلے اسلام آباد بڑا خوبصورت تھا اور اسے سرسبز علاقہ کہا جاتا تھا لیکن مشرف صاحب کے سکیورٹی رِسک کی وجہ سے تمام درخت کاٹ دیئے گئے ہیں اور ابھی اس سال نئی شجرکاری مہم کے تحت دس لاکھ نئے درخت لگائے گئے ہیں جو پاکستان پیپلز پارٹی کے ورکروں نے، لوگوں نے اور سکول کے بچوں نے اپنی مدد آپ کے تحت لگائے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے صرف ایک بات عرض کرنی ہے کہ ہمارے بھائی نے ابھی تقریر کی ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ جب ان کی تقریر دفاتر میں جاتی ہے یا اوپر جو ہمارے بھائی صحافی بیٹھے ہیں ان تک جاتی ہے تو پھر وہ لوگ اس کو criticize کرتے ہیں۔ میں اس ایوان کے ہر رکن کی طرف سے صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس بات کا جس کو کوئی علم ہو ہمیں چاہیے کہ صرف اسی پر بات کریں۔ ابھی انہوں نے فرمایا ہے کہ 10 فیصد پر industrialist کو یا کاروباری لوگوں کو بنک گارنٹی ملتی ہے لیکن ایسی بات بالکل نہیں ہے۔ سٹیٹ بنک کی پابندی ہے اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ 100 فیصد سے نیچے بالکل کوئی گارنٹی نہیں ملتی۔ lien 100 percent رکھا جا رہا ہے۔ 100 percent cash margin یا اس سے زیادہ کی جائیداد کے بدلے بنک گارنٹی ملتی ہے اس کے علاوہ نہیں ملتی۔

دوسری ضروری بات جو میں نے پہلے بھی پوائنٹ آف آرڈر پر گزارش کی تھی کہ مرکزی حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پھانسی کی سزا ختم کر دی جائے۔ سورۃ المائدہ میں بڑا clear اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جان کا بدلہ جان، کان کا بدلہ کان، دانت کا بدلہ دانت اور آنکھ کا بدلہ آنکھ مقرر ہے۔ یہ ملک جو ہم نے اللہ کے نام پر لیا تھا یہاں پر international human rights کے کہنے پر قاتلوں

کو اگر معاف کیا جائے گا تو یقین کیجئے یہاں پر جرائم پہلے ہی کنٹرول نہیں ہو رہے، یہاں اور بھی لوگ ہوں گے جو اس کی مذمت کریں گے لیکن میں اس کی بھرپور مذمت کرتا ہوں۔ آپ ماشاء اللہ ایک اچھے وکیل بھی ہیں۔ کل رات کا واقعہ ہے کہ یہاں سے صرف چند سو گز کے فاصلے پر ایک ہوٹل کے مالک نے ایک گاہک کو قتل کر دیا۔ ہم لوگ پہلے ہی اتنے shock tempered ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ رجم کی سزا موت ہے۔ اب اس کے ساتھ ساتھ جس شخص نے زنا کیا اس کو بھی ہم معاف کریں گے۔ قرآن clear کہتا ہے کہ باغیوں کے لئے بھی قتل ہے کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ اگر ہم معاف کر رہے ہیں تو پھر ہم قرآن سے بغاوت کر رہے ہیں۔ چاہے اس وقت اس ایوان میں لوگ میرا ساتھ دیں یا نہ دیں لیکن میں اس گھپ اندھیرے میں ایک دیئے کی طرح یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے سب لوگ یہ سوچیں کہ قاتلوں کو معاف نہ کریں۔ سات ہزار قتل اگر معاف ہوں گے تو یقین کیجئے کہ 70 ہزار خاندان تباہ ہو جائیں گے۔ آپ کو مجھ سے زیادہ پتا ہے کہ مدعیان کو قتل کیا گیا، evidences کو قتل کیا گیا، گھر کے گھر تباہ کر دیئے گئے۔ وہ بدمعاش اور حرام زادے مافیا کو معاف کر دیں اور وہ بھی صرف human rights کے کہنے پر۔ وہ اپنے آپ کو کیوں نہیں دیکھتے، وہاں پر بچوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ مجھے اتنا کچھ پتا ہے کہ میں بتا نہیں سکتا۔ آپ دیکھیں کہ پورے یورپ میں کیا ہو رہا ہے اور ہمارا ان سے کیا لینا دینا؟ میں بار بار بھرپور مذمت کرتا ہوں اور اپنے تمام بھائیوں سے کہتا ہوں کہ ہمیں یہاں اس House میں لانے والا صرف اللہ ہے۔ اگر ہم نے اللہ کے نظام کے خلاف بغاوت کی تو ہماری تباہی لازمی ہے۔ بہت شکریہ

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ بات کو wind up کرنے دیں۔ بہت زیادہ دوست ابھی تقریر کرنے والے رہتے ہیں۔ شیخ صاحب نے اپنی بات کر دی ہے اب اس کو چھوڑیں۔

محترمہ شمائلہ رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شمائلہ رانا صاحبہ!

محترمہ شمائلہ رانا: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ جناب سپیکر! ابھی میرے فاضل بھائی ایک بات کر رہے تھے۔ میں اس بات کو آگے بڑھاتے ہوئے آپ کی توجہ ایک بہت ہی sensitive issue پر دلانا چاہتی ہوں کہ پرسوں میں نے کیمپ جیل کا visit کیا اور میں

نے وہاں پر قیدیوں کی جو صورتحال دیکھی ہے وہ دیکھ کر مجھے بہت زیادہ افسوس ہوا ہے کہ کروڑوں اور اربوں روپے کے گھپلے کرنے والوں کو ہم لوگ B classاور A class کی سہولت فراہم کرتے ہیں اور جو پانچ ہزار کی چوری کر کے غریب آدمی جیل چلا گیا ہے اس سے وہاں پر ذلت آمیز طریقے سے سلوک ہوتا ہے جس کا کوئی حساب ہی نہیں ہے۔ ہمارے وزیر جیل خانہ جات چودھری عبدالغفور کو آپ بتائیں اور اس حوالے سے کچھ نہ کچھ ایسے rule بنائیں کہ ان لوگوں کو بھی اتنی ہی سزا ملنی چاہیے اور وہ بھی اسی گرمی میں بیٹھیں جس طرح چھوٹی چوری کرنے والے کو سزا ملتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اس وقت میری سب سے زیادہ emphasis اس بات پر ہے کہ صرف بجٹ پر ہی رہیں۔ اس طرح تو ہاؤس کی کارروائی نہیں چل سکے گی۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مولانا صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمارے فاضل ممبر نے قتل کی سزا کے بارے میں ذکر کیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ قرآن پاک کی مقرر کردہ سزاؤں کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ قبل ازیں انہوں نے زنا جو حدود اللہ میں سے ایک حد ہے اور اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ "تلک حدوداللہ فلا تھتدوہ ومن یتعد حدوداللہ فا اولئک ھم الظلمون" کہ یہ میری مقرر کردہ حدیں ہیں جو ان کو پھلانگے گا وہ بڑا ظالم ہوگا اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے پہلے زنا کی حد کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی، شراب کی حد کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی اور اب قتل کو جس کے لئے اللہ پاک نے تورات اور انجیل میں لکھ دیا تھا کہ قتل کی سزا قتل ہے جبکہ واضح طور پر جان بوجھ کر قتل کیا گیا ہو اور اس قتل کی سزا جو معافی ہے وہ سوائے ورثا کے نہ کسی صدر کے پاس ہو سکتی ہے، نہ کسی وزیراعظم کے پاس ہو سکتی ہے اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ قرآن اور سنت کے ساتھ مذاق کیا جا رہا ہے۔ جب ہمارے آئین میں یہ بات منظور شدہ ہے کہ ہمارا supreme law قرآن اور حدیث ہے تو اس صورت میں پاکستان میں ایسا کوئی قانون لاگو نہیں ہو سکتا جو قرآن اور سنت کے قوانین سے متصادم ہو اس لئے میری آپ سے یہ گزارش ہوگی کہ ہماری اس اسمبلی کا احتجاج آپ اسلام آباد تک پہنچائیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: بہت شکریہ۔ جناب والا! سنا تھا کہ کم علمی خطرناک ہوتی ہے اور اتنی خطرناک ہوتی ہے یہ مجھے اندازہ نہیں تھا۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ ہم سب legislators ہیں ہمیں کم از کم اندازہ ہونا چاہئے کہ قوانین کیا ہیں۔ اس ملک میں penal code علیحدہ ہیں اور حدود اللہ یا اسلامی شریعت بالکل علیحدہ ہے۔ پاکستان میں جو سزائیں ملتی ہیں وہ penal code کے تحت ہوتی ہیں، حدود اللہ کے اندر نہیں ہوتیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ ان کو mix کر کے عجیب قسم کی confusion پیدا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ حدود آرڈیننس اللہ تعالیٰ نے نہیں بنایا تھا بلکہ ضیاء الحق نے بنایا تھا۔ اپنی کرسی کے لئے اور عورت کا نام استعمال کرنے کے لئے حدود آرڈیننس بنایا گیا تھا۔ آج تک اس پر debate ہوئی اور نہ آج تک حدود آرڈیننس کے تحت کسی کو سزا ہوئی ہے۔ جس قانون پر عملدرآمد نہیں کروایا جاسکتا۔ اس میں جو witness کی شرائط ہیں مجھے یہ بتائیں کہ تزکیہ الشہود کی جو شرائط ہیں ان پر کون پورا اترتا ہے؟ ہم میں سے کتنے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے آج تک جھوٹ نہیں بولا، ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جنہوں نے گناہ کبیرہ نہیں کیا؟ جو قوانین implement نہیں ہو سکتے۔ ہم حدود آرڈیننس کی repeal کی بات کرتے ہیں۔ ہم نے خدانخواستہ شریعت کے خلاف یا حدود اللہ کو کبھی چھیڑنے کی کوشش نہیں کی اور جن سزاؤں میں کمی کرنے کی بات کی جارہی ہے وہ penal code کے تحت ہیں۔ اس میں حدود اللہ یا اسلامی قوانین کا کوئی تعلق نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے آپ میری بات سن لیں کہ آج کا اجلاس specific بجٹ پر بحث کے لئے ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر کے لئے معزز ممبران سے میری گزارش ہے کہ ہاؤس میں پڑھ کر آئیں اور اگر کسی issue کو وہ raise کرنا چاہتے ہیں تو اس کا طریق کار بھی اگر رولز اینڈ پروسیجر پڑھیں تو اس میں طے ہے۔ اگر آپ اس issue پر بات کرنا چاہتے ہیں تو اس پر باقاعدہ جو رولز ہیں ان کو اپنائیں اور ان کے مطابق اس issue کو لے کر آئیں اور اس پر باقاعدہ وقت دیا جائے گا لیکن آج میں یہ سمجھتا ہوں کہ مسئلہ جو اس وقت ہمارے سامنے ہے وہ اس بجٹ کو approve کرنے کا ہے اور اس بجٹ کو دیکھنے کا ہے جس پر پورے پنجاب کے عوام کی نظریں لگی ہوئی ہیں۔ آپ لوگ اپنے اپنے حلقوں سے ووٹ لے کر آئے ہیں اور آپ کے حلقے کے عوام منتظر ہیں کہ آپ یہاں پر اس کے اوپر کیا فیصلہ کرتے ہیں تو میں صرف یہ بات کروں گا کہ اس بات کو یہیں پر چھوڑیں۔ اس پر اگر کوئی معزز ممبر بات کرنا

چاہتا ہے تو رولز اینڈ پروسیجر کو follow کرے اور اس کے مطابق اسمبلی میں لے کر آئے اور ہم اس کو دیکھیں گے۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ بات کریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گی کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔عام طور پر یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ حزب اقتدار کے اراکین اپنی حکومتی پالیسیوں پر تنقید نہیں کرتے لیکن ہماری جماعت اور ہمارے قائدین کا یہ شیوہ رہا ہے کہ انہوں نے نہ صرف تعمیری تنقید کو پسند کیا بلکہ اس کی حوصلہ افزائی بھی کی ہے۔ میں یہاں اس بحث میں نہیں الجھنا چاہتی کہ گزشتہ بجٹ بہتر تھا یا موجودہ بجٹ بہتر ہے لیکن میں یہاں ایک بات پورے اعتماد کے ساتھ کہنا چاہوں گی کہ گزشتہ نو سالوں کی نسبت اس سال موجودہ بجٹ میں عوام کو بہتر ترقیاتی منصوبے اور بہتر سہولیات ضرور ملیں گی۔

جناب سپیکر! ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں نہ صرف یہ تمام ترقیاتی منصوبے مکمل ہوں گے بلکہ اس کے بہتر نتائج بھی حاصل ہوں گے۔ میں یہاں پر ایک بات اور کہنا چاہوں گی کہ گزشتہ حکومت نے ترقیاتی کاموں کی آڑ میں جو لوٹ مار کی ہے اس کا احتساب کیا جائے اور ان قومی لٹیروں کو نہ صرف عبرتناک سزا دی جائے بلکہ ان سے وہ لوٹا ہوا خزانہ واپس لیا جائے تاکہ آئندہ آنے والی نسلوں کو ان کا حق خوشحال پاکستان کی صورت میں مل سکے۔اس لوٹ مار کی تازہ ترین مثال ہمارے سامنے پنجاب بنک کی صورت میں موجود ہے۔ جس کے کئی افسران گرفتار ہیں اور جہاں کروڑوں،اربوں روپے کے گھپلے ہوئے ہیں لیکن اصل مجرم شکنجے میں نہیں آ سکے ہیں۔ میری آپ سے،اس ایوان کے توسط سے گزارش ہے کہ ان اصل ملزموں کو گرفتار کرنے کے لئے اقدامات کریں۔

جناب سپیکر! اب میں خواتین کی بہبود کے حوالے سے صرف دو باتیں کہوں گی کہ خواتین کی بہبود کے لئے یونین کونسل کی سطح پر ایسے سنٹرز قائم کئے جانے چاہئیں جہاں پر ان کو روزگار کے مواقع دیئے جائیں،ان کو ہنر مند کیا جائے،ان کو مختلف کام سکھائے جائیں اور پھر ان کو چھوٹے قرضے یا ان کے کام کے حساب سے قرضے دیئے جائیں تاکہ وہ اپنا کام کر کے خود روزگار پیدا کر سکیں۔اس طرح سے ہمارے ملک میں جو بے روزگاری کا مسئلہ ہے اس میں خاصی حد تک کمی آ سکتی ہے۔اس کے علاوہ نئے سکولز اور کمیونٹی سنٹرز ضرور تعمیر ہونے چاہئیں لیکن جو موجودہ سکولز ہیں ان میں تعلیمی معیار کو بہتر بنایا جائے۔بلڈنگز موجود ہیں تو اساتذہ نہیں ہیں،فرنیچر نہیں ہے۔ میں لاہور ہی کی بات کرتی ہوں کہ میں نے یہاں شہر میں ہی بے شمار سکولز دیکھے ہیں کہ جہاں پر سٹاف نہیں ہے، فرنیچر

نہیں ہے، بچے پڑھنے آتے ہیں لیکن ان کو سہولیات نہیں ہیں۔اگر ہائی سکول ہے سائنس کے مضمون ہیں تو سائنس لیبارٹری نہیں ہے۔اس طرف توجہ دی جانی چاہیے،ہیلتھ سنٹرز اور کمیونٹی سنٹرز ہیں مگر وہاں پر سٹاف نہیں ہے ، ڈاکٹرز نہیں ہیں۔ ان کے لئے بہتری پیدا کی جائے اور وہاں ان کو activate کرنا چاہئے۔بہت شکریہ

محترمہ شگفتہ شیخ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،فرمائیں!

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! براہ مہربانی مجھے پانچ منٹ کا وقت دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کس بارے میں؟

محترمہ شگفتہ شیخ: میں نے بجٹ کے حوالے سے تقریر کرنی ہے۔ میرا نام تو کافی دیر سے آئے گا اور مجھے ضروری کام جانا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو پہلے ہی بلا لوں گا۔آپ بیٹھیں میں آپ کو بلاتا ہوں۔ سردار محمد ایوب خان!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: شکریہ۔جناب سپیکر!میں جناب وزیر خزانہ اور وزیراعلیٰ پنجاب دونوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے اس جمہوری دور کا پہلا جمہوری بجٹ پیش کیا ہے۔ حقیقتاً یہ بجٹ ایک عوامی اور فلاحی بجٹ ہے۔بجٹ صرف اعداد و شمار کے مجموعے کا نام نہیں ہوتا بلکہ بجٹ نام ہے ایک vision کا ، ایک financial policy کا،ایک approach کا۔ غریبوں کی فلاح و بہبود کے لئے اور غربت کے خاتمے کے لئے 17۔ارب کے پروگرام رکھنے پر یقیناً وزیر خزانہ اور وزیراعلیٰ پنجاب مبارکباد کے مستحق ہیں۔ان پروگراموں کی بدولت غربت کے خاتمے میں کافی مدد ملے گی۔ جس طرح مفلس اور نادار لوگوں کے لئے شہری علاقوں میں کم قیمت والے گھروں کی سکیم شروع کی جا رہی ہے میری یہ گزارش ہے کہ دیہات میں جہاں 70 فیصد آبادی رہتی ہے اور غربت کا level بھی بہت زیادہ ہے وہاں غریبوں کے لئے پانچ مرلہ اور سات مرلہ کی سکیم شروع کی جائے ۔ پانچ مرلہ اور سات مرلہ کے تحت ان کو مفت پلاٹ دیئے جائیں اور ان کو further گھر بنانے کے لئے بھی امداد دی جائے۔

جناب سپیکر! بجٹ کی پہلی ترجیح انصاف کی فراہمی ہے۔ دیگر اقدامات کے علاوہ عدلیہ کی تنخواہوں میں اضافہ یقیناً ایک ایسا قدم ہے جسے دوسرے صوبے بھی follow کریں گے اور یہ سستے اور فوری انصاف کے لئے مثبت پیشرفت ہے۔ اگر آپ نے عوام کو انصاف دینا ہے تو پھر میری یہ گزارش ہے کہ ان ججوں کو لایا جائے جن پر عوام کا اعتماد ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم کے شعبے میں پڑھا لکھا پنجاب کا نعرہ لگانے والوں نے سوائے اپنی publicity کے کچھ بھی نہیں کیا اور اگر کیا بھی تو صرف یہ کہ قائداعظم اور علامہ اقبال کی تصاویر کی جگہ جناب پرویز مشرف اور چودھری پرویز الٰہی کی تصاویر درسی کتابوں پر چھپوائیں لیکن ہم نے اپنے بچوں کو معیاری تعلیم دینی ہے۔ دیہات کا بچہ جو ہے اس کو بھی وہی تعلیم ملنی چاہئے جو شہر کا پرائیویٹ بچہ حاصل کر رہا ہے۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ دیہات میں proper teacher ہیں نہ ان کو proper تعلیم دی جاتی ہے۔ شہر میں جو بچہ ہے وہ اچھی تعلیم حاصل کرتا ہے اور دونوں بچے جب بڑے ہوتے ہیں تو ان کا مقابلہ آپس میں نہیں کیا جا سکتا، وہ احساس کمتری کا شکار ہوتا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ سب کے لئے یکساں تعلیم کی پالیسی کے تحت ایک سلیبس ہونا چاہئے۔ چاہے وہ بچہ دیہات میں پڑھ رہا ہے، چاہے کسی پرائیویٹ سکول میں پڑھ رہا ہے، چاہے گورنمنٹ سکول میں پڑھ رہا ہے ایک سلیبس کے تحت اس کو تعلیم دی جائے۔

جناب سپیکر! بوائز کے ساتھ بچیوں کی تعلیم بہت ضروری ہے کہ انہیں تعلیم دی جائے۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ میرا حلقہ جس کے 78 گاؤں میں صرف دو بوائز ڈگری کالج ہیں اور گرلز کا کوئی ڈگری کالج نہیں ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ میرے حلقہ کا بڑا شہر رجانہ ہے جو کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ٹاؤن ہے جہاں پر بوائز ڈگری کالج ہے۔ اس کے ساتھ ایک چھوٹا ٹاؤن ہے جہاں پر بوائز انٹرمیڈیٹ کالج ہے لیکن طالبات کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے ٹوبہ ٹیک سنگھ یا کمالیہ جانا پڑتا ہے۔ دونوں اطراف میں انہیں 25/30 کلو میٹر کا سفر طے کرنا پڑتا ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ رجانہ میں گرلز ڈگری کالج کی منظوری دی جائے۔

جناب سپیکر! زراعت کے شعبے میں چھوٹے کاشت کاروں کے لئے گرین ٹریکٹر سکیم کا دوبارہ اجراء حوصلہ افزا ہے۔ جب تک کسان خوش حال نہیں ہوگا یہ ملک خوش حال نہیں ہوگا۔ کسان کو جعلی ادویات اور کھادوں سے نجات دلائی جائے۔ میاں محمد شہباز شریف نے اپنے سابقہ دور حکومت میں یہ کارنامہ سرانجام دیا تھا اور اب بھی اس کو فوقیت دی جائے۔ اس بجٹ میں کھاد اور بیج کی

قیمتیں کم کرنے کا کہا گیا ہے لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ کتنی ہونی ہیں تو میری یہ تجویز ہے کہ further کھاد اور بیج کی قیمتوں پر کسان کو سبسڈی دی جائے۔ ان علاقوں میں جہاں نہری پانی نہیں ہوتا وہاں پر بجلی کے ٹیوب ویل کے فلیٹ ریٹ مقرر کئے جائیں تاکہ کسان آرام سے اپنی فصلوں کو جتنا پانی انہیں required ہو، دے سکیں۔

جناب سپیکر! نہری پانی ہر حالت میں ٹیل تک پہنچایا جائے۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ میرے حلقہ کے 16 دیہات ایسے ہیں جو کہ درکھانی راجباہ کی ٹیل پر واقع ہیں۔ میں اس معزز ایوان میں پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ کہہ رہا ہوں کہ پچھلے 8 سال سے ان 16 دیہاتوں میں ایک قطرہ نہری پانی نہیں گیا۔ اگر ان دیہاتوں کا زیر زمین پانی میٹھا نہ ہوتا تو زمین بنجر ہو چکی ہوتی۔ آخر وہ لوگ جو ٹیل پر واقع ہیں یعنی جن کی زمینیں ٹیل پر ہیں ان کا قصور کیا ہے؟ شروع والے زمینداروں کو جتنا پانی ملتا ہے اتنا ہی پانی ٹیل پر رہنے والوں کو بھی ملنا چاہئے اور مجھے سمجھ نہیں آتی کہ انگریز کے دور میں اگر ٹیل پر وافر پانی پہنچ سکتا تھا تو اب کیوں نہیں پہنچ سکتا؟ میری وزیر خزانہ اور وزیر آبپاشی سے یہ گزارش ہے کہ ٹیل کے زمینداروں کی دادرسی کی جائے۔ انہیں ان کے نہری پانی کے حق سے محروم نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر! صحت کے شعبہ میں میاں صاحب کا اعلان کہ پرانے کڈنی اور ڈائلسز سنٹر کو بحال کیا جائے گا اور نئے سنٹر بھی کھولے جائیں گے جو کہ بہت اچھا اقدام ہے لیکن D.H.Q کو facilities زیادہ سے زیادہ دیں۔ اگر آپ نے عوام کو صحت کی سہولتیں دینی ہیں تو پھر بڑے شہروں تک نہ رکھیں بلکہ چھوٹے شہروں میں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز میں وہ سہولیات ملنی چاہییں۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کا ہیڈ کوارٹر ہسپتال 124 بیڈ کا ہے جہاں آپریشن کے بعد چوتھے پانچویں دن مریض کو ڈسچارج کر دیا جاتا ہے جبکہ وہ ابھی پوری طرح صحت یاب بھی نہیں ہوا ہوتا۔ صرف اس وجہ سے کہ مریض زیادہ ہیں اور بیڈ اگلے مریض کو دیا جائے اور اس کو ڈسچارج کر دیا جاتا ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی capacity بڑھائی جائے جو 125 بیڈ کا ہے اسے 300 کا کریں اور اسی طرح تحصیل ہسپتالوں کی بھی capacity بڑھائیں اور وہاں maximum facilities دیں۔

جناب سپیکر! ڈاکٹر دیہات میں جانا ہی نہیں چاہتے اور دیہات میں سب سے زیادہ کمی ڈاکٹروں کی ہے۔ ڈاکٹر ادھر ملتے ہی نہیں ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ ڈاکٹروں کے لئے لازم کیا

جائے کہ انہیں اگلے گریڈ میں move over اسی صورت کیا جائے کہ جب تک وہ دو سال کا عرصہ دیہات میں نہ گزاریں۔ان کی یہ پالیسی بنا دینی چاہئے تاکہ دیہات میں زیادہ سے زیادہ ڈاکٹر دستیاب ہوں اور لوگوں کو صحت کی سہولتیں ادھر ان کے نزدیک ترین علاقوں میں ہی مل سکیں۔

جناب سپیکر! پولیس کے بارے میں اس ایوان میں پہلے بھی کافی دوستوں نے بحث کی ہے اور اس سے متعلق باتیں کی ہیں تو میری صرف ایک گزارش ہے کہ پولیس کے اس وقت مختلف پانچ، چھ شعبے ہیں جن میں موٹروے پولیس، ہائی وے پولیس، ٹریفک پولیس اور تھانوں کی پولیس ہے۔امن و امان کی ذمہ داری اگر سب سے زیادہ کسی پر ہے تو وہ تھانوں کی پولیس پر ہے اور ڈیوٹی تھانوں کی پولیس 24 گھنٹے دیتی ہے۔ موٹروے والا یا ہائی وے والا 8 گھنٹے ڈیوٹی دیتا ہے لیکن تنخواہوں میں اتنا فرق ہے کہ موٹروے کا اے۔ایس۔آئی اٹھارہ، بیس ہزار روپے لے رہا ہے اور تھانے والا جو 24 گھنٹے ڈیوٹی دے رہا ہے اور جس نے امن وامان کی صورتحال کو زیادہ بہتر بنانے کے لئے زیادہ کام کرنا ہے، وہ بیچارہ ساڑھے پانچ ہزار روپے لے رہا ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ تنخواہوں کے اس فرق کو ختم کیا جائے اور سب کی ایک طرح کی تنخواہیں ہونی چاہئیں کیونکہ ایک ہی محکمہ ہے۔اگر مختلف شعبے ہیں تو ان کی تنخواہیں ایک جیسی ہونی چاہئیں اور تنخواہوں کے اس فرق کو ختم کیا جائے تاکہ وہ دلجمعی سے کام کر سکیں اور تھانوں میں جو رشوت چلتی ہے، یہ کچھ کم ہو۔اگر ان کی تنخواہیں زیادہ ہوں گی تو رشوت کم ہو گی ورنہ پانچ ہزار روپے تنخواہ لینے والا اے۔ایس۔آئی لازمی رشوت لے گا۔

جناب سپیکر! مہنگائی اور بے روزگاری کے خاتمہ اور امن و امان کو بہتر بنانے کے لئے حکومت کو ہنگامی بنیادوں پر اقدامات کرنے چاہئیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ سابقہ حکومت کی نااہلی کی وجہ سے ملک متعدد بحرانوں میں مبتلا ہوا ہے لیکن اب ہم سب کا فرض بنتا ہے کہ ہم سب مل کر اس ملک کو بحرانوں سے نکالیں اور مجھے قوی امید ہے کہ دونوں بڑی جماعتیں پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ(ن) مل کر اس ملک کو بحرانوں سے نکالیں گے اور انشا اللہ پنجاب میں میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں یہ ملک جلد ان بحرانوں سے نکلے گا۔مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ شگفتہ شیخ صاحبہ!

محترمہ شگفتہ شیخ: شکریہ۔جناب سپیکر! میں آپ کی انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر اظہار خیال کرنے کا موقع فراہم کیا۔میں اس موقع پر اپنے قائد آمریت کے سامنے ڈٹ جانے والے مرد مجاہد میاں محمد نواز شریف کو جمہوریت کی بحالی، آئین کی بالادستی اور آمریت کے خاتمہ کے لئے ان کی

آٹھ سالہ طویل جدوجہد کرنے پر ان کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔آج ان کی جدوجہد کے نتیجے میں ہم اس ایوان میں بیٹھے ہیں۔میں شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کی جمہوریت کے لئے قربانی پر انہیں بھی خراج تحسین وعقیدت پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اپنے لیڈر پاکستان مسلم لیگ (ن) کے صدر اور پنجاب کے عوام کے دلوں کی دھڑکن میاں محمد شہباز شریف کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ ان کی ولولہ انگیز قیادت میں پنجاب کی پہلی جمہوری حکومت کا تاریخ ساز بجٹ پیش ہوا۔ میں وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہیں پہلی عوامی جمہوری حکومت کا عوامی، فلاحی اور ترقیاتی بجٹ پیش کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف کے دور حکومت کو لوگ آج تک یاد کرتے ہیں کیونکہ اس وقت عوام کو اپنی جان و مال کا تحفظ حاصل تھا لیکن اب حالات ایسے نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے میاں محمد شہباز شریف کو دوبارہ تعمیر و ترقی کا موقع دیا ہے۔جب ان کے سابق دور میں ترقی ہو رہی تھی تو آمریت نے جمہوریت کا تختہ الٹ کر آمریت ملک پر مسلط کر دی لیکن آٹھ سال میں لوگوں کے دلوں سے میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی محبت نہیں نکال سکے۔

جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف نے حکومت سنبھالتے ہی پر تعیش وزیر اعلیٰ ہاؤس کو خواتین I.T یونیورسٹی بنانے کا اعلان کر کے پنجاب کی خواتین کے دل موہ لئے ہیں۔۔۔

(اذان ظہر)

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! وزیر خزانہ کی تقریر میں ہر شعبہ کی مکمل تفصیل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر ہماری حکومت اس بجٹ پر عملدرآمد کروانے کے لئے monitoring کے نظام کو موثر بنائے گی تو پنجاب حقیقی معنوں میں عوامی، فلاحی اور ترقیاتی صوبہ کہلائے گا۔میں جس حلقہ سے تعلق رکھتی ہوں وہ لاہور کا چھوٹا بھائی قصور ہے مگر گزشتہ 8 سالوں سے اسے نظر انداز کئے رکھا چونکہ قصور مسلم لیگ (ن) کا گڑھ ہے۔District Head Quarter ہسپتال قصور کہنے کو تو ہسپتال ہے لیکن وہاں طبی سہولتوں کا فقدان ہے، ڈاکٹروں کی کمی ہے اور ادویات کی عدم دستیابی جیسے مسائل در پیش ہیں۔سابقہ حکومت نے ہسپتال کی حالت زار پر کوئی عملی قدم نہیں اٹھائے اور لوگ آج بھی علاج معالجہ کے لئے لاہور آتے ہیں۔dialysis unit پر لاکھوں روپے خرچ کر کے machinery کو زنگ لگانے کے لئے نصب کر دیا گیا مگر staff اور شعبے کا ڈاکٹر تعینات نہیں کیا

گیا۔ ہسپتال میں عوام کو relief دینے کی بجائے مسائلستان بنایا ہوا ہے۔ جو ہسپتال عوام کا علاج نہیں کر سکتا وہ خود علاج کے قابل ہو جاتا ہے اس لئے وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر صحت اس پر خصوصی توجہ دے کر قصور کے لوگوں پر رحم کریں۔

جناب سپیکر! قصور کا ایک بہت بڑا مسئلہ عظیم صوفی شاعر دربار حضرت بھلے شاہ کا ہے جو کہ گزشتہ 8 سال سے تعمیر کے مراحل میں ہے مگر محکمہ اوقاف لاکھوں روپے ماہانہ آمدن کے باوجود مزار پر آنے والے زائرین کو کوئی سہولت میسر نہیں کر رہا ہے۔ اس مزار کو شایان شان بنانے کے لئے 2003 میں اس وقت کے وزیر اعظم میر ظفر اللہ جمالی نے ڈیڑھ کروڑ روپے کی گرانٹ دی تھی جبکہ سابقہ وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی نے بھی ڈیڑھ کروڑ روپے کا اعلان کیا تھا۔ یہ تین کروڑ کی گرانٹ اور محکمہ اوقاف کی اپنی گرانٹ بھی ہو گی مگر پھر بھی مزار کی تعمیر مکمل نہیں ہو سکی۔ میں مطالبہ کرتی ہوں کہ اس منصوبے پر غفلت کے مرتکب محکمہ اوقاف کے افسران کے خلاف کارروائی کا تعین کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ سے اپیل کرتی ہوں کہ وہ قصور کے حالات سے بخوبی آگاہ ہیں۔ وہاں سڑکیں کھنڈرات کا منظر پیش کر رہی ہیں اور پینے کے لئے صاف پانی میسر نہ ہے لہذا اس کے لئے خصوصی ترقیاتی فنڈ دیا جائے تاکہ قصور کی پسماندگی دور ہو سکے۔ میں ایک بار پھر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کا شکریہ ادا کرتی ہوں اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

خواجہ عمران نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، خواجہ صاحب!

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! جب اذان ہو جاتی ہے تو براہ مہربانی اگر ہو سکے تو نماز کے لئے 15 منٹ کا ضرور وقفہ ہونا چاہیے تاکہ ہم بھی آکر واپس کارروائی میں حصہ لے سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر آپ صبح آئے ہوتے تو آپ کو پتا ہوتا کہ ہم نے ابھی نماز کے لئے وقفہ کرنا ہے۔ جی، حاجی لیاقت علی!

حاجی لیاقت علی: جناب سپیکر! میں صرف چند منٹ لینے نے، ایس توں ودھ نئی لینے، وعدہ کیتا اے۔ جناب پردھان جی! ایس اچی تے سچی پیڑھی تے بہہ کے مُچھّاں دے تھلے نماں نماں ہسدے بڑے

سوہنے لگدے او۔ میں پنجابی صرف ایس واسطے بولی سی کہ اک نے کیا سی کہ پنجابی دے وچ سپیکر نوں کی کہندے نے۔ میں وزیر خزانہ صاحب نال چند گزارشاں کراں گا۔

جناب سپیکر! ملک دی 70 فیصد آبادی دا زراعت دے نال تعلق اے تے اوہدے واسطے اسیں جو کچھ رکھیا او تقریباً مونگ پھلی دے دانے دے برابر وی رقم نئیں اے۔ 10 ہزار ٹریکٹر دا اعلان کیتا گیا جدے تے subsidy تقریباً ایک ارب روپے دتی جائے گی۔ میری گزارش ہے کہ اینوں بڑھا کے اگر تے زیادہ ہو سکدی اے 40,50 ٹریکٹر اک سال دے وچ اگر مل جان تے زراعت دے وچ انقلاب آ جائے گا۔ اے 4,5 ارب روپے دی subsidy بنے گی اوہدے واسطے جیڑی قرعہ اندازی کرنی اے او اگر ضلع وار کر دتی جائے ضلع دی آبادی دے مطابق ٹریکٹر دِتے جان او بہت اچھا رہئے گا۔ پوری قرعہ اندازی دے وچ کسے ضلع نوں ملن گے تے کسے نوں نئیں ملن گے۔ جیڑا کسان 3,4 لکھ روپے دا ٹریکٹر لے سکدا اے اگر اوہدے جیڑے فارم نیں او 500 یا 1000 دا دتا جائے تے ہر گھر دے وچوں کوئی اٹھ اٹھ، دس دس درخواستاں نئی اون گیئاں۔ دس ہزار ٹریکٹر تے اک کروڑ روپیہ اکٹھا ہوئے گا زیادہ تسی بڑھا دیو تے چار پنج کروڑ دی امید اے کہ او اکٹھا ہو جائے گا۔ میری تجویز ایہہ وے کہ جتنے اسیں ممبر بیٹھے آں اپنے حلقے دے وچ، کالج دے وچ، بچے بچیاں چار چار، پنج پنج لڑکے یا لڑکیاں او نہاں نوں ایم۔پی۔ایز دی recommendation دے اُتے داخلہ ملے تے او نہاں دا خرچہ ایس جیڑے فارم دی رقم اے اوہدے وچوں او نہاں دا سال دا پورا کیتا جا سکدا اے۔ دوسری گل ایہہ وے کہ گندم دا اج کل بڑا شور اے کیونکہ قیمت سوا چھ سو روپے رکھی گئی تے بازار دے وچ ست سو، ساڈے ست سو او راٹھ سو روپے ہے جو ذخیرہ اندوزی کر لئی گئی اے۔ میری تجویز اے کہ اگر ایہدی قیمت تُسی اک ہزار روپے کر دیو تے کل ای ساری گندم باہر آ جائے گی کیونکہ نفع دی خاطر ذخیرہ اندوزی کیتی گئی اے۔ جدوں مناسب اوہدی قیمت ہو جائے گی جتنے وی ذخیرہ اندوز نے او اپنی ساری گندم باہر لے آن گے۔ کماد دے نال جو کیتا گیا پچھلی حکومت دے وچ، میرا خیال اے کہ ایس توں بڑا ظلم ہور زراعت دے نال، زمیندار دے نال نئیں ہو سکدا۔ پورا وزن نئیں دتا گیا جتنے وی مالک نے شوگر ملاں دے میرا خیال اے کہ ایہناں دے دل پتھر دے ہو گئے نیں۔ نہ دین نوں سمجھے نہ دنیا ای سمجھ سکے۔ دنیا وی ہتھ نئیں آئی ایہناں تے دین نوں وی چھڈ بیٹھے۔ جے چار سو من وزن جاندا اے پر صرف سو یا ڈیڑھ سو من دے پیسے دتے گئے۔ پیسے دین لگیاں وی ایہناں نے bargaining کیتی کہ اگر نقد لینے جے تے ست فیصد چھڈ دیو اگر مہینے بعد لینے جے تے تہانوں

پورے پیسے دتے جان گے۔ہر جگہ دے اتے زمیندار نوں لٹیا گیا تے سودے بازی کیتی گئی اے۔اگر مینوں اجازت ملدی تے خدا دی قسم میں ایہناں ساری شوگر ملاں دے مالکان نوں چک کے بوائلر دے وچ ساڑھ دیندا۔اپنے ملک وچ ایس طرح دا حال وے تے سارے خاموش بیٹھے نیں۔جنے وی نے سارے ای چپ چاپ بیٹھے نیں تے کسے نے وی action نئیں لیا۔کسان پٹ پٹ کے مر گئے نیں لیکن کسے نے وی گل نہیں سنی۔ اِج اگر ساڈی حکومت اے، عوامی حکومت اے تے اسیں عوام دے نمائندے آں اگر ایس دے وچ وی ایس طرح دا حال رہوے گا تے فیر اللہ ہی حافظ اے۔اسیں دعوے تاں بہت کردے آں اگر ایہناں دو تین فصلاں اتے توجہ دے دتی جائے تے زمیندار خوشحال ہو جائے گا۔ ستر توں اسی فیصد آبادی اے۔ فیصل آباد وچ بڑے بڑے زمیندار نئیں ایہناں دے کول تاں زمین تقسیم ہو کے ایکڑاں وچ آ گئی اے۔ایس واسطے ضروری اے کہ اساں ایہناں اتے توجہ دیئے کم از کم ایہناں نوں جنس دی قیمت تاں پوری تے وقت دے نال مل جائے۔کساناں نوں اتنا ذلیل کیتا گیا اے کہ بار بار اوہناں نوں چکر لگوائے نیں۔دیکھو اوہناں نوں raw material مفت مل گیا اے پورا سال پیسے نہیں دینے۔ کھنڈ بناؤنی اے تے ویچ لینی اے تے ایس پیسے نال ہور کم کرن لگ پیندے نیں لیکن زمیندار نوں پیسے نئیں دیندے۔لہذا ایس تے غور کیتا جائے۔اگر اتنی لیٹ کرنی اے تے ایہناں توں percentage دا حساب لیا جائے یا کمیٹیاں بنا دتیاں جان اور سارے متعلقہ ایم۔پی۔ایز نوں ایہناں کمیٹیاں دے وچ ممبر بنا دتا جائے جہڑے ایہناں شوگر ملاں نوں ویکھن sugar cess دا پیسا ملدا اے۔ ہنیں ڈی۔سی۔او صاحب نے نوٹیفکیشن کرنا اے ملاں والے اپنے نمائندے بھیجدے نیں۔میری تجویز اے کہ ڈی سی او صاحب نوں کہیا جائے کہ دیہی علاقے دے جتنے ایم۔پی۔ایز نیں sugar cess دی جہڑی رقم آنی آ اہناں دا ممبر بنایا جائے اور اوہ سڑکاں بناؤن۔

جناب والا! میڈیکل دے وچ اک تھوڑی جہی بات آئی اے کہ تناں صوبیاں دے وچ ڈسپنسر نوں ادویات دی دکان بنان تے ادویات ویچن دی اجازت اے لیکن پنجاب دے وچ ایہناں نوں بند کر دتا گیا اے تے بی فارمیسی آلے نوں اجازت دتی گئی اے۔بی فارمیسی والے 60 ہزار روپے لیندے نیں اور دوائیاں ڈسپنسر ہی ویچ رہے نیں۔اگر حکومت ایہناں نوں اجازت دے دیوے اور بے شک 60 ہزار توں ودھا کے یا گھٹ کر کے دس بیس ہزار لوے تے حکومت دے خزانے وچ کافی پیسے آ سکدے نیں۔لہذا میں پھر کہندا واں کہ ڈسپنسر نوں اجازت دے دتی جاوے چونکہ ہن وی ڈسپنسر ہی بی فارمیسی والے نوں 60 ہزار روپے دے کے ایہناں دی سند لے کے ادویات ویچ رہے

نیں۔ جناب! جہڑے سکول دی گل کیتی گئی اے بیت المال پنجاب حکومت دے کول آ۔زکوٰۃ دا پیسا مرکز وچوں آندا اے۔اگر حکومت پسند کرے تے ایہہ بیت المال تے زکوٰۃ دے پیسے وچ چیمبر آف کامرس نوں اگے کیتا جائے کیونکہ پچھے زکوٰۃ دا سارا پیسا الیکشناں دے وچ استعمال ہو یا اے۔ساڈے چکاں دے وچ ممبراں نوں زکوٰۃ دا پیسا دتا گیا۔ناظماں نوں دتا گیا اور ایہہ الیکشناں وچ استعمال ہو یا تے غریب آدمی نوں نئیں پہنچیا۔اگر غریب آدمی نوں ملدا وی اے تے پیسے دین لگیاں ادھے پیسے غریب نوں دیندے نیں تے ادھے پیسے اپنے کول رکھ لیندے نیں تے نال قرآن تے حلف لئی جاندے آکہ جدوں ووٹ دینے نیں سانوں دینے نیں۔اس طرح زکوٰۃ دا پیسا استعمال ہو رہیا اے۔اس لئی میری تجویز ہے کہ زکوٰۃ اور بیت المال دا پیسا بڑے شہراں دے چیمبر آف کامرس دے حوالے کیتا جائے ایہہ اوتھے یتیماں واسطے سکول تے کالجز بنان جس طرح فیصل آباد وچ گورننگ باڈی بنائی گئی تے ہسپتالاں دی حالت بدل گئی۔ایہناں نے کولوں وی پیسے لائے لہذا گزارش اے کہ اہدے تے وی غور کیتا جائے۔جناب نے دو بیلاں دے دتیاں نیں اک ماڑی جہی گل کرنی سی کر لواں۔

جناب میں اپنے حلقے دی گل کرن لگاں۔ایتھے انڈسٹریل سٹیٹ بنی اے تے گورنمنٹ نے گیارہ لکھ روپے فی ایکڑ اوسط بیع لگائی اے جہڑی کہ زمینداراں توں زبردستی زمین لئی گئی اور چار لکھ روپے فی ایکڑ دے حساب نال قیمت دتی گئی تے اگے سال انڈسٹری سٹیٹ کارخانے والیاں نوں 45لکھ روپیہ فی ایکڑ دتی گئی اے۔درخت دا زمیندار نوں سو روپیہ دے رہے نیں میں ایہہ کیس بنوا رہیا آں تے جناب نوں دیواں گا یا پھر میاں محمد شہباز شریف نوں دیئے ایہہ اپنی معائنہ ٹیم نوں دین کہ ایہدی انکوائری کرائی جائے جس طرح ساڈے سینئر منسٹر صاحب نے وی کہیا سی گا کہ اس اسمبلی دی جہڑی عمارت بن رہی آ ایہدی وی انکوائری کرائی جائے کیونکہ ساڈے دُکھ سُکھ اتھے ای حلقے وچ جا کھلوندے نیں۔ایہدے اتے ضرور توجہ کیتی جائے۔شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔

محترمہ آصفہ فاروقی: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! یہاں تقاریر ہو رہی ہیں کہ انسانی جان بچانے کے لئے فلاں کیا جائے ڈائلسیز سسٹم اور pure پانی فراہم کیا جائے تو ایک انسانی جان مرتے مرتے بچی ہے کہ vein کٹ جاتی تھی اور really اس میں سے بہت زیادہ bleeding ہوئی ہے تو آج میں نے اپنی ایکسرے رپورٹ سرجن کو دکھانی تھی کہ اب کیا پوزیشن ہے اور یہ stitches کب

کاٹتے ہیں۔ میں زیادہ ٹائم نہیں لیتی پانچ منٹ ہیں چلیں تین منٹ، دو منٹ اڑھائی منٹ آپ پر چھوڑا جتنا ٹائم دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آصفہ فاروقی صاحب! آپ بات کریں لیکن اڑھائی منٹ بعد bell ہو جائے گی۔

محترمہ آصفہ فاروقی: بڑی مہربانی۔ جناب سپیکر! میں پہلے تو آپ کو مبارکباد دے رہی ہوں شاید یہ میری دعا کا ہی اثر ہے کہ جب بھی تقریر کرنے کا میرا نمبر آیا وزیراعلیٰ ہوتے تھے نہ سپیکر صاحب ہوتے تھے اور میں آپ کو دعا دیا کرتی تھی کہ چلیں آپ ہی میرے لئے سپیکر ہیں اور آپ ہی میرے لئے وزیراعلیٰ ہیں۔ تو آج آپ کو سپیکر کی کرسی پر بیٹھے دیکھ کر خوشی بھی ہو رہی ہے کہ وہ وقت دعا کا تھا جب آپ کو دعا دی تھی تو مبارک ہو۔ میں وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو عوامی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کر رہی ہوں اور میاں محمد شہباز شریف کو بھی مبارکباد پیش کر رہی ہوں کیونکہ یہ ہمارے اتحاد کی حکومت ہے وہ بھی اس عوامی بجٹ پر قابل مبارکباد ہیں۔ میرا تعلق ضلع جھنگ سے ہے وہ ایک پسماندہ ضلع ہے اگر آپ کو جانے کا موقع ملا ہے اور آپ کو معلوم بھی ہے کہ وہ ہڑپہ یا موہنجوداڑو کا نقشہ پیش کرتا ہے۔ سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں جیسے یہاں پر پچھلے آٹھ دس سال سے کوئی تعمیری کام نہیں ہوا۔ اس بجٹ میں بہت اچھی باتیں کی گئی ہیں جیسے کائرہ صاحب نے بتایا ہے کہ جنوبی پنجاب میں تعلیم کے لئے اتنا خرچ کیا جائے گا میرا ضلع جھنگ بھی جنوبی پنجاب میں ہی آتا ہے۔ ہمیں جھنگ سے لے کر فیصل آباد تک موٹروے کی طرز کی ون وے سڑک بنا کر دی جائے تاکہ ہمارا سفر بھی کم ہو اور حادثات بھی کم ہو جائیں گے۔ میرے ضلع سے نوبل انعام یافتہ تک بچے ہیں لیکن وہاں پر کوئی میڈیکل کالج نہیں ہے۔ میرے علاقے ضلع جھنگ کو میڈیکل کالج بھی دیا جائے۔ میرے علاقے میں بہت زیادہ پسماندگی ہے۔ جیسا کہ یہاں دونوں اطراف سے میرے زمیندار بھائی زراعت کا رونا رو رہے تھے کہ بجلی ہے نہ پانی ہے اور خدانخواستہ یہ ایتھوپیا بن جائے گا۔ ہمارا پنجاب کا علاقہ سرسبز ہے اور خدا نہ کرے کبھی یہ ایتھوپیا بنے۔ میں اس کے لئے یہ تجویز دوں گی کہ مزارعوں کو زمینیں دی جائیں، اس کو دو بیل دیئے جائیں اس کو ایک کنواں بنا کر دیا جائے پھر دیکھیں کہ وہ آپ کو انڈیا کے کسان سے بھی زیادہ پیداوار دے گا۔ وہ کبھی نہیں روئے گا کہ میرے پاس بجلی یا پانی نہیں ہے کیونکہ کنواں اسے پانی دے گا، وہ بیلوں سے کاشت بھی کرے گا۔ ٹریکٹر سکیم میں تو اسے ٹریکٹر نہیں ملے گا یعنی آپ public sector کی طرف توجہ دیں۔ بقول ذوالفقار علی بھٹو private partnership میں کچھ نہیں ملتا تبھی انھوں نے یہ

ملیں nationalize کی تھیں۔ آج ہم آٹے، پانی اور بجلی کے لئے نہ ترس رہے ہوتے۔ اگر ہم نے public sector میں زیادہ کام کیا ہوتا، توجہ دی ہوتی تو آج یہ مسائل گھمبیر صورتحال اختیار نہ کرتے۔ اسی طرح میرے بھائیوں نے بھی صحت کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہسپتالوں میں ادویات میسر نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ پرچی لکھنے کے لئے کاغذ بھی نہیں ہوتا۔ صحت کے شعبے کا بہت بُرا حال ہے، اس طرف توجہ دی جائے۔

تعلیم کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہوں گی کہ سرکاری سکولوں میں مفت تعلیم دی جا رہی ہے۔ یہ اچھا قدم ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ فنی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ دی جائے۔ اگر پانچویں جماعت کے بعد کسی بچے کے والدین چاہتے ہیں کہ یہ technical hand بھی بنے تو اسے سکول میں carpentry بھی سکھائی جائے، اسے electricity کے بارے میں بھی بتایا جائے۔ اس طرح وہ بہترین electrician بن کر، part time کام کرکے اپنے گھر کا خرچہ بھی چلا سکتا ہے اور اپنی تعلیم بھی جاری رکھ سکتا ہے۔ ہمارے سامنے کئی درویش وزراء اعلیٰ کی مثالیں موجود ہیں۔ میاں چنوں سے تعلق رکھنے والے ہمارے وزیر اعلیٰ وائیں صاحب نے یہاں محنت مزدوری کی تھی، part time کام کرکے آگے آئے تھے۔ دوسرے وزیر اعلیٰ ملک معراج خالد تھے جنھوں نے لاہور کی گلیوں اور محلوں میں دودھ بیچ کر یہ مقام حاصل کیا تھا۔ تیسرے درویش وزیر اعلیٰ حنیف رامے تھے جنہوں نے مساوات اخبارات کے پرچے سائیکل پر رکھ کر لاہور شہر کی گلیوں میں بیچے اور اس مقام پر پہنچے یعنی اپنی محنت سے اس اعلیٰ کرسی پر پہنچے تھے۔ میاں محمد شہباز شریف بھی محنتی ہیں لیکن انھیں ہمارے ساتھیوں کی قدر کرنی چاہیے، یہاں ہاؤس میں آکر ہمارے مسائل سننے چاہئیں تاکہ ان تک ہماری باتیں direct پہنچیں۔

جناب سپیکر! جناب تنویر اشرف کائرہ اپنے عوامی بجٹ میں ترمیم کرکے غریبوں کے لئے آسان بنا دیں تو پھر سرچھوٹو رام کا ریکارڈ ٹوٹ جائے گا جس کا آج تک تاریخ میں نام لیا جاتا ہے کہ اس وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ نے ایک ایسا عوامی بجٹ پیش کیا تھا جو تاریخ میں آج تک یاد کیا جاتا ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: معزز ممبران کے لئے میں یہ بات کروں گا کہ جس طرح میں نے صبح بتایا تھا کہ آج بھی اجلاس کی دو نشستیں ہوں گی۔ پہلی نشست کا وقت اب ختم ہوتا ہے۔ اب چار بجے تک نماز اور کھانے کا وقفہ ہوگا۔ وزیر خزانہ کی طرف سے اسمبلی کے کیفے ٹیریا میں مرد اراکین کے لئے کھانے کا

بندوبست کیا گیا ہے اور اس سے ملحقہ کمیٹی روم (سی) میں خواتین اراکین کے لئے کھانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ دوسری نشست چار بجے شروع ہو گی۔ بہت شکریہ

(اس مرحلہ پر نماز ظہر اور کھانے کے لئے معزز ایوان
کی کارروائی 4 بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر جناب قائم مقام سپیکر نماز ظہر اور کھانے کے
وقفہ کے بعد سہ پہر 4 بج کر 17 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: اب میں جناب ثناء اللہ خان مستی خیل کو بجٹ پر بحث کے لئے دعوت دیتا ہوں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: الحمد للہ رب العالمین، وصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین۔ بڑی دیر کی مہرباں آتے آتے۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے یہ وقت دیا۔ مجھے یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ میں پاکستان کی نیشنل اسمبلی میں پچھلے پانچ سال تک ایم۔این۔اے رہا ہوں اور اس دفعہ تقدیر نے کچھ اس قسم کے تنکے چنوانے تھے کہ میں unfortunately قومی اسمبلی کا الیکشن کوئی 300 ووٹوں سے lose کر گیا اور ایم۔پی۔اے win کر گیا اور یہاں مجھے اس ہاؤس سے کچھ سیکھنے اور وہاں سے میں نے جو کچھ سیکھا ہے اس کے بارے میں یہاں باتیں کرنے کا موقع ملے گا۔ بہر حال میں ان مساعد اور گھمبیر حالات میں ایسا عوام دوست، کسان دوست، علم دوست، اساتذہ دوست، میں ان کو کیا کیا نام دوں، ایسا بجٹ پیش کرنے پر visionary, dynamic leader میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! 18۔فروری کو یہ جو الیکشن منعقد ہوئے۔ ان الیکشنز نے پاکستان کے اندر ایک history رقم کی۔ لوگ کہتے ہیں کہ پاکستان 1947 میں گورے انگریز سے آزاد ہوا، میں کہتا ہوں 18۔فروری 2008 کو پاکستان کالے انگریز سے آزاد ہوا۔ آمریت کو شکست ہوئی، ایسی طاقتوں کو، سازشی قوتوں کو، استحصالی ٹولوں کو شکست ہوئی اور پاکستان کے عوام نے ایک ایسا mandate دیا جس میں غربت کا خاتمہ ہو، بیروزگاری کا خاتمہ ہو، ناانصافی کا خاتمہ ہو، جو گورنمنٹ کے نام پر، good governance کے نام پر پاکستان کی 16 کروڑ عوام کی امنگوں کا پچھلے 8 سالوں میں خون کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ 8 سالوں کی بھڑاس 18۔فروری کو اس الیکشن میں عوام نے نکالی اور پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (نواز) کو فقید المثال کامیابی سے ہمکنار فرمایا لیکن ہمیں یہ نہیں بھولنا

چاہیے کہ اقتدار مشرف پر بھی رہا ہے، اقتدار چودھریوں پر بھی رہا ہے۔ اقتدار سے کبھی قومیں بنتی ہیں اور نہ کبھی سنورتی ہیں۔ ایسی policies اور visions ہوتے ہیں اور ایسے institutions establish کرنے پڑتے ہیں جن سے قومیں اور معاشرے قائم رہتے ہیں۔ مجھے کسی شاعر کا وہ شعر یاد آ رہا ہے جس میں شاعر کہتا ہے کہ:

سلطانی جمہور کا آتا ہے زمانہ
جو نقش قوم تمھیں نظر آئے اسے مٹا دو

جناب سپیکر! آپ کو پتا ہے، میرے اس معزز ایوان کو پتا ہے کہ پاکستان کتنی قربانیوں کے بعد معرض وجود میں آیا۔ پاکستان ایک civilian leader کی جدوجہد سے معرض وجود میں آیا۔ پاکستان کے پیچھے ہمارے، آپ کے اور اس ایوان میں بیٹھے اراکین کے آباؤاجداد نے جو قربانیاں دیں، لاکھوں سہاگنوں کے سہاگ اجڑے، لاکھوں ماؤں نے اپنے بیٹوں کو جدا کیا تو اس کے بعد پاکستان معرض وجود میں آیا اور ایک بنیاد پر معرض وجود میں آیا کہ:

پاکستان کا مطلب کیا
لا الہ الا اللہ

جناب والا! آج جب ہم پاکستان کی 60 سالہ تاریخ کا محاسبہ کرتے ہیں تو بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ 60 سالہ دور میں تقریباً 29 سال میں، سمجھتا ہوں کہ کالے انگریزوں کا جسے میں آمریت کے دور کا نام دیتا ہوں وہ یہاں عوام کی قسمت کے سیاہ و سفید کے مالک رہے۔ انھوں نے عوام کو اپنی مرضی کے مطابق rule کیا۔

جناب سپیکر! میرا پاکستان کے اس علاقے سے تعلق ہے اور مجھے فخر ہے کہ جہاں سے میرے قائد میاں محمد شہباز شریف بلامقابلہ منتخب ہوئے ہیں۔ بھکر کی وہ غیرت مند دھرتی جس نے پچھلے انتخابات میں چودھری شجاعت کے مقابلے میں ظفر اللہ خان ڈھانڈلا کو بھی 75 ہزار ووٹ دیئے تھے لیکن اس دفعہ میاں صاحب کو ہمارے تمام groups نے متفقہ طور پر اس لئے وزیراعلیٰ چنا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ جنوبی پنجاب کی وہ سسکتی ہوئی پیاسی سرزمین جو 60 سال سے ایک مسیحا کی تلاش میں تھی اور ایک منصف کی تلاش میں تھی وہ 60 سال سے اس امنگ اور امید پر قائم تھی کہ

پنجاب میں ایک ایسا وزیر اعلیٰ آئے گا اور ایسی حکومت ہوگی جو یہاں door steps پر انصاف پہنچائے گی اور بنیادی سہولتیں پہنچائے گی۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ:

تیرے وعدے پہ اعتبار کیا
ساٹھ سال قیامت کا انتظار کیا

60 سال تک ہماری اس غیرت مند عوام نے ہمیں منتخب کر کے یہاں بھیجا کہ ہمارے عوامی نمائندے ایوانوں میں جائیں گے وہ ہمارے لئے کچھ کر کے لائیں گے۔ یہاں پر بھوک اور ننگ نہیں ہوگا، ناانصافی نہیں ہوگی لیکن جب ہم عوامی نمائندے بن کر آتے ہیں تو اس میں ہمیں بھی کوئی مجبوریاں ہیں۔

جناب سپیکر! میں بجٹ پر بھی بات کروں گا لیکن میں repetition کرنا نہیں چاہتا۔ آپ کو پتا ہے کہ ایوان کے قواعد و ضوابط یہ ہیں کہ repetition کی اجازت نہیں ہوتی۔ میں نے شروع میں کہا کہ کائرہ صاحب کے بھائی ہمارے ساتھ M.N.A رہے ہیں۔ میں دیانتداری کے ساتھ کہتا ہوں کہ کائرہ صاحب نے جو بجٹ پیش کیا ہے انھوں نے یہ بجٹ ایک الگ انداز میں پیش کیا ہے۔ ہم وہ سر پھرے M.N.As تھے کہ ساٹھ M.N.As نے ایک group بنایا تھا اور ہم نے اسمبلی میں ایک قرارداد پیش کر دی کہ آپ یہاں پر جو بجٹ پیش کر رہے ہیں، ہمیں اس پر اعتراض ہے، اس کی technicalities پر اعتراض ہے۔ اگر آپ پاکستان کا دوسرے ممالک کے ساتھ موازنہ کریں، کینیڈا، امریکہ اور برطانیہ کے ساتھ موازنہ کریں تو وہاں دو دو، تین تین ماہ تک بحث ہوتی رہتی ہے۔ جیسا کہ آپ نے اپنی تقریر میں کہا کہ:

> This budget is the representative dream of the aspiration. The people of Pakistan and the people of the Punjab.

لیکن گفتند نشستند برخاستند کی روایت چلی آرہی ہے۔ ہم بھی اس بنیاد پر لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں۔ میں پھر بھی کافی دنوں سے دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے وزیر خزانہ notes لے رہے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ہماری تقاریر سے کتنی تبدیلیاں آئیں گی۔

جناب سپیکر! میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے جو 160-ارب روپے کے ترقیاتی funds رکھے ہیں یہ پاکستان کی تاریخ میں ایک record ہے۔ اس سے بڑا ترقیاتی بجٹ پاکستان کی تاریخ میں پنجاب کے لئے پیش نہیں کیا گیا۔

جناب والا! پچھلی دفعہ بڑے funds تھے، بہت زیادہ development ہوئی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں اور میں نے M.N.A ہوتے ہوئے اپنے حلقے کے اندر چھ ڈگری کالج بنوائے۔ پچھلے 60 سالوں میں پورے سرگودھا ڈویژن میں 6 ڈگری کالج نہیں تھے۔ میں نے پچھلے 5 سالوں میں 6 ڈگری کالج بنوائے تو آپ اس سے اندازہ یہ کر سکتے ہیں کہ development کی انتہا تھی لیکن اس دفعہ عوام نے جو ووٹ دیا ہے اس کی ایک اور ہی مہک اور خوشبو تھی۔ وہ کیا تھی کہ ہماری خودداری، ہماری integrity ہماری self respect at stake تھی۔ ہم کالونی بنے ہوئے تھے، ہم امریکہ کے غلام بنے ہوئے تھے۔ میں آپ کو اور اس ایوان کو گواہ بنا کر سوال کرتا ہوں کہ جو مسلمانوں کے شہداء کا خون بہا کر، معصوم بچوں کا خون بہا کر 10 billion dollar پرویز مشرف کو ملا آج پنجاب کی عوام ان سے سوال کرتی ہے کہ وہ 10 billion dollar کہاں گیا؟ پاکستان کے کس خزانے کی مد میں گیا جو ہمارے قیمتی ادارے تھے ان کو اللے تللوں کے ذریعے اپنا شیر مادر سمجھ کر بیچ دیا گیا اور کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔

جناب والا! سٹیل مل کی مثال کو دیکھ لیں۔ سٹیل مل سے destabilization کا سارا آغاز ہوا۔ میں جس مٹی سے ہوں اور میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ پٹھان آدمی ہوں اور سیدھی بات کرتا ہوں۔ ہم سنتے تھے چونکہ میرا جنوبی پنجاب سے تعلق ہے میرا نام 21 تاریخ کی فہرست میں 23 ویں نمبر پر تھا سیکرٹری صاحب اس کے گواہ ہیں پرسوں 25 لوگ بولے۔ اصول تو یہ تھا کہ آج میرا پہلا نمبر ہوتا۔

جناب والا! میں نہیں چاہتا کہ repetition کروں اور ایسی باتیں کروں لیکن میں چند باتیں کہوں گا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر آپ اس ملک میں حقیقی اور سچی تبدیلی چاہتے ہیں تو ہمیں development funds نہیں چاہییں، ہمیں کچھ نہیں چاہیے لیکن تمام funds بلا امتیاز زراعت کی فلاح و بہبود کے لئے مختص کر دینے چاہییں۔ زراعت ایک ایسا subject ہے کہ جس پر پاکستان کی پوری معیشت کا انحصار ہے۔ میرے بھائیوں نے کہا الحمدللہ پاکستان واحد اسلامی ملک ہے جس کے پاس Atomic technology ہے۔ ہمیں فخر ہے کہ ہمارے پاس ایٹم بم ہے۔ کیا

روس کے پاس ایٹم بم کم تھے، کیا روس کے پاس میزائل ٹیکنالوجی نہیں تھی؟ جی، ان کے پاس ایٹم بم اور میزائل ٹیکنالوجی تھی لیکن جب ان کے معاشی حالات خراب ہوئے، انھوں نے انصاف کرنا چھوڑ دیا۔ آج وہ روس جو امریکہ کے مقابلے میں دوسری super power تھا وہ scattered into pieces ہو چکا ہے اس لئے میں کہتا ہوں اور حدیث شریف کے الفاظ بھی ہیں کہ "قریب ہے کہ ایک بھوکا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے" بھوک اور ننگ آپ کے ایمان کو بھی ختم کر سکتی ہے لیکن آج جو حالات بدقسمتی سے ہمیں ملے ہیں، ہمیں جہیز میں ملے ہیں۔ کتنی شرمندگی کی بات ہے کہ ہم تعارف کرواتے ہیں کہ ہمارا زرعی ملک ہے جس کی 75 فیصد آبادی زراعت پر انحصار کرتی ہے لیکن ہم آٹے کے لئے قطاروں میں کھڑے ہیں۔ ہمارا قریبی پنجاب جو پورے انڈیا کو گندم سپلائی کر رہا ہے لیکن ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ میں یہ بھی درخواست کروں گا کہ تمام زراعت میں emergency declare کر دی جائے اور تمام فنڈز زراعت کو دے دیئے جائیں۔ زراعت میں ایسے technocrats اور professional لوگوں کو introduce کروایا جائے جو صحیح معنوں میں اس کی خدمت کر سکیں۔ میں شوگر کین کی بات کروں گا کہ اگر شوگر کین نہیں ہوگا تو ہماری شوگر ملیں نہیں چلیں گی۔ میں کاٹن کی بات کرتا ہوں کہ اگر کاٹن نہیں ہوگی تو آپ کی ٹیکسٹائل انڈسٹری نہیں چلے گی۔ الغرض آپ کا سارا دارومدار زراعت پر ہے۔ میں خود زمیندار ہوں اور میں حلفاً یہاں کہہ رہا ہوں کہ ہم بڑے زمیندار جو باپ دادا سے آرہے ہیں لیکن یہ سفید کپڑے نہیں بچتے۔ زمیندار طبقے پر اتنا بڑا ظلم ہو رہا ہے۔ یہاں پر شیخ علاؤالدین صاحب نے کہا اگر وہ یہاں ہوتے تو میں ان کے سامنے کہتا کہ پچھلی گورنمنٹ نے اربوں روپے کے قرضے جو زرعی ترقیاتی بنک کے تھے معاف کئے لیکن اس میں کوئی غریب کاشتکار شامل نہیں ہے۔ ان کے قرضے معاف کئے گئے ہیں جو merchantile culture کے حامل ہیں جنہوں نے پاکستان کی معیشت کو capture کیا ہوا ہے جیسے امریکہ کی politics کو وہاں کے Jews نے capture کیا ہوا ہے۔ یہ کہاں کا طریق کار ہے کہ ہم زمیندار لوگ اپنی زمینیں pledge کرواتے ہیں اور تحصیلدار ہمارے پیچھے لگا ہوا ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک دن ایسا آتا ہے کہ ہتھکڑیاں ختم ہو جاتی ہیں اور وہ چارپائیوں کی جسے سرائیکی میں کہتے ہیں کہ چارپائیوں کی "داونیاں" ہی ختم ہو جاتی ہیں یعنی اس کی رسی ہی ختم ہو جاتی ہے۔ میری وزیر خزانہ صاحب سے یہ درخواست ہو گی کہ وہ interest rate کو کم کریں۔ زمیندار تو بیچارا اپنا حق بھی نہیں مانگ سکتا، ہم تو پٹواری کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ انگریز نے چونکہ ہمارے اوپر 100 سال تک

حکمرانی کی اور پنجاب خاص کر اس کا شکار رہا ہے۔ چونکہ انگریز کا ایک فلسفہ تھا کہ انگریز نے چند خاندانوں کو capture کیا ہوا تھا، ان کے ذریعے انہوں نے حکمرانی کی اور ابھی تک وہی نظام ہمارے اوپر مسلط ہے۔ پٹواری اور تھانیدار کی سرکار چلتی ہے۔ Grass Root Level پر بہت ہی دگرگوں اور برے حالات ہیں۔ غریب آدمی کو انصاف نہیں مل رہا۔ مشرف نے ایک نعرہ لگایا کہ میں devolution کے نام پر پولیس ایکٹ نظام پر جو انگریز کا فرسودہ نظام تھا میں اس کو ختم کر رہا ہوں کیونکہ اس نظام نے ہمارا بیڑہ غرق کر دیا ہے۔ اگر کسی کے خلاف کوئی F.I.R درج ہوتی ہے تو اس میں کسی D.P.O, S.D.P.O یا کسی D.I.G کا role نہیں ہے بلکہ بھکر سے ایک آدمی ایڈیشنل آئی۔ جی کے پاس آئے گا تو وہ اس کو درخواست دے گا، وہ اس کو mark کرے گا پھر وہ درخواست R.P.O کے پاس جائے گی اور R.P.O آگے بھجوائے گا جس پر بورڈ بیٹھے گا اور تین ماہ تک وہ غریب آدمی جس پر جھوٹا پرچہ درج کروایا گیا ہے وہ جیل میں گل سڑ جائے گا۔ اس کے ساتھ جو زیادتی ہوگی اس کا کون جوابدہ ہوگا؟ میں نے اس حوالے سے اپنے وزیراعلیٰ صاحب سے request کی تھی کہ اس پر بھی غور فرمایا جائے۔ مجھے فخر ہے کہ میں لاہور میں کھڑا ہوں، یہاں پڑھا ہوں اور یہاں پر میری پیدائش ہوئی ہے لیکن میں جنوبی پنجاب سے ہوں تو 60 سال گزر گئے ہیں لیکن ہمیں پکی سڑک نہیں ملی، ہمیں پینے کا پانی نہیں ملا، بجلی نہیں ملی، ہمیں پرائمری سکول نہیں ملا، اصل دوائی تو دور کی بات ہمیں ایک زہر والی دوائی نہیں ملی۔ 60 سال سے لوگ اس آس پر کھڑے ہیں کہ ہم نے اس ملک پاکستان کے لئے اور کلمے کے لئے ووٹ دیا تھا جس وجہ سے پاکستان معرض وجود میں آیا تھا۔

گھر پیر کا روشن ہے چراغوں سے
ہم کو تو مٹی کا دِیا بھی میسر نہیں

جناب والا! جیسا کہ زرداری صاحب نے محترمہ بے نظیر بھٹو کی شہادت پر کہا تھا اور میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ "کھپے پاکستان" کہ آج پاکستان کی سالمیت at stake ہے۔ کیسا ماحول ہے کہ جو آپ کے western borders تھے، جو آپ کے جفاکش لوگ تھے جنہوں نے پاکستان کے لئے قربانیاں دیں ان پر پاکستان کی فوج بمباری کر رہی ہے۔ بلوچستان جو سب سے بڑا صوبہ ہے آپ کی western side محفوظ تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترم! پہلے ہی کافی ٹائم ہو چکا ہے۔ kindly ایک منٹ میں wind up کر دیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! میں یہی تو رونا رو رہا ہوں لیکن اگر آپ کہتے ہیں تو میں wind up کر دیتا ہوں۔ میری گزارش ہو گی کہ خدارا! اس ملک کو بچا لیں۔ چھوٹی قوموں کے حقوق کا خیال کریں۔ development سے کچھ نہیں ہو سکتا، self respect, integrity and sovereignty جو ہے اس پر قومیں کھڑی ہوتی ہیں۔ پاکستان بنایا گیا تھا لیکن اب پاکستان کے حکمرانوں کو چاہیے کہ ان کا حق دیں۔ میری دعا ہے کہ اس ملک پر کوئی آنچ نہ آئے لیکن اگر اس ملک پر کوئی آنچ آئی تو ہم اپنے خون کی ندیاں بھی بہا دیں گے۔ میری گزارش ہو گی کہ remote areas کے لئے development authority قائم کی جائے، اس کی پسماندگی اور محرومیوں کی بنیاد پر قائم کی جائے جو ان کا حق بنتا ہے۔ ہم کسی کا حق نہیں لینا چاہتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا انصاف کیا جائے اور ہمارا حق بھی دیا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم حق چھین کر لیں گے اور ہمیں اپنا حق چھیننا بھی آتا ہے۔

جناب والا! میں یہ بھی کہوں گا کہ زراعت، تعلیم اور صحت پر بھی emergency نافذ کر دی جائے۔ تمام وسائل ان تین چیزوں پر جھونک دیئے جائیں تو میں دیانتداری کے ساتھ کہوں گا کہ اگر تعلیم ہو گی تو انسان میں شعور آئے گا، جب شعور کی کرن ہو گی تو انسان اپنے حقوق چھین سکتا ہے اس بنیاد پر ہمارے پانچ چھ اضلاع کا بہت بڑا مسئلہ ہے کیونکہ ضلع بھکر، میانوالی، لیہ، خوشاب، مظفر گڑھ اور جھنگ کا کچھ علاقہ جو sandy area پر مشتمل ہے جسے ہم desert کہتے ہیں، ہمارے کاشتکاروں کے اوپر جو زرعی انکم ٹیکس impose کیا گیا ہے اس کے لئے بڑا سادہ سا سوال ہے کہ "زرعی انکم ٹیکس یعنی انکم پر ٹیکس" لیکن ہمارے کاشتکاروں پر جو ٹیکس لگایا گیا ہے تو انگریز نے ایک produce index units بنائے تھے اس کی اتنی پیداوار ہوتی ہے، ہماری زمین کی جو منسٹری ہے that is quite different from Multan, Faisalabad and Khanewal. فیصل آباد کی زمین جو پچاس پچاس من فی ایکڑ فصل پیدا کرتی ہے اور ہماری تھل کی زمین جہاں پر نہر بھی نہیں ہے اس پر بھی آبیانہ پر برابر کا ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔ ہم نے وزیر اعلیٰ صاحب کے بھی یہ بات گوش گزار کی ہے لیکن میں ہاؤس کے سامنے بھی یہ بات رکھنا چاہتا ہوں کہ اس ٹیکس کو منصفانہ بنایا جائے۔ آبیانہ flat rate پر نہیں ہونا چاہیے بلکہ یہ fluctuating rate پر ہونا چاہیے۔ میاں صاحب کے حلقے دریا خان میں جہاں سے وہ وزیر اعلیٰ بنے ہیں، وہاں پر Fecto شوگر مل ہے۔ اس مل نے وہاں کے کاشتکاروں کا 55 کروڑ روپیہ دبایا ہوا تھا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کی بات کو ذرا interrupt کر رہا ہوں۔ معزز ممبران سے میری گزارش ہے کہ آپ کے سامنے ہماری efforts ہیں کہ ہم چاہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ ممبران اس ایوان میں اپنی بات کر سکیں تاکہ وزیر خزانہ صاحب نوٹس لے سکیں۔ پانچ منٹ کا جو وقت رکھا گیا ہے اب تھوڑا سا اس کو دیکھیں۔ آپ سارے میرے لئے محترم ہیں، آپ سارے معزز ہیں لیکن سب نے بات کرنی ہے۔ مجھے جو بہت زیادہ چٹیں آ رہی ہیں وہ اسی بات کی آ رہی ہیں۔ میں اب صرف اتنی بات کروں گا کہ جو پانچ منٹ کا وقت رکھا گیا ہے اس پر دو منٹ دینے کے بعد معزز ممبر کا mike بند کر دیا جائے گا تاکہ بات باقی ساتھی بھی کر سکیں۔ آپ دو منٹ میں wind up کر لیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! میری گزارش یہ ہو گی کہ جیسا کہ میں نے اپنی تقریر کے شروع میں کہا کہ (ق) لیگ کی حکومت نے بھی بڑے فنڈز لگائے تھے، امریکہ بھی پاکستان کو بڑے فنڈز دیتا ہے لیکن پاکستان کے اندر امریکہ کے خلاف کیوں نفرت ہے؟ ہمیں جس مسئلہ پر 18 فروری کو ووٹ دیا گیا اس مسئلہ کو ہمیں حل کرنا چاہئے۔ گوانتانا موبے کے اندر جو مظالم کئے گئے اس پر انکوئری کمیٹی بنائی جائے چونکہ یہ وفاقی حکومت کا subject ہے لیکن میں request کر سکتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی اس کی recommendations بھجوا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ، جن جن لوگوں نے پاکستان میں مارشل لاء لگایا چاہے وہ وفات پا چکے ہیں۔ ایوب خان یا جنرل ضیاء الحق ان کو ceremonial پھانسی دی جائے اور جن لوگوں نے نظریہ ضرورت کے تحت ان کے اقدامات کو جائز قرار دیا ان کو بھی ceremonial پھانسی دی جائے تاکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آمریت کے دروازے بند ہو جائیں۔

جس دور میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اس دور کے سلطان سے کچھ بھول ہوئی ہے

جناب والا! میں اس موقع پر اپنے dynamic وزیر خزانہ صاحب سے یہ اپیل کروں گا چونکہ مجھے احساس ہے کہ میاں محمد شہباز شریف نے اپنی تقریر میں جو اظہار کیا تھا۔ پنجاب کے پورے عوام نے اسے live دیکھا۔ پنجاب کے عوام کی نظریں میاں محمد شہباز شریف پر اٹکی ہوئی ہیں۔ جو یہ اتحاد قائم دائم ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جمہوریت کی آس امید یہ اتحاد ہے۔ اگر اس اتحاد کے پیچھے

کوئی سائنسی عناصر، آمریت کی باقیات اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ یہ جو coalition ہے یہ صحیح فیصلے کرے۔ جیسا کہ میں نے شروع میں کہا کہ ساٹھ سال میں پہلی دفعہ احساس ہوا ہے کہ عوام کے منتخب نمائندوں نے اپنی حکومت بنائی ہے ۔ وگرنہ establishment agencies بناتی رہی ہیں۔اس موقع پر میں تمام دوستوں کااور آپ کا بھی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیااور انشاء اللہ آگے کافی مواقع آتے رہیں گے۔

ان اندھیروں سے کہہ دو کہ اب ٹھکانہ کر لیں
ہم نئے عزم سے آغاز سحر کرتے ہیں

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ کشور قیوم صاحبہ!

محترمہ کشور قیوم: شکریہ۔جناب سپیکر!میں سب سے پہلے اپنی قائد محترمہ بے نظیر بھٹو(شہید)اور دوسرے شہیدوں کو سلام پیش کرتی ہوں کہ ان کی قربانیوں کی وجہ سے آج ہم نے جمہوریت کا سفر شروع کیا ہے اور پھر میں پنجاب کے وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اور جناب تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں جنہوں نے ان مشکل حالات کے باوجود عوامی اور فلاحی بجٹ پیش کیا ہے۔میں جناب آصف علی زرداری اور میاں محمد نواز شریف کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں جو ملک کے مفاد میں مرکز اور پنجاب میں مخلوط حکومتیں چلارہے ہیں۔انشاء اللہ ہماری حکومت پانچ سال پورے کرے گی۔

جناب سپیکر! ذوالفقار علی بھٹو شہید نے کہا تھا کہ:

Pakistan is a poor country. The poor of Pakistan are among the poorest in the world. The rich of Pakistan are among the richest in the World. This is not law of God. This is not message of Islam. This is not Ideology of Pakistan.

پاکستان کا المیہ یہ رہا ہے کہ پچھلے ساٹھ سالوں میں جو غریب ہیں وہ غریب تر اور امیر، امیر تر ہوتے چلے گئے ہیں۔ غریب لوگ بہت زیادہ مشکل حالات میں گزارہ کر رہے ہیں اور اسی وجہ سے وہ خودکشیاں کر رہے ہیں اور اپنے گردے بیچ رہے ہیں۔اس بجٹ میں جو غریبوں کے لئے 17-ارب

روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گی کہ اس کو تھوڑا اور بڑھایا جائے تاکہ غریب بھائیوں کی زیادہ سے زیادہ مدد ہو سکے۔ دوسری بات یہ کہ جو رقم آپ غریبوں کو دیں گے وہ عورتوں کے نام ہونی چاہئے کیونکہ خواتین ہی اپنے گھر کو بہتر طور پر چلا سکتی ہیں۔

جناب سپیکر! پنجاب میں بجلی کی لوڈ شیڈنگ سے لوگ بے زار ہیں اور 350 میگا واٹ بجلی پیدا کرنے کے لئے جو یونٹ لگانے کا فیصلہ کیا گیا ہے یہ بھی بہت اچھا فیصلہ ہے لیکن اس پر بھی ہنگامی بنیادوں پر کام ہونا چاہئے۔اس سلسلے میں ایک پارلیمانی کمیٹی تشکیل دینی چاہئے جو اس کام کی نگرانی کر کے اس کو جلد از جلد مکمل کروا سکے۔

جناب سپیکر! میرے بھائیوں نے پانی کی کمی کا کافی تذکرہ کیا ہے جو کہ زراعت سے متعلقہ ہے لیکن میں اس اہم بات کی طرف بھی اشارہ کروں گی کہ لاہور جیسے بڑے شہروں میں بھی پانی کی کمی ہو رہی ہے۔یہاں پر لوگ پانی کو ضائع بہت کرتے ہیں اس لئے ایک ایسی مہم چلانی چاہئے جو لوگوں میں awareness پیدا کر سکے کہ جو جائز پانی خرچ کرتے ہیں وہ تو ٹھیک ہے لیکن نلکے کھلے چھوڑ دینا اور پانی ضائع کرنا اس طرف ان کی توجہ دلائی جائے تاکہ وہ اس کو بہتر طریقے سے استعمال کر سکیں اور ضائع نہ ہونے دیں۔

جناب سپیکر! عوام کے لئے جو 17۔ارب روپے کی سبسڈی رکھی گئی ہے وہ بھی بہت اچھی ہے اور یہ مہنگائی ختم کرنے میں کافی کارآمد ہو گی لیکن اس میں بھی middleman کا کردار ختم ہونا چاہئے۔ یہ سارے منصوبے جو عوامی فلاح و بہبود کے لئے رکھے گئے ہیں اس میں good governance کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہئے کیونکہ اس کی وجہ سے ہی منصوبے بہتر طور پر حل ہو سکتے ہیں اور good governance نہ ہونے کی وجہ سے ان منصوبوں پر کام نہیں ہو سکتا اور پورے پنجاب میں یکساں طور پر اس کی تقسیم ہونی چاہئے اور پورے پنجاب میں کام ہونا چاہئے۔

جناب والا! وزیر اعظم پاکستان نے جو جیلوں کی ریفارمز کے لئے کہا ہے اس پر بھی کام ہونا چاہئے۔ جیلوں کے اندر جو حالات ہیں وہ کافی بگڑ گئے ہیں کیونکہ اس حوالے سے میرا ذاتی تجربہ بھی ہے۔ مجھے ضیاء الحق کے دور میں اپنے چار ماہ کے بچے کے ساتھ دو دفعہ جیل جانا پڑا۔ جیلوں میں اصلاحات کی ضرورت ہے کیونکہ ایک تو کچھ بچے غربت سے تنگ آ کر بھی چوری وغیرہ کرتے ہیں تو ان کو اگر آپ بڑے جرائم والے لوگوں کے ساتھ رکھیں گے تو وہ بچے ان سے وہی چیزیں سیکھیں گے۔

میرے خیال میں اگر ان کی اصلاح کے لئے ان کو علیحدہ رکھا جائے اور ان کی اصلاح کی جائے تو وہ بہتر راستہ اختیار کر سکتے ہیں۔ میں اپنی تقریر کو احمد ندیم قاسمی کے ان دعائیہ اشعار پر ختم کرتی ہوں۔

خدا کرے میری عرض پاک پر اترے
وہ فصل گل جسے اندیشہء زوال نہ ہو
یہاں پہ جو پھول کھلے وہ کھلا رہے صدیوں
یہاں پر خزاں کو گزرنے کی مجال نہ ہو
خدا کرے مرے اک بھی ہم وطن کے لئے
حیات جرم نہ ہو زندگی وبال نہ ہو

جناب قائم مقام سپیکر: حاجی ناصر صاحب!

حاجی ناصر محمود: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ان حالات میں اتنا اچھا بجٹ پیش کیا۔ میں سب سے پہلے سابق وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی جس نے اربوں روپے اپنی ذاتی تشہیر اور پڑھا لکھا پنجاب کے نام پر خرچ کئے۔ اس پر تھوڑا سا تبصرہ کروں گا کہ اس کے اپنے حلقہ کی یہ پوزیشن ہے، جہاں سے وہ ایم۔پی۔اے بنا تھا اور جس کی وجہ سے وہ وزیر اعلیٰ بنا، اس کے اپنے حلقہ میں ابھی تک 26 سکول ایسے ہیں جہاں پر فرنیچر نہیں ہے اور بچے ٹاٹ پر بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔

آوازیں: شیم، شیم۔

حاجی ناصر محمود: وزیر تعلیم کے اپنے حلقہ گجرات شہر میں ابھی تک 6 سکول ایسے ہیں کہ جہاں پر فرنیچر نہیں ہے اور اربوں روپے انہوں نے اپنی ذاتی تشہیر پر خرچ کئے کہ ہم پڑھا لکھا پنجاب بنا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ابھی گجرات میں 62 سکول ایسے ہیں جن کی اپنی عمارتیں تک نہیں ہیں۔ یہ ان کا پڑھا لکھا پنجاب تھا۔ اس کے علاوہ گجرات میں کل 202 سکول ہیں جن میں سے ابھی تک 100 سکول ایسے ہیں جہاں پر نسپل ہیں نہ ہیڈ ماسٹر ہیں۔ گجرات میں ابھی تک 10 کالجوں کے پرنسپل موجود نہیں ہیں اور کالج بغیر پرنسپل کے چل رہے ہیں۔ یہ تھا ان کا پڑھا لکھا پنجاب، جس پر انہوں نے قوم کے اربوں روپے ضائع کئے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ ان سے ضرور اس کا حساب لیں کہ

آپ تو اپنے گھر کو نہیں بنا سکے تو آپ نے اپنے علاقے کے لوگوں کا تعلیمی معیار کیا بلند کرنا تھا، آپ تو لوگوں کو بیٹھنے کی جگہ مہیا نہیں کر سکے تو آپ نے پورے پنجاب کا کیا ٹھیکہ لیا تھا، آپ نے پورے پنجاب میں کیا کام کرنے تھے؟

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ایسے شخص جو کہ اپنی ذات کے لئے سب کچھ کرتے ہیں اور انہوں نے گزشتہ سالوں میں گجرات شہر میں ترقیاتی فنڈ کی مد میں تقریباً 15-ارب 80, کروڑ 28 لاکھ روپے لگائے اور ہمیں یہ پینے کا پانی دیا۔

(اس موقع پر مٹیالہ پانی کی بوتل ایوان میں لہرا کر دکھاتے ہوئے)

جو انہوں نے گجرات شہر میں لوگوں کو پینے کا پانی مہیا کیا وہ یہ ہے۔ یہ ہے سابق وزیراعلیٰ کا کارنامہ اور پھر ان کی سوچ کیا تھی کہ جب انہوں نے میاں محمد نواز شریف کو چھوڑا تو میرے اوپر انہوں نے ایک ڈونکی پمپ کی چوری کی درخواست دے دی کہ حاجی ناصر نے ہمارے ڈونکی پمپ کی موٹر چوری کر لی ہے۔ یہ ان کی سوچ اور یہ ان کا کردار تھا لیکن مجھے پھر بھی نہ جھکا سکے۔ پھر انہوں نے نعوذ باللہ، نعوذ باللہ میرے اوپر توہین رسالت اور منکر قرآن کا پرچہ درج کروایا جو کہ میں ابھی تک بھگت رہا ہوں یہ ان کا کردار تھا۔ ان میں اتنی جرات نہیں ہوئی کہ ابھی تک گجرات چیمبر میں الیکشن کروائیں جبکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم جمہوریت کے علمبردار ہیں۔ سات سال سے وہ قبضہ جما کر بیٹھے ہوئے ہیں جبکہ چیمبر کا قانون جو کہ آرڈیننس 160 کے تحت ایک صدر جو منتخب ہو کر آتا ہے وہ ایک سال کے لئے آتا ہے اور اگلے سال یعنی دو سال کے بعد وہ دوبارہ الیکشن لڑ کر ایگزیکٹو ممبر بن سکتا ہے۔ انہوں نے گجرات کے ایک لٹیرے کو مستقل تین سال کے لئے مسلسل گجرات چیمبر کا صدر بنائے رکھا۔

جناب سپیکر! ان میں اتنی جرات نہیں اور میں یقین اور ایمانداری سے کہتا ہوں کہ گجرات شہر میں جب بھی fair election ہوں گے تو وہ ایک کونسلر بھی نہیں بن سکتا جو کل وزیراعلیٰ تھا۔ میں اس کا ہمسایہ تھا اور میں اس کے حلقے میں ناظم بھی رہا ہوں۔ اس کے گھر یعنی اپنی ذاتی کوٹھی کے 150 ووٹ تھے اور جب پولنگ ہوئی اور چودھری شجاعت، چودھری پرویز الٰہی اور وجاہت نے بھی ووٹ ڈالے تو 160 ووٹ انہیں ملے اور 495 ووٹ مجھے اس پولنگ اسٹیشن سے ملے جہاں ان کی رہائش ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں نے اس صوبے کے ساتھ جو ظلم کیا ہے یہی پوزیشن ان کی گجرات میں تھی کہ گجرات کے لوگ بھی ان سے پریشان تھے اور انہوں نے شکر کا کلمہ پڑھا کہ یااللہ ہماری ان سے جان چھوٹی ہے۔

جناب سپیکر! جس پانی کی بوتل کا میں نے ذکر کیا ہے اور یہاں پر لسرائی بھی ہے تو اس سے متعلق نیسپاک کی رپورٹ بھی ہے کہ گجرات کا پانی اس قابل نہیں کہ لوگ اسے پئیں لیکن اس کے باوجود بھی کوئی فرق نہیں پڑا تو میری اس ہاؤس سے گزارش ہے کہ خاص طور پر گجرات کے شہریوں کے لئے صاف پانی کا انتظام کروایا جائے۔

جناب سپیکر! گجرات میں ان کا ایک اور کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے cottage industry کو تباہ کرنے کے لئے ایک کام شروع کیا۔ میرا سرامکس انڈسٹری سے تعلق ہے اور ہمارے وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ بھی جانتے ہیں کہ ہم نے بڑی کوشش کی۔ وہ گیس چوری کراتے رہے اور میرا خیال ہے کہ یہاں میرے معزز ساتھی جو بیٹھے ہوئے ہیں، ان کے گھر کے بل زیادہ آتے ہوں گے اور گجرات کی بل انڈسٹری کے کم آتے ہوں گے یعنی 6ہزار بل ماہانہ بل انڈسٹری والوں کا آتا تھا اور وہ گیس چوری کرنے کے عوض ڈیڑھ لاکھ روپے فی فیکٹری سے منتھلی لیتے تھے اور میرے پاس پورا ثبوت ہے کہ کون کون چوری کرتا رہا اور کتنی کتنی کرتا رہا ہے۔ سات سال کا میرے پاس پورا ریکارڈ موجود ہے۔ میری یہ درخواست ہے کہ ایک کمیٹی بنوائیں اور مرکز سے یہ request کی جائے اور یہاں پر سوئی گیس کے M.D بیٹھے ہوئے ہیں جو کہ involve تھے تو ایک کمیٹی بنا کر انکوائری کروائیں تو کروڑوں روپے نکلیں گے جو انہوں نے چوری کئے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! میری وزیر خزانہ صاحب سے یہ بھی درخواست ہے کہ گجرات کے جن ساتھیوں نے چوری نہیں کی تو سرامکس انڈسٹری کی حالت بہتر بنانے کے لئے، کیونکہ اس وقت ایک تو بجلی کا بحران زبردست آیا ہوا ہے اس کے لئے انہیں جنریٹر دیئے جائیں اور سبسڈی دینے کے ساتھ ساتھ بغیر سود کے قرضہ بھی دیا جائے کیونکہ سرامکس انڈسٹری گوجرانوالہ اور گجرات میں ہے۔

جناب سپیکر! شادی پر ون ڈش کی پابندی کے حوالے سے اپنے وزیر اعلیٰ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑا اچھا قدم اٹھایا اور اسی کے ساتھ فوتیدگی پر ہم جو تین تین چار چار ڈشیں کھلاتے ہیں تو میری اس ہاؤس سے یہ request ہے کہ یہ بھی پاس کیا جائے کہ ایسے موقع پر دال روٹی کے علاوہ کوئی اور چیز نہ ہو۔

آوازیں :دال بہت مہنگی ہے۔

حاجی ناصر محمود:جناب سپیکر!دوست کہہ رہے ہیں کہ پانی کامسئلہ ہے۔میری یہ تجویز ہے کہ دریاؤں کی صفائی ہو اور پانی کا سٹاک دریاؤں میں ہو تو ہر ایم۔پی۔اے کے حلقے میں جتنا دریا آتا ہے اس کے ذمہ لگایا جائے کہ وہ وہاں پر ڈیوٹی دے اور وہاں سے ریت کو چار چار فٹ نیچے سے نکلوائے تو میں سمجھتا ہوں کہ پانی کے سٹاک سے کچھ نہ کچھ ضرور فائدہ ہوگا۔جہاں ہماری حکومت نے بہت اچھا قدم عدلیہ کے لئے اٹھایا ہے تو میری یہ بھی تجویز ہے کہ ایف۔ آئی۔ آر کاٹنے سے پہلے اس کی investigation ہونی چاہئے اور اس کے بعد ایف۔آئی۔آر ہونی چاہئے۔میں ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ گجرات میں میرے ہی حلقے میں 120 سالہ ایک بوڑھے،ضعیف اور کانپتے ہوئے شخص پر کلاشنکوف ڈالی گئی ہے اور وہ بیچارہ دو سال سے جیل میں ہے۔یعنی 120 سال کا بوڑھا کمزور اور باریش شخص ہے لیکن ظلم ہے۔اگر یہی پہلے investigation ہو تو کم از کم ایسے بزرگ سزا سے بچ سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:بہت مہربانی حاجی صاحب!

حاجی ناصر محمود:جناب سپیکر!ایک سیکنڈ صرف ایک عدلیہ کی بات رہ گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:ٹھیک ہے کریں۔

حاجی ناصر محمود:جناب سپیکر!اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ اگر ملزم نے ایک جرم کیا ہے اور اس کے پاس 50 گرام چرس تھی اگر اس کا عدالت میں remand لینے کے لئے جاتے ہیں اور اگر وہ مجرم اپنا جرم تسلیم کر لیتا ہے کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے تو میری گزارش ہے کہ ہمیں ایسا قانون بنانا چاہیے کہ جس میں 24 گھنٹے کے اندر اندر پولیس اس کا چالان پیش کرے اور عدلیہ اس کو سزا دے جو بھی اس کو دینی ہے۔ایسے چھوٹے چھوٹے جرم والوں سے جیل بھری پڑی ہے،اِن کو جیل سے فارغ کیا جائے۔میری رائے عدلیہ کے سلسلہ میں یہ ہے کہ ایسا system بنایا جائے کہ جج دو دو سو،چار چار سو آدمیوں کو مجرم بنا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں تاریخ کو آجانا میں کہتا ہوں کہ ایسا system ہو کہ جج صاحب پانچ دس آدمیوں کو بلائیں اور ان کا فیصلہ کریں۔اس سلسلے میں وکیلوں کو پابند کیا جائے کہ وہ دو یا تین تاریخ لیں اور اگر کوئی وکیل اس سے زیادہ تاریخ لینے کی کوشش کرے تو عدلیہ کو یہ اختیار ہو کہ وہ اس وکیل کا licence cancel کرنے کے لئے پنجاب بار کونسل کو

کہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر انصاف بروقت ہو گیا تو برائی ضرور کم ہو گی۔ اس کے علاوہ میں یہ کہوں گا کہ اگر قاتل کو بروقت سزا مل جائے اور چار پانچ قاتلوں کو ہر ضلع میں ان کو کٹہرے میں لا کر اور چوکوں میں سزا دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ معاشرے میں برائی کم ہو گی، قتل و غارت کم ہو گا اور معاشرے میں امن و امان قائم ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ مہربانی۔ محترمہ نرگس پروین اعوان!

محترمہ نرگس پروین اعوان: جناب سپیکر! شکریہ۔

جب بھی کبھی ضمیر کے سودے کی بات ہو
ڈٹ جاؤ حسین کے انکار کی طرح

جناب سپیکر! چالیس سالہ سیاسی زندگی میں، میں پہلی بار پنجاب اسمبلی میں آئی ہوں اور جب سے بجٹ اجلاس شروع ہوا ہے میں اپنے غریب زمیندار بھائیوں کی باتیں سن رہی ہوں اور میں یہ سوچ رہی تھی کہ میرے بھائیوں نے بہت سارے مسائل بیان کئے لیکن کسی بھائی نے اپنے گھر میں کام کرنے والے مزارعین کے بیٹوں کی تربیت کا بندوبست کرنے کو نہیں کہا۔

جناب والا! 1975 میں ذوالفقار علی بھٹو نے overseas پاکستانی کی سکیم شروع کی اور 1975 میں 4۔ارب روپے کا زر مبادلہ overseas پاکستانیوں کی طرف سے ملا جبکہ 2007 میں یہ رقم صرف 5۔ارب ڈالر ہوئی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ اس شعبے میں کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو شہید نے تمام مشرق وسطیٰ کا طوفانی دورہ کیا اور ملک کے لئے، ملک کے غریبوں کے لئے manpower کی صورت میں روزگار حاصل کیا۔ انہوں نے یہاں پر vocational ادارے قائم کئے ان اداروں میں ایسی تعلیم دی کہ ہمارے تربیت یافتہ labour دوسرے ممالک میں گئے اور انہوں نے نہ صرف اپنی families کو خوشحال کیا بلکہ انہوں نے ملک کے لئے وافر زر مبادلہ بھی بھیجا۔ اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ایسے technical ادارے قائم کریں جس میں غریب کے بچوں کے لئے تربیت کا انتظام کریں تاکہ کل کو وہ بیرون ملک جا کر نہ صرف اپنے خاندانوں کی معاشی حالت ٹھیک کریں بلکہ ملک کے لئے بھی فائدہ مند ثابت ہوں۔

جناب والا! اسی بجٹ میں ایک منصوبہ میں نے پڑھا جس میں 5 اضلاع کے لئے یہ رکھا گیا کہ ان کا معیار زندگی بلند کرنا ہے ان کی تعلیم کو بھی بلند کرنا ہے اور وہ اضلاع کون سے تھے ملتان،

رحیم یار خان، گوجرانوالہ اور اسی طرح کے دوسرے اضلاع ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ ان اضلاع میں تو معیار زندگی پہلے ہی بلند ہے یہاں تو تعلیم کی ratio پھر بھی ٹھیک ہے۔ اس طرح کے اضلاع کو چھوڑ کر جیسے بھکر ہے، لیہ ہے، وہاڑی ہے اور بورے والا ہے ایسے پسماندہ اضلاع میں ان کا معیار زندگی بلند کرنے کے لئے دیا جائے تاکہ وہاں پر واقعی جمہوریت کا ثمر غریب عوام تک پہنچ سکے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ جو میں نے یہاں ایک چیز نوٹ کی وہ یہ ہے کہ ایجوکیشن پر جو بجٹ رکھا گیا ہے وہ اگرچہ کافی زیادہ ہے لیکن ایک فرق ہے اور وہ فرق یہ ہے کہ 1981 میں جب گورنمنٹ کالج کی فیس 300 روپے تھی تو آج وہ 32 ہزار روپے سہ ماہی ہے۔ اسی طرح F.C کالج میں جو فیس 175 روپے تھی آج 70 روپے سہ ماہی ہے۔ ہمیں اس طرح بڑھتی ہوئی فیسوں کے نقصانات پر بھی نظر رکھنی ہے اور ایک اور قابل ذکر چیز یہ ہے کہ private sector اور government sector میں فرق۔ اس وقت حکومت نے 175۔ارب روپے government sector کی تعلیم کے لئے رکھے ہیں جبکہ private sector میں بہت کم پیسے لگا کر بہت زیادہ فیسیں وصول کی جاتی ہیں اس طرح ان کی آمدنی بہت زیادہ ہوتی ہے اور ہماری درمیانے طبقے کی لوٹ کھسوٹ زیادہ ہوتی ہے۔ میں نے یہ بھی بہت observe کیا جب میں ایک literacy کے پروگرام پر کام کر رہی تھی کہ جو ایک کمرہ اور ایک صحن ہم دو لاکھ روپے میں تیار کرواتے تھے وہ سرکاری sector میں 12 لاکھ روپے میں تیار ہوتا تھا۔ private sector اور government sector کی تعلیم کے اس فرق کو ملحوظ خاطر رکھا جائے اور یہ باور کیا جائے کہ جب government sector میں اتنے فنڈز دیئے جاتے ہیں تو ان کا output بھی عوام تک پہنچے۔

جناب عالی! گزشتہ بجٹ 2007 میں دو ہزار کالجوں کے teachers کو trained کرنے کے لئے ایک خصوصی بجٹ رکھا گیا لیکن پورے سال میں اس کی کارکردگی zero رہی۔ House جاننا چاہے گا کہ یہ پیسا کہاں گیا اور اس کے ذمہ دار لوگوں کی کوئی باز پرس کی گئی یا نہیں؟ اسی طرح حکومت نے ڈیڑھ ارب روپے sports کے لئے رکھا ہے جس سے gymnasium اور کرکٹ کلب کی چیزیں تیار کی جائیں گی میرا concept یہ ہے کہ ہمارے ملک کی خواتین جن کو صحت مند تفریح کے بہت کم مواقع حاصل ہوتے ہیں کیا ان خواتین کے لئے بھی اس بجٹ میں کچھ مختص کیا گیا ہے؟

جناب والا! پانی کا مسئلہ نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں بہت سنگین ہو رہا ہے اور بہت سے دانشوروں کا یہ کہنا ہے کہ آئندہ آنے والی جنگیں پانی کے مسئلے پر ہوں گی۔ غازی بھروتھا کو تعمیر ہوئے چار سال ہوگئے، دوسرے صوبے اپنا حصہ مانگتے ہیں، میری گزارش ہے کہ اس حساب سے پنجاب کو 4۔ارب روپیہ سالانہ کا حصہ ملنا چاہیے۔ میری گزارش ہے کہ ہم مرکز سے اپنے حصے کا 16۔ارب روپے demand کریں اور پنجاب کی فلاح اور پانی پر خرچ کریں کیونکہ یہ ہمارا حق ہے جس طرح کہ دوسرے صوبے مانگتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ:

"کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ"

جناب سپیکر! اس سے پہلے ہی ہمیں پانی کا انتظام کر لینا چاہیے کہ اس بجٹ میں 2015 تک خواندگی کی شرح کو 85 فیصد کرنے کی تجویز ہے اور یہ پروگرام بہت اچھا ہے اور یہ پروگرام مجھے اور بھی اچھا لگا کہ اس میں بھٹہ مزدوروں کے لئے، ان کی تعلیم و تربیت کے لئے کافی بجٹ رکھا گیا ہے لیکن یہ بجٹ اسی صورت میں کامیاب ہو سکتا ہے اور صحیح جگہ پر لگ سکتا ہے اور یہ سکیم اسی صورت کارگر ہو سکتی ہے کہ مالکان بھٹہ مزدوروں کو ان centres میں بھیجیں اور ان کی تربیت کا انتظام کریں۔

جناب والا! Federal Service Board کی رپورٹ ہے کہ پاکستان میں گھریلو ملازمین کی تعداد ایک کروڑ 26 لاکھ ہے اور اس کے علاوہ میرے غریب زمیندار بھائیوں کے گھروں میں جو غریب ملازموں کے غول کے غول کام کرتے ہیں ان کا data collect نہیں ہو سکا کیونکہ کوئی مخصوص تعداد کسی زمیندار کے ہاں واضح نہیں ہوتی۔ میری اس House سے یہ گزارش ہے کہ جہاں آپ دوسرے غریب لوگوں کے لئے projects بناتے ہیں ان گھریلو ملازمین کے لئے بھی ایسے projects بنائیں کہ جہاں ان کی تعلیم و تربیت ہو سکے اور ان کی زندگی کسی اچھے ڈگر پر لگنے کے امکانات موجود ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کے پاس صرف ایک منٹ مزید ہے۔

محترمہ نرگس پروین اعوان: جناب سپیکر! جی، درست ہے۔ میرے پاس ایسے کافی points تھے جو ابھی تک میرے بھائیوں نے یہاں discuss نہیں کئے اگر آپ اجازت دیں تو میں لکھ کر بھی دے سکتی ہوں- it's so to go میں یہ کہنا چاہتی تھی کہ low cost housing میں تقریباً ایک ارب 70 کروڑ روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے- ہمارے ہاں 24 فیصد لوگ غربت کی لکیر سے نیچے رہتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ ہمیں پنجاب میں 30 لاکھ گھروں کی ضرورت ہے- کیا یہ بجٹ

30لاکھ گھروں کے لئے کافی ہوگا؟ میں آپ کے حکم کے مطابق اپنی تقریر کو wind up کرتے ہوئے یہ کہتی ہوں کہ ٹھیک ہے یہ بجٹ بہت خوبصورت ہے اور میں مسلم لیگ اور پاکستان پیپلز پارٹی کو مبارکباد دیتی ہوں کہ ان کی مشترکہ کاوشوں نے اتنا متوازن اور خوبصورت بجٹ پیش کیا۔اس بجٹ کی ایک بہت بڑی خوبصورتی یہ ہے کہ اس میں بیرونی قرضوں پر بہت کم انحصار کیا گیا ہے۔جب بیرونی قرضے آتے ہیں تو ان کا ایک نقصان یہ ہوتا ہے کہ ہمیں ان کی شرائط بھی ماننا پڑتی ہیں اور جب ان کی شرائط مانتے ہیں تو پھر ہمیں نقصان ہوتا ہے۔اگر کشکول توڑا نہیں گیا تو کشکول scatter ضرور گیا ہے۔ اسی لئے میں مبارکباد دیتی ہوں اور میں میاں محمد شہباز شریف سے امید رکھتی ہوں کہ وہ بہت محنتی ہیں اور وہ بیشتر ٹائم کام کرتے ہیں ان کے آنے سے دفاتر کا ماحول بہتر ہوا ہے اور لوگوں نے کام کو serious لینا شروع کیا ہے۔میں امید کرتی ہوں کہ ان کے ساتھ ہماری پارٹی کی کاوشیں مل کر پنجاب کو جو پہلے ہی خوبصورت ہے حسین سے حسین تر بنائیں گے۔

جناب سپیکر! میں آخری بات کہنا چاہتی ہوں کہ 21۔جون کو میری قائد محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کا جنم دن تھا۔میں نیچے گئی تو ہمارے ساتھ پولیس کے لوگوں نے، مسلم لیگ کے لوگوں نے اور دوسرے سیاسی بہن بھائیوں نے ہمیں ہماری قائد کے لئے نذرانہ خون دیا میں اپنی پارٹی کی طرف سے ان کا بہت بہت شکریہ ادا کرتی ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

صبح تاریک سے کہہ دو کہ کنارہ کر لے
ہم اٹھائے ہوئے سورج کا علم لائے ہیں
شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ)!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو بڑا رحمان اور رحیم ہے۔ جناب سپیکر! آپ کو اس کرسی پر صدارت کرتے ہوئے دیکھ کر بڑی خوشی ہو رہی ہے اور آپ کو اپنے دل کی گہرائیوں سے اپنی اور اپنے حلقے کی عوام کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس بجٹ پر بحث کے موقع پر اپنی اور اپنے ضلع شیخوپورہ کی عوام کی طرف سے قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور جو جمہوریت کی صبح طلوع ہوئی ہے۔اس جمہوریت کی تحریک میں رنگ بھرنے والے اپنے وکلاء بھائیوں، اپنے صحافی بھائیوں اور سول سوسائٹی کے ان لوگوں کو خراج تحسین بھی پیش کرنا انصاف سمجھتا ہوں جنھوں نے

جمہوریت کے اس سفر میں اپنے جسم کا خون دے کر اس جمہوریت کی تحریک میں رنگ بھرا ہے۔اس بجٹ کے موقع پر میں جناب وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو اتنا اچھا، خوبصورت، عوام دوست اور متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب والا! میرا حلقہ لاہور کے بالکل مضافات میں واقع ہے لیکن بد قسمتی سے گزشتہ ادوار میں اس کے ساتھ سوتیلی اولاد جیسا سلوک ہوا اور میں چیلنج سے کہتا ہوں کہ اگر کسی شخص نے غربت کی لکیر سے نیچے زندگی بسر کرتے دیکھنا ہے تو آؤ میں دعوت دیتا ہوں ونڈالہ دیال شاہ اور ڈھاکہ نظام پورہ کے ایریا میں دیکھیں تو آپ کو وہ زندگی نظر آئے گی جو آپ کو رسالوں میں، کتابوں میں اور اخبارات میں پیش کی جاتی ہے۔ وہ عملی زندگی جہاں پر لوگوں کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں تعلیم حاصل کرنے کے لئے کوئی سکول نہیں، صحت کے لئے کوئی ہسپتال نہیں اور حقیقتاً وہاں کے مکین عملی طور پر غربت کی لکیر سے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں میں دوبارہ عرض کر دوں کہ یہ علاقہ لاہور کے مضافات میں واقع ہے اور بد قسمتی یہ ہے کہ کسی نے بھی اس علاقے پر توجہ نہیں دی۔اس علاقے پر توجہ نہ دینے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ پچھلے الیکشن میں بھی وہاں پر مسلم لیگ (ن) کا امیدوار کامیاب ہوا تھا وہ علیحدہ بات ہے کہ بعد میں اس نے بھی اپنی وفاداری تبدیل کر لی لیکن علاقے کے ساتھ وہی سوتیلا سلوک ہوا اور آج بھی وہاں پر کوئی بنیادی سہولت میسر نہیں ہے۔اس لحاظ سے میں اپنے علاقے کی چند demands پیش کروں گا پھر چند تجاویز دے کر اجازت لوں گا۔

Due to this very reason that I am the student of law, I am the son of a farmer.

میں قانون کی خلاف ورزی کو اخلاقی جرم سمجھتا ہوں لاہور کے گردونواح میں تمام روڈز دورویہ بن چکی ہیں لیکن بد قسمتی سے ہماری لاہور، جڑانوالہ، شرقپور روڈ گزشتہ کئی سالوں سے اعلانات اور ڈیمانڈ کے باوجود دورویہ نہیں بن سکی۔ میری پر زور کوشش اور میرے ایم۔این۔اے رانا تنویر حسین کی پر زور محنت کے بعد اس روڈ کو A.D.P میں شامل تو کر لیا گیا لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ اس کے لئے 2008-09 میں صرف پچاس لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے۔یہ رقم صرف paper work کے لئے رکھی گئی ہے اور معلوم نہیں وہ بھی ملتی ہے یا نہیں؟ میری گزارش ہے کہ اس سڑک کے لئے 2008-09 میں کم از کم 200 ملین رکھا جائے۔میرے پورے حلقے میں ایک بھی گرلز یا بوائز ڈگری کالج نہیں ہے اور نہ ہی میرے حلقہ پی پی۔165 کے گردونواح میں کوئی گرلز ڈگری کالج موجود ہے

اس لئے میری گزارش ہے کہ چونکہ شرقپور شریف ایک روحانی شہر کے نام سے پکارا جاتا ہے اور یہ ایک پرانا شہر ہے اب اسے تحصیل کا درجہ بھی دے دیا گیا ہے اس لئے وہاں پر ایک گرلز ڈگری کالج اور ایک بوائز ڈگری کالج کا قیام فوری طور پر عمل میں لایا جائے۔

میری تیسری گزارش ہے کہ شرقپور سٹی میں پہلے سے کمرشل کالج ہے لیکن وہ گزشتہ 18 سال سے کرائے کی بلڈنگ میں ہے لہذا میری استدعا ہے کہ اس کالج کے لئے ایک بلڈنگ بنا کر اس میں بی کام تک کلاسز کا اجرا کیا جائے۔ میری مراد کامرس کالج کا قیام ہے۔

جناب والا! ونڈالہ دیال شاہ کا علاقہ جو یونین کونسل 32,31,30 پر مشتمل ہے وہاں ایک سپیشل پیکج کے ذریعے تعلیم، صحت اور سیوریج کے لئے خصوصی فنڈ مہیا کیا جائے اور اسے اس A.D.P یا block allocation میں شامل کرتے ہوئے وہاں پینے کا صاف پانی بھی مہیا کیا جائے اور پانی کی نکاسی کا فوری بندوبست کیا جائے۔ حیرانگی کی بات یہ ہے کہ آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے سنا ہوگا کہ پینے والے صاف پانی کی نل / کنکشن سے گندہ پانی آرہا ہے میں چیلنج سے کہتا ہوں کہ آئیں میں آپ کو دکھاتا ہوں کہ میرے حلقہ میں جہاں سے پینے کے لئے صاف پانی آنا چاہیے وہاں سے گٹر کا گندہ پانی آرہا ہے اور میری بار بار شکایات کے باوجود ابھی تک ڈی۔جی ایل۔ڈی۔اے اور ایم۔ڈی واسا نے کوئی توجہ دی ہے اور نہ اس پر ضلعی انتظامیہ نے کوئی توجہ دی ہے۔

جناب سپیکر! سابقہ حکومت کے دور میں غالباً 1993 یا 1994 میں ورلڈ بنک نے ایک سکیم launch کی تھی جس کے تحت واسا نے ان تین یونین کونسلوں میں سیوریج اور واٹر سپلائی واسا نے launch کیا تھا۔ وہ یونین کونسلیں شیخوپورہ کی ہیں لیکن واٹر سپلائی اور سیوریج کا نظام واسا نے launch کیا لیکن اب واسا والے اس کی maintenance کر رہے اور نہ ہی ضلعی حکومت شیخوپورہ کرتی ہے۔ ہم اس لحاظ سے rolling stone بنے ہوئے ہیں اور فٹ بال کی طرح ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ وہاں پر لوگوں کو بنیادی سہولتیں بالکل میسر نہ ہیں۔

میری اگلی گزارش یہ ہے کہ شیخوپورہ کو تقسیم کر کے ایک نئی تحصیل شرقپور بنائی گئی۔ ہم ننکانہ کو بھی اپنا حصہ سمجھتے ہیں۔ اگرچہ گزشتہ تین سالوں سے انتظامی لحاظ سے وہ تحصیل بنا دی گئی ہے لیکن وہاں پر تحصیل کا کوئی complex موجود نہیں ہے۔ تحصیل کے دفاتر موجود نہیں ہیں۔ وہاں پر کوئی سول جج بیٹھتا ہے اور نہ ہی کوئی ایڈیشنل سیشن جج دورے پر جاتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ وہاں پر فوری طور پر ایک تحصیل complex بنایا جائے اور عدالتوں کا اجراء کیا جائے۔ ہفتے میں ایک مرتبہ

ایڈیشنل سیشن جج وہاں پر جائے اور permanently ایک civil judge cum judicial magistrate وہاں پر تعینات کیا جائے۔

جناب سپیکر! میرا علاقہ چونکہ ایک زرعی علاقہ ہے۔ یہ سرسبز باغات، سبزیوں اور پھلوں کا علاقہ ہے۔ چاول میں ہماری منڈی فیض آباد پاکستان کی number one منڈی ہے جہاں سے پوری دنیا میں چاول بھیجا جاتا ہے۔ شرقپور شریف کے گردونواح میں دریائے راوی پر پل بنانے کی ایک previous scheme چل رہی ہے۔ اس بارے میں فوری طور پر سروے کیا جائے، feasibility report تیار کر کے اسے منظور کیا جائے اور بجٹ میں اس کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔ اسی طرح منڈی فیض آباد اور شرقپور کے علاقے کے لئے دریائے راوی پر ایک پل تعمیر کیا جائے۔ میں چند مزید تجاویز within minutes پیش کر کے اجازت لوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ایک منٹ میں wind up کر لیں۔ بار بار کہنے کے باوجود بھی جب یہاں سے وقت ختم ہو جانے کی bell ہوتی ہے تو اس کو follow نہیں کیا جاتا۔ آپ ماشاءاللہ سارے بڑے سمجھدار ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ ممبران بات کر سکیں۔ میرے پاس ممبران کی چٹیں آ رہی ہیں کہ وقت بہت زیادہ لیا جا رہا ہے۔ علی اصغر صاحب! اب آپ کے پاس صرف ایک منٹ ہے۔ اس ایک منٹ میں آپ wind up کر لیں، مہربانی ہوگی۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): میں ایک منٹ میں یہی گزارش کروں گا کہ ڈاکٹر حمید اختر خان جن کا تعلق اورنگی کراچی سے ہے انھوں نے ایشیا کی سب سے بڑی کچی آبادی میں public partnership کے ساتھ وہاں کے مسائل حل کئے ہیں۔ اسی طرز پر پورے پاکستان بالخصوص پنجاب میں public partnership کے ساتھ واٹر سپلائی اور sanitation کے منصوبے شروع کئے جائیں۔ اس طرح ان میں public کا interest آ جائے گا، مقامی لوگوں کی concentration آ جائے گی، ایک حصہ آ جائے گا اور وہ منصوبے بہتر انداز سے پایہ تکمیل تک پہنچ سکیں گے۔

میری اگلی تجویز یہ ہے کہ پنجاب میں محکمہ مال کے ریکارڈ کو computerize کرنے کے لئے فوری طور پر اقدامات کرنے چاہئیں۔ پٹواری جو کہ corruption کا بادشاہ ہے اس سے ہماری جان چھڑائی جائے۔ یہ اتنی لمبی مقدمہ بازی کی بنیادی جڑ ایک پٹواری اور تھانیدار ہوتا ہے۔ اس کے ہاتھ سے ریکارڈ لے کر جدید طریقوں پر computerize کیا جائے۔

میری اگلی گزارش یہ ہے کہ وہ تعلیمی ادارے جو قومی تحویل سے لے کر autonomous bodies بنا دیئے گئے ہیں ان کی یا تو فیسیں کم کی جائیں یا پھر انھیں واپس قومی تحویل میں لیا جائے۔ طبقاتی تقسیم اور طبقاتی نظام تعلیم کو فوری طور پر ختم کیا جائے۔

غربت مکاؤ پروگرام میں میری یہ تجویز ہے کہ غریبوں کو امداد دینے کی بجائے انھیں چھوٹی چھوٹی کاٹن انڈسٹریز بنا کر دی جائیں۔ انھیں اس مد میں قرضے دیئے جائیں تاکہ بیماری کا permanent حل ہو سکے۔

آخر میں، میں زراعت کے حوالے سے گزارش کروں گا کیونکہ میرا تعلق ایک کسان فیملی سے ہے، ایک زمیندار گھرانے سے ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ہمیں یہ subsidy نہیں چاہیے۔ یہ لے جائیں subsidy اپنے پاس، یہ دے دیں تعلیم کو، یہ صحت کے شعبے کو دے دیں۔ خدارا! ہمیں ہماری اجناس کی مطلوبہ قیمت دے دیں۔ ہمیں یہ خیرات نہیں چاہیے۔ ہمیں subsidy کی شکل میں زکوٰۃ اور یہ فقیروں والی امداد نہیں چاہیے۔ ہمارے ہمسایہ ملک کے صوبہ پنجاب میں اجناس کی قیمتیں دیکھ لیں۔ یہاں ہماری اجناس کی قیمتیں مقرر کرنے والی کوئی اتھارٹی نہیں ہے۔ میری گزارش ہے کہ agro-marketing regulatory authority بنائی جائے جو کسان کی اجناس اور پیداوار کی قیمتیں مقرر کرے۔ ایک بے چارہ کسان، زمیندار ہے جو کہ اپنی پیداوار کی قیمت مقرر نہیں کر سکتا۔ ہر صنعت کار اپنی products کی قیمت مقرر کر سکتا ہے ایک بے چارہ زمیندار ہے جو کہ اپنی جنس کی قیمت مقرر نہیں کر سکتا۔ بہت شکریہ

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اعجاز احمد خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! معزز اراکین نے پچھلے چار پانچ دنوں میں بجٹ اجلاس کے دوران جو mainly focus کیا ہے وہ اپنے حلقے کے مسائل ہیں۔ انھوں نے اپنے حلقے کے مسائل کو بڑی detail سے بیان کیا ہے۔ جناب وزیر خزانہ موجود ہیں، میں ان سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ کیا وہ ان تمام حلقوں کی ترقیاتی ضروریات کو اس بجٹ میں شامل کرنے جا رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جب وزیر خزانہ wind up کریں گے تو ان ساری باتوں کا اکٹھا ہی جواب دے دیں گے۔ روایت بھی یہی رہی ہے کہ وہ اکٹھا ہی جواب دیتے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پر جو question raise کیا جاتا ہے اس کا جواب آنا چاہیے۔ یہ winding up سے متعلقہ issue نہیں ہے۔ winding up تو ان کی conventional speech ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہاں پر میں یہ explain کرنا چاہوں گا کہ ہر پوائنٹ آف آرڈر پر فوری طور پر جواب دینا بھی ضروری نہیں ہوتا۔ جس طرح میں صبح سے بلکہ تین دن سے بات کر رہا ہوں کہ یہ بحث ہمارے بجٹ کے حوالے سے ہے۔ آپ کی بات وزیر خزانہ صاحب نے نوٹ کر لی ہے جب وہ winding up speech کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ سب کا جواب دیں گے۔ بہت شکریہ

پیر محمد اشرف رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آج آپ ممبران کے لئے چار منٹ، پانچ منٹ کی قدغن لگا رہے ہیں جبکہ پہلے دن چالیس چالیس منٹ کی تقریریں ہوئی ہیں۔ ابھی ہمارے علی اصغر منڈا صاحب تقریر کر رہے تھے تو آپ ان کو مختصر کرنے کا کہہ رہے تھے۔ یہ آپ discrimination کر رہے ہیں۔ آپ ایک دو دن کے لئے اجلاس بڑھا دیں۔ کوئی اتنی قیامت تو نہیں آ رہی۔

جناب قائم مقام سپیکر: پھر آپ لوگ مجھے چٹیں بھیجنا بند کر دیں۔ آپ نے خود مجھے چٹ بھجوائی تھی۔

پیر محمد اشرف رسول: میں نے کوئی چٹ نہیں بھجوائی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ please بیٹھیں۔ مجھے ہاؤس کو اچھے طریقے سے چلانے دیں۔ میرے لئے تمام ممبران معزز اور برابر ہیں اور میری صرف ایک ہی کوشش ہے کہ سب لوگ بات کر سکیں لیکن ہم نے بجٹ کو بھی وقت پر پیش کرنا ہے۔ آپ کو میں صرف اتنی بات بتانا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے اس House کے اندر بجٹ پر double session نہیں ہوئے۔ یہ آ کر ہم نے شروع کروائے ہیں اور آپ کی سہولت کے لئے شروع کرائے ہیں، بجائے اس کے کہ آپ اس کو appreciate کریں اور ہمارے ساتھ تعاون کریں آپ تنقید کر رہے ہیں۔ آپ بس مہربانی کریں اور اس House کو چلنے دیں۔ تو میں اب زوبیہ رباب ملک صاحبہ سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی speech کریں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میں نہایت عجزوانکساری کے ساتھ شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آج میں آپ کی اجازت سے اس معزز ایوان سے مخاطب ہوں۔ سالانہ بجٹ 09-2008 ایک ایسا بجٹ ہے جو کہ موجودہ کٹھن صورتحال میں تیار کیا گیا ہے۔ بدقسمتی سے پچھلے کچھ عرصہ سے ہمارے ملک کے حالات اس قدر خراب رہے ہیں کہ اس کے اثرات سب سے زیادہ معیشت پر پڑے ہیں لہذا اس بجٹ میں کچھ ایسی کڑوی گولیاں بھی ہیں جو کہ ہمیں بادل نخواستہ نگلنا پڑ رہی ہیں۔ ہماری اجتماعی غلطیوں کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ہمارے ملک میں کئی بحران ہیں۔ آج ہمیں خوراک کا بحران، بجلی کا بحران، عدالتی بحران اور سب سے بڑھ کر پانی کے بحران کا سامنا ہے۔ جس میں 90 فیصد لوگوں کی معیشت اس تباہی کے دہانے پر پہنچ گئی ہے۔ آج ایک غریب آدمی کے لئے دو وقت کی روٹی اور اپنے جسم و جان کا رشتہ برقرار رکھنا ناممکن ہو گیا ہے۔ ایک مثالی بجٹ میں کم از کم۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایوان میں خاموشی اختیار کی جائے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: ایک مثالی بجٹ میں کم از کم ان چار اجزاء کا ہونا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ بجٹ متوازن ہو اس کا جھکاؤ کسی خاص طبقے کی طرف نہ ہو۔ بے روزگاری کی شرح میں کمی ہو افراط زر پر قابو پایا جا سکے۔ مجموعی قومی آمدنی میں اضافہ ہو۔ حکومت آئندہ مالی سال میں نجی شعبے کے تعاون سے پنجاب کے چھ بڑے شہروں یعنی لاہور، راولپنڈی، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ اور بہاولپور میں مزید ایک ہزار بسیں سڑکوں پر لانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس میں ایک ارب روپے کی subsidy بھی دی جا رہی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ ملک کی پچاس فیصد آبادی خواتین پر مشتمل ہے خاص طور پر ان شہروں میں طالبات اور working women کو شدید سفری دشواریوں کا سامنا ہے اور ہماری یہ بہنیں اور بیٹیاں۔۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے پہلے بھی آپ سے یہ گزارش کی تھی کہ کسی تقریر کے دوران آپ interrupt نہ کریں آپ بیٹھیں تشریف رکھیں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: ہماری یہ بہنیں اور بیٹیاں بس سٹاپوں پر پریشانی کا شکار رہتی ہیں اس لئے میں یہ گزارش کروں گی کہ ان ایک ہزار بسوں میں سے تقریباً تین سو بسیں ہماری ان بچیوں کے لئے بھی allocate کی جائیں تاکہ وہ ان problems سے اور ذہنی اذیتوں سے باہر نکل آئیں۔

جناب سپیکر! میری وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ انہوں نے اپنی بجٹ تقریر میں فرمایا تھا کہ پنجاب میں بجلی کے چھوٹے منصوبے بنانے کی استعداد موجود ہے اور وہ اس طرح سے 350 میگا واٹ بجلی پیدا کریں گے۔ حکومت سندھ نے ان مقامات کی نشاندہی بھی کی ہے جہاں پر حکومت دریاؤں، نہروں پر چھوٹے ڈیم بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس کام کے لئے انہوں نے funds allocate کر دیئے ہیں۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ اندھیروں میں کمی تو لائی جا سکتی ہے مگر اس وقت آپ کے اس بجٹ میں ٹھوس منصوبہ بندی اور رقم مختص نہیں کی گئی۔ اس کے لئے کوئی رقم allocate کی جانی چاہیے۔ یہ ایک اہم مسئلہ ہے جناب وزیر خزانہ از راہ کرم اس سلسلے میں اپنی concluding speech میں وضاحت فرمادیں کہ انہوں نے صوبہ میں بجلی فراہم کرنے کے منصوبہ جات کے لئے کتنی رقم allocate کی ہے۔

جناب سپیکر! اگر ہم نے صوبے میں غربت کا خاتمہ کرنا ہے تو ہمیں یہاں پر cottage industry کو رواج دینا پڑے گا۔ جب تک ہماری حکومت cottage industry کو رواج نہیں دیتی ایک مضبوط معیشت وجود میں نہیں آ سکتی۔ cottage industry کو مضبوط کرنا انتہائی ضروری ہے کہ ان علاقوں میں مثلاً وزیر آباد، سیالکوٹ، ملتان وغیرہ میں cottage industry کو جس قدر رواج ملا وہاں عوام کی معیشت صوبے کے دیگر علاقوں کی نسبت قدرے بہتر ہے۔ حکومت نے اگلے مالی سال 09-2008 کے دوران cottage industry کے فروغ کے لئے چالیس کروڑ روپے کی رقم رکھی ہے جو کہ ناکافی ہے اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ صوبے میں cottage industry کو فروغ دینے کے لئے سستی بجلی اور پانی مہیا کیا جائے تاکہ یہ لوگ محنت کر کے صوبے اور ملک کی معیشت کو مضبوط بنیاد فراہم کر سکیں۔

آخر میں اپنے آبائی گاؤں میانی شہر کے صحت اور تعلیم کے حوالے سے کچھ مسائل بیان کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے خود وہاں پر visit کیا ہے۔ گاؤں میانی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کے ہسپتال میں جب گئی وہاں پر ہسپتال تو ہے لیکن بیڈ نہیں ہیں، وہاں پر ایمرجنسی وارڈ نہیں ہے گائنی وارڈ بنا ہوا ہے لیکن گائنی کی ڈاکٹر نہیں ہے کیونکہ یہاں پر گورنمنٹ کا ہسپتال ہے ہزاروں غریب عورتیں علاج کے لئے آتی ہیں جو ایک روپے کی یا پانچ روپے کی پرچی سے علاج کرواتی ہیں لیکن سہولیات وہاں پر مہیا نہیں ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہوگی کہ اس میں آپ کچھ امداد کریں اور اقدامات بھی اٹھائیں۔

اس کے بعد تعلیم کے متعلق میں عرض کروں گی کہ وہاں پر سکول تو ہیں لیکن بچیوں کے لئے سکول میں ڈیسک نہیں ہیں، کوئی ٹیبل نہیں ہے۔ وہاں پر bath rooms تو بنے ہوئے ہیں لیکن زمینوں پر ہیں۔ سکولوں میں لائٹ نہیں ہے اس لئے میں یہ گزارش کروں گی کہ ان مسائل کو جلد از جلد حل کیا جائے۔ آخر میں، میں پورے ایوان کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ ذاتی حیثیت سے میں پاکستان اور صوبہ پنجاب کی ترقی کے لئے بھرپور تعاون اور اتحاد جاری رکھوں گی۔ پاکستان زندہ باد۔ پائندہ باد۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب شاہان ملک!

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اپوزیشن سے ہماری بہن زوبیہ ملک معزز رکن نے ایوان میں آکر اپنا جمہوری حق ادا کیا ہے پورا House ان کو welcome کہتا ہے۔ انہوں نے بجٹ تقریر بھی کی ہے اور مانا ہے کہ بجٹ بہت اچھا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ میں اپوزیشن کے بارے میں صرف اتنی بات کروں گا کہ میں Custodian of the House ہوں اور میرے لئے اس طرف بیٹھے ہوئے اراکین بھی اتنے ہی معزز ہیں جتنے اس طرف بیٹھے ہوئے ممبران ہیں۔ اپوزیشن سے ہم نے بڑے parleys بھی کئے اور ان سے درخواست بھی کی کہ وہ آئیں اور آکر بیٹھیں۔ جس طرح محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ نے یہاں پر آکر ایک positive contribution کی ہے۔ اس طرح میری اپوزیشن کے باقی ممبران سے بھی یہی امید ہے کہ وہ آئیں گے اور آکر اس House میں positive contribution کریں گے۔ ابھی تک اپوزیشن کی طرف سے زوبیہ صاحبہ سے پہلے جو لوگ آئے ان کی طرف سے آکر یا تو کورم کی نشاندہی کی گئی یا یہاں پر آکر کوئی نہ کوئی legal point اٹھا کر House کی کارروائی کو disturb کرنے کی کوشش کی گئی۔ میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا سوائے اس کے کہ:

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

اب میں شاہان ملک صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی بات کریں۔

جناب شاہان ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! بہت اچھے اچھے لوگوں نے بہت اچھی اچھی باتیں کافی ساری کر لی ہیں۔ I will try to make it to the point and precise.۔ میرا تعلق ضلع اٹک سے ہے جہاں سے سابق وزیر اعظم شوکت عزیز کو منتخب کروایا گیا۔ جہاں کا ضلعی ناظم چودھری برادران کا بہنوئی بھی تھا وہ ضلعی نظامت بھی enjoy کرتا رہا وزارت اعلیٰ کے اختیارات بھی enjoy کرتا رہا اور اس کے علاوہ وزارت عظمیٰ کے اختیارات بھی enjoy کرتا رہا۔

جناب سپیکر! بیت المال اور زکوٰۃ کے حوالے سے تذکرہ کرتا چلوں کہ یہاں پر پچھلے ادوار میں یہ کیا جاتا رہا کہ آدھی یا تین چوتھائی رقم لے کر دفتر آتا تھا وہ اس کو جمع کرواتا تھا اور پھر اس کو چیک ملا کرتا تھا۔ رشوت کا level اس جگہ پر پہنچ چکا تھا۔ تمام محکمے ضلعی حکومت کے ماتحت ہیں اور ان کے بجٹ کی allocation بھی ضلعی حکومت کے کنٹرول میں ہے۔ Devolution plan کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے اور یہ براہ راست صدر کے ماتحت ہے اور یہ صوبائی خود مختاری کے خلاف ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ نظام برقرار رہے لیکن اس کی اس طرح سے اصلاح کی جائے کہ اس کا administrative اور financial control صوبائی حکومت کے پاس رہے۔ Districts funds کا احتساب صوبائی حکومت کرے اور ان کے الیکشن جماعتی بنیادوں پر کروانے کا فیصلہ کیا جائے۔

Therefore, I, on behalf of my other respectable colleagues, request you to consider referring this matter to the Minister of Local Government or however, you manage to review present local government system to keep a check and balance absolute powers invested in them but the dictator who believed in himself and non other. These were some issues that I believe, would create hurdles in the smooth execution of new beneficiary coalition formula of 2008 and onwards.

جناب سپیکر! ضلع اٹک میں D.H.Q ہسپتال میرے حلقے میں موجود ہے اور چھ تحصیلوں کی ذمہ داری اس پر ہے اس کا سالانہ بجٹ 7 ملین تھا۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کو بڑھایا جائے کیونکہ سات ملین میں بڑی مشکل سے چھ تحصیلوں کے مریضوں کا علاج ہوتا ہے۔اس کے علاوہ پچھلے دور میں dialysis centre قائم کرنے کی کوشش کی گئی لیکن وہ فنڈ کے غبن کے باعث مکمل نہ ہو سکا۔ آپ کی وساطت سے میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر وہ اس پر توجہ فرمائیں اور تین ملین اگر ان کو مل جائیں تو وہ operative ہو جائے گا۔ اگر چھ تحصیلوں میں روز کے تین dialysis بھی ہوں تو یہ تقریباً 12 ہزار کے قریب خرچ آتا ہے جو سالانہ 4 سے 5 ملین کا یہ بجٹ بن جائے گا۔ ہماری اٹک سٹی میں sewerage pipeline مختلف جگہوں سے leak ہو کر drinking water کے ساتھ mix ہو گئی ہے۔اس نے drinking water کو pollute کر دیا ہے اور یہ ہیپاٹائٹس کے بڑھاوے کا سبب بن رہا ہے۔ میری گزارش ہے کہ یا تو ایشین ڈویلپمنٹ بنک کی وساطت سے اس کی proper sewerage system کی تنصیب ممکن بنائی جائے یا اس کے لئے کوئی سپیشل فنڈ allocate کیا جائے۔ میں زراعت کے حوالے سے اتنی گزارش کروں گا کہ ہمارے ہاں دو قسم کی زمین پائی جاتی ہے خصوصاً تحصیل اٹک میں، ایک semi hilly land اور دوسرا sandy land ہے۔ semi hilly land level کرنے کے لئے حکومت سے سہولیات فراہم کرنے کی گزارش ہے تاکہ جو کسان بساط نہیں رکھتا کہ وہ ایک semi hill کو plain land میں convert کر کے agriculture کرے اگر حکومت اس کی امداد کرے گی تو نہ صرف وہ agriculture land میں تبدیل ہو جائے گا بلکہ کسان بھی خود کفیل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! جنگلات کے حوالے سے میری گزارش ہے کہ اٹک کی مشہور mountain range جس کو کالا چٹا پہاڑ کے نام سے جانا جاتا ہے اس کا majority area آرمی نے acquire کر لیا ہے لیکن اس کے باوجود ہزاروں ایکڑ جنگل پچھلے دور میں غیر قانونی طور پر بے دردی سے کاٹ کر بیچ دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بہت بڑا ظلم ہے جس کی وجہ سے شدید آلودگی کا خطرہ ہے لہذا اس کی نہ صرف انکوائری کرائی جائے بلکہ شجر کاری مہم کا دوبارہ آغاز کیا جائے اور کسانوں کو مفت پودے فراہم کئے جائیں۔

جناب سپیکر!ایجوکیشن کے حوالے سے میں صرف اتنی سی گزارش کروں گا کہ استاد کی قابلیت ہمارے بچوں کے روشن مستقبل کی عکاسی کرتی ہے اس لئے سفارشی بھرتی ہونے والے اساتذہ کو نہ صرف تربیت دی جائے بلکہ ان کے امتحان بھی لئے جائیں تاکہ ہمارے بچوں کے مستقبل اچھے اور قابل اساتذہ کے ہاتھوں میں محفوظ ہوں۔

جناب سپیکر!لائیو سٹاک کے حوالے سے وزیر اعلیٰ صاحب نے لائیو سٹاک میں free special vaccination programme دیا ہے۔ میری اس میں گزارش ہے کہ special free vaccination کے ساتھ insemination کو بھی بیچ میں add کیا جائے اور 10 لاکھ کے قریب semen منگوا کر یہاں کے عوام کو فراہم کئے جائیں تاکہ اس سے گوشت اور دودھ والے جانور aggregate ہوں اور ہمارے لوگ اس میں خود کفیل ہوں۔

جناب سپیکر!میں پنجاب حکومت کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے حاجی شاہ کے مقام پر ایک ڈیم کے لئے fund allocate کیا ہے۔ صرف اتنی سی گزارش کروں گا کیونکہ یہ semi hilly area ہے یہاں پر پانی کو store کرنا آسان ہے اگر اس کو دو طرف سے block کر دیں گے تو پانی store ہو جائے گا ورنہ hills میں سے پانی بہہ کر دریائے سندھ میں چلا جاتا ہے اور وہ ضائع ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر!میں آخر میں سب سے ضروری بات عرض کرنا چاہوں گا۔ ہمارے حلقے کو تین main market لگتی ہیں، Attock to Peshawar جو صوبہ سرحد میں آ جاتا ہے۔ Attock to Pindi and Attock to Karachi via Jand Basal کا راستہ ہے۔ ہمارا ضلع تجارتی لحاظ سے بھی اہمیت کا حامل ہے۔ اس کے علاوہ strategically بھی اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے کیونکہ ایک طرف کامرہ ایروناٹیکل کمپلیکس ہے، دوسری طرف آرڈیننس فیکٹری سنجوال ہے، تیسری طرف غازی بروتھا ڈیم ہے۔ ان تین میگا پراجیکٹس کی موجودگی میں وہاں کی عوام ہر قسم کی بنیادی سہولتوں سے محروم ہے لہذا یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ پچھلے دور میں جتنے بھی فنڈز آئے وہ مفاداتی بندر بانٹ کا شکار ہو گئے۔ اس بارے میں کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

جس دور میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اُس دور کے سلطاں سے کوئی بھول ہوئی ہے

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ ہمارے ہاں ٹیکس فری انڈسٹریل زون کے قیام کو consider کیا جائے اور اس کا انعقاد کیا جائے۔ حکومت اس سلسلے میں خصوصی توجہ دے کیونکہ یہاں پر دو قسم کی انڈسٹریز حکومت کو revenue generate کر کے دے سکتی ہیں۔

نمبر 1، جیسے مجھ سے پہلے ایک معزز بھائی نے فرمایا تھا کہ سرامکس فیکٹری جو گوجرانوالہ اور گجرات میں ہے یہاں پر جو fire clay آتی ہے یہ اٹک سے آتی ہے۔ ہم اپنی ہی مٹی کے برتن یہاں سے خرید کر لے جاتے ہیں۔ اگر وہاں پر انڈسٹری لگے گی، وہاں پر روزگار ملے گا اور حکومت بھی اس سے revenue generate کرے گی۔ اگر اس کو آپ export level پر سوچیں گے تو آپ اس سے زیادہ revenue generate کر سکتے ہیں۔

دوسری جو important industry ہے وہ ہماری home ground crop peanut ہے اور آپ یہ جانتے ہیں کہ دنیا میں مہنگے oils میں peanut oil کا شمار ہوتا ہے۔ اگر سپیشل بیج ڈال کر peanut oil units or factory لگائی جائے اور اس کو export کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا میگا پراجیکٹ ہوگا۔

جناب سپیکر! اگر tax free zone لگ جاتی ہے تو یہ cottage industry کو بھی بہت فروغ دے گی اور اس سے روزگار کے بہت زیادہ وسائل ہوں گے۔ میری آخری گزارش یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ غازی بروتھا ڈیم پورے ملک میں بجلی سپلائی کر کے بجلی کی کمی دور کر رہا ہے اور چراغ تلے اندھیرا ہے۔ ہمارے گھر میں ڈیم ہے اور آپ دیکھیں کہ تربیلا ڈیم کی رائلٹی کی ادائیگی پر حکومت تیار ہے۔ اسی طرح بھاشا ڈیم کی feasibility کے بعد حکومت مقامی لوگوں کو up-lifting اور رائلٹی کی ادائیگی کے لئے تیار ہے۔ اسی تناظر میں غازی بروتھا ڈیم ہمارے حلقے میں ہے، ہمارے گھر میں ہے ہمیں اس کی رائلٹی دی جائے۔ ہمیں رائلٹی نہیں دے سکتے تو رائلٹی کے عوض ہمیں سستی بجلی دی جائے۔ پہلے تو ہمیں بجلی دی جائے کیونکہ ہم اپنے گھر میں ڈیم ہونے کے باوجود آٹھ اور دس دس گھنٹے بجلی کی لوڈشیڈنگ برداشت کر رہے ہیں۔ اس پر توجہ دی جائے۔

آخر میں، میں جاتے جاتے صرف اتنا عرض کروں گا کہ جس نیت، جس عقیدت، جس محبت اور جس جذبے کے ساتھ یہ coalition government بنی ہے اور ہمیں جو مسائل ملے ہیں واصف علی واصف کا قول ہے کہ:

پریشانی حالات سے نہیں خیالات سے آتی ہے

جناب سپیکر! آخر میں یہ عرض کروں گا کہ:

سوال کرتے ہیں لمحے جواب ہیں ہم لوگ
نئی سحر کے نئے آفتاب ہیں ہم لوگ
یہ فیصلہ ہے وطن کو سجا کے دم لیں گے
جو چل پڑے ہیں تو منزل پہ جا کے دم لیں گے

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اب محترمہ نرگس فیض ملک صاحبہ سے گزارش ہے کہ وہ بات کریں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آج کے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قائد جمہوریت محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اپنے خون کی آبیاری سے اس ملک میں جمہوریت دی۔ جناب آصف علی زرداری اور میاں محمد نواز شریف کو بھی خراج تحسین پیش کرتی ہوں جن کی سیاسی بصیرت کی وجہ سے آج اس ملک میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا اور تمام coalition partners کی صورت میں ہم لوگ یہاں پر اس حکومت کا حصہ ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں وزیراعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں جن کے باہمی تعاون سے ایک ideal budget پیش ہوا۔

جناب سپیکر! بجٹ جن حالات میں پیش ہوا میں سمجھتی ہوں کہ سب سے آخر میں پنجاب حکومت کا انعقاد ہوا جس کی وجہ سے پنجاب حکومت کو بجٹ بنانے کے لئے سب سے کم وقت ملا اور ان حالات میں پنجاب حکومت نے جو بجٹ پیش کیا ہے اس سے اچھا بجٹ اور ہو نہیں سکتا لیکن پھر بھی اس سے پہلے آئندہ بجٹ کے لئے میری کچھ تجاویز ہیں۔ بجٹ پیش کرنے سے پہلے تمام محکموں، تمام utility اداروں کے heads کو شامل کر کے اور تمام مکاتب فکر کو شامل کر کے اس پر اگر ہم سیمینار منعقد کرائیں جس کا یہ فائدہ ہوگا کہ جون کے آخر میں ہمیں جو دس، پندرہ یا بیس دن کا ٹائم ملتا ہے اس میں اتنا اظہار خیال نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک proper time میں اس کی تجاویز سامنے آئیں تو actual budget پیش ہونے سے پہلے کم آمدنی والے لوگوں کا خیال رکھا جائے، لوگوں کے شکوے شکائتیں اور ضرورتوں کا خیال رکھا جائے جن کا ہم ضروری سمجھتے ہیں اور اس میں

utility pecially اداروں کے heads کی رائے کو بھی شامل کیا جانا چاہیے اور اس پر حکومت کو باقاعدہ سیمینار منعقد کرانے چاہئیں تاکہ اس بجٹ کو عوام کی فلاح و بہبود کے لئے بہتر سے بہتر بنانے کے مواقع پیدا کئے جا سکیں۔اس کے ساتھ میں سمجھتی ہوں اور سب سے پہلے میں بات کروں گی کیونکہ issue تو بہت سارے ہیں۔آج 3/4 دن بعد ہماری باری آئی ہے تو کافی issues discuss ہو چکے ہیں اور جو issue ابھی تک کسی نے discuss نہیں کیا وہ یہ ہے کہ صحافیوں کا بھی جمہوریت کی بحالی میں بہت اہم کردار رہا ہے۔میں سمجھتی ہوں کہ press کو آزادی دینے کے پچھلی حکومت نے جتنے دعوے کئے اور کہا کہ ہم نے اس کو آزادی دی ہے، ہم نے press کی آزادی کے لئے یہ کیا ہے وہ کیا ہے۔ ان کے دعوے تو بے نقاب ہوگئے ہیں کہ Press colony پر جو قبضہ ہے۔ میری وزیراعلیٰ پنجاب سے درخواست ہوگی کہ صحافی بھی ہماری طرح worker ہیں۔وہ بھی کسی ادارے کے لئے کام کرتے ہیں یہاں پر کوئی بھی landlord نہیں ہے۔ ان کو مخصوص قبضہ group سے نجات دلائی جائے اور تمام photographers اور جو cameramen جن کے آئے دن کسی نہ کسی احتجاجی تحریک میں کیمرے ٹوٹ جاتے ہیں یا گم ہو جاتے ہیں وہ insured کئے جائیں کیونکہ وہ غریب worker دوبارہ سے کیمرے نہیں لے سکتے۔

جناب سپیکر! میں اقلیتوں کے متعلق بات کروں گی اور ان کے لئے میری وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ ان کے لئے خاص fund مختص کیا جائے کیونکہ اگر وفاقی حکومت ان کے لئے funds مختص کرتی ہے تو پنجاب حکومت کا بھی حق ہے کہ وہ ان کے لئے funds مختص کرے۔

جناب سپیکر! میں خاص طور پر خواتین کے لئے بات کروں گی کہ ہم خواتین آبادی کا 54 فیصد ہیں۔عام طور پر عوام میں یہ تاثر ہے کہ مخصوص نشستوں پر جو خواتین آئی ہیں وہ قومی اسمبلی میں یا صوبائی اسمبلیوں میں جا کر ہمارے حقوق کی بات نہیں کرتیں، سابقہ دور میں جو طریق کار رہا ہے کہ وہ صرف rubber stamp اسمبلی تھی اور انھوں نے خواتین کے حقوق کے لئے یا خواتین کی معاشی ترقی کے لئے کوئی ایسے اقدامات نہیں کئے جس سے خواتین کو مضبوط کیا جا سکتا تھا یا جس سے خواتین یہ سوچتیں کہ ہم direct election میں آئیں نہ کہ وہ مخصوص نشستوں پر ترجیح دیتیں۔ ہم خواتین یہاں پر جو بھی بہنیں بیٹھی ہیں میں سمجھتی ہو کہ کسی نہ کسی جماعت سے ان کا ضرور تعلق ہے اور سالہا سال کی محنت کے بعد یہاں پہنچی ہیں۔ ہماری طرح اور بہنیں جو یہاں نشستوں کی کمی کی وجہ سے نہیں آ سکیں تو ان بہنوں کے لئے یا دور دراز علاقوں میں رہنے والی بہنوں کے لئے جن کی

آواز کوئی نہیں اٹھاتا اور جن کے لئے کوئی بات نہیں کرتا میں ان بہنوں کے لئے بات کرنا چاہتی ہوں کہ ان کی معاشی ترقی کے لئے خصوصی طور پر اقدامات کئے جائیں جیسے وفاقی حکومت نے کئے ہیں۔ پنجاب حکومت کو بھی چاہیے کہ خواتین کا ملازمتوں میں بھی کوٹا مخصوص کیا جائے اور گھریلو صنعتوں کے لئے بھی انھیں آسان شرائط پر قرضے دیئے جائیں۔ اس کے علاوہ دیہاتوں میں بیٹھی ہوئی جو بہنیں ہیں میں سمجھتی ہوں کہ ان کے لئے نہ کوئی تفریح کا پروگرام ہوتا ہے اور نہ وہ کہیں پر جا کر اپنی frustration کو نکال سکتی ہیں۔ میرے خیال میں ان کا گھر میں ہی لڑائی جھگڑے میں وقت گزر جاتا ہے۔ ان کے لئے U.C level پر clubs بنائے جائیں اور ساتھ ہی sports activities بھی شروع کی جائیں تاکہ کچھ بچیاں اور بہنیں اپنی practical life میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

جناب سپیکر! سیالکوٹ میں رہنے والی بہنیں جو کارخانوں میں کام کرتی ہیں یا گھروں میں بیٹھ کر فٹ بال وغیرہ سیتی ہیں میں سمجھتی ہوں کہ حکومت کو چاہیے کہ ان کے لئے cottage industries چھوٹے level پر لگائی جائیں جیسے سوویت یونین میں خواتین کی غربت کے خاتمے کے لئے ایسے اقدامات کئے گئے تھے تو خواتین کو آگے جا کر کافی حوصلہ افزائی بھی ہوئی تھی اور ان کے گھریلو بجٹ بھی متاثر نہیں ہوئے تھے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں سمجھتی ہوں کہ جو خواتین روزگار کے لئے گھروں سے باہر جاتی ہیں ان کو transport کے بہت مسائل ہوتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب حکومت نے جو بجٹ transport کے لئے رکھا ہے اس میں خاص طور پر working women کے لئے special transport کا آغاز کیا جائے کیونکہ آپ بھی عام زندگی میں دیکھتے ہوں گے کہ بس اور ویگن میں صرف دو سیٹیں خواتین کے لئے ہوتی ہیں اور بعض دفعہ وہ بھی خواتین کو جگہ نہیں دیتے اس لئے وہ خاتون جو گھر سے گھنٹوں پہلے اپنے روزگار کے مقام پر پہنچنے کے لئے نکلتی ہے تو اس کو جاتے ہی یا تو اپنے boss کی ڈانٹ کھانا پڑتی ہے یا پھر راستے میں ہی اس کا وقت ضائع ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! خواتین کا معاشرے میں مردوں کے برابر ایک کردار ہے اور وہ ہر میدان میں مردوں کے برابر کام کرتی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ خواتین زیادہ ذمہ دار ہیں۔ خواتین کو جو بھی ذمہ داری دی جاتی ہے وہ بہت احسن طریقے سے اور ایمانداری سے نبھاتی ہیں اس لئے براہ مہربانی خاص طور پر working women کے لئے الگ transport کا بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب کی جتنی بھی خواتین teachers ہیں جن کو contract base پر بھرتی کیا گیا لیکن سابقہ حکومت نے اپنا نام تو روشن کر لیا۔ میاں محمد نواز شریف نے بھی ان کے لئے بہت اچھے الفاظ کہے کہ پڑھے لکھے پنجاب کا اَن پڑھ وزیر اعلیٰ، اس نے میرے خیال میں صرف تین لفظ سیکھے تھے جو صرف اور صرف یہیں تک محدود تھے کہ ''ص'' سے صدر، ''م'' سے مشرف اور ''و'' سے وردی اس کے علاوہ اس نے اور کوئی چوتھا لفظ پڑھا اور نہ اس کو آیا۔اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ ان اربوں روپے کا حساب لیا جائے کہ جو اربوں روپے اس نے تعلیم کے نام پر لوٹے اور اپنی ذاتی تشہیر کی اور اس نے قائداعظم محمد علی جناح کا syllabus سے نام out کر کے ان کی تصویر ہٹا کر اپنی تصویر لگائی یہ اس کا سب سے بڑا جرم ہے کہ اس نے قوم کو تقسیم کر دیا۔ ایسے شخص کو جس نے قوم کو تقسیم کیا اس کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ صوبے کی نمائندگی کرتا؟ قائداعظم محمد علی جناح کا نام یا تصویر کسی نے نہیں ہٹائی، واحد یہ اَن پڑھ وزیر اعلیٰ تھا کہ جس نے اپنی ذاتی modeling کی خاطر قائداعظم محمد علی جناح کی تصویر ہٹا کر اپنی تصویر لگائی۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس کا audit کرایا جائے اور اس کا نام E.C.L میں شامل کیا جائے اور اربوں روپے اس سے واپس لئے جائیں اور وہ پیسے باقاعدہ تعلیم پر خرچ کئے جائیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!جس طرح سے Polio کے لئے محترمہ بے نظیر بھٹو شہید نے حکومتی level پر اس مہم کا آغاز کیا تھا۔ میری خواہش ہے کہ پنجاب حکومت اس کا credit لے اور ہیپاٹائٹس B اور C کی vaccination حکومتی level پر کرے کیونکہ یہ بہت مہنگی ہے اور عام آدمی کے بس کی بات نہیں۔غریب آدمی کو، عام آدمی کو جب اس مرض کا پتا چلتا ہے تو وہ اس کے قابو سے باہر ہو چکا ہوتا ہے اور وہ بے چارہ اپنا علاج کروانے کے قابل نہیں رہتا۔اس طرح سے کئی زندگیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

جناب سپیکر!میں چاہوں گی کہ جس طرح خواتین کے لئے وفاقی حکومت نے محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے دور حکومت میں First Women Bank دیا پنجاب میں بھی First Women Bank خواتین کے لئے ہونا چاہیے۔خواتین کے لئے الگ Police Stations ہونے چاہئیں، خواتین کو الگ آسان شرائط پر قرضے ملنے چاہئیں، آپ دیکھیں کہ خواتین کے ساتھ جیلوں میں جو سلوک ہوتا ہے، حکومت کے پاس ضمانت کی شکل میں جو اربوں روپیہ آتا ہے وہ کہاں جاتا ہے؟اگر اس اربوں روپے سے بھی آپ جیلوں کے لئے اصلاحات کریں تو میرے خیال میں اس سے جیل کی تمام قیدی عورتوں اور مردوں کو فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! ایک دو باتیں میری اور ہیں کہ ہمارے سول اداروں میں ابھی تک فوجی بیٹھے ہوئے ہیں جنہوں نے پوری پاک فوج کو بدنام کیا ہوا ہے۔ جو جرنیل بیٹھے ہوئے ہیں ان کو وہاں سے ہٹا کر بھل صفائی پر لگایا جائے، میں واقعی seriously کہہ رہی ہوں مذاق نہیں کر رہی، یہ جرنیل کسی اور کام کے تو ہیں نہیں لہذا مہربانی کر کے ان سے گند تو صاف کروائیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ جس طرح سے پنجاب حکومت یتیم بچوں کے لئے تعلیم کے انتظامات کر رہی ہے میری خواہش ہے کہ وہ بچے ایک تو جس کے والد کی سرپرستی چھن جاتی ہے اس کو ہم یتیم کہتے ہیں یا جس کے والد اور والدہ دونوں نہیں ہوتے، اس کی سرپرستی کون کرے گا؟ میری خواہش ہے اور آپ سے گزارش بھی ہے کہ ایسے بچوں کی کفالت پنجاب حکومت اپنے ذمے لے کیونکہ پنجاب حکومت نے جہاں پر credit یتیم بچوں کے حوالے سے لیا ہے تو تھوڑا سا اور آگے بڑھ کر جانے کی بات ہے، کئی غریب بچے جو آوارہ پھر رہے ہیں وہ تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو سکیں گے۔ میں سمجھتی ہوں کہ تعلیم کو مفت کیا جانا چاہیے۔ ہر level پر حتیٰ کہ یونیورسٹی تک طلباء کی فیسوں کو معاف کیا جائے، نہ کہ پچھلی حکومت کی طرح ہم کوئی ایسا کوئی ڈھونگ رچائیں، عوام کو بے وقوف بنائیں یا ان کو کہیں کہ ہم نے فلاں چیز میں ریلیف دے دیا۔ اگر ہم سمجھتے ہیں کہ بچوں کی پڑھائی اہم ہے اور یہ آج کی ضرورت ہے تو ہمیں practically چاہیے کہ ہم پنجاب level پر ان فیسوں کو کم از کم معاف کر دیں تاکہ بچے تعلیم آسانی سے حاصل کر سکیں۔ کتابیں تو ہر کسی نے ضرورت کے مطابق لینی ہیں جہاں تک وہ پڑھے گا لیکن اگر فیس کا بوجھ ہم ان سے ہٹالیں گے تو یہ بھی بہت اچھی بات ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ ہم نے ایک وقت مقرر کیا ہوا ہے اب آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے پانچ منٹ کی جگہ بیس منٹ بات کر لی ہے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: میں صرف ایک منٹ میں اپنی بات ختم کرتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جلدی ختم کریں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! ججز کی تنخواہوں میں جو اضافے کی بات ہے یہ اچھی اور بڑی خوش آئند بات ہے اور میں یہ چاہوں گی کہ اساتذہ کی تنخواہوں میں بھی اضافہ ہو کیونکہ یہ قوم کے معمار ہیں اور خاص طور پر lady teachers کو ان کے اپنے علاقوں میں رہنے دیا جانا چاہیے اور ان کو کسی سیاسی بنیاد پر کہیں بھی دوسری جگہ پر ٹرانسفر نہیں کرنا چاہئیں چاہے ان کا کسی بھی سیاسی پارٹی سے تعلق ہی کیوں نہ ہو۔ خواتین کو اپنے علاقوں ہی میں services دینی چاہئیں۔ میری آخری

گزارش یہ ہے کہ اس دفعہ جس طرح وزیر اعظم صاحب بھی اسمبلی میں وقفہ سوالات میں ممبران کے سوالات کا جواب دیتے ہیں تو ہماری یہ خواہش ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب بھی ادھر بیٹھا کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ جو پٹواری اور S.H.O کے تبادلوں کا چکر ہے یہ منتخب نمائندوں کے سپرد ہونا چاہیے کیونکہ جتنے high level سے یہ لوگ آئیں گے اتنے ہی یہ high level کو use کریں گے اور public میں یہ عہدہ misuse ہوگا۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار محمد حسین ڈوگر!

پیر محمد اشرف رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! جب ہم بات کرتے ہیں تو آپ discrimination کرتے ہیں اور پانچ منٹ میں ہمیں بند کر دیتے ہیں۔ اب بیس منٹ تک تقریر کی جارہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سردار محمد حسین ڈوگر!

سردار محمد حسین ڈوگر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں مشکور ہوں کہ آپ نے اس بجٹ سیشن میں مجھے موقع فراہم کیا۔ سب سے پہلے میں بجٹ 09-2008 اس ایوان میں پیش کرنے پر قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ بجٹ 09-2008 جن حالات میں ہم نے پیش کیا ہے یہ موجودہ منتخب حکومت کے لئے ایک challenge سے کم نہیں تھا۔ بجٹ آنے پر عوام کی آنکھیں بھی کھلی ہوتی ہیں اور کان بھی کھلے ہوتے ہیں۔ بجٹ حکومت کا ایک ایسا معاشی انتظام ہوتا ہے کہ جس کے ذریعے حکومت اپنی پالیسیوں کو عملی جامہ پہنا کر اس کے اثرات عوام تک پہنچانے کی کوشش کرتی ہے۔

جناب سپیکر! یہ باتیں پچھلے دو مہینے سے مختلف meetings اور اس ایوان کے floor پر ہو چکی ہیں کہ موجودہ منتخب حکومت کو ورثے میں بہت سارے مسائل ملے ہیں جن میں سب سے بڑا مسئلہ صوبہ پنجاب کے اندر امن عامہ کا ہے، اس کے بعد کرپشن، بے روزگاری، مہنگائی، خودکشیاں اور فاقے ہیں۔ ہم اور آپ سب عوام کو یہ یقین دلا کر اس ایوان میں پہنچے ہیں کہ ہم ان کے مسائل کو اس منتخب ایوان میں جا کر حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ جیسے مجھ سے پہلے جتنے بھی مقررین آئے

انہوں نے سابقہ دور میں صوبہ پنجاب کے ساتھ ہونے والی ناجوازیوں اور زیادتیوں کا ذکر کیا تو میں بھی اپنی تقریر کا آغاز وہیں سے شروع کرنا چاہتا ہوں۔ میں بھی پچھلے پانچ سال یہ خوبصورت نعرے اور وعدے سنتا رہا جیسے امن کے نام پر اس صوبے کی عوام کو نعرہ دیا گیا "محفوظ پنجاب" اور آج صوبہ پنجاب کے لوگ جانتے ہیں کہ ہمیں صوبہ پنجاب محفوظ کی بجائے لہو لہان ملا ہے، ڈکیتیاں، قتل وغارت اور اس کے علاوہ صوبہ پنجاب میں سب سے بڑا مسئلہ تعلیم کا ہے۔ "پڑھا لکھا پنجاب" کے نعرے پر بھی اس ایوان میں بڑی بحث ہو چکی، صحت مند پنجاب کے بارے میں بھی بڑی بحث ہو چکی، سر سبز پنجاب کے حوالے سے بھی بڑی بحث ہو چکی۔ موجودہ حکومت ان دعوؤں اور وعدوں پر یقین نہیں رکھتی۔ مجھے امید ہے کہ جس طرح وزیر خزانہ نے اپنی ٹیم کے ساتھ جس عرق ریزی سے صوبہ پنجاب کے اندر ان شعبہ جات میں تبدیلی لانے کے لئے محنت کی ہے اس پر موجودہ حکومت اور وزیر خزانہ خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ مجھے پتا ہے کہ ابھی مقررہ وقت کی گھنٹی بجے گی اس لئے میں اپنی تقریر کو مختصر کرنا چاہتا ہوں۔ عوام کی توقعات ایک تبدیلی کے لئے ہیں اور ہم نے بھی صوبہ پنجاب کی عوام کے ساتھ یہ وعدہ کیا ہے کہ ہم تبدیلی لے کر آئیں گے۔ میں اس ایوان کے floor پر یہ تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ تبدیلی کیسے آئے گی؟ ابھی اگر آپ سابقہ حکومت کے پچھلے بجٹ پر غور کریں تو میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ امن عامہ کے نام پر محکمہ پولیس کو جتنے funds مہیا کئے گئے وہ شاید ریکارڈ میں کبھی بھی مہیا نہیں کئے گئے ہوں گے، ان کی utilization اس طرح ہوئی کہ بڑے بڑے دفاتر ٹھیک ہوئے، گاڑیاں خریدی گئیں اور ان گاڑیوں کا آج بھی misuse ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ امن عامہ کے نام پر جتنے اقدامات کئے گئے اس کے اثرات نچلی سطح تک نہیں پہنچ سکے۔ اگر ہم نے امن عامہ قائم کرنا ہے تو law inforcing agency ہمارے پاس صرف پولیس ہے۔ پولیس کے نظام کو درست کرنے کے لئے جو ریفارمز لائی گئیں ان میں آپ نے پڑھا ہو گا پولیس آرڈر 2002 جو کہ مکمل طور پر فیل ہو چکا ہے۔ اس میں جو investigation کا طریق کار وضع کیا گیا ہے اس کا انحصار ناانصافی پر ہے۔ آپ دیکھیں کہ لوگوں کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ ہماری تفتیش کون کرے گا؟ لوگوں کے لئے investigation اور operation کا فرق بہت مشکل ہے۔ اب میں free registration پر آنا چاہتا ہوں کہ اس کا ترجمہ نیچے تھانوں میں یہ ہوا کہ پانچ ہزار روپے مقدمہ درج کرنے کے لئے اور دو ہزار روپے پنجاب میں جسے "لاگ وار" کہتے ہیں، سات ہزار میں مقدمہ درج ہو گا اور اس کے بعد وہ ایف۔آئی۔آر investigation کے پاس چلی جاتی ہے۔ بے گناہ لوگ

جو ایف۔آئی۔آر میں آتے ہیں ان کی تفتیش کے لئے اور ان کو بے گناہ کرنے کے لئے علیحدہ پیمانے اور مختلف rates ہیں۔ اسی طرح میرے فاضل ممبر دوست نے یہاں پر یہ پوائنٹ آؤٹ کیا کہ جس پولیس سے آپ امن بحال کرانا چاہتے ہیں۔ آپ اس کی working کا اندازہ لگائیں کہ کانسٹیبل سے لے کر انسپکٹرز تک 24 گھنٹوں میں سے ان سے 22 گھنٹے کام لیتے ہیں۔ اگر تھانوں کے نظام کو دیکھیں تو ان کے پاس کوئی مناسب رہائش ہے نہ ان کے پاس اپنے مقدمات نمٹانے کے لئے کوئی دفتر ہے اور نہ ان کے سونے کے لئے کوئی مناسب جگہ ہے۔ اگر ہم فیلڈ میں کام کرنے والے آفیسر سے بہترین کام لینا چاہتے ہیں اور صوبہ کے اندر کام کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں تھانوں میں تبدیلی لانا پڑے گی۔ جس طرح موٹر وے کے ایک ملازم کو 8 گھنٹے ڈیوٹی کے بعد رخصت کر دیا جاتا ہے۔ ان کی تنخواہیں بھی ہمیں بہتر کرنی پڑیں گی اور ان کی ٹریننگ اور تربیت میں بھی ہمیں خصوصی توجہ دینی پڑے گی۔ بہترین نتائج حاصل کرنے کے لئے تمام محکمہ جات میں جتنے بھی ہمارے officials ہیں یا جو بھی supervisory authority ہیں جب تک وہ اپنے محکمہ کے فیلڈ کے افسران کو فیلڈ میں نہیں بھیجیں گے اور supervision کے نظام کو بہتر نہیں کیا جائے گا اس وقت تک آپ صوبہ کے اندر کسی بھی نظام میں تبدیلی نہیں لا سکتے۔ میں تمام وزراء اور تمام ذمہ داران اتھارٹیز سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ اگر ہم نے واقعی صوبہ میں امن لانا ہے، صوبہ میں ترقی لانی ہے تو پھر سارے محکمہ جات کے اندر ایسا نظام بنانا پڑے گا کہ ہمیں فیلڈ میں کام کرنے والے officials کو ان کے کام کی احساس ذمہ داری دلانا پڑے گی اور ان سے کام لینا پڑے گا۔ ساری دنیا میں قوموں کا نام بنتا ہے لیکن قوموں کو منزل تک افراد لے کر جاتے ہیں ان کی قیادت لے کر جاتی ہے۔

(اذان عصر)

سردار محمد حسین ڈوگر: جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ قوموں کو منزل تک قیادتیں لے کر جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اور آپ کو یہ موقع فراہم کیا ہے کہ پاکستان میں یا صوبہ پنجاب میں یہ پہلا بجٹ نہیں ہے۔ ہر بجٹ آنے پر لوگوں کی امیدیں ہوتی ہیں کہ آنے والا بجٹ ہمارے لئے آسانیاں لے کر آئے گا، ہمارے لئے ترقی لے کر آئے گا، ہمارے لئے سہولتیں لے کر آئے گا لیکن ہر بجٹ کے ختم ہونے پر، ہر مالی سال کے ختم ہونے پر عوام کی مایوسیاں اسی طرح رہ جاتی ہیں تو میں مختصر وقت کے پیش نظر اپنے حلقہ کی طرف آنا چاہتا ہوں۔ میرا تعلق ضلع قصور سے ہے اور پی پی۔179 میرا انتخابی حلقہ ہے۔ میرا حلقہ وہ ہے جہاں پر پاکستان کی حدود ختم ہو جاتی ہیں۔ میرا حلقہ انتخاب کی سرحد

ہندوستان کی سرحد کے ساتھ 45 کلو میٹر لگتی ہے اور اس میں میرے انتخابی حلقہ میں آدھا ایریا جو ہے اس کو بارڈر ایریا قرار دیا گیا ہے اور جو بارڈر ایریا کے لوگ ہیں ان کے ساتھ بڑا نامساویانہ سلوک کیا جاتا ہے۔ میں اس کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ کہیں یہ بارڈر ایریا پانچ کلو میٹر پر ختم ہو جاتا ہے، کہیں اس کی حدود بارہ کلو میٹر پر ہیں، اس ایریا میں زمیندار یا وہاں کے جو رہائشی ہیں اپنے ہی لگائے ہوئے درخت اور ان کو جو وہ پال پوس کر بڑا کرتے ہیں وہ کاٹ نہیں سکتے۔ اگر وہ اپنی زمینوں سے درخت کاٹیں تو ان کے خلاف مقدمات درج کر دیئے جاتے ہیں اور اس ایریا میں جتنی سرکاری اراضی پڑی ہوئی ہے، وہ صوبائی ہے یا وفاقی ہے اس ساری زمین کو lease out رینجرز کرتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ بارڈر ایریا میں جتنی صوبائی یا وفاقی زمین ہے غریب مزارعوں میں تقسیم کر دی جائے تاکہ وہ اپنا روزگار چلا سکیں۔ میں وزیر معدنیات کی توجہ اس جانب دلانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر یہ عالم ہے کہ کوئی آدمی اگر اپنا گھر بنانے کے لئے اپنی زمین سے ریت نکالتا ہے تو اس کو سترہ سو روپے فی ٹرالی دینے پڑتے ہیں اور لینے والے کون ہیں وہ حساس ادارے کے لوگ ہیں۔ وہ گنیں لے کر بیٹھے ہیں اور وہ گن کے زور پر ان سے سترہ سو روپے وصول کرتے ہیں۔ اگر ایک آدمی اپنی ہی زمین سے اپنا ہی مکان بنانے کے لئے ریت نکالتا ہے تو اس کو سترہ سو روپے ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اسی طرح ایسے لگتا ہے کہ وہ جو بارڈر ایریا ہے وہ پاکستان کے قانون کے اندر ہے اور نہ پاکستان کی حدود میں ہے۔ میں ان مسائل کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! میرے پورے انتخابی حلقہ میں کوئی ڈگری کالج نہیں ہے۔ بچیوں کو خاص طور پر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے کم از کم دونوں سائیڈ پر چونیاں جانا پڑتا ہے یا قصور آنا پڑتا ہے جو فاصلہ 45/40 کلو میٹر بنتا ہے اور ہر ایک کے پاس ٹرانسپورٹ کا کوئی انتظام بھی نہیں ہے۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں اور اس پر وزیر تعلیم اور Planning and Development Department کو بھی گزارش کروں گا کہ میرے حلقہ انتخاب کے اندر دو ڈگری کالج منظور کئے جائیں اور خصوصی طور پر ایک گرلز ڈگری کالج میرے حلقہ کے سب سے بڑے ٹاؤن کھڈیاں خاص میں قائم کیا جائے۔

جناب سپیکر! ایک بات کی نشاندہی میں اس ایوان میں کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ممبران کو یہ موقع آپ نے فراہم کیا ہے کہ ہم اپنے حلقے کی بات کر سکیں اور اپنے حلقہ کے عوام کے مسائل کی بات

کر سکیں تو وزراء کی حاضری کو بھی یقینی بنائیں کیونکہ انہوں نے ہی ہماری ان گزارشات پر عملدرآمد کروانا ہے۔

جناب سپیکر! کھیت مزدور کی ترقی کے لئے کوئی بات نہیں کی گئی اور پاکستان کے اندر کھیت مزدور کی جتنی تلخ زندگی ہے وہ کسی اور کی نہیں ہو سکتی کیونکہ آج بھی کھیت مزدور کی دیہاڑی 150 روپے ہے اور آپ اندازہ لگائیں کہ کوئی اکانومسٹ 6/7 افراد کے گھرانے کا ایک دن کا بجٹ بنا کر دے دے کہ 150 روپے میں اپنے بچوں اور اپنی دیگر ضروریات یعنی روٹی ہی نہیں کھا سکتا تو ان کی ترقی کے لئے بھی ہمیں کوئی ایسا فنڈ یا طریقہ کار وضع کرنا چاہئے۔ ان کے بچوں کی تعلیم کو مفت کرنا چاہئے یا ان کے علاج معالجہ جس طرح کہ صنعتی کارکنوں کے لئے سوشل سیکورٹی کا انتظام ہے، اسی طرح فارم ورکروں کے لئے سوشل سیکورٹی کی طرز کا انتظام کیا جائے تاکہ ان کو صحت کی سہولتیں میسر ہو سکیں اور ان کے لئے بھی کوئی ایسا ویلفیئر فنڈ مقرر کیا جائے جس سے وہ اپنے بچوں کی اور باقی ضروریات پوری کر سکیں۔

جناب سپیکر! پاکستان کے اندر سب سے بڑا مسئلہ کرپشن کا ہے جس کے خاتمے کے لئے ہر حکومت بڑے دعوے کرتی ہے لیکن آج تک کرپشن پر قابو نہیں پایا جا سکا اور اس کرپشن کے نظام کو ٹھیکیداری نظام نے چار چاند لگائے ہیں اور میں اس ایوان کے floor پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ٹھیکیداری نظام نے پاکستان کی بنیادوں میں ریت بھر دی ہے۔ یہ سارا خورد برد کا نظام ہے۔ اگر آپ نے انہی ٹھیکیداروں کے ذریعے پاکستان کی ترقی کرنی ہے تو پھر آپ کا کوئی پل محفوظ ہو گا نہ آپ کی کوئی بلڈنگ محفوظ ہو گی۔ جس ہاؤس میں آپ اور میں اس وقت بیٹھے ہوئے ہیں تو آپ اس کو دیکھیں کہ یہ کتنے سال پہلے بنا ہے تو مجھے اس کی کوئی ٹوٹ پھوٹ نظر نہیں آتی اور ایک ایوان اس طرف آپ کی نگرانی میں بن رہا ہے تو آپ نے دیکھنا اور مقابلہ کرنا ہے کہ اس کی پانچ سال کے بعد کیا حالت ہو گی؟ اس نظام پر بھی ہمیں غور کرنا چاہئے اور اس ٹھیکیداری نظام کو ختم کر دینا چاہئے۔

جناب سپیکر! پنجاب اور پاکستان کے اندر ناظمین سسٹم نے بھی کرپشن کو فروغ دیا ہے اور کرپشن کی اس نظام کے تحت مزید ڈویلپمنٹ ہوئی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ناظمین سسٹم کو بھی review کیا جائے اور ایسا نظام لایا جائے کیونکہ ناظمین سسٹم کے ذریعے ہی ہم نے گلی محلوں کے اندر development لے کر جانی ہے لیکن یہ بلدیاتی ادارے کرپشن کے گڑھ بن چکے ہیں۔ ان

کے اندر بھی کوئی تبدیلی لانی چاہئے اور ایسا نظام ہمیں وضع کرنا چاہئے کہ جس سے صوبہ پنجاب کے عوام کو خاطر خواہ نتائج حاصل ہو سکیں۔

جناب سپیکر! صوبہ پنجاب میں غریبوں کی امداد کے لئے ماسوائے زکوٰۃ، بیت المال کے کوئی نظام نہیں ہے۔ آپ بھی بخوبی جانتے ہیں اور ہم بھی کہ زکوٰۃ کی تقسیم کس طرح ہوتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ غریبوں تک پہنچنے کی بجائے پروفیشنل لوگ اسے کس طرح ہڑپ کرتے ہیں تو میری یہ تجویز ہے کہ اس نظام کو بھی درست کیا جائے، اسی نظام کے تحت غریبوں کی بچیوں کے ہاتھ پیلے کرنے کے لئے ہم ان کی مدد کرتے ہیں۔ غریبوں کے علاج معالجہ کے لئے ان کی مدد کرتے ہیں اور غریبوں کو اپنا روزگار خود حاصل کرنے کے لئے انہیں چھوٹے چھوٹے کاروبار کرنے کے لئے اسی مد سے مدد کرتے ہیں لیکن یہ نظام بھی خورد برد کا شکار ہو چکا ہے اور اس میں بھی کرپشن انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ ہم اگر اسی بات پر انحصار کرتے رہے کہ سابقہ حکمرانوں اور سابق حکومتوں نے یہ کیا، ہمیں یہ مسائل وراثت میں ملے، تو یہ گیت ہم کب تک گائیں گے؟ دو مہینے اور گالیں گے، چار مہینے اور گالیں گے اور ابھی تو دو مہینے کے بعد لوگ ہم سے بھی پوچھنا شروع کر دیں گے اور ابھی بھی پوچھتے ہیں کہ آپ نے 100 دن کا پروگرام دیا تھا اور اس پر آپ نے کتنا عملدرآمد کیا ہے؟ تو ہماری accountability عوام نے کرنی ہے اور ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ جن باتوں کی نشاندہی میں نے کی ہے، ان سارے شعبہ جات میں accountability کا کوئی ایسا شفاف نظام بنایا جائے، ایک deterrence پیدا کیا جائے اور لوگوں کے اندر ایک خوف پیدا کیا جائے کہ کرپٹ element کرپشن سے باز آ جائیں۔ جب تک آپ اس سوسائٹی کے اندر کرپشن کے ناسور کو ختم کرنے کے لئے کوشش نہیں کریں گے یا کوئی عملی اقدامات نہیں کریں گے تو اس وقت تک آپ کے یہ سارے پروگرام اور پالیسیاں ایسے ہی چلی جائیں گی اور ہمارے یہ دعوے اور وعدے ہی رہیں گے۔ انہی الفاظ اور دعا کے ساتھ اپنی بحث کو ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمت اور طاقت دے کہ ہم سب مل کر صوبہ پنجاب کے عوام کی زندگی کے اندر کوئی آسانی لا سکیں اور آئندہ جب ہم عوام کے پاس جائیں تو ان میں سرخرو ہوں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ انجم صفدر صاحبہ!

محترمہ انجم صفدر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا اور اب تو مجھے یہاں سے آوازیں آنے لگی تھیں کہ " متاثرین اسمبلی" تو آپ کو دیکھ کر مجھے حوصلہ ہوا کہ اگر آپ بھی ہمارے ساتھ شامل ہیں تو ہم کیوں نہیں۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں ماضی کی حکومت کی طرف سے ورثے میں دیئے گئے تباہ کن معاشی حالات کے باوجود ایک متوازی بجٹ پیش کرنے پر اپنے وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب، اپنے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ان کی کابینہ و معزز ایوان کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے 8۔ جون 2008 کو اپنی تقریر میں واضح طور پر بتایا تھا کہ وہ اپنے صوبے کی بہتر خدمت کرنے کے لئے کن شعبوں پر کام کرنا چاہتے ہیں اور ہماری ترجیحات کیا ہوں گی؟ جن میں انصاف کی فراہمی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کی بات کاٹتے ہوئے بات کروں گا کہ ماشاءاللہ ممبران نے کافی نام دیئے ہوئے ہیں اور ہماری کوششوں کے باوجود حالات آپ کے سامنے ہیں تو آج بھی یہ فیصلہ ہوا ہے جس کا تفصیلی اعلان میں ہاؤس کی کارروائی ختم کرتے وقت کروں گا لیکن میں ممبران کی اطلاع کے لئے بتانا چاہتا ہوں کہ بجٹ پر بحث کو ہم انشاءاللہ تعالیٰ کل بھی چلائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ملک محمد عباس راں: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے فرمایا ہے کہ بحث کل بھی چلے گی تو اس سلسلے میں ہمیں کم از کم بتا دیا جائے کہ ہماری باری کب آئے گی کیونکہ جمعرات کو میں نے نام دیا تھا اور اب تک باری نہیں آئی۔ ہمیں اتنا بتا دیا جائے کہ آج کن کن ممبران کی باری ہے اور ہاؤس کی کارروائی مزید کتنی دیر تک چلے گی؟

جناب قائم مقام سپیکر: ہاؤس کی کارروائی رات ساڑھے آٹھ سے 9 بجے تک چلائیں گے اور اس میں جتنے ممبران ہوں گے وہ آج ہو جائیں گے اور باقی انشاءاللہ تعالیٰ کل کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ملک عامر صاحب!

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر! ہماری باری بھی لے آنا ہم پسماندہ علاقوں سے تعلق رکھنے والے ہیں برائے مہربانی آپ ہمیں پسماندہ نہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: تمام دوست تشریف رکھیں، مجھے یہ احساس نہ دلائیں کہ میں نے کل کا ٹائم دے کر غلطی کر دی ہے تمام دوست تشریف رکھیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب محسن لطیف: پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب قائم مقام سپیکر: جی، محسن لطیف!

مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں محمد نواز شریف کے کاغذات نامزدگی مسترد ہونے پر معزز ممبران اسمبلی کی طرف سے پُرزور مذمت اور اجلاس کی کارروائی ملتوی کرنے کا مطالبہ

جناب محسن لطیف: جناب سپیکر! ابھی یہ خبر آئی ہے کہ پی۔ سی۔ او ججوں نے ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف کے کاغذات نامزدگی مسترد کر دیئے ہیں ہم اس پر بائیکاٹ کر کے جا رہے ہیں۔ ہم اپنے قائد میاں محمد نواز شریف کے بغیر کسی وجہ کے کاغذات مسترد ہونے کی پُرزور مذمت کرتے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ جو پی۔ سی۔ او ججوں نے اس طرح کیا ہے اگر اسی طرح کے فیصلے کئے گئے تو یہ ایک گھناؤنی سازش ہے federation of Pakistan کے خلاف، اس coalition government کے خلاف اگر یہ باز نہ آئے تو ہم بھی قانونی طریقے سے ان کے خلاف پوری طرح قانونی کارروائی کا حق محفوظ رکھتے ہیں اور جو judicial system میں ان کے خلاف complaint ہو گی اور reference ہوں گے وہ بھی ہم انشاء اللہ تعالیٰ فوری طور پر with relevant provision اور with relevant allegation ہم put کریں گے اور جناب کی توسط سے ان کے خلاف کڑے احتساب کے لئے بھرپور مطالبہ کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، اعجاز صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ ایک قومی سانحہ ہے کہ آج میاں محمد نواز شریف کے الیکشن سے دو دن قبل ان کے کاغذات نامزدگی پی۔ سی۔ او ججوں کی طرف سے مسترد کئے گئے ہیں۔ 18- فروری 2008 کے بعد جب عوام نے جمہوری قوتوں کو یہاں mandate دیا تو ہم نے اسی وقت اس بات

کا عہد کیا تھا اور اپنی coalition parties سے بھی اس بات کا تقاضا کیا تھا کہ پرویز مشرف نے uniform تو اتار دی ہے لیکن وہ ایک غیر آئینی طور پر ایوان صدر میں بیٹھا ہے اس سے جتنا جلد از جلد چھٹکارا حاصل کیا جائے اور عدلیہ کو بحال کیا جائے یہ معاشرہ کے لئے مفید ہوگا لیکن اس بات پر توجہ نہیں کی گئی۔ آج نتیجتاً ہم نے دیکھا کہ پی۔ سی۔ او ججوں نے ہمارے قومی leader محترم میاں محمد نواز شریف کے کاغذات نامزدگی مسترد کر دیئے ہیں۔ اس قسم کے سانحات سے بچنے کے لئے فوری طور پر میں House اور تمام political parties سے اس بات کا مطالبہ کرتا ہوں کہ چونکہ کاغذات مسترد ہوئے ہیں لہذا یہ کارروائی بند کی جائے اور ہم لوگ یہاں سے جا رہے ہیں۔

مہر اعجاز احمد اچلانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اچلانہ صاحب!

مہر اعجاز احمد اچلانہ: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میاں محمد نواز شریف کے کاغذات نامزدگی جس گھناؤنے طریقے سے مسترد کئے گئے ہیں یہ جمہوریت کے خلاف ایک بہت بڑی سازش ہے اور ہم جو جمہوریت کو آگے بڑھانا چاہتے تھے اور قوم کو ایک dictator سے مکمل طور پر نجات دلانا چاہتے تھے اس میں رکاوٹ ڈالی گئی ہے۔ میں اس House کے توسط سے اپنی leadership سے یہ التماس کروں گا کہ وہ جلد ہی صدر مشرف کے خلاف مواخذے کی تحریک پیش کریں اور اس سے قوم کو نجات دلائیں۔ شکریہ

معزز اراکین حزب اقتدار: گو مشرف گو، گو مشرف گو، گو مشرف گو۔۔۔ (نعرہ بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز House میں خاموشی اختیار کریں اور بات کرنے دیں۔ میں minister صاحب کو floor دے رہا ہوں اب minister صاحب بات کریں گے۔

وزیر خوراک، صحت، مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ابھی سارے حضرات، دوست احباب اور اسمبلی کے معزز ممبران جس بات پر تبصرہ کر رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ سیاسی تاریخ میں کسی بھی لحاظ سے کسی اچھے معاشرے کی نشاندہی نہیں کر رہے ہیں۔ ہم سب نے دیکھا کہ جیسے سیاسی میدان میں پوری قوم smooth sailing چاہتی ہے اس میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے سازشیں ہو رہی ہیں اور یہ اس کی ایک کڑی ہے جو آج ہمارے سامنے آئی ہے۔ جس طرح سب معزز

اراکین بیٹھے ہیں ان سب کے ایک ہی جذبات ہیں۔ یہ coalition government اسی لحاظ سے چلنا چاہتی ہے ہمارے آپس میں کوئی differences نہیں ہیں لیکن ایک چیز بڑی واضح ہے کہ اس dictator سے جب تک نجات نہیں ملے گی یہ اسی طرح سازشیں کرتے رہیں گے۔ میری آپ سے ایک request ہے کہ آپ مہربانی فرما کر احتجاجاً یہ اجلاس ابھی ختم کر دیں تاکہ ہم اس احتجاج میں شامل ہو سکیں اور ہم ابھی جا کر پریس کے سامنے بھی اور جو کچھ بھی ہم سے بن پڑا وہ کریں گے۔آپ سے میری humble request ہے کہ مہربانی کر کے صبح تک کے لئے اجلاس ختم کر دیں صبح پھر اجلاس ہوگا۔

جناب قائم مقام سپیکر: تمام معزز اراکین میری بات سنیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ جو جذبات آپ کے ہیں اس House کا جمہوری روایات کی وجہ سے وجود ہے اور میں as a Speaker یہ سمجھتا ہوں کہ اس ملک کے اندر جب تک صحیح معنوں میں جمہوریت نہیں آئے گی یہ ملک ترقی نہیں کر سکتا۔آج اگر کوئی تبدیلی کی علامت پاکستان کے اندر رہے اور کوئی لیڈر ہے تو وہ محترمہ بے نظیر بھٹو ان کے بعد آصف علی زرداری، میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین) آج کا یہ فیصلہ ہے میں خود بھی ایک وکیل ہوں یہ کس طرح کا انصاف ہے کہ ایک شخص جس کو اجازت مل چکی ہے جو leader ہے جس پر پوری قوم نے 18۔فروری 2008 کو اعتماد کا اظہار کیا ہے اس کی تقدیر کسی پی۔سی۔او شدہ جج کے ہاتھ نہیں دی جا سکتی اور اس بات پر میں ایوان کے ساتھ ہوں،آپ کے ساتھ ہوں اور آپ نے جو یہاں put کیا ہے کہ احتجاجاً اس House کی کارروائی کو موخر کیا جائے تو میں صرف اتنی عرض کروں گا کہ آج کے شیڈول کے مطابق آج بجٹ پر عام بحث کا آخری دن تھا لیکن بہت سے معزز اراکین آج بھی بحث میں حصہ نہ لے سکے ان اراکین کے پرزور اصرار پر اور اب جو صورتحال پیدا ہو گئی ہے۔اس کی بنیاد پر میں نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ 138 کے تحت حاصل شدہ اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے پہلے سے جاری شدہ شیڈول میں تبدیلی کر دی ہے۔اب کل بھی بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی تمام خواہش منداراکین کی تقاریر کے بعد وزیر خزانہ بجٹ پر بحث کو wind up کریں گے۔اب اجلاس بروز منگل مورخہ 24۔جون 2008 صبح 10 بجے تک کے لئے اس دعا کے ساتھ ملتوی کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کا حامی و ناصر ہو اور اس ملک کے اندر صحیح فیصلے کرنے والوں کو لے کر آئے۔ بہت شکریہ

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2008

منگل 24، بدھ 25، جمعرات 26، جمعتہ المبارک 27، ہفتہ 28 جون اور جمعرات 3۔ جولائی 2008
(یوم الثلاثہ 19، یوم الاربعاء 20، یوم الخمیس 21، یوم الجمع 22، یوم السبت 23 یوم الخمیس، 28۔ جمادی الثانی 1429ھ)

پندرھویں اسمبلی: ساتواں اجلاس

جلد 7 (حصہ دوم) : شمارہ 6 تا 11

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

ساتواں اجلاس

منگل،24 ۔جون 2008

جلد7 : شمارہ 6

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1-	ایجنڈا	------------	473
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	------------	475
3۔	نعت رسول مقبولﷺ	------------	476
	پوائنٹ آف آرڈر		
4۔	رکن اسمبلی کا حلف	------------	476
5۔	قائد مسلم لیگ(ن) میاں محمد نواز شریف کو نااہل قرار دیئے جانے پر ارکان اسمبلی کا اظہار افسوس	------------	477
	سرکاری کارروائی		
6۔	سالانہ بجٹ بابت سال 09-2008 پر جاری عام بحث کا سمیٹنا	------------	535

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	بدھ،25 ۔جون2008		
	جلد7 : شمارہ7		
7-	ایجنڈا	-----------	543
8۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	-----------	545
9۔	نعت رسول مقبولﷺ	-----------	546
	پوائنٹ آف آرڈر		
10۔	وزیراعظم (سید یوسف رضا گیلانی) کو میاں محمد نواز شریف کے خلاف عدالتی فیصلے پر متعلقہ حلقہ میں الیکشن ملتوی کرنے اور سپریم کورٹ سے رجوع کرنے پر خراج تحسین کا پیش کیا جانا	-----------	546
	تحاریک التوائے کار		
11۔	پنجاب میں غیر ملکی سرمایہ کاروں اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کی زرعی شعبہ میں سرمایہ کاری سے ضروریات زندگی کی اشیاء مزید مہنگی ہونے کا خدشہ	-----------	552
12۔	کنزیومر پروٹیکشن ایکٹ پر عملدرآمد نہ ہونے کی وجہ سے غیر معیاری اشیاء کی فروخت میں اضافہ	-----------	558
13۔	موضع للیانی مصطفیٰ آباد (قصور) کے مکینوں کو پینے کے پانی کی عدم دستیابی	-----------	564
	سرکاری کارروائی		
14۔	مطالبات زر بابت سال 09-2008 پر بحث اور رائے شماری	-----------	565
	پوائنٹ آف آرڈر		
15۔	قائد حزب اختلاف کے تقرر کے لئے مطلوبہ اکثریت نہ ہونے کے بارے میں رولنگ کا مطالبہ	-----------	616
16۔	مطالبات زر بابت سال 09-2008 پر بحث اور رائے شماری (---جاری)	-----------	618
17۔	سالانہ بجٹ بابت 09۔2008 پاس ہونے پر معزز اراکین کی حکومت کو مبارکبادیں	-----------	620

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	جمعرات،26۔جون2008	
	جلد7،شمارہ8	
18-	ایجنڈا ------------	643
19۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	645
20۔	نعت رسول مقبولﷺ ------------	646
	پوائنٹ آف آرڈر	
21۔	جنرل پرویز مشرف کاامریکہ کی خوشنودی کے لئے پاکستانی ہیرو ڈاکٹر عبدالقدیر خان کونظر بند کرنا ------------	646
22۔	جناب سپیکر کااپنے صوابدیدی اختیارات کے تحت اپوزیشن لیڈر کانامزد کرنا ------------	649
23۔	پاکستان میں جمہوریت کے فروغ کے لئے150 ملین ڈالر کی امریکی امداد------------	650
24۔	معزز رکن اسمبلی کی جانب سےL.A.F.C.Oکے خلاف تحریک استحقاق پیش کرنے پر عملہ کا ردعمل ------------	655
25۔	سلمان رشدی کوسر کاخطاب دیئے جانے پر مسلم امہ کااحتجاج ------------	660
26۔	میاں اجمل آصف ایم۔پی۔اے پی پی۔63کی گرفتاری کی اطلاع ------------	663
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون(جوایوان میں زیر غور لایا گیا)	
27۔	مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ2008(مسودہ قانون نمبر7بابت2008) ------------	665
28۔	منظور شدہ اخراجات کاگوشوارہ بابت سال09۔2008 کاایوان میں پیش کیاجانا ------------	668
29۔	دو اراکین اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں شمولیت کی تحریک ------------	668

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	جمعۃ المبارک، 27 - جون 2008		
	جلد 7، شمارہ 9		
30-	ایجنڈا	------------	697
31-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	699
32-	نعت رسول مقبول ﷺ	------------	700
	سرکاری کارروائی		
33-	ضمنی بجٹ بابت سال 08-2007 پر عام بحث	------------	701
34-	نو منتخب رکن پنجاب اسمبلی میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کا حلف	------------	715
35-	ضمنی بجٹ بابت سال 08-2007 پر عام بحث (---جاری)	------------	715
36-	سابق رکن پنجاب اسمبلی مولانا منظور احمد چنیوٹی (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت	------------	742
37-	ضمنی بجٹ بابت سال 08-2007 پر عام بحث (---جاری)	------------	742
38-	ضمنی بجٹ بابت سال 08-2007 پر وزیر خزانہ کی اختتامی تقریر	------------	758
	ہفتہ، 28- جون 2008		
	جلد 7 : شمارہ 10		
39-	ایجنڈا	------------	761
40-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	763
41-	نعت رسول مقبول ﷺ	------------	764
	تحاریک استحقاق		
42-	شیخوپورہ روڈ پر ٹول پلازہ کوٹ عبدالمالک کے عملہ اور ٹریفک عملہ کا معزز رکن اسمبلی سے ناروا سلوک	------------	764

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر		
43۔	ضلع میانوالی میں گندم کی نقل و حمل پر پابندی	------------	767
44۔	شوگر مل مالکان کی جانب سے گنے کی رقوم کی ادائیگی نہ کرنے سے کسانوں کو مشکلات کا سامنا	------------	768
	تحاریک استحقاق (۔۔۔جاری)		
45۔	ایس ای اور ایکسیئن واپڈا مظفر گڑھ کا معزز رکن اسمبلی سے ناروا سلوک	------------	774
46۔	کنزیومر پروٹیکشن ایکٹ پر عملدرآمد نہ ہونے کی وجہ سے غیر معیاری اشیاء کی فروخت میں اضافہ (۔۔۔جاری)	------------	778
47۔	ہربنس پورہ (لاہور) میں ہزاروں ایکڑ سرکاری اراضی پر لینڈ مافیا (یوسی ناظمین) کا قبضہ اور فروخت	------------	787
48۔	اراکین اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت	------------	795
	سرکاری کارروائی		
49۔	ضمنی مطالبات زر برائے سال 08-2007 پر بحث اور رائے شماری	------------	799
50۔	کورم کی نشاندہی	------------	807
51۔	ضمنی مطالبات زر برائے سال 08-2007 پر بحث اور رائے شماری (۔۔۔جاری)	------------	808
52۔	منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال 08۔2007 کا ایوان میں پیش کیا جانا	------------	827
53۔	بجٹ برائے سال 09۔2008 پر بحث	------------	829
54۔	کورم کی نشاندہی	------------	842

تحاریک

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	جمعرات،3۔جولائی2008		
	جلد7 : شمارہ11		
55-	ایجنڈا	------------	845
56-	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	------------	847
57-	نعت رسول مقبول ﷺ	------------	848
58-	نومنتخب اراکین اسمبلی کا حلف	------------	848
59-	نومنتخب اراکین اسمبلی کے ایوان سے خطابات	------------	849
	پوائنٹ آف آرڈر		
60-	صحافی کالونی پر ناجائز قبضہ	------------	858
61-	صحافی کالونی پر ناجائز قبضہ واگزار کروانے کے لئے کمیٹی کا قیام	------------	863
62-	مرکزی حکومت کی طرف سے سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کرنے کے خلاف قرارداد پیش کرنے کا مطالبہ	------------	870
	سوالات (محکمہ جات ہائر ایجوکیشن اور سکولز ایجوکیشن)		
63-	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	------------	871
64-	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	------------	905
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)		
65-	مسودہ قانون (تنسیخ) نظریہ پاکستان فاؤنڈیشن مصدرہ 2008اور مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب پنشن فنڈ مصدرہ 2008 کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا	------------	936
	توجہ دلاؤ نوٹس		
66-	شیخوپورہ میں فائرنگ سے ڈاکٹر کا قتل	------------	937
67-	شیخوپورہ، نامعلوم افراد کی فائرنگ سے دربار اللہ رکھا کے مجاور کا قتل	------------	941

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک استحقاق	
68۔	ڈی۔ایم۔ایس میو ہسپتال (لاہور) کا معزز رکن اسمبلی سے ناروا سلوک ----------	942
	تحاریک التوائے کار	
69۔	گورنمنٹ ہائی سکول گلبرگ کینٹ (لاہور) سے ملحقہ سرکاری اراضی پر ناجائز قبضہ -----------	944
	پوائنٹ آف آرڈر	
70۔	ایوان میں نعت رسول مقبول ﷺ پیش کرنے کے لئے قواعد انضباط کار میں ترمیم کا مطالبہ -----------	947
	تحاریک التوائے کار (---جاری)	
71۔	سلاٹر ہاؤس (لاہور) میں مردہ جانوروں کے گوشت کی فروخت -----------	950
72۔	فاروق گنج مصری شاہ (لاہور) میں ڈاکوؤں کی فائرنگ سے لیبر ٹھیکیدار کی ہلاکت -----------	951
72۔	اسامہ بلاک نشتر کالونی (لاہور) میں بچی کا اغواء برائے تاوان -----------	951
74۔	لاہور میں جعلی ہاؤسنگ سوسائٹیز کی بھرمار -----------	953
75۔	شوگر ملز مالکان کے گنے کے کاشتکاروں پر مظالم -----------	956
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	قواعد کی معطلی کی تحریک	
76۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں ترمیم کی اجازت کی تحریک -----------	960
77۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 24 کے ذیلی قاعدہ 3 میں ترمیم کی تحریک -----------	961
78۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ -----------	965
79۔	انڈکس	

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ شمائلہ راناصاحبہ نعت رسول مقبولﷺ کے لئے تشریف لائیں۔

نعت رسول مقبولﷺ

محترمہ شمائلہ رانا:

کوئی مثل مصطفیٰ کا کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہو گا
کسی اور کا یہ رتبہ کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہو گا
انہیں خلق کر کے نازاں ہوا خود ہی دست قدرت
کوئی شاہکار ایسا کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہو گا
میرے دامن طلب کو ہے انہی کے در سے نسبت
کسی اور در سے رشتہ کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہو گا
کوئی مثل مصطفیٰ کا کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہو گا
کسی اور کا یہ رتبہ کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہو گا

پوائنٹ آف آرڈر

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

رکن اسمبلی کا حلف

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کو ابھی وقت دوں گا کیونکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک نو منتخب رکن سید عبدالقادر گیلانی پی پی۔295 حلف لینے کے لئے چیمبر میں موجود ہیں تو چونکہ قوانین یہ ہیں کہ اگر وہ آئے ہیں تو پہلے ان سے حلف ہو گا اس کے بعد باقی کارروائی شروع کی جائے گی اور اس کے بعد میں آپ کو وقت دیتا ہوں۔ ان سے استدعا ہے کہ حلف لینے کے لئے اپنی نشست پر کھڑے ہو جائیں اور حلف لینے کے بعد حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت فرمائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر بلا مقابلہ منتخب ہونے والے سید عبدالقادر گیلانی نے بطور رکن پنجاب اسمبلی حلف اٹھایا اور حلف والے رجسٹر پر اپنے دستخط کئے)

جناب قائم مقام سپیکر: آج جن حالات میں اسمبلی کا سیشن ہم شروع کر رہے ہیں تو کل میں نے قواعد انضباط کار کو معطل کر کے جس کا مجھے اختیار ہے، اس کو استعمال کر کے آج بجٹ پر عام بحث کے لئے دن رکھا تھا اور کل جب ہم نے یہ اعلان کر دیا تھا تو پھر اس کے بعد یہ افسوسناک واقعہ ہوا اور اس پر آپ کا ردعمل سامنے آیا تو پھر ہم نے کل اسی وقت اجلاس کی کارروائی ختم کر دی تھی تو آج میں اسی کارروائی کو آگے بڑھاتے ہوئے وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی بات کریں۔ جی، کائرہ صاحب!

قائد مسلم لیگ (ن) میاں محمد نواز شریف کو نااہل قرار دیئے جانے پر ارکان اسمبلی کا اظہار افسوس

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں محمد نواز شریف کو نااہل قرار دینے کے فیصلے کی پرزور مذمت کرتا ہوں اور اس فیصلے کو ہم بحیثیت پارٹی مسترد کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں میاں محمد نواز شریف اور ان کی پارٹی کو یقین دہانی کروانا چاہتا ہوں کہ ہم ان کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے رہیں گے اور ہم ہر مشکل میں ان کے ساتھ ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) ہم کسی بھی غیر قانونی ہتھکنڈے کو کسی صورت قبول نہیں کرتے اور ہم کسی بھی ہتھکنڈے کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ یہ انصاف کی دھجیاں اڑائی گئی ہیں اور یہ انصاف پر حملے کے مترادف ہے۔ یہ صرف اسمبلی نے نہیں، ہمارے ساتھیوں نے نہیں بلکہ پورے پاکستان کی عوام نے اس فیصلے کو مسترد کر دیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ جمہوریت کو ہائی جیک کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور ہم اس جدوجہد میں جمہوریت کو بحال رکھنے میں اپنی coalition کو کامیاب رکھیں گے اور ہم ہمیشہ آپ کے ساتھ رہیں گے اور کسی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھ سے پہلے میرے بھائی جناب تنویر اشرف کائرہ نے بڑی خوبصورت بات کی ہے۔ کل ہائی کورٹ سے جو P.C.O والے ججوں کا فیصلہ آیا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ فیصلہ قائد محترم، رہبر پاکستان میاں محمد نواز شریف کے خلاف نہیں آیا، یہ فیصلہ پاکستان کے خلاف آیا ہے۔ (شیم شیم کی آوازیں)
یہ فیصلہ پاکستان کے 16 کروڑ عوام کے خلاف آیا ہے اور میں آج پنجاب اسمبلی کے اندر کھڑے ہو کر یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ 1947 میں ہمارے بزرگوں نے پاکستان کے لئے قربانیاں اس لئے دی تھیں کہ اس ملک کے اندر جب کوئی ڈکٹیٹر چاہے gun point پر اس ملک پر قبضہ کر لے، کسی سیاستدان کو عدالتوں کے ذریعے قتل کروائے اور پھانسی چڑھادے، کیا یہ ملک اس لئے بنا تھا؟ نہیں بلکہ یہ ملک لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ۔ یہ مسلمانوں کے لئے اللہ کریم کی ایک نعمت ہے۔ یہ ایک نظریاتی مملکت ہے۔

جناب سپیکر! مجھے یہ کہنے کی اجازت دیں کہ ہمارے بزرگوں نے اس ملک کے لئے خون اس لئے نہیں دیا تھا، اس ملک کی بنیادوں میں اپنا خون اس لئے نہیں بھرا تھا، میری بہنوں اور ماؤں نے اس ملک کے لئے اپنی عزتیں اس لئے تار تار نہیں کروائی تھیں کہ کوئی ڈکٹیٹر اس پر قبضہ کرے گا کہ جب کوئی چاہے اس ملک کے اندر اپنی مرضی کے فیصلے کروائے گا، یہ ملک میراتھن ریسز کے لئے نہیں بنایا گیا تھا، یہ ملک اس لئے نہیں بنا تھا کہ یہاں بسنت جیسے تہوار سرکاری سرپرستی میں منائے جائیں اور کوئی ڈکٹیٹر جس طرح چاہے بسنت کے تہواروں پر آکر شراب کے نشے میں پھرتا رہے۔

(شیم شیم کی آوازیں)

یہ ملک اس لئے بنا تھا کہ کسی سیاست دان، میری مراد شہید ذوالفقار علی بھٹو سے ہے کہ پاکستان سے محبت کرنے کے جرم میں جب کوئی ڈکٹیٹر چاہے اسے پھانسی چڑھادے؟

(جئے بھٹو، زندہ ہے بی بی، زندہ ہے کے نعرے)

یہ ملک اس لئے نہیں بنا تھا کہ جب کوئی ڈکٹیٹر چاہے آئے اور gun point پر اس ملک پر قابض ہو کر میرے قائد میاں محمد نواز شریف کی حکومت کا تختہ الٹ دے۔ اس کے بعد پوری قیادت کو ملک سے جلا وطن کر دے۔

(شیم، شیم، میاں محمد نواز شریف زندہ باد، مشرف کا جو یار ہے
وہ غدار ہے، غدار ہے کے نعرے)

جناب سپیکر!آج اب ہمیں سوچنا پڑے گا کہ آج اس موقع پر ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف جنہوں نے جو ایک Principal stand لیا ہے کہ اب اس ملک کے اندر عدلیہ آزاد ہو گی، اب کسی کے دباؤ سے کوئی جج فیصلے نہیں کر سکے گا۔ پھر مجھے یہ کہنے کی اجازت دیں کہ اگر عدلیہ آزاد ہوتی تو پھر شہید بھٹو پھانسی نہ چڑھتا، اگر عدلیہ آزاد ہوتی تو میاں محمد نواز شریف جلاوطن نہ ہوتا، اگر عدلیہ آزاد ہوتی تو آج کے Prime Minister جناب یوسف رضا گیلانی اتنا عرصہ پابند سلاسل نہ رہتے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اب وہ وقت آ گیا ہے کہ اس ملک کے اندر اداروں کو مضبوط کرنا ہو گا، عدلیہ کو آزاد کرنا ہو گا اور آزاد عدلیہ کے لئے آج ہماری تمام سیاسی جماعتوں کو یہ فیصلہ کرنا ہو گا کہ اب ہم نے کسی ڈکٹیٹر کے ساتھ رہنا ہے یا اس ملک کی آزادی کے لئے اپنا کام کرنا ہے۔

جب مٹ جائے کہیں سے امتیاز خیر و شر
ظلم، بغاوت اور سرکشی پر مائل ہو ہر بشر
کفر کی آغوش میں ہوں جس جگہ کے بام و در
اے ابابیلو وہاں کنکر برسنے چاہئیں
برق گرنی چاہئے، پتھر برسنے چاہئیں

جناب سپیکر! آج صدر ہاؤس کے اندر ایک dictator جو پہلے کہتا تھا کہ محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ پاکستان میں نہیں آ سکتیں۔ جو dictator ہر meeting میں یہ کہتا تھا کہ میاں محمد نواز شریف پاکستان میں نہیں آ سکیں گے، جو dictator کہتا تھا کہ یہ وردی میری skin ہے آج آپ نے دیکھا کہ میرے قائد پاکستان کے اندر موجود ہیں اور جس وردی کو اپنی skin کہتا تھا اس dictator کو اپنی skin اتارنی پڑی ہے لیکن آج وہ dictator اپنی سازشوں سے باز نہیں آیا، وہ صدر ہاؤس پر قبضہ کر کے بیٹھا ہے اور صدر ہاؤس میں بیٹھ کر اس ملک کے خلاف، اس قوم کے خلاف، اس ملک کے اداروں کے خلاف اور میری قیادت کے خلاف سازشیں کرنے میں مصروف ہے۔

جناب سپیکر! میں اس dictator سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ ملک تیرے باپ نے بنایا تھا؟ یہ ملک سیاستدانوں نے بنایا تھا۔ اس ملک کے اوپر اقتدار کا حق اگر کسی کو ہے تو اس ملک کے سیاستدانوں کو ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ:

چمن کو جب بھی لہو کی ضرورت پڑی
سب سے پہلی گردن ہماری کٹی
پھر بھی یہ کہتے ہیں اہل چمن
یہ چمن ہے ہمارا تمہارا نہیں

جناب سپیکر! آج میں پنجاب اسمبلی کے اس forum سے اس dictator کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ 18۔فروری کو پاکستان کے عوام نے تمہیں دفن کر دیا۔ اب President House کا قبضہ چھوڑو، یہاں سے نکل جاؤ۔ اب تمہاری یہاں پر ضرورت نہیں ہے۔ اب جامعہ حفصہ، وانا، وزیرستان، باجوڑ کے قاتلوں کو،۔۔۔ میں کہتا ہوں کہ پرویز مشرف dictator نہیں وہ قاتل ہے، قاتل۔ اس نے باجوڑ کے اندر ہمارے چھوٹے چھوٹے حافظ قرآن بچوں کو شہید کیا ہے۔ اس نے وانا کے اندر ہمارے بھائیوں، بہنوں اور بزرگوں پر بم باری کروائی ہے۔

جناب سپیکر! وزیرستان کے اندر میرے بھائیوں اور بہنوں کا قاتل کون ہے؟ جامعہ حفصہ کی پانچ پانچ سال کی معصوم بچیوں کا خون کس کے منہ پر لگا ہے؟ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کب تک ہم اس dictator کو برداشت کریں گے؟ مجھے یہ کہنے کی بھی اجازت دیں کہ اگر اس ملک میں انصاف ہوتا تو پھر محترمہ بے نظیر بھٹو کے خون کو تلاش کرنے کے لئے کہ کن کے ہاتھوں اور کس کے منہ پر ان کا خون ہے ہمیں U.N.O سے investigation کرانے کی ضرورت نہیں تھی۔ اب عدلیہ کو آزاد ہونا پڑے گا اور مجھے یہاں یہ کہنے کی اجازت دیں کہ ہم فوج کے خلاف نہیں ہیں۔ ہم dictator کے خلاف ہیں۔ ہم عدلیہ کے خلاف نہیں ہیں، ہم P.C.O والے کرپٹ ججوں کے خلاف ہیں۔

(پی۔سی۔او جج نامنظور، پی۔سی۔او جج نامنظور، پی۔سی۔او جج نامنظور کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! پاکستان کی تاریخ اس چیز کی گواہ ہے کہ جو dictator میرے قائد کو روکنا چاہتا تھا وہ نہیں روک سکا، اب عدالتوں کے ذریعے میرے قائد کو روکنا چاہتا ہے تو پھر:

ان لڑھکتے ہوئے پتھروں سے کہہ دو
ہمالیہ جہاں تھا وہیں پر کھڑا ہے

جناب سپیکر! وہ وقت آگیا ہے کہ ہمیں ایک زندہ قوم ہونے کا ثبوت دینا پڑے گا۔ آج ہم ایک no written point پر کھڑے ہیں، اب غلطی کی ہرگز کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ہائی کورٹ کی تاریخ میں جو فیصلہ کل ہوا ہے جب یہ جج اپنے گھروں کو گئے ہوں گے میں تو ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ ان کے بیوی اور بچوں نے بھی ان پر لعنت بھیجی ہو گی۔

(لعنت، لعنت، لعنت نعرہ بازی)

جناب سپیکر! ابھی الیکشن میں دو دن باقی تھے جس قائد میاں محمد نواز شریف کے نام پر ووٹ لے کر میں minister ہوں، آپ سپیکر ہیں اور یہ اسمبلی بنی ہے how is it possible? کہ اس کو یہ عدالتیں کہیں کہ یہ نااہل ہے، کیا نااہلی ہے؟ ملک سے محبت، اس ملک کے اداروں سے محبت، پاکستان سے محبت، اسلام سے محبت، اگر یہ نااہلی ہے تو میرا قائد نااہل ہے۔

معزز ممبران: میاں محمد نواز شریف زندہ باد، میاں محمد نواز شریف زندہ باد، میاں محمد نواز شریف زندہ باد کی نعرہ بازی۔

اگر ظلم کے خلاف بات کرنا نااہلی ہے تو پھر کوئی بات کرے اور مجھے یہ کہنے کی اجازت دیں کہ:

ہم نے یہ کب کہا کہ ہماری ہے کربلا
حق بات جو تم کہو تو تمہاری ہے کربلا

پاکستان زندہ باد، میاں محمد نواز شریف زندہ باد، محترمہ بے نظیر بھٹو زندہ باد--- شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، خواجہ محمد اسلام!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! آج میں اس ایوان میں بڑے کرب اور دکھ کے ساتھ اس بات کا اظہار کر رہا ہوں کہ کل جو P.C.O. ججوں نے پاکستان کے 16 کروڑ عوام پر اور ان کے mandate کو جس بُری طرح روندا ہے میں سمجھتا ہوں کہ میاں محمد نواز شریف کا وہ عزم کہ جب تک اس ملک میں عدلیہ آزاد نہ ہو گی تب تک اس ملک کے ادارے اور پاکستان مستحکم نہ ہو گا۔ یہ بات کل ثابت ہو چکی ہے اور مجھے یہ بات کہنے میں بھی عار نہیں ہے کہ آج کا مورخ اس کو سیاہ لفظوں میں لکھے گا اور کل کا جو سیاہ فیصلہ ہے اس سے آج پورے پاکستان کی عوام نہ صرف مایوس ہو چکی ہے بلکہ بے چینی اور اضطراب میں مبتلا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج پاکستان کی عوام پھر دوبارہ سوچ رہی ہے کہ ڈکٹیٹر پرویز مشرف! تم نے جو bullet کی طاقت سے 12 اکتوبر 1999 کو پاکستان مسلم لیگ (ن) کی دو تہائی

اکثریت والی حکومت پر رات کو شب خون مارتے ہوئے جس طرح قبضہ کیا تھا لیکن یہ ہیرے جو یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی والے اور ان کی جو coalition جماعتیں تھیں جنہوں نے بیلٹ کی طاقت سے، عوام کے ووٹوں کی دی ہوئی طاقت سے اس ملک میں جمہوری نظام لانے کا عزم کر رکھا تھا لیکن پھر وہی سازشی اکٹھے ہو رہے ہیں۔ آج ہمیں سوچنا ہو گا وہ کون سا ہاتھ ہے جو اس ملک میں جمہوریت کو پنپنے نہیں دیتا؟ وہ کون سا ہاتھ ہے جو اس ملک کی عدلیہ کو آزاد نہیں ہونے دیتا؟ مجھے بقول شاعر یہ بات یاد آ رہی ہے:

یہ غم بے چارگی صاحب سوا کچھ اور نہیں ہوتا
دعا کچھ اور مانگتے ہیں عطا کچھ اور ہوتا ہے
یقین حال شہر بے قراراں کس طرح آئے
مکیں کچھ اور کہتے ہیں چھپا کچھ اور ہوتا ہے
یہ منصب شہر یاروں کے سب سے لکھتے آئے ہیں
صدا کچھ اور دیتے ہیں کیا کچھ اور ہوتا ہے
یہ اسرار وفا اہل ہوس یہ کیا کھلے ناصر
وفا میں ہار جانے کا مزا کچھ اور ہی ہوتا ہے

جناب سپیکر! میاں محمد نواز شریف کے فیصلے کے ساتھ ساتھ میاں محمد شہباز شریف کے بارے میں بھی کہا ہے کہ ان کے بارے میں فیصلہ محفوظ رکھا ہے، یہ جمہوریت پر ایک لٹکتی تلوار ہے۔ میں یہ بات کہنے میں بھی کوئی عار محسوس نہیں کرتا کہ آج پورے پاکستان کا ہر شہری ان کے منہ پر بہت بڑا طمانچہ مارے گا۔ اگر آنے والے وقت میں جمہوریت نہیں ہو گی تو یہ ملک خوشحال نہیں ہو گا۔ اگر اس ملک میں جمہوریت نہیں ہو گی تو یہ ملک مستحکم نہیں ہو گا۔ یہ تو امریکن ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔ یہ میرے ملک کو مستحکم اور خوشحال نہیں دیکھنا چاہتے۔ یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں بدامنی ہو، یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں معاشی بدحالی رہے، یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں بے روزگاری رہے۔ میں اپنے دوستوں اور پاکستانی عوام کے جذبات کو اس عزم کے ساتھ پہنچانا چاہتا ہوں کہ چاہے یہ کچھ بھی کر لیں لیکن پوری دنیا میں یہ واحد ملک ہے جو کلمہ کے نام پر بنا ہے، جو جمہوریت کے نام پر بنا ہے اس لئے اس ملک کو کچھ نہیں ہو گا۔ انشاء اللہ میاں محمد نواز شریف کے آخری سانس تک یہ ملک خوشحالی کی طرف جائے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ جمہوریت کے لئے

قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف، قائد پاکستان میاں محمد نواز شریف، قائد محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے جو قربانی دی ہے وہ پاکستان کی تاریخ میں رقم ہو چکی ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میں آخر میں اسی بات پر اکتفا کروں گا کہ:

تم لاکھ کوششوں سے جگنو نہ روک سکے
یہ تو سورج ہیں تجھ سے نہیں روکے جائیں گے

شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران نے کھڑے ہو کر پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہی)

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے اپوزیشن کی طرف سے بات آنے دیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ صبح اس کے گیت گاتی ہے، سورج ڈوبتا ہے تو اس کی تسبیح پڑھتا ہے، چرند اور پرند اس کی تعریف کرتے ہیں، پتوں کی سرسراہٹ اس کی حمد گاتی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے شروع کرتا ہوں۔ آقائے مولا سرور کائنات مرسلین خاتم النبیین مولائے کل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر لاکھوں درود و سلام بھیجتے ہوئے۔

جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے Unification Group سے اپوزیشن کے ممبران کو بھی اس نازک دور اور جوڈیشری کے اس سیاہ ترین فیصلے پر اظہار رائے کے لئے floor دیا۔ ایک فیصلہ اس وقت ہوا تھا جب اس ملک کے جمہوری قائد نے اس ملک کو ایٹمی طاقت بنانا چاہا تو ایک سازش ہوئی اور اسے پھانسی لگا دیا گیا، اسے قتل کر دیا گیا۔ پھر ایک بار یہ کوشش اس وقت ہوئی جب ایک دوسرے جمہوری قائد نے اس ملک کو ایٹمی دھماکہ کر کے ایٹمی قوت بنانے کا اعلان کیا تو اس کے بعد ایک عمل ہوا جو پاکستان کی سیاہ تاریخ میں لکھا جائے گا۔ پھر قائد محترمہ بے نظیر بھٹو نے اپنی جان کا نذرانہ دے کر جمہوریت کے اس کارواں کو منزل تک پہنچانے کی کوشش کی اور آج جب یہ جمہوری ایوان پھر دوبارہ اقتدار میں آیا اور یہ گاڑی اپنے سفر کی طرف چلنے لگی تو کہتے ہیں کہ ایک فیصلہ ہوا تھا جس سے میاں محمد نواز شریف کو نااہل قرار دیا گیا۔

جناب والا! ایک فیصلہ اس دن بھی ہوا تھا جب چیف جسٹس افتخار محمد چودھری نے سپریم کورٹ میں سات ججوں کے ساتھ بیٹھ کر فیصلہ دیا تھا کہ P.C.O کے تحت حلف اٹھانے والے جج اس

ملک اور آئین کے مجرم ہوں گے۔اگر فیصلہ دینا ہے تو پاکستان کی سپریم کورٹ کے اس فیصلے کے مطابق پہلے P.C.O والے ان ججوں کو سزا دیں جنہوں نے سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلے کی نفی کی ہے۔اس کے بعد پھر عوام کے جذبات سے کھیلنے والے ان ججوں کا حساب لینا چاہئے۔ 18۔فروری کو پاکستان کی عوام نے جمہوریت کے لئے تمام چور دروازے بند کرنے کے لئے جو mandate دیا تھا اسے زک پہنچانے کے لئے عدلیہ اور ایوان صدر کے لوگ آج تک سیاہ کرتوت کر رہے ہیں،ان کے خلاف بھی فیصلہ آنا چاہئے۔ پیپلز پارٹی والے دوستوں سے گزارش ہے کہ آپ coalition میں بیٹھے ہیں آپ نے ہمدردی بھی کی اور اس فیصلے پر مذمت بھی کی لیکن آج اہل علم،اہل فکر اور اہل قانون اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ آپ کی وفاقی حکومت ہے،آپ چاہیں تو آپ کے پاس دو تہائی اکثریت ہے اس لئے آپ صرف اس فیصلے کو نہیں بلکہ ڈکٹیٹر کے تمام فیصلوں کو ایک قرارداد اور آئینی ترمیم سے رد کر سکتے ہیں، تمام چور دروازے بند کر سکتے ہیں اور وفاقی حکومت میں آپ کے پاس یہ اختیار موجود ہے۔ ہمیں یہاں کھڑے ہو کر اس بات کی آواز اٹھانی ہے کہ پاکستان کی بقا اور سلامتی کے لئے جو خطرہ پیدا ہو رہا ہے ہم نے اسے روکنا ہے۔ہم نے اس ملک اور عوام کی خاطر اس جمہوریت کے کارواں کو پٹڑی پر چلانے کے لئے صوبائی اور وفاقی سطح پر وہ اقدامات کرنے ہیں کہ کل ہم ملک کی عوام کو جو اب دے سکیں کہ آپ نے ہمیں خادم بنا کر بھیجا تھا اور ہم وہ حق ادا کر کے آئے ہیں۔پاکستان کی سولہ کروڑ عوام وفاقی حکومت سے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ ایک ترمیم لائی جائے جس کے ذریعے تمام غیر قانونی فیصلوں کو کالعدم قرار دے کر پاکستان کی جمہوری leadership کو ہمیشہ کے لئے اہل قرار دیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں آخر میں اس شعر پر اکتفا کروں گا۔

اس دیس پر مولا کا کرم ہو کے رہے گا
یہ دہر کسی روز حرم ہو کر رہے گا
گھبراؤ نہ اے زندگانی اس جور و جفا سے
سر جبر کا اکڑا ہوا خم ہو کر رہے گا
وہ دن بھی آئے گا مظلوم پر شوکت
جو ہاتھ اٹھے گا قلم ہو کر رہے گا

بہت مہربانی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس وقت سادات خاندان کے سپوت، عظیم باپ کے عظیم بیٹے سید عبدالقادر گیلانی جو بلا مقابلہ پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے ہیں کو دعوت خطاب دوں گا۔ پاکستان میں ان کے والد کی جمہوریت کے لئے بہت زیادہ خدمات ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ایوان میں ان روایات کو قائم رکھیں گے جو ان کے بڑوں نے پاکستان میں جمہوریت کو فروغ دینے کے لئے قائم رکھی تھیں۔جی، سید عبدالقادر گیلانی!

سید عبدالقادر گیلانی: شکریہ۔جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو پتا ہے کہ اس ایوان میں آج میرا پہلا دن ہے۔میں سب سے پہلے تمام جماعتوں جن میں پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان مسلم لیگ(ن)، پاکستان مسلم لیگ(فنکشنل) اور اپوزیشن جماعتوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جیسے وفاق میں ایک تاریخی فیصلہ ہوا اور وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی کو تمام جماعتوں کی support حاصل تھی اور وہ ایک unanimous decision کے ساتھ وزیراعظم منتخب ہوئے۔ اسی طرح تمام جماعتوں نے مجھ پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے امیدوار withdraw کئے اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور ان تمام جماعتوں کی وجہ سے مجھے یہ عزت ملی کہ میں بلا مقابلہ منتخب ہو کر آج اس ایوان میں آیا ہوں۔میں ایک بار پھر تمام جماعتوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔مجھے میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف، پیر پگاڑا صاحب، اپوزیشن اور پیپلز پارٹی کے شریک چیئرمین کی support حاصل تھی اور میں ان تمام کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں دوسری یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ میاں محمد نواز شریف کے خلاف جو نااہلی کا فیصلہ آیا ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی اور میں اس کی سخت مذمت کرتے ہیں کیونکہ یہ جمہوری روایات کے خلاف ہے۔ایک ایسا عظیم لیڈر جو دو بار وزیراعظم پاکستان رہ چکا ہو اس کا پارلیمنٹ میں ہونا بہت ضروری ہے تاکہ ہم بھی ان سے کچھ سیکھ سکیں۔میں محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کا ٹکٹ لے کر اس ایوان میں آیا ہوں میں اس خاتون کے عزم کو، اس خاتون کی عظمت کو سلام کرتا ہوں اور میں محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے لئے بھی کچھ کہنا چاہوں گا۔میں آج اس ملک اور قوم کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ جب محترمہ بے نظیر بھٹو کو شہید کیا گیا تو آج ہم ان ڈکٹیٹروں سے پوچھتے ہیں جنھوں نے پچھلے آٹھ سال اس ملک پر حکومت کی کہ اس عورت کی، اس خاتون کی، اس شہید کی کیا غلطی تھی؟ اس کو کیوں مار دیا گیا؟ کیونکہ اس نے غریب کے لئے آواز بلند کی، اس نے روٹی، کپڑا اور مکان کے لئے آواز بلند کی۔وہ

عورت یہ کہتی تھی کہ مانگ رہا ہے ہر انسان روٹی، کپڑا اور مکان اور وہ یہ بھی کہتی تھی کہ حالات کا دھارا پلٹے گا گھر گھر سے بھٹو نکلے گا، حالات کا دھارا پلٹے گا، گھر گھر سے بھٹو نکلے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)
ان ظالموں نے، ان وقت کے یزیدوں نے محترمہ بے نظیر بھٹو کو شہید کر دیا اور آج اس ملک پاکستان کی سیاست یتیم ہو چکی ہے۔ آج وہ میاں محمد نواز شریف کو بھی باہر نکالنا چاہتے ہیں لیکن ہم ایسا ہرگز نہیں ہونے دیں گے۔ ہم نے محترمہ بے نظیر بھٹو کو کھو دیا ہے لیکن اب میاں محمد نواز شریف کو نہیں کھونے دیں گے۔

(میاں محمد نواز شریف، زندہ باد، زندہ ہے بی بی زندہ ہے کے نعرے)

جناب سپیکر! یہ ڈکٹیٹر آٹھ سال تک کہتے رہے، چھوٹے ڈکٹیٹر سے لے کر مشرف تک سب یہ کہتے تھے کہ بے نظیر ملک واپس نہیں آئے گی، میاں محمد نواز شریف ملک واپس نہیں آئے گا، میاں محمد شہباز شریف ملک واپس نہیں آئے گا۔ ہمیں یاد ہے کہ اسی اسمبلی میں (ق) لیگ کے لوگ، ان کے ممبر یہیں کھڑے ہو کر کہتے تھے، سپیکر کو address کر کے کہتے تھے کہ وہ عورت ملک میں واپس نہیں آئے گی، میاں محمد نواز شریف ملک میں واپس نہیں آئے گا۔ اگر حکومت رہے گی تو لوٹوں اور ڈکٹیٹروں کی رہے گی۔ آج میں اسی ایوان میں کھڑا ہو کر ان ڈکٹیٹروں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جا کر دیکھ لو تم جھوٹ بولتے تھے۔ ہماری لیڈر سچی تھی۔ وہ آج بھی پاکستان میں موجود ہے، وہ گڑھی خدا بخش میں مدفون ہیں۔ یہ کہتے تھے کہ ہم بی بی کو نہیں آنے دیں گے۔ یہ کہتے تھے کہ ہم میاں محمد نواز شریف کو نہیں آنے دیں گے، یہ کہتے تھے کہ ہم میاں محمد شہباز شریف کو نہیں آنے دیں گے، یہ کہتے تھے کہ ہم ایمرجنسی لگائیں گے، یہ کہتے تھے ہم مر جائیں گے لیکن اپنی وردی نہیں اُتاریں گے۔ آج ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ بے نظیر بھی یہاں موجود ہے، میاں محمد نواز شریف بھی یہاں موجود ہے، میاں محمد شہباز شریف بھی یہاں موجود ہے۔ آج مشرف تمھاری وردی بھی نہیں ہے۔ آج اس ملک میں ایمرجنسی بھی نہیں ہے اور آج اس ملک میں ایک جمہوریت کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ یہ صرف اور صرف محترمہ بے نظیر بھٹو کی عظمت ہے۔

جناب سپیکر! محترمہ بے نظیر بھٹو نے ہمارے کندھوں پر بہت بڑی ذمہ داری ڈالی ہے۔ میں اس قوم، اس ملک میں بسنے والے لوگوں اور اپنے تمام parliamentarians کو یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم لوگوں کو اپنی ذاتیات کی سیاست سے باہر نکل کر ملک اور قوم کے بارے میں سوچنا چاہئے۔ ہمیں یہ نہیں کہنا چاہئے کہ میرا تعلق (ن) لیگ سے ہے، ہمیں یہ نہیں کہنا چاہئے کہ میں

پیپلز پارٹی کا ہوں، ہمیں یہ نہیں کہنا چاہئے کہ میں (ق) لیگ کا ہوں بلکہ ہمیں یہ کہنا چاہئے کہ ہم سب پاکستانی ہیں، ہم سب مسلمان ہیں اور ہم سب نے مل کر یہ ملک بچانا ہے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید وفاق کی علامت تھیں، وہ Federation کی علامت تھیں۔ محترمہ بے نظیر بھٹو میں یہ صلاحیت تھی کہ اس نے چاروں صوبوں کو جوڑ کر رکھا ہوا تھا۔ جس دن ان ظالموں نے محترمہ کو شہید کیا آپ نے دیکھا ہو گا کہ سندھ نے علیحدگی کی بات کی، بلوچستان نے علیحدگی کی بات کی۔ جب ہم نے یہ حکومت بنائی، جب یہ coalition form ہوا تو نہ اس ملک میں آٹا، نہ روٹی، نہ بجلی اور نہ ہی اس ملک میں عدلیہ تھی۔ ہم نے اس فرسودہ نظام میں جکڑے ہوئے ملک کو نکالنا ہے، ہم نے اپنے ملک کو ان بحرانوں سے نکالنا ہے، ہم نے اس ملک کو آگے ترقی کی طرف لے کر جانا ہے۔ آج میں تمام parliamentarians سے یہ appeal کرتا ہوں کہ ہمیں چھوٹی سوچ سے نکل کر قومی سوچ کو اپنانا ہو گا۔ ہمیں پاکستان کی سلامتی کے بارے میں سوچنا چاہئے۔ ہمیں محترمہ بے نظیر بھٹو اور میاں محمد نواز شریف کی policies، ان کے نظریے، ان کے manifesto کو مدنظر رکھ کر اس ملک کو آگے کی طرف لے کر جانا چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں یہ امید کرتا ہوں کہ ایک دن پاکستان میں غربت کا خاتمہ ہو گا، لوگوں کے پاس آٹا ہو گا، ہمارے ملک میں بجلی ہو گی اور ہمارے ملک کی عدلیہ آزاد ہو گی۔ عدلیہ کی آزادی کی جدوجہد میں، عدلیہ کو بحال کرانے میں پاکستان پیپلز پارٹی کے ورکروں اور لیڈروں نے بہت قربانیاں دی ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ جب جسٹس افتخار محمد چودھری اسلام آباد آئے تو پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے ایک سٹیج سجایا، ان کا استقبال کیا۔ پھر جب وہاں پر خودکش حملہ ہوا تو پاکستان پیپلز پارٹی کے ایم۔ این۔ اے کے ٹکٹ ہولڈر اسرار شاہ نے اپنی ٹانگیں کھو دیں۔ انہوں نے اپنے جسم کے حصوں کا نذرانہ پیش کر دیا۔ پاکستان پیپلز پارٹی ایک قربانی کا نام ہے، پاکستان پیپلز پارٹی ایک جدوجہد کا نام ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے ملک کی بقاء کی خاطر ہر جگہ پر قربانیاں دی ہیں اور پاکستان پیپلز پارٹی نے عدلیہ کی بحالی کے لئے بھی قربانیاں دیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے محترمہ بے نظیر بھٹو نے جو وعدے کئے تھے وہ انہوں نے نبھائے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ میرے عوام! آپ فکر نہ کرو میں پاکستان آؤں گی اور وہ آئیں۔ انہوں نے کہا کہ میں پرویز مشرف کی وردی اُترواؤں گی اور وہ وردی اُتروائی گئی۔ آج ہمیں محترمہ کا وہ وعدہ بھی یاد ہے، محترمہ نے یہ بھی کہا تھا کہ میں عدلیہ کو آزاد کرواؤں گی۔ میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری جماعت اور ہمارے ورکر یہ

جدوجہد کبھی بھی نہیں چھوڑیں گے اور انشاء اللہ پاکستان میں ایک دن آئے گا کہ جب عزت و آبرو سے یہی judiciary بحال ہو گی۔ بہت بہت مہربانی، شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب سعید اکبر!

سید عبدالقادر گیلانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

سید عبدالقادر گیلانی: جناب سپیکر! میں ایک چیز کہنا بھول گیا ہوں، معذرت کے ساتھ آپ سے پھر وقت چاہ رہا ہوں۔ میں جس سیٹ سے منتخب ہوا ہوں، یہ پاکستان پیپلز پارٹی کی سیٹ نہیں ہے یہ پاکستان مسلم لیگ (فنکشنل) کی سیٹ ہے جس سے مخدوم سید احمد محمود منتخب ہوئے اور انہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی کے حق میں یہ seat withdraw کر دی۔ انہوں نے یہ seat مجھے دے دی۔ مسلم لیگ (ن) اور باقی جماعتوں نے مہربانی کرتے ہوئے اپنے امیدوار کھڑے نہیں کئے۔ میں آج خصوصاً مخدوم صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور پاکستان مسلم لیگ (فنکشنل) کے صدر پیر پگاڑا صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بڑی بڑی مہربانی، شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سعید اکبر صاحب!

محترمہ نرگس فیض ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ فرمائیں!

محترمہ نرگس فیض ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمارے بھائی گیلانی صاحب نے محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے لئے عورت اور خاتون کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ وہ kindly حذف کئے جائیں کیونکہ وہ ایک عظیم لیڈر تھیں۔ عام عورتوں سے ان کے درجات بہت بلند تھے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آج مجھے اس ہاؤس میں بات کرتے ہوئے تاریخ کے ان اوراق میں جانا پڑے گا جس دن شہید ملت، لیاقت علی خان کو شہید کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کی بقاء کے خلاف کام کرنے والوں نے یہ اقدام کئے کہ پاکستان کو بنے ہوئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ قائد محترم کی وفات ہو گئی۔ انہوں نے قائد ملت کو اس لئے شہید کیا کہ یہ ملک ختم ہو جائے اور دنیا کے نقشے پر باقی نہ رہے۔ اس کے بعد آپ پورا تسلسل دیکھیں کہ کس طریقے سے اس ملک کی بقاء کے خلاف سازشیں ہوتی رہیں؟ پھر جب اس کی بقاء مستحکم ہو گئی اور ان قوتوں کو پتا چلا کہ اب یہ ملک دنیا

کے نقشے سے مٹ نہیں سکتا تو انہوں نے دوسری سازش کی کہ اس ملک کا کوئی نظام نہ بننے دیا جائے۔ ملک اس وقت بھی ختم ہو جاتا ہے جب اس میں انصاف کا نظام نہ چلے، کوئی انصاف والی بات نہ رہے تو تب بھی وہ ملک ختم ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہماری اور آپ کی بد قسمتی یہ ہے کہ جس لیڈر نے اس ملک کو ایٹمی طاقت بنانے کی بنیاد رکھی اس کا judicial murder کر دیا گیا۔ آج تک یہ پوری قوم شرمندہ ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو جیسا لیڈر، جس کو پوری دنیا مانتی تھی اس کو کس مقدمے میں سزائے موت دے کر پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ اس پر یہ قوم آج تک شرمندہ ہے۔ پھر جن دو لیڈروں نے اس ملک میں جمہوریت کے gap کو پورا کرنے کے لئے جدو جہد کی، محترمہ بے نظیر بھٹو اور میاں محمد نواز شریف نے تگ ودو کی اور محترمہ کے یہاں تشریف لانے سے پھر جمہوری نظام کو تقویت اور جمہوری نظام دوبارہ revive ہوا تو یہ ایک سازشوں کا تسلسل جاری رہا۔ اسی ملک کے capital کے ساتھ راولپنڈی میں اتنی بڑی شخصیت جس کو پوری دنیا مانتی ہے اس کو شہید کر دیا گیا۔ پھر وہ تسلسل ابھی تک چل رہا ہے اور وہ تسلسل اس طریقے سے چل رہا ہے کہ جتنی بھی leadership ہے اس کو اس جمہوری راستے سے ہٹایا جائے۔ کسی کو شہید کر کے ہٹایا گیا اور کل کا جو فیصلہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی اسی سازش کا تسلسل ہے کہ کئی لیڈروں کو شہید کر کے راستے سے ہٹایا گیا اور آخری ان کا یہ بھی فیصلہ آ گیا کہ جو آدمی دو دفعہ Prime Minister رہ چکا ہے، دو دفعہ اس صوبے کا وزیر اعلیٰ رہ چکا ہے اور پوری دنیا کا وہ popular leader ہے اور پورے پاکستان کی عوام کا وہ popular leader ہے اس کو نااہل قرار دے دیا گیا ہے کہ وہ الیکشن نہیں لڑ سکتا۔ جس کی وجہ سے اس اسمبلی کے ارکان منتخب ہوئے ہیں اس کو نااہل قرار دے دیا گیا ہے۔ ہم جتنے بھی سیاسی نمائندے ہیں، جتنی بھی سیاسی جماعتیں ہیں، ورکر سے لے کر top کے لیڈر تک اب ہمیں ایک فکر پیدا کرنی ہو گی، ایک سوچ پیدا کرنی ہو گی کہ آیا ہم نے اس جمہوری نظام سے اس ملک کو بچانا ہے یا ہم نے compromise کی سیاست کرنی ہے تو میری یہ appeal ہے آپ تمام دوستوں سے کہ اگر ہم نے اب compromise کی سیاست کی تو مجھے لگتا ہے کہ جب اس جمہوری نظام کی بساط پلٹی جائے گی تو اس وقت مجھے خدشہ ہے اللہ نہ کرے، اللہ نہ کرے تو اس ملک کی بقاء بھی مشکوک ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! ہم اپنا احتجاج اس لئے record کروا رہے ہیں کہ اس وقت پورے پاکستان کی political forces ایک بات پر متفق ہیں کہ ہم نے ایجنسیوں کی سیاست نہیں کرنی، ہم نے

کی سیاست نہیں کرنی بلکہ ہم نے عوام کی سیاست کرنی ہے، غریب آدمی کی سیاست کرنی direction ہے، اس ملک کی بقاء کی سیاست کرنی ہے اس جمہوری نظام کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر دم لینا ہے۔ آج individual سیاست ختم ہو چکی ہے کیونکہ individual سیاست میں ذاتی مفاد ہوتے ہیں۔ اب ذاتی مفاد اس وقت رہے گا جب یہ ملک رہے گا، ملک اس وقت رہتا ہے جب اس میں نظام strong ہوگا، جب کوئی نظام وضع کر کے اپنی اس 16 کروڑ عوام کو دیں گے۔ مجھے اس بات کی بھی خوشی ہے کہ تمام پارٹیوں کے لیڈروں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم نے اس ملک کو بچانا ہے جمہوری نظام کی بقاء کے لئے ہم نے کھڑے ہو جانا ہے اور اس کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہے۔ یہ بہت خوشی کی بات ہے۔ مجھے اس بات کا بھی افسوس ہے کہ اس وقت جو اپوزیشن کی پارٹیاں ہیں مجھے ان سے یہ اپیل کرنی ہے کہ اب پاکستان کی سیاست کریں، جمہوری نظام کے بقاء کی سیاست کریں۔ تب یہ ملک بھی رہے گا، آپ بھی رہیں گے، باقی دوست بھی رہیں گے، ہم بھی رہیں گے۔

جناب سپیکر! روزانہ کوئی نہ کوئی شوشہ چھوڑا جاتا ہے، روزانہ کوئی نئی بات آتی ہے، کل بھی یہاں آکر ایک معزز ممبر نے شوشہ چھوڑا کہ میاں محمد شہباز شریف جس سیٹ سے بلا مقابلہ منتخب ہوئے یعنی پی پی۔48 سے، اس سیٹ پر میں کامیاب ہوا تھا اور مجھے یہ خوشی ہے کہ اس سیٹ سے بھکر کی عوام نے میاں محمد شہباز شریف کو بلا مقابلہ منتخب کیا اور میں پھر اس ایوان میں یہ بات کہتا ہوں اور حلفاً کہتا ہوں کہ کسی administration کی مداخلت سے نہیں بلکہ ہم نے جمہوری انداز سے دوستوں کو قائل کیا۔ جس دن میاں محمد شہباز شریف نے کاغذات داخل کئے جتنے لوگوں نے پہلے کاغذات داخل کئے تھے انہوں نے ہمارے ساتھ رابطہ کیا کہ میاں صاحب یہاں سے الیکشن لڑیں گے؟ ہم نے ان سے کہا ضرور لڑیں گے تو انہوں نے کہا کہ اگر اس طرح کی شخصیت بھکر سے الیکشن لڑے تو ہم ان کے حق میں withdraw کرنے کے لئے تیار ہیں اور تمام لوگوں نے جمہوری نظام کی بقاء کی خاطر، اس ملک کی بہتری کی خاطر میاں محمد شہباز شریف کے مقابلے میں withdraw کیا۔ جس طرح اس وقت media strong ہے اگر کوئی بھی غلط بات اس میں شامل ہوتی تو میڈیا اس کو اجاگر کرتا۔ میں میڈیا کا بھی مشکور ہوں کہ ہم نے جس جمہوری انداز کے ساتھ لوگوں کو قائل کیا میڈیا نے بھی اس کی support کی اور ہماری حمایت کی اور انہوں نے بھی کوئی غلط بات اگر کہی بھی تو شائع نہیں کی۔

جناب سپیکر! میں آپ سے ایک گزارش ضرور کروں گا، آج یہ بات discuss ہو رہی ہے کہ پی پی۔48 رکھنی ہے یا پی پی۔10 رکھنی ہے۔ کل بھی یہاں کسی دوست نے یہ شوشہ چھوڑا، مجھے اس بات پر بہت سخت افسوس اور ندامت ہو رہی ہے کہ ایک آدمی کو پنجاب کی عوام بلا مقابلہ منتخب کرتی ہے اور ہم اس کے لئے یہ سوچ رہے ہیں کہ کس طریقے سے اس کو House سے نکالا جائے۔ کس طریقے سے اس کو وزارت اعلیٰ سے ہٹایا جائے۔ (شیم شیم کی آوازیں)

یہ بات نہایت قابل مذمت ہے، یہ کوئی جذبات کی بات نہیں ہے، یہ ایک حقیقت ہے جو میں آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں۔ کیا جمہوری نظام ہمیں اسی بات کی دعوت دیتا ہے کہ اگر ہمارا مخالف بلا مقابلہ منتخب ہو جائے اور اس کو پورا House اکثریت کی بنیاد پر وزیر اعلیٰ بنا دے تو ہم اس کو technical طریقے سے اس جمہوری نظام کو ختم کرنے کے لئے طریقے ڈھونڈیں کہ ان کو کیسے نکالا جا سکتا ہے؟ مجھے تو کل کے فیصلے پر بھی افسوس ہے جس طریقے سے یہ فیصلہ آیا۔ آپ وکیل ہیں، ہم بھی عدالتوں میں جاتے ہیں، ہم نے اکثر دیکھا ہے کہ اگر کوئی کیس دائر کرے اگر وہ کیس ٹھیک نہ ہو تو ہمیشہ عدالتیں یہ direct کرتی ہیں کہ میں آپ کا کیس خارج کر رہا ہوں، آپ فلاں عدالت میں جائیں۔ اس طریقے سے ہوتا رہتا ہے لیکن اکثر نہیں ہوتا۔ یہ حق بنتا تھا کہ election tribunal بن چکے ہیں ہم آپ کی اپیل خارج کر رہے ہیں آپ وہاں جائیں۔ یہ بھی ہوتا ہے اور اس طرح کے بڑے کیسوں میں یہ ہوتا ہے کہ آپ کو تکلیف نہ ہو کہ آپ دوبارہ اپنا کیس دائر کریں اور دوبارہ وکیل کو فیس دیں ہم آپ کا کیس election tribunal کو بھیج رہے ہیں۔ انہی باتوں سے واضح ہوتا ہے، انہی باتوں سے نیت سامنے آتی ہے کیونکہ ہم اس میں خود effect ہوتے ہیں اس لئے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا اور appeal کروں گا کہ جس کرسی پر آپ بیٹھے ہیں آپ ہی یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ پوری پنجاب اسمبلی کی یہ رائے ہے کہ میاں محمد شہباز شریف نے جس سیٹ سے oath لیا ہے اسی پر رہیں اور وزیر اعلیٰ پنجاب ہمیشہ کے لئے رہیں یہ اس پوری اسمبلی کی متفقہ رائے ہے۔ میں آپ سے بھی یہ اپیل کرتا ہوں کہ being Speaker آپ جو ruling دیتے ہیں اور فیصلہ کرتے ہیں وہ کسی عدالت میں challengeable نہیں ہے۔ میں آپ سے بھرپور اپیل کرتا ہوں کہ آج ہمیں یہ ruling دیں کہ یہ جو dispute پیدا کیا جا رہا ہے یا جو technical باتیں کی جا رہی ہیں وہ آپ کی ruling سے بھی clear ہو سکتی ہیں۔ اس لئے مہربانی فرما کر آپ اس پر ruling دیں اور اس ابہام کو اپنی ruling سے

clear کریں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ضرور اس پر مہربانی فرمائیں گے اور یہ بھی میرا تقاضا ہے بلکہ یہ میری appeal ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نوانی صاحب! آپ کس بات پر ruling مانگ رہے ہیں ذرا اس بات کی بھی وضاحت کریں؟

جناب سعید اکبر خان: جناب! میں یہ اپیل کر رہا ہوں کہ جو ابہام پیدا کیا جا رہا ہے کہ میاں محمد شہباز شریف پی پی۔48 نہ رکھیں۔پی پی۔10 رکھیں۔اس بات کی میں ruling چاہتا ہوں کہ وہ پی پی۔48 پر oath لے چکے ہیں، اس پر وزیر اعلیٰ بن چکے ہیں۔ وہ یہ سیٹ رکھ سکتے ہیں ان کو اس سیٹ سے کسی technical طریقے سے ہٹایا نہیں جا سکتا اگر انہوں نے یہ point raise کیا ہے تو آپ اس کو میری request پر اور اس پورے ایوان کی request پر clear کریں اور اس پر ruling دیں کہ وہ کون سی سیٹ رکھ سکتے ہیں؟(نعرہ ہائے تحسین)

میں سمجھتا ہوں کہ میں اپنی گزارش آپ تک پہنچا پایا ہوں اور آپ میری اس request کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بات کو ضرور clear کریں گے کیونکہ یہ سپیکر کی بھی بات ہے۔اس طرح کے ابہام یا ٹیکنیکل باتیں آئیں جو ہاؤس کے اندر ہوں اور ہاؤس کے کسی ممبر کے متعلقہ ہوں تو آپ اپنی ruling سے اس کو clear کر سکتے ہیں اور میں آپ سے اسی clarification کی ruling مانگتا ہوں کہ آپ اس بات کو clear کریں کہ جس سیٹ پر میاں محمد شہباز شریف نے oath لیا ہے۔جو شوشہ اپوزیشن نے چھوڑا ہے، انہوں نے ابہام پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔انہوں نے oath لے لیا ہے اسی oath پر وہ وزیر اعلیٰ بن چکے ہیں اور پورے ہاؤس کی انہیں تائید حاصل ہے۔اس دن بھی تھی آج بھی ہے اور میں آخر میں اس پورے ہاؤس سے اپیل کرتا ہوں کہ تمام دوست اس discussion میں حصہ لے چکے۔ آج ہمارے لئے بجٹ کی بحث کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ ہم اسی لئے بجٹ پیش کر رہے ہیں کہ جمہوری نظام قائم ہے۔جب جمہوری نظام ہی ختم کیا جا رہا ہو تو اس وقت اس بحث کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔آج ہم اس بحث پر اتفاق کرتے ہیں کہ ہم نے جمہوری نظام کو بچانا ہے، جمہوری نظام کے لئے ہم نے ہر حد سے آگے جانا ہے تو میں آخر میں یہی گزارش کرتا ہوں کہ آج پورا ہاؤس آخر میں اپنا احتجاج ریکارڈ کرانے کے لئے پانچ منٹ کے لئے walk out کرے گا کہ ہم پانچ منٹ کے لئے اس ہاؤس کا بائیکاٹ کرتے ہیں تاکہ ان فورسز کو پتا چلے کہ تمام جمہوری لوگ متفق ہیں اور اس بات پر ان کا اتحاد ہے۔

جناب سپیکر! جتنی بحث ہو جائے اس کا احتجاج بھی ریکارڈ ہوتا ہے لیکن اگر اس ہاؤس کے پورے ممبران پانچ منٹ کے لئے اس فیصلے کے خلاف walk out کریں۔ یہ میری تجویز ہے اگر میرے دوست اکثریت سے اس کی تائید کریں تو کر دیں، نہیں تو جس طریقے سے بھی احتجاج ہو رہا ہے وہ بھی کافی ہے لیکن آج آپ اس ابہام پر ضرور ruling دیں۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس ابہام کو بڑھایا جا رہا ہے تو انشاء اللہ آپ کی اگر ruling آئی تو اس میں وہ clear ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں سارے معزز ممبران سے بات کروں گا کہ نوانی صاحب نے ابھی جو بات کی ہے۔ کل جس طرح یہاں پر ایک technicality کو پوائنٹ آف آرڈر پر ہاؤس میں لایا گیا تھا تو as a custodian of the House میں سمجھتا ہوں اور جمہوری روایات کا تقاضا بھی یہ ہے کہ جن چیزوں کے اوپر کوئی ابہام ہو ہاؤس کے اندر انہیں دیکھتے ہوئے اس کو دور کریں لیکن چونکہ اس کے اندر نہ صرف technical بلکہ legal aspects بھی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ruling میں ضرور دوں گا، آج ہی دوں گا لیکن Let me consult with the relevant law and relevant books. اور یہ میرا آپ سے وعدہ ہے کہ اس ہاؤس میں آپ کی باتوں کے دوران ہی relevant rules کو دیکھ کر میں ruling دے کر یہاں سے اٹھوں گا۔

نوانی صاحب! دوسری بات یہ ہے کہ آپ walk out کی بات کر رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ walk out کی ضرورت وہاں پر پڑتی ہے جہاں پر Chair ممبرز کے ساتھ تعاون نہ کر رہی ہو۔ آج ہاؤس کی جو کارروائی تھی وہ ابھی بھی ہونی ہے کیونکہ rules بہت clear ہیں۔ جب تک آج فنانس منسٹر صاحب speech wind up نہیں کریں گے تب تک بجٹ کے اوپر general discussion ختم نہیں ہو سکتی لیکن میں آپ سب دوستوں کو اس ہاؤس میں اپنا مافی الضمیر بیان کرنے اور اس کیمرے کے ذریعے پوری قوم کے سامنے لانے کے لئے یہاں پر بھرپور وقت دوں گا تو میرے خیال میں better یہ ہے کہ اس discussion کو آگے continue کریں اور اس کے اندر اب میں محترمہ ساجدہ میر صاحبہ سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی بات کریں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ کل جو فیصلہ آیا ہے اس میں یہ نظر آتا ہے کہ ہم جس عدلیہ کی بات کرتے تھے یا ہم چاہتے تھے کہ عدلیہ کی بالادستی ہو، یہاں پر قانون کی بالادستی ہو لیکن آج بھی محسوس ہوتا ہے کہ اس قانون کو ہتھکڑی لگی ہوئی ہے، وہ ہتھکڑی ایوان صدر کے اس دروازے کے ساتھ بندھی ہوئی ہے کہ جہاں سے وہ ایک زنجیر کو کھینچتے ہیں اور جج اپنا فیصلہ سنا دیتے

ہیں۔ جس ملک کے جج دیکھتے نہ ہوں، ان کے کان سنتے نہ ہوں اور ہمارے قائدین یہاں پر عوام کے لئے جمہوریت کی جنگ لڑتے ہیں اور پھر جمہوریت کو بدنام کرنے کے لئے سیاسی پارٹیوں کو لڑایا جاتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ایوان صدر کے پاس 58(2)(b) کا وہ ڈنڈا ہے کہ وہ ہمیں ڈرانا چاہتا ہے لیکن اب ہم اس ڈنڈے سے ڈریں گے نہیں۔ ہم اپنے آئین کی بات کریں گے کہ 1973 کے آئین کو اپنی اصلی شکل میں آنا چاہئے۔ پارلیمانی نظام حکومت میں وزیر اعظم کے پاس اختیارات ہونے چاہئیں، اگر پارلیمانی نظام حکومت ہوتا تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ ججز آج میاں محمد نواز شریف کے خلاف فیصلہ نہ دیتے۔ اس فیصلے سے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ وہ اس ملک کو انارکی کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ جب لوگ انارکی کی طرف جاتے ہیں، احساس محرومی بڑھتا ہے تو علیحدگی پسند قوتیں جنم لیتی ہیں۔ جب آپ ایوان صدر میں اس ملک کو توڑنے کی سازشیں کر رہے ہیں تو پھر ہمیں بھی impeachment کے لئے کوئی موثر قدم اٹھانا چاہئے۔ اس کے لئے ہم میاں محمد نواز شریف اور اپنی پارٹی کے فیصلے کے منتظر ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جہاں زیب وارن! (قطع کلامیاں)

سب دوست تسلی رکھیں، سب کو وقت دوں گا۔ جہاں زیب وارن!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اللہ رکھا چودھری!

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: سارے دوست تشریف رکھیں۔ پہلے سید ناظم حسین شاہ بات کریں گے۔ اللہ رکھا صاحب! اس کے بعد میں آپ کو بلاتا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں پہلے آپ سے گزارش کروں گا کہ ہاؤس کو in order کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری دوستوں سے گزارش ہے کہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ within one minute ہاؤس کو in order کریں۔ عبدالقادر گیلانی! آپ ذرا سیٹ پر تشریف رکھیں اور باقی دوستوں سے بھی گزارش ہے کہ وہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے جیسے سعید اکبر صاحب فرما رہے تھے۔ بات یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا فرمان ہے کہ "لوگ کفر کے ساتھ گزارہ کر سکتے ہیں، ناانصافی کے ساتھ گزارہ نہیں کر سکتے۔" اگر آپ اس ملک کی تاریخ دیکھیں کہ Just after the death of the Quaid-e-Azam. آج تک بیوروکریسی اس ملک میں rule کرتی آئی ہے، establishment rule کرتی آئی ہے، سیاستدانوں کو مختلف قسم کے الزامات سے نوازا گیا اور انہیں ہر طریقے سے سوسائٹی میں بدنام کیا گیا۔ یہی آپ دیکھیں کہ اس صوبے میں 1952 میں سب سے پہلے گورنر راج لگا جب ممدوٹ کی گورنمنٹ کو ختم کیا گیا اور دولتانہ صاحب کی گورنمنٹ کو لایا گیا۔ آج بھی یہ دیکھیں اور ایک مفکر نے بڑا خوبصورت کہا ہے کہ:

Injustice, ignorance and operation evaluate the society.

آج آپ دیکھیں کہ یہ جو فیصلہ ہے یعنی کتنے تعجب کی بات ہے کہ اس ملک میں ممبران کی اکثریت جن کا manifesto لے کر elect ہوئی ہے آج انہیں نااہل قرار دیا گیا ہے اور سعید اکبر صاحب نے جو بات کی ہے کہ technically ایک آدمی یہاں سے vote of confidence لیتا ہے، technically ان کو ناک آؤٹ کیا گیا ہے۔ یہ ان کی غلط سوچ ہے کیونکہ

Hypocrisy and deception can not replace the virtual truth whatever is built on deception and fraud must finally crumble.

آپ یہ دیکھیں کہ 1952 سے judiciary ہی کی وجہ سے ہمیں crisis کو face کرنا پڑا۔ جب جسٹس منیر کا یہ فیصلہ آیا کہ انہوں نے مارشل لاء کو law of necessity کے تحت accept کیا اس لئے آج بھی وہی تاریخ دہرائی جا رہی ہے کہ Dictatorship always breeds corruption ایک فرد واحد کے فیصلوں سے ایک خاندان یا ایک گھر کا نظام نہیں چل سکتا تو ایک rdictato کیسے پورے ملک کا نظام چلا سکتا ہے؟ اس لئے ہم پرزور طریقے سے مذمت کرتے ہیں کہ یہاں پر Judicial murder بھی ہوئے اور محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کو شہید کیا گیا۔ ان کا قصور کیا تھا؟ انہوں نے صرف عوام کی بات کی تھی، ان لوگوں کی بات کی تھی جن کو آج بھی حقوق نہیں مل رہے۔ انہوں نے جب اس ملک کی آزادی کی بات کی، اس ملک کی عدلیہ کی آزادی کی بات کی تو ان کو شہید کر دیا گیا۔ ہم اس کی بھی پرزور مذمت کرتے ہیں۔ میں یہاں پر ایک مفکر جس نے Justice کی definition کی ہے وہ آپ کے گوش گزار کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہے کہ:

"Justice which is august and pure, which is perfect in the spirit, where the mind rises and the heart expands"

کیونکہ mind rises کا مقصد یہ ہے کہ اس میں تعصب نہیں آتا کیونکہ کبھی کبھی مذہب میں بھی اس کی افادیت ختم ہو جاتی ہے جب اس میں تعصب آ جائے تو وہاں پر

Mind rises and heart expands, where her countenances are ever placid and benign, where her favourite attitude is to stop the unfortunate to hear their cries and to help them, to rescue and relief to store and save, venerable from its utility (totality), beneficent in each preference, up-lifted without pride, firm without obduracy.

جناب والا! اس میں دیکھیں کہ:

Majestic from it verses, lovely though in her crown

تو جو جسٹس کی کرسی پر بیٹھتے ہیں تو یہ جسٹس کی definition ان کو بھی پڑھ لینی چاہئے اس لئے کہ انصاف وہی ہوتا ہے جو تعصب سے پاک ہو کیونکہ مذہب کی افادیت اس وقت ختم ہو جاتی ہے جب اس میں تعصب آ جائے۔ اس میں بھی دیکھیں کہ تعصب بڑا واضح نظر آ رہا ہے۔ کس لئے میاں محمد نواز شریف کو نااہل قرار دیا گیا ہے؟ یہ بھی سوچنا چاہئے، انصاف صرف یہ ہی نہیں ہے کہ دو گواہوں کی technicality کے اوپر بات کی جائے بلکہ سارے حالات کو مدنظر رکھ کر ان کو انصاف کرنا چاہئے تھا۔ انصاف وہ ہوتا ہے کہ جو ہر آدمی کے لئے قابل قبول ہو۔ یہ انصاف نہیں کہ جس کو چند چمچے یا چند گماشتے انصاف کہیں۔

جناب سپیکر! ہم آپ کے توسط سے عدلیہ پر یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اس علاقے کے لوگ اور اس پارلیمنٹ کے اراکین ذاتی مفاد سے بالاتر ہو کر ملک و قوم کی لڑائی لڑیں گے۔ اس ملک و قوم کی لڑائی لڑنے میں چاہے ہمیں شہادت بھی قبول کرنی پڑے تو ہم شہادت قبول کریں گے۔ آپ دیکھیں کہ ایک جھنڈا جس کا ایک گز کپڑا نہیں ہوتا لیکن it represents the honour

of a country اس کے لئے لکھو کھالوگ مرتے ہیں اور ملک و قوم اس وقت تک زندہ رہتے ہیں جب تک اس میں رہنے والے ملک و قوم کے مفاد کے لئے قربانی دیں۔ اس لئے ہم پوری عدلیہ پر یہ واضح کر دینا چاہتے کہ ہم ان کا ایسا کوئی فیصلہ قبول نہیں کریں گے اور نہ اس ملک کی عوام قبول کرے گی کہ جو فیصلہ انصاف پر مبنی نہ ہو۔ اس لئے ہم اس فیصلے کی پُرزور مذمت کرتے ہیں اور اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ تھوڑی ہے۔ میری یہی گزارشات تھیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب اللہ رکھا!

جناب اللہ رکھا: نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الذی خلق الموت والحیوۃ لیبلو کم ایکم احسن عملا وھو العزیز الغفورo جناب سپیکر! ابھی میں نے اس ہاؤس میں جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ زندگی اور موت میرے قبضہ قدرت میں ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ تم میں سے کون لوگ ہیں جو اچھے عمل کرتے ہیں اور کون لوگ ہیں جو بُرے عمل کرتے ہیں اور کون لوگ ہیں جو اچھے عمل کرنے والوں کو روکتے ہیں، بے شک تمہارا پرودگار ہر چیز پر اپنی قدرت رکھتا ہے۔

جناب والا! اللہ کے قرآن نے بڑا واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ جن لوگوں کے عمل اچھے ہیں ان کا راستہ یہ کفار نہیں روک سکتے، یہ ظالم نہیں روک سکتے، یہ dictator نہیں روک سکتے۔ یہ dictator جس نے پچھلے آٹھ سالوں میں پاکستان کی عوام کو یہ بُرا دن دکھایا ہے جس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ یاد کیجئے وہ دور جب ہم پنجاب کی سڑکوں کے اوپر اس ظالم dictator کے خلاف احتجاج کیا کرتے تھے اس وقت بھی ہمارے ارادوں میں ذرا بھر بھی لغزش نہیں آئی تھی۔ جس طرح اس dictator نے اچھے عمل کرنے والے شخص کو اٹھا کر اس ملک سے باہر پھینکا تھا تو آپ غور کیجئے کہ اس شخص کو جس کو یہ ظالم dictator کہتا تھا کہ یہ پاکستانی عوام کے معیار پر پورا نہیں اترتا اللہ کی قدرت کا فیصلہ دیکھئے، وہی پروردگار اسے یہاں سے اٹھاتا ہے اور بیت اللہ میں لے جاتا ہے، مسجد نبوی میں لے جاتا ہے۔ آپ اس dictator کی باتوں پر غور کیجئے، کون سی بات یہاں پر بیان کروں۔ لال مسجد کی ننھی منی معصوم بچیوں کے جسموں کو فاسفورس کے بموں سے کس طرح پگھلایا گیا۔ وانا کے شہیدوں پر غور کیجئے کہ وہ نوجوان جو کلمہ حق پڑھتے ہیں جو دین کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں کس طرح ان نوجوانوں کے خون سے مسجدوں کو رنگین کیا گیا۔ آپ میری بات پر غور کیجئے کہ آج جو فیصلہ انہوں نے ایوان صدر کے ایماء پر کیا ہے ہم اس کی پُرزور مذمت کرتے ہیں اور اللہ کے

فضل و کرم سے ہم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک میاں محمد نواز شریف کے اصولوں پر چلتے ہوئے، اس کے دیئے ہوئے اصولوں پر چلتے ہوئے ہم عدلیہ کو آزاد نہیں کروا لیتے اور ججوں کو بحال نہیں کروا لیتے۔ ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

جناب سپیکر! اللہ کے فضل و کرم سے میرا اور آپ کا قائد کل بھی اصولوں پر قائم تھا آج بھی اصولوں پر قائم ہے اور ہم نے پہلے بھی کبھی اصولوں پر سمجھوتہ کیا ہے اور نہ کریں گے۔ ہم پاکستان کے عوام کی عین سوچوں کے مطابق جنگ لڑ رہے ہیں۔ ہم اللہ کے فضل و کرم سے اس وقت تک یہ جنگ لڑتے رہیں گے جب تک پاکستان خوشحالی کی طرف نہیں جاتا اور میرے قائد کے اس خواب کی تعبیر نہیں بن جاتا جو میرے قائد نے پاکستان کی خوشحالی کے لئے دیکھا ہے۔

جناب سپیکر! ہم P.C.O ججوں کے فیصلوں کی بھرپور مذمت کرتے ہیں اور اس ایوان کے توسط سے بھرپور مذمت کرتے ہیں اور اللہ کے فضل و کرم سے اپنا احتجاج اس وقت تک جاری رکھیں گے جب تک اس dictator مشرف سے ایوان صدر کو پاک نہیں کر لیتے، اس کے ناپاک ارادوں سے اس کو صاف نہیں کر لیتے، ہم آرام سے نہیں بیٹھیں گے۔

(اس مرحلہ پر میاں محمد نواز شریف زندہ باد، میاں محمد شہباز شریف زندہ باد کی نعرہ بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ غزالہ سعد رفیق صاحبہ!

محترمہ غزالہ سعد رفیق: نحمد ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں جب سے ایوان میں بیٹھی ہوں بہت ساری جذباتی تقاریر سن رہی ہوں۔ میں چند باتیں کروں گی کہ:

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

پچھلے 60 سالہ پاکستان کے وجود سے اب تک جمہوریت کے راستے میں جو رکاوٹیں ہم سب لوگ face کرتے آئے ہیں کل کے عدلیہ کے فیصلے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ وہ رکاوٹیں جو اب تک ہم دور کرتے آئے ہیں، یہ پیغام ملا ہے کہ وہ ابھی باقی ہیں۔ جمہوریت کا راستہ جس میں چلتے ہوئے اور جس کی کوشش میں ہم سب لگے ہوئے ہیں ہم ابھی اس کی تکمیل تک نہیں پہنچ سکے۔ وہ راستہ جس میں آپ سب ساتھی تھے میں بھی آپ کی ساتھی ہوں، میرا پورا خاندان ساتھی ہے۔ اس جمہوریت کے لئے اس پارلیمنٹ میں بیٹھ کر ہمیں اس بات کا عزم کرنا ہے کہ اب ہم نے اس سے بالاتر ہو کر کہ

ہمارا تعلق کس جماعت سے ہے، اس سے بالاتر ہو کر کہ ہم کس جماعت کے نمائندہ کے طور پر یہاں کھڑے ہیں ہمیں اس بات کا فیصلہ کرنا ہے کہ پاکستان کو کس طرف لے کر جانا ہے اور ہم نے اس میں کیا کردار ادا کرنا ہے؟ آج ہم نے اپنے کردار کو متعین کرنا ہے۔ ہم تو سمجھ رہے تھے کہ ہم جمہوریت کی پٹڑی پر چڑھ گئے ہیں لیکن کل عدلیہ کے فیصلے نے ہم سب کو یہ پیغام دیا ہے کہ ابھی اور بہت سی رکاوٹیں ہیں جن کا ہم سب کو سامنا ہے۔ میں اس ایوان میں اپنے تمام parliamentarians سے صرف ایک بات کرنا چاہوں گی کہ ہمیں یہاں بیٹھ کر اس عزم کا اعادہ کرنا ہے جس کو ہم لے کر چلے تھے کہ پاکستان میں جمہوریت کے راستے میں جتنی رکاوٹیں آئیں گی ہم ان کو توڑتے ہوئے پاکستان کو اس کی منزل تک پہنچا کر ہی دم لیں گے۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ:

جس دور میں جینا مشکل ہو
اس دور میں جینا لازم ہے

آج بہت ساری باتیں ہو گئیں، تقاریر ہو گئیں، جذباتیت بھی ہو گئی لیکن ہم سب پاکستان سے محبت کرتے ہیں اور آج ہم نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہم نے اپنی آئندہ نسل اور اپنے بچوں کو کیا دے کر جانا ہے؟ ہمارے اوپر جو بھاری ذمہ داری اس عوام نے 18۔فروری کو ڈال دی ہے وہ اس لئے ڈالی ہے کہ ہمیں فیصلوں کا حق دیا ہے کہ یہ فیصلے کس طرح کے ہوں گے، جمہوریت کے ہوں گے یا آمریت کے ہوں گے؟ آج جو لوگ یہاں پر بیٹھے ہیں یا جو دوسرے ایوانوں میں بیٹھے ہیں ان سب کے لئے کل کا عدلیہ کا کالا فیصلہ لمحہ فکریہ ہے جو ہم سب نے سنا۔ ہم تمام لوگ اس فیصلے کی بھرپور مذمت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب تک پاکستان میں عدلیہ آزاد نہیں ہو گی، اپنی اصل شکل میں واپس نہیں آئے گی ہم آرام سے نہیں بیٹھیں گے۔ جمہوریت کے لئے جدوجہد اور کوشش کرنا ہم سب کا بنیادی حق ہے جس کے لئے ہم لڑتے رہیں گے اور پاکستان کو انشاء اللہ تعالیٰ اپنی کوششوں اور اپنے قائد کی کوششوں سے جمہوریت کی پٹڑی پر چڑھا کر ہی دم لیں گے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، طارق امین ہوتیانہ!

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: میں جناب کا بڑا ممنون ہوں۔ میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے کیونکہ بنیادی طور پر کل یہ اجلاس بجٹ اجلاس تھا تو جو دوست بات کرنے سے رہ گئے ہیں اگر ہم اپنی تجاویز تحریری طور پر سیکرٹری صاحب کو جمع کروا دیں تو اس کو ریکارڈ کا حصہ بنا لیا جائے اور اس پر جو قابل عمل تجاویز ہوں اس پر عمل کیا جائے۔ چونکہ کل جو ایک عدالتی سیاہ فیصلہ آیا ہے اس پر تمام

ممبران کے sentiment ایک جیسے ہیں خواہ وہ مسلم لیگ (ن) سے ہیں یا پیپلز پارٹی سے تو میں یہ چاہوں گا کہ اس لسٹ کو جاری کیا جائے کہ جو speaker کل بجٹ پر اپنی تجاویز دینا چاہ رہے تھے انہی کو آگے وقت دیا جائے۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جب ضمنی بجٹ پر بحث ہو تو جو لسٹ میں سے رہ گئے ہیں ان کو اس دن کروادیں تاکہ وہ بھی accommodate ہو جائیں۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! میری یہ عرض ہے کہ کل کا جو عدالتی فیصلہ ہے یہ dictatorship کے انہی ہتھکنڈوں کی continuity ہے خواہ وہ لیاقت علی خان کی شہادت ہو، ذوالفقار علی بھٹو (شہید) کی شہادت ہو، بے نظیر بھٹو کی شہادت ہو، میاں محمد نواز شریف کی جلاوطنی ہو یا اب میاں محمد نواز شریف کی نااہلی کا جو فیصلہ آیا ہے یہ سب اسی تناظر میں سلسلہ چل رہا ہے۔ یہ وہی ہتھکنڈے ہیں جو مختلف انداز میں استعمال کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں جنرل پرویز مشرف کو تھوڑا سا وقت شاید مل جاتا کیونکہ لوگوں کے ذہن میں یہ impression تھا کہ نومبر کے الیکشن تک اس کا آقا جب تک امریکہ کی کرسی صدارت پر بیٹھا ہے شاید مشرف کو وقت مل جائے لیکن کل کے فیصلے نے مشرف کو جو مہلت ملنی تھی اس کو کم کر دیا ہے اور اب میرے خیال میں پوری قوم کا ایک ہی نعرہ ہے کہ:

مک گیا تیرا شو مشرف
گو مشرف گو مشرف

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد!

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہ جو سیاہ فیصلہ کل ان Judges نے دیا جن کو نہ تو یہ ایوان Judges مانتا ہے، نہ پنجاب مانتا ہے اور نہ پاکستان مانتا ہے۔ ان Judges کے اس فیصلے پر جتنی مذمت کی جائے، جتنے بھی اجلاس کئے جائیں وہ کم ہوں گے۔ ہم بھٹو کے اس فیصلے کو آج تک نہیں بھول پائے، آج تک ہم دوبارہ بھٹو پیدا نہیں کر سکے اور ابھی یہ Judges ایک نیا کارنامہ دکھا رہے ہیں۔ کل بھی ان Judges نے بھٹو کو مارا تھا اور آج یہ میاں محمد نواز شریف کو

مارنا چاہتے ہیں۔ میں اس ایوان کی آواز سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ نہ بھٹو کل مرا تھا، نہ انشاء اللہ میاں محمد نواز شریف کہیں جائے گا اور میاں محمد نواز شریف کو اللہ دوام بخشے گا۔ میاں محمد نواز شریف آج پاکستان کی آواز ہے، پنجاب اور اس ایوان کی آواز ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی آواز کو قائم رکھے گا۔ اللہ اس کو انشاء اللہ عروج دے گا اور یہ ایوان دیکھے گا کہ وہی میاں محمد نواز شریف جس کو آج ان کالے ججوں نے پس پشت ڈالنے کی کوشش کی ہے وہ ایک نئے سورج اور نئی آب و تاب کے ساتھ سامنے آئے گا۔ میں ابھی بجٹ کی طرف آتا ہوں کیونکہ آپ نے مجھے بجٹ تقریر کے لئے floor دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: فی الحال تو کل کے واقعہ پر مذمت ہے۔ اس کے بعد جب وزیر خزانہ صاحب آ جائیں گے تو تب بات ہو گی۔ بہت شکریہ

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں اپنے بھائی سے کہتی ہوں کہ بجٹ لیڈروں کے ساتھ اچھے لگتے ہیں۔ کل ہمارے لیڈر اور ہمارے ساتھ عدالت میں اتنی ناانصافی ہوئی ہے اور ہم یہ پٹ پٹ کر کہہ رہے ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! اس غلطی کو میں واپس لیتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ چونکہ ہوتیانہ صاحب پہلے بات کر رہے تھے اور جناب سپیکر نے بھی کہا تھا کہ اس کے بعد بجٹ پر تقاریر ہوں گی لہذا غلط فہمی ہو گئی ہے جسے میں واپس لیتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ پیپلز پارٹی ہر جگہ پر، ہر مقام پر (ن) لیگ کے ساتھ ہے۔ وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ نے ایک پارٹی بیان بھی دیا۔ اس کے بعد تمام پیپلز پارٹی کے ممبران نے بھی اپنی اپنی جگہ پر مذمت کی۔ یہ مذمت کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک یہ جج ہوش کے ناخن نہیں لیں گے۔ یہ نہیں کہ ہم دو چار باتیں کر کے چلے جائیں گے تو مذمت کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ یہ مذمت ان کے کالے کرتوتوں کے ساتھ ساتھ اس وقت تک چلتی رہے گی جب تک یہ جج اور ان کو بنانے والا وہ شخص جو ابھی ایک پنجرے میں قید ہے وہ ایسے پنجرے میں قید ہو گیا ہے جہاں سے نکلنا اس کے لئے بہت مشکل ہے۔ جس شخص کی کھال ہی نہ ہو جو کہتا تھا کہ وردی میری کھال ہے آج اس کے جسم پر کھال نہیں ہے وہ بے کھال شخص اس پنجرے سے نکل نہیں سکتا ہے۔ ابھی وقت اس کے لئے کم سے کم ہوتا جا رہا ہے۔ ابھی وقت اس کے لئے بہت مختصر ہوتا جا رہا ہے۔ جب وہ اس حبس بے جا میں خود ہی اپنی موت مر جائے گا۔ زرداری صاحب نے فرمایا تھا اور میں اس کو quote کرتا ہوں۔ جناب محترم آصف علی زرداری نے کہا تھا کہ وقت خود ثابت کرے گا کہ یہ وقت کا نمرود جو ہے یہ اپنی موت آپ مر جائے گا اور اللہ کے فضل سے ابھی وہ

timeآرہاہے جہاں شداد رہا، نہ نمرود رہاوہاں یہ مشرف کیا رہے گا۔ایوان سے میں اس چیز کی پُرزور مذمت کرتا ہوں کہ ایسے فیصلے جن سے ملک کی تاریخ پر اثر پڑتا ہو جب مورخ یہ تاریخ لکھے گا تو یاد رکھیں کہ ان ججز کے اس کارنامے کو تاریخ میں انتہائی سیاہ دور میں لکھا جائے گا اور اللہ کے فضل وکرم سے میاں محمد نواز شریف کا نام سنہری لفظوں سے آئے گا اور میاں محمد نواز شریف کا نام رہتی دنیا تک یہاں پر رہے گا۔میں اس بات پر اس ایوان کا بہت مشکور ہوں کہ یہ ایوان ایک آواز ہو کر میاں محمد نواز شریف کے لئے آواز اٹھا رہا ہے۔یہاں پر وہی بات صادق آتی ہے کہ "ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود وایاز" تو اللہ کا کرم ہے کہ آج تمام بھائی، تمام لوگ میاں محمد نواز شریف کی آواز میں لبیک کہہ رہے ہیں اور یہی اس ایوان سے متوقع تھا۔یہی اس ایوان کی شان ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ مائزہ حمید صاحبہ!میں سب کو وقت دے رہا ہوں اور انشاء اللہ سب کو وقت ملے گا۔خواتین کا بھی حق ہے۔ Let them talk also.

محترمہ مائزہ حمید: جناب سپیکر!یہ جمہوریت کا سب سے بڑا مذاق اڑایا گیا ہے جو کل ہمارے ساتھ ہوا ہے۔ there are two leaders in this nation.ایک لیڈر ہے محترمہ بے نظیر بھٹو

Who said, Democracy is the biggest revenge. She has met a tragic death.

اور دوسرے لیڈر میاں محمد نواز شریف ہیں۔

He is fighting for the institutions. He is also fighting for his Principles. He has been trying in court and the Presidency is trying to kill the democracy in this country. This is a day of mourning and this day should be celebrated as a black day in the whole country and the whole country should go in mourning. This is a sad day for our country and internationally we are also a bad example. It's a very sad day. Thank you.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جہانزیب وارن!

ملک جہانزیب وارن: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنے قائد میاں محمد نواز شریف کے خلاف جو فیصلہ ہوا ہے، پرزور مذمت کرتا ہوں اور یہ جو بجٹ سیشن ہوتا ہے ہمیں ایک موقع ملتا ہے کہ ہم اپنے علاقے کے مسائل آکر بتائیں تو establishment نے، بیوروکریسی نے اور ان ڈکٹیٹروں نے یہ جو شوشہ کھڑا کیا ہے۔ ہمارے پیچھے عوام یہ سوچ رہی تھی کہ ہمارے لئے یہ جو نمائندگان ہیں جن کو ہم نے ووٹ دیئے ہیں جا کے یہ ہمارے مسائل اسمبلی میں کہیں گے تو انہوں نے یہ جو شوشہ چھوڑا ہے کہ ہماری پوری قوم کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ ہم اب سڑکوں پر بھی نکلیں گے، اپنے حلقے کو بھی بتائیں گے، اپنی عوام کو بھی ساتھ لے کر ان کو بتائیں گے کہ یہ جو ساٹھ سال سے سازشیں کر رہے ہیں ان کی سازشوں پر ہم نے ان کے اوپر ایسی ضرب لگانی ہے کہ ان کو اب پتا چل جائے گا۔ دوسرا یہ ہے کہ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا کیونکہ آج بالکل ہم اس موڈ میں نہیں ہیں۔ ہم بالکل اس چیز سے خفا ہیں، ناراض ہیں کہ یہ جو بیوروکریسی establishment ہے یہ بھی ہم میں سے ہے لیکن انہوں نے ساٹھ سال سے اپنے لئے سب کچھ بنایا ہوا ہے، اب انہوں نے دیکھا ہے کہ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) دونوں پارٹیاں جو بڑی جماعتیں ہیں اکٹھی ہو گئی ہیں تو ان کے خلاف کیسی سازش کرنی چاہئے؟ انہوں نے ہمارے عظیم قائد جن کی خاطر ہم سب لوگ جتنا پورا پاکستان اس فیصلے کے خلاف احتجاج کر رہا ہے تاریخ میں ایسا نہیں ہوا تو میں اس موڈ میں نہیں ہوں۔ میں بھرپور ناراض ہوں، میں پورے House کو اس بات پر agree کروں گا کہ آپ احتجاجاً ان ڈکٹیٹروں کے خلاف پُرزور مذمت کریں۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: میری آصف منظور موہل سے گزارش ہے کہ وہ بات کر لیں اور اس کے بعد میں نے رولنگ بھی دینی ہے، میں نے ابھی تک جو سوچنا تھا وہ تیار کر لیا ہے، دوستوں کے بات کرنے کے بعد میں اپنی رولنگ دوں گا۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میری ایک submission ہے کہ آپ ایک مہربانی ضرور فرمائیں کہ اسی sitting میں بیٹھے ہوئے آپ رولنگ دیں کیونکہ اگر آپ اٹھ کر گئے تو اس پر بہت

زیادہ خدشات ظاہر ہوں گے۔ میری یہ humble submission ہے کہ جو بھی آپ کی honest opinion ہے اسی جگہ پر بیٹھے ہوئے آپ رولنگ دے کر جائیں۔ اگر آپ یہاں سے اٹھ کر گئے تو اس پر میں بھی objection کروں گا اور بھی کئی آدمی objection کریں گے کہ شاید اس میں کوئی کل کی سمت کے بارے میں کوئی رائے ہے۔ میری آپ سے گزارش ہو گی کہ آپ یہاں سے اٹھے بغیر اپنی رولنگ دیں میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ بار بار ساری کتابیں دیکھ رہے ہیں، سیکرٹری صاحب کو بھی نوٹس دے رہے ہیں۔ definitely ان نوٹس کو آپ آگے کریں گے جس پر وہ فیصلہ ٹائپ ہو گا۔ میری آپ سے گزارش ہو گی کہ یہاں سے آپ اٹھے بغیر یہ رولنگ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نوانی صاحب! بے فکر رہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ نوانی صاحب نے جو بات کی ہے میں بھی اس کی پوری طرح تائید کرتا ہوں اور آپ کو میرا خیال ہے ماسوائے قانونی مشاورت کے books اور legal assistance کے لئے آپ کے پاس سیکرٹری صاحبان موجود ہیں۔ آپ کو کسی dictation اور مشاورت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آپ ایک law knowing personality ہیں ۔ آپ نے جمہوریت کی اس جدوجہد میں اور اس judiciary کی restoration کی جدوجہد میں کی ہے اور لاہور ہائی کورٹ بار کو جو آپ نے represent کیا ہے بطور ایک کامیاب جنرل سیکرٹری آپ کو کسی طرف سے مشورہ لینے کی یا کوئی advice لینے کی یا dictation لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ فوری طور پر جب بھی مشاورت مکمل کر لیں تو پھر اس پر رولنگ دیں انشاء اللہ تعالیٰ یہ تاریخی رولنگ ہو گی اور یہ تاریخ میں سنہری حروف میں لکھی جائے گی۔ بڑی مہربانی

جناب محمد معین وٹو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وٹو صاحب!

جناب محمد معین وٹو: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں کل کے اس فیصلہ پر پی۔ سی۔ او کے تحت جو ججز ہیں انہوں نے قائد محترم میاں محمد نواز شریف کے خلاف دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ صرف قابل مذمت

فیصلہ ہی نہیں ہے بلکہ وہ ایک ایسا فیصلہ ہے جو ان ججوں کا ہے، جو جمہوریت کے خلاف سازشوں میں شامل ہیں۔ اگر یہ فیصلہ کسی civil case یا کسی criminal case کے بارے میں ہوتا تو یقیناً اس ہاؤس میں یہ ردعمل نہ ہوتا، یہ فیصلہ ایک سیاسی فیصلہ ہے اور ان ججوں نے نہ صرف یہ فیصلہ prejudice دیا ہے، بلکہ یہ ایک ایسی سازش کا حصہ ہے اور جو لوگ اس سازش میں حصہ دار ہیں، جو جمہوریت اور جمہوریت کی گاڑی کو derail کرنا چاہتے ہیں۔ یہ فیصلہ صرف میاں محمد نواز شریف کے خلاف نہیں ہے بلکہ یہ فیصلہ جمہوریت کے خلاف ہے، یہ فیصلہ عوام کے خلاف اور عوام کے حقوق کے خلاف ہے اس لئے میں یہ کہوں گا کہ ہمیں آج اپنی priorities کا تعین کرنا پڑے گا۔ یہ درست ہے کہ ہمارے اس ایوان کا اور ممبران کا یہ فرض ہے کہ ہم عوام کے مسائل کے حل کو اہمیت دیں لیکن سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ جو عوامل عوام کے مسائل کی حل میں رکاوٹ ہیں، ان کو اپنے راستے سے ہٹانا چاہئے اور یہ جو سازش کی جارہی ہے ایک ایسا شخص جو پرویز مشرف ہے، اس کے سارے تانے بانے ہیں اور یہ اس کی وجہ سے اس طرح کے فیصلے آرہے ہیں اور یہ P.C.O کے تحت حلف اٹھانے والے ججز اس کے ماتحت کام کررہے ہیں اور میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ ہم اس ہاؤس میں بار بار کہتے ہیں جمہوریت اس وقت تک نہیں آسکتی جتنی دیر تک ایک غیر جمہوری آدمی اس ملک کا سربراہ ہے اور وہ پرویز مشرف ہے۔ اس کی موجودگی میں جمہوریت نہیں آسکتی اور ہم اس کو جمہوریت نہیں کہہ سکتے اس لئے کہ علمائے دین نے یہ کہا ہے کہ " کنویں سے جتنی دیر کتے کو نہ نکالا جائے اتنی دیر کنواں پاک نہیں ہو سکتا"۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جتنی دیر تک پرویز مشرف اس ملک میں بیٹھا ہے اتنی دیر تک ہم جمہوریت کا یہاں دعویٰ نہیں کر سکتے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ عوام کے تمام جتنے نمائندگان ہیں وہ آصف علی زرداری ہوں، وہ وزیراعظم ہوں، وہ وزیراعلیٰ ہوں، وہ ممبران اسمبلی ہوں۔ آج جو یہ سازش ہوئی ہے یہ سازش صرف میاں محمد نواز شریف کے خلاف نہیں بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آصف علی زرداری کے خلاف بھی سازش ہے، یہ میاں محمد نواز شریف کے خلاف بھی سازش ہے اور یہ ایک سیاسی اتحاد کے خلاف بھی ایک سازش ہے۔ آج میں یہ کہوں گا کہ آج ان سیاست دانوں کو اور جناب آصف علی زرداری کو درخواست کروں گا، میاں محمد نواز شریف کو درخواست کروں گا اور پاکستان پیپلز پارٹی کے اراکین اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے اراکین اور جتنے اتحادی سارے دوست ہیں، میں سب سے یہ گزارش کروں گا اور یہ اپیل کروں گا کہ سارے مل کر ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر احتجاج کرکے پورا زور لگادیں کہ یہ

جو P.C.O کے تحت عدلیہ ہے، سب سے پہلے ہم نے اس کو ختم کرنا ہے۔ عدلیہ کو آزاد کروانا ہے اور سب سے پہلے اس ملک کو پرویز مشرف سے آزادی دلانی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس بات پر سب سے زیادہ زور دیا جائے۔ سیاستدانوں کے لئے اہم نکتہ پرویز مشرف کو ہٹانا ہے۔ پرویز مشرف اس ملک سے جائے گا تو پھر جمہوریت آئے گی، پھر ترقی ہو گی، پھر عوام کے حقوق کے لئے کام ہو گا۔ شکریہ جی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ!

محترمہ شمیلہ اسلم: شکریہ۔ جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ساڑھے آٹھ سالہ آمرانہ دور حکومت کے بعد جب نئی حکومت نے سانس لینا شروع کیا تو P.C.O کے تحت حلف اٹھانے والے ججز نے مشرف کے ساتھی ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے ہمارے لیڈر، ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف کے خلاف جو فیصلہ دیا ہے ہم اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔ یہ خالص ایک سیاسی فیصلہ ہے جو کہ عدلیہ کے منہ پر طمانچہ ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نہیں چاہتے کہ ملک سے بے روزگاری، دہشت گردی اور غربت کا خاتمہ ہو۔ یہ لوگ نہیں چاہتے کہ لال مسجد کے شہداء کے خون کا حساب لیا جائے، یہ لوگ نہیں چاہتے کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان جیسے ہیرو کو رہا کیا جائے اور یہ وہی لوگ ہیں جو نہیں چاہتے کہ گمشدہ افراد کی بازیابی کے لئے کوششیں کی جائیں۔ ہم مشرف کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ تم جتنا مرضی زور لگا لو تم ہمارے لیڈر کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، تمہاری حکومت کبھی نہیں آئے گی۔ ہمارے لیڈر میاں محمد نواز شریف ہمارے دلوں میں رہتے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔

جناب سپیکر! P.C.O کے تحت حلف اٹھانے والے ججز کو کہنا چاہوں گی کہ تم لوگوں نے جو شرمناک حرکت کی ہے، تم لوگ جو مشرف کے ہاتھ بک چکے ہو، بے ضمیرو! اپنے گریبان میں جھانکو، تمہیں ایک دن خدا کے سامنے حساب دینا ہے۔ وہاں کس منہ سے جاؤ گے؟ یاد رکھو آنے والی نسلیں تمہیں کبھی معاف نہیں کریں گی، کبھی معاف نہیں کریں گی۔ P.C.O کے تحت حلف اٹھانے والے جج مردہ باد، بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آصف منظور موہل!

جناب آصف منظور موہل: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج آپ نے پانچویں دن مجھے اس عجیب و غریب موقع پر بات کرنے کا وقت دیا اور آپ نے یہ بھی فرمادیا کہ میں فٹافٹ بات کروں۔ اس کے بعد آپ

نے کوئی رولنگ بھی دینی ہے مگر floor دینے کے باوجود بھی مجھ سے پہلے دو ممبران نے تقریر کر لی تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اس ہاؤس کی کارروائی قواعد وضوابط کے مطابق نہیں چل رہی۔

جناب سپیکر! آج جو یہ میاں محمد نواز شریف کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے، جو ان کے ساتھ ظلم و ستم ہوا ہے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر ہماری یہ اسمبلی قواعد وضوابط پر نہیں چلے گی تو یہ جج صاحبان اسی طرح ہم سیاست دانوں پر ظلم و ستم کرتے رہیں گے لہذا میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ آپ نے اس ہاؤس کو قواعد وضوابط کے مطابق چلانا ہے۔ آج مجھے اس بات پر افسوس ہو رہا ہے کہ آج دس بجے کا وقت دیا گیا تھا۔ میں دس بجے اپنی سیٹ پر آکر بیٹھ گیا تھا مگر اجلاس 12 بجے شروع ہوا۔ یہ دو گھنٹے کا نقصان قوم کا نقصان ہوا ہے۔ یہ میرا نقصان نہیں ہوا اور اسی وجہ سے میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ شاید میاں محمد نواز شریف کے ساتھ یہ ظلم و ستم ہوا ہے، یہ آئین کی دھجیاں اڑائی گئی ہیں۔ اس ملک کو توڑنے کی کوشش کی گئی ہے اور میں ہی نہیں میرا پورا ضلع بہاولنگر اس کی مذمت کرتا ہے اور گلی گلی، کوچہ کوچہ آج ہمارے ورکرز وہاں پر جلوس نکال رہے ہیں اور آج ہم میاں محمد نواز شریف کے خلاف آنے والے فیصلے کی مذمت کرتے ہوئے اپنے لیڈر کے ساتھ کھڑے ہیں۔ اور یہ بات نہیں ہو سکتی کہ آج ہم اس موقع پر میاں محمد نواز شریف کو اکیلا چھوڑ دیں گے یا اس judiciary کے خلاف آج ہم آواز نہیں اٹھائیں گے۔ اگر آج ہم ممبران اسمبلی نے آواز نہ اٹھائی، اگر آج ہم ایوانوں میں بیٹھنے والے لوگوں نے اس چیز کو condemned نہ کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا یہ ملک چند دنوں کا مہمان رہ جائے گا۔

جناب سپیکر! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا مگر اس گزارش کے ساتھ کہ ہمیں ضمنی بجٹ میں، جب آپ بحث شروع کریں گے تو میرا ضلع بہاولنگر انتہائی پسماندہ ہے۔ میں نے کل آپ کی ایک لسٹ دیکھی 23/24 ممبران نے تقریر کی۔ میں بھی سمجھتا ہوں کہ ایوان میں ممبران کی تعداد زیادہ ہے مگر خدارا! ہمارا ضلع پسماندہ ضرور ہے لیکن ہمیں یہاں پر پسماندگی کا احساس نہ دلایا جائے۔ میری آپ سے گزارش ہو گی اور میں یہاں پر گزارش کروں گا کہ پیپلز پارٹی والوں سے بھی کہ وہ بھی ہمارا ساتھ دیں، ہمارے شانہ بشانہ احتجاج میں آج شامل ہوں کیونکہ میں یہاں پر جناب آصف علی زرداری کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اب ہمیں در پردہ کوئی سیاست نہیں کرنی پڑے گی۔ اب ہمیں front پر آنا پڑے گا کیونکہ آج اگر یہ میاں محمد نواز شریف کے ساتھ زیادتی ہے تو کل کا

دن آصف علی زرداری کے لئے بھی ہو سکتا ہے لہذا آج تمام لیڈران کو یکجا ہو کر اس ملک کی سلامتی کے لئے سڑکوں پر آنا پڑے گا اور ہمیں اپنا یہ احتجاج ریکارڈ کروانا پڑے گا۔ شکریہ

محترمہ نرگس فیض ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! معزز ممبر جناب آصف علی زرداری کا نام اس طرح نہیں لے سکتے اور انہیں یہ کہیں کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ انہوں نے غلط بات کی ہے اور کیوں اس طریقے سے ہمارے قائد کا نام انہوں نے لیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ میں ان سے بات کر لیتا ہوں۔ آپ ہاؤس کو dictate نہیں کر سکتیں۔ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر cross talk نہیں ہو سکتی۔ آپ کا احتجاج ریکارڈ پر آ گیا ہے اور اس پر کارروائی ہو گی۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، وٹو صاحب!

میاں معین خان وٹو: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ قائد محترم میاں محمد نواز شریف اور محترم جناب آصف علی زرداری دونوں کا ایک ہی مشن ہے، دونوں قائدین جمہوریت کے لئے کوشش کر رہے ہیں اور ان دونوں قائدین کا آپس میں یقیناً اتفاق رائے بھی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)
میں یہ سمجھتا ہوں کہ اختلاف رائے جمہوریت کا حسن ہے ممکن ہے کہ کسی بات پر ان میں تھوڑا بہت اختلاف رائے بھی ہو لیکن میں تمام معزز اراکین سے گزارش کروں گا کہ یہ بات ہم قائدین پر چھوڑتے ہیں وہ ہمارے رہنما ہیں، وہ ہمارے رہبر ہیں وہ خود فیصلہ کر لیں گے اور ہمیں یہاں کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جس سے کوئی controversy پیدا ہو یا اس میں کوئی فرق آئے۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ ہم اتفاق اور اتحاد کی باتیں کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی بات بالکل صحیح ہے اس لئے میں ہاؤس میں اس پر زیادہ بات کرنے کی قطعاً اجازت نہیں دوں گا۔ اب میں تجمل حسین صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ بات کریں۔

جناب محمد تجمل حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس حوالے سے یہ سمجھتا ہوں کہ 18۔فروری کا جب سورج طلوع ہوا تھا تو پورے پاکستان کی قوم یہ سمجھ رہی تھی کہ جمہوریت کا سورج نکل آیا ہے اور

آمریت کا سورج غروب ہو گیا ہے مگر چار ماہ کے شدید انتظار میں اور چار ماہ سے انتظار کی سولی پر لٹکی ہوئی قوم اس وقت بے تاب ہو گئی جب ان کے قائد میاں محمد نواز شریف کے خلاف ان ججوں نے جو P.C.O کے تحت حلف اٹھا کر مشرف سے وفاداری اور میری قوم سے غداری کر رہے ہیں انہوں نے جب فیصلہ دیا تو قوم میں بے تابی اپنے عروج پر آ گئی اور میں اس بات کو بھی کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جس دن ہم نے مری میں بیٹھ کر اعلان مری sign کیا تھا اگر ان 30 دنوں میں ان ججوں کو ان کے انجام تک پہنچا دیا جاتا اور عدلیہ کے وہ جج بحال کر دیئے جاتے تو شاید آج ہمیں یہ دن دیکھنا نہ پڑتا۔ میں پھر یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری قوم جو اس وقت انتظار کی سولی پر لٹکی ہوئی ہے اور کبھی ہم ججوں کی بحالی کی بات کرتے ہیں ہمارے راستے میں جو رکاوٹیں ہیں، مشرف جس کو نہ ہم نے کبھی صدر مانا تھا، نہ وہ صدر ہے اور نہ ہی کبھی اسے صدر تسلیم کریں گے۔

معزز اراکین حزب اقتدار: گو مشرف گو، گو مشرف گو، گو مشرف گو۔۔۔۔(نعرہ بازی)

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں معزز رکن سے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو coalition government میں اختلافی باتیں ہوتی ہیں وہ ہاؤس کی بجائے کسی meeting میں بیٹھ کر کی جائیں۔ آج ہمارا جو نقطہ نظر ہے وہ ایک فرد کے متعلق ہے کہ:

اس سے پہلے بھی یہاں ایک شخص تخت نشیں تھا
اس کو بھی خدا ہونے پر اتنا ہی یقیں تھا

ہم یہاں" گو مشرف گو" کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں اور ہم اس شخص کو ایوان صدر سے بدترین انداز سے نکالنا چاہتے ہیں۔ اب اس کو نکالنے کے لئے جو طریق کار ہے اس پر اگر کوئی اختلاف ہے تو coalition government کے دونوں بازوؤں کو اکٹھے مل کر اپنی چار دیواری میں بیٹھ کر ان اختلاف پر توجہ دینی چاہئے۔ یہی بات ایک معزز رکن نے پہلے بھی کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کے اندر آج کا ایجنڈا یہ ہے کہ ہم نے establishment کے خلاف اکٹھے ہو کر لڑنا ہے، ہم نے آرمی کے غیر آئینی اقدامات کے خلاف اکٹھے ہو کر لڑنا ہے اور ہم نے ججوں کی بحالی کے لئے اکٹھے ہو کر جدوجہد کرنی ہے اور P.C.O ججوں کو باہر نکال کر اپنی قوم کو ایک آزاد عدلیہ، ایک آزاد جمہوریت

اور عوام کی رائے کا احترام کرنے والی جمہوریت کو برپا کرنا ہے۔ ہم جن نکات پر اکٹھے ہیں ہاؤس میں ان ہی چیزوں پر بات کریں گے اور ججوں کو نکالنے کے لئے، ایوان صدر کو پاک کرنے کے لئے، جمہوریت کو آزاد کرنے کے لئے، مہنگائی کو ختم کرنے کے لئے، اداروں کے تقدس کے لئے اور قواعد وضوابط کے مطابق ملک کے تمام اداروں کو چلانے کے لئے جس طریق کار کو ہم نے اپنانا ہے وہ ہم گھر کی چار دیواری میں بیٹھ کر طے کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ جی، تجمل حسین!

جناب محمد تجمل حسین: جناب سپیکر! فاضل رکن کو آپ علیحدہ وقت دیں میں تقریر کر رہا تھا تقریر انہوں نے کر دی۔ میں جو بات کر رہا تھا وہ کسی کو ناگوار نہ گزرے اور میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ فاضل رکن نے جو رائے دی ہے مجھے اس بات کا بخوبی علم ہے کہ کون سی بات بند کمرے میں کرنی ہے اور کون سی ایوان میں کرنی ہے۔ میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ میں اپنے لوگوں کا جوابدہ ہوں اور میں وہ بات کر رہا ہوں جو میرے لوگ کرتے ہیں جو عوام کرتے ہیں۔ اس پر میں ان کو ایک شعر سنانا چاہتا ہوں:

ٹنڈاں کھڑکدیاں ویکھ کے سرت آئی
اینویں کھوہ خیالاں دا گیڑدے رئے
اوکھا ویلا آیا تے کوئی نہ مت بنیا
اینویں ای اپنے پرائے نکھیڑدے رئے
اوہ ہے کوئی باورا کھیاں دا
اسّی زلفاں سمجھ کے چھیڑدے رئے
وارث شاہ ساڈی ویکھ ہمت
اوہ ڈنگدیاں رہیاں اسی کھیڈدے رئے

جناب سپیکر! میں اس بات پر دوبارہ یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ جو اس وقت ہماری قوم کا حال ہے اور جس سولی پر قوم لٹکی ہوئی ہے تمام تر سیاستدانوں کو اور تمام سیاسی جماعتوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ قوم کو اس انتظار کی سولی سے نجات دلائیں اور جہاں تک میاں محمد نواز شریف کے خلاف عدالت میں فیصلہ دیا گیا ہے ہم اس floor پر مشرف کو، اس کی ٹیم اور اس کے حواریوں کو یہ کہنا

چاہتے ہیں اور یہ بھی بتانا چاہتے ہیں جو ہمارے دوست اعتراض کرتے ہیں کہ وہ اٹارنی جنرل وہاں سے ختم ہو جانا چاہئے تھا جو قانون میں غیر قانونی بندوبست کرتا ہے مگر وہ ابھی تک وہاں موجود ہے۔ اس طرح کی سازشیں کرنے والے جو مشرف کے ساتھی ہیں ہم ان کو یہ warning دینا چاہتے ہیں کہ ہم میاں محمد نواز شریف کے سپاہی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ جنگ اب چراغوں سے اٹھاکر ایوان صدر کے دروازے پر لے جائیں گے اور ایوانِ صدر میں بیٹھا چوہا اب میرے قائد کا راستہ نہیں روک سکے گا۔ ہمارا ماضی اس بات کا گواہ ہے کہ میرے قائد نے خیرات میں ملتا ہوا اقتدار کئی مرتبہ ٹھکرایا ہے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب کے غیور عوام کے ساتھ، پاکستان کی قوم کے ساتھ یہ وعدہ کرتے ہیں کہ خیرات میں دیا ہوا اقتدار ہم جوتے کی نوک پر رکھیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ وقت ثابت کرے گا کہ ہم اقتدار کے لئے نہیں اس قوم کی نجات کے لئے سیاست کریں گے اور انشاء اللہ اس قوم کو اس آمر سے نجات دلا کر رہیں گے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

اینھی وی مجبوری چنگی لگدی نئیں
سجناں توں دوری چنگی لگدی نئیں
رُکھی سکھّی کھا لینےّ آں غیرت دی
بے شرمی دی چوری چنگی لگدی نئیں
بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب جوئیل عامر سہوترا!

جناب جوئیل عامر سہوترا: شکریہ۔ جناب سپیکر!

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! اس بات پر بھی ruling دے دیں کہ فلاں فلاں member نے بولنا ہے، فلاں فلاں member نے سننا ہے اور فلاں فلاں member نے تالیاں بجانی ہیں تاکہ وہ بولنے کے لئے اپنا حق نہ مانگیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس ایوان میں سب کو بولنے کا حق ہے لیکن آپ سپیکر کی بھی مجبوری دیکھیں کہ آپ لوگوں کا جوش اور جذبہ قابل دید ہے اور آج کا دن بجٹ پر بحث کے لئے مقرر تھا لیکن آپ کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے میں آپ کو بولنے کا موقع دے رہا ہوں تو آپ میرا بھی خیال رکھیں۔ تمام دوستوں کے جذبات ہیں۔ میں سب کو باری باری بات کرنے کا وقت دے رہا ہوں۔ بہت شکریہ، سارے ساتھی بیٹھیں، میں سہوترا صاحب کو floor دے رہا ہوں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں- میرا یہ ایمان ہے کہ اگر آج کی عدلیہ میں جسٹس اے کارنیلسن اور جسٹس بھگوان داس جیسے باکردار اور عظیم لوگ بیٹھے ہوتے تو کل کے دن عدلیہ کی تاریخ میں جو سیاہ فیصلہ آیا ہے یقیناً ایسا فیصلہ نہ آتا- آج اس ہاؤس میں معزز ممبران نے جو اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ پورے ملک کے ایوانوں میں سب سے بڑا ایوان اس غیر جمہوری فیصلے کو condemn کر رہا ہے- میں یہ بات عرض کرنا چاہوں گا کہ ایسے غیر جمہوری فیصلے، ڈکٹیٹروں کی طرف سے دیئے گئے ایسے فیصلے جمہوریت کے اس سفر کو نہیں روک سکتے اور اس ملک میں قائد محترم میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں جمہوریت کا سفر جاری رہے گا- کل عدلیہ نے جو سیاہ فیصلہ دیا ہے، پی۔ سی۔ او کے تحت حلف اٹھانے والے ججوں نے جو فیصلہ دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ فیصلہ میاں محمد نواز شریف کے خلاف نہیں ہے بلکہ پاکستان میں بسنے والی سولہ کروڑ عوام کے خلاف ہے- یہ فیصلہ پاکستان میں جمہوریت کے خلاف دیا گیا ہے اور آج قوم کے جذبات آپ کے سامنے ہیں- آج اس صوبے کے ایوان کے جذبات آپ کے سامنے ہیں- میاں محمد نواز شریف اس ملک میں بسنے والی تمام communities کا لیڈر ہے، وہ مسلمانوں کا بھی لیڈر ہے، وہ مسیح قوم کا بھی لیڈر ہے، وہ ہندوؤں کا بھی لیڈر ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان میں مسیح قوم کی طرف سے خصوصی طور پر اس سیاہ فیصلے کو condemn کرتا ہوں اور یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دوسری communities کی طرح مسیح قوم بھی میاں محمد نواز شریف کے ساتھ کھڑی ہے- میاں محمد نواز شریف کا ہر وہ قدم، میاں محمد نواز شریف کا ہر وہ فیصلہ جو وہ اس ملک کی بہتری کے لئے کرنا چاہتے ہیں، جو وہ اس ملک میں جمہوریت کو مضبوط بنانے کے لئے کرنا چاہتے ہیں۔ مسیح قوم ہمیشہ کی طرح ان کے ساتھ کھڑی ہے- میں آخر میں صرف یہ بات عرض کرنا چاہوں گا کہ judiciary کے تمام سیاہ فیصلوں کو قوم تسلیم نہیں کرتی اور ہم ان تمام فیصلوں کو رد کرتے ہیں- بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترم ثناء اللہ خان مستی خیل!

آوازیں: خواتین کو بھی بولنے کا موقع دیا جائے-

جناب قائم مقام سپیکر: میں تین اور ایک کی ratio رکھ رہا ہوں- مجھے اس ratio کے حساب سے چلنے دیں-

خواتین کی طرف سے آوازیں: یہ غلط ratio ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع عنایت فرمایا۔ کل کے وہ لمحات، کل کے وہ دن جب کینگرو کورٹس کے ان ججوں نے قائد پاکستان، فخر جمہوریت میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کے خلاف فیصلہ سنایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ کل کے وہ لمحات تاریخ کے تاریک اوراق میں لکھے جائیں گے۔ اگر میں تھوڑا سا پیچھے جاؤں کہ جب سے پاکستان معرض وجود میں آیا اس وقت سے ان سازشی ٹولوں اور ان صیہونی طاقتوں کے علمبرداروں کی ریشہ دوانیاں روز اول سے جاری ہیں۔ آپ غور فرمائیں کہ پاکستان کے پہلے سات سالوں میں گیارہ وزیر اعظم تبدیل کئے گئے اس وقت انڈیا کے کسی وزیر اعظم نے کہا تھا کہ پاکستان میں کیسی جمہوریت ہے ہم تو سال میں ایک تہبند تبدیل نہیں کرتے لیکن پاکستان میں سات سالوں کے اندر گیارہ وزیر اعظم تبدیل کر دیئے گئے۔ کبھی پاکستان کی مقبول leadership کو P.R.O.D.A کے ذریعے اور کبھی کسی A.B.D.O کے ذریعے نااہل قرار دیا گیا اور کل P.C.O ججوں جنہیں میں کینگرو کورٹس کہتا ہوں نے پاکستان کی مقبول leadership کو نااہل قرار دیا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ دو روز پہلے امریکہ کے ایک تھنک ٹینک نے ایک سروے شائع کیا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ اس وقت پاکستان کے اندر میاں محمد نواز شریف کو پاکستان کی 86 فیصد آبادی کی حمایت حاصل ہے اور اس وقت پاکستان کے اندر غیر متنازعہ طور پر میاں محمد نواز شریف کو consensus کے ساتھ پورے پاکستان کی عوام کی حمایت حاصل ہے۔ ایسی مقبول leadership کو راستے سے ہٹانے کے لئے ان جرنیلوں نے سازشیں کی ہیں۔ یہ جنرل اور جج جن کا جمہوریت کے خلاف annexes ہے کیا ہی خوب ہوتا کہ یہ J-2 خوبصورتی harmony کے ساتھ چلتے، جنرل اور جج جمہوریت کو چلنے دیتے لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان J-2 نے جمہوریت کو نہیں چلنے دیا اور یہ جمہوریت کے راستے میں create hurdles کر رہے ہیں لیکن میں یہاں پر یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی سولہ کروڑ عوام، پاکستان کی باشعور عوام انہیں ہرگز یہ اجازت نہیں دے گی۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا تھا:

اے جنگل کے قانون گرو جو چاہو بناؤ تعزیریں
تم شوق سے ہم دیوانوں کو ہر روز لگاؤ زنجیریں

جناب سپیکر! میرے ایک فاضل دوست نے یہاں بات کی میں کہنا چاہتا ہوں کہ بھکر کی باشعور 12 لاکھ عوام نے میاں محمد شہباز شریف کو جو اعزاز بخشا اس کی بنیاد پر میاں محمد شہباز شریف بھکر سے بلا مقابلہ کامیاب ہوئے۔ بھکر کی عوام کو اس بات پر فخر ہے کہ جب 2002 میں چودھری شجاعت حسین بھکر سے الیکشن لڑ رہے تھے تو بھکر کی غیرت مند عوام نے چودھری شجاعت کے خلاف بھی 75 ہزار ووٹ ڈالے تھے۔ ان کو بھی بلا مقابلہ کامیاب نہیں ہونے دیا گیا تھا۔ جب (ق) لیگ بنی تھی تمام لوگوں کو نیب کے ذریعے ڈرا دھمکا کر (ق) لیگ میں بھرا گیا لیکن اس وقت بھی بھکر کی عوام نے چودھری شجاعت حسین کا مقابلہ کیا تھا۔ اگر اس دفعہ بھکر کی عوام نے میاں محمد شہباز شریف کو بلا مقابلہ کامیاب کروایا ہے تو اس میں کسی لاٹھی اور گولی کی سرکار نہیں ہے بلکہ انہوں نے جمہوری انداز میں اپنے قائد کو منتخب کروایا ہے۔

جناب سپیکر! فاضل رکن فرما رہے تھے

It is a matter of common sense. There are no two opinions about this. There is ambiguity.

کہ ایک سیٹ پر وزیر اعلیٰ صاحب منتخب ہو گئے ہیں انہوں نے ایم۔ پی۔ اے کا حلف لے لیا ہے پھر انہوں نے وزیر اعلیٰ کا حلف لے لیا ہے اور بطور چیف منسٹر function بھی شروع کر دیا ہے اور اب اگر میاں صاحب روالپنڈی سے unoppose ہوئے ہیں تو وہ automatically vacant تصور ہو گی لہذا اس میں کوئی ambiguity نہیں ہے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ کل جو ججوں نے فیصلہ سنایا ہے اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ یہ فیصلے قوموں کی ترقی اور قوموں کے بہاؤ کو روک نہیں سکتے اور اس کے اندر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے والے جیالے اور متوالے میاں محمد شہباز شریف کے ساتھ ان کے ہر اول دستے کے طور پر موجود ہیں۔ شاید ان کو یہ بھول ہے۔ ان کو پتا ہونا چاہئے کہ پنجاب کے اندر مسلم لیگ کے متوالے ان کا ہر اول دستہ ہیں اور نیشنل اسمبلی میں مسلم لیگ کے 91 ایم۔ این۔ ایز بھی ان کا ہر اول دستہ ہیں۔ شاید وہ یہ سمجھتے ہیں کہ میاں محمد نواز شریف کو اسمبلی میں جانے سے روک سکتے ہیں لیکن عوام نے 18۔ فروری کو فیصلہ سنا دیا اور فیصلہ کیا ہے؟ جمہوریت چلے گی۔ غریب عوام کی عزت ہو گی اور جمہوریت پنپے گی۔ میں اس موقع پر عرض کروں گا کہ:

بے وجہ تو نہیں چمن کی تباہیاں
کچھ باغباں ہیں برک و شرر سے ملے ہوئے
مٹ جائے گی مخلوق تو انصاف کرو گے
کیسے منصف ہو کہ اب حشر برپا کیوں نہیں کر دیتے

جناب والا! اب یہ وقت آ گیا ہے کہ پاکستان کی سولہ کروڑ عوام نے جو انگڑائی لی ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ آمریت کی پیدا کردہ قوتوں کو، ان صہیونی قوتوں کو ایوان صدر سے باہر نکال کر ایک عوامی صدر وہاں پر بٹھائے گی۔ جمہوریت، آئینی اداروں، Supremacy of Constitution اور Supremacy of Parliament کے خلاف جو سازشیں شروع ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گی۔

(اذان ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میری تمام دوستوں اور ساتھیوں سے گزارش ہے کہ وہ تشریف رکھیں کیونکہ صبح مجھ سے ایک point پر رولنگ مانگی گئی تھی۔ میں ایک قانون دان ہوں اور ایک سیاست دان بھی ہوں۔ کل جب یہاں پر ایک point raise کیا گیا تھا اس پر آج سعید اکبر نوانی نے دوبارہ بات کی اور ساتھ ہی انھوں نے یہ کہا کہ سپیکر صاحب نے جو فیصلہ کرنا ہے وہ اس ایوان سے باہر جائے بغیر کریں۔ اللہ کے فضل سے میں نے یہیں پر بیٹھ کر تمام کتابوں کو consult کیا، تمام rules کو دیکھا لیکن میں یہ چاہتا تھا کہ خدا تعالیٰ کے بزرگ و برتر کے نام کے بعد اس فیصلے کو اس ایوان میں announce کروں کیونکہ میرے اوپر بھی ایک ذمہ داری ہے۔ میرے اوپر اس ایوان کو rules کے مطابق چلانے کی، اس ایوان کے اندر جمہوریت کو صحیح معنوں میں پروان چڑھانے کی اور اس ایوان کے اندر ان تمام جمہوری روایات کو فروغ دینے کی ذمہ داری ہے جن کی بنیاد پر اس ایوان کو فخر ہے، جس کے اوپر پورے پاکستان کو فخر ہے، پنجاب کے عوام کو فخر ہے، کل جب یہاں پر اپوزیشن کی طرف سے point of order raise کیا گیا، میں آج یہاں پر یہ بات بھی کرنا چاہوں گا کہ اپوزیشن سے ہم نے بڑے parleys کئے، اپوزیشن کے ساتھ بڑی دفعہ بات کی۔ میں خود اس کمیٹی کا حصہ بن کر باہر جاتا رہا کہ ان کو اس ایوان میں لے کر آئیں لیکن وہ اس ایوان کی کارروائی کا حصہ بننے کو تیار نہیں، بجٹ جیسے اہم موضوع کے اوپر وہ اس ایوان کی کارروائی کا حصہ بننے کو تیار نہیں۔ جب بھی آتے ہیں تو کبھی کورم کی نشاندہی کرنے کے

لئے اور کبھی کسی نہ کسی technical issue کو اٹھانے کے لئے آ جاتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ کس قسم کا بائیکاٹ ہے اور یہ کس کے ساتھ مذاق ہے؟

کل محترمہ بشریٰ نواز گردیزی، ایم۔پی۔اے صاحبہ نے یہاں پر House میں آ کر ایک point of order اٹھایا تھا کہ:

> After having been declared elected un-opposed as member of Punjab Assembly from constituency No.PP-10, Main Muhammad Shahbaz Sharif the earliest seat occupied by him that is constituency No.PP-48 had become vacant in terms of Article 223 of the Constitution of Pakistan, 1973. Since the question required interpretation of an important constitutional issue. Therefore, I have given a careful thought to this legal issue and observe as under.

اب اس کے اندر سب سے پہلے تو سپیکر کی جو ruling مانگی جاتی ہے جس طرح کل محترمہ نے House میں کہا اور آج نوانی صاحب نے کہا تو اس کے اوپر Rule-209 بڑا clear ہے جہاں پر decision on points of order کی بات آتی ہے:

> 209. **Decision on points of order.-**
> (1) A point of order shall relate to the interpretation or enforcement of these rules….

اس کو اگر آپ سارا پڑھیں گے تو اس کے اندر سپیکر کو رولنگ دینے کا اختیار Rule 209 دیتا ہے۔ اب انہوں نے آئین کے جس آرٹیکل کی بات کی تھی That is Article 223,that is very much specific.

آئین کے اس آرٹیکل 223 کے اندر ہے کہ:

223.(1) No person shall, at the same time, be a member of :

- (a) Both Houses; or
- (b) A House and a Provincial Assembly; or
- (c) The Assemblies of two or more Provinces; or
- (d) A House or a Provincial Assembly in respect of more than one seat.

اب اس کی Clause -2 ہے:

> (2)Nothing in clause (1) shall prevent a person form being a candidate for two or more seats at

the same time, whether in the same body or in different bodies, but if he is elected to more than one seat he shall, within a period of thirty days after the declaration of the result for the last such seat, resign all but one of his seats, and if he does not so resign, all the seats to which he has been elected shall become vacant at the expiration of the said period of thirty days except the seat to which he has been elected last or, if he has been elected to more than one seat on the same day, the seat for election to which his nomination was filed last.

اب یہ Clause ہے اور اس پر اپنی ruling پر جانے سے پہلے میں The Representation of the People Act,1976 کو پڑھنا چاہوں گا جس میں Definition-2 کی sub-clause-(iv) کے اندر candidate کی definition دی گئی ہے۔

(iv) "Candidate" means a person proposed as a candidate for, or seeking election as a member;

مطلب یہ ہے کہ:

This is a definition of the candidate given in the Representation of the People Act. Now Article 223 of the constitution placing and embargo against double membership says that (1) No person shall, at the same time, be a member of-

(a) Senate and National Assembly or

(d) A House or Provincial Assembly in respect of more than one seat. A person however can be a candidate for two or more seats at the same time, in the same body or in different bodies, if such person is elected to more than one seat he shall within period of thirty days after the declaration of the result for the last such seat, resign all seats except one of his winning seats. Clause 4 of the Article 223 of the Constitution permits a member of either House or of a Provincial Assembly to become a candidate for second seat which he cannot hold under clause (1)

concurrently, his first seat shall automatically become vacant as soon as he is elected in a second seat. The provision of the constitution aims at holding two seats concurrently and not on become a candidate on two seats or winning two seats.

یہ جو میں بات اب کر رہا ہوں اس کو ذرا تھوڑا سا میں explain بھی کرنا چاہوں گا کہ اس Constitution کی provision کہتی ہے کہ holding two seats concurrently جو ہے وہ feasible نہیں ہے but on becoming a candidate on two seats or winning two seats اس پر بات کرتے ہیں۔

If a person, who is already a member of a body, becomes a candidate for second seat which in accordance with clause (1) of the article 223, he may not hold concurrently with his first seat, then his first seat shall become vacant as soon as he is elected to the second seat.

جو یہاں پر بات ہوئی جو یہاں پر کل House کے اندر بھی point out کی گئی جس کے اوپر آج پھر دوبارہ point out کیا گیا۔ یہ جو constitution کی clause پیش کی گئی تھی اسی کے اندر اس کا جواب بھی موجود ہے۔

But situation here is different. Since Mian Muhammad Shahbaz Sharif did not become a candidate for the second seat.

اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے جب پی پی۔48 کے لئے کاغذات جمع کروائے تھے تو پی پی۔10 پر بھی ان کے کاغذات already موجود تھے۔ یہ نہیں ہوا تھا کہ پی پی۔48 پر جب انہوں نے اپنے کاغذات دیئے اور ادھر سے کامیاب ہو گئے تو اس کے بعد پھر پی پی۔10 پر کاغذات جمع کرائے گئے تھے۔

After having been elected from constituency No. pp-48, he had filled nomination paper for these constituencies simultaneously at his permitted by clause 4 of article 223. In view of the above deliberation,

یہ سارا کچھ جو ہے۔

I am inclined to rule out the point of order raised by the honourable member who is tantamount to

misinterpretation of the constitutional provision. I, therefore, hold without any Alta of doubt that Muhammad Shahbaz Sharif is constitutionally competent to hold his earlier seat from constituency no. pp-48.

(نعرہ ہائے تحسین)

اب مستی خیل صاحب اپنی تقریر کو wind up کریں گے۔

محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ پاکستان۔۔۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ بات clear کرنا چاہتا ہوں کہ جو میں نے گزارش کی تھی جو آپ نے ابھی اپنی بات میں ذکر بھی کیا تھا کہ میں نے کوئی آپ پر binding کی تھی کہ آپ ایوان سے باہر تشریف نہ لے جائیں اور آپ یہاں بیٹھ کر ruling دیں۔ مجھے آپ کی integrity پر کبھی کوئی شک نہیں رہا۔ جس طریقے سے آپ نے ہمیشہ اپنا role play کیا ہے، ہر آدمی آپ کو جانتا ہے۔ میرا جو خدشہ تھا وہ یہ تھا کہ اگر آپ یہاں سے اٹھ کر گئے تو کچھ لوگ جنہوں نے نہ ماننے والی بات کی ہے وہ یہ کہیں گے کہ شاید انہوں نے جا کر ٹیلیفون سے کوئی direction لی ہے؟ میرا یہی خدشہ تھا۔ اس کے بعد میں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ اس ابہام کو جس طریقے سے آپ نے یہاں بیٹھ کر study کر لیا ہے اور جس جانفشانی سے اور جس کوشش سے آپ نے قانون اور آئین کے آرٹیکل کو اپنی ruling میں explain کیا ہے اور اس ابہام کو دور کیا ہے ہم آپ کے تہہ دل سے مشکور ہیں بلکہ پورا House آپ کا مشکور ہے۔ اس ابہام کے جس نے ایک بہت بڑا ابہام بننا تھا آپ نے اپنی رولنگ میں اس کو rule out کیا، پورا ایوان آپ کا مشکور ہے اور اس بنیاد پر کہ آپ نے اسی جگہ پر بیٹھ کر بغیر کسی direction یا discussion کے آپ نے اپنے mind کو apply کرتے ہوئے جو آپ کی honest opinion تھی اس پر آپ نے رولنگ دی۔ House آپ کا مشکور رہے کہ آپ نے ایک بہت بڑے ابہام کو جس کو مخالف فریقین ایک ابہام بنا رہے تھے اور propaganda بنا رہے تھے آپ نے اس کو rule out کیا۔ میں یہ بھی اس House کو بتانا چاہتا

ہوں کہ سپیکر کی رولنگ کو کسی کورٹ میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بھی بات ضروری ہے جو میں اس House کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! میں بھی اس مسئلے پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: بسم اللہ الرحمن الرحیمo جناب سپیکر! کل کے کالے قانون نے جمہوریت کو ہلانے والی بات کر دی، جمہوریت کو ہلا کر رکھ دیا، پوری قوم جو جمہوریت کا پلندا تھی وہ ہل کر رہ گئی۔ اگر ہماری محترمہ بے نظیر بھٹو شہید جو جمہوریت کی جان تھیں، عورتوں کی شان تھیں اور پاکستان کی آن تھیں وہ سلامت ہوتیں تو یہ پی۔ سی۔او کے جج کبھی جرأت نہ کرتے کہ ہمارے لیڈر کے خلاف ایسا فیصلہ کرتے ۔یہی جج محترمہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے اور بار بار یہی کہتے بی بی! تجھے سلام۔ بی بی! تجھے سلام۔ مگر پی۔ سی۔ او کے جج یہ جان لیں کہ عوامی سیلاب کو جمہوریت کے سیلاب کو اب روکا نہیں جا سکے گا۔ یہ سیلاب ان ججوں کو ایسے ٹیلے پر لے جائے گا جہاں پر یہ قیامت تک معافی مانگیں گے تو ان کو معافی نہیں ملے گی۔ اس لئے اس وقت بہتر یہی ہے کہ پھانسی کی سزا کو بحال کر دیا جائے تاکہ انہی سے شروع ہو جائے اور انہی پر ختم ہو جائے۔ ان کو لاہور کے ناصر باغ میں پوری عوام کے سامنے لٹکا دیا جائے تاکہ دلوں میں جو آگ لگی ہوئی ہے وہ ٹھنڈی ہو جائے۔

جناب والا! مردوں سے کہیں کہ tolerate کریں کیونکہ اگر ہم tolerance کریں گے تو صحت ٹھیک رہے گی اور پھر ہی حالات کا مقابلہ کر سکیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت مہربانی۔ قاضی احمد سعید!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب میں ابھی بولنا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے بولیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! پی۔ سی۔ او کے جج اس مگر مچھ کے ساتھ ایلفی کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ یہ عوامی نمائندے اس ایلفی کو ایسے chemical سے اتاریں گے کہ وہ جل جائیں گے اور راکھ ہو جائیں گے، سڑ جائیں گے۔ نہ ان کو گنگا قبول کرے گی، نہ قبر قبول کرے گی، نہ مٹی قبول کرے گی اور نہ ہی آسمان قبول کرے گا۔ ہمارے لیڈروں کا نام سنہری حروف سے ہر کتاب کے صفحے پر لکھا جائے گا اور ہر بچہ بوڑھا جوان یہی پڑھے گا کہ:

نی میں کیہڑی کھولاں کتاب
نی میں کیہڑا سبق پڑھاں
میں جیہڑا صفحہ پھولدی
اس ورقے تے اودا ناں
(نعرہ ہائے تحسین)

میں اپنے محترم مرد آہن، مرد مومن، قبلہ حرمین شریفین محترم میاں محمد نواز شریف سے درخواست کرتی ہوں کہ وہ سپریم کورٹ میں اپیل دائر کریں۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے دلوں کے کسی کونے میں اس حرمین شریف کے لئے انصاف کی جگہ ہو۔ ورنہ اس سے جناب یہ تو پتا چل جائے گا کہ پی۔ سی۔ او کے جج اور سپریم کورٹ کے جج ایک ہی بندر بانٹ رسی میں تو نہیں بندھے ہوئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ قاضی احمد سعید!

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: بلوچ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ بھی ٹھیک ہے کہ قائداعظم سے لے کر جناب لیاقت علی خان ہوں، ذوالفقار علی بھٹو صاحب ہوں، بے نظیر بھٹو صاحبہ ہوں یا میاں محمد نواز شریف ہوں۔ یہ جو قومی لیڈر ہیں ان کے خلاف سازشیں ہوتی رہی ہیں اور ہو رہی ہیں یہ جذبات اور ان کی تقریریں بالکل ٹھیک ہیں۔ میں اس میں صرف یہ ruling چاہتا ہوں کہ آج کا دن بجٹ کی بحث کے لئے مختص تھا کیا آپ نے اس سلسلے میں پہلے House سے اجازت لی ہے یا rules suspend کئے ہیں، یہ جو کچھ کارروائی ہو رہی ہے یہ آج کرنی چاہئے تھی یا بغیر rules suspend کئے بجٹ کی کارروائی بند کر کے یہ احتجاج کے لئے جو تقریریں ہو رہی ہیں یہ قانون کے مطابق ہیں؟ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ اگر یہ rules کے مطابق نہیں ہے تو مہربانی فرما کر rules suspend کر کے House سے اجازت لے کر اس کو قانونی طور پر کر لیں تاکہ یہ غیر قانونی کارروائی نہ سمجھا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب میں نے صبح کارروائی کا آغاز کیا تھا تو میں نے اس وقت بھی سب سے پہلے جو بات کی تھی وہ یہ کی تھی کہ کل کے دن ہم نے آج کا دن بجٹ پر بحث کے لئے رکھا تھا لیکن کل جو

ایک افسوسناک فیصلہ آیا تھا اس کے بعد جب ممبران نے رابطہ کیا تو صبح کارروائی کا آغاز ہوتے ہی میں نے کہا تھا کہ ممبران کے جذبات کو مدنظر رکھتے ہوئے پہلے اس incident پر بات ہو گی اور اس کے بعد بجٹ پر بات ہو گی تو آج ہاؤس in order بھی ہے اور آج کی جتنی proceedings ہیں وہ legal بھی ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ اب میں نے قاضی صاحب کو floor دیا ہوا ہے وہ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! ایک تو میرا تعلق جنوبی پنجاب کے آخری ضلع رحیم یار خان سے ہے اور چھوٹی جماعت پاکستان مسلم لیگ (فنکشنل) پنجاب سے ہے۔ ہم اس امید میں بیٹھے رہتے ہیں کہ ہمیں بھی کسی وقت ٹائم ملے گا۔ آپ کا شکریہ

جناب سپیکر! کل ہائی کورٹ نے میاں محمد نواز شریف کو الیکشن سے 72 گھنٹے پہلے نااہل قرار دینے کا جو ایک سیاہ فیصلہ دیا ہے میں اپنی طرف سے اور اپنی جماعت پاکستان مسلم لیگ (فنکشنل) کی طرف سے اس فیصلے کی مذمت کرتا ہوں اور اس فیصلے کو قابل نفرت سمجھتا ہوں۔

جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا آپ جانتے ہیں مولوی تمیز الدین کیس سے لے کر کل کے فیصلے تک ان ججز نے چاہے وہ پی۔سی۔او ججز ہوں یا جس طرح ہی appoint کئے گئے ہوں انہوں نے ہمیشہ ڈکٹیٹر، جرنیل اور مارشل لاء کی protection کی ہے اور انہوں نے ہمیشہ جمہوریت کے خلاف فیصلے دیئے ہیں۔ کل کا فیصلہ قابل نفرت فیصلہ ہے اور پوری قوم کا بچہ بچہ چاہے پاکستان کے کسی کونے میں ہے افسردہ ہے اور افسوس کا اظہار کر رہا ہے اور میں اپنی جماعت کی طرف سے اپنا احتجاج نوٹ کرا رہا ہوں اور پاکستان مسلم لیگ اور پاکستان پیپلز پارٹی سے ہماری coalition ہے میں میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ انشاءاللہ العزیز جمہوریت کی بحالی کے لئے جہاں ان کا خون بہے گا وہاں پاکستان مسلم لیگ (فنکشنل) کا بھی ایک ایک قطرہ خون بہے گا تو میں کل کے فیصلے کی پُرزور مذمت کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ملک عامر ڈوگر!

ملک محمد عامر ڈوگر: شکریہ۔ جناب سپیکر!

نثار میں تیری گلیوں پر اے وطن
کہ جہاں چلی ہے رسم کوئی نہ سر اٹھا کے چلے

کوئی جو چاہنے والا طواف کو نکلے
نظر چرا کے چلے جسم و جاں بچا کے چلے
بنے ہیں اہل ہوس مدعی بھی منصف بھی خود
کسے وکیل کریں کس سے منصفی چاہیں
یونہی ہمیشہ الجھتی رہی ہے ظلم سے خلق
نہ ان کی رسم نئی ہے نہ اپنی ریت نئی
یونہی ہمیشہ ہم نے کھلائے ہیں آگ میں پھول
نہ ان کی ہار نئی ہے نہ اپنی جیت نئی

جناب سپیکر! آج آپ نے مجھے اس اہم موقع پر اس اہم issue پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ ہم پیپلز پارٹی کے ایم۔پی۔اے صاحبان کے بھی وہی جذبات ہیں جو یہاں ہمارے مسلم لیگ نواز اور دوسری اتحادی پارٹیوں کے دوستوں کے جذبات ہیں۔ ہم کل کے فیصلے کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ فیصلہ انصاف کی بنیاد پر نہیں کیا گیا بلکہ اس فیصلے کے پیچھے دوسرے عوامل ہیں۔ وہ عوامل وہی ہیں کہ جو فیصلہ 18۔تاریخ کو اس قوم نے اس ڈکٹیٹر کے خلاف دے دیا تھا آج بھی وہ ڈکٹیٹر ایوان صدر میں بیٹھ کر اس منتخب پارلیمنٹ کے خلاف سازشیں کر رہا ہے اور کل کا فیصلہ اس کی ایک کڑی ہے۔اس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔وہ شخص جو اس ملک کا وزیراعظم بھی بنا۔ایک latest survey کے مطابق 86 فیصد عوام کے پسندیدہ لیڈر ہیں اور آج اس شخص کو یہ بھی حق نہیں کہ وہ اسمبلی میں آ سکے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان کی عوام، ہم تمام ایم۔پی۔ایز، تمام اسمبلیاں اس ملک کو جمہوریت کی پٹڑی پر گامزن کرنے کے لئے اور وہ قربانی جو میری لیڈر محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے دی ہم اس مشن کو آگے بڑھائیں گے اور ایک دن ضرور آئے گا کہ یہ ڈکٹیٹر، بقول شاعر کہ:

اے خاک نشینو! اٹھ بیٹھو وہ وقت قریب آ پہنچا ہے
جب تخت گرائے جائیں گے جب تاج اچھالے جائیں گے

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ شمسہ گوہر صاحبہ!

محترمہ شمسہ گوہر: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے اس sensitive topic پر میرے خیالات اور جذبات کو express کرنے کا موقع دیا ہے۔ یہاں پر میرے بہت سے ساتھیوں نے کہا کہ کل جو سیاہ فیصلہ آیا ہے یا سیاسی فیصلہ ہے میں اس کو سیاسی فیصلہ نہیں مانتی۔ میں اس کو ایک ڈکٹیٹر کی ڈکٹیشن مانتی ہوں کہ یہ وہ ڈکٹیشن ہے جو پی۔ سی۔ او ججز کو دی گئی جو انہوں نے صرف پڑھ کر سنادی یہ ان کے اپنے ضمیر کا فیصلہ نہیں ہے۔ ان کے اپنے ضمیر کی آواز نہیں ہے۔ یہ پی۔ سی۔ او زدگان ججز ضمیر کی آواز کہاں سے لائیں گے؟ یہ تو خود بے ضمیر لوگ ہیں یہ تو ضمیر کے ہاتھوں بکے ہوئے ہیں۔ یہ تو وہ ہیں جنہوں نے فرد واحد کے بنائے ہوئے آئین کے تحت oath لیا۔ انہوں نے ہمارے دستور پاکستان کے تحت oath نہیں لیا تو وہ فرد واحد کی ڈکٹیشن پر ہی فیصلہ دیں گے جس کے تحت انہوں نے oath لیا۔

جناب سپیکر! مجھے 10۔ ستمبر کا بھی وقت یاد ہے جب انہوں نے میاں محمد نواز شریف کا طیارہ جدہ روانہ کر دیا تھا۔ اس ڈکٹیٹر کو اس وقت بھی یہی ڈر تھا کہ میاں محمد نواز شریف جو پاکستان کا فخر ہیں جو کہ میں سمجھتی ہوں After the assassination of Mis. Bhutoo Shaheed international level پر ہمارے only leader ہیں جو وفاق کی بات کرتے ہیں، جو فیڈریشن کی علامت ہیں اور ہماری قوم کے لئے ایک اثاثہ ہیں، ان کو روکنے کے لئے یہ فیصلہ آیا ہے کیونکہ ان کو ڈر تھا کہ پہلے ہی ہمارے پیچھے کچھ نہیں بچا اور اگر میاں محمد نواز شریف بھی اسمبلی میں آ گئے تو عوام کے جو جذبات تھے وہ پورے ہو جائیں گے اور وہ چیزیں complete ہو جائیں گی جن کے لئے میاں صاحب اور ہماری جماعت، ہماری coalition جماعت تگ و دو کر رہی ہے۔ یہ وہ سمجھ لیں کہ اگر یہ فیصلہ آ بھی گیا ہے تو ہم جو تگ و دو کر رہے ہیں یا ججز کی بحالی کے لئے efforts کر رہے ہیں وہ کبھی بھی ختم نہیں ہوں گی۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہمیں اپنی صف بندی کر لینی چاہئے۔ اب یہ وقت ہے کہ ہم اپنی coalition party, civil society اور وکلاء کے ساتھ مل کر strategy plan دے دیں اور اب یہ وقت آ گیا ہے کہ ہمارے پاس اکثریت بھی ہے کہ اب ہم اس ڈکٹیٹر، اس مشرف، اس آمر کا مواخذہ کریں، اس کی impeachment کریں، اس کو نہ صرف ایوان صدر سے نکال پھینکیں، ہم وہ ججز بحال کروا کر وہ judiciary بحال کروا کر جو actual judiciary ہے جس کو ہم اسلامی جمہوریہ پاکستان کے تحت قاضی مانتے ہیں اور اس قاضی کو اس نے قید رکھا، ان قاضیوں سے ہم ان کے فیصلے کروائیں، انہیں عدالتوں میں لے کر آئیں، ان کا احتساب کروائیں، عوام کے لوٹے ہوئے

مال، عوام کی لوٹی ہوئی رقم، عوام کی لوٹی ہوئی properties کا حساب لیں اور میں یہاں پر یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ ہمیں پنجاب گورنمنٹ کو ان کی سکیورٹی واپس لے لینی چاہئے۔ ہمیں نہ صرف ایوان صدر کا گھیراؤ کرنا چاہئے بلکہ ان پی۔ سی۔ او ججز کی عدالتوں کا بھی گھیراؤ کرنا چاہئے۔ اب ہمیں یہ فیصلہ کر لینا چاہئے کہ یہ سیاہ decisions جو انہوں نے دیئے ہیں وہ اب ہم پر نہیں چلیں گے۔ عوامی عدالت نے ان کے decisions کو نامنظور کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ بات بھی بتانا پسند کروں گی کہ انہوں نے میاں محمد شہباز شریف کا کیس tribunal کو بھیجا ہے۔ ان کو اتنا بھی نہیں پتا کہ وہ election tribunal تو بہت دیر سے ختم ہو گئے ہیں اور یہ اب وہ فیصلے ان کے پاس بھیج رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اپنی تقریر کا اختتام یہاں پر کروں گی کہ یہ جو بھی کر لیں ہم ججوں کو بحال کروا کے چھوڑیں گے، ہم missing persons کی بات کریں گے اور ہم مہنگائی کی بات کریں گے۔ میرے قائد میاں محمد نواز شریف عوام کے لئے امیدیں اور امنگیں لے کر آئے ہیں۔ انہوں نے جمہوریت کے لئے جو آٹھ سالہ جلاوطنی کاٹی ہے، میں یہاں یہ بھی بتانا چاہوں گی کہ اس ایوان میں اگر ہم بیٹھے ہیں تو اس میں بی بی شہید کا خون شامل ہے۔ انہوں نے اس پودے کو اپنے خون سے سینچا ہے اور میاں صاحب نے اس کے لئے آٹھ سالہ جلاوطنی کاٹی ہے۔ اس کے لئے ہم کارکنوں، وکلاء نے دھکے کھائے ہیں، لاٹھیاں کھائی ہیں۔ ہم سب نے اس کے لئے بہت سی قربانیاں دی ہیں۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ ہم جو جمہوریت کا سفر طے کر رہے ہیں اس کو ہم derail نہیں ہونے دیں گے۔ اب اس مشرف کو ہم گھر بھیجیں گے، اس dictator کو ہم گھر بھیجیں گے اور انشاء اللہ ہم جمہوریت کو بحال کر کے چھوڑیں گے اور اس سفر پر گامزن رہیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، جناب یاسر رضا!

جناب یاسر رضا ملک: جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہاں پر بات کرنے کا موقع دیا۔ میں اس ایوان کی وساطت سے اپنے قائد میاں محمد نواز شریف کو لاہور ہائیکورٹ کی طرف سے نااہل قرار دینے پر بھرپور مذمت کرتا ہوں۔ میرے قائد جو ایک محب وطن رہنما ہیں ان کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے ہم اس کی بھرپور مذمت کرتے ہیں اور اس کے ساتھ اس اقدام کو اس ملک کے ہر رہنے والے شہری کے حقوق کو پامال کرنے کے مترادف قرار دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس ایوان کی وساطت سے پرویز مشرف اور اس کے حواریوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ اتنے ظلم کرو جتنے کل برداشت کر سکو۔ تم لوگ وہ لوگ ہو جنھوں نے لال مسجد میں معصوم حافظ قرآن بچیوں کے خون سے ہولی کھیلی۔ ہم تمھارا پیچھا اس وقت تک کرتے رہیں گے جب تک تم اس ملک سے بھاگ نہیں جاؤ گے۔ تمھارے اس طرح کے ہتھکنڈوں سے نہ ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور نہ ہم پیچھے ہٹنے والے ہیں، نہ ڈرنے والے ہیں۔

وہ مرد نہیں جو ڈر جائے حالات کے خونی منظر سے
جس دور میں جینا مشکل ہو اس دور میں جینا لازم ہے

جناب سپیکر! میں اس ایوان کی وساطت سے پرویز مشرف اور اس کے حواریوں کو ان میں سے کوئی گھگو ہے اور کوئی گھوڑا ہے ان کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ جتنی سازشیں تم ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف کے خلاف کر رہے ہو ہم تم کو بھاگنے نہیں دیں گے اور یاد رکھو تمھارا وقت بھی آنے والا ہے۔ تم نے ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف جو اس ملک کے عوام کا درد رکھتے ہیں کو نااہل قرار دینے کے لئے ایک سازش کی ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ کیسی عدلیہ ہے کہ ایک طرف یہ لال مسجد کے شہیدوں کے خون کے ساتھ ہولی کھیلنے والے لوگ ہیں جنھوں نے امریکہ کے اشارے پر ہمارے ہی ملک کے شہریوں کو شہید کیا ہے۔ اس وقت اس عدلیہ نے کیوں ان کے خلاف فیصلے نہیں دیئے؟ یہ ایک گھناؤنی سازش ہے اور ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف انشاء اللہ تعالیٰ اس کا بھرپور جواب دیں گے اور ہم ان کی call کا انتظار کریں گے۔ ہم نے لانگ مارچ میں راولپنڈی ڈویژن میں ایک مثال قائم کی ہے۔ اب بھی ہم میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی call کا انتظار کریں گے جب ان کی طرف سے call آئی تو ایک بے مثال طریقے سے تحریک میں حصہ لیں گے اور پرویز مشرف کو بھگا کر دم لیں گے پھر پرویز مشرف ہوگا یا ہم ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ میں اس شعر کے ساتھ اجازت چاہوں گا کہ:

یاد کرتا ہے زمانہ ان انسانوں کو
روک لیتے ہیں جو بڑھتے ہوئے طوفانوں کو
خوشی ان کی ہمت پر ناز کیا کرتی ہے
زندگی ان کے قدم چوم لیا کرتی ہے

جو بہاروں سے سجا دیتے ہیں ویرانوں کو
یاد کرتا ہے زمانہ ان انسانوں کو
بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب عامر سعید انصاری!

جناب عامر سعید انصاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے ملتان والوں کو وقت دیا۔

پسپائی کا انکار ہی نہ رہے باقی
اک بار پھر سے سفینوں کو جلا دینا ہے
ابھی ہم چپ ہیں ذرا یوم حساب آ لینے دو
ہم کو معلوم ہے کہ کیا لینا ہے کیا دینا ہے

جناب سپیکر! کل جو پی۔سی۔او ججوں نے فیصلہ دیا ہے اس سیاہ فیصلے کو ہم نامنظور کرتے ہیں اور آپ کی وساطت سے ہم اس ایوان میں اس فیصلے کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔ یہ مشرف کی باقیات ہیں انشاءاللہ تعالیٰ وہ دن دور نہیں کہ جب یہ لوگ سلاخوں کے پیچھے ہوں گے اور ان کا احتساب کیا جائے گا۔ ان ججوں نے نہ صرف ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف کے کاغذات reject کئے ہیں بلکہ یہ جمہوریت کا قتل کرنے کی سازش کی گئی ہے جو ہم کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ میں پوری پاکستانی عوام کی جانب سے اس فیصلے کی پرزور مذمت کرتا ہوں اور میں یہ کہتا ہوں کہ کسی کی چھینی گئی خوشیاں کبھی راس نہیں آتیں۔ یہ ظلم کی انتہا ہے اس کے لئے شاعر نے کہا ہے کہ:

کر کے ظلم عروج تے آون والیا
اک گل دا ذرا دھیان رکھیں
جا کہ اتلی ہوا وچ پاٹ جاندیاں
جنھاں گڈیاں نوں کھلی ڈور لبے

میں اس dictator کو یہ باور کرانا چاہتا ہوں کہ میاں محمد نواز شریف ہمیشہ سے اصولوں کی جنگ پر قائم رہے ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ رہتی دنیا تک اصولوں کی جنگ لڑتے رہیں گے۔ میں آپ کے توسط

سے وزیر جیل خانہ جات کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ ان پی۔سی۔او ججوں کے لئے جیلوں میں ایک بیرک بنوائی جائے، کال کوٹھری بنوائی جائے تاکہ یہ عبرت کا نشان بن سکیں۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رائے محمد اسلم خان کھرل!

رائے محمد اسلم خان کھرل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! پی۔سی۔او ججوں کے کل کے سیاہ فیصلے کے خلاف صرف پاکستان مسلم لیگ (ن)، پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان کی تمام جمہوری پارٹیاں ہی نہیں بلکہ پاکستان کا ہر مزدور، ہر کسان، ہر طالبعلم، ہر دکاندار، ہر کوچوان، ہر ڈرائیور، ہر زمیندار اور ہر صنعتکار سراپا احتجاج ہے چونکہ یہ فیصلہ صرف میاں محمد نواز شریف کے خلاف نہیں تھا بلکہ یہ فیصلہ جمہوریت پر حملہ ہے، یہ فیصلہ بنیادی حقوق پر حملہ ہے اور یہ فیصلہ پاکستان کی سالمیت پر حملہ ہے۔ یہ وہی ہاتھ ہیں، یہ وہی ٹولہ اور گروہ ہے، آپ پچھلی 60 سالہ تاریخ دیکھئے اس ٹولے نے کبھی بھی پاکستان میں جمہوریت کا پودا تناور درخت بننے نہیں دیا۔ لیاقت علی خان سے دیکھ لیجئے، شہید ذوالفقار علی بھٹو کا judiciary قتل دیکھ لیجئے کہ اس کا قصور کیا تھا؟ کیا اس کا قصور یہ تھا کہ اس نے پاکستان میں لوگوں کے بنیادی حقوق کی بات کی تھی، جمہوریت کی بات کی تھی، روٹی، کپڑا اور مکان کی بات کی تھی؟ مگر اس مخصوص ٹولہ کو یہ برداشت نہیں تھا اس لئے اس کا قتل ہوا۔ اس کے بعد تمام واقعات دیکھ لیجئے جو تاریخ کا ایک حصہ بن چکے ہیں۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کی شہادت دیکھ لیجئے۔ جب بھی کوئی جمہوری لیڈر جمہوریت کی خاطر، عوام کے بنیادی حقوق روٹی، کپڑا اور مکان کی خاطر، روزگار کی خاطر کام کرتا ہے تو کوئی نہ کوئی آمر یا dictator بیچ میں آ جاتا ہے۔ اب جنرل پرویز مشرف جبکہ اس کے خلاف پوری قوم نے 18۔فروری کو فیصلہ دے دیا ہے اور اب ایسے حالات نہیں رہے۔ پاکستان کی عوام جاگ چکی ہے اور باشعور ہو چکی ہے۔ یہاں ایسے حالات نہیں کہ آمریت کا سلسلہ آگے بڑھتا رہے۔ انہوں نے آخری حملہ میاں محمد نواز شریف کی ذات پر اور جمہوریت پر کیا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ یہ اسمبلی میں نہ پہنچیں اور اسمبلی میں کوئی ایسے لوگ نہ ہوں جو عوام کے صحیح ترجمان اور لیڈر ہوں لیکن میں انہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اب وہ ربڑ سٹیمپ اسمبلیوں والا وقت گیا بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اب نہ رہے گا بانس اور نہ بجے گی بانسری۔ اب تو چند دنوں میں آپ بھی جانے والے ہیں، ملک چھوڑ کر بھاگنا چاہتے ہیں، آپ آسان راستہ چاہتے ہیں لیکن ہم آپ کو راستہ بھی نہیں دیں گے بلکہ ہم آپ کو کٹہرے میں کھڑا کریں گے اور آپ سے ان مظلوموں کے خون کا، لال مسجد کے شہیدوں کا اور عوام کے بنیادی حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کا حساب لیں گے۔ آج ہمیں ایسی بات نہیں کرنی چاہئے کہ یہ پاکستان پیپلز پارٹی کا

مسئلہ ہے یا پاکستان مسلم لیگ (ن) کا مسئلہ ہے بلکہ اب ہم یہ جدوجہد پاکستان کی سالمیت کے لئے، پاکستان میں جمہوریت کے لئے کر رہے ہیں۔ ہم پاکستانی عوام کے بنیادی حقوق کی جنگ لڑ رہے ہیں اور اس جنگ میں ہم سب کو ایک سچا اور پکا پاکستانی ہو کر شامل ہونا چاہئے۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں اجازت چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ انجم صفدر صاحبہ!

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اعجاز خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! جس دیر سے ہم اپنی turn کا انتظار کر رہے ہیں تو مجھے آپ کی نذر یہ شعر کہنا ہے کہ:

کبھی ہم میں تم میں اقرار تھا
تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ہمارا خیال رکھیں کیونکہ تقریر کرنے کا وہ tempo ہی ختم ہو جاتا ہے جو چار گھنٹے پہلے بنا تھا۔ kindly ہمیں consider کریں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ!

محترمہ انجم صفدر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! دیکھا جائے تو میری باری تو کل سے ہے۔ میرے جو جذبات ہیں اس کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ جو دکھ میرے اندر ہے میں اس کا اظہار کرنے سے معذور ہوں۔ میرے قائد میاں محمد نواز شریف کے خلاف جو سیاہ فیصلہ آیا ہے یہ پاکستان کی تاریخ کا بدترین فیصلہ ہے اور پاکستان میں آئی ہوئی جمہوریت کے منہ پر طمانچہ مارا گیا ہے۔ یہ اس فیصلے کے خلاف فیصلہ کیا گیا ہے جو 18۔ فروری کو جمہوریت کے لئے پاکستانی عوام نے میاں محمد نواز شریف کا انتخاب کر کے فیصلہ کیا تھا اس لئے اس فیصلے کو قتل کیا گیا ہے۔ یہ فیصلہ مشرف کے بنائے ہوئے Judges جنہوں نے پی۔سی۔او کے تحت حلف لیا تھا ان کا فیصلہ ہے۔ یہ ایوانِ صدر میں تیار کی ہوئی سازش کا فیصلہ ہے اور اس کے حواریوں کا فیصلہ ہے۔ یہ اس شخص کے خوف کا فیصلہ ہے جس نے پاک فوج کے تقدس کو آٹھ سال سے پامال کر کے رکھا ہوا ہے۔ یہ اس شخص کا فیصلہ ہے جس نے پاکستان میں بھوک، ننگ، بے روزگاری، آٹے کی قلت، لوگوں میں خوف و ہراس اور

امن وامان کا قتل کیا ہوا تھا۔ جن قوموں نے عدل وانصاف کو اپنا شعور بنایا اور انصاف کو غریب کی دہلیز پر پہنچایا وہ امر ہو گئیں اور کامیاب ہوئیں۔ میں ایک لفظ کے ساتھ اپنی بات ختم کرنا چاہوں گی، میں کہنا تو بہت کچھ چاہتی ہوں لیکن میرے تمام ساتھی بات کرنے کے انتظار میں ہیں۔ مجھے بہت خوف اور دکھ ہے کہ کہیں یہ انصاف پاکستانی عوام اپنے ہاتھ میں نہ لے لے۔ اگر اس عوام نے انصاف اپنے ہاتھ میں لے لیا تو میں آپ کو بتاتی ہوں کہ یہ عوام سڑکوں پر نکلے گی اور پرویز مشرف بھاگ رہا ہو گا، اس کے حواری اس کے ساتھ ہوں گے مگر اس کو راستہ نہیں ملے گا اور اسے موت بھی نصیب نہیں ہو گی۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب کامران مائیکل!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): شکریہ۔ جناب سپیکر! آج معزز ایوان نے پرویز مشرف کی بدبودار آمریت کے خلاف اپنا سراپا احتجاج کیا ہے اور اسے ریکارڈ کروایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ملک میں پھلتی پھولتی جمہوریت جو پروان چڑھ رہی ہے اس کے خلاف یہ گھناؤنی سازش ہے جس کے نتیجے میں P.C.O Judges نے میاں محمد نواز شریف کے کاغذات مسترد کئے۔ ہم ان کے اس فیصلے کو مسترد کرتے ہیں اور ماننے سے بھی انکاری ہیں۔ ہم اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کن حالات میں میاں محمد نواز شریف کو نااہل قرار دیا گیا؟ کیا اس لئے کہ انہوں نے عدلیہ کے تحفظ، اس کی بحالی اور انصاف کی بات کی، کیا اس لئے کہ انہوں نے اس معاشرے کو انصاف کی فراہمی کی بات کی، کیا اس لئے کہ میاں محمد نواز شریف نے اس معاشرے میں بسنے والے غریبوں کا نہیں بلکہ غربت کے خاتمے کی بات کی، کیا اس لئے کہ میاں محمد نواز شریف نے اس ملک میں بسنے والی اقلیتوں کو مساوی حقوق اور برابری کی سطح دینے کی بات کی؟ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ ان کا جرم ہے تو اس جرم میں ہم ان کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ ان کا جرم ہے تو اس ملک میں بسنے والے 16 کروڑ عوام ان کے ساتھ ہیں اور وہ اس عوام کی امنگوں کے ترجمان ہیں۔ میاں محمد نواز شریف وہ لیڈر اور قائد ہیں جو اپنے stance سے پیچھے نہیں ہٹے۔ اگر انہوں نے عدلیہ کی آزادی، تحفظ اور بحالی کی بات کی ہے تو وہ ایک پل کے لئے بھی اور ایک انچ بھی اپنے قدم کو پیچھے نہیں لے کر گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایوانِ صدر جو سازشوں کا مرکز ہے جو گزشتہ چند ماہ سے میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور اس coalition گورنمنٹ کو توڑنے کے لئے اپنی سازشیں کر رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کو اس کو condemn کرنا پڑے گا۔ میں

یہ جانتا ہوں کہ اگر ہم جمہوریت کے قافلے کے سپہ سالار ہیں، ہم اس ہر اول دستے کو لے کر آگے بڑھ رہے ہیں تو عوام نے 18۔فروری کو اعتماد کا اظہار ہم پر اسی لئے کیا تھا کہ ہم لوگ جمہوری قوتوں کے سپہ سالار ہیں، ہم جمہوریت کی اس جماعت کے سپاہی ہیں اور اپنے قائدین کے ان فرمودات کی روشنی میں آگے بڑھ رہے ہیں جن کا ہماری عوام نے ہم پر اعتماد کیا۔اب آمریت کی اس دوڑ میں آمریت کے خلاف ہم سب سراپا احتجاج کرتے ہیں اور اب آمریت کے جو تھوڑے سے حواری رہ گئے ہیں ہمیں ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہونا ہے اور ہم نے اس ایوان میں اور باہر عوام کے ساتھ بھی اپنا احتجاج ریکارڈ کروانا ہے۔آج جب آخر میں ہمارے بھائی وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ یہاں پر speech wind up کریں گے تو اس کے بعد ہم سب اس ایوان سے باہر بھی جائیں گے اور اپنا احتجاج سڑکوں پر بھی، گلی کوچوں اور محلوں میں بھی ریکارڈ کروائیں گے اور یہ بات باور کروائیں گے کہ زیادتی ہے اور میاں محمد نواز شریف اس ملک کے باوقار شہری ہیں۔ ان کا یہ fundamental اور آئینی حق ہے کہ انہیں الیکشن میں participate کرنے کی اجازت دی جائے۔میں آخر میں پرویز مشرف اور اس کے حواریوں کو یہ message دینا چاہتا ہوں کہ:۔

تینوں ظلم توں ڈکنا وی اے تے اپنی گل سمجھانی اے
ویلے دی ایہہ واگ ویریا ساڈے ہتھ وی آنی اے
اسیں تے پاگل دیوانے آں ساڈے نال نہ ویر ودھا
ساڈی جان تلی تے رہندی توں نس نس جان بچانی اے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔جناب سپیکر! "قفل ٹوٹا خدا خدا کر کے" میں سمجھتا ہوں کہ یہ کل والے واقعات پر میرا اظہار ہے اور بجٹ پر میری تقریر کا وقت میں reserve سمجھتا ہوں۔ کل والے واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے نہ صرف مذمت کروں گا بلکہ میں اس پر روشنی بھی ڈالنا چاہوں گا اور شروع کرتا ہوں:

اب نظام زر بدلنا ہو گا ، سوچ کا محور بھی بدلنا ہو گا
گر نہ ہو ممکن بدلنا جسم کا بھی ، بادشاہ کس کا سر بدلنا ہو گا

جناب سپیکر! اس ایوان کے باہر جو لوگ بیٹھے ہیں 98 فیصد محروم طبقہ جو 75 فیصد کسانوں، کھیت مزدوروں اور مزدوروں پر مشتمل ہے۔ اب میں ذرا ان کے جذبات بھی آپ تک، آپ کے ذریعے سے، میڈیا کے ذریعے سے پہنچانا چاہتا ہوں۔ ان 75 فیصد لوگوں کی یہ سوچ آپ کے سامنے میں پیش کرتا ہوں۔ وہ راج محل، اس ایوان کو راج محل کہا گیا ہے، اس راج محل کے باہر سوچ میں ڈوبے شہر اور گاؤں ہل کی انی، فولاد کے پنجے، گھومتے پہیے، کڑیل باہیں کتنے لوگ کہ جن کی روحوں کو سندیسے بھیجیں سکھ کی سیجیں لیکن جوہر راحت کو ٹھکرائیں آگ پیئے اور پھول کھلائے۔

جناب سپیکر! یہ کل کا واقعہ انہونا نہیں ہے۔ یہ سازش اس عوام اور پاکستان کی مخلوق کے خلاف پاکستان بنتے ہی شروع ہو چکی تھی اور آپ کو یاد ہو گا کہ قائداعظم معمار پاکستان کو ایک ہسپتال میں اور ایک ناکارہ خراب ایمبولینس میں جس طرح مارا گیا اور اس کے بعد لیاقت علی کی لاش، لیاقت علی کا قتل اور اس کے بعد جن لوگوں نے بھی محروم طبقات کے لئے آواز اٹھائی آج نوڈیرو میں قطار اندر قطار لگی قبریں اس بات کی شاہد ہیں اور میاں محمد نواز شریف تک یہ بات پہنچتی ہے کہ جن لوگوں نے بھی ان محروم طبقات کی بات کی ہے ان کا یہی حشر ہوا ہے۔ میں سلام پیش کرتا ہوں، میڈیا کو، صحافیوں کو، وکلاء کو، الیکٹرانک میڈیا کو، ججوں کو، ان کی تحریک کو جنہوں نے یہ سوچ میں تبدیلی، شعور میں تبدیلی اور information کے ذریعے سے ہم لوگوں تک یہ آواز پہنچائی ہے، جس کے ذریعے سے یہ تمام سازش ہم لوگوں تک آشکار ہوئی ہے کہ کس طرح سے امریکہ نے پاکستان بننے کے بعد ہی پاکستان کے خلاف، پاکستان کے عوام کے خلاف ایک محدود طبقے کو جسے مقتدر طبقہ کہا گیا جو دو فیصد تک محدود تھا، دو فیصد چوکیداروں کا طبقہ پیدا کیا 98 فیصد عوام کے خلاف جن کو سیاسی اور معاشی طور پر غلام بنا کر رکھا گیا، یہ سازش میاں محمد نواز شریف کے خلاف نہیں ہے، یہ پاکستان کی عوام کے خلاف سازش ہے، یہ سازش 98 فیصد عوام کے خلاف ہے کہ ان کو سیاسی اور معاشی طور پر غلام رکھنا چاہتا ہے، امریکہ اپنے چوکیداروں کے ذریعے جو کہ مقتدر طبقات ہیں دو فیصد ان کے ذریعے سے 98 فیصد لوگوں کو سیاسی اور معاشی طور پر غلام بنائے رکھنا چاہتا ہے اور پاکستان بننے کے بعد سے لے کر آج تک جو لوگ، جو طبقے، امریکہ کے پٹھو اور اس کے چوکیدار بنے رہے انہوں نے آج تک تبدیلی نہیں آنے دی، وہی طبقے آج بھی تبدیلی نہیں آنے دینا چاہتے اور جن لوگوں نے عوام کی خاطر آواز اٹھائی انہوں نے، جیلیں، کوڑے، پھانسیاں دیکھی ہیں۔

جناب سپیکر! میں نہیں سمجھتا کہ یہ اکیلے پرویز مشرف ایک جرنیل کی کارروائی ہے۔اس کے پیچھے ایک مقتدر، ایک power structure موجود ہے جو یہ عوام کے خلاف سازشیں کر رہا ہے اور عوام کی آواز اٹھانے والے لیڈروں کے خلاف آوازیں اٹھا رہا ہے اور محترمہ بے نظیر بھٹو کا قتل بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے اور پہلے ہی میں یہ کہہ چکا ہوں کہ نوڈیرو میں قطار اندر قطار لگی جو قبریں ہیں اور جو جیلیں، کوڑے، پھانسیاں وہاں پر جو صحافی، وکلاء اور حریت پسند لوگ جنہوں نے بھی پاکستان کے عوام کی 98 فیصد محروم طبقات کی آواز اٹھائی ہے ان کو اقتدار دینے کی کوشش کی ہے، جمہوری نظام کو لانے کی کوشش کی ہے اور جمہوری نظام کے ذریعے سے اس محروم اور پسے ہوئے طبقوں کو بالا دستی دینے کی کوشش کی ہے، میں اس حوالے سے میاں محمد نواز شریف کو سلام پیش کرتا ہوں۔ جو آج تک ڈٹا ہوا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جس کا anti establishment role ہے، جس کا pro people role ہے، جس نے آزاد اور خود مختار الیکشن کمیشن کی مانگ کی ہے، جس نے عدلیہ کی آزادی اور ججوں کی بحالی کی مانگ کی ہے، جس نے 1973 کے آئین کی بحالی کی بات کی ہے، جس نے محروم طبقات کو ان کی محرومی کو دور کرنے کی بات کی ہے۔ میں میاں محمد نواز شریف کو ڈٹے رہنے پر، اپنے دوٹوک مؤقف پر کہ اس نے ایجنسیوں کے ساتھ، جرنیلوں کے ساتھ کوئی سمجھوتا نہیں کیا، میں مبارکباد پیش کرتا ہوں اور مذمت تو یہ ہے ہی، سارے ایوان نے کی ہے، میں بھی کل والے اس واقعہ کی مذمت کرتا ہوں۔ یہ آئین پاکستان تمام لوگوں کو یکساں مواقع مہیا کرتا ہے اور اس میں equal opportunities to all no discrimination اور یہ قطعی طور پر discrimination ہے اور میاں محمد نواز شریف کے خلاف ہی نہیں یہ جمہوریت کے خلاف سازش ہے، اس ملک کے خلاف سازش ہے، انہی جرنیلوں نے عوام کے فیصلے کو قبول نہ کیا اور 1970 کے انتخابی نتائج کو تسلیم نہ کرتے ہوئے ملک کو توڑ دیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج بھی یہ عوام کا فیصلہ قبول نہیں کر رہا، یہ جرنیلی، طفیلی جو طبقات ہیں یہ پاکستان کے خلاف سازش ہے۔آپ دیکھ لیں کہ بلوچستان کے ساتھ جو حشر کیا، وانا وزیرستان میں جو ہوا، شمالی علاقہ جات میں جو ہوا، اسلام آباد میں جامعہ حفصہ اور لال مسجد میں جو ہوا یہ صوبوں کو لڑانے کی سازش اور جمہوریت کو ناکام کرنے کی جمہوری قوتوں کو، جمہوری نظام کو ناکام کرنے کی ایک ناپاک جرنیلی، طفیلی قوتوں کی یہ سازش ہے اور جرنیلوں نے ہی پاکستان توڑا اور 12۔اکتوبر 1999 میں اس جرنیل نے یہ سازش رکھ دی تھی، یہ ملک میں جب تک یہ جرنیلی، طفیلی

قوتیں موجود رہیں گی تب تک پاکستان کو خطرات لاحق رہیں گے۔ میں میاں محمد نواز شریف کو آخر میں خراج تحسین بھی پیش کرتا ہوں اور یہ کل والے پی۔ سی۔ او کو آپ کو یاد ہو گا کہ پیر پگاڑا صاحب نے کبھی یہ بات کی تھی کہ یہ کینگرو کورٹس ہیں۔ میں کینگرو کورٹس کے اس فیصلے کی مذمت کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ میں معزز ممبران سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ تشریف رکھیں۔ بات یہ ہے کہ آپ لوگوں کے اندر جوش ہے اور بات کرنے کے جذبہ کی قدر کرتے ہوئے میں نے آج کے دن اس سارے واقعہ پر بات کرنے کی اجازت دی تھی۔ آج اسمبلی کی کارروائی کا وقت تین بجے تک تھا اور اب تین بج چکے ہیں جبکہ بجٹ پر عام بحث پر وزیر خزانہ نے speech wind up بھی کرنی ہے تو آپ سب کا جوش وجذبہ قابل دید ہے لیکن ہم نے اسمبلی کے معاملات اور قواعد وضوابط کو بھی دیکھنا ہے۔ میں صرف اتنی بات کر کے اپنی بات بھی ختم کروں گا کہ پچھلے پانچ سال جو ہم نے اس اسمبلی میں گزارے ہیں، اس کے اندر ہمارے سامنے کوئی مثال موجود نہیں ہے کہ اسمبلی میں بجٹ پر عام بحث کے لئے چار دن رکھے گئے تھے، اس کو بڑھا کر یا تو پانچ دن کیا جائے اور خاص طور پر ڈبل سیشن ہم نے گزشتہ اجلاسوں میں کوئی نہیں دیکھا تھا۔ آپ کا interest دیکھتے ہوئے میں خود بھی یہاں پر بیٹھا اور ڈبل سیشن بھی چلائے۔ جتنے زیادہ سے زیادہ دوستوں اور خواتین کو میں یہاں وقت دے سکتا تھا میں نے وہ وقت بھی دیا لیکن میری بھی کچھ مجبوریاں ہیں اور میری بھی کچھ constraints ہیں تو آج وہ ساتھی جو بحث میں حصہ نہیں لے سکے کیونکہ میں خود بھی جب ان بنچوں پر بیٹھا ہوتا تھا تو مجھے بڑا یہ احساس ہوتا تھا کہ ہم کئی دفعہ valid اور cogent points تیار کر کے لاتے تھے اور ہمیں وقت نہیں ملتا تھا۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں اس اسمبلی میں کوشش کروں گا کہ سب کو وقت دیا جائے اور سب کو ساتھ لے کر چلا جائے لیکن اس وقت میرے سامنے بھی مسئلہ وقت کا ہے۔۔۔

وزیر تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ کسی کا interest نہیں ہے۔ اس بحث میں ملک اور پوری قوم کا interest ہے بلکہ پورے پاکستان کا interest ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں ایک قانون دان بھی ہوں اور میری آپ سب سے یہ گزارش ہے کہ جب سپیکر بات کر رہا ہو تو اس کو interrupt نہ کیا کریں، یہ Rules & Regulations کے خلاف ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تین بجے تک کا وقت اور جذبات جو آپ کے ہیں شاید آپ سے زیادہ جذبات میرے ہوں لیکن مجھے اس کرسی کی عزت کا بھی احترام ہے، اس کا احترام کرتے ہوئے میں نے آج آپ کو وقت بھی دیا اور آپ کے جذبات بھی سنے ہیں۔ آج کا جو ہاؤس خصوصی طور پر convene کیا گیا تھا وہ بجٹ پر تھا لیکن میں آپ کے جذبات کو دوبارہ repeat کر رہا ہوں کہ ترجمانی کرنے کا بھی میں نے آپ کو پورا موقع دیا ہے۔ اب Rule-138 بڑا واضح ہے اور فنانس منسٹر صاحب نے بھی speech wind up کرنی ہے تو چونکہ اسمبلی اجلاس کا وقت آج تین بجے تک تھا تو میں اس میں 20 منٹ کا اضافہ کرتا ہوں اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ سے کہتا ہوں کہ وہ اپنی speech wind up کریں۔ میں یہ بھی بات کہوں گا کہ جو ساتھی آج رہ گئے ہیں وہ سپلیمنٹری بجٹ پیش ہونے کے بعد ان کو میں پہلے موقع دوں گا۔ سپلیمنٹری بجٹ میں صرف ان ساتھیوں کو موقع دیا جائے گا جو اس بجٹ پر نہیں بول سکے۔ بہت شکریہ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ بابت سال 2008-09 پر جاری عام بحث کا سمیٹنا

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ) اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں اپنی طرف سے اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور اپنی کابینہ کی طرف سے تمام ممبران اسمبلی کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے اس بحث میں بھرپور حصہ لیا اور اپنی آراء سے نہایت ہی تعمیری اور عمدہ تجاویز سے مجھے آگاہ کیا۔ بجٹ کے اس اجلاس کے دوران شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کی سالگرہ بھی آئی اور اس موقع پر میں ان تمام معزز ارکان کا بے حد مشکور ہوں کہ جنہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی سے یکجہتی کا اظہار کیا اور خاص طور پر ان ممبران کا جنہوں نے اس موقع پر خون کا عطیہ دیا۔

جناب سپیکر! اس موقع پر مجھے افسوس بھی ہوا کہ اپوزیشن پارٹی نے بجٹ کی اس بحث میں حصہ نہیں لیا اور جس مقصد کے لئے انہیں چنا گیا تھا، انہیں چاہئے تھا کہ وہ اپنے حلقہ کی نمائندگی کرتے

ہوئے اپنے حلقے اور عوام کے مسائل سے ہمیں آگاہ کرتے، ان کا یہ رویہ پارلیمانی اپوزیشن کو زیب نہیں دیتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جمہوری حکومت کے اس غریب پرور بجٹ میں کوئی ایسی بات نہیں تھی کہ جس پر تنقید ہو سکتی۔ انہوں نے تنقید برائے تنقید کرنی تھی۔ اس موقع پر میں میڈیا کے تمام نمائندوں کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے بجٹ کے اجلاس کی کارروائی کی بہترین اور متوازن رپورٹنگ کی اور عوام کو بجٹ کے مختلف پہلوؤں سے آگاہ کیا۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی اہلیت اور قابلیت کی وجہ سے نہ صرف مجھے بلکہ معزز ایوان کو بھی یقین ہے کہ جو بجٹ ہم نے دیا، جو تجاویز ہم نے دیں، اس پر ضرور عملدرآمد ہو گا اور عوام کی توقعات پر پورا اتریں گے۔ میں نے اس موقع پر ہر ممبر کی تجاویز کو point to point نوٹ کیا اور کل صبح میں میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب کے پاس گیا، میں داد دیتا ہوں ان کی commitment اور ان کی dedication کو کہ وہ بخار کی حالت میں، اس وقت ان کو 103 بخار تھا اور انہوں نے میری بات سنی، انہوں نے عوام کی بات سنی، انہوں نے تمام نمائندوں کی بات سنی اور point to point ہم نے ایک لائن آف ایکشن بنایا کہ ہم نے اس تقریر کو روائتی wind up نہیں رہنے دینا۔ اس میں ہم نے لوگوں کے سوال اور جو تجاویز تھیں، اس پر عملدرآمد بھی ہو گا اور اس میں چند اعلانات بھی میں کروں گا۔ انشاء اللہ۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں نے اپنے ڈیپارٹمنٹ میں revamping کا پروگرام بنایا ہے جیسے انگریزی میں کہا جاتا ہے charity begins at home اس میں میرے ڈیپارٹمنٹ کے ہر شخص کو کام کرنا ہو گا۔ ہم اس کو نئے systems دیں گے اور ہم اپنے ڈیپارٹمنٹ میں ..co-operate government کا introduction کروائیں گے۔ اس کے بعد انشاء اللہ وہ تمام محکموں میں اور تمام ڈیپارٹمنٹس میں اس کی مثال قائم کریں گے اور جن جن ڈیپارٹمنٹس کو ہم پیسے دیں گے ان تمام ڈیپارٹمنٹس سے quarterly ان کی کارکردگی کی رپورٹ لیا کریں گے اور پہلے جیسا نہیں ہو گا کہ جون میں پیسے ملے اور اس کو بے دردی سے استعمال کر لیا۔ نہ کوئی proper quotation لی جاتی ہے، نہ ہی اس کا proper استعمال ہوتا ہے۔ ہم انشاء اللہ value of money کو بروئے کار لاتے ہوئے اور ہماری حکومت کا انشاء اللہ style of governance وہ نہیں ہو گا جو سابقہ حکومتیں کہا کرتی تھیں "یہ ہو جائے گا، یہ کر لیں گے"۔

جناب سپیکر! جو چند اعلانات میں کرنا چاہ رہا تھا ان میں سب سے پہلی تجویز معزز اراکین کی تھی کہ pre-budget session بلایا جائے تاکہ تمام نمائندوں کی اس میں آراء شامل ہوں اور اس کی روشنی میں بجٹ پیش کیا جائے اور اس کی روشنی میں بجٹ کو شکل دی جائے۔اس کے لئے میں آپ کو یہ لیٹر دے رہا ہوں جس میں ہم نے request کی ہے کہ آپ آئندہ سال فروری یا مارچ میں pre-budget session بلائیں۔اس کے بعد ہمارے اقلیتی بھائیوں نے یہ محسوس کیا کہ ان کا نام شامل نہیں کیا گیا کہ ان کا بجٹ میں ذکر نہیں ہے۔ پچھلے سال جو اقلیتی فنڈ کے لئے ہم نے رقم مختص کی اس میں صرف 75 ملین استعمال ہوا تھا اور اس سال ہم نے وہ 100 ملین رکھا، اس میں ہمارے بھائیوں اور بہنوں کی reservation تھی اس کو ہم نے بڑھا کر اس سال 200 ملین کر دیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ایوان میں جس پر سب سے زیادہ بحث ہوئی وہ agriculture کے بارے میں تھی۔ زیادہ تر ہمارے بھائیوں کا تعلق rural area سے ہے اس میں ایک point اٹھایا گیا کہ آبیانے کا fixed rate غلط ہے اس کے لئے ہم نے ایک review committee بنائی ہے جو review کر کے آبیانے کے fix system کو ختم کر دے گی۔ وزیراعلیٰ پنجاب کے اعلان کی روشنی میں حکومت پنجاب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جو ہم نے ٹریکٹر کے حوالے سے subsidy کا اعلان کیا تھا اس کو ایک لاکھ کی بجائے دو لاکھ کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! معزز اراکین نے اپنی reservations کا اظہار خیال کیا اور بتایا کہ جو education اور health میں contract پر ملازمین ہیں ان کو مستقل کیا جائے۔اس کے لئے ہم نے ایک کمیٹی قائم کی ہے جو اس کے بارے میں غور و خوض کرے گی اور اس کے بعد ان کی سفارشات کے مطابق اگر ضرورت پڑی تو ہم ان contract ملازمین کو regular کریں گے۔ معزز اراکین یہ بھی سمجھ رہے تھے کہ شاید جو تجاویز وہ اپنے حلقے کے حوالے سے دے رہے ہیں ان کو اس بجٹ میں شامل کیا جائے گا لیکن جو ان کی تجاویز ہوں گی اس کے اپنے A.D.P میں block allocation کر دی ہے اور جتنی بھی A.D.P ہے وہ آپ سب کی مرضی اور رائے سے وزیراعلیٰ صاحب اور میں بحیثیت Minister P&D آپ کو بلاؤں گا اور آپ کی تجاویز پر آپ کو allocation ہوگی اور آپ کے ترقیاتی کام کو عملی جامہ پہنائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں پر یہ بھی ذکر ہوا کہ وہ کسان جو اپنے گنے کی فصل شوگر ملوں کو دیتے تھے ان کی payment نہ صرف بروقت بلکہ ایک ایک سال late ہو رہی ہیں اس پر action لیتے ہوئے اس سے پہلے بھی بھکر میں ایک مینجر کو گرفتار کیا گیا اور وہاں پر جتنے بھی ان کے farmers تھے ان کی تقریباً پچاس کروڑ روپے کی payment پچھلے چند دنوں میں ہوئی ہے۔ ہم اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ آئندہ چند دنوں میں ہم ایک deadline دیں گے اور اس deadline date سے پہلے پہلے تمام شوگر ملوں کی طرف سے payments ہوں گی۔ اگر کسی شوگر مل کی طرف سے payment نہ ہوئی تو مینجر کو نہیں بلکہ اس کے مالکان کو گرفتار کیا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! کھاد کی subsidy پر تجاویز آئیں کہ کھاد کی subsidy بڑھانی چاہئے۔ کھاد کی subsidy دراصل مرکزی حکومت دیتی ہے اور اس سال انہوں نے کھاد کی subsidy بڑھائی ہے لیکن ہماری حکومت کی کوشش ہو گی کہ ہم کھاد کے rate کو control کریں اور اس کو اپنے level پر رکھیں بجائے اس کے کہ ہم subsidy دیں اور اتنا ہی اس کا rate بڑھ جائے۔ ہم انشاء اللہ اس میں مرکزی حکومت سے مزید سفارش کریں گے کہ کھاد کی subsidy کو بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر! یہاں پر بات ہوئی کہ کاشتکاروں کے loans کو معاف کیا جائے اس پر بھی میں نے جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے discuss کیا اور اس پر ہم نے ایک یہ لائحہ عمل بنایا ہے کہ loans تو ہم شاید سارے معاف نہ کر سکیں لیکن جتنا بھی interest ہے اور جتنا بھی compound interest ہے اس کے لئے ہم نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے وہ رپورٹ پیش کرے گی اور ہم کوشش کریں گے کہ عوام کا interest معاف کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! seed کی research میں بھائیوں اور بہنوں نے مشورہ دیا۔ seed research technology کے لئے ہم نے جو رقم مختص کی ہے ہم اس میں اضافے کا اعلان کرتے ہیں۔ سب سے بڑا مسئلہ irrigation اور پانی کا سامنے آیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس سال جو پانی دریاؤں میں آیا اور نہروں میں آیا وہ پچھلے سالوں کے مقابلہ میں کم تھا لیکن آئندہ کے لئے جو منگلا ڈیم کی rising ہو رہی ہے اس سے تقریباً 3.5 ملین ایکڑ feet پانی کی reservoir کی capacity بڑھ جائے گی اور انشاء اللہ آئندہ سالوں میں اس سے ہمارے farmers فائدہ اٹھا سکیں گے۔ اس کے علاوہ بھاشا ڈیم، اکھوڑی ڈیم جب پایہ تکمیل تک پہنچیں گے تو انشاء اللہ ہمیں نہ صرف پانی کی requirement مکمل ہو گی بلکہ اس سے surplus ہو جائے گی۔ ہمارے سامنے ایک اور چیز یہ

سامنے آئی کہ تحصیل administration اور مختلف محکموں میں کچھ ایسی بھرتیاں ہوئی ہیں جو قاعدے اور قانون کے مطابق نہیں ہیں، اس کے لئے بھی ہم نے کمیٹی بنا دی ہے اور جتنی بھی سیاسی بھرتیاں ہوئی ہیں اس کا جائزہ لے کر مناسب فیصلہ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! The Bank of Punjab کی بات ہوئی تو اس پر آراء یہ آئیں کہ نہ صرف administration کو سزا دی جائے بلکہ ان کے valuators کو بھی سزا دی جائے۔ اس معاملے کا جائزہ لینے کے لئے اس ادارے کا special audit پہلے ہی ہو رہا ہے اس کا legal audit بھی کروایا جا رہا ہے اور انشاء اللہ جتنی بھی بے قاعدگیاں ہوئی ہیں ان تمام پر سے پردہ اٹھایا جائے گا اور تمام ملوث افراد کو سزا ملے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کا وقت مزید دس منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! اکثر اراکین اسمبلی نے پینے کے پانی کی طرف توجہ دلائی۔ مرکزی حکومت کا ایک پروگرام ہے جو کہ filtration plants لگا رہا ہے اور اس میں تقریباً 144 تحصیلوں میں یہ filtration plants لگ چکے ہیں اور آئندہ دو سالوں میں 3464 یونین کونسلوں میں تقریباً 8 سے 9۔ارب روپے کی لاگت سے 2010 تک تمام filtration plants لگ جائیں گے۔ اس میں ترجیحات یہ ہیں کہ جہاں پر آبادی ایک ہزار سے زیادہ ہے اور جہاں پانی زیادہ آلودہ ہے وہاں پر کام پہلے شروع ہو رہا ہے لیکن ہم کوشش کریں گے کہ ہم مرکزی حکومت کی implementation میں ان کی مدد کریں اور یہ project 2010 سے پہلے مکمل کروائیں۔

جناب سپیکر! ایک تجویز یہ بھی آئی کہ میڈیکل کالج اور professional colleges میں جو entry test ہو رہے ہیں اس کو ختم کیا جائے۔ اس کے لئے ایک فاضل ممبر نے یہ کہا کہ اس کی entry test کے لئے انہیں 25 یا 30 ہزار روپے دے کر بچوں کو اکیڈمیوں میں training کرانا پڑتی ہے جو ایک عام آدمی پر بوجھ ہے جو 25 ہزار روپے نہیں دے سکتا وہ professional college enter نہیں ہو سکتا، اس کے لئے بھی ایک کمیٹی قائم کر دی ہے اگر واقعی اکیڈمی والے پندرہ، بیس یا پچیس ہزار روپے لیتے ہیں اور اس قسم کی غلط practices ہیں تو پھر انشاء اللہ یہ انٹری ٹیسٹ ختم کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! معزز اراکین اسمبلی نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ گردوں کی بیماری میں مبتلا لوگوں کے ڈائلسیز کی سہولت تحصیل سطح پر لائی جائے اس کے علاوہ ہیپاٹائٹس کا ذکر ہوا کہ یہ بیماری پھیل رہی ہے اس کا علاج بھی تحصیل کی سطح پر لایا جائے۔ اس کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب نے ڈاکٹروں کا ایک تھنک ٹینک بنایا ہوا ہے۔ کل میں پی۔ آئی۔ سی کے مینجنگ ڈائریکٹر ڈاکٹر جواد صاحب کو بھی ملا تھا اور آج ان کو لیٹر لکھا ہے کہ وہ تحصیل سطح پر ہیپاٹائٹس اور ڈائلسیز کے لئے feasibility بنا کر دیں اور انشاء اللہ اسی سال اس پر کام ہوگا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! معزز اراکین نے یہ تجویز بھی دی کہ یونین کونسل کی سطح پر لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے ایک ایک ہائی سکول قائم کیا جائے۔ حکومت پنجاب یہ اعلان کرتی ہے کہ ہمارا ارادہ ہے اور انشاء اللہ آنے والے وقت میں پورا کریں گے۔ ہمارے معزز ممبر جنھوں نے کہا کہ کلر کہار تحصیل بن چکی ہے لیکن وہاں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال نہیں ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کے لئے سپیشل اجازت دی ہے اور کلر کہار میں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کا اعلان کرتے ہیں۔ حکومت پنجاب نے راجن پور اور ڈیرہ غازی خان کے قبائلی علاقوں کے لئے 3۔ ارب روپیہ مختص کیا تھا لیکن اس پر ایک معزز ممبر کی reservation تھی کہ شاید راجن پور میں وہ پیسا نہیں لگے گا۔ میں اسے اور راجن پور کے تمام بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور دونوں اضلاع میں مساوی کام ہوگا اور انھیں اعتماد میں لے کر پراجیکٹ پر یہ پیسا خرچ کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! صحت کے شعبہ میں سستی ادویات کے لئے ہم نے جو generic ادویات کا اعلان کیا تھا میں سب کو بتاتا چلوں کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو نے آج سے 35 سال پہلے یہ پروگرام شروع کیا تھا لیکن اس کے بعد آنے والی گورنمنٹ کسی وجہ سے اسے جاری نہ رکھ سکی۔ اب وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر اور جیسا کہ انہوں نے اپنی تقریر میں بھی اعلان کیا ہم generic drugs پر نہ صرف کام کر رہے ہیں بلکہ ہماری کوشش ہے کہ generic drugs معیاری ہوں اور انھیں عام آدمی استعمال کر سکے اور وہ سستی ادویات عام آدمی کے لئے مہیا ہوں۔

ہمارے فاضل ممبر نے ڈیمانڈ کی تھی کہ ننکانہ صاحب کے کالج میں بی اے کی کلاسز ہیں لیکن وہاں پر ایم اے کی کلاسز شروع کی جائیں۔ لہذا میں اعلان کرتا ہوں کہ انشاء اللہ وہاں اسی سال ایم اے کی کلاسز شروع کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اس معزز ایوان کو یہ بتانا مناسب سمجھتا ہوں کہ عوامی حکومت کا یہ پہلا بجٹ نہایت قلیل وقت میں مرتب کیا گیا جبکہ حکومت کو اور کئی بڑے بڑے چیلنجوں کا بھی سامنا کرنا پڑا باوجود اس کے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے مجھے اور محکمہ خزانہ کو اس بجٹ میں رہنمائی فراہم کی اور ہم نے اس بجٹ کے زاویوں کا تعین کیا۔ میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فنانس ڈیپارٹمنٹ کے اپنے ساتھیوں کا بے حد مشکور ہوں کہ انھوں نے نہ صرف بہت کم وقت بلکہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں کم از کم ایسے چالیس ملازمین کنٹریکٹ پر تھے جن کو نکال دیا تھا اور ان کے بغیر ہی چند افراد نے بہت محنت سے دن رات ایک کر کے یہ بجٹ تیار کیا ہے۔ میں آپ سب معزز ارکان کا بے حد شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے بڑے جوش و جذبے سے حصہ لیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)
آخر میں ایک شعر کہنا چاہتا ہوں:

بندہ کرے تے کی نہیں کر سگدا
ویلا کیڈا وی تنگ توں تنگ آوے
رانجھا تخت ہزارے توں ٹرے تا سہی
پیراں ہیٹھ سیالاں دا جھنگ آوے
بہت شکریہ

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ کچھ معزز ارکان نے یہاں پر بات کی ہے کہ 26۔ جون کو کچھ علاقوں میں الیکشن ہیں لیکن ہم نے اجلاس کا جو شیڈول جاری کیا ہوا ہے اور اسمبلی اسی طرح چلے گی۔ اب اجلاس بروز بدھ مورخہ 25۔ جون 2008 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ اس روز سالانہ مطالبات زر پر ووٹنگ ہو گی۔ بہت شکریہ

543

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،25۔جون2008

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سرکاری کارروائی

گوشوارہ سالانہ بجٹ برائے سال09۔2008 کے

مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری

545

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

بدھ، 25-جون2008

(یوم الاربعاء،20-جمادی الثانی1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 7 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

أُوْلَـٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ٱشۡتَرَوُاْ ٱلۡحَيَوٰةَ ٱلدُّنۡيَا بِٱلۡأٓخِرَةِۖ فَلَا يُخَفَّفُ عَنۡهُمُ ٱلۡعَذَابُ وَلَا هُمۡ يُنصَرُونَ o

سورہ البقرہ۔آیت286

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی خریدی۔ سو نہ تو ان سے عذاب ہی ہلکا کیا جائے گا اور نہ ان کو (اور طرح کی) مدد ملے گیo

وماعلینا الاالبلاغo

جناب خادم حسین فریدی نے نعت رسول مقبولﷺ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ
شوق و عجز کے سانچے میں ڈھل کے آ
یہ کوچہ حبیب ہے پلکوں سے چل کے آ
آتا ہے تو جو شہر رسالت مآب میں
حرص و ہوا کے دام سے باہر نکل کے آ
یہ کوچہ حبیب ہے پلکوں سے چل کے آ

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمO بسم اللہ الرحمٰن الرحیمO

پوائنٹ آف آرڈر

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب قائم مقام سپیکر: جی، سینئر منسٹر صاحب!

وزیر اعظم (سید یوسف رضا گیلانی) کو میاں محمد نواز شریف کے خلاف عدالتی فیصلے پر متعلقہ حلقہ میں الیکشن ملتوی کرنے اور سپریم کورٹ سے رجوع کرنے پر خراج تحسین کا پیش کیا جانا

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جیسے آج آپ نے اخبارات میں دیکھا ہوگا کہ وزیر اعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی نے کل قومی اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے میاں محمد نواز شریف کے خلاف جو فیصلہ آیا ہے ان کے حلقے میں الیکشن pending کرنے کا کہا ہے اور وفاقی حکومت کو یہ ہدایت دی ہے کہ وہ اس بارے میں سپریم کورٹ میں جائے۔ میں اس پر پورے ایوان کی طرف سے وزیر اعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ وفاقی

حکومت کے اس فیصلے سے یہ ثابت ہوا ہے کہ مرکز اور پنجاب میں یہ جو مخلوط حکومت قائم ہے اس کے خلاف جو بھی سازشیں ہو رہی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ کے فضل و کرم سے وہ کامیاب نہیں ہوں گی اور یہ حکومت کامیاب رہے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ جانتے ہیں کہ ہم نے پہلے دن یہ کہا تھا اور یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ جناب پرویز مشرف سے جتنی مار پاکستان پیپلز پارٹی نے کھائی ہے کسی اور نے نہیں کھائی۔ ہم نے پہلے بھی کہا تھا کہ جناب پرویز مشرف ایک آمر ہیں اور انھوں نے ملک اور حکومت پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ ہم ان ججوں کو بحال کریں گے۔ پہلے ہم اور ہمارے لیڈر جناب آصف علی زرداری یہ کہتے رہے کہ یہ جمہوریت جو ہم نے بڑی مشکل سے حاصل کی ہے اور مجھے اس بات پر بڑا فخر ہے کہ اس جمہوریت کو قائم کرنے میں اگر سب سے بڑا کردار ہے تو وہ پاکستان پیپلز پارٹی اور محترمہ بے نظیر بھٹو کا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین) اس جمہوریت کو قائم رکھنے کے لئے ہمیں صوبے میں اور نہ ہی مرکز میں وزارتوں کا شوق ہے لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس صوبے اور ملک میں جمہوریت قائم ہو اور جمہوریت کے تحت ہی یہ ملک چلے۔ جمہوریت ہی ایک ایسی چیز ہے جس میں عوام کو انصاف ملتا ہے اور ان کے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم بھی بہت بڑے بڑے steps لے سکتے ہیں لیکن ہم بڑی احتیاط سے معاملات دیکھ رہے ہیں اور ایک طرف یہ جو میاں محمد نواز شریف کی جنگ شروع ہے جس میں بڑی تیزی ہے، وہ بڑی جرأت کے ساتھ یہ جنگ لڑ رہے ہیں لیکن دوسری طرف میری قیادت کا یہ فیصلہ تھا کہ بائیکاٹ نہ کیا جائے اس الیکشن سے پہلے جب یہ فیصلہ کیا گیا کہ بائیکاٹ کیا جائے اگر وہ فیصلہ واپس نہ لیا جاتا تو آج اس ہاؤس کی پوزیشن مختلف ہوتی تھی۔ یہ محترمہ بے نظیر کی فہم و فراست تھی۔ انہوں نے کہا کہ تمام سیاسی پارٹیاں الیکشن لڑیں گی اور پھر اسی فیصلہ کے تحت (ق) لیگ کا بوریا بستر گول ہوا۔ آج پھر ہم تمام جمہوری قوتوں سے یہ گزارش کر رہے ہیں کہ ابھی تک ہمارے ان جمہوری اداروں کے خلاف سازشیں بند نہیں ہوئیں اور یہ جو کل فیصلہ آیا ہے یہ بھی انھی سازشوں کا حصہ ہے۔ انھی سازشوں کے ذریعے ان ایوانوں کو روکنے کی کوشش کی جارہی ہے، انہی سازشوں کے ذریعے جمہوریت کی گاڑی کو ایک دفعہ پھر پٹڑی سے اُتارنے کی کوشش کی جارہی ہے لیکن میں ان اداروں کو پیغام دینا چاہتا ہوں کہ آپ جس طرح چاہیں سازشیں کر لیں، یہ مخلوط حکومت قائم رہے گی۔ اگر میاں محمد نواز شریف کے خلاف فیصلہ آتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ یہ پتا نہیں کہاں سازش تیار ہوئی ہے؟ جناب! یہ سازش وہیں پر تیار ہوئی جن کے خلاف روزانہ بیان داغے جاتے ہیں۔ یہ سازشیں وہاں پر تیار

ہوتی ہیں جو ان اداروں کو چلنے نہیں دینا چاہتے۔ ہم تو ان اداروں کو چلانا چاہتے ہیں۔ ہمارے قائد جناب آصف علی زرداری نے تو آٹھ سال تک جیل کاٹی ہے۔ اگر کسی نے اس ملک کے اندر بیٹھ کر جمہوریت کے لئے قربانیاں دی ہیں تو وہ پاکستان پیپلز پارٹی اور جناب آصف علی زرداری ہیں۔ ہماری قائد محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کو کئی ایجنسیوں نے لکھا کہ آپ کی جان کو خطرہ ہے اس لئے آپ ملک میں نہ آئیں۔ افسوس کی بات ہے، میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ یہاں پر کہا جاتا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی اپنا وعدہ پورا نہیں کرتی۔ ہماری پارٹی نے قوم سے وعدہ کیا اور اس وعدے کو پورا کرنے کے لئے ہمارے قائد شہید ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی جان کی قربانی دی۔ پھر میری قائد محترمہ بے نظیر بھٹو نے قوم سے وعدہ کیا کہ میں ملک میں آؤں گی اور جمہوریت لاؤں گی۔ ہزاروں خطرات کے باوجود وہ ملک میں آئیں اور اپنے وعدے کو پورا کرنے کے لئے انھوں نے اپنی جان تک کی قربانی دے دی اور آج یہ Houseان کی وجہ سے قائم ہے۔ ہمارے لیڈروں کو تو یہ اعزاز حاصل ہے کہ قوم سے کئے ہوئے وعدے کو نبھانے کے لئے انھوں نے اپنی جانوں کی قربانی دینے سے بھی گریز نہیں کیا۔ یہ اعزاز کسی اور سیاسی پارٹی کو حاصل نہیں ہے۔ آج اس ایوان کی وساطت سے میں ایک دفعہ پھر پوری قوم کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے جو بھی وعدہ کیا ہے اسے پورا کریں گے۔ اس ملک اور قوم کی بہتری کے لئے جب بھی ہماری قیادت اور کارکنوں کے خون کی ضرورت پڑے گی تو ہم گریز نہیں کریں گے۔

یہاں پر P.C.O جج صاحبان کے حوالے سے باتیں ہوئیں۔ آج کچھ لوگ بہت معزز بنے ہوئے ہیں۔ آج کے اخبار میں ایک پارٹی کی اعلیٰ قیادت نے کہا ہے کہ P.C.O کے تحت حلف اٹھانے والے جج قبول نہیں ہیں تو جو بڑے معزز جج صاحبان ہیں انھوں نے بھی تو کسی وقت P.C.O کے تحت حلف لیا تھا۔ یہ میرا قصور تو نہیں ہے، یہ آپ کا قصور بھی نہیں ہے آپ نے تو ان سے نہیں کہا تھا کہ وہ P.C.O کے تحت جا کر حلف لیں۔ اگر ایک جج دس سال پہلے P.C.O کے تحت حلف لیتا ہے اور ایک جج آج P.C.O کے تحت حلف لیتا ہے تو دونوں کا جرم ایک جیسا ہے۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے۔ آج حالات نے ایسی کروٹ لی ہے کہ انہی P.C.O کے تحت حلف لینے والے جج صاحبان کے فیصلے ہماری قیادت کے خلاف آ رہے ہیں۔ میں میاں محمد نواز شریف کو یہ نہیں کہتا کہ وہ (ن) لیگ کے قائد ہیں۔ وہ اس مخلوط حکومت کی قیادت ہے اور ان کے خلاف آنے والا ہر فیصلہ ہمارے خلاف بھی ہے اور ہم سب اس کی مذمت کرتے ہیں۔ اس فیصلے کے پیچھے جو سازشیں ہو رہی ہیں، جو جج صاحبان یہ کر رہے ہیں ان پر بھی ہماری قیادت، قوم اور یہ ہاؤس ضرور غور کرے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم تمام ممبران

اسمبلی چاہے وہ قومی اسمبلی سے تعلق رکھتے ہوں، صوبائی اسمبلی سے تعلق رکھتے ہوں یا سینیٹ کے ممبر ہوں ہم سب کا یہ فرض ہے کہ اپنے ان ایوانوں کا دفاع کریں، ہم ان کی نگرانی کریں اور ان اداروں کو ختم کرنے کے لئے جو لوگ سازشیں کر رہے ہیں ان کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بنیں اور ان کو ناکام کریں۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ ایک پورا مافیا اس حکومت کو ناکام کرنے کے لئے کوشش کر رہا ہے۔ حرکت کسی اور جگہ سے ہوتی ہے، سازش کسی اور جگہ ہوتی ہے جبکہ صبح اخبارات کی زینت کسی اور کو بنا دیا جاتا ہے۔ ایک ایسی story بنا کر پیش کی جاتی ہے کہ جس کا کوئی سر ہوتا ہے نہ پیر۔ جو جمہوریت کی جنگ لڑ رہے ہیں، جنھوں نے جمہوریت کے لئے جانوں کی قربانیاں دی ہیں یہ سب کچھ ان پر ڈال دیا جاتا ہے کہ یہ جمہوریت کو ناکام کرنے کے لئے کوششیں کر رہے ہیں تو میں ریکارڈ کی درستی کے لئے آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ اس ملک میں اگر جمہوریت کے لئے قربانیاں دی ہیں، اگر جمہوریت کو مضبوط کیا ہے، اگر جمہوریت اس ملک میں آج بھی قائم ہے تو وہ پاکستان پیپلز پارٹی اور محترمہ بے نظیر کے صدقے قائم ہے۔

جناب سپیکر! اس فیصلے کے بعد جس طرح وفاقی حکومت نے action لیا ہم انھیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور آج ہم ایک دفعہ پھر یہ عہد کرتے ہیں کہ انشاء اللہ ہمارا یہ اتحاد برقرار رہے گا۔ آپ کے علم میں ہے کہ جب وفاقی حکومت سے ہماری اتحادی جماعت نے وزارتیں چھوڑیں تو اس کے باوجود ہم یہاں پنجاب میں آپ کے ساتھ بیٹھے رہے۔ ہمیں وزارتوں کا کوئی شوق نہیں۔ آج بھی میں اور میرے ساتھی ایک منٹ کے notice پر یہ وزارتیں چھوڑ سکتے ہیں۔ ہمیں ان وزارتوں کا کوئی لالچ نہیں ہے، کچھ لینا دینا نہیں ہے۔ ہمارا مقصد صرف ایک ہی ہے کہ ہم پنجاب حکومت کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں اور تمام سازشوں کو ناکام بنانا چاہتے ہیں۔ ہم آج اس ہاؤس میں ایک دفعہ پھر عہد کرتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ کے فضل اور ہماری قیادت کی دور اندیشی سے یہ تمام سازشیں ناکام ہوں گی۔ بہت مہربانی، شکریہ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: تمام معزز ممبران تشریف رکھیں۔ میں گزارش کروں گا کہ آج کا دن مطالبات زر کے لئے مختص ہے لہٰذا اب میرا خیال ہے کہ آج کی کارروائی کو آگے چلنے دیا جائے۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری عبدالغفور!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ ابھی میرے بھائی راجہ ریاض صاحب بات کر رہے تھے۔ انھوں نے بڑی خوبصورت باتیں کی ہیں۔ اس میں شک کی ذرا بھی گنجائش نہیں ہے کہ واقعتاً محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے جمہوریت کے لئے اپنا خون دیا ہے۔ وہ شہید جمہوریت ہیں اگر آج محترمہ ہمارے درمیان موجود ہوتیں تو یہ سازشیں اس سے پہلے دم توڑ چکی ہوتیں۔ میں ان کی نذر یہ شعر کرنا چاہتا ہوں کہ:

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس جمہوریت کی بحالی میں جہاں محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے اپنا خون دیا ہے وہاں میرے قائد میاں محمد نواز شریف اور شہباز پاکستان میاں محمد شہباز شریف نے اپنے شیر خوار بچوں سے لے کر اپنے والد محترم تک جن کی عمر تقریباً 90 سال کے قریب تھی، جو Heart patient تھے، جنہوں نے اس ملک کے اندر ہزاروں لوگوں کو روزگار دیا industries لگائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میاں محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ اس قوم کے محسن ہیں کہ جنہوں نے اس ملک کو میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف دیئے۔

جناب سپیکر! آج مجھے یہ کہنے کا موقع بھی دیجئے کہ ٹھیک ہے کہ سیاست میرے قائد نے بھی کی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ سیاست کو اگر کسی نے کچھ دیا ہے تو میرے قائد میاں محمد نواز شریف نے دیا ہے اور ان کا جو principal stand تھا، میرے قائد کو 12۔اکتوبر 1999 کی رات کو اس ڈکٹیٹر کا پیغام ملا تھا کہ وزیر اعظم صاحب آپ اپنے آرڈرز withdraw کر لیں آپ اسی طرح وزیر اعظم ہاؤس جائیں گے لیکن میرے قائد نے کہا کہ مجھے اقتدار نہیں چاہئے، مجھے پاکستان چاہئے، مجھے اسلام چاہئے، اب میں کسی dictator کے ساتھ کوئی معاہدہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ یقیناً سیاست دانوں نے اس ملک اور قوم کے لئے بہت کچھ کیا ہے لیکن اس وقت یہ قوم دو حصوں میں بٹ چکی تھی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترم میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ اپنی بات ختم کر لیں۔

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور):بس ایک منٹ میں اپنی بات ختم کر رہا ہوں۔ ایک طرف وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنی عزت اور غیرت اقتدار کے لئے بیچ دی۔ایک طرف وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنا اقتدار اس ملک وقوم کے لئے قربان کر دیا۔انہی میں سے کچھ لوگ آج opposition chamber کے نام سے باہر ٹینٹ لگا کر بیٹھے ہیں اور مجھے اس بائیکاٹ کی سمجھ بھی نہیں آتی کہ اکیلے اکیلے آتے ہیں attendance لگاتے ہیں اور واپس چلے جاتے ہیں۔یہ کس طرح کا بائیکاٹ ہے؟ یہ لوگ پرویز مشرف کے ساتھی ہیں،ایک ڈکٹیٹر کے ساتھی ہیں،وانا، وزیرستان، باجوڑ اور سوات کے قاتل ہیں۔اس پر آج ہم نے غور کرنا ہے یا تو یہ tent یہاں سے ختم ہونا چاہئے یا انہیں اس بات کی direction دی جائے کہ اگر یہ tent لگانا ہے تو باجوڑ کے سامنے لگائیں،وانا اور وزیرستان میں لگائیں یا پھر جامعہ حفصہ کے سامنے جا کر لگائیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!آج ہم نے کسی نتیجے پر پہنچنا ہے اور پھر جو سازشیں ہو رہی ہیں،یہ سازشی لوگ ہیں جو پرویز مشرف کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔یہ وہ سازشی لوگ ہیں جنہوں نے دو دن پہلے پھر یہ سازش کی تھی کہ شہباز پاکستان میاں محمد شہباز شریف کو resign کرنا پڑے گا۔ابھی جو انہوں نے راولپنڈی سے seat لی ہے اس پر oath لینا پڑے گا۔میں آج آپ کی فہم وفراست کو جو کل آپ نے ruling دی ہے اس پر آپ کو سلام پیش کرتا ہوں کہ آپ نے پرویز مشرف dictator اور اس کے ساتھیوں کی ایک اور سازش کو ناکام کیا ہے۔میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ:

بجلیاں گرانے والے ڈکٹیٹر یہ تو سوچ لیا کر
لاتا ہے کوئی چن کے تنکے کہاں کہاں سے

مجھے یہ کہنے کی بھی اجازت دیں کہ:

کیا اس لئے تقدیر نے چنوائے تھے تنکے
جب بن جائے نشیمن تو کوئی آگ لگا دے

بہت شکریہ

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: میری معزز اراکین سے انتہائی مؤدبانہ گزارش ہے اور میں نے کل بھی یہ بات کی تھی کہ Chair Speaker جب بات کر رہی ہو تو ان کی بات کو مکمل ہونے دیا کریں اور rules and regulations کا بھی خیال رکھیں آج strictly کارروائی مطالبات زر کے حوالے

سے ہے۔42 مطالبات زر ہیں اور ان پر voting بھی ہونی ہے۔اس کے علاوہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آپ اس کارروائی کو smoothly چلانا چاہتے ہیں تو ہمیں اس کارروائی کو آگے لے کر بڑھنا پڑے گا۔جہاں تک سینئر منسٹر صاحب کی بات تھی وہ represent کرتے ہیں حکومت کو، حکومت کا point of view انہوں نے پیش کیا ہے اس لئے میں نے ان کو اجازت دی ہے۔otherwise آج کے دن قواعد وضوابط کے مطابق اس اسمبلی کو میں چلاؤں گا۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 214 ہے۔ان سے گزارش ہے کہ وہ اپنی تحریک التوائے کار پیش کریں۔

پنجاب میں غیر ملکی سرمایہ کاروں اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کی زرعی شعبہ میں سرمایہ کاری سے ضروریات زندگی کی اشیاء مزید مہنگی ہونے کا خدشہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ اب غیر ملکی سرمایہ کاروں اور multinational کمپنیوں نے پنجاب کی زرعی زمینوں کو ماڈل فارم بنانے کے چکر میں خریدنا شروع کر دیا ہے ان تمام سرمایہ کاروں اور multinational کمپنیوں کا مقصد زرعی زمینوں اور اس شعبے پر قبضہ کر کے عوام کو انتہائی مہنگی اجناس بیچنے کا پروگرام ہے۔یہ بات اب کوئی ڈھکی چھپی نہ ہے کہ جس شعبے میں بھی بیرونی سرمایہ کاروں نے اور multinational کمپنیوں نے دخل دیا ان کی اشیاء عوام کی دسترس سے باہر ہو گئیں۔ شہری زمینوں پر housing سکیموں میں غیر ملکی سرمایہ کاری پہلے ہی مسئلہ بنی ہوئی ہے اس کے ساتھ ساتھ کھاد سیمنٹ اور ادویات یہاں تک کہ زرعی ادویات بھی بیرونی سرمایہ کاری کی وجہ سے مسئلہ بنے ہوئے ہیں۔غیر ممالک خاص کر middle east countries میں ایک عام پاکستانی کسی کفیل کے share رکھے بغیر کھوکھا بھی نہیں لگا سکتا جبکہ ہمارے ہاں ان بیرونی سرمایہ کاروں اور multinational کمپنیوں کا business کئی سو گنا منافع پر زور شور سے جاری ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ باہر سے جو سرمایہ آتا ہے اس پر mark up rate بہت کم ہے جس کے لئے نہ صرف عوام کو

educate کرنے کی بہت ضرورت ہے بلکہ حکومت کی طرف سے بھی زرعی زمینوں اور غیر ملکی اور multinational کمپنیوں کے شکنجے سے اس ملک کی اور اس عوام کی زمینوں کو بچانے کے لئے فوری اقدامات کی ضرورت ہے لہذا میری استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دیا جائے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر آپ کی اجازت سے تھوڑا سا add کروں گا کہ stock exchange میں بھی جو تباہی چھوٹے سرمایہ کاروں کی ہو رہی ہے اس کی وجہ بھی غیر ملکی سرمایہ کاری ہے اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس پر بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: Relevant Minister اس کا جواب دیں۔

پیر محمد اشرف رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ ہمیں time نہیں دیتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے معزز دوست آپ پہلے میری بات سن لیں۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب والا! آپ ہماری بات تو سنتے نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بڑے ادب سے میری ایک بات سن لیں۔

جناب شہزاد سعید چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔

جناب شہزاد سعید چیمہ: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے شیخ صاحب سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ foreign investors جو یہاں پر زرعی زمین خریدنے کے لئے آرہے ہیں آیا وہ under policy کوئی سرکاری زمین خرید رہے ہیں یا پرائیویٹ زمین خرید رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ بیٹھیں۔ House کے اندر cross questioning نہیں ہو سکتی جو بات آپ نے کرنی ہے وہ Chair کو مخاطب کر کے کریں۔ وزیر متعلقہ اس پر کوئی بات کرنا چاہیں گے؟

وزیر زراعت، تعلیم، خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم اور ترقی خواتین (ملک احمد علی اولکھ):
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o جناب سپیکر! میری فاضل ممبر سے یہ گزارش ہے کہ پنجاب میں کوئی بھی سرکاری اراضی کسی بھی multinational company یا غیر ملکی سرمایہ کاروں کو زرعی مقاصد یا فارم بنانے کے لئے نہیں دی جا رہی۔ اگر فاضل ممبر کے علم میں کوئی مخصوص اراضی کسی multinational company کو زرعی مقاصد کے لئے دینے کے بارے میں کوئی معلومات ہوں

تو براہ مہربانی آگاہ فرما سکتے ہیں ۔ جہاں تک زرعی ادویات یا دیگر اشیاء کا تعلق ہے national اور multinational دونوں طرح کی کمپنیاں کام کر رہی ہیں۔ میری عرض یہ ہے کہ معیار اور فراہمی کے لئے محکمہ زراعت کے متعلقہ شعبے پوری تندہی سے کام کر رہے ہیں۔ اس کے لئے باقاعدہ طور پر صوبائی اور ضلعی سطح پر task force بڑی کامیابی سے کام کر رہی ہے۔ تحریک التوائے کار میں بیان کیا جانے والا مسئلہ فوری اہمیت کا نہ ہے جس کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کئے جانے کی درخواست کی گئی ہے اس لئے میری یہ درخواست ہے کہ اس کو خلاف ضابطہ قرار فرما کر مسترد فرمایا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: مہربانی۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب والا! اس مسئلے پر میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔ ہمیں بھی وقت دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں وقت بالکل دوں گا لیکن میں قواعد وضوابط کو پیچھے نہیں چھوڑ سکتا۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب والا! انتہائی ضروری بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! آپ کی بہت مہربانی۔ میں اس ہاؤسنگ سکیم کے بارے میں بات کرنا چاہوں گا جو ہمارے صوبے کا ایک بہت اہم مسئلہ ہے اور بہت زیادتی ہو رہی ہے۔ اس کی جانب آپ کی توجہ چاہوں گا کہ جو بھی ڈویلپمنٹ اتھارٹیاں ہیں جب وہ زمین acquire کرتی ہیں تو شہر کے مضافات میں نئے areas جو شہر کے ساتھ ملحق ہوئے ہیں۔ اس کا جو وہ ریٹ لگاتے ہیں وہ اوسط بیع کے حساب سے لگاتے ہیں اور اوسط بیع سے مراد یہ ہے کہ اگر ایک موضع کی زمین پچیس تیس کلو میٹر میں ہے تو وہاں پر ریٹ لگانا چاہئے market value کے حساب سے لیکن وہاں ریٹ لگایا جاتا ہے اوسط بیع کے حساب سے، اوسط بیع میں پانچ سات کلو میٹر کا area آتا ہے۔ جو مین روڈ ہے اس کی زمین ایک لاکھ روپے مرلہ ہے جو اس کے پیچھے ہے وہ 10 ہزار روپے مرلہ ہے لیکن مین روڈ والے کو بھی اسی میں شامل کرتے ہیں۔ تمام ہاؤس سے میری گزارش ہے کہ تمام زمینداروں سے یہ بہت بڑی زیادتی ہو رہی ہے۔ گورنمنٹ یا اتھارٹی جو زمین acquire کرتی ہے اس کو اوسط بیع کی بجائے مارکیٹ value کے حساب سے معاوضہ ادا کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ میں اس ہاؤس کے اندر یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے میں بار بار کہتا ہوں کہ تمام ممبران میرے لئے بہت محترم اور بہت معزز ہیں لیکن تحاریک التوائے کار کے اندر اب جو تحریک پیش ہوئی ہے اس پر معزز وزیر صاحب کا بھی جواب آ چکا ہوا ہے جو انہوں نے گورنمنٹ کی طرف سے statement دینی تھی۔ اس پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کی طرف سے policy statement آ گئی ہے کہ کوئی زمین اس طرح multinational companies کو نہیں دی جا رہی۔ اگر آپ کے نوٹس میں ایسی کوئی specific بات آتی ہے تو آپ اس کو ہاؤس کے سامنے لائیں اس پر غور کیا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات سن لیجئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

شیخ علاؤالدین: منسٹر صاحب کی بات بالکل بجا ہے لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہ جو بات کہی ہے یہی چیز وہ فیڈرل گورنمنٹ کو بھجوا دیں کیونکہ میرے علم میں ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کے پاس foreign investors کی طرف سے یہ تجاویز آ رہی ہیں اور اُس وقت بہت دیر ہو جائے گی۔ میں یہ صرف ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی surplus زمینیں کہیں پڑی بھی ہیں تو وہ ان لوگوں اور ان نوجوانوں کو لیز پر کیوں نہ دی جائیں، چاہے وہ yearly lease ہو اور ان سے کہا جائے کہ اس کی yield ہمیں دی جائے گورنمنٹ اس کو خریدے لیکن بجائے اس کے کہ ان حالات میں گورنمنٹ اس کو لیز کر دے یا وہ غیر ملکی لوگوں کے پاس چلی جائے، بس میں یہ چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: مطلب یہ ہوا کہ پھر آپ اس کو press نہیں کر رہے شاید۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of ہوتی ہے as not pressed (قطع کلامیاں)

میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں پورے ہاؤس کو ابھی یہی بتا رہا تھا۔ ہم سب بات کریں گے، پرائیویٹ ممبرز ڈے کے لئے تین دن رکھے ہوئے ہیں۔ ان میں آپ کو پورا ٹائم دیا جائے گا۔ تشریف رکھیں پلیز۔ آپ کو اگر government business کا خیال نہیں ہے تو میں نہیں سمجھتا، میں تو ادھر facilitate کرنے کے لئے بیٹھا ہوا ہوں۔ 42 مطالبات زر ہیں۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 253۔ محترمہ نسیم لودھی صاحبہ! The Member is not present; Motion is disposed of. تحریک التوائے کار نمبر 257۔ محترمہ زوبیہ رباب ملک

صاحبہ! Member is not present, The Motion is disposed of. تحریک التوائے کار نمبر 262۔ڈاکٹر محمد اختر ملک!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار ہے اتنے معزز ممبرز نہیں ہیں تو اس کو out of turn لینے کی اجازت دے دیں کیونکہ اتنے لوگ نہیں ہیں۔ یہ بہت ہی important issue ہے جو میں نے ابھی آپ سے عرض کرنا ہے۔ یہ بہت ہی burning issue ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ ممبر متعلقہ خود موجود نہیں ہے۔ وہ آپ کسی بھی وقت خود دے سکتے ہیں۔ یہ اگلے سیشن میں آ جائے گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ consumer کے بارے میں ہے۔ ڈیزل نہیں مل رہا۔ یہ ایک بہت ضروری بات ہے اور بہت اہم مسئلہ ہے۔ میں حکومت کی توجہ ادھر دلانا چاہ رہا ہوں۔ اگر تین معزز ممبران نہیں ہیں تو آپ اس میں مجھے اجازت دے دیں۔ آپ مجھے out of turn اجازت دے سکتے ہیں کیونکہ آپ کو اختیار ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھنا چاہ رہے ہیں یا ڈاکٹر محمد اختر صاحب کی تحریک پڑھنا چاہ رہے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں بھی ایک burning issue پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ کل فیصل آباد میں مزدوروں پر فائرنگ ہوئی ہے، اس میں مزدور مارے گئے ہیں۔ قاتل لیگ کے ایک sitting M.P.A کے گن مینوں نے اجرت مانگنے پر فیکٹری میں مزدوروں پر فائرنگ کی ہے اور وہ نہتے مزدور آج بھی ہسپتال میں پڑے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس قاتل لیگ نے اپنا رویہ بنا لیا ہے کہ انہوں نے اس ملک میں قتل ہی کرنے ہیں اور اس عوام کو نعشیں فراہم کرنی ہیں۔ میری اس ہاؤس سے، آپ سے اور متعلقہ منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ ہسپتال میں مزدوروں پر جتنا خرچ آئے وہ حکومت برداشت کرے اور جو مزدور وہاں قتل ہوا ہے اس کے قاتلوں کو فوری گرفتار کیا جائے اور ان کے لواحقین کو بھی امداد دی جائے۔ میری یہی گزارش تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سینئر منسٹر!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! معزز ممبر نے فیصل آباد کے حوالے سے جو بات کی ہے وہاں پر مزدوروں نے اپنی اجرت کے لئے احتجاج کیا تھا تو (ق) لیگ کے ایم۔پی۔اے نے اپنے غنڈوں کے ذریعے فیکٹری کے اندر سے مزدوروں پر فائرنگ کرائی اور اس سے 11مزدور زخمی ہوئے ہیں۔ ہمارے لیبر منسٹر فوری طور پر وہاں پر پہنچے اور وہاں پر میں نے متعلقہ پولیس افسران سے بھی بات کی اور ہم نے مزدوروں کو ہسپتال شفٹ کیا اور انہیں اسی وقت علاج فراہم کیا اور ان کی مکمل طور پر نگرانی ہو رہی ہے۔ 17لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے ان میں M.P.A صاحب جو اس وقت فیکٹری کے اندر موجود تھے انہیں بھی گرفتار کیا گیا ہے۔ ہماری تو پارٹی مزدوروں کی پارٹی ہے، میں پورے پنجاب کے عوام اور مزدور بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ پوری پنجاب حکومت ان کے ساتھ ہے اور جو لوگ اس واقعے میں ملوث ہوں گے ان کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جائے گی چاہے وہ کتنے ہی طاقتور کیوں نہ ہوں۔ میں اس چیز کو ensure کراتا ہوں۔

حاجی ناصر محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، حاجی ناصر محمود!

حاجی ناصر محمود: جناب سپیکر! مزدوروں کے علاج معالجے پر جتنا خرچہ آئے اور جوان کا loss ہوا ہے وہ فیکٹری مالک سے لینا چاہئے، گورنمنٹ کو برداشت نہ کرنا پڑے۔

راؤ کاشف رحیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر جی، راؤ صاحب!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں کافی عرصہ سے یہ پوائنٹ اٹھا رہا تھا۔ یہ معمول کی بات ہے کہ فیصل آباد میں فیکٹری مالکان مزدوروں سے زیادتی کر رہے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ہاؤس کی کمیٹی بنائی جائے کیونکہ ملزمالکان انتظامیہ سے ملے ہوئے ہیں۔ انتظامیہ الٹا پرچوں کی آڑ میں مزدوروں کو تنگ کرتی ہے۔ میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ ہاؤس کی کمیٹی بنائی جائے تاکہ آئندہ کوئی ایسا واقعہ نہ ہو سکے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اپنی تحریک 307 پڑھنا چاہ رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کو out of turn لینے کی اجازت دی جاتی ہے۔

کنزیومر پروٹیکشن ایکٹ پر عملدرآمد نہ ہونے کی وجہ سے غیر معیاری اشیاء کی فروخت میں اضافہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب کا پنجاب کنزیومر پروٹیکشن ایکٹ مجریہ 2005 کا قانون بنانے کی بنیادی وجہ اور مقصد یہ تھا کہ عوام کو مناسب قیمت پر آٹا، چینی، گوشت، گھی اور دالیں وغیرہ اور زندگی کے لئے دوسری غذائی ضروریات میں جاری لوٹ کھسوٹ اور غیر معیاری اشیاء فروخت کرنے والوں کا محاسبہ کیا جا سکے لیکن انتظامیہ اس قانون کو عملدرآمد کروانے میں ناکام ہو گئی۔ شہریوں کو ایک طرف مضر صحت گوشت پانی بھر کر فروخت کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف گوشت کی قیمت میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ میں یہاں پر اخبار ''Dawn'' میں نکلے ہوئے ایک کارٹون کا ذکر ضرور کرنا چاہتا ہوں جس میں ایک قصائی کو گوشت بیچتے دکھایا گیا ہے اور گوشت کے بکروں کے ساتھ ایک کاغذ بھی الٹا لٹکایا ہوا ہے۔ ایک گاہک اس سے پوچھتا ہے کہ:

What happened? He says that he was asking for the official price.

سو گھی، آٹا اور چاول وغیرہ کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے وہ ایک طرف لیکن دوسری طرف اس ایکٹ پر عمل کروانے والی مشینری اپنے مقصد سے ہٹ کر automobile اور A.C. بنانے والی کمپنیوں کے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔ یہ المیہ ہے کہ اس تمام سرکاری مشینری میں کوئی ٹیکنیکل لوگ نہ ہیں۔ تمام معزز ارکان یہ جانتے ہیں کہ ملک میں انتہائی گھٹیا قسم کے بجلی کے بلب اور ٹیوب لائٹس دھڑلے سے فروخت ہو رہی ہیں اور ہر گھر کا بجٹ ان وجوہات سے خراب ہو رہا ہے لیکن کنزیومر کورٹس اس پر کوئی Suo-Moto action نہیں لے رہی ہیں اور اب ملک میں خاص طور پر پنجاب میں، لاہور میں کہیں کوئی ڈیزل نہیں مل رہا۔ ایک طرف ڈیزل میں زبردست قسم کی ملاوٹ کی جا رہی ہے کیونکہ مٹی کے تیل اور ڈیزل کے ریٹ میں فرق ہونے کی وجہ سے اور دوسرا ڈیزل نہیں مل رہا۔ میں اس معزز ایوان کے سامنے حلفاً یہ کہہ رہا ہوں کہ پرسوں لاہور میں کہیں ڈیزل نہیں مل رہا تھا اور میری گاڑی سڑک پر بند ہوئی اور میں گھر سے جنریٹر کا تیل منگوا کر اپنے گھر پہنچا ہوں تو یہ کنزیومر کورٹس، یہ کنزیومر پروٹیکشن ایکٹ جس کے لئے اس قوم کا بے حساب پیسا ہم نے دیا ہے وہ کہاں پر سو رہی ہیں؟

ایوان کا ہر ممبر یہ جانتا ہے اور یہ آج تو اخبارات میں بھی آیا ہے کہ بہت جلدی پبلک ٹرانسپورٹ بھی بند ہو جائے گی۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ ایک طرف حکومت کو چاہئے کہ فوری طور پر پٹرول پمپوں کی مانیٹرنگ شروع کرے کیونکہ یہ کوئی چھپی ہوئی بات نہ ہے کہ جو ڈیزل پر سبسڈی دی جا رہی ہے مالکان اس ڈیزل کو سمگلروں کے حوالے کر رہے ہیں اور اسی کے اندر ملاوٹ ہو رہی ہے اور اسی کی وجہ سے پبلک پریشان ہے۔ اس پر ہاؤس کی بھی ایک کمیٹی بنائی جائے جو کہ اس کو mobile طریقے سے monitor کرے کہ آخر ڈیزل مل کیوں نہیں رہا؟ یہ ایک انتہائی burning issue ہے اس کے پر آپ کی ruling درکار ہے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جو شیخ صاحب نے معاملہ اٹھایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہر آدمی متاثر ہوتا ہے۔ یہ معاملہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ پٹرول پمپ پر کام کرنے والے لڑکے بھی سو، دو سو روپے لے کر اپنی مرضی سے پٹرول دے رہے ہیں کسی کو 20 لٹر، کسی کو 50 لٹر اور کسی کو 100 لٹر دے رہے ہیں۔ یہاں پر مقصد یہ ہے کہ ایوان میں اس وقت یہ رائے ہے کہ اس سے زراعت متاثر ہو رہی ہے، عام آدمی کی روزانہ کی زندگی بھی متاثر ہو رہی ہے۔ آپ وفاقی حکومت کو ضرور ہمارے جذبات پہنچائیں کہ وہ اس معاملے کو take up کرے کیونکہ یہ صوبائی معاملہ نہیں ہے۔ آپ ہمارے جذبات وفاقی حکومت تک پہنچائیں تاکہ پورے پنجاب میں عام آدمی کو اس کمی کی وجہ سے جو تکلیف ہے وہ دور ہو سکے۔ مجھے یقین ہے کہ قومی اسمبلی کے اراکین نے بھی اس معاملے کو ضرور take up کیا ہوگا لیکن کسی اخبار میں یہ بات نہیں آئی کہ وہاں یہ معاملہ زیر غور آیا ہے۔ میری تجویز ہے کہ یہ بات ضرور متعلقہ corner تک پہنچائی جائے۔ لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ ہم نے اپنے ڈیزل انجن چلانے ہیں، پانی دینا ہے، بجلی ویسے ہی نہیں ہے تو لوگوں کو دونوں اطراف سے تکلیف ہے۔ اس پر ضرور مہربانی فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، جناب احمد خان بلوچ!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میں بھی اس چیز کی تائید کرنا چاہتا ہوں کہ شیخ صاحب تو جنریٹر کا پٹرول منگوا کر گھر پہنچ گئے لیکن اس وقت جو cotton ہو رہی ہے، یہ ملکی معیشت کا معاملہ ہے اور یہ

تباہ ہو رہی ہے۔ اگر ڈیزل نہ ملا تو cotton کاشت نہیں ہو سکتی۔ یہ فوری اہمیت کا معاملہ ہے اس پر میری تجویز یہ ہے کہ House میں ایک کمیٹی بنادیں جو یہاں ایک قرارداد پیش کر دے اور آپ اس کو پیش کرنے کی اجازت دے دیں۔ یہ فوری نوعیت کا معاملہ ہے اس وقت پورے پنجاب میں کاشتکار طبقے میں بہت پریشانی پھیلی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مہربانی۔ جناب وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! شیخ صاحب House کے notice میں یہ بات لائے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات درست ہے اور ہر شخص لاہور اور باقی شہروں میں محسوس کر رہا ہے۔ انشاءاللہ حکومت اس پر فوراً کارروائی کرے گی اور اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ تمام پٹرول پمپ جہاں پر ڈیزل موجود ہے وہ کسی کو انکار نہ کر سکیں۔ اس پر انشاءاللہ حکومت فوری کارروائی کرے گی۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! وزیر صاحب اس کو pending کر کے کل on the floor of the House ایک statement دے دیں، وفاقی حکومت سے پوچھ لیں کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ لوگوں کو تکلیف ہے اور انھیں ڈیزل نہیں مل رہا۔ اگر ڈیزل کی ترسیل بہتر انداز میں نہ ہو تو اس سے عام آدمی کی زندگی متاثر ہو رہی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب کو درخواست کروں گا کہ وہ وفاقی حکومت سے رابطہ کریں اور پھر ایوان میں اس کی وضاحت فرمادیں تاکہ ہمیں وجوہات کا پتا چلے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! ہمارے ضلع میں monitoring committees ہیں انھیں بھی فعال کرنے کی ضرورت ہے۔ پچھلے دنوں میں ساڑھے تین گھنٹے ملتان شہر کے تقریباً نصف سے زیادہ petrol pumps کو check کیا تو وہ بند تھے۔ میں نے ای۔ڈی۔او(آر)، ڈی۔ڈی۔او(آر) اور ڈی۔سی۔او سے تین گھنٹے مسلسل کہا کہ پورے ملتان کی یہ حالت ہے کہ کسی petrol pump پر ڈیزل یا پٹرول نہیں مل رہا۔ میں تین چار گھنٹے مسلسل ان کے ساتھ رابطے میں رہا لیکن کوئی monitoring committee والا، کوئی ضلع کونسل کا

متعلقہ افسر نہ آیا۔ ضلع ناظم اور ڈی۔ سی۔ او کو بھی ہدایت کی جائے کہ ان کی اپنی کمیٹیاں ہیں وہ تمام pumps کو check کریں اور جو مسئلہ ہوتا ہے اسے فوری طور پر حل کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، ناظم شاہ!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! شیخ صاحب نے مہربانی کی ہے کہ وہ ایوان کے علم میں یہ بات لائے ہیں۔ جیسے احمد خان صاحب نے بھی بات کی ہے، جنوبی پنجاب کے سعید اکبر خان نے بھی بات کی ہے۔ جنوبی پنجاب میں اس وقت آٹے کا بحران ہے، وہ بھی آپ کے علم میں ہے۔ آپ 60 فیصد زرمبادلہ cotton سے حاصل کرتے ہیں اور یہ بنیادی طور پر تین اضلاع میں ہوتی ہے اور جو شیر شاہ کا ڈپو ہے یہ میرے حلقہ انتخاب میں ہے۔ میں نے پچھلے دنوں وہاں پر کیپٹن اشفاق صاحب سے بات کی۔ میں نے انھیں کہا کہ آپ تیل pumps کو supply کرتے ہیں تو میرے حلقہ انتخاب کے ایک آدمی نے میرے ساتھ بات کی کہ یہاں پر ہمیں تیل نہیں مل رہا، جب میں نے ان سے بات کی تو انھوں نے کہا کہ ہمیں تیل پیچھے سے ہی کم مل رہا ہے۔ ہم صرف pumps والوں کو دو ہزار litre سے زیادہ نہیں دے رہے حالانکہ گاڑی 10000 اور 20000، 40000 لٹر کی ہیں اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ جیسے گندم کے لئے ایک مشکل بنی ہوئی ہے اسی طرح cotton میں بھی ایک مشکل بن جائے گی کیونکہ لوڈ شیڈنگ نے بھی ہماری ناک میں دم کیا ہوا ہے۔ مہربانی فرما کر کم از کم یہ House ایک قرارداد پاس کرے کہ cotton area میں لوڈ شیڈنگ بند کر دی جائے اگر تیل کی کمی ہے تو لوڈ شیڈنگ بند ہو جائے تاکہ cotton کی کاشت صحیح طریقے سے ہو سکے۔

جناب سپیکر! یہ supply and demand کا مسئلہ ہے۔ جب تک supply پوری نہیں ہوگی اس وقت تک demand کیسے پوری ہوگی اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس پر فوری توجہ دیں نہیں تو کل آپ کو cotton کے بحران کا سامنا بھی کرنا پڑے گا اور اس کے نتائج یہی ہوں گے کہ آپ کے پاس زرمبادلہ کی بھی کمی آ جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: معزز اراکین تشریف رکھیں۔ اگر آپ تحریک التوائے کار کا procedure پڑھ لیں تو اس میں بڑا واضح ہے کہ اس پر بحث نہیں ہو سکتی ہے، جس معزز رکن نے اپنی تحریک التوائے کار پیش کی ہے انھوں نے پیش کر دی اور حکومت کی طرف سے جواب آ گیا۔

میرے خیال میں حکومت نے یہاں پر یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ اس پر کارروائی کریں گے۔ جی، وزیر زراعت صاحب!

وزیر زراعت، تعلیم، خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم اور ترقی خواتین (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ بات حکومت پنجاب کے علم میں آئی ہے۔ Oil and Gas کی ایک regulatory authority بنی ہوئی ہے۔ وہ اس کو وفاقی حکومت میں regulate کرتی ہے۔ تیل کی import میں 50 فیصد کمی آ گئی ہے۔ اس میں P.A.R.C.O بھی involve ہے اور پنجاب حکومت نے بھی یہ معاملہ take up کیا ہوا ہے۔ باقی یہ مسئلہ انتہائی سنگین ہے، اس سے cotton بھی متاثر ہو رہی ہے اور دوسری فصلیں بھی متاثر ہو رہی ہیں۔ صوبائی حکومت نے یہ معاملہ وفاقی حکومت سے پہلے ہی take up کیا ہوا ہے۔ شکریہ

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 307 جو شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے آئی ہے۔ یہ ہمیں کل ہی موصول ہوئی ہے اور اس کا ابھی تک جواب بھی نہیں آیا۔ آپ نے اس کو out of turn لیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو اگلے اجلاس تک pending کر لیا جائے۔ اس کا جواب منگوا لیتے ہیں اور اس پر باقاعدہ بحث کی جائے گی اور معاملات کو House کے سامنے رکھا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ بہتر یہی ہے کیونکہ یہ بڑا اہم اور burning issue ہے۔ اگر اس پر جواب ہی نہیں آیا تو اس کو pending کر لیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ اتنا burning issue ہے۔ آپ اس پر حکومت کو صرف یہ ہدایت کریں کہ وہ petrol pumps کی monitoring شروع کرے۔ میں آپ کو دعوے سے عرض کرتا ہوں کہ supply میں اتنی کمی نہیں ہے۔ میں آپ کو کھل کر بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ صرف 37 روپے کی سبسڈی کا مسئلہ ہے جو کھایا جا رہا ہے۔ پاکستان میں ڈیزل بہت بڑی مقدار میں سمگل ہو رہا ہے۔ اس پر صرف monitoring کی ضرورت ہے۔ ہمارے پاس act موجود ہے۔ یہاں پر نوانی صاحب نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ وفاقی حکومت سے آپ اعداد و شمار لے سکتے ہیں کہ وہ refinery سے کتنا تیل بھیج رہے ہیں۔ میری اطلاع کے مطابق وہ refinery سے تیل صحیح بھیج رہے ہیں جو کچھ ہو رہا ہے یہاں ہو رہا ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اگر under hand پیسے دے دیئے جائیں، 60 روپے کے حساب سے پیسے دے دیئے جائیں تو تیل لے لیتے ہیں اور جب وہ

دیکھتے ہیں کہ customer ہمارے لئے مسئلہ بن سکتا ہے تو وہ ایک فرلانگ سے انکار کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس وقت ضرورت یہ ہے کہ حکومت ان کو monitor کرے ورنہ یہ مسئلہ انتہائی گھمبیر صورتحال اختیار کر جائے گا۔ آپ دیکھیں گے کہ public transport بھی بند ہو جائے گی۔ میں اس پر مزید stress نہیں کرتا اور حکومت کے لئے کوئی مسئلہ نہیں بنانا چاہتا کیونکہ ان کو خود اس بات کا احساس ہے۔ میری صرف یہی درخواست ہے کہ ان کو صرف یہ ہدایت کر دیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی اس suggestion کے ساتھ اس کو not press سمجھیں یا جواب کا انتظار کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! اس سے پہلے میں نے House کو بتایا کہ ہم اس پر action لے رہے ہیں اور جیسے نوانی صاحب نے بھی فرمایا۔ ہمیں اس کے لئے دو دن کا ٹائم دے دیں، ہم اسے Federal Government سے بھی take up کریں گے۔ action کا مطلب یہ ہے کہ ہم انشاء اللہ action لیں گے۔ ہمیں احساس ہے کہ ڈیزل باوجود اس کے کہ ملک میں بھی ہے اور پٹرول پمپوں پر بھی ہے لیکن consumer کو نہیں مل رہا۔ ہم اس کو ensure کریں گے، چاہے جو بھی ہم اس کا سسٹم بنائیں لیکن آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ اس پر action ہو گا اور انشاء اللہ دو دن کے بعد ہم House میں رپورٹ پیش کریں گے کہ ہم نے کیا action لیا اور اس کی وجوہات کیا تھیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں یہ زیادہ بہتر ہے۔ جب تک حکومت کی طرف سے اس کا جواب نہیں آ جاتا اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 262 ڈاکٹر محمد اختر ملک کی طرف سے ہے۔ House میں تشریف فرما نہیں ہیں لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 263 چودھری ظہیر الدین، چودھری مونس الٰہی، جناب محمد محسن خان لغاری، چودھری عبداللہ یوسف، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ اور محترمہ آمنہ جہانگیر صاحبہ کی طرف سے ہے۔ یہ تمام ممبران موجود نہ ہیں لہذا یہ تحریک

dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 271 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ!

موضع للیانی مصطفیٰ آباد (قصور) کے مکینوں کو پینے کے پانی کی عدم دستیابی

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق موضع للیانی مصطفیٰ آباد ضلع قصور کے رہائشی پینے کے پانی سے محروم ہیں۔ water supply کے پائپ سڑک کے ساتھ گزر رہے ہیں، ان کو سڑک کی تعمیر کے دوران اکھاڑ دیا گیا تھا اور ایک سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود نئے پائپ بچھانے کا کوئی بندوبست نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے موضع مصطفیٰ آباد للیانی کی آدھی آبادی پینے کے پانی سے محروم ہے جس کی وجہ سے لوگ شدید مشکلات کا شکار ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، Minister concern اس کا جواب دیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! ہم یہ ensure کرتے ہیں کہ یہ بالکل زیادتی ہے اور مصطفیٰ آباد کے علاقے کے لوگوں کو پینے کا صاف پانی میسر آنا چاہئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کو تھوڑا سا ٹائم دیا جائے تاکہ یہ پائپ لائنیں نئے سرے سے اچھے طریقے کے ساتھ بچھائی جا سکیں اور پینے والے پانی کے پائپ جو دوسرے sewerage pipe کے ساتھ جڑ گئے ہیں جس وجہ سے خرابی پیدا ہوئی ہے اس کو نئے سرے سے نئی پائپ لائنیں بچھا کر ان لوگوں کو facilitate کیا جا سکے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ جب گورنمنٹ نے یہاں پر یقین دہانی کرا دی ہے تو اب اس کو press نہیں کرنا چاہئے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس کام کو ایک reasonable time کے اندر ہو جانا چاہئے، indefinite time نہ ہو کہ یہ مسئلہ prolong کر جائے۔ میری صرف گزارش یہ ہے کہ کوئی مناسب وقت کے اندر اس مسئلے کا کوئی حل ہو جانا چاہئے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جس طرح متعلقہ منسٹر صاحب نے یقین دہانی کروائی ہے اس لئے یہ تحریک التوائے کار بھی as not pressed dispose of کی جاتی ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

سرکاری کارروائی

مطالبات زر بابت سال 09-2008 پر بحث اور رائے شماری

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 09–2008 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری کا آغاز کرتے ہیں۔ مالی سال بابت 09–2008 کے سالانہ بجٹ میں مطالبات زر کی تعداد 41 ہے ان میں سے 32 مطالبات زر میں cut motions موصول ہوئی ہیں۔ اب ہم کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔

مطالبہ زر نمبر PC–21001

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ صاحب مطالبہ زر نمبر PC–21001 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 26لاکھ 2ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09–2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 26لاکھ 2ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی

سال09-2008کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوا
دیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"افیون"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

" ایک رقم جو 26لاکھ 2ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے
اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی
سال09-2008کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوا
دیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"افیون"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اس کو کسی نے بھی oppose نہیں کیا لہذا اسے متفقہ طور پر منظور کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21002

جناب قائم مقام سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-21002پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو2کروڑ9لاکھ 11ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے
اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی
سال09-2008کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوا
دیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"مالیہ اراضی"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو2کروڑ9لاکھ 11ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے
اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی
سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے

ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار دلدار احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک اور محترمہ جوئس روفن جولیس۔

چونکہ کٹوتی کی تحریک کسی ممبر کی طرف سے پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2 کروڑ 9 لاکھ 11 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! سب سے پہلے میں یہ عرض کروں گا کہ میرے چھوٹے بھائی سید عبدالقادر گیلانی نے کل حلف اٹھایا ہے اور بلا مقابلہ منتخب ہوئے ہیں۔ میں پورے House کی طرف سے ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری محترم سینئر منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ جب مطالبہ زر put ہو جائے تو پھر پوائنٹ آف آرڈر بالکل بھی نہیں ہو سکتا۔ جب ہم یہ ختم کر لیں گے تو پھر آپ بات کر لیجئے گا۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): بات یہ ہے کہ اس پر Opposition کے بہت سے دوستوں نے اپنے اعتراضات داخل کرائے تھے۔ یہ صوبے کا بہت سارا business ہے اور ایک صوبے کا بجٹ بن رہا ہے اور اپوزیشن کے لوگ جس طرح جیتے اور جس طرح اسمبلی میں پہنچے، جو دھونس اور دھاندلی کر کے وہ اس ہاؤس تک اب پہنچ چکے ہیں اور ہم ان کو ممبران اسمبلی مانتے ہیں۔ پنجاب حکومت ان کو ممبران اسمبلی مانتی ہے لیکن انتہائی دکھ کا مقام ہے کہ اس وقت صوبے کے بجٹ پر اور کٹوتی کی تحریکوں کا آج دن ہے اور وہ حاضریاں لگا کر ہاؤس سے باہر جا چکے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس صوبے کے عوام اور اس صوبے میں بننے والے بجٹ اور اس صوبے میں جو ترقیاتی کام ہونے ہیں ان کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ انہیں صرف اپنے اقتدار سے مقصد ہے اور وہ اپوزیشن لیڈر بن کر پچھلے دور میں جو اربوں روپے کی کرپشن ہوئی ہے اس کو چھپانا چاہتے ہیں لیکن اس پورے ہاؤس کے سامنے اور پریس کے سامنے میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ وہ جو مرضی ہتھکنڈے استعمال کر لیں۔ ایک جرنیل کی جھولی میں بیٹھ کر اور اسے سو دفعہ وردی میں منتخب کروانے والے آج میں یہاں اس House میں اعلان کر رہا ہوں کہ وہ احتساب سے نہیں بچ سکیں گے، انہیں احتساب سے گزرنا پڑے گا۔ وہ جو مرضی جعلی ہتھکنڈے، جو مرضی اس طرح کے رویے اختیار کریں، ایک طرف تو تنخواہیں لیتے ہیں اور پنجاب کے عوام کے لئے بننے والے بجٹ کا حصہ نہیں بن رہے تو میں ان کے اس رویے کی پُرزور مذمت کرتا ہوں اور ایک دفعہ پھر میں اس بات کو پنجاب حکومت کی طرف سے کہ ہم نے کوئی سیاسی انتقام نہیں لینا، ہمارا کوئی سیاسی انتقام لینے کا پروگرام نہیں لیکن جنھوں نے اربوں روپے کی کرپشن کی ہے وہ اب ممبر اسمبلی بن کر یا اپوزیشن لیڈر بن کر اگر اس سے بچنا چاہیں گے تو یہ ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں ایک وضاحت چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس میں کوئی وضاحت نہیں چاہ سکیں گے۔ آپ بیٹھ جائیں، یہ مطالبات زر ہیں اگر آپ نہیں چاہتے کہ گورنمنٹ کا بزنس مکمل ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ

تشریف رکھیں۔ مجھے افسوس ہے اس بات پر کہ معزز ممبران اگر یہ پڑھ کر آیا کریں کہ یہ House آج کس چیز کے لئے convince کیا گیا ہے تو پھر یہ مسئلہ ہی نہ بنے۔ آپ براہ مہربانی بیٹھیں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21003

جناب قائم مقام سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21003 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو دو کروڑ 26 لاکھ 94 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو دو کروڑ 26 لاکھ 94 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار دلدار احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک، محترمہ جوئس روفن جولیس۔

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو دو کروڑ 26 لاکھ 94 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21004

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21004 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 9 کروڑ 36 لاکھ 61 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو دو کروڑ 26 لاکھ 94 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار دلدار احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج،

ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک، محترمہ جوئس روفن جولیس۔

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

> "ایک رقم جو 9کروڑ36لاکھ 61ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں حیران ہو رہا تھا کہ ہمارے گورنر صاحب کو افیون کی مد میں 30کروڑ ادا کئے گئے ہیں کیا وہ اتنی افیون کھا لیتے ہیں۔(قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر: بنیادی طور پر جو ادویات بنتی ہیں یہ ان کے لئے ہوتی ہے۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21005 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21005

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "ایک رقم جو92کروڑ51لاکھ 19ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات

کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 92 کروڑ 51 لاکھ 19 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیرالدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار دلدار احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک، محترمہ جوئس روفن جولیس۔

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 92 کروڑ 51 لاکھ 19 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21006

جناب قائم مقام سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21006 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 23لاکھ 52ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 23لاکھ 52ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔
چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار دلدار احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک، محترمہ جوئس روفن جولیس۔
چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 23لاکھ 52ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

جناب قائم مقام سپیکر: اب میں یہاں پر ایک بات کروں گا کہ ابھی مجھے پریس گیلری کی طرف سے ایک چٹ آئی ہے کہ اخبار "ڈان اور نیوز" کے کیمرہ مین اور معاون کو باہر ٹریفک وارڈن نے اسمبلی کے احاطہ کے باہر جاتے ہوئے ان پر کوئی تشدد کیا ہے۔ اس پر میں سینئر وزیر راجہ ریاض احمد سے کہوں گا کہ وہ کوئی کمیٹی بنا کر بھیج دیں جو پریس گیلری کے ساتھیوں سے مذاکرات بھی کرے اور اس معاملے کو دیکھ کر آپ کو رپورٹ بھی پیش کرے اور آپ اسے اسمبلی میں دے دیں۔ شکریہ

مطالبہ زر نمبر PC-21007

جناب قائم مقام سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21007 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 2کروڑ 79لاکھ 12ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 2کروڑ 79لاکھ 12ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات

کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو2کروڑ79لاکھ12ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21008

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21008 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو5کروڑ70لاکھ 49ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو5کروڑ70لاکھ 49ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات

کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 5کروڑ 70لاکھ 49ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21009

جناب قائم مقام سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ نمبر PC-21009 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 7۔ارب 42کروڑ 47لاکھ 84ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 7۔ارب 42کروڑ 47لاکھ 84ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار دلدار احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک، محترمہ جوئس روفن جولیس۔

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 7۔ارب 42کروڑ 47لاکھ 84ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21010

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21010 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 7۔ارب 79 کروڑ 48 لاکھ 85 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

''ایک رقم جو 7۔ارب 79 کروڑ 48 لاکھ 85 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009کو ختم ہونے والے مالی سال09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔''

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔
چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار ولد احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک، محترمہ جوئس روفن جولیس۔
چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

''ایک رقم جو 7۔ارب 79 کروڑ 48 لاکھ 85 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔''

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21011

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21011 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 2۔ارب 34کروڑ 61لاکھ 90ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،
گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو
ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے
قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل"
برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 2۔ارب 34کروڑ 61لاکھ 90ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،
گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009
کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے
قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل"
برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار ولد احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک، محترمہ جوئس روفن جولیس۔

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2۔ارب 34کروڑ 61لاکھ 90ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،
گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو
ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے

قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21012

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21012 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 2۔ارب 19 کروڑ 29 لاکھ 83 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

ایک رقم جو 2۔ارب 19 کروڑ 29 لاکھ 83 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چوہدری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چوہدری عامر سلطان چیمہ، سردار ولد احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چوہدری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چوہدری مونس الٰہی، چوہدری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی،

جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک، محترمہ جوئس روفن جولیس۔

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2۔ارب 19کروڑ 29لاکھ 83ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات وسزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21013

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21013 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 30۔ارب 43کروڑ 67لاکھ 65ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 30۔ارب 43کروڑ 67لاکھ 65ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار ولد احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک، محترمہ جوئس روفن جولیس۔

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

ایک رقم جو 30۔ ارب 43 کروڑ 67 لاکھ 65 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راجہ ریاض احمد!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں معذرت چاہتا ہوں۔ میں نے سوچا کہ تھوڑا سا آپ کو بھی سانس مل جائے لیکن مجھے انتہائی دکھ اور افسوس ہے کہ اپوزیشن کے جو لوگ ہیں، یہ آپ ذرا تفصیل ملاحظہ فرمائیں کہ جتنی بھی انہوں نے کٹوتی کی تحریکیں دی ہیں ان میں جو نام ہیں، ان کو اتنی بھی عقل نہیں کہ کسی میں کوئی نام ڈالیں۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے کوئی تیاری نہیں کی کسی نے کوئی نہیں پڑھا، ایک کٹوتی کی تحریک چودھری ظہیر الدین سے شروع ہوتی ہے اور محترمہ جوئس روفن جولیس پر ختم ہو جاتی ہے۔ ان سے ترتیب تک تبدیل نہیں ہوئی۔ انہوں نے کوئی نہیں سوچا۔ صرف ایک کلرک رکھا ہوا ہے جو یہ فوٹو کاپی کر دیتا ہے، یہ سارا ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں تو یہ ان کی کارکردگی ہے اور یہ ان کا اس ہاؤس کے ساتھ تعلق ہے۔ یہ صرف ڈاکوؤں اور لٹیروں کا ایک گروہ تھا اور یہ گروہ (ق) لیگ کوئی سیاسی جماعت نہیں تھی، یہ گروہ اب ختم ہو چکا ہے، یہ فوت ہو چکے

ہیں،ان کا جنازہ ہو چکا ہے، قل ہو چکے ہیں اور انشاء اللہ جس دن یہ بجٹ پاس ہوگا اس دن ان کا چہلم ہوگا۔بہت مہربانی، شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔راجہ ریاض صاحب! میں نے آپ سے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ اخبار "ڈان" اور "نیوز" کے فوٹو گرافر اور رپورٹر سے وارڈن پولیس نے جو بدتمیزی کی ہے اس پر میرا خیال ہے کہ آپ نے ابھی تک کوئی کمیٹی نہیں بھیجی اور وہ پریس گیلری کے ہمارے جو دوست ہیں، میرا خیال ہے کہ اس جمہوریت میں اور اس اسمبلی کے اندر ان کا بڑا role ہے۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں ایک کمیٹی بناتا ہوں۔یہ جا کر ان سے بات کریں گے۔جناب فاروق یوسف گھرکی اور جناب کامران مائیکل!

جناب قائم مقام سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ ہماری اس پوری تحریک میں اور اس ملک میں جمہوریت کو چلانے میں پریس نے ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): میں ان پریس والے دوستوں سے request کرتا ہوں کہ مہربانی کریں کہ کمیٹی آپ کے پاس آ رہی ہے، ابھی تھوڑی دیر صرف ایک منٹ کے لئے انتظار کر لیں۔بہت شکریہ، آپ کی مہربانی ہوگی۔

مطالبہ زر نمبر PC-21014

جناب قائم مقام سپیکر: اب میں وزیر خزانہ صاحب کو کہتا ہوں کہ وہ مطالبہ زر نمبر PC-21014 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "ایک رقم جو 3 کروڑ 21 لاکھ 60 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو3کروڑ21لاکھ60ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009کو ختم ہونے والے مالی سال09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو3کروڑ21لاکھ60ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009کو ختم ہونے والے مالی سال09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21015

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-21015 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 22-ارب 52کروڑ 16لاکھ 26ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009کو ختم ہونے والے مالی سال09-2008کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 22-ارب 52کروڑ 16لاکھ 26ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009کو ختم ہونے والے مالی سال09-2008کے دوران صوبائی مجموعی

فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم"
برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔
چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار دلدار احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک اور محترمہ جوئس روفن جولیس۔
چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

ایک رقم جو 22-ارب 52کروڑ 16لاکھ 26ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21016

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21016 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 13-ارب 41کروڑ 46لاکھ 21ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے

قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت"
برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 13- ارب 41 کروڑ 46 لاکھ 21 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار دلدار احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک اور محترمہ جوئس روفن جولیس۔

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 13- ارب 41 کروڑ 46 لاکھ 21 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

جناب قائم مقام سپیکر: ویسے لگتا ہے کہ اپوزیشن والوں نے اپنے نام مجھے یاد کروانے کے لئے لکھوائے ہیں۔

وزیر مال(حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! آپ نام پڑھنے کی بجائے وغیرہ ہی کہہ دیا کریں تو کافی ہے کیونکہ ان میں سے کوئی بھی نہیں آیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے rules کو follow کرنا ہے اور rules بڑے clear ہیں۔ I have to read their names

مطالبہ زر نمبر PC-21017

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خزانہ! مطالبہ زر نمبر PC-21017 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 60 کروڑ 35 لاکھ 25 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 60 کروڑ 35 لاکھ 25 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار دلدار احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج،

ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک اور محترمہ جوئس روفن جولیس۔

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 60 کروڑ 35 لاکھ 25 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21018

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21018 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 4۔ارب 25 کروڑ 84 لاکھ 68 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 4۔ارب 25 کروڑ 84 لاکھ 68 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا

اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار دلدار احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک اور محترمہ جوئس روفن جولیس۔

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 4۔ارب 25کروڑ 84لاکھ 68ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21019

جناب قائم مقام سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-21019 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 19کروڑ 86لاکھ 92ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے

مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے

ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 19 کروڑ 86 لاکھ 92 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار دلدار احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک اور محترمہ جوئس روفن جولیس۔

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 19 کروڑ 86 لاکھ 92 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21020

جناب قائم مقام سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 21020 PC پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 46 کروڑ 60 لاکھ 2 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 46 کروڑ 60 لاکھ 2 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار دلدار احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک اور محترمہ جوئس روفن جولیس۔

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 46 کروڑ 60 لاکھ 2 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا

اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21021

جناب قائم مقام سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21021 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 6 کروڑ 57 لاکھ 43 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 6 کروڑ 57 لاکھ 43 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار دلدار احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی،

جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک اور محترمہ جوئس روفن جولیس۔

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 6 کروڑ 57 لاکھ 43 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب!

(اس مرحلہ پر صحافی حضرات پریس گیلری میں واپس آ گئے)

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ کی مہربانی آپ نے مجھے حکم دیا اور میں نے ایک کمیٹی تشکیل دی لیکن اس کے بعد صحافی بھائیوں نے میرے بارے میں کہا کہ وہ خود آئیں۔ چنانچہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ وہاں پر میں نے ان کی ساری بات سنی۔ انھوں نے بتایا کہ کل جب ہمارے دوست احتجاج کے لئے گئے تو وہاں پر coverage کے لئے اخبار "ڈان" کے کیمرہ مین پر اعجاز نعمان ٹریفک وارڈن نے اسلحہ تانا، انھیں دھمکیاں دیں، بدتمیزی کی اور ان کا کیمرہ توڑ دیا۔ ٹریفک وارڈن کے نام کی میں انکوائری کر لوں گا۔ میں نے ان کو یقین دہانی کروائی ہے کہ اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو ہم اس پر کارروائی کریں گے۔ میں اس ہاؤس میں اپنے صحافی بھائیوں کو ایک دفعہ پھر یقین دہانی کراتا ہوں کہ ہم اس آدمی کو suspend کریں گے۔ اس بارے میں انکوائری کروائی جائے گی اور قانون و قاعدہ کے تحت اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ اس کے علاوہ انھوں نے یہ بھی مطالبہ کیا ہے کہ چند دن پہلے ملتان میں "کوک" ٹیلی ویژن کے واقعہ میں ملوث ملزمان کے خلاف فوری کارروائی کی جائے تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ دو ملزم گرفتار ہو چکے ہیں۔ اس ٹیلی ویژن کے مالک شاہ صاحب سے میری فون پر بات ہوئی تھی۔ میں ان سے دوبارہ بھی

بات کروں گا۔ انھیں جس قسم کی مدد کی ضرورت ہوئی پنجاب حکومت انشاء اللہ وہ ان کو مہیا کرے گی۔ میں آخر میں صحافی بھائیوں کا پریس گیلری میں واپس آنے پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح ہم آزاد عدلیہ کی بات کر رہے ہیں اسی طرح جمہوریت کی گاڑی کو اس ملک میں رواں دواں رکھنے کے لئے آزاد پریس بھی اس ملک کی انتہائی اہم ضرورت ہے۔ حکومت پریس کو جتنا زیادہ accommodate کر سکے گی اتنا ہی جمہوریت اور اس ملک کے لئے بہتر ہے۔

مطالبہ زر نمبر PC-21022

جناب قائم مقام سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21022 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 3۔ارب 23 کروڑ 50 لاکھ 55 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 3۔ارب 23 کروڑ 50 لاکھ 55 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار دلدار احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات

کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک اور محترمہ جوئس روفن جولیس۔

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3۔ارب 23کروڑ 50لاکھ 55ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21023

جناب قائم مقام سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21023 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 65کروڑ 78لاکھ 77ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 65کروڑ 78لاکھ 77ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 65 کروڑ 78 لاکھ 77 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21024

جناب قائم مقام سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21024 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 2۔ارب 27 لاکھ 52 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 2۔ارب 27 لاکھ 52 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار دلدار احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات

کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک اور محترمہ جوئس روفن جولیس۔

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

''ایک رقم جو 2۔ ارب 27 لاکھ 52 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔''

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں اپنے پریس والے بھائیوں کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ہم جو بات کہتے ہیں اس کی تصدیق آج ان کٹوتی کی تحریکوں سے کی جا سکتی ہے۔ اپوزیشن کی طرف سے جو بھی کٹوتی کی تحریک پیش کی گئی ہے اس میں 30 آدمیوں کے نام ہیں۔ ہم یہ کہتے رہے ہیں، اس پورے ہاؤس کے سامنے کہتے رہے ہیں کہ ان کے پاس majority نہیں ہے اور آج یہ کاغذ اس بات کا ثبوت ہے۔ یہ گن لیں کہ ان کے پاس majority نہیں ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مطالبہ زر نمبر PC-21025

جناب قائم مقام سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21025 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

''ایک رقم جو 2۔ ارب 49 کروڑ 52 لاکھ 91 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم

ہونے والے مالی سال09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو2-ارب49 کروڑ52لاکھ91ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار دلدار احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک اور محترمہ جوئس روفن جولیس۔

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو2-ارب49 کروڑ52لاکھ 91ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21026

جناب قائم مقام سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21026 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 75 کروڑ 4 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والی مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 75 کروڑ 4 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والی مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار دلدار احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک اور محترمہ جوئس روفن جولیس۔

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 75 کروڑ 4 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والی

مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے
ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت
کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21027

جناب قائم مقام سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21027 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 2 کروڑ 15 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے
اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی
سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا
دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 2 کروڑ 15 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے
اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی
سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا
دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار دلدار احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الہیٰ، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی،

جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک اور محترمہ جوئس روفن جولیس۔

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2 کروڑ 15 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی

سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21028

جناب قائم مقام سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21028 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 13۔ارب 81 کروڑ 60 لاکھ 83 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈز سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 13۔ارب 81 کروڑ 60 لاکھ 83 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈز سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار دلدار احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک اور محترمہ جوئس روفن جولیس۔

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 13-ارب 81 کروڑ 60 لاکھ 83 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21029

جناب قائم مقام سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21029 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 8 کروڑ 46 لاکھ 46 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 8کروڑ 46لاکھ 46ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 8کروڑ 46لاکھ 46ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21030

جناب قائم مقام سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21030 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 17۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈز سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 17-ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 17۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21031

جناب قائم مقام سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21031 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب 7۔ارب 24 کروڑ 43 لاکھ 51 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب 7۔ارب 24 کروڑ 43 لاکھ 51 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک محترمہ نسیم لودھی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب 7۔ارب 24 کروڑ 43 لاکھ 51 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران

صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21032

جناب قائم مقام سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21032 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 2 کروڑ 69 لاکھ 87 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 2 کروڑ 69 لاکھ 87 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2 کروڑ 69 لاکھ 87 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے

ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

جناب محمد معین وٹو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وٹو صاحب!

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! تین دفعہ "ہاں" کرنے کا کیا نتیجہ نکلتا ہے اور 45 دفعہ "ہاں" کرنے کا کیا بنے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ جب آپ اپنے گھر واپس پہنچیں گے تو آپ کو پتا لگ جائے گا۔

مطالبہ زر نمبر PC-13033

جناب قائم مقام سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-13033 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 56-ارب 80 کروڑ 20 لاکھ 33 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 56-ارب 80 کروڑ 20 لاکھ 33 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار دلدار احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک اور محترمہ جوئس روفن جولیس۔

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 56۔ارب 80 کروڑ 20 لاکھ 33 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "مد غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

پیر محمد اشرف رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پیر صاحب!

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! یہ ایسے ہی آپ کو تھکا رہے ہیں۔ یہ کہہ دیں، 30 لوٹے لوٹیاں، مطلب یہ کہ symbol ہو جائے گا۔

مطالبہ زر نمبر PC-13034

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-13034 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو ایک کروڑ 48 لاکھ 78 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے

والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا
اخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹوراور کوئلے
کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔''

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:
''ایک رقم جو ایک کروڑ48لاکھ78ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب
کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے
والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا
اخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹوراور کوئلے
کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔''

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:
''ایک رقم جو ایک کروڑ48لاکھ78ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب
کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے
والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا
اخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹوراور کوئلے
کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔''

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-22036

جناب قائم مقام سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-22036 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:
''ایک رقم جو 81۔ارب13کروڑ15ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب
کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے
والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا

اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 81۔ارب 13 کروڑ 15 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار دلدار احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک اور محترمہ جوئس روفن جولیس۔

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 81۔ارب 13 کروڑ 15 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12037

جناب سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-12037 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

''ایک رقم جو10-ارب 71کروڑ 86لاکھ 52ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات اور آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔''

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

''ایک رقم جو10-ارب 71کروڑ 86لاکھ 52ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات اور آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔''

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار دلدار احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک اور محترمہ جوئس روفن جولیس۔

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

''ایک رقم جو10-ارب 71کروڑ 86لاکھ 52ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا

اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات اور آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12038

جناب قائم مقام سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-12038 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 35 کروڑ 45 لاکھ 41 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 35 کروڑ 45 لاکھ 41 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار دلدار احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی،

جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک اور محترمہ جوئس روفن جولیس۔

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو35کروڑ45لاکھ41ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12040

جناب قائم مقام سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-12040 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب70کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب70کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار دلدار احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک اور محترمہ جوئس روفن جولیس۔

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

> ''ایک رقم جو ایک ارب 70 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ''ٹاؤن ڈویلپمنٹ'' برداشت کرنے پڑیں گے۔''

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12041

جناب قائم مقام سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-12041 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> ''ایک رقم جو 45۔ارب 48 کروڑ 82 لاکھ 27 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات وپل" برداشت کرنے پڑیں گے۔''

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

''ایک رقم جو 45۔ارب 48 کروڑ 82 لاکھ 27 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات وپل" برداشت کرنے پڑیں گے۔''

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔
چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار دلدار احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک اور محترمہ جوئس روفن جولیس۔
چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

''ایک رقم جو 45۔ارب 48 کروڑ 82 لاکھ 27 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ''شاہرات وپل'' برداشت کرنے پڑیں گے۔''

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12042

جناب قائم مقام سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-12042 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

''ایک رقم جو 22۔ارب 62 کروڑ 37 لاکھ 25 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔''

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

''ایک رقم جو 22۔ارب 62 کروڑ 37 لاکھ 25 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔''

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار دلدار احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک اور محترمہ جوئس روفن جولیس۔

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

''ایک رقم جو 22۔ارب 62 کروڑ 37 لاکھ 25 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا

اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12043

جناب قائم مقام سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-12043 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 3-ارب 32 کروڑ 20 لاکھ 36 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز / خود مختار ادارہ جات "وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 3-ارب 32 کروڑ 20 لاکھ 36 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز / خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! اس مطالبہ زر کو ذرا مکمل ہو لینے دیں پھر آپ بات کر لیجئے گا۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): میری صرف عرض سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف کے تقرر کے لئے
مطلوبہ اکثریت نہ ہونے کے بارے میں رولنگ کا مطالبہ

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ آج کے business کی آخری تاریخ ہے۔ Opposition کے نام میں نے تو دو دفعہ گن لئے ہیں، اگر آپ اجازت دیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔ یہ ٹوٹل 30 لوگ ہیں اور مجھے آپ سے یہ ruling چاہئے کہ چودھری ظہیر الدین اور باقی جن لوگوں کے نام لکھے ہوئے ہیں ان کی Opposition میں majority نہیں ہے اور یہ جو بات کرتے تھے کہ ٹوٹل 86 بندے ہیں اور آپ کے پاس majority نہیں ہے لیکن اب اس چیز سے یہ ثابت ہو گیا ہے لہذا میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اس پر ruling دیں کہ اس گروپ کو majority حاصل نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جس طرح آج پہلے بھی میں نے معزز ممبران کے سامنے گزارش کی تھی کہ آج کا دن specifically مطالبات زر پر مخصوص تھا۔ آج House کا business صرف مطالبات زر کی منظوری ہے۔ آپ یہ point کسی اور دن take up کر لیجئے گا۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ انتہائی محترم ہیں۔ میں نے آپ سے جو ruling مانگی ہے وہ ایک ثبوت کے ساتھ مانگی ہے۔ میری گزارش ہے کہ آپ اس ruling کو pending کر لیں کیونکہ میں نے کوئی ہوائی بات نہیں کی بلکہ ایک proof کے ساتھ بات کی ہے۔ جتنے بھی مطالبات زر ہیں ان میں کٹوتی کی تحاریک جن اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہیں وہ صرف 30 لوگ ہیں۔ اب آپ سے میری گزارش ہے کہ آپ اس پر اپنی ruling کو pending کر لیں۔ قانون اور قاعدے کے ذریعے میں نے ثابت کر دیا ہے کہ ان کے پاس majority نہیں ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میں محترم سینئر منسٹر سے گزارش کروں گا کہ جس طرح میں نے پہلے بھی بات کی ہے کہ میں نے اللہ کے فضل و کرم سے اس House کو قواعد و ضوابط کے مطابق چلانا ہے اور اس کے اندر بے شک 30 ممبران کی طرف سے تحاریک آئی ہوئی ہیں لیکن جو ہمارے پاس Leader of Opposition کی definition ہے اس میں لکھا ہوا ہے کہ:

"Leader of Opposition" means a member who, in the opinion of the Speaker, is for the time being, leader of the majority of the members in the Opposition;

تو اس کا طریق کار بالکل مختلف ہے۔ مطالبات زر کے اوپر Opposition کی اپنی مرضی ہے کہ وہ اس میں چاہے 32 ڈالیں، چاہے 2 ڈالیں۔ جس طرح آپ نے دیکھا ہو گا کہ ایک مطالبہ زر کے اوپر صرف ایک Opposition کے ممبر کی طرف سے اعتراض آیا ہوا ہے۔ بہر حال آپ کی بات ہے، بالکل بجا ہے، آپ اس کو کسی اور وقت پر point out کر سکتے ہیں۔

مطالبات زر بابت سال 09-2008 پر بحث اور رائے شماری

(جاری۔۔۔)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم اپنی کارروائی کو آگے بڑھاتے ہیں۔ مطالبہ زر نمبر PC-12043 میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ چودھری ظہیر الدین، جناب شیر علی خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار دلدار احمد چیمہ، جناب حامد ناصر چٹھہ، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود، سردار محمد آصف نکئی، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ نسیم لودھی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، جناب محمد شفیق خان، ملک محمد ظہور انور، رائے اعجاز حسین، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری مونس الٰہی، چودھری محمد ارشد، سید رضا علی گیلانی، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد اعجاز شفیع، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ زوبیہ رباب ملک اور محترمہ جوئس روفن جولیس۔

چونکہ اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3-ارب 32 کروڑ 20 لاکھ 36 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال 09-2008 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا

اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے
میونسپلیٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"
(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ ہمارے چنیوٹ کی عوام کا ایک بڑا دیرینہ مطالبہ ہے اور تقریباً 1974 سے ہماری ایک تحریک تھی کہ چنیوٹ کو ضلع کا درجہ دیا جائے۔ اس الیکشن کے بعد کھوسہ صاحب نے یہ اعلان فرمایا تھا کہ ہم چنیوٹ کو ضلع کا درجہ دیتے ہیں اور انہوں نے چیف سیکرٹری صاحب کو ایک letter لکھا کہ ان کے لئے funds بھی مختص کئے جائیں۔ اس House میں اپنی حکومت سے میری گزارش ہے کہ وہ اعلان فرمائیں کہ آیا ہمارے ضلع کے لئے کوئی پیسے رکھے ہیں؟ اسے ضلع بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں؟ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بات آپ کسی اور دن take up کیجئے گا۔ میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ آج چونکہ ہم مطالبات زر کو wind up کر رہے ہیں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سینئر منسٹر صاحب کوئی بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں جواب دے دوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ sorry۔ جی، فنانس منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آج وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، پوری کابینہ اور معزز اراکین کا بے حد مشکور ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس سال 09-2008 کے بجٹ میں جس دلچسپی سے حصہ لیا، جتنی محنت اور کوشش سے اس کا حصہ بنے اس پر میں آج اس بجٹ کے پاس ہونے پر آپ سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ابھی راجہ صاحب نے بھی بتایا کہ Opposition کا رویہ ہمارے سامنے ہے لیکن یہ یاد رہے کہ یہ Opposition مسلم لیگ (ق) کی ہے اور مسلم لیگ (ق) کے زیادہ تر اراکین نے اس بجٹ میں قانون سازی میں حصہ

لیااور اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ Opposition بھی اس کارروائی کا حصہ بنے اور وہ باہر نہیں تھے لیکن یہ وہ لوگ تھے جو مثبت سوچ کے مالک تھے۔ Opposition کے جن ممبران نے اس بحث میں حصہ لیا میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمیں بجٹ کی تیاری کے لئے اس سال بہت کم وقت ملا تھا، یہ بہت ہی مشکل ٹاسک تھا اور ہم نے تقریباً ڈیڑھ ماہ میں یہ ساری تیاری کی۔ جہاں پر Finance Department کے تمام ممبرز نے، تمام ملازمین نے دن رات ایک کر کے محنت کی وہاں پر پنجاب اسمبلی کے ملازمین نے بھی بہت محنت کی اور ان دونوں محکموں کے لئے ہم حسب روایت ایک ماہ کی تنخواہ کا اعلان کرتے ہیں (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آپ کا بھی بے حد مشکور ہوں کہ جس دانش مندی سے اور جس محنت سے اور جس صبر واستقامت سے آپ نے ہاؤس کو چلایا میں آپ کا بے حد مشکور ہوں۔ بہت شکریہ

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

سالانہ بجٹ بابت 09-2008 پاس ہونے پر معزز اراکین کی حکومت کو مبارکبادیں

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں اور میں وزیر خزانہ اور ان کی ساری ٹیم، محکمہ خزانہ اور اسمبلی کے تمام سٹاف جنہوں نے اس بجٹ کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے بھرپور محنت اور کوشش کی اور ان کے کیپٹن جناب تنویر اشرف کائرہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس پورے ہاؤس کی طرف سے کہ انہوں نے پنجاب کا ایک عوامی بجٹ پیش کیا اور انشاء اللہ پنجاب حکومت کا صرف ایک ٹارگٹ ہے کہ ہم نے اس صوبے میں لوگوں کو ریلیف دینا ہے اور جو بے شمار مسائل ہیں ان پر قابو پانا ہے۔ میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آپ نے 43 مطالبات زر پڑھے ہیں مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے۔ آپ تھکے ہوئے ہیں کیونکہ آپ نے تیس تیس نام اکٹھے پڑھے ہیں اگر آپ تحریک کٹوتی same دیتے تو سب کو سمجھ آ جاتی تھی۔ دوسری بات میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس ہاؤس میں discipline ضروری ہونا چاہئے۔ آپ بار بار discipline کی بات کرتے ہیں یہ لوگ سارا وقت بولتے رہے ہیں۔ آپ ایسے کریں کہ تین چار دفعہ ڈیسک بجا کر whispering please کا لفظ استعمال کر لیا کریں تاکہ یہ خاموش ہو جائیں۔ ایک اور بات کہوں گی کہ کل ہم دونوں پارٹیوں نے مظاہرہ اکٹھا کرنا تھا۔ ہم دونوں پارٹیوں کو بڑا دکھ تھا، بڑا صدمہ ہوا یہاں تک کہ میں کالے کپڑے بھی پہن کر آئی تھی۔ میری بات سننے والی ہے۔ ہم عورتوں نے مردوں کے شانہ بشانہ چلنا ہے۔ ان مردوں نے پتا ہے کیا کیا کہ ہمیں یہاں سے اسمبلی میں ساتھ لے لیا، آگے خود ٹریکٹروں پر چڑھ گئے اور ہم پیچھے دوڑتی رہیں (نعرہ ہائے تحسین)

یہ سراسر زیادتی ہے اس لئے میں کہتی ہوں کہ عورتوں کو اسمبلی تک محدود رہنے دیں۔ یہ ٹرالیاں بھر بھر کر باہر چلے جائیں اور جب دھکے کی ضرورت ہو تو خود ہی اتر کر لگالیں۔ شکریہ

پیر محمد اشرف رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! آپ نے ایک green book چھاپی تھی پچھلی کارروائی میں اس میں ہمارے ساتھ ایک بڑا ظلم ہو گیا کہ ہمارے شیخوپورہ کے آٹھ ایم۔ پی۔ ایز صاحبان کی سیٹیں ہیں۔ آپ نے وہ ننکانہ کو بھیج دی ہیں یا وہ misprint ہوا ہے تو اس کو ٹھیک کر لیں یا اگر کوئی ایگزیکٹو آرڈر ہے تو وہ بھی بتا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کو بھی انشاء اللہ تعالیٰ دیکھ لیں گے۔

ڈاکٹر عاصمہ ممدوٹ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر عاصمہ ممدوٹ: جناب سپیکر! اچھی قومیں اپنے محسنوں کو کبھی فراموش نہیں کیا کرتیں۔ آج حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یوم ولادت ہے اور اس سلسلہ میں، میں ایک قرارداد پیش کرنا چاہوں گی کہ حضرت فاطمہ الزہرہ کے دن ہم پاکستان کی خواتین mothers day منایا کریں۔

اس سلسلے میں، میں نے ایک قرارداد آپ کے دفتر جمع کروادی ہے اور میں امید رکھتی ہوں کہ آپ اس کو جلد پاس کروائیں گے۔ شکریہ

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بلوچ: میں جناب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ ماشاء اللہ یہ آپ کا پہلا بجٹ اجلاس تھا اور آپ نے جس محبت سے، خلوص سے اور رولز کے تحت چلایا ہے، آپ نے بہت خوش اسلوبی سے، پیار محبت سے ہاؤس کو چلایا ہے۔ میں پوری کابینہ کو مبارکباد دیتا ہوں اور وزیر خزانہ کو خاص طور پر مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے اتنا اچھا بجٹ ہاؤس میں پیش کیا ہے اور ماشاء اللہ اچھے طریقے سے پاس بھی ہو گیا ہے۔ میں اس خوشی کے موقع پر ایک پوائنٹ آف آرڈر پر یہ جاننا چاہتا ہوں کہ آپ نے یہ جو خطرناک آلہ اپنے ساتھ رکھا ہوا ہے اور یہ جب آپ جاتے ہیں تو آپ کے ساتھ جاتا ہے، جب آتے ہیں تو آپ کے ساتھ آتا ہے ہمیں ایک تو اس کا نام بتادیں اور اس کا مقصد کیا ہے؟ اگر یہ آپ کے ساتھ نہ ہو تو کیا اس سے آپ کو ڈر لگتا ہے یا یہ ہاؤس کی حفاظت کے لئے ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو جو آپ نے کل بڑی فہم و فراست سے رولنگ دی اس پر آپ کو مبارکباد پیش کرنا چاہوں گا اور اس کے بعد جس تحمل، بردباری سے آپ نے بجٹ سیشن کو چلایا اور یہاں تک پہنچایا میں اس کے لئے بھی آپ کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ کتاب مجھے کل ملی "سرکاری رپورٹ صوبائی اسمبلی پنجاب" ہم جب بھی بات کرتے ہیں اس ایوان کی تو مقدس ایوان کا نام لیتے ہیں، جب بات کرتے ہیں ممبران کے اس ایوان کی تو ہم معزز ممبران کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اس کتاب میں ایک لفظ استعمال کیا گیا ہے "نعرے بازی" نعرے بازی ہمیشہ ایک negative sense میں لی جاتی ہے، میرا خیال ہے کہ اس لفظ کی بجائے اگر نعرہ لگایا گیا کا لفظ add کر دیا جائے اور نعرے بازی کا ختم کر دیا جائے تاکہ کسی کو تنقید کا موقع نہ ملے۔ مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں رفیق!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک متوازن بجٹ پیش کیا۔ چونکہ انہوں نے خاص طور پر ان معزز ممبران کو مخاطب کر کے شکریہ ادا کیا جنہوں نے بجٹ میں حصہ لیا۔ میں اس میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ چونکہ جن لوگوں نے بجٹ میں حصہ نہیں لیا یا موقع نہیں ملا۔ ہم تو ایمان بالغیب پر ایمان لائے ہیں اور غیب پر ایمان لا کر ہم نے ووٹ دے دیا اور بجٹ پاس کر دیا۔ بے حد شکریہ۔ میں توقع رکھتا ہوں کہ اگلے روز جب سپلیمنٹری بجٹ پر بحث ہو گی تو خصوصی طور پر مجھے بجٹ میں حصہ لینے کا موقع دیا جائے گا۔

جناب طاہر احمد سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، طاہر سندھو!

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ ہمیں تو یہ پتا تھا کہ ہمارے بھائی سپیکر ہیں تو وکلاء برادری کے ساتھ بہتر سلوک رکھا جائے گا۔ شاید وکلاء کے ساتھ آپ کو اچھا experience نہیں ہوا۔ کل بھی سارا دن ہم کہتے رہے۔ آپ نے وقت نہیں عنایت کیا اور نہ صرف مجھے بلکہ جو بھی ہمارے ہائی کورٹ کی وکلاء برادری ہے اگر کوئی ناراضگی ہے تو ہم معذرت خواہ ہیں۔ دوسرا میں یہ عرض کروں گا کہ آپ نے ہاؤس چلانا ہے ہر ایک کو ٹائم ایک جیسا دیا کریں۔ کوئی ایک گھنٹہ تقریر کر لیتا ہے اور دوسرے جس نے ضروری بات کرنی ہوتی ہے اس کو آپ دو منٹ بھی اجازت نہیں دیتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پرسوں کے اخبار میں تھا کہ جناب وزیر اعظم صدر مملکت جس کو ہم تو صدر نہیں مانتے۔۔۔

(اذان ظہر)

میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ وزیر اعظم سمری بھیج رہے ہیں کہ جن سات ہزار مجرموں کو death sentence ہوئی ہے، ان کی وہ commute کر دی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگوں کے حقوق کے ساتھ کھیلنے کے مترادف ہے۔ پہلے ہی سزا کی ratio ایک فیصد بھی نہیں ہے اور جن کو اگر

خدا خدا کر کے سزا ہو جاتی ہے جو اس وقت سات ہزار ہیں ان میں سے کچھ وہ ہیں جو one way or the other کسی نے review petition دائر کی ہوئی ہے اور آپ تو وکیل ہیں اور آپ بخوبی جانتے ہیں کہ review petition کا کوئی scope نہیں ہوتا یا کسی نے صدر کے پاس mercy petition دائر کی ہوئی ہے۔ one way or the other وہ case لٹکا کے رکھتے ہیں ultimately وہ اس طرح کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔

جناب سپیکر! پہلے ہی امن و امان کی صورتحال بڑی مخدوش ہے اور پھر جو قاتل اور ڈکیت ہیں ان کو پھر یہ سڑکوں پر لانا چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ کسی صورت میں بھی یہ قانون کے مطابق نہیں ہے۔ آرٹیکل 9 جو ہے life and liberty کا concept یہ ہے کہ وہ دونوں پارٹیوں کے لئے ہے، کوئی ایک پارٹی کے لئے نہیں ہے۔ اگر میں aggrieved ہوں تو میرا یہ حق ہے کہ مجھے انصاف ملے اور اگر کوئی بندہ کسی کو قتل کرتا ہے تو وہ قاتل سزائے موت پائے تو اس طرح لوگوں کے حقوق سے کھیلنا، میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعظم جو اپنی discretion exercise کر رہے ہیں وہ in according to the settle principle of Justice نہیں ہے اور میری آپ سے یہ استدعا ہے اور میں اس ہاؤس کی وساطت سے پنجاب گورنمنٹ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ وزیر اعظم کے ساتھ یہ مسئلہ take up کریں اور اس طرح جو قاتل اور ڈکیت ہیں، میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں کہ پرسوں کی بات ہے کہ میرے حلقے میں دو خواتین اور ایک بچہ ڈکیتوں نے murder کر دیا۔ اب ان تین pekoes کو سزائے موت ہوئی ہے تو کیا سمجھتے ہیں کہ وہ کل پھر باہر آ جائیں گے تو کیا ہوگا؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! وزیر اعظم کی نیک خواہشات اپنی جگہ پر، جس طرح ماشاء اللہ پیپلز پارٹی نے blood کا سلسلہ شروع کیا تو یہ اچھی بات ہے۔ بیوہ اور یتیموں کے وظیفے لگائیں، اچھے اچھے کام کریں لیکن اس طرح، اس طریقے سے عوام کو خوش نہ کریں۔ یہ انتہائی زیادتی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں اور میرے سمیت پاکستانی عوام کے ساتھ زیادتی ہے۔ اس سے جرائم پیشہ عناصر کو encouragement ملے گی تو میں یہ انتہائی احترام سے گزارش کروں گا کہ یہ مسئلہ پنجاب حکومت وفاقی حکومت سے take up کرے اور اس طرح کی سمری جو بھجوا رہے ہیں اس کو review کیا جائے اور withheld کیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: یہاں میرے معزز ساتھی نے ایک ایسی بات کی ہے کہ میں شاید وکیلوں کو اس ہاؤس میں ٹائم نہیں دیتا میں ان کو صرف یہ بتانا چاہوں گا کہ مجھے lawyer community نے ہماری فیملی کو بے تحاشا عزت دی ہے۔ میرے والد بھی سیکرٹری لاہور ہائی کورٹ بار رہے، وائس چیئرمین پنجاب بار کونسل رہے، پاکستان بار کونسل میں گئے تو lawyer community کی وجہ سے اور میں خود سیکرٹری لاہور ہائی کورٹ رہا اور آج مجھ سے چھوٹے بھائی جو ہیں وہ آپ بھائیوں کے ووٹ کی وجہ سے سیکرٹری لاہور ہائی کورٹ بار ہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ یہ جو ہمارے خاندان کو ایک منفرد اعزاز ملا ہے وہ lawyer community کی وجہ سے ملا ہے۔ میں سب کو ٹائم دیتا ہوں اور میرے خیال میں مجھے بار بار بات یہاں پر اس لئے کرنی پڑ رہی ہے کیونکہ ایک بہت اچھی اور positive change میں نے اس اسمبلی میں دیکھی ہے۔ پچھلی اسمبلی میں بھی ہم موجود تھے، یہاں پر ساتھی تیاری کر کے آتے ہیں اور تیاری کر کے بات کرنا چاہتے ہیں اور بھرپور حصہ لیتے ہیں اور باقاعدہ پورا پورا participate کرتے ہیں۔ اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اسمبلی کے اندر ایک دن بھی بجٹ کے اوپر بحث کا بڑھایا۔ ہم نے sessions بھی double چلائے اور ابھی بھی میں جو معزز ممبران کو بات کرنے کا ٹائم دے رہا ہوں جس طرح میں نے آپ کو پہلے بتایا تھا کہ مطالبات زر جب پیش ہو رہے ہوں تو اور بات نہیں ہو سکتی لیکن محترم وزیر خزانہ کی تقریر کے بعد میں پھر آپ کو اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کے لئے وقت دے رہا ہوں تو اس Chair کی بھی کچھ مجبوریاں ہیں اور وہ یہ ہے کہ House کو ہم نے in order رکھنا ہے اور وقت پر ختم کرنا ہے تو ان چیزوں کو آپ سمجھتے ہوئے اور میری طرف سے جو کوشش کرتا ہوں اس کو آپ دیکھتے ہوئے آئندہ اس طرح کے خیالات کو اپنے ذہن سے دور رکھئے گا۔

جناب خلیل طاہر سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سندھو صاحب!

جناب خلیل طاہر سندھو: میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعظم پاکستان نے death penalty کو commute کرنے کا جو اعلان کیا ہے اس پر وفاقی شرعی عدالت کا ایک فیصلہ آیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ legal aid کے بغیر اس کو معاف نہیں کیا جا سکتا لیکن ابھی مسئلہ یہ ہو گا کہ جو انٹرنیشنل covenant ہے اس پر پاکستانی گورنمنٹ آج سے نہیں بلکہ آج سے 30 سال سے پہلے signatory ہیں اور وہ نہ صرف commute کرنے بلکہ ہم اس کو abolish کرنے

کے signatory ہیں تو اس حالات میں میرے خیال میں یہ دیکھنا پڑے گا کیونکہ اس میں بڑی technicalities ہیں کہ کیا اس کو وہ جو وفاقی شرعی عدالت نے فیصلہ دیا، اس پر عمل کیا جائے تو پھر ہم نے جو covenant پر signature کئے ہیں اس کے حساب سے چلیں۔ شکریہ

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عارفہ خالد پرویز صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہتی تھی کہ جہاں اور بہت سی قربانیوں کا ذکر ہوتا ہے ہمیں 1947 میں دی گئی قربانیوں کو بھی نہیں بھولنا چاہئے۔ ہمارا ملک انہی قربانیوں کے بعد بنا ہے اور یہ بالکل صحیح بات ہے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو کی قربانی ہماری پوری قوم کی ایک بہت بڑی قربانی ہے اور ہمیں اس کا پورا احساس ہے at the same time ہمیں ساری قربانیوں کو یاد رکھنا چاہئے۔ اسی طرح قومیں، زندہ قومیں بنتی ہیں جیسے 1947 کی قربانیاں ہیں اور بہت سے لوگوں کی قربانیاں ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ یہ جو ابھی بھائی سزائے موت کے بارے میں ذکر کر رہے تھے۔ اگر سزائے موت نہیں دینی تو کیا جیل میں کوئی نفسیاتی سیل بنیں گے جہاں پر ان مریضوں کا، sick minded لوگوں کا علاج کیا جائے گا تاکہ وہ معاشرے میں دوبارہ رہنے کے قابل ہو سکیں۔ شکریہ

محترمہ آمنہ بٹر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ آمنہ بٹر صاحبہ!

محترمہ آمنہ بٹر: شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے یقین نہیں آ رہا کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا کیونکہ میں کل بھی کئی دفعہ کھڑی ہوئی تھی اور آج بھی کھڑی ہوئی اور بالآخر اب میری باری آئی ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ:

اثر کرے نہ کرے سن تو لے میری بات

جناب سپیکر! آپ کو بہت مبارک ہو کہ آپ نے یہ سیشن بہت اچھے طریقے سے conclude کیا ہے اور وزیر خزانہ کو مبارک ہو کہ یہ عوام دوست بجٹ accept ہوا ہے۔ بات یہ ہے کہ خواتین کو بھی ٹائم دیا جائے۔ ہم اکثریت کو represent کرتے ہیں 52 percent of the population اور اکثر خواتین کھڑی رہ جاتی ہیں اور مرد حضرات کو ٹائم دیا جاتا ہے اور اس

کے علاوہ نئے لوگوں کو بھی ٹائم دیا جائے۔ ظاہر ہے کہ آپ جن چہروں کو پہچانتے ہیں آپ ان کو زیادہ ٹائم دیتے ہیں مگر ہم مسکین بھی ادھر کھڑے ہوتے ہیں، ہمیں بھی تھوڑا سا ٹائم دیا کریں۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ سکینہ شاہین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ سکینہ شاہین!

محترمہ سکینہ شاہین: Thank you very much، آپ نے آخر اتنے 5/6 دن کے لمبے صبر کے بعد مجھے بھی ٹائم دیا۔ میں اپنے علاقے کا ایک انتہائی سنگین مسئلہ جو بجٹ تقریر میں کرنا چاہتی تھی وہ تو کسی وجہ سے آپ کی مجبوریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھے ٹائم نہ ملا اور میں نہیں کر سکی لیکن وہ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف سے یہ request کرنا چاہتی ہوں کہ پی پی۔137 اور پی پی۔138 دونوں لاہور کے اندر شمار ہوتے ہیں اور لاہور کے اندر شمار ہونے والے علاقے لوگوں کو راوی پار آنے اور جانے کا ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے جو کہ غریب عوام کے ساتھ انتہائی زیادتی ہے۔ براہ مہربانی آپ میرے علاقے کے M.P.As سے بھی favour لے لیں اور متعلقہ علاقہ جو لاہور میں شامل ہوتا ہے اس کو toll tax معاف ہونا چاہئے اور free pass issue ہونے چاہییں۔ بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے وقت دیا اس کا میں دوبارہ شکریہ ادا کرتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ محترم آصف منظور موہل!

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور آپ کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے بڑے احسن طریقے سے اس بجٹ کو پیش کیا اور اراکین اسمبلی کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے دلچسپی لیتے ہوئے اس کو pass کیا۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ چونکہ آپ ہمیں بحث کے دوران وقت نہیں دے سکے تھے کیونکہ آپ کی بھی مجبوری تھی اور تقاریر کرنے والے دوست زیادہ تھے۔ میں صرف اتنی بات آپ کے گوش گزار کردوں کہ جس problem کی وجہ سے میں آئندہ supplementary budget کے لئے اجازت مانگتا ہوں وہ یہ ہے کہ میرا ضلع بہاولنگر اس وقت خسارے میں جا رہا ہے اور 36 کروڑ روپے کی وجہ سے میرا ضلع بلاک ہو چکا یعنی جب تک پنجاب حکومت ہمیں 36 کروڑ روپے نہیں دے گی ہمارا ضلع نہیں چلے گا۔ اس میں جو بے ضابطگیاں ہوئی ہیں

وہ میں supplementary budget میں آپ کی اجازت سے اس مقدس ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہوں گا۔ مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری علی اصغر منڈا!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بجٹ کے pass ہونے کے اس موقع پر میں قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس ہاؤس کو بہتر طریقے سے چلانے پر اور budget session بہتر انداز میں conclude کرنے پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں اس موقع پر ایک گزارش کروں گا کہ کلر کہار کو تو تحصیل کا درجہ دے دیا گیا اور وہاں تحصیل complex بنانے کے لئے رقم رکھ دی گئی لیکن افسوس کہ گزشتہ تین سال سے میرے حلقہ میں شرقپور شریف city کو تحصیل کا درجہ دے کر تحصیل کا کام تو شروع کروا دیا تھا لیکن وہاں کوئی building نہیں ، تحصیل complex نہیں۔ میری گزارش یہ ہو گی کہ A.D.P کو مکمل کرتے ہوئے تحصیل complex کا قیام عمل میں لایا جائے۔

دوسری گزارش یہ ہے جیسا کہ آج کل اخبارات میں آرہا ہے کہ قتل کی سزا کم کر کے عمر قید میں تبدیل کیا جارہا ہے میری تجویز یہ ہے کہ ایسا بل parliament سے pass ہونا چاہئے اور یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہئے کہ 1989 گل محمد کیس میں فیڈرل شریعت کورٹ کا فیصلہ جس میں crystal clear ہے کہ صرف اور صرف متوفی شخص یعنی جو مقتول ہو گا اس کے صرف قانونی ورثا معاف کر سکتے ہیں اور 1989 کے گل محمد کیس کے فیصلے میں purely قرآن وحدیث کی روشنی میں فیصلہ کیا گیا تھا کہ کسی صدر، وزیر اعظم، خلیفہ اور شہنشاہ کو کسی کا قتل معاف کرنے کا قطعاً کوئی اختیار نہیں ہے یہ صرف ولی کو حاصل ہے جو کہ متوفی کا قانونی وارث ہے۔ یہ بہت احساس معاملہ ہے اور یہ حدود اللہ بھی ہے اور حدود اللہ میں تبدیلی کرنے سے پہلے ہمیں اچھی طرح سوچ سمجھ کر دخل اندازی کرنی چاہئے کیونکہ اگر ہم حدود اللہ میں تبدیل کریں گے تو یہاں معاشرے میں انارکی اور انتشار پھیلے گا ہم نے آخرت میں اپنے رب العزت کو بھی جواب دینا ہے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں کوئی ترمیم کی جائے یا کم از کم قرآن وحدیث کی روشنی میں parliament کے ذریعے ایسی کوئی ترمیم کی جائے اس لئے اس سے محتاط رہا جائے، شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ملک بلال!

ملک بلال احمد کھر: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف ، صوبائی وزیر خزانہ اور ان کی پوری کابینہ کا انتہائی مشکور ہوں جنہوں نے پنجاب کے عوام کے لئے ایک متوازن بجٹ پیش کیا انشاء اللہ اس سے پنجاب کے عوام کے مسائل حل ہوں گے۔ ضلع مظفر گڑھ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ پنجاب کا ایک پسماندہ ضلع ہے وہاں سے کسی بھی رکن کو اس بجٹ میں بحث کرنے کا موقع نہیں ملا۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ supplementary budget میں ضلع مظفر گڑھ کے ایم۔پی۔ایز کو تھوڑا سا وقت دیا جائے۔

دوسری میری یہ گزارش ہے کہ مظفر گڑھ میں پیپلز پارٹی کا ضلع ناظم ہونے کی وجہ سے تقریباً تین سال سے کوئی ترقیاتی کام نہیں ہوئے اور سابق وزیر اعلیٰ نے انتقامی کارروائی کرتے ہوئے تمام فنڈز منجمد کر دیئے تھے۔ میری آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب، وزیر اعلیٰ پنجاب اور صوبائی وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ مظفر گڑھ کا تقریباً 4۔ارب روپے بجٹ جو منجمد ہوا ہے اسے بھی مظفر گڑھ کی عوام کی ترقی کے لئے خرچ کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ جب budget session شروع ہوتا ہے تو اس میں پنجاب اسمبلی کے ملازمین جو یہاں پر پنجاب کے عوام کی خدمت کے لئے دن رات کام کرتے ہیں وزیر اعلیٰ ان کے لئے ایک ماہ کی تنخواہ کا اعلان کرتے ہیں میری آپ سے گزارش ہے کہ اس روایت کو برقرار رکھتے ہوئے اس کا بھی اعلان کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ already یہ اعلان کر چکے ہیں۔ جی، رانا تنویر ناصر!

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میں نے یہ گزارش کرنی ہے کہ وہ ممبران جو general discussion میں محروم ہو گئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کا ذمہ دار آپ کا رویہ ہے کہ آپ نے کسی ایم۔پی۔اے کو 30 منٹ دیئے اور کسی کی 7 منٹ بعد گھنٹی بجادی گئی اور کئی کو آپ نے بار بار سنا۔ یہ وہ discriminated رویہ ہے جس کی میں مذمت کرتا ہوں اور مجھے کرنی چاہئے۔ کیا آپ ایم۔پی۔ایز کو اپنے حلقہ کی بابت بات کرنے کے لئے preference دیں گے یا آپ کا رویہ یہی رہے گا؟ ایک شعر آپ کی نظر ہے۔

آپ خود ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب سعید اکبر نوانی!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! rules and procedure کے تحت اور سپیکر کی Chair کی respect کے تحت کبھی بھی سپیکر کے conduct کو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ یہ rules ہمیں permit نہیں کرتے۔ بے شک اگر مجھے کوئی اعتراض ہے تو جب آپ اپنے چیمبر میں ہوں تو میں آپ کے ساتھ discuss کر سکتا ہوں اور آپ کو اپنی بات پہنچا سکتا ہوں لیکن یہ rules and procedure پڑھیں اس میں اتنے strict rules ہیں کہ سپیکر کے conduct کو زیر بحث قطعاً نہیں لایا جا سکتا، چاہے میں اس سے کتنا ہی hurt ہو رہا ہوں۔ یہ rules and procedure اسی ہاؤس اور ہاؤس کی committee نے بنائے ہیں۔ اگر ہم اپنے ہی بنے ہوئے rules پر عمل نہیں کریں گے اور Chair کی respect کو ملحوظ خاطر نہیں رکھیں گے تو یہ پورا نظام اور ہاؤس نہیں چل سکتا۔ ہم تمام دوستوں کو اس بات کا ضرور لحاظ رکھنا چاہئے۔

جناب سپیکر! یہاں سزائے موت کی بات ہوئی ہے۔ سزائے موت ختم کر کے انہیں relief دیا گیا بلکہ ان کی قید اور سزا کو convert کیا گیا ہے۔ آپ دیکھیں کہ اکثر سزائے موت شرعی قانون کے تحت نہیں ہے جو اس وقت کا قانون چل رہا ہے اس کے مطابق ہے اس لئے اس کو اگر ہم حدود اللہ میں لے جائیں گے تو یہ ایک بہت بڑی بحث بن جائے گی۔ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ ہمارے پاس جو اس وقت قانون لاگو ہے اس کو پڑھیں اور دیکھیں کہ اس کو کس قانون کے تحت سزائے موت دی گئی ہے، اس پر پھر بحث ہو سکتی ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب طاہر سندھو!

جناب طاہر احمد سندھو: میں explain کرتا ہوں کہ law کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: سندھو صاحب! میری بات سنیں۔ یہ cross talk نہیں ہونی چاہئے۔ جس طرح ایک پوائنٹ آف آرڈر کیا گیا ہے تو اس کا جواب کوئی معزز رکن دینے کے لئے کھڑا نہیں ہو سکتا۔ آپ ماشاءاللہ سمجھدار اور پڑھے لکھے لوگ ہیں، آپ اگر اس کو follow کریں تو اس میں ہاؤس کا بھی فائدہ ہے اور اگر آپ کو کسی چیز پر اعتراض ہے تو اس پر rules کو follow کریں اور لے کر آئیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: میں یہ عرض کرنے کے لئے ہی کھڑا تھا تاکہ ہاؤس کا نقطہ نظر clear ہو جائے کہ legal issue کیا ہے، قانون اس میں کیا ہے تاکہ ہاؤس اس میں اپنا فیصلہ دے آپ اس میں رولنگ دیں اس لئے میں یہ عرض کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ بیٹھیں۔ جی، آپ فرمائیں!

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: ویسے مجھ کو بار بار ایک بات کہتے ہوئے بہت محسوس ہوتا ہے کہ جب سپیکر کسی ممبر کو floor دے دیتا ہے تو باقی ممبران سے گزارش ہے کہ ہاؤس کے decorum کا خیال رکھیں۔ ہاؤس کو ضابطے کے مطابق چلائیں۔ اب وہ کھڑے ہیں اور ان کو میں نے floor دیا ہے۔ ان کو بات کرنے دیں۔

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! ان کے بعد میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

جناب طارق محمود باجوہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں میاں محمد شہباز شریف اور جناب تنویر اشرف کائرہ کو عوامی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں آپ کو بھی ہاؤس کو احسن طریقے سے چلانے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی گزارش کرتا ہوں کہ میرے بھائی دو منسٹروں کی سفارش کے باوجود بھی مجھے آپ نے بجٹ کی بحث پر ٹائم نہیں دیا۔ میں آپ کا پھر بھی مشکور ہوں، آپ ہمارے بھائی ہیں۔ ہم نے نو سال آپ کے ساتھ دھکے کھائے ہیں، کوئی نئے شامل نہیں ہوئے۔ ہمارا بھی خیال رکھا کریں۔ آپ ہمارے بڑے بھائی ہیں، بڑے احترام کے ساتھ عرض کروں گا کہ ہم آپ کے ساتھ جھگڑا تو نہیں کر سکتے اور اگر کریں گے بھی تو پھر بھی ہمیں اسی تنخواہ میں کام کرنا پڑے گا۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آصف محمود!

رانا آصف محمود: جناب سپیکر! میں آپ کو بہت مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے بجٹ اجلاس انتہائی احسن طریقے سے conduct کیا لیکن میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس بجٹ اجلاس کی بحث میں ضلع سیالکوٹ کا کوئی بھی مرد ایم۔پی۔اے حصہ نہیں لے سکا۔ آپ نے ایک دو خواتین کو وقت دیا لیکن اس سے سیالکوٹ کا ضلع مکمل طور پر نظر انداز ہوا ہے۔ میری اب آپ سے گزارش ہے کہ ضمنی

بجٹ میں آپ اس کا خیال کریں اور جو list آپ کے پاس ہے اس میں سے جو نام رہ گئے تھے اگر اس list کو attendance register کے پاس آویزاں کر دیا جائے تو یہ ایک شفاف عمل نظر آئے گا اور جو لوگ پرچی وغیرہ کا شک کرتے ہیں، اس سے ہمیں بھی پتا ہو گا کہ ہمارا نام آج آنا ہے بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ شمسہ گوہر صاحبہ!

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: sorry، میں نے پہلے منسٹر صاحب سے کہا تھا، ٹھیک ہے، پہلے آپ بات کر لیں۔

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! بہت مہربانی۔ میں نے تو صرف ایک نکتے کی وضاحت کرنی ہے کہ جو یہ سزائے موت کے متعلق ہے اس میں صرف ابھی ان کی تجویز ایوان صدر میں گئی ہے گو کہ وہ ایک غیر آئینی صدر بھی ہیں لیکن غیر آئینی صدر نے ہی غیر آئینی کام کرنا ہے ایک تو یہ بات ہے۔ دوسرا آپ کو اس بجٹ کے لئے مبارکباد دیتا ہوں ورنہ تمام اخراجات گورنر کو ملنے تھے اگر موجودہ گورنر اس Chair پر ہوتے تو شاید ایک منٹ میں یہ فیصلہ ہو جاتا۔ تیسری بات ہے کہ اگر کوئی بزنس نہیں ہے تو پھر اجلاس کو postpone کر دیا جائے اور اگر کوئی بزنس ہے تو اس کی وضاحت کی جائے تاکہ اجلاس جاری رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت مہربانی۔ جی، آپ فرمائیں!

ایک آواز: ہمیں بھی ٹائم دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں ممبران کو ہی ٹائم دے رہا ہوں، کسی باہر والے کو تو ٹائم نہیں دے رہا۔ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ممبران کو ہی ٹائم دے رہا ہوں۔ پلیز! بیٹھیں۔ میں ان کے بعد آپ کو floor دیتا ہوں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ بجٹ کی بحث کے لئے 20۔ جون کی تاریخ ہمیں دی گئی تھی تو ہم تیاری کر کے آئے تھے مگر اس بجٹ بحث میں ہمیں ٹائم نہیں ملا۔ میں پہلی دفعہ اسمبلی میں پہنچا ہوں۔ کچھ ہمارے بھی جذبات ہیں، جن سے ہم نے ووٹ لئے ہیں وہ ہماری طرف دیکھ رہے ہیں کہ اپنے شہر اور اپنے حلقہ کی جو محرومیاں ہیں ہم نے اس معزز ایوان میں وہ حل کروانی ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ایسے ممبر جو بار بار آپ کے کام میں

رکاوٹ نہیں ڈالتے، ہر بات پر پوائنٹ آف آرڈر، پوائنٹ آف آرڈر کہتے ہیں، آپ خود ہی محسوس کر لیا کریں۔ میں نے سوموار کے دن آپ کو ایک چٹ بھیجی تھی کیونکہ ٹائم نماز مغرب کا ہو چکا تھا، میں نے request کی تھی کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے کیونکہ میں سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھتا ہوں تو آپ مجھے ٹائم دے دیں تاکہ میں وقت پر اپنے گھر E.M.E جا کر روزہ کھول سکوں تو آپ میری چٹ دیکھ کر مسکرائے۔ مجھے بہت افسوس ہوا کہ میں نے کوئی لطیفہ تو نہیں لکھا تھا، میں نے اپنے حلقے کی بات کرنی تھی۔

جناب سپیکر! دوسری ایک گزارش آپ سے اور بھی ہے۔ ہمارے وزیر خزانہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم نئے ممبر یہاں پر آئے ہیں، ہمیں بھی ہاؤس کی کارروائی میں شامل کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ یہاں پر آنے کی جب کسی کو عزت دیتا ہے تو اس میں کچھ خاص اہلیت بھی ہوتی ہے۔ یہ الیکشن پیپلز پارٹی ان حالات میں جیت کر یہاں پر اب پہنچی ہے تو آپ جب اس معزز ایوان میں نئے آنے والے ممبران کو اپنی کارروائی میں شامل کریں گے تو ایک تو ہماری حوصلہ افزائی ہو گی اور ایک اس ایوان میں ہمیں بولنے کا موقع ملے گا۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی۔

جناب ذوالفقار علی: شکریہ۔ جناب سپیکر! شکر ہے کہ آج جنوبی پنجاب کے اس ضلع بہاولپور سے میں تعلق رکھتا ہوں کہ آپ نے ہمیں وقت دیا۔ بہاولپور وہ ضلع ہے کہ جس کی ایک تاریخی حیثیت ہے، وہ پاکستان میں ایک ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے اور جو سرحدوں کو آپس میں ملاتا ہے تو چونکہ ہم نے اپنے ضلع کی نمائندگی کرنی تھی اور اپنے ضلع کے مسائل کے بارے میں آپ کو آگاہی کرانی تھی لیکن تین دن سے ہمیں ٹائم نہیں ملا لہذا میں جناب قائد محترم میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ کو ایک خوبصورت جس میں لفظوں کا کوئی ہیر پھیر نہیں، آسان بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور آپ سے بھی یہ توقع کرتا ہوں کہ آئندہ جس طرح میرے بھائی نے کہا کہ نئے آنے والے دوستوں کو، نئے ممبران کو جو اپنے علاقے کی نمائندگی کرتے ہیں وہ کم از کم نام سے پہچانیں، علاقے سے پہچانیں اور ان کو بھرپور موقع دیں۔

جناب سپیکر! اس بجٹ سیشن کو چلانے پر آپ کو بھی بہت زیادہ مبارکباد پیش کرتا ہوں اور انشاء اللہ جناب وزیر خزانہ سے یہ امید رکھتا ہوں کہ وہ بہاولپور شہر کے جو مسائل ہیں ان سے ہم کو آگاہ کریں گے اس کے لئے بھی کوئی مخصوص بجٹ رکھا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ نجمی سلیم!

محترمہ نجمی سلیم: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا لیکن میں سب سے پہلے تو اپنا protest ریکارڈ کراؤں گی کہ اس پورے بجٹ سیشن میں آپ نے مجھے تقریر کرنے کا موقع نہیں دیا باوجود اس کے کہ بہت ساری پرچیاں بھی بھیجی گئیں۔ میری پرچی کے ساتھ جو دوسری ladies کے نام آئے تھے آپ ان کا نام بول دیتے تھے لیکن میرا نام پتا نہیں کیا وجہ تھی اور کیا قباحت تھی کہ جس کی وجہ سے آپ میرا نام نہیں لیتے رہے بہر حال آپ کو پھر بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ آپ نے اس پورے سیشن کو بہت اچھے طریقے سے چلایا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ میں وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کی خاص طور پر ممنون ہوں کہ جنہوں نے minorities کے لئے hundred million جو last time بجٹ تھا منظور ہوا، اس کو ڈبل کر کے انہوں نے two hundred million بجٹ minorities کے لئے رکھا ہے اس کے لئے میں ان کی خاص طور پر مشکور اور اس کے ساتھ ہی ساتھ میں اپنی جو ladies بہنیں ہیں ان میں سے نرگس فیض ملک صاحبہ اور فوزیہ بہرام صاحبہ جنہوں نے minorities کا بجٹ نہ ہونے پر آواز اٹھائی، اس کے لئے میں ان کی بھی شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر! آخر میں اس تمام بجٹ سیشن پر میں آپ سب کو مبارکباد بھی پیش کرتی ہوں کہ جنہوں نے بہت اچھے طریقے سے اس سارے سیشن کو چلایا اور اس کو conclusion پر لے کر آئے لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ میں یہ بھی request کروں گی کہ minorities کو آپ لازمی طور پر ٹائم دیا کریں کیونکہ وہ بھی پاکستان کا ایک حصہ ہیں، بہت شکریہ

محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی: جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی: شکریہ۔ جناب سپیکر! آمنہ کی طرح آج میں بھی حیران ہوں کہ آپ نے مجھے بھی ٹائم دیا ورنہ میں تین چار دن تو مسلسل انتظار ہی کرتی رہی۔ میں نے وزیر خزانہ سے ایک استدعا کرنی تھی کہ پچھلے بجٹ میں اساتذہ کے لئے ایک mobility allowance announce کیا گیا تھا لیکن ان کو نہیں ملا۔

MR. ACTING SPEAKER: Please, silence in the House.

محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی: جناب سپیکر! دیہی اساتذہ کے لئے ایک mobility allowance announce کیا گیا تھا لیکن ان کو ملا نہیں اور اس کے علاوہ conveyance allowance کا بھی اعلان کیا گیا تھا لیکن ضلع راولپنڈی کے اساتذہ کو نہیں ملا۔ مہربانی فرما کر وزیر خزانہ اسے دیکھ لیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب اعجاز خان!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! آپ نے اس بجٹ اجلاس کو جس بہترین طریقے سے conduct کیا ہے اس پر آپ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ جناب وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ بھی خصوصی مبارکباد کے مستحق ہیں۔

Although despite of giving my chit for number of the times, I was not given opportunity to comment on budget.

اس کے باوجود میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ایوان میں آج ایک انتہائی اہم issue put up کیا گیا ہے کہ وفاقی حکومت صدر کو ایک سمری بھجوا چکی ہے جس میں اس بات کا مطالبہ کیا گیا ہے کہ وفاقی حکومت یہ چاہتی ہے کہ سزا یافتہ افراد کی death sentence کو life imprisonment میں بدل دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعظم کا جو vision ہے اور انھوں نے محترمہ بے نظیر بھٹو کی جمہوری خدمات کے صلے میں جو steps لئے ہیں جن میں راولپنڈی ائرپورٹ کو بے نظیر ائرپورٹ قرار دے دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ وہاں کے جنرل ہسپتال کو بے نظیر ہسپتال کا نام دے دیا گیا۔ مری روڈ کو بے نظیر بھٹو روڈ کا نام دے دیا گیا ہے اسی کڑی میں محترمہ بے نظیر کا جو ناحق خون بہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس پر انھوں نے باقی لوگوں کو جنہیں سزائے موت دی گئی ہے شاید ان کی یہ سزائیں معاف کر کے اس کی compensation کی کوشش کی ہے لیکن میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے ساری زندگی مظلوم کی سیاست کی ہے اور ان کے حقوق کی بات کی ہے۔ اس سارے معاملے میں پیپلز پارٹی ایک مظلوم مقتول پارٹی ہے اور قاتل پارٹی مظلوم نہیں ہے۔ اس لئے قاتلوں کی جو competent court of law نے punishment award کی ہے اور جسے appelant Courts نے confirm کیا ہے وہ لوگ جو اب سزائے موت کی execution کے انتظار میں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس stage پر اس فیصلے سے ہزاروں مقتولین کے خاندانوں پر جو گزری ہے اسے مدنظر رکھنا ہوگا۔

جناب سپیکر! ابھی ریونیو منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ غیر آئینی صدر کے پاس غیر آئینی فیصلہ پہنچ گیا ہے۔ میں ان کے خیالات سے اتفاق کرتا ہوں۔ definitely وفاقی حکومت کا یہ ایک غیر آئینی مطالبہ ہے۔ میں بڑے ادب و احترام سے وزیر اعظم صاحب کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں اور انشاء اللہ ہم بہت جلد اس پر پنجاب اسمبلی میں ایک قرار داد بھی لائیں گے، اس پر ہاؤس کی رائے بھی سامنے آنی چاہئے تاکہ صدر جو غیر آئینی ہیں جن کے خلاف ساری جمہوری قوتیں بھرپور مزاحمت کر رہی ہیں ہم ان تک بھی یہ پیغام پہنچائیں گے کہ پنجاب اسمبلی اور پورا پنجاب اس بات کے حق میں نہیں ہے۔ آپ کا بہت شکریہ

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں ایوان میں ایک خبر سنانا چاہتا تھا کہ لاہور ہائی کورٹ نے جو میرے قائد میاں محمد نواز شریف کے خلاف فیصلہ دیا تھا جس پر پوری قوم نے احتجاج کیا تھا آج سپریم کورٹ آف پاکستان نے اس حلقے میں کل کا الیکشن روک دیا ہے اور فریقین کو نوٹس بھی جاری ہو گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آخر فتح انصاف اور حق کی ہوتی ہے۔ جس طرح ہم اس کے لئے fight کر رہے ہیں، جس طرح میرے قائد میاں محمد نواز شریف اپنے stand پر قائم ہیں، آپ دیکھیں کہ 12-اکتوبر 1999 کو جہاں سے ڈکٹیٹر نے تعمیر و ترقی کا عمل روکا تھا انشاء اللہ میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں تعمیر و ترقی کا عمل وہیں سے شروع ہوگا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں وزیر اعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اس مسئلے کو بڑا seriously take up کیا اور پیپلز پارٹی کی پوری leadership نے اس مسئلے کو سوچا کہ یہ ایک important اور sensitive مسئلہ ہے اور انھوں نے اس پر اتنا stand لیا ہے۔ قائد محترم نے تو کہا تھا کہ ہم سپریم کورٹ کو مانتے ہیں اور نہ ہی اپیل کریں گے لیکن وفاقی حکومت نے وزیر اعظم کے ایماء پر سپریم کورٹ میں اپیل کی ہے جس پر یہ فیصلہ آیا لہذا میں اسے appreciate کرنا چاہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شمسہ گوہر صاحبہ!

محترمہ شمسہ گوہر: شکریہ۔جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک بہت important issue پر دلانا چاہتی ہوں جیسا کہ death sentence اور حدود اللہ کی بات ہو رہی ہے آپ نے اس دن بھی کہا تھا کہ جو ممبران یہاں پر آئیں وہ پوری تیاری کے ساتھ آئیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت sensitive topic ہے،اس دن میری بہن عظمیٰ بخاری نے بھی اس پر بات کی جس وجہ سے میں تین دن سے perplexing situation میں ہوں۔ انھوں نے کہا کہ پاکستان میں حدود کے کیس نہیں ہوتے بلکہ یہاں penal code چلتا ہے۔چونکہ حدود کیسوں میں تزکیۃ الشہود ہوتا ہے اور اس میں گناہ کبیرہ ہوتا ہے اور کون ہے جس نے آج گناہ کبیرہ نہیں کیا؟ میں آپ کو یہ بتانا چاہتی ہوں اور اس بات کو fully condemn کرتی ہوں کہ حدود کیس پاکستان میں ہوتے ہیں and I was in shock کہ یہاں پر میری lawyer community بھی بیٹھی ہوئی تھی جنھوں نے اس پر کوئی react نہیں کیا اور تزکیۃ الشہود گناہ کبیرہ ہے۔تزکیہ الشہود ایک essential element ہے and everybody knows جو law knowing ہیں اور جو حدود کو جانتے ہیں کہ گناہ کبیرہ کیا ہوتا ہے۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ محترمہ اپنے الفاظ واپس لیں اور میں اس پر condemn کرتی ہوں کہ every person گناہ کبیرہ commit نہیں کرتا۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ نسیم ناصر خواجہ صاحبہ!

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ شکریہ۔جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے سب سے پہلے اپنے بھائیوں سے گزارش کروں گی کہ خواتین نے بہت کم بات کرنا ہوتی ہے اگر خواتین کو ٹائم مل جائے تو یہ زیادہ شور نہ کیا کریں۔ان کی مہربانی ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شمیلہ اسلم صاحبہ!

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب والا! میں نے ابھی بات کرنی ہے۔میں نے تو صرف شکریہ ادا کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بات کریں۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آپ کو اس ہاؤس کو منظم طریقے سے چلانے پر دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں اور اس کے ساتھ ہی وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو ان مشکل ترین حالات میں اتنا خوبصورت بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔اس کے ساتھ ساتھ میں اپنے قائد محترم میاں محمد شہباز شریف کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں اور میں امید رکھتی

ہوں کہ جب حکومت اپنے قدم جما چکی ہو گی تو اگلے سال ہم اس سے بھی زیادہ اور اس سے بھی اچھا بجٹ پیش کریں گے۔ابھی ہمارے وزیر صاحب نے فیصلے کے متعلق جو خوشخبری سنائی ہے میں اس کے لئے ایک شعر عرض کروں گی۔

وہ شمع کیا بجھے گی جسے روشن خدا کرے
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ شملیہ اسلم صاحبہ!

محترمہ شملیہ اسلم: جناب سپیکر! کبھی کبھی میری بھی باری آ جاتی ہے اس کے لئے شکریہ ادا کرتی ہوں۔سب سے پہلے احسن طریقے سے ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر میں آپ کو، وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں جو بات یہاں کہنے کے لئے کھڑی ہوئی ہوں وہ یہ ہے کہ بجٹ پر دو تین دن بحث ہوتی رہی مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ ایک ہی ضلع کے کئی ایم۔پی۔اے صاحبان اپنے علاقے کے مسائل بیان کرتے رہے۔ میرا ضلع وہاڑی اس چیز سے محروم رہ گیا۔ مجھ سے تجاویز لی گئیں اور نہ ہی میں اپنے ضلع کی نمائندگی کر پائی۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر ہر ضلع سے ایک ایم۔پی۔اے کو نمائندگی کے لئے بولنے کا اختیار دیا جاتا کہ وہ اپنے ضلع کے مسائل اور تجاویز یہاں پر بیان کرتا۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اب جو ضمنی بجٹ آئے kindly آپ پہلے حسب وعدہ ان لوگوں کو بولنے کا موقع دیں جن کی آپ نے حق تلفی کی ہے۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں وزیر خزانہ کو ایک tax free بجٹ پیش کرنے پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتی ہوں۔ ہم دونوں اپوزیشن میں تھے۔ یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ جس اچھے طریقے سے آپ نے اس ایوان کو چلایا ہے اس پر میں آپ کو مبارکباد دیتی ہوں۔ میں یہ بات کہوں گی کہ کبھی کبھی ہم بہت جلدی میں بہت سی چیزوں کے فیصلے کر دیتے ہیں جیسا کہ کل اس طرف سے میرے بہت سارے بھائیوں نے مختلف انداز سے اپنے اتحادی ساتھیوں کے اوپر تنقید کی تھی لیکن آپ نے دیکھا کہ آج ہمارے ہی وزیر اعظم نے جس طریقے سے اس case کو plead کیا وہ قابل تحسین ہے۔آج جو سپریم کورٹ سے فیصلہ آیا ہے یقینی بات ہے کہ اس کے لئے سید یوسف رضا گیلانی نے ہی stand لیا ہے، تب ہی یہ فیصلہ آیا ہے۔ ہمیں یہ بات ہمیشہ مدنظر رکھنی

چاہئے کہ ہم آپس میں اتحادی ہیں اور چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے اس اتحاد میں رخنہ نہیں ڈالنا چاہئے۔اگر ہم اپوزیشن میں پانچ سال اکٹھے چل سکتے ہیں جبکہ اس وقت بے شمار مسائل ہمارے سامنے تھے۔اس وقت تو ہم دونوں حکومت میں ہیں اس لئے ہم میں تھوڑا ساضبط اور صبر ہونا چاہئے تاکہ کوئی غلط فیصلہ نہ ہونے پائے تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ (ن) لیگ کو کوئی نقصان پہنچے اور نہ ہی ہمارے قائدین کے دلوں میں کوئی ایسی بات ہے۔اگر کوئی تھوڑی سی بات پیدا ہوئی ہے تو وہ ہم ورکروں کی وجہ سے ہے۔ میری قائد نے میاں محمد نواز شریف کو ہمیشہ welcome کہا،ان کا ہمیشہ ساتھ دیا۔ ہم سب بھی اسی پر قائم ہیں کیونکہ میری قائد ہمیشہ بہتر فیصلے کرتی تھیں اور بہتر سوچ رکھتی تھیں۔اس کے ساتھ ہی میں اجازت چاہوں گی۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ نرگس فیض ملک صاحبہ!

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر!میں میاں محمد شہباز شریف اور جناب تنویر اشرف کائرہ کو ایک ideal بجٹ پیش کرنے اور منظور کرانے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ آپ نے بہت ہی اچھے طریقے سے،ایک competent Speaker کے طور پر ہاؤس کو چلایا ہے۔ جتنے احسن طریقے سے آپ نے ہاؤس کو چلایا ہے میں دعا کرتی ہوں کہ آپ ہی permanently رہیں تو اچھی بات ہے۔ ہائی کورٹ کی جانب سے میاں محمد نواز شریف کے خلاف جو فیصلہ آیا، جو زیادتی ہوئی اس پر بات کرنے کے لئے میں نے کل بھی کوشش کی کہ آپ مجھے وقت دیں تاکہ میں بھی پاکستان پیپلز پارٹی کے behalf پر اپنے جذبات کا اظہار کر سکوں۔ ہاؤس سے باہر مسلم لیگ (ن) کے ساتھ جو اظہار یکجہتی ہو سکا وہ ہم نے کیا۔ چونکہ وہ ہمارے coalition partner ہیں اگر ان کے ساتھ کسی قسم کی کوئی زیادتی ہو گی تو ہم سمجھیں گے کہ یہ زیادتی پاکستان پیپلز پارٹی کے ساتھ ہوئی ہے کیونکہ پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان مسلم لیگ (ن) اور دوسرے coalition partners اس وقت ایک ہی ہیں اور ہمیں یہ impression دینا چاہئے کہ ہمارے درمیان کوئی ایسی دراڑ نہیں ہے اور کوئی سازشی ٹولہ ہمیں الگ نہیں کر سکتا۔ ہمیں اپنے اتحاد و اتفاق سے یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم ایک ہی ہیں۔ بے شک ہمیں اظہار رائے کا حق ہے۔ کل باہر ایک دو باتیں ایسی ہوئی ہیں جن کو ہم آپ کے پاس آکر سپیکر چیمبر میں discuss کریں گے کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ وہ باتیں عام public میں آئیں اور وہ یہ impression لیں کہ شاید پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) کے کوئی تنازعات کھڑے ہو گئے

ہیں۔ ہم ایک ہی ہیں اور انشاء اللہ اپنی coalition government کو کامیاب کریں گے اور ہر طرح کی تنقید کو بڑے حوصلے اور ہمت سے برداشت کریں گے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری جاوید احمد!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جن کی سربراہی میں یہ ہماری coalition government چل رہی ہے۔ انھوں نے coalition کے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ایک نہایت خوبصورت بجٹ نہ صرف اس ایوان میں پیش کیا بلکہ پنجاب کے غریب عوام کے مسائل کو حل کرنے کے سلسلے میں اپنی ترجیحات بھی بتائیں۔ میں یہاں پر جناب تنویر اشرف کائرہ اور پنجاب کی کابینہ کو بھی خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ کام کیا۔ ساتھ ہی ساتھ یہاں پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے نہایت ہی اچھے انداز سے، پیار محبت کے ساتھ اس ہاؤس کو چلایا۔ نہ صرف قواعد وضوابط کی پابندی کی بلکہ ساتھ ہی ساتھ ہر ممبر کو وقت دیا۔ اس پر میں آپ کو جتنا بھی خراج تحسین پیش کروں وہ کم ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ کی یہ نئی روایات اور کل کی رولنگ ہماری پنجاب اسمبلی کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھی جائے گی۔ امید ہے کہ ہم یہاں پر اور بھی اچھی اچھی روایات قائم کریں گے تاکہ پنجاب کے عوام کی صحیح معنوں میں خدمت ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک دو تجاویز بھی دینی چاہتا ہوں۔ بجٹ سیشن میں جس طرح محبت اور شفقت سے اس مرتبہ آپ نے اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے چار کی بجائے ایک دن بڑھادیا تھا امید کرتا ہوں کہ اسی طرح آئندہ بجٹ میں مزید دن بڑھائے جائیں گے۔ دوسرا خواتین کے لئے ایک دن مخصوص کر دیا جائے تاکہ وہ بجٹ پر تفصیل سے اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔ اسی طرح ہر اجلاس میں ہفتے میں کم از کم ایک دن خواتین کے لئے ladies hour کے نام سے کچھ وقت مخصوص کیا جائے تاکہ یہ اپنے دل کی باتیں کھل کر یہاں پر کہہ سکیں اور انھیں یہ شکوہ نہ ہو کہ ہماری یہاں پر کوئی بات نہیں سنتا۔ ہم تو ڈرتے رہتے ہیں کہ جب خواتین بات شروع کر لیتی ہیں تو وہ ختم ہی نہیں کرتیں۔ میں آخر میں پھر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اپنے ان ساتھیوں سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ جنھوں نے بلاوجہ اور ناجائز طور پر آپ پر تنقید کی ہے۔ یہ آپ کی Chair کی عزت کا تقاضا ہے کہ ہمیں respect کرنی چاہئے۔ ایسا قطعاً کوئی لفظ ہمیں استعمال نہیں کرنا چاہئے جو کہ اس Chair

کے لئے شرمندگی کا باعث ہو۔ مجھے پورا یقین ہے کہ یہ معزز ساتھی، معزز ممبران اس بات کا آئندہ خیال رکھیں گے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے آج یہاں پر maximum معزز ممبران کو بات کرنے کی اجازت دی ہے۔ ہمارے محترم احمد خان بلوچ صاحب نے میرے دائیں ہاتھ پر جو چیز پڑی ہے اس کے بارے میں پوچھا تھا۔ اردو میں اس کا نام "گرز" ہے اور انگلش میں اس کو "mace" کہتے ہیں۔ اس کی باقاعدہ ایک history ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ ماشاءاللہ خود بڑے senior member ہیں اور شروع سے چلے آرہے ہیں۔ انہوں نے صرف ہاؤس کی information کے لئے یہ سوال کیا تھا تاکہ تمام ہاؤس کے علم میں آسکے کہ یہ کیا چیز ہے؟ یہ ایک symbolism ہے اور یہ سپیکر کے ساتھ چلتی ہے۔ یہ ہم نے House of Common سے لیا ہے۔ یہ ایک عزت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ جب سپیکر چلتا ہے تو اس کے آگے یہ چلتا ہے۔ اس کی history بہت لمبی ہے وہ میں انشاءاللہ تعالیٰ ممبران کو provide کر دوں گا۔ وہ لائبریری میں باقاعدہ جا کر اس کی history دیکھ سکتے ہیں، پڑھ سکتے ہیں۔ چونکہ تمام مطالبات زر پر ووٹنگ مکمل ہو گئی ہے اس لئے اب اجلاس مورخہ 26۔جون 2008 صبح 00-10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ اس روز درج ذیل کارروائی عمل میں لائی جائے گی:۔

(a) Consideration and Passage of the Finance Bill, 2008.

(b) Laying of Schedule of Authorized Expenditure for 2008-09.

(c) Other Government Business, if any.

بہت شکریہ۔

643

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،26۔جون2008

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سرکاری کارروائی

مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 2008(مسودہ قانون نمبر 7 بابت 2008)

منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ بابت سال 09۔2008

کا ایوان میں پیش کیا جانا

دیگر سرکاری کارروائی، اگر کوئی ہو۔

645

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

جمعرات، 26۔جون2008

(یوم الخمیس،21۔جمادی الثانی1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر 3 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

هُوَ ٱلَّذِى يُصَلِّى عَلَيۡكُمۡ وَمَلَـٰٓٮِٕكَتُهُ ۥ لِيُخۡرِجَكُم مِّنَ ٱلظُّلُمَـٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ‌ۚ وَكَانَ بِٱلۡمُؤۡمِنِينَ رَحِيمًاo تَحِيَّتُہُمۡ يَوۡمَ يَلۡقَوۡنَهُ ۥ سَلَـٰمٌ۬‌ۚ وَأَعَدَّ لَهُمۡ أَجۡرً۬ا كَرِيمً۬اo يَـٰٓأَيُّہَا ٱلنَّبِىُّ إِنَّآ أَرۡسَلۡنَـٰكَ شَـٰهِدً۬ا وَمُبَشِّرً۬ا وَنَذِيرً۬اo وَدَاعِيًا إِلَى ٱللَّهِ بِإِذۡنِهِۦ وَسِرَاجً۬ا مُّنِيرً۬اo وَبَشِّرِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ بِأَنَّ لَهُم مِّنَ ٱللَّهِ فَضۡلاً كَبِيرً۬اo

سورۃ الاحزاب۔آیات43تا47

وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی۔تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے۔اور خدا مومنوں پر مہربان ہےo جس روز وہ اس سے ملیں گے ان کا تحفہ (خدا کی طرف سے) سلام ہوگا اور اس نے ان کے لئے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہےo اے پیغمبر! ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہےo اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن o اور مومنوں کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے لئے خدا کی طرف سے بڑا فضل ہوگاo وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبولﷺ

نعت رسول مقبولﷺ جناب غلام حیدر نے پیش کی۔

روک لیتی ہے آپ کی نسبت
تیر جتنے بھی ہم پہ چلتے ہیں
یہ کرم ہے حضورﷺ کا ہم پر
آنے والے عذاب ٹلتے ہیں
اب ہمیں کیا کوئی گرائے گا
ہر سہارا گلے لگائے گا
کیونکہ ہم نے خود کو گرا دیا ہے وہاں
گرنے والے جہاں سنبھلتے ہیں
یہ کرم ہے حضور کا ہم پر
آنے والے عذاب ٹلتے ہیں

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمO بسم اللہ الرحمٰن الرحیمO

پوائنٹ آف آرڈر

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری عبدالغفور!

جنرل پرویز مشرف کا امریکہ کی خوشنودی کے لئے پاکستانی ہیرو ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو نظر بند کرنا

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں آج آپ کی اور اس معزز ایوان کی توجہ روزنامہ "نوائے وقت" میں چھپنے والی دو اہم خبروں کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا تعلق directly ہماری قومی غیرت سے ہے۔ اس کے front page پر خبر چھپی ہے جو ہمارے قومی ہیرو ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے حوالے سے ہے، ہمیں شک تو اس وقت تھا کہ جب پرویز مشرف نے پاکستان کے ہیرو کو قید کیا جبکہ ہمارے پڑوسی ملک میں وہ اپنے

سائنسدان کو اپنے ملک کا صدر بناتے ہیں اور ہم اپنے ہیرو کو قید کرکے اس پر ظلم اور جبر کرتے ہیں تو آج وہ خبر ہے کہ "مشرف امریکہ کا ایجنڈا چلا رہے ہیں جو پاکستان کو 2015 تک توڑنا چاہتا ہے"۔پینٹا گون نے آج سے تقریباً چار سال پہلے دنیا کا جو نقشہ چھاپا ہے اس کے اندر پاکستان کو نہیں دکھایا گیا اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے اس بیان سے یہ چیز بڑی clear ہو گئی ہے اور ہم تو ہمیشہ کہتے تھے کہ یہ ڈکٹیٹر پرویز مشرف کسی کا ایجنڈا لے کر آیا ہے۔ یہ کسی کے ایجنڈے پر کام کر رہا ہے اور اس بیان کا جو اگلا حصہ ہے کہ "عالمی ایٹمی ایجنسی، امریکہ اور یہودیوں کا ادارہ ہے اس کے سامنے پیش ہونے کا پابند نہیں۔بے نظیر کو ایٹمی سمگلنگ کی تحقیقات کے اعلان پر قتل کیا گیا"۔ یہ ہمارے ملک، ہماری قوم اور ہماری غیرت کا مسئلہ ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ان سارے معاملات پر اسمبلی کا بزنس چلتا ہے لیکن اگر یہ ملک ہے اور اگر ہماری قوم کی غیرت زندہ ہے تو ہمیں اس پر بات کرنی ہو گی۔اب ہمارے پاس مزید سوچنے کا وقت نہیں ہے۔ ہم ایک point of no return پر پہنچ چکے ہیں۔

جناب سپیکر! اب اس ڈکٹیٹر پرویز مشرف کو صدر ہاؤس سے نکالنا ہو گا وگرنہ آپ نے دیکھا کہ ہم پر جو وانا پر بمباری ہوئی، وزیرستان، باجوڑ اور جس وقت سوات پر بمباری ہوتی ہے اور لوگوں کو قتل کیا جاتا ہے، جس وقت جامعہ حفصہ کے اندر ہماری چھوٹی چھوٹی بہنوں اور بیٹیوں کو قتل کیا جاتا ہے، ہم تو اس وقت ہی کہتے تھے کہ یہ یہود و نصاریٰ کا ایجنڈا لے کر آیا ہے اور یہ عالمی کافرانہ نظام کا مسلمان ایجنٹ ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر بات ہونی چاہئے، ہم اس پر باقاعدہ ایک قرارداد بھی لا رہے ہیں جو فیڈرل گورنمنٹ کو بھیجی جائے اور اس پر بات کی جائے، اس کے بغیر ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں ہے، اگر ہم اس پر خاموش رہے تو پھر وہ وقت گزر جائے گا اور پرویز مشرف نے جس طرح سے اس ملک کو لوٹا ہے مجھے اس پر ایک پنجابی کا شعر یاد آ رہا ہے۔

شیشیاں اتے دھوڑاں جمیاں ایہہ کندھاں جھاڑی جاندے نیں
جلداں سانبھی جاندے جھلے ورکے پاڑی جاندے نیں
اوہناں دا وی توں ای رب ایں ایہدا اج جواب تے دے
عیداں والے دن وی جیہڑے کرن دیہاڑی جاندے نیں
شیشیاں اتے ملے سیاہیاں ایہہ حق اے میرے دشمن دا
پر سجناں نوں کیہہ بنیاں ساڈے پھُل لتاڑی جاندے نیں

اُٹھ اوئے بابا نجمی اپنے پنڈاں نوں منہ کر چلئے
ایہہ شہراں دے وسنیک تے اپنے شہر ای اجاڑی جاندے نیں

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ایک اور خبر بڑی اہم ہے،اس پر بھی ہم ہمیشہ بات کرتے رہے، سینئر منسٹر صاحب نے اس پر ہمیشہ بات کی کہ یہ جو سامنے اپوزیشن چیمبر بنا کے بیٹھے ہیں، یہ کرپٹ لوگوں کا ایک ٹولہ ہے جس نے پرویز مشرف کے ساتھ مل کے اس ملک کی قومی غیرت کو بیچا ہے۔اس ملک کے نوجوانوں کو بیچا ہے اور اس کے عوض ڈالر لئے ہیں۔امریکی محکمہ احتساب کے حوالے سے یہ خبر چھپی ہے کہ "دہشت گردی کے خلاف جنگ"۔"پاکستان کو امداد میں بڑے پیمانے پر گھپلے"۔"دو ارب ڈالر کا کوئی حساب نہیں، امریکی محکمہ احتساب"۔"پاکستان کو اب تک چھ ارب ڈالر کی امداد دی جا چکی ہے، سڑکیں اور بنکر بنانے کے لئے 45 ملین ڈالر کا کوئی ثبوت نہ ہے۔یہ رقم تعمیر پر خرچ ہوئی بھی یا نہیں؟ریڈار خریدنے کے لئے دو سو ملین دیئے گئے، ہیلی کاپٹر کی مرمت کا ایک ہی بل یہ دو دفعہ لے چکے ہیں"۔یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ ملک اس لئے تو نہیں بنا تھا کہ آج ہمیں اپنی image building کی ضرورت ہے،ہر چیز سے ہٹ کے ہمیں اپنی image building کرنی ہے کہ as a Muslim as a nation, ہمیں پوری دنیا کے اندر as a terrorist کون declare کروا رہا ہے؟بطور دہشت گرد ہمیں دنیا کے سامنے کون establish کر رہا ہے؟آج ہمیں اس پر غور کرنا ہے،اس پر بات کرنے کا آج جو وقت ہے،اس کے بعد ہمیں کبھی نہیں ملے گا، میں پورے ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ اس پر متفقہ طور پر ایک قرارداد آئے اور اسے فیڈرل گورنمنٹ کو بھیجیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے مہنگائی، بے روزگاری کے جتنے بھی issues ہیں سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہمارے ملک کی ایک جو شناخت ہے، پریذیڈنٹ ہاؤس ہمارے ملک کا سب سے بڑا جو صدر کا عہدہ ہے اس کے اوپر عالمی کافرانہ نظام کا مسلمان ایجنٹ آج تک کیوں بیٹھا ہے؟جب یہ پی۔سی۔او کے تحت حلف لے رہا تھا،جب یہ اس ملک کے محب وطن،ملک سے محبت کرنے والے ایک شخص کو پابند سلاسل کر رہا تھا تو ہمیں اس وقت بھی شک تھا کہ یہ پاکستان کے اندر تعمیر و ترقی کا عمل روکنے والا کون ہوتا ہے؟آج ہر چیز کھل کر سامنے آ گئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آج وقت ہے کہ پوری قوم، ملک کی تمام سیاسی جماعتیں چاہے وہ اپوزیشن چیمبر والے ہی کیوں نہ ہوں، اپنی غلطیوں کی معافی مانگیں اور اس ڈکٹیٹر کا ساتھ چھوڑ کر آئیں اور سب کے ساتھ نکلیں اور

اس کو گریبان سے پکڑ کر باہر پھینکنے کا وقت آ گیا ہے۔ وگرنہ پتا نہیں اس ملک کے ساتھ کیا ہو گا۔ میں نے اپنی بات ختم کر دی اس دعا کے ساتھ کہ:

یارب میری ارض پاک پر اترے
وہ فصل گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو
یہاں جو پھول کھلے وہ کھلا رہے برسوں
یہاں سے خزاں کو گزرنے کی بھی مجال نہ ہو
یہاں جو سبزہ اُگے وہ سبز رہے صدیوں
ایسا سبز کہ جس کی کوئی مثال نہ ہو
یارب میرے کسی بھی ہم وطن کے لئے
حیات جرم نہ ہو زندگی وبال نہ ہو

بہت شکریہ

راجہ طارق کیانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کیانی صاحب!

جناب سپیکر کا اپنے صوابدیدی اختیارات کے تحت اپوزیشن لیڈر کا نامزد کرنا

راجہ طارق کیانی: جناب سپیکر! جو بنیادی component ہوتے ہیں وہ آپ کی chair سے ہوتے ہوئے ٹریژری بنچز اور اپوزیشن پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس وقت اگر ہم website پر جائیں تو تقریباً 53 ممالک کی States Assemblies اور National Parliaments ہیں وہ اپنے اپنے بجٹ کو عوام کے منتخب کردہ ایوانوں کے اندر پیش کر رہے ہیں لیکن یہ بڑے افسوس کا مقام ہے اور قابل غور ہے کہ دنیا کی ان تمام States Assemblies جس میں برصغیر اور یورپ کی اسمبلیاں موجود ہیں۔ صرف میرا اور آپ کا بدقسمت صوبہ ایک ایسا صوبہ ہے یہاں پر اپوزیشن موجود نہیں ہے۔ اپوزیشن کا موجود نہ ہونا آج کے دور میں جہاں آپ کو custodian of House کہا جاتا ہے بلکہ جدید پارلیمنٹ کے اندر آپ کو jealous mother کے نام سے پکارا جاتا ہے کہ: Speaker has become a jealous mother اور وہ

اپوزیشن کی demand and privilege اور ان کی خواہشات کو jealously guard کرتی ہیں۔ ہماری opposition کی جو demand ہے میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ وہ justified demand ہے، legislative demand ہے۔ سپیکر کو Rules اور روایات کے تحت کسی بھی اپوزیشن ممبر کو leader of the opposition مقرر کرنا وہ سپیکر کا ایک بنیادی صوابدید کے ساتھ ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ انصاف پر مبنی استحقاق کو بروئے کار لانا چاہئے۔ میں آپ کی ذات سے کچھ واقف ہوں۔ آپ اپوزیشن بنچوں سے ہمیشہ صاف ستھری بات کرتے تھے۔ اگر آپ انصاف کے اصولوں کے مطابق سمجھتے ہیں کہ کوئی بھی اپوزیشن ممبر majority command کرتا ہے تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ بلاتاخیر انھیں اپوزیشن لیڈر قرار دیا جائے۔ ہم حکومتی بنچز والے دلائل میں، justification کے اندر governance کے اندر اتنے کمزور نہیں ہیں کہ اگر اپوزیشن لیڈر مقرر کر دیا گیا تو وہ ہمارے ہاؤس میں ہماری کارروائی کو، ہمارے procedure کو disturb کرے گا اور ہماری حکومت اتنی نالائق نہیں کہ ہم اپنی پالیسیوں کا دفاع نہ کر سکیں۔ میں ایک بار پھر آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اس معاملے کو priority پر لا کر Chair ایمانداری کے ساتھ سمجھتی ہے کہ اپوزیشن میں جو شخص majority command کرتا ہے اس کو اپوزیشن کے استحقاق سے بروئے کار لا کر اپوزیشن لیڈر کی کرسی پر بٹھایا جائے تاکہ ہم بھی دنیا کے دوسرے ممالک کی اسمبلیوں کی طرح پورے ہاؤس کے component کے ساتھ آگے بڑھ سکیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

پاکستان میں جمہوریت کے فروغ کے لئے 150 ملین ڈالر کی امریکی امداد

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! کل کے اخبار میں خبر تھی کہ یونائیٹڈ سٹیٹ آف امریکہ نے جمہوریت کے فروغ کے لئے پاکستان کو 150 ملین ڈالر مہیا کئے ہیں۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ وہ پاکستان میں کس قسم کی جمہوریت کو فروغ دینا چاہتے ہیں؟ کیا وہ اس جمہوریت کو فروغ دینا چاہتے ہیں جس کے لئے شہید بے نظیر بھٹو نے جان دی ہے یا وہ جمہوریت چاہتے ہیں جو کہ آمریت کی جمہوریت

ہے جس کا بندہ ایوان صدر میں بیٹھا ہے اور اس کا نام مشرف ہے۔میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کیا یہ اس جمہوریت کو فروغ دینا چاہتے ہیں جس کے لئے میاں محمد نواز شریف نے stand لیا ہے جس کے لئے جناب آصف علی زرداری نے stand لیا ہے یا وہ dictatorial democracy چاہتے ہیں جس کا بندہ ایوان صدر میں بیٹھا ہے جس کا نام مشرف ہے۔

جناب سپیکر! جیسے چودھری عبدالغفور صاحب نے بات کی ہے میں اس کو آگے بڑھانا چاہتا ہوں۔چند ایسے ممالک جن میں امریکہ، ہندوستان اور اسرائیل ہیں یہ نہیں چاہتے کہ پاکستان کے اندر democracy flourish کرے۔وہ نہیں چاہتے کہ یہاں پر عوامی حکومت ہو، وہ نہیں چاہتے کہ پاکستان میں استحکام ہو کیونکہ ان کی وہ ضرورت ہے جو وہ وزیرستان، باجوڑ اور سوات میں کر رہے ہیں۔ میں ادھر سے ہو کر آیا ہوں۔ میں ساؤتھ وزیرستان سے ہو کر آیا ہوں، میں نارتھ وزیرستان سے ہو کر آیا ہوں، میں سوات اور باجوڑ سے ہو کر آیا ہوں۔ اگر آپ ادھر جا کر دیکھیں تو رو پڑیں گے کہ یہ ہمارے پاکستان کا علاقہ ہے اور پاکستانی اس پر بمباری کر رہے ہیں، امریکن اس پر بمباری کر رہے ہیں اور اب بھی وہ یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان کے اندر civil war شروع ہو جائے۔ اس لئے کہ جب civil war شروع ہو جائے گی تو پھر امریکہ کے objectives پورے ہو سکیں گے۔ اب یہ وقت آگیا ہے کہ پورا پاکستان ایک ہو جائے۔ ہمیں جو ملین ڈالر ملے ہیں لیکن وہ غائب ہیں یہاں پر جو coalition پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان مسلم لیگ (ن) اور باقی Allied parties ہیں اب وہ ڈالر ان فورسز کو ختم کرنے کے لئے لگ رہے ہیں۔ ان کو disunite کرنے کے لئے لگ رہے ہیں۔ اگر یہ فورسز ختم ہو جاتی ہیں۔ اگر یہ coalition ختم ہو جاتی ہے تو میں آپ کو بتاتا ہوں کہ Pakistan is then heading for a disaster یہ دو قوتیں ہیں، یہ دو پارٹیاں ہیں جو جمہوریت کو چلائیں گی۔ اگر ہم اس جمہوریت میں فیل ہو گئے اور ہمارا ایک دوسرے پر trust ختم ہو گیا اور دراڑیں پڑ گئیں تو پھر آئندہ آنے والی نسلیں پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی کو کبھی بھی معاف نہیں کریں گی۔ ابھی وقت ہے کہ ہم confidence building measures کریں۔ اس coalition میں وہ دو پارٹیاں ہیں جو ہمیشہ ایک دوسرے کے مخالف رہتی تھیں لیکن عوام کی امنگوں کے مطابق ہم ایک ہو گئے ہیں اور ہمیں ایک رہنا چاہئے۔ ٹھیک ہے ابھی initial problems اور infancy ہیں لیکن ہم نے اسے آگے بڑھانا ہے۔ ہم سب پارلیمنٹیرینز کی یہ ذمہ داری ہے۔ باہر لوگ باتیں کرتے ہیں کہ یہ coalition نہیں چلے گی ہم نے یہ کہنا ہے کہ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم یہ coalition چلائیں

گے۔یہ ذمہ داری ہمارے کندھوں پر ہے۔اگر عام آدمی بات کرتا ہے تو ہم responsible لوگ ہیں اور ہم نے اس coalition کو چلانا ہے۔اگر ہم اس coalition کو ایک سال چلائیں تو یہ اتنی مضبوط ہو جائے گی کہ پھر مشرف ہو، امریکہ ہو، اسرائیل ہو یا انڈیا ہو وہ کبھی بھی اس coalition کو نہیں توڑ سکیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمیں امریکہ کے 10.8 بلین ڈالر ملے ہیں جو ہمیں بڑے مہنگے پڑے ہیں۔ہم نے ان 10.8 بلین ڈالر سے کیا کیا ہے؟ ہم نے اپنے پورے western borders پر بمباری کی ہے۔ہم نے خاندان تباہ کر دیئے ہیں۔ہم نے families کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ہم نے ان کے گھروں کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔آج جب ہم یہ بجٹ پاس کر رہے ہیں تو میں آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ اگر ہم وہ کنٹرول نہ کر سکے تو جو روٹی آج تین روپے کی مل رہی ہے وہ اگلے جون میں بیس روپے کی ملے گی۔اس لئے ہمارا سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ ہم بارڈرز count down کریں ہم political solution ڈھونڈیں۔ military solution is no solution to peace میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمیں یہ ذمہ داری دی جائے تو ہم تمام سیاستدان مل کر پنجاب سے ایک delegation سرحد لے کر جائیں کیونکہ وہاں پر بھی ہماری coalition اور alliances ہیں ہم جا کر ensure کریں کہ اس وقت ہمارے جو border belt disturb ہیں انہیں peace کر دیں اس علاقے اور پورے پاکستان میں امن کریں تاکہ ہم اس غربت کو کنٹرول کر سکیں۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔جناب سپیکر! خانزادہ صاحب بالکل بجا فرما رہے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ مشرف اتنا اہم یا ایسا شخص نہیں ہے جسے گرایا نہ جا سکے لیکن ہمیں اپنی خامیوں اور اپنی صفوں کو درست کرنا چاہئے جس طرح پچھلے دور میں حکومتی بنچز کا اپوزیشن کے ساتھ رویہ تھا آج ہمارا ابھی وہی رویہ ہے [**********************] ہم نے اس ہاؤس میں انھیں عزت دی احترام دیا۔۔۔

---

* مورخہ 27۔جون 2008 کی کارروائی (بوقت 11:20) میں جناب قائم مقام سپیکر نے الفاظ کارروائی سے حذف کئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں! میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ اس ہاؤس کے اندر جو ممبران حکومت میں بیٹھے ہیں یا جو اپوزیشن میں بیٹھے ہیں میں کسی کے لئے بھی غلط الفاظ استعمال نہیں ہونے دوں گا۔ جو عزت یہاں حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے دوستوں کی ہے وہی عزت اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے ہوئے لوگوں کی ہے۔ جہاں تک یہاں قائد حزب اختلاف کی بات کی گئی میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے اس اسمبلی میں جمہوری روایات کو فروغ دینا ہے۔اسی وجہ سے ہم نے بار بار committees بنا کر اپوزیشن کے ساتھ مذاکرات کے لئے بھیجا ہے کہ وہ آج آکر اپنی تعداد show کر دیں Rules and Regulation میں جو لکھا ہے وہ کر دیں تو انھیں بالکل اس اسمبلی میں بیٹھنے کا حق بھی اور ان کی عزت کرنے کا بھی اس اسمبلی کو حق ہے کیونکہ وہ بھی ووٹ لے کر آئے ہیں۔آپ اپوزیشن ممبران کے بارے میں جو الفاظ استعمال کر رہے ہیں میں آپ کو یہ الفاظ بالکل استعمال نہیں کرنے دوں گا۔آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: اگر میرے الفاظ سے کسی کو دکھ پہنچا ہے تو میں معذرت خواہ ہوں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آج لاہور میں شوکت خانم ہسپتال میں ولی خان صاحب کے بیٹے اور اسفند یار ولی کے بھائی وفات پا گئے ہیں۔پورے پنجاب کی عوام اور یہ ہاؤس ان کے دکھ میں ان کے ساتھ ہیں۔ جناب آصف علی زرداری کے حکم پر کل میں، وزیر خزانہ اور وزیر سپورٹس ان کی عیادت کے لئے گئے تھے لیکن آج صبح وہ وفات پا گئے ہیں۔ میں وزیر سپورٹس سے گزارش کروں گا کہ وہ فوراً ان سے رابطہ کر کے ہاؤس کے جذبات ان تک پہنچائیں اور اگر انہیں میت لے کر جانے کے لئے جہاز کی ضرورت ہے تو پنجاب حکومت فوری طور پر جہاز مہیا کرنے کے لئے تیار ہے۔میں دوبارہ وزیر سپورٹس سے گزارش کروں گا کہ وہ ابھی ان سے رابطہ کریں۔ پنجاب کی عوام، پنجاب کی حکومت اور یہ ایوان ان کے غم میں برابر شریک ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ آج ہمارے وزیر جیل خانہ جات نے جو بیان دیا اور کرنل صاحب نے اسے endorse کیا میں بھی اپنی طرف سے اسے endorse کرنا چاہوں گا اس کے ساتھ ہی میں اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میجر صاحب میرے لئے انتہائی محترم اور قابل احترام ہیں۔ جس issue پر میرے دوست بات کر رہے ہیں ان کے اپنے جذبات ہیں۔ میں ان کی بڑی قدر کرتا ہوں لیکن بنیادی طور پر یہ وفاقی حکومت کا مسئلہ ہے۔ یہ بڑے sensitive issue پر بات کر رہے ہیں۔ جب اس کی گہرائی میں دیکھیں گے تو بہت ساری چیزیں ہوں گی۔ ہم اور آپ سب یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اس ملک میں جمہوریت کو کامیاب کرنا ہے لیکن جو لوگ اس کو توڑنے کی سازش کر رہے ہیں ان کے بارے میں وفاقی حکومت seriously ایک حکمت عملی کے تحت، اپنے ایک پروگرام کے تحت میاں محمد نواز شریف اور جناب آصف علی زرداری کی قیادت میں work کر رہی ہے، اس کی طرف گامزن ہیں۔ یہ ضرور اپنے جذبات کا اظہار کریں، میرے پہلے دوستوں نے بھی اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے لیکن اس چیز کو ذہن میں رکھیں کہ یہ ساری باتیں اس انداز سے کریں کہ جو وفاقی حکومت کا ایجنڈا ہے وہ متاثر نہ ہو۔ بہت مہربانی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میجر صاحب فرمائیے!

معزز رکن اسمبلی کی جانب سے L.A.F.C.O کے خلاف تحریک استحقاق پیش کرنے پر عملہ کا ردعمل

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر مختلف ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے ایک تحریک L.A.F.C.O کے خلاف پیش کی تھی۔ مجھے معلوم نہیں کہ اسمبلی اس پر کارروائی کب کرے گی لیکن اس کی جوابی کارروائی شروع ہو چکی ہے اور وہ جوابی کارروائی اس طرح ہے کہ جب میں آج فیصل آباد سے آ رہا تھا تو کوٹ عبدالمالک کے ٹول پلازہ پر مجھے L.A.F.C.O کے ملازموں نے روکا جو کہ ایک پرائیویٹ گاڑی پر سوار تھے اور انہوں نے لال اور نیلی بتیاں لگائی ہوئی تھیں۔ انہوں نے مجھ سے گاڑی کے کاغذ طلب کئے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ میری گاڑی check نہیں کر سکتے۔ آپ گاڑی کو روک بھی نہیں سکتے کیونکہ آپ کے پاس ایسا کوئی اختیار نہیں ہے۔ آپ ایک پرائیویٹ ادارے کے ملازم ہیں۔ اس پر ان کے ملازم جو کہ وردیوں میں تھے وہاں پر اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے نزدیک کھڑے ہوئے ٹریفک پولیس والوں کو بلایا۔ پھر اپنے کرنل صاحب کو ٹیلیفون کیا کہ جناب ایک ایم۔پی۔اے کی گاڑی ہے جس کے اوپر ایم۔پی۔اے کی نمبر پلیٹ لگی ہوئی ہے اور وہ اپنے کاغذ ہمیں نہیں دکھا رہے۔ دفتر کے سامنے مجھے روکا گیا تو اس پر ٹیلیفون پر کرنل صاحب کی طرف سے جواب آیا کہ آپ اپنی کارروائی کریں۔ پھر ایک اے۔ایس۔آئی آیا اور اس نے L.A.F.C.O کے ملازمین سے پوچھا کہ کیا کارروائی کریں؟ انہوں نے کہا کہ جی! آپ اپنی کارروائی کریں۔ اس وقت تک کافی لوگ جمع ہو گئے اور وہاں پر ایک تماشا بن گیا۔

جناب والا! یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے کہ ان کو پتا ہے کہ اب وہ خفیہ معاہدہ جو فوج کی آڑ میں ہوا تھا سامنے آ جائے گا۔ عوام کو پچھلے تین سالوں سے لوٹا جا رہا ہے اور میں تین سالوں سے ہی شور مچا رہا ہوں کہ وہاں پر عوام کو سہولتیں نہیں مل رہیں۔ وہاں پر عوام کو لوٹا جا رہا ہے۔ اب بھی یکم جولائی سے ٹول کا ٹیکس بڑھا دیا گیا ہے۔ موٹروے بنی لیکن آج تک ٹول پلازہ ٹیکس نہیں بڑھایا گیا۔ ادھر L.A.F.C.O والوں کی آمدن بڑھ رہی ہے وہ آمدن اس طرح بڑھ رہی ہے کہ ہر سال ملک میں گاڑیوں کا اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کے باوجود وہ ٹول پلازہ ٹیکس بھی بڑھا رہے ہیں۔ یہ غنڈہ گردی آج صرف میرے ساتھ نہیں ہوئی باقی ایم۔پی۔اے صاحبان کے ساتھ بھی آج یہی حرکت ہوئی ہے جو اس ٹول پلازہ سے گزر کر آئے ہیں، انہوں نے یہ جرأت صرف اس لئے کی ہے کیونکہ وہاں پر فوجی ملازمین ڈیوٹی دے رہے ہیں جو کہ خلاف قانون ہے۔ L.A.F.C.O کے وہ ملازمین جو لال اور نیلی

بتیاں لگا کر سڑک پر ٹریفک کو چیک کرتے ہیں مجھے نہیں پتا کہ ٹریفک پولیس ان کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کر رہی یا دوسری پولیس ان کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کر رہی؟ ٹریفک پولیس تو ان کے ساتھ مل کر لوگوں کو ہراساں کر رہی ہے۔ میں ایس۔پی شیخوپورہ سے یہ جاننا چاہوں گا کہ جو اے۔ایس۔آئی اور دوسرا عملہ اس نے L.A.F.C.O کی مدد کے لئے دیا ہے کیا انہوں نے یہ on payment حاصل کیا ہے؟ کیا ٹریفک پولیس کسی پرائیویٹ گاڑی پر چڑھ کر لوگوں کو چیک کر سکتی ہے؟

جناب والا! اگر میرے ساتھ بھی دو تین آدمی یا باڈی گارڈ ہوتے تو عین ممکن ہے کہ وہاں پر کوئی بڑا واقعہ ہو چکا ہوتا اس لئے میں چاہوں گا کہ میری اس تحریک استحقاق کو جلد از جلد انجام تک پہنچایا جائے تاکہ وہ خفیہ معاہدہ جو فوج کی آڑ میں کیا گیا ہے وہ عوام کے سامنے آ سکے۔ اب وہاں پر فوجی بیٹھے ہوئے اس پر عملدرآمد کروا رہے ہیں۔ بہت مہربانی، شکریہ۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا نے ابھی جس مسئلے کی نشاندہی کی ہے یہ واقعی بڑا sensitive ہے۔ یہ معاہدہ پچھلے دور میں ہوا تھا، اس میں سابق وزیر C&W چودھری ظہیر الدین جو کہ اب اپوزیشن لیڈر بننا چاہتے ہیں اور چودھری پرویزالٰہی دونوں ملوث ہیں۔ میں میجر صاحب کی اس بات کی بھرپور تائید کرتا ہوں۔ یہ آج کے واقعہ کے حوالے سے بھی تحریک استحقاق دیں۔ ہم اس کو out of turn take up کریں گے۔ میں نے خود سیکرٹری کو فون کیا کہ آپ میجر صاحب کو اس معاہدہ کی کاپی دے دیں۔ یہ پانچ سال پہلے معاہدہ ہوا ہے لیکن وہ اس کی کاپی دینے کے لئے تیار نہیں۔ یہ ایک بہت بڑا سکینڈل ہے، اس میں بہت بڑا گھپلا ہوا ہے جس میں چودھری پرویزالٰہی، چودھری ظہیر الدین اور دوسرے بہت سے لوگ ملوث ہیں۔ میری گزارش ہے کہ ان کی تحریک استحقاق پر فوری طور پر کارروائی عمل میں لائی جائے۔ میں روزانہ بات کرتا ہوں کہ ہم نے (ق) لیگ کے ایسے سکینڈلز قوم کے سامنے لانے ہیں تو میری آپ سے گزارش ہے کہ اس بارے میں فوری کارروائی کی جائے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ جو آج کا وقوعہ ہوا ہے یہ انتہائی تضحیک آمیز ہے۔ معاہدہ پانچ سال پہلے ہوا ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ ایک ممبر کا استحقاق کیا ہے؟ میں نے اس دن بھی اس ہاؤس میں یہی بات کی تھی۔ فائیو سٹار کا مقصد نہیں تھا۔ بات اس ہاؤس کے استحقاق کی تھی۔ جب تک ہم اس ہاؤس کے ممبران ہیں ہمارا استحقاق ہے۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ جب ایک ممبر اسمبلی اجلاس کے لئے آ

رہا ہو تو کیا اس کو روکا جا سکتا ہے؟ میجر صاحب نے جو واقعات بتائے ہیں اس پر آپ ان کی تحریک استحقاق منظور فرمائیں۔ اس پر کمیٹی بنائیں اور یہ ایک message بھیجیں کہ اس ہاؤس کا جو ممبر ہے اس کا استحقاق above ہے اس لئے کہ یہ وہ ادارہ ہے جہاں پر قوانین بنتے ہیں۔ چاہے کوئی کرنل ہو، جنرل ہو یا بریگیڈیر وہ اس ہاؤس سے مبرا نہیں، اس ہاؤس سے اوپر نہیں ہے، نہ ہی اس ہاؤس کا ممبر ہے۔ اخبارات میں بھی گاہے بگاہے سیاست دانوں کے متعلق آتا رہتا ہے، ان کی تضحیک کی جاتی ہے۔ آخر اس کا مقصد کیا ہے؟ اس ملک میں زیادہ عرصہ آمریت رہی ہے۔ جب بھی آمر رہے ہیں ان کے دور میں rate of corruption بڑھا ہے، لاقانونیت بھی بڑھی ہے۔ آپ دیکھیں کہ آج بھی آٹھ سالوں سے ایک آمر پرویز مشرف بیٹھا ہوا ہے۔ یہاں حالات کیا ہیں؟ ہماری عبادت گاہیں جو امن کا گہوارہ ہوا کرتی تھیں، اگر کسی آدمی کو رہنے کے لئے جگہ نہیں ملتی تھی تو وہ مسجد میں چلا جاتا تھا۔ وہاں اس کو سونے کے لئے جگہ مل جاتی تھی اور کھانا بھی مل جاتا تھا۔ آج ہماری عبادت گاہیں ایک آمر کی پالیسی کی وجہ سے محفوظ نہیں ہیں۔ ان کا مقصد یہی ہے کہ elected ممبر کی تضحیک کی جائے، لوگوں میں ان کو بدنام کیا جائے۔ آپ دیکھیں کہ اگر قرضے لئے ہیں تو زیادہ تر بیوروکریٹس نے لئے ہیں۔ اس میں صرف تین فیصد آپ کے elected ممبر آتے ہیں۔ قرضے معاف ہوتے ہیں تو ان بیوروکریٹس ہی کے ہوتے ہیں مگر نشانہ ہمیشہ منتخب ممبران بنتے ہیں۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ان کو قرار واقعی سزا ملنی چاہئے۔

And this message should be sent to all the people. The members of this House are above from every thing. They are the law makers.

آپ کسی بھی اسمبلی میں جائیں۔ برطانیہ میں دیکھ لیں، امریکہ میں دیکھ لیں۔ وہاں پر ایک elected member کو تین، تین سیکرٹری ملتے ہیں، باقاعدہ دفتر ملتا ہے اس لئے وہاں پر ان کی عزت بھی ہے تو جب تک اس ہاؤس کی عزت کو ملحوظ خاطر نہیں رکھیں گے اس وقت تک نہ تو ممبران کی عزت ہوگی نہ سپیکر یا وزراء کے احکامات کی پاسداری ہوگی۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ایک example کے طور یہ message ان کو دینا چاہئے۔ شکریہ

وزیر خوراک، صحت، مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جس issue پر ابھی میرے معزز ساتھیوں نے بات کی ہے یہ بڑا serious اور سنگین قسم کا issue ہے۔

میجر صاحب نے جو بیان کیا ہے یہ بڑا افسوس ناک واقعہ ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس واقعے سے نہ صرف ان کا بلکہ پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ آج سے چند روز پیشتر انہوں نے ایک تحریک استحقاق پیش کی جو آپ نے کافی بحث کے بعد خصوصی کمیٹی کے سپرد کر دی تھی۔ آج کا واقعہ شاید اسی چیز کا reaction ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس کمیٹی نے کب بیٹھنا ہے اور کب اس پر discussion کرنی ہے؟ چونکہ C&W کا محکمہ اس وقت میرے پاس ہے تو میں as a Minister آپ سے request کرنا چاہتا ہوں کہ آپ بجائے اس کو linger on کرنے کے، بلکہ اسی ہاؤس میں چند دن کا ٹائم دیا جائے اور فوری طور پر action لیا جائے۔ ہمارے معزز ممبر کی جو بھی grievances ہیں وہ بھی سامنے لائی جائیں اور وہ خفیہ معاہدہ بھی فوری طور پر قوم کے سامنے پیش کیا جائے۔ اس کے علاوہ وہ معاملہ جو آپ کے حکم سے کمیٹی کے سپرد کیا گیا تھا ابھی ہاؤس کے سامنے آپ خود announce کریں کہ تین دن یا چار دن کے اندر اس کی رپورٹ بھی آ جائے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہم اس کو اس سے زیادہ برداشت کریں۔ ہم معزز رکن کے ساتھ ہیں اور ہر طرح سے ان کی grievances دور کرنے کے لئے تیار ہیں۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: تمام معزز اراکین تشریف رکھیں۔ special committee کی constitution ہو چکی ہے آج concerned Minister اس میں ایک قرارداد بھی لے کر آ رہے ہیں۔ یہ اس طرح کا مسئلہ ہے جس کے اندر اگر ہم اپنے اسمبلی کے معزز اراکین کی عزت نہیں کرائیں گے اور بد قسمتی سے آٹھ سال تک اس ملک میں جس طرح کی جمہوریت رہی ہے اس کے بعد اس اسمبلی کی جو صحیح معنوں میں عزت ہے وہ میرے خیال میں ابھی تک bureaucracy کو اور اس طرح کے جو دوسرے لوگ بیٹھے ہیں ان کو سمجھ نہیں آ رہی۔ متعلقہ وزیر نے جو بات کی ہے اور آپ سب کے جذبات بھی اپنی جگہ پر بجا لیکن پھر Rules and Regulation سامنے آ جاتے ہیں۔ آپ فوری طور پر کل تحریک استحقاق دیں میں Rules کو pending کر کے کل ہی اس کو take up کر کے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر کے اسی اسمبلی کی sitting کے اندر انشاء اللہ تعالیٰ اس کا result ہم آپ سے لیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! جہاں تک سینئر وزیر صاحب اور متعلقہ وزیر صاحب نے جو بات کی ہے اور آپ نے بھی حکم دیا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک معزز ایم۔پی۔اے کو روکنا اس کا استحقاق مجروح کرنا تحریک استحقاق کا آنا ایک علیحدہ بات ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ

کس قانون کے تحت ایک پرائیویٹ گاڑی پر نیلی بتی لگاتے ہیں۔ وہ تو ایک modern dacoitبن چکے ہیں اور آپ آئی۔جی کو طلب کریں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب مستی خیل صاحب میری آپ سے بڑی مؤدبانہ گزارش ہے۔ جب وہ تحریک استحقاق لے کر آئیں گے اس میں سارے pointsہوں گے اور جب کل وہ تحریک آ جائے گی تو اس پر تمام معزز اراکین بات بھی کر لیں گے اور اس کو کل دیکھ بھی لیا جائے گا۔ میں اس معاملے پر پوری طرح ایوان کے ساتھ ہوں لیکن میری ایک کوشش ہے کہ Rulesاور procedureکو followکرتے ہوئے اس معزز ایوان کو چلائیں۔ میرے لئے اس ایوان کا ہر ممبر مقدم ہے اپوزیشن کا ممبر بھی اتنا ہی اہم ہے۔ اس لئے کل جب وہ تحریک لے آئیں گے تو میں آپ کو باقاعدہ وقت بھی دوں گا اور کل اس پر بات کیجئے گا۔ میں یہ بھی آپ کو بتا دوں کہ آج کا جو اجلاس ہے وہ بڑے specificمقصد کے لئے sessionہے۔ میں نے ممبران کو بات کرنے کے لئے timeدیا ہے۔

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! میں آپ کو یہ کہہ رہا تھا کہ آپ ایک immediate order passکریں کہ نیلی بتی لگا کر وہ جو modern dacoitبن چکے ہیں، وہ کس قانون کے تحت روک رہے ہیں؟ اس بارے میں آئی۔جی کو طلب کیا جائے، سیکرٹری مواصلات و تعمیرات کو بھی طلب کیا جائے۔ یہ کم از کم معاہدے میں نہیں لکھا ہوا۔ جہاں تک تحریک استحقاق کی بات ہے اس میں ایک استحقاق کمیٹی بنے گی وہ علیحدہ بات ہے۔ میں ایک قانونی بات کر رہا ہوں کہ وہ کس قانون کے تحت نیلی بتی استعمال کر رہے ہیں؟ میں ایک اور بات بھی آپ کی وساطت سے Houseکو بتا دینا چاہتا ہوں کہ امریکہ کی وزیر خارجہ ڈاکٹر کونڈا لیزا رائس دو دن قبل C.N.Nکو ایک انٹرویو دے رہی تھیں جس میں اس نے واضح طور پر in categorically terms یہ بات admitکی ہے کہ مشرف نے پاکستان کے اندر جو emergency imposeکی جو 3۔نومبر کا ان کا اقدام ہے وہ بہت بڑا blunderہے، بہت بڑی غلطی ہے۔ آج پاکستان کے اندر امریکہ نے جو surveyکروایا اس میں 86 فیصد آبادی نے میاں محمد نواز شریف کو پاکستان کا سب سے popular leaderقرار دیا ہے اور امریکہ کے وزیر خارجہ کی یہ statementکہ مشرف سے as a President تو treatکرتے رہیں گے لیکن عوام کی امنگوں کو عوام کی aspirationکو پیچھے نہیں چھوڑ سکتے۔ میں آج یہ بھی کہتا ہوں کہ آج پاکستان کی عوام نے بھی مہر

تصدیق ثبت کر دی ہے اور بیرونی دنیا نے بھی یہ تصدیق کر دی ہے کہ ججوں کو جو فارغ کیا گیا تھا وہ غیر آئینی اور غیر قانونی ہے۔ بہت مہربانی۔

جناب احمد حسین ڈیہر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈیہر صاحب فرمائیں!

سلمان رشدی کو سر کا خطاب دیئے جانے پر مسلم امہ کا احتجاج

جناب احمد حسین ڈیہر: سب سے پہلے تو میں شکر گزار ہوں کہ دو دن کے بعد آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کا موقع دیا ہے۔ سب سے پہلے جو point of order پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ آج کے "ایکسپریس" اخبار میں ایک خبر شائع ہوئی ہے کہ کوئین الزبتھ نے سلمان رشدی کو سر کا خطاب دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پارٹیوں سے ہٹ کر سب سے پہلے ہم مسلمان ہیں اور حضور ﷺ کی محبت جس کے دل میں نہیں وہ مسلمان نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم سراپا احتجاج ہیں کہ ایسے اقدامات کیوں کئے جاتے ہیں جس سے ہمیں تکلیف پہنچے۔ دوسرا میرا point of order جس پر میں بات کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں دو دن سے کوشش کر رہا تھا کہ بات کروں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ شاید آپ نے کوئی priority list بنائی ہوئی ہے جس میں ہمارا نام red list میں لکھا ہوا ہے کہ بعض آدمی ابھی سوچ رہے ہوتے ہیں کہ ہم point of order پر اٹھ رہے ہیں تو آپ انہیں پہلے ہی بلا لیتے ہیں۔ ہم میں سے کئی آدمی باہر روتے ہیں کہ ہم بار بار کہتے ہیں لیکن آپ کی توجہ اس طرف نہیں پڑتی۔ کبھی دل چاہتا ہے کہ اسی بات پر ہم واک آؤٹ کر جائیں۔ (قہقہہ)

سید حسن مرتضیٰ: واقعی روتے ہیں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جی، روتے ہیں لیکن آپ بول چکے ہیں۔ میں جو بات کرنا چاہتا ہوں وہ نہایت اہم ہے۔ جب میں نے بجٹ پر تقریر کی تھی تو کچھ points raise کئے تھے اور سب سے پہلے جو point raise کیا تھا وہ یہ تھا کہ ہم بجٹ پر جو بات کر رہے ہیں، ویسے بھی بجٹ تو پہلے بن چکا ہے اور decide ہو چکا ہے تو اس کے بارے میں ہماری باتوں کا کیا ہوگا اور ہماری تجاویز کو کیا شکل دی جائے گی؟ میں اس کے بارے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے اور اس کے لئے میں سب سے پہلے اپنے وزیر خزانہ کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہتا ہوں اور مبارکباد بھی دینا چاہتا ہوں کہ

ہم نے جو بھی یہاں پر raise points کئے ہیں ان کو take up کیا گیا ہے اور اس کے بارے میں action لیا گیا ہے۔ میں ان میں سے دو تین points کا حوالہ بھی یہاں پر دینا چاہتا ہوں اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوری حکومت کے زندہ ہونے کی نشانی ہے کہ جب ہم زراعت کے بارے میں یا کسی غریب طبقے کے بارے میں raise points کرتے ہیں اور اس پر action بھی لیا جاتا ہے تو اس سے جمہوری روش نظر آتی ہے۔ ایک point میرا یہ تھا کہ شوگر مل مالکان کے کچھ لوگ بھکر میں گرفتار کئے گئے تھے جو کاشت کاروں کو ان کے پیسے ادا نہیں کر رہے تھے اور میں نے اس پر اعتراض کیا تھا۔ کل جو وزیر خزانہ نے کہا ہے اور انہوں نے اس بات کو مان لیا ہے اور ensure کیا ہے کہ آئندہ جو بھی کاشت کاروں کی payment نہیں کرے گا تو ان کو گرفتار کر لیا جائے گا۔ میں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ دوسرا کھاد کی subsidy کے بارے میں، میں نے بات کی تھی، صوبائی حکومت نے کہا ہے کہ ہم وفاقی حکومت کو اس کی سفارش کریں گے۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ایک منٹ میں wind up کر لیں کیونکہ وزیر خزانہ نے بجٹ پر اپنی wind up speech کر دی ہے۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب والا! کل بھی آپ نے مجھے بولنے کا موقع نہیں دیا اور اب بھی بٹھا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: باقی جتنے لوگوں نے جتنی دیر بھی بولا ہے آپ نے کسی کو یہ نہیں کہا۔ میں ایک دو points اور پیش کرتا ہوں اور اس کے بعد بیٹھ جاتا ہوں۔ غیر حقیقی منافع کے بارے میں بات کی تھی اس کے لئے بھی ایوان میں کمیٹی بنا دی گئی ہے میں اس کے لئے شکر گزار ہوں۔ سود کی معافی کے لئے کہا تھا اس کے متعلق بھی کمیٹی بن گئی ہے۔ ترقیاتی منصوبوں کی تیاری کے بارے میں جو ایک تاریخی اقدام کیا گیا ہے کیونکہ ترقیاتی منصوبوں کی تیاری کے بارے میں کبھی بھی اعتماد میں نہیں لیا جاتا تھا ابھی وزیر خزانہ صاحب نے کہا ہے کہ pre budget session منعقد ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلی مرتبہ ہو رہا ہے اور میں اس پر ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ بجٹ کی grants جو collapse ہو جاتی تھیں اس کے لئے انہوں نے فرمایا ہے کہ محکموں کا جائزہ لیا جائے گا اور اس بات کو ensure کیا جائے گا کہ grants collapse نہ ہوں۔ اب آخری بات کر کے میں بیٹھ رہا ہوں اور آپ کے صبر کا امتحان نہیں لینا چاہتا۔ ٹریکٹر کے

بارے میں ایک لاکھ روپے سے دو لاکھ روپے subsidy کر دی گئی ہے۔ میں اس سلسلے میں request صرف یہ کرنا چاہتا ہوں اور تجویز یہ دینا چاہتا ہوں کہ آپ جو ایک لاکھ کی subsidy دے رہے ہیں اس میں وہ طبقہ فائدہ اٹھا رہا ہے جو ٹریکٹر لینے کی سکت رکھتا ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ دوسرے لاکھ روپے کی جو subsidy آپ دے رہے ہیں وہ اگر آپ دس ایکڑ تک کی اراضی والے کاشت کار کو مفت laser leveling کر دیں اور اس پیسے کو اس طرف convert کر دیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو بندہ ٹریکٹر لے ہی نہیں سکتا اور دس ایکڑ سے کم زمین ہے وہ بھی اس سے فائدہ اٹھالے گا اور جو ٹریکٹر لینے والا ہے وہ بھی فائدہ اٹھالے گا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر اقلیتی امور!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی معزز رکن یہاں پر فرما رہے تھے کہ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے points raise کئے ہیں اور اس پر آپ نے committees بھی بنائی ہیں۔ آپ نے میری ذمہ داری بھی لگائی تھی جس کے محرک شیخ علاؤالدین ہیں اور وہ یہاں پر تشریف رکھتے ہیں۔ ان کی طرف سے point of order پر ایک بات ہوئی تھی اور انہوں نے ایک نشاندہی کی تھی جو کہ محرومیوں کا شکار لوگوں کے لئے تھی اور ایسے زمرے میں دلدار پرویز بھٹی صاحب کی فیملی کے حوالے سے انہوں نے بات کی تھی کہ ان کی بیوہ اور ان کے بچوں کو کوارٹر سے بے دخل کیا جا رہا ہے تو انہوں نے یہاں پر بات کی تھی اور آپ نے مجھے یہ ذمہ داری سونپی تھی۔ میں اس کی رپورٹ آپ کو دینا چاہتا ہوں۔ ہم نے یہ بات قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف کے گوش گزار کی تھی۔ انہوں نے دلدار پرویز بھٹی کی خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے فوری ایکشن لیا ہے اور کوارٹر کے لئے 2 سال کی extension کا آرڈر دیا ہے اس کے ساتھ ساتھ ان کی فیملی کے لئے 5 لاکھ گرانٹ کا بھی اعلان کیا ہے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اب ہم سرکاری کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ (قطع کلامیاں) اس کے بعد میں دوبارہ لیتا ہوں۔ بسرا صاحب! پلیز۔ شیخ صاحب! ہم صبح سے سرکاری کارروائی شروع نہیں کر سکے اس کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر حسب ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

The Punjab Finance Bill 2008 Bill No. 7 of 2008, laying of the Schedule of Authorized Expenditure for the year 2008-09.

اس سے قبل کہ میں سرکاری کارروائی کا آغاز کروں۔ایک ممبر کی arrest کی intimation موصول ہوئی ہے۔وہ میں پڑھنا چاہوں گا۔

میاں اجمل آصف ایم۔پی۔اے پی پی۔63 کی گرفتاری کی اطلاع

MR ACTING SPEAKER: Intimation about arrest of Mian Ajmal Asif M.P.A PP-63 Faisalabad. An intimation regarding arrest of Mr. Muhammad Ajmal M.P.A PP-63 Faisalabad was communicated from Mr. Abdul Majeed the Regional Police Officer, Faisalabad vide his letter No. 17716-18/legal Dated: 25-06-2008 received in the Assembly Secretariat through fax on 26-06-2008 at 8:40am. The said intimation under rule 79 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, is to be written it out in the Assembly, pursuing to the provisions of rule 79 read with rule 77, the intimation is as under;

On 24-06-2008 Muhammad Arshad Raja submitted an application to S.H.O Police Station Thikrywala stating there in that on the same day at about 11:00am. He along with his co-worker labourers of power looms were going on Raja Road to discuss problems of labourers and their demands as well as the issue of termination of services of some labourers. When they reach in front of Mian Abid weaving factory Mian Ajmal Asif M.P.A P.M.L(Q) armed with Kalashinkovs came out of the factory along with Mian Hanif s/o Muhammad Nazir etc residence of chak No. 67 JB

Sadhar and some unknown persons who were also caring for fire on clubs etc. Mian Ajmal Asif M.P.A exalted his co-accused that instead of fulfilling the demands of labourers they may be taught a lesson. Muhammad Ajmal Asif opened the fire as a result of which Muhammad Nadir S/o Nazir Ahmad received fire on injuries at his legs and was seriously wounded. Mian Hanif also fires which hit on the leg of Ghulam Murtaza. His co-accused also opened the fire as a result of which Irfan S/o Safdar Hussain, Shabir S/o Muhammad Sadiq, Muhammad Azeem S/o Habib ullah, Muhammad Afzal S/o Muhammad Younis, Abdul Rashid S/o Bashir, Rashid S/o Muhammad Akram, Abdul Jabbar S/o Muhammad Akram and Ali Ahmad sustained fire on injuries. On this report subject case was registered while Mian Ajmal Asif M.P.A and his thirteen co-accused have been arrested and fire arms, that is, 6 Kalashinkovs, 2 Rifles, 2 44bore, 1 repeater, 1 rifle 7mm, 2 pistols 30bore, 1 air gun have been recovered from their possession.

تو یہ intimation report ہے جو آج اسمبلی کے اندر receive ہوئی ہے۔ جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی: (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پچھلے 5 سال آپ اس ہاؤس میں موجود رہے اور یہ صحافی بھائی ہمارے ساتھ رہے۔ بے شمار ایم۔پی۔اے / منتخب نمائندوں کو گرفتار کیا گیا۔ جس کرسی پر آپ تشریف فرما ہیں، جس طرح آج آپ نے ایک ایم۔پی۔اے کے arrest ہونے کی رپورٹ اس ہاؤس میں دی ہے۔ سب سے پہلے تو میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ 5 سال جو کام نہیں ہوا، پہلا arrest جو ہوا ہے وہ آپ کی حکومت میں ہاؤس کے علم میں لایا گیا اور میرے صحافی بھائی اس بات کے گواہ ہیں کہ میں پنجاب حکومت کو بھی مبارکباد دیتا ہوں کہ ہم

نے یہاں اس قوم سے جو وعدہ کیا تھا کہ ہم قانون پر عمل کرائیں گے اور غیر جانبدار رہیں گے اور کسی کے ساتھ زیادتی نہیں ہوگی۔ آج ہم نے اس کا ثبوت اس ایوان میں اور اس قوم کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

دوسرا کل میں نے صحافی بھائیوں سے وعدہ کیا تھا۔ اعجاز مان کو suspend کیا ہے اور اس کی انکوائری S.P investigation کے پاس ہے۔ میں صحافی بھائیوں سے گزارش کروں گا کہ جن دوستوں نے اس انکوائری میں شامل ہو کر اپنے بیانات ریکارڈ کروانے ہیں وہ اپنے ٹیلی فون نمبرز کے ساتھ لسٹ مجھے بھیج دیں۔ میں وہ لسٹ ایس۔پی کو بھیج دوں گا اور وہ خود ان سے رابطہ کر کے اپنے پاس بلا کر انکوائری کریں گے اور اس کی رپورٹ ہاؤس میں پیش کر دوں گا۔ شکریہ

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (جو ایوان میں زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 2008

(مسودہ قانون نمبر 7 بابت 2008)

MR. ACTING SPEAKER: Now, we take up the Punjab Finance Bill, 2008. Minister for Finance!

MINISTER FOR FINANCE: Sir, I move:

"That the Punjab Finance Bill 2008 be taken into consideration at once.''

MR. ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Finance Bill 2008 be taken into consideration at once."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Finance Bill 2008 be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE – 2

MR. ACTING SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause. Now, clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE – 3

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE – 4

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from Finance Minister. He may move it.

MINISTER FOR FINANCE: Sir, I move:

That in clause 4 of the Bill, as introduce in the Assembly, for the words "one hundred percent of the payment for admission or one hundred rupees per admission ticket, whichever is higher", appearing in lines 4-5, the words "two hundred percent of the payment for admission or two hundred rupees per admission ticket, whichever is higher" be substituted.

MR. ACTING SPEAKER: The amendment moved is:

That in clause 4 of the Bill, as introduce in the Assembly, for the words "one hundred percent of the payment for admission or one hundred rupees per admission ticket, whichever is higher", appearing in lines 4-5, the words "two hundred percent of the payment for admission or two hundred rupees per admission ticket, whichever is higher" be substituted.

The amendment moved and the question is:-

That in clause 4 of the Bill, as introduce in the Assembly, for the words "one hundred percent of the payment for admission or one hundred rupees per admission ticket, whichever is higher", appearing in lines 4-5, the words "two hundred percent of the payment for admission or two hundred rupees per admission ticket, whichever is higher" be substituted.

(The motion was carried.)

MR. ACTING SPEAKER: Now, the question is:

"That clause 4 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

CLAUSE – 5

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE - 6

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE – 1

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

''That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR. ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR. ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

Minister for Finance!

MINISTER FOR FINANCE: Sir, I move:

"That the Punjab Finance Bill 2008 be passed."

MR. ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Finance Bill 2008 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Finance Bill 2008 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ بابت سال 2008-09
کا ایوان میں پیش کیا جانا

MR. ACTING SPEAKER: Now Minister for Finance to lay the Schedule of Authorized Expenditure for the year 2008-09. Minister for Finance!

MINISTER FOR FINANCE: Sir, I lay:

"The Schedule of Authorized Expenditure for the year 2008-09."

MR. ACTING SPEAKER: The Schedule of Authorized Expenditure for the year 2008-09 has been laid. Now the Minister concern Mr. Kamran Michel.

دو اراکین اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں شمولیت کی تحریک

جناب قائم مقام سپیکر: جناب کامران مائیکل خصوصی کمیٹی میں مزید دو ارکان اسمبلی کی شمولیت کی تحریک پیش کریں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"مورخہ 6-جون 2008 کو قواعد انضباط کار کے قاعدہ 187 کے تحت اسمبلی کی تشکیل کردہ خصوصی کمیٹی میں مزید دو ارکان محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ ایم۔پی۔اے اور محترمہ شازیہ اشفاق مٹو ایم۔پی۔اے کو بھی منتخب قرار دیا جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"مورخہ 6۔جون 2008 کو قواعد انضباط کار کے قاعدہ 187 کے تحت اسمبلی کی تشکیل کردہ خصوصی کمیٹی میں مزید دو ارکان محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ ایم۔پی۔اے اور محترمہ شازیہ اشفاق مٹو ایم۔پی۔اے کو بھی منتخب قرار دیا جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"مورخہ 6۔جون 2008 کو قواعد انضباط کار کے قاعدہ 187 کے تحت اسمبلی کی تشکیل کردہ خصوصی کمیٹی میں مزید دو ارکان محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ ایم۔پی۔اے اور محترمہ شازیہ اشفاق مٹو ایم۔پی۔اے کو بھی منتخب قرار دیا جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور میں پچھلے تین ہفتوں سے کوئی نئی گاڑی رجسٹرڈ نہیں ہو رہی۔ اس کی وجہ یہ بتائی جا رہی ہے کہ ایک executive order جاری کیا گیا ہے کہ جو بھی نئی گاڑیوں کا خریدار ہے چاہے وہ کوئی خاتون ہے یا کوئی بھی ہے اس کو personally رجسٹریشن اتھارٹی آنے کے لئے کہا جا رہا ہے جو کہ اس لئے ناممکن ہے کہ 80 فیصد گاڑیاں لیزنگ اور بنکوں کے نام پر ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ سے per day average 400 گاڑیاں رجسٹرڈ ہو رہی تھیں اور ان 400 گاڑیوں کا revenue کا اندازہ لگالیں کہ وہ کتنی بڑی amount بنتی ہے۔ 30۔جون کو ختم ہونے والے financial year میں حکومت کو اس مد میں کروڑوں روپے خسارے کا سامنا ہے۔ خسارے کے علاوہ لوگوں کو اس میں شدید تکلیف اور غم وغصہ ہے میں یہ چاہتا ہوں اور میری آپ سے استدعا ہے کہ وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کو باقاعدہ ہدایت جاری کریں کہ اس مسئلے پر فوری طور پر stake holders کو بلائیں اور ان سے discuss کریں۔ صرف 4 دن رہ گئے ہیں آپ حیران ہوں گے کہ اس وقت تقریباً 10 سے 12 ہزار گاڑیوں کے revenue کا مسئلہ ہے اور لوگوں کے لئے یہ بہت بڑا معاملہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہوں گا کہ اس میں delay بالکل نہ کیا جائے

کیونکہ یہ ایک ایسا issue ہے جس پر اگر آج ہم نے ایک دن بھی delay کیا تو حکومت کو جو اس وقت revenue کی شدید ضرورت ہے وہ بھی ضائع ہو گا۔لوگوں کو یہ بتایا جائے کہ ہم ان کی اس پریشانی میں ان کا ساتھ دینے کو تیار ہیں۔

جناب سپیکر! میرا دوسرا معاملہ یہ ہے کہ میں نے اس معزز ایوان کے سامنے درخواست کی تھی کہ دلدار پرویز بھٹی صاحب کی بیوہ کے لئے کچھ کیا جائے۔اس پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے جو مہربانی کی ہے میں ان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ میں نے بیوہ سے بات کی تھی۔ انہوں نے مجھ سے یہ کہا کہ ان کو order بھی مل گئے ہیں۔ جس پر میں ان کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔اس میں آپ نے بھی بہت مہربانی کی تھی اور وزیر صاحب نے بھی اس میں کام کیا لیکن اس بیوہ نے استدعا کی ہے کہ مجھے جو دو سال کا وقت دیا گیا ہے اس میں تھوڑا سا اور اضافہ کر دیا جائے اور وہ جو 5 لاکھ روپیہ ان کو دیا ہے۔مزید میری بہتری کے لئے کسی پلاٹ کے لئے ایسی صورت پیدا کر دی جائے تاکہ میں بچوں کا سر چھپا سکوں۔

جناب سپیکر! میں ایک بار پھر میاں محمد شہباز شریف کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے جلد action لے کر ایک بیوہ کو پریشانی سے بچایا ہے۔ میرے بس یہ دو معاملات ہیں جن پر میں آپ کی خاص طور پر توجہ چاہتا ہوں کہ آج ہی کمیٹی بنائی جائے تاکہ لوگوں کو پریشانی سے بچایا جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، صحت، مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ابھی شیخ صاحب نے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے حوالے سے نشاندہی کی ہے۔آپ کو معلوم ہے کہ آج الیکشن ہے اور وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا بھی الیکشن ہے اور یہ ایمرجنسی کی طرف بات لے کر جا رہے ہیں کہ 3/4 روز رہ گئے ہیں اور اس پر فوری action کی ضرورت ہے۔ میں ان کے behalf پر House کو ensure کراتا ہوں کہ انشاء اللہ آج ہی سیکرٹری ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سے بات ہو گی اور صبح اس بارے میں آپ کو رپورٹ پیش کی جائے گی۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن آج الیکشن نہیں لڑ رہے بلکہ آج وہ الیکشن جیتنے کا جشن منا رہے ہیں کیونکہ وہ کل کے بلامقابلہ منتخب ہو چکے ہیں۔

جناب شاہان ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ملک صاحب!

جناب شاہان ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سے پہلے میجر صاحب نے تحریک استحقاق کا ذکر کیا اور اس پر کافی تفصیل سے بات ہوئی۔ سید ناظم حسین شاہ صاحب جو کہ سینئر پارلیمنٹیرین ہیں انہوں نے بڑے خوبصورت انداز سے استحقاق کے بارے میں وضاحت کی ہے۔ میری آپ کی وساطت سے گزارش ہے کہ ایوان میں جتنے بھی معزز اراکین موجود ہیں یہ پنجاب کی 8 کروڑ عوام کی نمائندگی کرتے ہیں جن کو ہزاروں لاکھوں لوگوں نے منتخب کر کے اس ایوان تک پہنچایا ہے یہ تمام کے تمام ذمہ دار لوگ ہیں۔ جب کوئی معزز رکن ایوان میں آ کر تحریک استحقاق جمع کرواتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اس کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو اس کا مطلب یہ لیا جائے کہ اس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر! جو معاملہ کمیٹی میں چلا جاتا ہے اور پھر سیر کرتا ہوا آتا ہے۔ اب میجر صاحب نے جو تحریک استحقاق کا معاملہ House میں پیش کیا وہ بھی ایک procedure میں چلا گیا جو بھی پرانے Rules ہیں، جو بھی طریق کار ہیں۔ اگر خدانخواستہ کل کوئی سانحہ ہو جاتا تو کیا ہوتا؟ میری اس ایوان کے ممبران کی موجودگی میں آپ سے گزارش ہے کہ اس میں اگر کوئی Rules ہیں تو ان کو amend کیا جائے، کوئی قرارداد لانے کی ضرورت ہے تو قرارداد لائی جائے اور اس ایوان کے تمام معزز اراکین کی عزتوں اور ان کے استحقاق کو مزید مجروح ہونے سے بچایا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی ایسا معزز رکن جو اپنے حلقہ سے منتخب ہو کر آیا ہے وہ اپنی اس اتھارٹی کا ناجائز فائدہ اٹھائے گا کیونکہ استحقاق مجروح کرا لیں اور پھر تین تین ہفتے بیٹھے رہیں کہ کمیٹی کا فیصلہ آئے گا تو ایسا ہو گا، ویسا ہو گا۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس کو جتنا مختصر سے مختصر کریں وہ تمام معزز اراکین کے لئے بہتر ہو گا۔ شکریہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے House کے علم میں ایک اہم بات لانا چاہتی ہوں۔ جس طرح پچھلے سات آٹھ سال کے اندر ملک کے تمام اداروں کا بیڑا غرق کیا گیا وہاں پر سپورٹس کا جو محکمہ ہے اس کی بھی حالت کا اندازہ ہم مختلف خبروں سے روزانہ لگاتے رہتے ہیں۔ مختلف بورڈز اور کھلاڑیوں کی اس وقت جو کارکردگی ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ اس

میں اہم بات یہ ہے کہ اگلے مہینے سے اولمپکس شروع ہو رہے ہیں اور ہمارے تمام صوبوں کی representation اولمپکس سے ہو رہی ہے لیکن بد قسمتی سے پنجاب جو سب سے بڑا صوبہ ہے جہاں پر کھلاڑیوں نے ہمیشہ پنجاب کے صوبے کی عزت بڑھائی ہے۔ بد قسمتی کی بات یہ ہے کہ اس دفعہ اولمپکس میں شرکت کرنے کے لئے جو دستہ جا رہا ہے اس میں پنجاب کی نمائندگی نہیں ہے اور وزیر سپورٹس نے مجھے بتایا تھا کہ ان کی اس معاملے میں کافی دفعہ بات ہوئی ہے لیکن پنجاب کو اس میں نمائندگی نہیں دی جا رہی۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ اس میں intervene کریں کیونکہ پنجاب کی نمائندگی اولمپکس کے اندر ہونا پنجاب کے کھلاڑیوں اور ان کے moral کے لئے حتیٰ کہ پنجاب کے سپورٹس کے محکمے کے لئے بہت ضروری ہے۔ میں جناب! سے گزارش کروں گی کہ اس کا intervene کریں کیونکہ ہمارے معاشرے میں پہلے ہی اتنا depression ہے۔ اگر تھوڑے بہت لوگوں کو کھیلنے کا موقع ملتا ہے اور اس طرح سے صحت مند تفریح مل سکتی ہے تو اس سے ہمیں کھلاڑیوں کا moral down ہونے سے بچانا چاہئے اور پنجاب کی نمائندگی اولمپکس کے اندر ضروری ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: راؤ کاشف صاحب!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! جو افسوس ناک واقعہ میجر عبدالرحمٰن کے ساتھ ہوا ہے تو میں قانون کی بات کرتا ہوں کہ جب تک کوئی سخت action نہیں لیا جائے گا تب تک ممبران کی کوئی عزت نہیں ہوگی۔ میری آپ سے مؤدبانہ التماس ہے کہ کم از کم فوراً ان کے خلاف F.I.R درج کی جائے اور انہیں suspend کیا جائے تاکہ انہیں پیغام جائے اور آئندہ کسی کے ساتھ ایسا نہ ہو سکے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! آج کے اخبارات میں آیا ہے کہ ہمارے پنجاب کے وزیر زراعت اور ان کی ٹیم نے یہاں لاہور میں ایک دکان پر چھاپہ مارا ہے اور جعلی ادویات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ جس کی قیمت تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپے ہے، قبضے میں لیا ہے اس پر میں وزیر موصوف کو مبارک پیش کرتا ہوں اور میں یہ کہتا ہوں کہ ہماری حکومت نے جو اعلان کیا تھا کہ ہم ہر قسم کی کرپشن کو ختم کریں گے اور اس کے خلاف action لیں گے ہم نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا ہے لیکن میں ایک اور کرپشن کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایسے تمام سرکاری ملازمین جو اپنی مدت ملازمت پوری کر چکے ہوں ان کی مدت ملازمت میں توسیع نہیں کی جائے گی لیکن میری معلومات کے مطابق اس وقت گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد میں

36 کے لگ بھگ ایسے پروفیسرز ہیں جو اپنی مدت ملازمت پوری کرنے کے باوجود توسیع لے کر اپنے ماتحت پروفیسر حضرات کے حقوق غصب کر رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک کرپشن ہے اور اس کا نوٹس لینا چاہئے۔ میری آپ سے گزارش ہوگی کہ اس سلسلے میں آپ اپنی Ruling ضرور ہمارے سامنے لے آئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج کے اخبارات میں ہم نے یہ خبر بھی پڑھی ہے کہ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس نے حکومت سے یہ سوال کیا ہے کہ آخر ڈاکٹر عبدالقدیر خان جو محسنِ پاکستان ہیں ان کو اپنے رشتے داروں سے ملنے سے کیوں روکا جا رہا ہے اور ان کو علاج معالجہ کی سہولت کیوں فراہم نہیں کی جا رہی؟ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان جو محسنِ پاکستان ہیں اور وہ تمام قوم کے محسن ہیں۔ آج ان کے اوپر بلاوجہ جو قدغنیں لگائی گئی ہیں، کہا یہ جاتا ہے کہ ہم نے انہیں آزاد چھوڑا ہوا ہے، کوئی ان پر رکاوٹ نہیں ہے لیکن ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے remarks یہ ہیں کہ مجھے دانتوں کی تکلیف ہے اور مجھے علاج کی بھی اجازت نہیں دی جا رہی۔ اس لئے میری آپ سے request ہے کہ آپ وفاقی حکومت سے یہ سفارش کریں کہ محسنِ پاکستان کے ساتھ انسانی حقوق کے تقاضے پورے کئے جائیں اور ان کو تمام سہولیات فراہم کی جائیں۔ شکریہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میں بات کرنا چاہوں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ مولانا صاحب نے پہلے بھی اس قسم کی باتیں House میں کی ہیں۔ دو تین ایسے issues جسے خواہ مخواہ create کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے میں سمجھتی ہوں کہ ایسے لوگوں یا عناصر پر نظر رکھنی چاہئے جو ہماری coalition کے خلاف یا ہماری intentions کے خلاف بات کریں۔ جہاں تک ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی بات ہے تو میں اس House میں categorically یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو پچھلی گورنمنٹ نے زیر حراست رکھا اور ان کو علاج معالجے کے مسائل بھی پچھلی حکومت میں تھے۔ اس دفعہ اللہ کے فضل و کرم سے وفاقی حکومت کی ہدایات پر وہ آزاد ہیں، ان کا علاج ہو رہا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ media کے ساتھ ان کا interaction پچھلے بہت سالوں سے بند تھا اور اس وقت وفاقی حکومت کی intervention سے وہ media سے بات بھی کر سکتے ہیں اور مکمل طور پر آزاد ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ House میں اس قسم کی بات کر کے ایسا image دینے کی کوشش کرنا غلط بات

ہے۔ وفاقی حکومت تو آپ کی اپنی حکومت ہے۔ ہر وقت اگر ایک controversial بات وفاقی حکومت کے بارے میں کی جائے گی تو وہ ناقابل برداشت ہے۔ پہلے بھی سزائے موت کے issue پر بات ہوئی تو میں نے اسے clear کرنے کی کوشش کی تھی لیکن میرا خیال ہے کہ کچھ لوگوں کو سمجھ نہیں آئی تھی اور کل دوبارہ سے اس issue کو اٹھایا گیا ہے۔ میں گزارش کرتی ہوں کہ اس قسم کی باتوں سے آپس میں نفرتیں اور دوریاں بڑھ سکتی ہیں اس لئے ایسی controversial بات نہ کی جائے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان ہمارے قومی ہیرو ہیں اور ہم سے زیادہ ان کو کون جانتا ہے کہ اس پورے atomic plan میں ان کو جناب ذوالفقار علی بھٹو لے کر آئے تھے اور وہ اس کے خالق ہیں اور انہوں نے ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو Switzerland سے بلایا تھا تو پھر انہوں نے آکر ہمارے atomic plan کو take over کیا تھا۔ ہم سے زیادہ ان کی care کرنا کوئی نہیں جانتا۔ وفاقی حکومت نے مکمل طور پر ان کو facilitate کیا ہے اور ان پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہاں پر صرف اتنی بات کروں گا کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان، جس طرح آپ نے فرمایا ہے اور جو اس House کے جذبات ہیں وہ حقیقی معنوں میں پاکستان کے ہیرو ہیں۔ جس طرح قومی ہیروز کا خیال رکھا جانا چاہئے اور اگر اس میں کوئی کمی ہے تو اس کمی کو بھی دور کیا جانا چاہئے۔

جناب آصف منظور موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، موہل صاحب!

جناب آصف منظور موہل: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں صرف اس بات پر پوائنٹ آف آرڈر کرنا چاہتا ہوں جو ہماری بہن عظمیٰ بخاری صاحبہ نے ابھی الفاظ کہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کو بتاتا ہوں کہ قاعدے اور قوانین کے اندر آپ cross talk نہیں کر سکتے۔ اگر ایک پوائنٹ آف آرڈر raise کیا گیا ہے تو اس کا جواب صرف سپیکر کے پاس ہے لہذا آپ ان کی بات کا جواب نہیں دیں گے۔ پلیز! تشریف رکھیں۔ اگر اس کے علاوہ کوئی بات ہے تو وہ کر لیں۔

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! میں یہی بات آپ سے کہہ رہا ہوں کہ ہم یہاں پر جو بھی بات کریں گے آپ کو ہی مخاطب کریں گے۔ میری آپ کے توسط سے معزز اراکین سے گزارش ہے

کہ جب بھی ممبران کے بارے میں بات ہو تو "عناصر یا لوگ" اس قسم کے الفاظ نہیں ہوتے، معزز رکن اسمبلی کے الفاظ ہوتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت اچھی بات ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! ابھی ایک معزز رکن نے ایک خبر کی طرف توجہ دلائی تھی کہ بہت ساری جعلی ادویات پکڑی گئی ہیں۔ میں اس مسئلے پر منسٹر صاحب کی بھی توجہ چاہوں گا کہ یہ بڑا حساس مسئلہ ہے۔ practically میرے ساتھ بھی ایک دو واقعات گزرے ہیں کہ یہ جعلی ادویات جو لاہور یا پورے پاکستان میں لیبارٹریاں ہیں وہ بناتی ہیں لیکن ہمارے جو ڈرگ انسپکٹر ہیں وہ چھوٹے چھوٹے میڈیکل سٹوروں پر چلے جاتے ہیں اور وہاں سے اگر کوئی جعلی دوائی برآمد ہوتی ہے تو وہ اس پر ایف۔آئی۔آر درج کر لیتے ہیں۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ میرے علم میں بھی ہے dope test injection ملتان میں پکڑے گئے، ہم نے investigate کیا۔ یہ الشفاء لیبارٹری لاہور نے بنائے تھے۔ یہ بہت بڑا مافیا ہے، جو ہر دفعہ بچ جاتا ہے۔ یہ انسانی زندگی کا سوال ہے۔ نہ تو میڈیکل سٹور والے کے پاس ذرائع ہیں، نہ اس کے پاس مشینری ہے، نہ وہ میٹریل import کرتا ہے اور نہ وہ اس کو بنا سکتا ہے۔ اس کا تمام مدعا غریب جو پانچ دس پندرہ روپے کی خاطر ہوتا ہے اس پر ڈال دیا جاتا ہے۔ میری وزیر موصوف سے گزارش ہے کہ اگر کوئی ایسا کیس ہو اس جگہ پر پہنچا جائے جہاں یہ چیز بنتی ہے۔ بہت شکریہ

محترمہ طلعت یعقوب: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ طلعت یعقوب!

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! ڈاکٹر قدیر صاحب اس ملک کے ہیرو ہیں لیکن Atom Bomb کے Father of Nation ذوالفقار علی بھٹو ہیں۔ میں آج اس معزز ہاؤس میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتی ہوں کہ جس جگہ پر آج ہم کھڑے ہیں اس مشکل جمہوری سفر میں عوام کے ساتھ ساتھ نہ صرف ہمارے کارکن بلکہ ہمارے تمام لیڈرز نے بھی انتھک جدوجہد کی، ہمارے ساتھ ساتھ چلے اور انہوں نے بھی قربانیاں دی ہیں۔ جمہوریت کے اس سفر میں پاکستان کی

تمام سیاسی جماعتوں، وکلاء، صحافی بھائیوں، تاجر بھائیوں، کسان بھائیوں، سول سوسائٹی کے لوگوں، طالب علموں اور یونین والوں کے علاوہ تمام عوامی لوگ اس جمہوری سفر میں ہمارے ساتھ ساتھ، شانہ بشانہ چلے ہیں۔ اس جمہوری سفر میں سب نے اپنی بساط کے مطابق ہمارے ساتھ حصہ لیا ہے مگر پاکستان کی اس جدوجہد میں سب سے بڑی بازی، سب سے بڑی عظیم قربانی I repeat the words ہماری قائد Twice elected prime minister of Pakistan محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے دی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مسلم ممالک کی پہلی اور کم عمر خاتون نے جمہوریت کے لئے قربانی دی۔ وہ قربانی پاکستان کی تقدیر، چاروں صوبوں کی زنجیر، قائد جمہوریت international leader اور عظیم باپ first elected Prime Minister جناب ذوالفقار علی بھٹو شہید کی عظیم بیٹی نے دی۔ انہوں نے جمہوریت کے لئے لہو کا چراغ روشن کیا ہے۔ دوسرے سپوت پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین جناب آصف علی زرداری "مرد حر" نے اپنی ہمت، بہادری، جوان مردی سے مسلسل ساڑھے گیارہ برس اس جمہوریت کی آزادی کی خاطر قید تنہائی برداشت کی۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستان پیپلز پارٹی کے لاکھوں کارکنوں کی قربانیوں کو کبھی بھی نہیں بھلایا جا سکتا۔ جمہوریت کے اس سفر میں میاں برادران، مسلم لیگ (ن) کے قائد کی جدوجہد اور ان کی قربانیوں کو بھی برابر سراہا جاتا ہے۔ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف اور ان کی فیملی نے بھی آٹھ سال کی قید و بند اور ملک بدری جیسی صعوبتیں برداشت کی ہیں اور ان کے کارکن بھی ان کے ساتھ ساتھ شانہ بشانہ چلے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آج اس معزز ہاؤس میں ان قاتلوں کو ان ظالموں کو، ان ڈکٹیٹروں کو کہہ دینا چاہتی ہوں جنہوں نے ہمارے قائد ذوالفقار علی بھٹو کو شہید کیا، جنہوں نے شاہنواز بھٹو کو شہید کیا، جنہوں نے مرتضیٰ بھٹو کو شہید کیا اور جنہوں نے ہماری قائد محترمہ بے نظیر بھٹو کو شہید کیا، میں ان کو کہہ دینا چاہتی ہوں کہ "تم کتنے بھٹو مارو گے، ہر گھر سے بھٹو نکلے گا"۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر کھیل، امور نوجوانان وثقافت (جناب تنویر الاسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر کھیل، امور نوجوانان وثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! آپ کے حکم پر میں نے سنگین ولی خان کے لواحقین سے رابطہ کیا ہے۔ انہوں نے پنجاب حکومت کا شکریہ ادا کیا ہے کہ پنجاب حکومت نے میت لے جانے کے لئے جہاز offer کیا۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ کا بہت بہت

شکریہ۔ پنجاب حکومت کے ہم بہت مشکور ہیں کہ جنہوں نے اتنا تعاون کیا بالخصوص راجہ صاحب کا۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ جس فاضل ممبر نے جنازے پر آنا ہو تو چھ بجے ان کی نماز جنازہ پشاور میں ہو گی۔

جناب شہزاد سعید چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شہزاد سعید چیمہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ اور وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سے ایک چھوٹی سی وضاحت طلب کرنا چاہوں گا کہ 2005 کے بعد گاڑیوں پر لگژری ٹیکس لگ گیا اب کچھ سرکاری محکمے ایسے ہیں جیسا کہ کسٹمز، آرمی جن کی 1990 اور 1980 ماڈل کی گاڑیاں ابھی چھ ماہ پہلے نیلام کی ہیں آیا یہ ٹیکس 90, 1980 ماڈل کی گاڑی پر بھی لگے گا یا نہیں کیونکہ وہ گاڑی چھ لاکھ روپے میں auction میں ملی ہے اور اب اگر آپ اس پر تین لاکھ روپے ٹیکس لگا دیں گے تو میرا انہیں خیال کہ وہ خریدار کے لئے باعث سہولت ہو گی۔

جناب سپیکر! دوسرا میں آپ کی وساطت سے یہاں پر وزیر زراعت موجود نہیں ہیں لیکن میں ان سے ایک درخواست کرنا چاہوں گا کہ جب بھی کسی فصل کی بجائی کا وقت آتا ہے تو اس فصل کا بیج، زرعی ادویات اور کھادیں ہمیشہ ناپید ہو جاتی ہیں یا ان کا rate آسمان سے باتیں کرنے لگ جاتا ہے۔ اب آج کل مکئی کی کاشت ہو رہی ہے۔ مکئی کا بیج اگر پہلے چار ہزار روپے کا بیگ ملتا تھا تو اب وہ چھ ہزار روپے کا بیگ ملتا ہے۔ دوسرا یہ کہ اس کی credibility ختم ہو گئی ہے۔ بیج بھی آپ سیڈ کارپوریشن آف پنجاب ، سیڈ کارپویشن پاکستان یا کسی ملٹی نیشنل کمپنی سے لے لیں اس کی credibility جو پہلے ہوا کرتی تھی اب انتہائی معذرت کے ساتھ وہ نہیں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر زراعت سے درخواست کروں گا کہ کم از کم اس کی availability اور اس کا rate ضرور insure کیا جائے۔

جناب سپیکر! ایک اور بات یہ کہ متعلقہ ڈی۔سی۔او صاحبان جتنے بھی اضلاع کے ہیں، زرعی ملک ہے، agro based economy ہے تقریباً 80 فیصد ممبران زراعت کے پیشے سے منسلک ہیں، ہر ہفتے یا دس دن کے بعد Agriculture Department ضلع بھر میں اپنی working کرے، چھاپے مارے، دوائیاں چیک کرے، وہ ساری رپورٹ جو ڈی۔سی۔او کو جائے وہ متعلقہ ایم۔پی۔اے حضرات تک بھی پہنچے۔ یہاں پر میرے ایک بھائی نے بات کی تھی کہ میڈیکل سٹور والے کا کوئی قصور نہیں ہوتا یا زرعی دوائی بیچنے والے کا کوئی قصور نہیں ہے، پیچھے ایک مافیا

بیٹھا ہے، میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میڈیکل سٹور والے کے علم میں بھی ہوتا ہے کہ دس روپے والے ٹیکے کی credibility کیا ہے اور زرعی ادویات والے کو بھی بڑا پتا ہوتا ہے کہ جو آٹھ سو روپے لٹر والی دوائی بیچ رہا ہے وہ ایک نمبر ہے یا دو نمبر ہے، وہ بھی اتنا ہی ذمہ دار ٹھہرایا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! ایک فاضل ممبر نے پنجاب کے حوالے سے سپورٹس کی بات کی تھی۔ پنجاب کا حسن باقی تمام کھیلوں کے ساتھ ساتھ کبڈی میں بھی رہا ہے۔ پاکستان کی کبڈی ٹیم جس کی ہمیشہ representation پنجاب نے کی، زیادہ تر ممبران پنجاب کے ہوتے تھے۔ یہ وہ کبڈی ٹیم ہوتی تھی جو انڈیا میں جاکر انڈیا کو ہرا کر آیا کرتی تھی یا انڈیا کو بلا کر یہاں پر ہرایا کرتی تھی۔ کبڈی کی گیم کے flow کے لئے وزیر سپورٹس کو ضرور ہدایت کی جائے کہ وہ اس کو تھوڑا سا promote کریں۔ بہت شکریہ

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! میں مظلوم طبقے کی طرف سے جو ہمارے حلقے کے لوگوں کی طرف سے آواز آ رہی ہے وہ پورے پنجاب کی آواز ہے۔ ہمارے کئی معزز ممبران نے بھی یہاں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے۔ ان ماؤں بہنوں کے فون آ رہے ہیں، پیغام آ رہے ہیں، جن کے لخت جگر ان کے سامنے قتل کر دیئے گئے ہیں۔ انہوں نے گھر کے زیورات بھی بیچ کر، گھر کی جائیداد بیچ کر کئی سالوں کے بعد سپریم کورٹ تک کیس لڑ کر انہیں سزائے موت تک پہنچایا۔ آج وہ ہم سے پوچھ رہی ہیں کہ کیا ہم نے آپ کو اس لئے وہاں بھیجا تھا کہ آپ ظالموں کی امداد کریں۔ ہم نے تو اس لئے بھیجا تھا کہ آپ مظلوموں کے ساتھی بنیں گے۔ جس ماں کا بیٹا اس کے سامنے قتل کر دیا جاتا ہے، اگر اس قاتل کو دس مرتبہ بھی پھانسی پر لٹکایا جائے تو اس کے زخم نہیں بھر سکتے۔ آج مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ سزائے موت معاف کرنے سے ظالموں کو فائدہ پہنچے گا یا مظلوموں کو فائدہ پہنچے گا؟ ہم عوام سے یہ وعدہ کر کے آئے تھے کہ ہم مظلوموں کے ساتھی بنیں گے۔ ظالموں اور جرائم پیشہ لوگوں کے خلاف مہم چلائیں گے۔ اس وقت پورے پنجاب کا جو شریف اور مظلوم طبقہ ہے، ان میں پریشانی کی لہر دوڑ گئی ہے کہ یہ کیا ہو گیا ہے کہ مہنگائی سے تو ہماری جان نہ بچی، ان جرائم پیشہ افراد کو کیوں چھوڑا جا رہا ہے، ان کی سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کر کے یہ ثابت کیا جا رہا ہے کہ اگر کوئی قتل کرے گا تو پھانسی نہیں چڑھ سکتا۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ ہم نے تو ابھی ان قاتلوں کو کئی دفعہ پھانسی چڑھانا ہے جنہوں

نے بے نظیر بھٹو کو قتل کیا ہے۔ابھی تو وقت آنا ہے تو ہم یہ قانون کیوں بنا رہے ہیں کہ قاتلوں کو معاف کر دیا جائے؟

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ آپ اس ہاؤس میں ایک قرارداد لے آئیں اور یہ وفاق کو سفارش کریں اور مہربانی کریں کہ یہ ظالموں کی امداد ہے، مظلوموں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے تاکہ ہم پنجاب کے عوام کو یہ کہہ سکیں کہ ہم نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے۔ ہم نے وفاق تک اپنی بات پہنچا دی ہے کہ جو کچھ ہوا ہے، یہ غلط فیصلہ ہے اور ہم مظلوموں کے ساتھ ہیں۔ شکریہ

جناب محمد نوید انجم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب محمد نوید انجم!

جناب محمد نوید انجم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ اتنے دنوں کے بعد میری باری آئی ہے جبکہ جناب تنویر اشرف کائرہ اپنی تقریر بجٹ پر مکمل کر چکے ہیں۔ میں ایک بار پھر آپ کا مشکور ہوں۔ میں وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اور جناب تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے یہ بجٹ پیش کیا ہے اور ایک دہائی کے بعد یہ جو بجٹ بغیر خسارے کے اس اسمبلی کے اندر پیش کیا گیا ہے تو اس کا purely credit میاں محمد شہباز شریف اور ہمارے وزیر خزانہ کو جاتا ہے۔ یہ بہت زیادہ مبارک کے مستحق ہیں۔

جناب سپیکر! میری چند ایک تجاویز ہیں جو میں اس معزز ایوان کی وساطت سے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے لاہور کے اندر اور اس کے مضافات میں roads developments کے کام ہو رہے ہیں مختلف قسم کی P.C.Cs کی جا رہی ہیں اور metal road بنائی جا رہی ہیں اور problem یہ ہے کہ بہت ساری roads ابھی چند دن پہلے اور چند ماہ پہلے بنائی گئی ہیں جنہیں واسا نے دوبارہ اکھاڑ دیا ہے۔ یہ قوم اور وطن کے پیسے کے ساتھ صریحاً زیادتی ہے۔ اس کو چیک کیا جائے کہ کوئی بھی road ایسی نہ بنائیں جس کے نیچے سیوریج، واٹر سپلائی، گیس اور ٹیلی فون کی لائنیں موجود نہ ہوں۔ اس کا ایک ایسا سسٹم بنا دیا جائے کہ roads بنانے سے پہلے ان محکموں سے N.O.C وصول کئے جائیں اور پھر roads بنائے جائیں جو کہ long time تک چلیں اور ہمارے بجٹ پر اس کا load کم ہو۔

جناب سپیکر! میں اس ایوان کے ذریعے ایک اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ مغل پورہ پل کے اوپر گھنٹوں ٹریفک بند رہتی ہے تو میں گزارش کرتا ہوں کہ وہاں انڈر پاس

اور فلائی اوور پل بنانے کے احکامات وزیر مواصلات کو دیئے جائیں تاکہ لاہور میں ٹریفک کا مسئلہ جلداز جلد حل کیا جاسکے۔

جناب سپیکر! پی پی۔145 میں بہت ساری ملیں ہیں جو کہ سریے کی ہیں۔ وہ electricity اور گیس جلانے کی بجائے اپنی ملوں کے اندر ٹائر جلاتی ہیں جنہوں نے environment کو بہت زیادہ polluted کیا ہوا ہے۔ میں اس ایوان کے ذریعے آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ ایسی ملیں جو ماحولیات پر بُرے اثرات چھوڑ رہی ہیں، فی الفوران پر action لیا جائے اور ان کے اندر جو ٹائر جلائے جاتے ہیں انہیں بند کیا جائے۔ محمود بوٹی، بند روڈ، مومن پورہ، شادی پور میں 14 ملیں ہیں جو مسلسل ٹائروں کا استعمال کر رہی ہیں۔ گیس اور بجلی کو چھوڑ کر اپنے بلوں کو بچانے کے لئے اس علاقے کے اندر رہنے والے لوگوں کے ساتھ یہ ایک صریحاً ظلم ہے۔ وہاں کے لوگ lungs کی بیماریوں میں بے تحاشا مبتلا ہوتے جارہے ہیں۔ میرے حلقہ پی پی۔145 کے اندر ایک صحافی کالونی بن رہی ہے، یہ پچھلے پانچ، چھ سالوں سے ہمارے صحافی بھائیوں کے ساتھ ایک مذاق کیا جا رہا ہے، میں اس ایوان کے ذریعے آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اس کالونی کو جلد از جلد develop کر کے ہمارے صحافی بھائیوں کے hand over کیا جائے تاکہ انہیں رہنے کے لئے چھت میسر آسکے۔

جناب سپیکر! میں ایک اہم بات کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاں گاڑیوں کا بہت غلط استعمال کیا جارہا ہے جس کی وجہ سے پٹرول کے اوپر بہت زیادہ load ہے۔ یہ جو ہماری سرکاری مشینری ہے، سرکاری لوگ ہیں، سرکاری گاڑیوں کے اندر سرکاری پٹرول ڈلوا کر ان کی بیگمات شاپنگ کرتی ہیں، ان کے بچے سکول جاتے ہیں اور ان کی بھینسوں کے لئے ان گاڑیوں کے اوپر چارہ لایا جاتا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ان لوگوں کا جو اس قسم کے جرائم میں ملوث ہیں، اس کے اوپر فوراً action لیا جائے اور انہیں جو free پٹرول ملتا ہے اور بے تحاشا پٹرول دیا جاتا ہے، اسے fix کر دیا جائے تاکہ جتنے یہ کام گورنمنٹ کے سرانجام دیتے ہیں، انہیں اتنا ہی fuel میسر آسکے اور یہ ہماری مشینری کو چلانے کے لئے کارآمد ثابت ہوں اور باقی پٹرول بچت کی مد کے اندر آئے اور ان سے ہماری جان چھڑائی جائے۔

جناب سپیکر! واسا لاہور کے اندر ہمارے عوام کو facilitate کرنے کے لئے سیوریج کا گندا پانی نکالنے کے لئے اور لوگوں کو پینے کے لئے صاف پانی مہیا کرنے کے لئے ایک اہم کردار ادا کرتا

ہے۔ہمارے علاقے کے اندر پچھلی گورنمنٹ نے environment court کے حکم سے 11 کروڑ روپے کی لاگت سے ایک سیوریج جو کہ 5 فٹ ڈایا میٹر کا تھا، install کیا ہے، ایک سال گزر جانے کے باوجود وہ سیوریج 27 فٹ deep install کیا گیا ہے، اس کا پانی نہیں نکلتا۔ یہ قوم اور وطن کے پیسوں کے ساتھ صریحاً زیادتی ہے، اس کی انکوائری کرائی جائے اور چیک کیا جائے کہ یہ ہمارے پیسوں کو اس طرح ضائع کیوں کیا جارہا ہے؟

جناب سپیکر! میری آپ سے اس ایوان کے ذریعے گزارش ہے کہ ہماری development کے کاموں میں کمیشن مافیا سے جان چھڑائی جائے۔ ہمارے ٹھیکیدار جو اچھا بھی کام کرنا چاہتے ہیں وہ ایس۔ ڈی۔او، اوور سیئر، ایکسئین صاحبان کو کمیشن دیئے بغیر ان کے بل پاس نہیں ہوتے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس کمیشن مافیا کے بارے میں ایک قانون سازی کی جائے۔ اس معزز ایوان کے ذریعے جس طرح آج سے بہت سال پہلے چائنا میں کمیشن مافیا کے بارے میں سزائے موت مقرر کی گئی اسی طرح یہاں بھی کمیشن مافیا کے بارے میں سخت قوانین بنائے جائیں۔ شکریہ

رائے محمد اسلم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رائے صاحب!

رائے محمد اسلم خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے میجر (ر) عبدالرحمن رانا صاحب کی تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دی، میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک معمولی پٹواری، ایک ممبر یونین کونسل، ایک نمبر دار جب اس کی بے عزتی ہوتی ہے تو کس طریقہ سے دفعہ 506 کے تحت F.I.R درج ہوتی ہے اور پنجاب اسمبلی کا ممبر آٹھ کروڑ عوام کا نمائندہ ہے اور جسے اپنے حلقہ کے 60 / 50 ہزار لوگوں نے منتخب کر کے اس ایوان میں بھیجا ہے جب اس کی تضحیک ہوتی ہے، جب اس کی بے عزتی ہوتی ہے تو میرے خیال میں F.I.R درج ہونا بہت ضروری ہے تو میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ جو سرکاری کمپنی بھی نہیں ہے، ٹھیکیدار ہیں، انہوں نے نیلی بتی کا استعمال کیا اور پھر ایک معزز رکن کی بے عزتی کی میں آپ کی وساطت سے متعلقہ افسران اور وزیر موصوف سے گزارش کرتا ہوں کہ اس کمپنی کے خلاف اور ان افسران کے خلاف زیر دفعہ 506 و دیگر دفعات F.I.R درج کرنے کا حکم صادر فرمایا جائے۔ اس کے ساتھ آج کے بجٹ پر بحث مکمل ہو چکی ہے، بجٹ پاس ہو چکا ہے لیکن وزیر خزانہ کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے چند تجاویز مجموعی طور پر صرف اپنے حلقہ انتخاب کے لئے نہیں، مجموعی طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں، پنجاب میں واقعی

2008-09 کا بجٹ عوامی توقعات کے مطابق تھا۔ بلاشبہ یہ بجٹ مزدور، کسان اور تنخواہ دار طبقہ کے حقوق کا ضامن تھا۔ تمام شعبوں اور تمام محکموں میں نہایت ہی اچھے اقدامات کئے گئے ہیں لیکن ایک گزارش ضرور کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح تعلیم کے شعبہ میں 110۔ارب روپے کی خطیر رقم رکھی گئی ہے girls 560 اور 542boys سکولوں کی up gradation کے لئے رقم رکھی گئی ہے تو اس کے لئے فنڈز کی منصفانہ تقسیم بھی ہونی چاہئے۔ شہر ہوں یا دیہات پورا پنجاب اب یونین کونسل کے بنیادی units پر تقسیم ہو چکا ہے تو سب سے پہلے اس بات کو ترجیح دینی چاہئے کہ جس یونین کونسل میں بچوں یا بچیوں کے لئے مڈل یا ہائی سکول نہیں اس فنڈز سے سب سے پہلے ان یونین کونسلوں میں مڈل یا ہائی سکول بنائے جائیں اور جس صوبائی حلقہ میں لڑکوں یا لڑکیوں کے لئے کالج موجود نہیں سب سے پہلے اس میں کالج تعمیر کئے جانے چاہئیں۔

جناب سپیکر! تھوڑا سا اپنے حلقہ انتخاب کے بارے میں بھی عرض کرتا ہوں کہ پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ دوست محمد خان کھوسہ جو کہ پنجاب کے ایک پسماندہ ضلع کے رہائشی ہیں انہوں نے سنٹرل پنجاب کے پسماندہ ضلع ننکانہ صاحب کے لئے بھی چند سڑکیں، چند کالج اور Rural Drainage Scheme اور sewerage scheme کے directive جاری کئے تھے میں نے وہ Chairman P&D کو جا کر دیئے تھے لیکن موجودہ A.D.P میں ان کا تذکرہ نہیں ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ، لاہور جیسے پوش علاقے کے رہائشی وزیر اعلیٰ، گوجرانوالہ جیسے ترقی یافتہ علاقے کے وزیر خزانہ سے بھی گزارش ہے کہ پسماندہ اضلاع کو بھی ان فنڈز میں سے برابری کی نمائندگی دی جائے اور بات ہو رہی تھی monitoring کی کہ اضلاع میں بھی ای۔ڈی۔اوز اور ڈی۔سی۔اوز اپنی مرضی کرتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ good governance کے لئے جس طرح قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف نے اپنے پچھلے دور میں اضلاع میں بھی ہر محکمے کے لئے مانیٹرنگ کمیٹیاں بنائی تھیں اور ان کے چیئرمین ایم۔پی۔ایز تھے تو اس دفعہ بھی اگر اس طرح کا نظام قائم کر دیا جائے تو پھر ڈی۔سی۔او کو ہر ایم۔پی۔اے کو تمام معاملات میں مطلع کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی وہ ایک قسم کا check & balance کا نظام بھی ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ، محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی!

محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی: اس دن بجٹ تقریر میں وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ نے کہا تھا کہ یتیم بچوں کے لئے الگ سکول بنائے جائیں گے تو میں حکومت سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کونسا brand بنا رہے ہیں کیونکہ جب ہم jobs کے لئے بچوں کا کہتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ وہ اچھے سے اچھے institute سے پڑھے ہوں، فلاں brand name کے سکول Beacon House وغیرہ سے پڑھے ہوئے ہوں اس لئے میری یہ request ہے کہ بچوں کو انہی ماڈل سکولوں میں adjust کیا جائے، ان کے لئے الگ یتیم سکول نہ بنائے جائیں کیونکہ ہمارے پاس یتیم خانے تو already ہیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بھٹی صاحب!

رائے صفدر عباس بھٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کو، وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو اتنا اچھا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ حکومت نے جو سرکاری ملازمین کی تنخواہیں بڑھانے کے لئے کہا ہے میں اس پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ملازمین کی تنخواہیں زیادہ سے زیادہ بڑھائی جائیں تاکہ corruption کم ہو اس طرح سے ایک عام آدمی کو فائدہ پہنچے گا اور خاص طور پر غریب آدمی کو فائدہ پہنچے گا۔

جناب سپیکر! ایک اور بات یہ ہے کہ سیشن جج صاحب جو ایک جھوٹی درخواست پر پرچے کے order کر دیتے ہیں اس کو بھی کسی نہ کسی طریقے سے روکا جائے اس سے غریب آدمی کو فائدہ ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، آمنہ بٹر صاحبہ!

محترمہ آمنہ بٹر: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں آپ کی وساطت سے دو problems کے بارے میں بات کرنا چاہتی ہوں کہ ایک تو ہر روز ہم اخبار میں پڑھتے ہیں اور ٹی وی پر دیکھتے ہیں کہ ہسپتالوں کے مسائل گھمبیر سامنے آتے ہیں۔ ایک مسئلہ جو بہت سنجیدہ ہے اس کے بارے میں، میں کہوں گی کہ اس کی investigation کی جائے کہ فیصل آباد کے Allied Hospital اور General Hospital جیسے Hospitals کے بارے میں بھی یہ کہا جاتا ہے اور ہم نے خود بھی دیکھا ہے کہ جو major equipments ہیں جیسے C.T scanner, X-ray machine, اور ventilators ہیں اس طرح کی

مشینیں خراب ہوتی ہیں اور پھر مریض کو ساتھ والے private hospitals میں بھیج دیا جاتا ہے۔ پھر وہاں پر ظاہری بات ہے بہت زیادہ پیسے خرچ آتے ہیں اور سننے میں آیا ہے کہ یہ کمیشن لیتے ہیں تو یہ ایک بہت گھناؤنا جرم ہے ۔ اگر واقعی ایسا ہو رہا ہے تو اس کو فوری طور پر investigate کیا جائے اور اس کا خاتمہ کیا جائے ۔ اگر یہ مشینیں خراب ہیں جیسے Allied Hospital کا C.T Scanner دو سال سے خراب پڑا ہے اس کو ٹھیک کروایا جائے اور پتا لگایا جائے کہ یہ کیوں بار بار خراب ہو جاتے ہیں۔ ایک اور مسئلہ جو بار بار سامنے آتا ہے یہاں کہا جاتا ہے کہ elite culture اور protocol culture کا خاتمہ کیا جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہم جو یہ بات کہتے ہیں اس پر ہمیں عمل بھی کرنا چاہئے جب آپ اسمبلی کی طرف آئیں تو ہر دوسری کار Land Cruiser ہے یا دوسری بڑی کار ہے تو ہم کس کے لئے کہتے ہیں کہ protocol culture کا خاتمہ ہو ۔ یہ جو land cruiser یا یہ جو بڑی four wheel drives ہیں ان کی ضرورت کچے رستوں پر ہے یا ہائی وے پر ہے جہاں پر چھوٹی گاڑیاں صحیح طرح نہیں چل سکتیں تو ہمیں یہ چاہئے کہ کم از کم شہر میں ان بڑی گاڑیوں پر ban کر دیا جائے کیونکہ لاہور جیسے بڑے شہر میں ہم Traffic problems کو بھی deal کر رہے ہیں۔ ہم ایک طرف تو کہتے ہیں کہ پٹرول مہنگا ہو گیا اور ہمیں پٹرول کے استعمال میں کمی کرنی چاہئے۔ ہمیں یہ کمی سب سے پہلے خود کرنی چاہئے کہ ہم بڑی گاڑیوں میں سفر نہ کریں۔ اگر ہم Public Transportation کی problem کہتے ہیں تو اس ایوان میں جو لوگ بیٹھے ہیں اگر ہفتے میں ایک دن جب سیشن ہوتا ہے یہ بس پر تشریف لے آئیں تو میں یقین سے کہتی ہوں کہ بسوں کا system بہتر ہو جائے گا، public transportation بہتر ہو جائے گی۔ صرف غریبوں کے لئے public transportation کیوں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب احسن رضا!

جناب احسن رضا خان: جناب سپیکر! میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میرا تعلق پی پی-180 ضلع قصور سے ہے اور اس ایوان میں غالباً آپ کو پتا ہو گا کہ سابقہ ڈپٹی سپیکر ہمیشہ سے چھایا رہا لیکن مجھے چار ماہ بعد آج وقت دیا گیا۔ سب سے پہلے میں اپنے قائد محترم شہباز پاکستان میاں محمد شہباز شریف کا اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کا بہت مشکور ہوں بلکہ پورا پنجاب مشکور ہے کہ انہوں نے اتنا زبردست بجٹ پیش کیا۔ یہاں بڑی بڑی بحثیں ہوئیں لیکن ایک چیز جو میرے معزز اراکین کے بھی علم میں نہ آئی وہ یہ تھی کہ ہم پنجاب اسمبلی کے ممبر ہیں، یہ پنجاب کا

ایوان ہے لیکن پنجاب کی زبان اور ادب کے لئے اور اس کے فروغ کے لئے یہاں پر کسی نے بات نہیں کی تو آج میں یہاں پر یہ بات ریکارڈ کرانا چاہتا ہوں کہ جو قومیں اپنی ثقافت بھول جاتی ہیں، اپنا ورثہ بھول جاتی ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتیں۔ اس کے لئے بھی میں وزیر خزانہ صاحب سے کہوں گا کہ وہ پنجابی ادب و فروغ کے لئے سپیشل فنڈز رکھیں۔ میں آخر میں یہ کہوں گا کہ بجٹ تو بہت زیادہ، بہت پیارا پیش ہو گیا لیکن اس پیسے کو اگر صحیح استعمال کیا گیا تو اصل مقصد میں ہم تب کامیاب ہوں گے۔ آج کی establishment اور بیوروکریسی کا یہ حال ہے کہ میں Secretary Health کے پاس گیا تو وہاں پر میں نے کہا کہ میرے حلقہ 180 میں لیڈی ڈاکٹر نہیں ہے تو ان کے الفاظ تھے کہ آپ لیڈی ڈاکٹر لے آئیں۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ میو ہسپتال یا سروسز ہسپتال سے اس کو ٹرانسفر کریں تو یہ ہماری establishment کا حال ہے۔ میں I.G Punjab کے آفس گیا وہاں پر آدھا گھنٹہ مجھے انتظار کرنا پڑا۔ ایک مزدور اور ایک عام آدمی کا کیا حال ہو گا؟ آج ہم کو انصاف دہلیز پر پہنچانا ہو گا۔ اس سسٹم کو بدلنا ہے تو ہم کو یہ ساری تبدیلی کرنی ہو گی۔ اس establishment کا احتساب کرنا ہو گا۔ یہی میری گزارش ہے اور آخر میں پھر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈھلوں صاحب!

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ چند یوم پہلے مجھے آئی۔ جی پنجاب کے آفس میں جانے کا اتفاق ہوا تو گیٹ پر کھڑے ہو کر پہلے routine میں جو reflector سے چیک کیا جاتا ہے گاڑی کو چیک کیا گیا۔ اس کے بعد bonnet اور ڈگی کھلوائی گئی تو میں جب آئی۔ جی کے پاس گیا تو میں نے کہا کہ آپ نے یہ خود حکم لاگو کیا ہے یا اپنے طور پر یہ سب کچھ کر رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ مجھے پتا نہیں لیکن پھر کچھ افسروں سے مدد لینے کے بعد انہوں نے کہا کہ یہ چیکنگ تو سب کی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ پولیس عوام کے تحفظ کے لئے پنجاب میں مامور کی گئی ہے اور میں نے اکثر اوقات یہ بھی دیکھا ہے کہ جب کسی شہر کے D.I.G یا S.S.P کی گاڑی جارہی ہوتی ہے تو اس کے ساتھ دو دو، تین تین elite force کی گاڑیاں بھی ہوتی ہیں۔ میرا آپ سے اور اس ہاؤس سے صرف یہ سوال ہے کہ کیا پولیس اپنے پولیس افسران کی حفاظت کے لئے مامور کی گئی ہے یا پنجاب کی عوام کے لئے مامور کی گئی ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب ہم ایسے دفتروں میں جاتے ہیں تو وہاں

پر ٹائم بہت دیر سے ملتا ہے۔دوسرا یہ چیکنگ کرنا، میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارے معزز ممبران کی گاڑیوں اورانجن کی چیکنگ ہو رہی ہے تواس کا مطلب ہے کہ باقی عوام کا کیا حال ہوگااور یہ انتہائی افسوس اور دکھ کی بات ہے لیکن اس کے جواب میں آئی۔جی کا جواب بھی بہت تکلیف دہ تھاکہ اس دفتر میں جو بھی آئے گااس کی گاڑی ایسے ہی چیک ہو گی۔اگر انہوں نے اپنے دفاتر کی گاڑیاں چیک کروانی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ عوام کو وہ کیسے چیک کریں گے ؟ عوام کے حقوق کا خیال کیسے رکھیں گے ؟اس کے لئے میرا پیغام صرف آپ سے یہ ہے کہ آپ اس سلسلے میں بہت ضروری اور اہم قدم اٹھائیں پھر صرف یہی نہیں پنجاب کے باقی اضلاع میں جوافسران اپنے ساتھ تین تین، چار چار گاڑیاں لے کر اپنے دفاتر سے نکلتے ہیں اگران کی جان خطرے میں ہے تو پھر ہم لوگوں کی جو عوام کی نمائندگی کرنے یہاں پر آئے ہوئے ہیں ہمارے ساتھ بھی ایسا ہو سکتا ہے اس لئے سب کا level برابر ہو، جوافسر گاڑی لے کر نکلے اس افسر کے ساتھ اس کا ڈرائیور اور گن مین ہو،اس کے آگے اور پیچھے اس کو priority دینے کے لئے اور اس افسر کو بڑا کرنے کے لئے اس کے ساتھ کوئی گاڑی نہیں ہونی چاہئے۔ اگر ان کے ساتھ گاڑیاں ہوں گی تو ہمارے ساتھ بھی تین تین گاڑیاں پولیس کی ہونی چاہئیں۔لہذااس قانون کو تبدیل کرنا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: دوسری بات میں عرض کرتا ہوں کہ آپ نے ماشاء اللہ مجھے کافی دنوں کے بعد وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کی تقریر کے بعد ٹائم دیا، میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔آپ کسی کو ٹائم بہت زیادہ دے دیتے ہیں اور کسی پر کم مہربانی کرتے ہیں۔بہر حال پھر بھی آپ کی مہربانی۔

میں بجٹ پر صرف اتنی بات کرنا چاہتا ہوں کہ میرے پورے division میں نابینا لڑکیوں کے لئے کوئی سکول نہیں دیا گیا۔نابینالڑکیوں کے لئے سکول دینا انتہائی ضروری ہے اس لئے کہ ہم تعلیم کی طرف توجہ دے رہے ہیں اور یہ نابینا لڑکیاں، سپیشل بچیاں جو ہیں ان کے لئے ہمیں یہ سہولت فراہم کرنی ہو گی اور میرا پوراdivision بہت ساری آبادی پر مشتمل ہے۔میں ایک اور بات بھی ضرور کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پچھلے آٹھ سالہ سفر میں وکلاء اور صحافیوں نے بے پناہ قربانیاں دی ہیں۔میں سرگودھا division کے حوالے سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ وکلاء کے لئے سرگودھا division میں ایک کالونی ضرور بنائی جائے۔جن لوگوں نے ہمارے ساتھ مل کر قربانیاں دیں اور

جمہوریت کو یہاں تک پہنچایا ان لوگوں کے لئے بھی سرگودھا میں ایک بہترین کالونی کاانعقاد کرنا چاہئے۔یہ میری سفارشات آپ ضرور آگے تک پہنچائیں۔بہت شکریہ

جناب محمد نوید انجم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کی وساطت سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ نے گورنمنٹ کے چار ہزار سکولوں کو computerize کرنے کے لئے فنڈز رکھا ہے، میری گزارش ہے کہ ہمارے پنجاب کے اندر بہت سارے مدارس ہیں ان مدارس کو بھی ساتھ لے کر چلتے ہوئے یہ چند ایک computer labs بھی ان میں بنا دی جائیں تاکہ وہ بھی اس کے ساتھ ساتھ oblige ہو سکیں اور اس کے ساتھ private sector کو بھی oblige کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر مسرت حسن: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ مجھے تنویر اشرف کائرہ صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب کو مبارک دینے کا موقع ملا۔میں صرف اس چیز کی نشاندہی چاہتی ہوں کہ پاکستان کی 60 سالہ تاریخ میں planning تو بے حد خوبصورت ہوتی رہی ہے۔بہت سے مواقع آئے اور میں بہت سارے ایسے commissions میں شامل تھی کہ جنہوں نے بہت خوبصورت planning کی، اس کی implementation کی طرف آج ہمیں دھیان دینا ہے اگر ہم آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔اس implementation کے لئے میرے بہت سے بھائیوں اور بہنوں نے بہت اچھے اچھے مشورے دیئے۔سب سے اچھا مشورہ یہ تھا کہ یہ جو بڑے بڑے monolith ہم نے شہروں میں کھڑے کئے ہوئے ہیں ان کو de-structure کر کے دیہاتوں اور چھوٹے شہروں میں پہنچائیں تاکہ عام آدمی کو چھوٹی چھوٹی سہولت حاصل کرنے کے لئے یا چھوٹی چھوٹی درخواست دینے کے لئے بڑے شہروں میں نہ آنا پڑے۔اگر ہم یہ de-structuring نہیں کریں گے تو پھر ہمارے شہری انصاف اور سہولیات سے دور ہی رہیں گے۔ہمیں de-structuring کرنے کے لئے بہت بڑی رقم مختص کرنا ہوگی تاکہ کم از کم تحصیل کی سطح پر ہمارے سارے دفاتر موجود ہوں گے۔اگر آج آپ لاہور میں گھومیں تو آپ دیکھیں گے کہ بڑی بڑی نئی عمارات بن رہی ہیں۔سیکرٹریٹ کے قریب پلاننگ ڈویژن کی اتنی بڑی عمارت ہے۔آپ چھوٹے شہروں میں چھوٹی عمارتیں بنائیں تاکہ عام آدمی

کو یہ سہولت میسر ہو-اس کے علاوہ میں یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ وفاقی حکومت نے جو دو بڑے اداروں میں public private partnership شروع کی ہے میرے خیال میں پنجاب میں بھی اس پر غور کرنا چاہئے اور public private partnership کا فائدہ اٹھانا چاہئے-آپ جرمنی جیسے بڑے ملک کو دیکھیں بہت سارے ماہرین یہ کہتے ہیں کہ جرمنی کی ترقی کا راز ہی یہ ہے کہ انہوں نے public private partnership کی ہے-انہوں نے ہر بڑے ادارے میں مزدوروں کو بیس فیصد حصہ دیا ہے جس وجہ سے مزدور بھی لگن سے کام کرتے ہیں-وہ اس ادارے کو اپنا سمجھتے ہیں اس وجہ سے وہ صنعت اور ادارے ترقی کر رہے ہیں-اس لئے میں پھر وزیراعلیٰ اور وزیر خزانہ سے گزارش کروں گی کہ اس طرف ضرور دھیان دیں تاکہ ہمارے بہت سارے صنعتی اور گورنمنٹ کے ادارے جو کہ بالکل رکے ہوئے ہیں انہیں کوئی بھی اپنا نہیں سمجھتا وہ احسن طریقے سے چل سکیں۔آپ گورنمنٹ کے دفاتر میں چلے جائیں تو گیارہ بجے تک کوئی موجود نہیں ہوتا اور پوچھا جائے تو کہتے ہیں کہ وہ میٹنگز پر گئے ہیں-پتا نہیں کون سی اتنی میٹنگز ہیں اور کیا کیا planning ہو رہی ہیں میں کہتی ہوں کہ اب سب کو یہ چاہئے کہ خدارا! Planning چھوڑ دیجئے اور ذرا implementation کی طرف آئیے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں دو اور چھوٹی چھوٹی باتیں کرنا چاہوں گی-ایک تو یہ ہے کہ ہم لوگ کہتے ہیں کہ سکول بنائیں، educational institutions بنائیں لیکن میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ جتنے مرضی آپ سکول بنا دیں جب تک ان میں اچھے اساتذہ نہیں ہوں گے تو پھر ان کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا-لہذا میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گی کہ اگر ہر تحصیل میں ایک ٹیچر ٹریننگ انسٹیٹیوٹ بنا دیا جائے تو وہ بہت فائدہ مند ہو گا کیونکہ اس علاقے کے اساتذہ وہاں پر ٹریننگ حاصل کریں گے اور وہی وہاں پر رہ سکتے ہیں-ابھی آپ پنجاب کے educational institution کا دورہ کریں تو بہت سارے سکول ایسے ہیں جہاں ٹیچر آتے ہی نہیں کیونکہ وہ علاقائی نہیں ہوتے انہیں دور سے post کر دیا جاتا ہے وہ آدھی تنخواہ کسی کو دے دیتے ہیں اور اپنی حاضری لگوا لیتے ہیں اور سکولوں میں ہرگز نہیں جاتے جس سے قوم کا بہت نقصان ہے پھر پتا نہیں مجھے موقع ملے یا نہ ملے اس لئے ایک چھوٹی سی اور بات کروں گی کہ ٹیکنیکل ٹریننگ ہماری ایجوکیشن کا بہت ضروری جز ہے اگر ہم ایک خاص حد کے بعد چاہے وہ پرائمری سکول ہو یا سیکنڈری سکول level کے بعد بچوں کو

ٹیکنیکل ٹریننگ کی طرف لائیں اور یہ ٹریننگ بھی ضلعی سطح پر کی جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ بہت کارآمد ثابت ہو سکتی ہے۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، معین وٹو!

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! ہمیں ہمیشہ افسران سے شکایات ہی رہی ہیں اور بیوروکریسی کا رویہ ہمیشہ قابل مذمت رہا ہے لیکن میں ایک بات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ شاید یہ بھی پنجاب کی موجودہ حکومت کا ایک تاریخی کارنامہ ہو گا کہ اس وقت پہلی دفعہ پنجاب کے چیف سیکرٹری جاوید محمود صاحب اپنے برآمدے میں بیٹھ کر سب لوگوں کی درخواستیں وصول کر رہے ہیں اور وہاں عام آدمی کی رسائی ہے اور عام آدمی کو وہاں سے relief مل رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک خوشگوار اور انقلابی تبدیلی ہے اور پھر چیف سیکرٹری صاحب نے یہ احکامات جاری کئے ہوئے ہیں کہ تمام اضلاع کے افسران چاہے وہ ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ ہوں یا جو بھی آفیسرز ہوں وہ صبح ٹھیک 8.00 بجے اپنے دفاتر میں موجود ہوں اور چیف سیکرٹری صاحب تمام افسران کو ٹیلی فون کر کے check کرتے رہتے ہیں کہ کون افسر اپنے دفتر میں موجود ہے اور کون نہیں۔یہ بات قابل ستائش ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اعجاز احمد خان!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! ابھی وزیر خزانہ صاحب نے فنانس بل 2008 پیش کیا ہے جس کے اندر Stamp Act میں آرٹیکل کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ یہ دفعات ہیں، articles نہیں ہیں۔ Stamp Act کا 27-a آرٹیکل کی بجائے 27-a دفعہ consider کیا جائے۔اس میں وہ immovable properties جس میں title بذریعہ کورٹ transfer ہوتا ہے اس پر levy of stamp duty کی بات کی گئی ہے یہ already قانون کا حصہ ہے کہ جہاں پر determination of rights by the court ہوں وہاں پر stamp duty کا استثنیٰ نہیں ہے۔وہ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) کے شیڈول کے مطابق یا اوسط قیمت پر stamp duty عائد ہوتی ہے لیکن اگر 27-a وضاحتاً شامل کر دیا ہے تو اس میں کوئی مذائقہ نہیں ہے مگر اس کی analogy درست ہونی چاہئے اور دفعہ کی بجائے آرٹیکل آنا چاہئے۔

جناب سپیکر! ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ اور لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے اندر جو ٹرانسفر ہیں ان پر عرصہ دراز سے غیر قانونی طور پر فیس وصول کی جا رہی تھی۔ practice یہ تھی کہ رجسٹریشن ایکٹ

کے تحت سب رجسٹرار کے پاس لوگ ٹرانسفر فیس جمع کرواتے تھے اور جب آپ اس document seal deed کی بنیاد پر لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی یا ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ میں ٹرانسفر چاہتے تھے تو وہ دوبارہ سے فیس charge کرتے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بل سے ان تمام محکموں کے اندر domestic transfer پر حکومت نے جو ڈیوٹی وصول کرنا شروع کی ہے اس سے عوام پر بوجھ کم ہوا ہے۔ اب اس میں ایک وضاحت ہونی چاہئے کہ اگر Registration Act اور Stamp Act کے تحت سب رجسٹرار ڈیوٹی وصول کر لے اور ایک transaction کے against فیس جمع ہو جائے تو اس transaction کے against کوئی بھی اتھارٹی مجاز نہ ہو کہ وہ دوبارہ سے اس کی فیس وصول کرے۔ ایک transaction پر double charge of duty illegal ہے اور یہ پنجاب کے شہریوں کے حقوق کے منافی ہے چونکہ وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ یہاں تشریف رکھتے ہیں اس لئے اس بات کی بھی وضاحت ہو جانی چاہئے۔

جناب سپیکر! آرڈیننس Sales Tax Punjab مجریہ 2000 کے اندر ایک استثنیٰ رکھا گیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: خان صاحب! آپ سے گزارش ہے کہ بل تو پاس ہو گیا ہے، this is all because against the rules لہذا اب آپ وزیر صاحب کو مل کر یہ explain کر دیں right now this is against the rules اور آپ تو خود وکیل ہیں لہذا مہربانی فرما کر تشریف رکھیں۔

MR. IJAZ AHMAD KHAN: Mr. Speaker! I am going to wind up

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں۔ اس میں قواعد و ضوابط اجازت نہیں دیتے۔ وزیر خزانہ یہاں تشریف فرما ہیں آپ ان سے مل کر بات کر لیں۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! چونکہ محترم وزیر صاحب تشریف فرما ہیں مجھے معلوم ہے کہ فنانس بل پاس ہو چکا ہے لیکن میں صرف ایک بات on record لانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے اپنے Act میں یہ کہا ہے کہ جون 2005 کے بعد جتنی گاڑیاں ہیں ان سب پر luxury tax لگائیں گے۔ میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ 2005 کے بعد Retrospective Tax لگایا گیا ہے جو پوری دنیا میں کہیں نہیں لگ سکتا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب یہ again وہی بات ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض سن لیجئے اور میں یہ ریکارڈ پر لارہاہوں کہ یہ جو ٹیکس لگایا گیا ہے یہ اس میں ضرور clarify کریں کہ اس پر ماڈل کون سا ہو گا۔یہاں پر ابھی ایک فاضل ممبر نے یہ بات کہی ہے کہ 1999 ماڈل گاڑیوں پر بھی دو یا تین لاکھ ٹیکس لگے گا۔اس لئے میری استدعا ہے کہ ان کو law میں کم از کم یہ ضرور بتانا چاہئے کہ یہ جو 2005 سے ٹیکس لے رہے ہیں یہ from which model ایک یہ بات تھی جو میں نے مختصراً عرض کر دی۔

دوسرا آپ کی وساطت سے میں حکومت کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ایک لڑکی جس کے بارے میں بتایا گیا کہ میوہسپتال میں ڈاکٹروں کی negligence کی وجہ سے اس کی death ہوئی ہے۔اس کے اوپر ایک internal کمیٹی بنائی گئی۔وہاں کل یہ ہوا کہ لڑکی کے باپ اور بھائیوں کو بلایا گیا، concerned doctors کو بلایا گیا اور جو پروفیسر اس کو conduct کر رہے تھے وہ موجود تھے۔جب انکوائری کمیٹی کے سامنے doctors اور لڑکی کے لواحقین کو پوچھا گیا تو لڑکی کے بھائی نے doctor کی identification کرتے ہوئے کہا کہ یہ ڈاکٹر صاحب تھے۔اس ڈاکٹر نے کمیٹی کے سامنے اس کے بھائی کو مکوں اور ٹھڈوں سے پیٹنا شروع کر دیا جس پر پروفیسر جاوید اکرم نے یہ الفاظ استعمال کئے کہ "مت مارو، ڈاکٹر بنو بدمعاش نہ بنو" اس کے بعد اس کے لواحقین کو وہاں سے نکال دیا گیا۔وہ باہر برآمدے میں ایک گھنٹہ کھڑے رہے۔یہ کتنا بڑا ظلم ہے۔آپ بھی ایک بڑا درد دل رکھنے والی شخصیت ہیں۔اس حوالے سے رولنگ دیں کہ جب اس قسم کی محکمانہ کمیٹی بنائی جائے تو اس کمیٹی میں concerned ایم۔پی۔اے کا ہونا ضروری ہے، جس کے حلقے میں اس قسم کا کوئی واقعہ رونما ہو تو اس حلقہ کے جو ایم۔پی۔اے ہیں ان کو اس کمیٹی میں شامل کیا جائے اور اگر کسی وجہ سے concerned ایم۔پی۔اے available نہیں ہے تو اس ہاؤس کا کوئی ایم۔پی۔اے اس کمیٹی میں شامل ہونا چاہئے جو کہ public کی طرف سے represent کرے۔جب بھی کوئی محکمانہ انکوائری ہوتی ہے تو اس میں محکمہ کو favour دی جاتی ہے۔میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ وزیر صحت کو ہدایات جاری کریں کہ اس واقعے کی دوبارہ انکوائری کروائی جائے اور اس علاقے کے concerned ایم۔پی۔اے کو یا ہاؤس کے کسی بھی معزز ممبر کو بھجوایا جائے جو جا کر اس پورے واقعے کے بارے میں تحقیق کریں اور اس family کو relief دلوایا جائے۔اس family کو ان حالات میں نہ چھوڑیں۔ایک طرف تو ان کی بچی مر گئی اور دوسری طرف ان کے ساتھ اس طرح کا رویہ روا رکھا جارہا ہے۔میں کہتا

ہوں کہ may be doctors کی negligence نہ ہو لیکن یہ سب کچھ سامنے آنا چاہئے۔اس سے عوام کے اندر ہمارا image بہت خراب ہو رہا ہے۔ شکریہ

وزیر کھیل، امور نوجوانان و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہاں پر ایک فاضل رکن نے ادب کے بارے میں بات کی تھی تو میں یہ بتانا چاہوں گا کہ لاہور میں already ایک Institute of Punjabi Language بن چکا ہے، وہ ادب کے لئے کام کر رہا ہے اور بہت اچھے طریقے سے چل رہا ہے۔

دوسرا یہاں پر ایک فاضل رکن نے سوال کیا تھا کہ Olympic Games میں پنجاب کی participation نہیں ہے۔یہ بات بالکل صحیح ہے جبکہ بلوچستان، سندھ اور سرحد کی participation ہے۔

تیسری بات جو شیخ علاؤالدین صاحب نے کہی ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ جس رات وہ بچی فوت ہوئی میں اسی رات راجہ ریاض صاحب کی ہدایت پر وہاں پہنچا۔ میں نے ہی وہ کمیٹی form کی تھی۔اس کمیٹی میں جو وقوعہ ہوا ہے میں اس کی پُرزور مذمت کرتا ہوں اور میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس بارے میں کوئی action ضرور لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سردار شہزادرسول صاحب!

سردار شہزادرسول خان جتوئی: جناب سپیکر! ایک شاعر کہتا ہے کہ:۔

میری غربت نے اُڑایا ہے میرے فن کا مذاق
تیری دولت نے تیرے عیب چھپا رکھے ہیں

جناب سپیکر! میرا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے اور ہمارے علاقے کو ہر لحاظ سے نظرانداز کیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس ایوان میں بھی ہمیں نظرانداز کیا جاتا ہے۔ ہمارے علاقے کے بھی مسائل ہیں لیکن بجٹ پر تقریر کرنے کی ہماری باری ہی نہیں آئی، ہمیں موقع ہی نہیں ملا۔ بہر حال آج آپ نے مجھے موقع دیا تو اس کے لئے میں آپ کا مشکور ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کل ضمنی بجٹ پر آپ کو پورا موقع دیا جائے گا۔ جی، خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں ابھی جو reference دے رہا تھا اس کا مقصد یہ تھا کہ میں اپنی بات کو ریکارڈ پر لے آؤں لیکن آپ نے میری بات مکمل نہیں ہونے دی جبکہ ابھی آپ نے شیخ علاؤالدین صاحب کو allow کیا ہے۔ تو میں صرف 30 سیکنڈ میں اپنی بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! یہ ایک استثنٰی کی clause ہے جس کے تحت luxury motor cars کی درآمد پر tax مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ اس میں دس سے زیادہ سیٹوں والی ایسی ٹرانسپورٹ گاڑیاں اور موٹر گاڑیاں انہوں نے شامل کی ہیں کہ جن پر ٹیکس وصول نہیں ہوگا۔ اس کی وضاحت بیان نہیں کی گئی کہ جو گاڑیاں private sector میں لوگ purchase کریں گے ان پر ٹیکس کیوں وصول نہیں کیا جا رہا، اس پر استثنٰی کا کیا جواز ہے؟ وزیر خزانہ صاحب مہربانی فرما کر اس کی وضاحت فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: فنانس بل تو اب منظور ہو چکا ہے بہر حال آپ وزیر خزانہ صاحب سے مل کر اس بارے میں وضاحت لے لیں۔ جی، سید ابرار حسین شاہ!

سید ابرار حسین شاہ: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے اتنا متوازن بجٹ صوبہ پنجاب کے لئے پیش کیا ہے۔ اس حوالے سے میں دو گزارشات آپ کی وساطت سے عرض کروں گا۔

جناب سپیکر! بجٹ میں development کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ جب ان فنڈز کو خرچ کرتے ہوئے کوئی نئی سڑک وغیرہ بنائی جاتی ہے تو چھ ماہ بعد اس کو اکھاڑ دیا جاتا ہے کہ جی ہم سوئی گیس کے لئے کھدائی کر رہے ہیں، کبھی کہا جاتا ہے کہ سیوریج سسٹم کو صحیح کیا جا رہا ہے۔ میں عرض کروں گا کہ اس بارے میں ایک واضح حکم ہونا چاہئے، کوئی ضابطہ طے کر لینا چاہئے کہ جب بھی کوئی نئی سڑک بنائی جائے یا گلی پختہ کی جائے تو وہ سارے کام جو پہلے کئے جانے ضروری ہیں وہ کر لئے جائیں۔ مثلاً سوئی گیس یا سیوریج کے پائپ سڑک کی تعمیر سے پہلے ڈال لئے جائیں تاکہ جب نئی سڑک یا گلی بنے تو اس کو دوبارہ اکھاڑنا نہ پڑے اور بجٹ ضائع ہونے سے بچ جائے۔ میری گزارش ہے کہ اس بارے میں ایک واضح پالیسی طے کر لینی چاہئے۔

جناب سپیکر! میں دوسری گزارش درختوں کے حوالے سے کروں گا کہ شجرکاری مہم کے لئے بھی ہماری حکومت نے فنڈز رکھے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ جہاں شجرکاری کرنا مقصود ہو وہاں پر سادہ درخت لگانے کی بجائے پھلدار درختوں کو ترجیح دی جائے تاکہ ہمارے ملک کو زیادہ فائدہ ہو۔ پھلدار درختوں سے فروٹ بھی حاصل ہوگا اور دوسرے فوائد بھی حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

چونکہ مجھے پہلے وقت نہیں مل سکا اس لئے میں اب اپنے حلقے کے بھی چند مسائل بیان کرنا چاہوں گا۔ میرا زیادہ تر حلقہ دیہات پر مبنی ہے۔ میرے حلقے میں دیہی مراکز صحت تو ہیں لیکن وہاں پر نہ تو properly ڈاکٹر بیٹھتے ہیں اور نہ ہی کوئی سہولیات میسر ہیں۔ وہاں جدید apparatus تو درکنار عام ضرورت کے آلات بھی میسر نہیں ہیں کہ جن سے ایک مریض کو چیک کیا جا سکے۔ میں حکومت سے عرض کروں گا کہ ہمارے دیہی مراکز صحت میں یہ بنیادی ضرورت کا سامان مہیا کیا جائے۔

جناب سپیکر! میرے حلقے میں تین بڑے بڑے قصبے ہیں۔ ان کی آبادی تقریباً پچاس پچاس، ستر ستر ہزار نفوس پر مشتمل ہے جبکہ وہاں پر ایک بھی کالج نہیں ہے۔ آپ یہ بخوبی سمجھتے ہیں کہ لڑکے تو بسوں یا سائیکل پر بیٹھ کر 20/25 کلومیٹر دور پڑھنے کے لئے چلے جاتے ہیں لیکن بچیوں کے لئے اتنی دور پڑھنے کے لئے جانا ذرا دشوار ہوتا ہے۔ نزدیک کالج موجود نہ ہونے کے باعث میرے علاقے کی اکثر بچیاں تعلیم سے محروم رہ جاتی ہیں۔ لہذا حکومت سے درخواست ہے کہ میرے حلقے میں ایک لڑکوں کے لئے اور ایک لڑکیوں کے لئے کالج قائم کیا جائے تاکہ میرے علاقے کے بچے اور بچیاں بھی تعلیم حاصل کر سکیں۔ بہت شکریہ

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ عارفہ خالد صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! مجھے یہ کہنا ہے کہ کل سروسز ہسپتال کی ایمرجنسی کے اندر مجھے جانے کا اتفاق ہوا۔ ایک زخمی بچہ سڑک پر گرا ہوا تھا جسے میں لے کر وہاں گئی تھی۔ سروسز ہسپتال میں میاں محمد شہباز شریف نے اپنے visit کے دوران کافی لوگوں کو suspend بھی کیا ہے لیکن اس کے باوجود ایمرجنسی میں doctors نے بہت بری طرح میرے اوپر shout کیا، نہ صرف انہوں نے میرے اوپر shout کیا بلکہ شام کو آٹھ بجے وہاں پر جو سٹاف موجود تھا انہوں نے وہاں پر کھڑی ہوئی غریب عورتوں کے ساتھ بری طرح بدتمیزی کے ساتھ بات کی۔ جب میں نے انھیں بتایا کہ میں ایم۔پی۔اے ہوں تو انہوں نے apologize کرنا شروع کر دیا۔ میرے خیال میں ان لوگوں کو ابھی تک بالکل نصیحت نہیں ہوئی۔ میاں صاحب نے وہاں پر اتنا بڑا action لیا ہے اس کے باوجود انہوں نے وہاں پر ایک انتہائی بدتمیزی کا ثبوت دیا۔ وہاں پر بہت سی عورتیں رونے لگ گئیں۔ وہاں پر Neurology Department میں سٹاف نہیں تھا۔ ایمرجنسی میں پورا سٹاف نہیں تھا۔ وہاں ڈیوٹی پر موجود جو سٹاف نرسیں تھیں وہ باقاعدہ گالی گلوچ کے ساتھ مریضوں کو treat

کر رہی تھیں۔ میرے خیال میں ہم سب ایم۔پی۔ایز کو چاہئے کیونکہ یہ ہماری duty میں شامل ہے۔ ہم اپنے باقی کاموں کو چھوڑ کر ہسپتالوں کے، جیلوں کے اور سکولوں کے visit allowed ہیں وہ ہم regular basis پر کریں اور ان کا public places پر ذکر کریں۔ تاکہ یہ چیز اب check ہونی شروع ہو۔یہ بہت ضروری ہے ووٹ لیتے وقت یہی question کئے جاتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔اب اجلاس بروز جمعتہ المبارک مورخہ 27۔جون 2008 کو صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔اسی روز ضمنی بجٹ پر عام بحث ہوگی جو معزز رکن بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کو بھجوادیں۔بہت شکریہ

697

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 27- جون 2008

1- تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2- سرکاری کارروائی

ضمنی بجٹ بابت سال 08-2007 پر عام بحث

699

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 27-جون 2008

(یوم الجمع، 22-جمادی الثانی 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 9 بج کر 50 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَمَنۡ أَحۡسَنُ قَوۡلاً مِّمَّن دَعَآ إِلَى ٱللَّهِ وَعَمِلَ صَٰلِحًا وَقَالَ إِنَّنِى مِنَ ٱلۡمُسۡلِمِينَ o وَلَا تَسۡتَوِى ٱلۡحَسَنَةُ وَلَا ٱلسَّيِّئَةُۚ ٱدۡفَعۡ بِٱلَّتِى هِىَ أَحۡسَنُ فَإِذَا ٱلَّذِى بَيۡنَكَ وَبَيۡنَهُۥ عَدَٰوَةٌ كَأَنَّهُۥ وَلِىٌّ حَمِيمٌ o وَمَا يُلَقَّىٰهَآ إِلَّا ٱلَّذِينَ صَبَرُواْ وَمَا يُلَقَّىٰهَآ إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ o

سورہ حم السجدہ-آیات 33 تا 35

اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو خدا کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں o اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی۔ تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی گویا وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے o اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں۔ اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں o

وما علینا الا البلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد مقبول قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ و علی آلک واصحابک یا حبیب اللہ
جس کی دربار محمد ﷺ میں رسائی ہو گی
اس کی قسمت پہ فدا ساری خدائی ہو گی
جس کی دربار محمد ﷺ میں رسائی ہو گی
سانس لیتا ہوں تو آتی ہے مہک طیبہ کی
یہ ہوا کوچۂ سرکار ﷺ سے آئی ہو گی
جس کی دربار محمد ﷺ میں رسائی ہو گی

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ بات پہلے بھی اس floor پر آ چکی ہے کہ اجلاس جب جلدی شروع ہو جاتا ہے اور خاص طور پر ہم جو دور دراز علاقوں سے آتے ہیں۔ اجلاس کے دنوں میں ہی لوگوں نے ہمارے پاس کام کے لئے آنا ہوتا ہے اور ابھی ایک ہفتہ اجلاس اور جاری رہنا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اجلاس کا وقت دو بجے کے بعد رکھ لیں۔ اب ویسے ہی جو بجٹ پر تقریریں ہونی تھیں وہ سلسلہ بھی تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ میری آپ سے یہ مودبانہ گزارش ہے کہ چونکہ ہم یہاں پر دو تین بجے تک رہتے ہیں جس وجہ سے دفاتر بند ہو جاتے ہیں۔ دو بجے کے بعد اگر شام چھ سات بجے تک ہمارا اجلاس چل بھی جائے تو ہم دو بجے تک دفاتر کے کاموں سے فارغ ہو جائیں گے۔ خاص طور پر میں اپنے علاقے کی بات کرتا ہوں۔ لاہور میں آپ کو کوئی مسئلہ نہیں ہے، یہاں پر لوکل رہنے والوں کو کوئی مسئلہ نہیں ہے مگر ہم جو دور دراز علاقوں سے ہیں ہمارے لئے بہت مسئلہ ہے اس لئے میری مودبانہ گزارش ہے کہ دو بجے کے بعد اجلاس کا وقت رکھ لیا جائے۔

سرکاری کارروائی

ضمنی بجٹ بابت سال 08-2007 پر عام بحث

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا صاحب کی تحریک استحاق نمبر 7 ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے، یہ کل تک pending کی جاتی ہے۔ اب آج کے ایجنڈے پر ضمنی بجٹ بابت سال 08-2007 پر عام بحث ہے تو اب ہم بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ میرے پاس 29 ممبران کی فہرست موجود ہے اور اجلاس کا وقت 12:30 بجے تک ہے اس لئے اراکین سے گزارش ہے کہ کم سے کم وقت میں اپنی بات مکمل کریں اور صرف ضمنی بجٹ کے حوالے سے بات کریں۔ آخر میں وزیر خزانہ صاحب بجٹ speech پر بحث کو wind up کریں گے۔ شکریہ

اب میں دعوت دیتا ہوں محترمہ فرح دیبا، وہ موجود نہیں، جناب افتخار احمد خان، وہ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، وہ موجود نہیں ہیں۔ ملک بلال احمد کھر، تشریف نہیں رکھتے۔ جناب محمد نوید انجم، وہ موجود نہیں ہیں، جناب اللہ رکھا، تشریف نہیں رکھتے۔ میاں محمد رفیق بھی تشریف نہیں رکھتے۔ جناب شہزاد رسول خان!

جناب شہزاد رسول خان : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترم جناب سپیکر، محترم اراکین اسمبلی السلام علیکم! میں حکومت پنجاب کو پہلا کامیاب بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آج حکومت پنجاب کو اتنے سارے مسائل کا سامنا کیوں ہے؟ یہ سابقہ حکومت کی نااہلی کی وجہ سے ہے جس کی وجہ سے آج لوگ بھوک، غربت اور بے روزگاری کا شکار ہیں۔ آج یہ لوگ کیوں ایوان میں آنے سے کتراتے ہیں؟ صرف اس وجہ سے کہ ہم نے جو بجٹ پیش کیا ہے وہ غریب عوام کی فلاح کے لئے ہے اور پاکستان اور پنجاب کی ترقی کے لئے ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو اور اس ایوان میں موجود معزز اراکین کو مخصوص خطے سے متعارف کروانا چاہتا ہوں جو پاکستان کی ایک تاریخی تحصیل ہے جو تقسیم ہند سے پہلے ضلع مظفر گڑھ کی تحصیل ہیڈکوارٹر تھی۔ جس کا نام تحصیل علی پور ہے۔ یہ تحصیل ایک جزیرہ نما علاقہ ہے جس کے ایک طرف ہیڈ پنجند ہے اور دوسری طرف دریائے سندھ ہے اور خشکی کا ایک ہی راستہ رہ جاتا ہے جسے لوگ معاشی سرگرمیوں کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اس وقت شاید پنجاب کی اپنی حالت زار کی وجہ

سے یہ تحصیل پسماندہ ہے۔ اس کے بعد بننے والی تمام تحصیلیں یا تو آج ضلع بن چکی ہیں یا اس سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔ اس تحصیل کی حالت زار یہ ہے کہ اس کی تمام سڑکیں بوسیدہ ہیں یہاں تک کہ عالمی شہرت یافتہ ہیڈ پنجند اس وقت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکا ہے اور اگر اس پر توجہ نہ دی گئی تو یہ ایک تباہی کا شکار ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! آبپاشی کے لئے یہ اس وقت جنوبی پنجاب کا ایک قدرتی سرمایہ ہے جس کی اہمیت آج کل کے دور میں کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ سابقہ حکومت کی طرح اگر اسے نظر انداز کیا گیا تو ایک وسیع ترین علاقہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔ یہاں کے لوگوں کا ذریعہ معاش زراعت ہے لیکن ٹیکسوں کی بھرمار کی وجہ سے اور زرعی قرضوں کی وجہ سے بہت سا علاقہ بنجر پڑا ہوا ہے۔ اس کی وجوہات کھاد، ڈیزل کی بڑھتی ہوئی قیمتیں اور یہاں نہری پانی کی کمی ہے۔ اس تحصیل کو دو دریا لگنے کے باوجود یہاں کے زمینداروں کو پانی مہیا نہیں کیا جا سکتا۔ اس تحصیل کو ماضی میں سیلاب زدہ قرار دے دیا گیا تھا جس کی وجہ سے یہاں پر کوئی فیکٹری، کوئی مل یا کوئی انڈسٹری نہیں وہاں پر لوگوں سے ٹیکس تو ایسے وصول کیا جاتا ہے جیسے وہ لوگ یا تو شوگر مل کے مالک ہوں یا انہوں نے فیکٹریاں لگا رکھی ہوں۔ ایک تو وہاں کے لوگ بھوک کی وجہ سے مر رہے ہیں اور دوسرا ہماری حکومت نے ان پر جو ٹیکس عائد کر رکھے ہیں، ان کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ وہاں کے لوگ اتنے غریب ہیں کہ وہ حکومت کو ٹیکس دینے کے لائق نہیں لہذا میری آپ سے گزارش ہے کہ ان پر عائد کردہ تمام ٹیکس، ضلعی ٹیکس، زرعی ٹیکس اور زراعت کے قرضے وغیرہ تمام معاف کر دیئے جائیں۔ اگر ایسا نہ ہوا تو وہاں کے لوگ یا تو خودکشی کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں یا پھر چوری، ڈکیتی اور بوسن گینگ جیسے لوگ بن کر ظاہر ہو جاتے ہیں جو نہ صرف وہاں کے لوگوں کے لئے بہت problem create کرتے ہیں بلکہ ملک کا نام بھی بدنام کرتے ہیں۔ وہاں کے لوگوں کی اتنی آمدن نہیں جتنا ان پر ٹیکس عائد کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح میں وہاں کے عوام کی صحت کے بارے میں بھی آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میرے علاقے کی جو شہری آبادی ہے اس کی کل تعداد 50 ہزار ہے اور اس آبادی کے لحاظ سے انہیں ایمرجنسی میں صرف 6 بیڈ میسر ہیں جو ان کی تعداد کے مطابق بہت کم ہیں۔ اسی طریقے سے وہاں پر اگر کسی کو ایمرجنسی آپریشن کروانا پڑ جائے تو ایک اینستھیزیا مشین جس کی قیمت ایک لاکھ 30 ہزار روپے تقریباً ہے جو کسی جانی نقصان سے زیادہ نہیں۔ ان کو علاج کے لئے یا تو ملتان نشتر ہسپتال بھیجا جاتا ہے یا پھر بہاولپور ہسپتال بھیجا جاتا ہے۔ اس کی کیا گارنٹی ہے کہ وہاں تک جاتا ہوا مریض بچ

سکتا ہے یا پھر وہاں جاتے ہی اس کو فوری طبی سہولیات میسر ہوں گی۔اس لئے میری آپ سے التجا ہے کہ فوری طور وہاں پر اس مشین کو مہیا کیا جائے۔

جناب سپیکر!یہ تحصیل ہر لحاظ سے پسماندہ ہے اور اسی طرح تعلیم میں بھی سب سے پیچھے ہے اور وہاں پر ڈگری کالج بوائز میں ایم اے کی کلاس کا اجرا تو کیا گیا ہے لیکن وہاں پر ان کے لئے کوئی خاص بلڈنگ میسر نہیں اور نہ ہی وہاں پر کوئی ایم اے کلاسز کا عملہ موجود ہے لہذا میری آپ سے التجا ہے کہ ان کو وہاں پر بلڈنگ مہیا کی جائے اور عملہ میسر ہو۔اسی طرح وہاں پر گرلز کالج میں ایم اے کی کلاسوں کا اجرا نہیں ہوا ہے اس کے لئے بھی بندوبست کیا جائے اور وہاں پر pick & drop کے لئے already ایک بس مہیا ہے لیکن طالبات کی تعداد بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے یہ بھی کم ہے اس لئے میری اس حکومت سے یہ بھی التجا ہے کہ ان کو وہاں پر بس مہیا کی جائے۔

جناب سپیکر!اس شہری آبادی کا 50 ہزار آبادی کے لحاظ سے پینے کے صاف پانی کا فلٹر پلانٹ صرف ایک ہے جو اس شہری آبادی کے لئے بہت کم ہے۔یہ بھی حکومت پنجاب سے گزارش ہے کہ وہاں پر مزید صاف پانی کے لئے فلٹر پلانٹ لگائے جائیں تاکہ وہاں پر لوگوں کو زیادہ سے زیادہ سہولیات دی جائیں۔شکریہ۔پاکستان زندہ باد

جناب قائم مقام سپیکر: جناب محمد اعجاز احمد اچلانہ! موجود نہیں ہیں، جناب آصف منظور موہل!

جناب آصف منظور موہل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ، کہ آپ نے مجھے وقت دیا اور آج میں آپ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک بات میں معزز ممبران کے لئے کہہ دوں کہ یہ ضمنی بجٹ پر بحث ہے اور ٹائم بھی آج ہمارے پاس بڑا محدود ہے۔پانچ منٹ کا ٹائم ہے اور پانچ منٹ کے اوپر جب bell ہو گی اس کے بعد دو منٹ بعد دوبارہ bell ہو گی اور اس کے بعد مائیک بند کر دیا جائے گا۔شکریہ۔جی، موہل صاحب!

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! آج میں سب سے پہلے تو آپ کو appreciate کرتا ہوں کہ آپ نے آکر تلاوت کلام پاک سے اجلاس کا آغاز کر دیا اور انتظار نہیں کیا کہ House کی تعداد کتنی ہو گی تو یہ ایک بڑی اچھی روایت ہے جو آپ نے شروع کر دی ہے۔

جناب سپیکر! بجٹ کے حوالے سے چونکہ میرے ضلع بہاولنگر کو پہلے بجٹ میں ٹائم بھی نہیں مل سکا مگر میں آپ کی بات کو بھی honour کروں گا کہ زیادہ ٹائم نہیں لوں گا اور میں صرف اپنے ضلع بہاولنگر کی جو بے ضابطگیاں ہیں، اپنے اس floor پر اپنے معزز اراکین کو اور آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں اور خاص طور پر وزیر خزانہ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ضلع بہاولنگر میں 13۔ جون کو چیف سیکرٹری صاحب تشریف لائے اور انہوں نے تمام ڈیپارٹمنٹس کی briefing لی۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ ہمارے ضلع میں کروڑوں روپے سابقہ حکومت نے بھیجے ضرور مگر وہ اس کے جو mini dictators تھے وہاں پر، وہاں کے ضلع ناظمین، تحصیل ناظمین، انہوں نے اس بجٹ کے اندر اتنی بے ضابطگیاں کیں جس کو ضلع بہاولنگر کے موجودہ ناظم نے on the floor of District Assembly کہا کہ سابقہ ڈی۔ سی۔ او طارق فیروز نے اس ضلع میں دوران الیکشن اتنی بے ضابطگیاں کیں کہ وہ 24 کروڑ روپے ضلع ناظم کے نوٹس میں لائے بغیر خرچ کیا گیا۔

جناب والا! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک ڈی۔ سی۔ او ضلع ناظم کی اجازت کے بغیر فنڈز میں 24 کروڑ روپے کا گھپلا کر جائے۔ اب اس وقت میرے ضلع کی صورتحال یہ ہے کہ ہم 36 کروڑ روپے خسارے میں جا رہے ہیں جس کی وجہ ضلع کا بجٹ 30۔ جون کو پیش نہیں ہو سکتا کیونکہ قواعد کے مطابق جب ایک ضلع خسارے میں جا رہا ہو تو وہ اپنا بجٹ پیش نہیں کر سکتا۔ ہمیں اگر 36 کروڑ روپے صوبہ پنجاب کی حکومت دے گی تو پھر ہم اپنا بجٹ پیش کرنے کے قابل ہوں گے۔ جب میں نے یہ سارا بجٹ دیکھا تو اس بجٹ میں بہاولنگر کو اتنی ترقیاتی سکیمیں نہیں دی گئیں اور ابھی تک سابقہ حکومتوں کے گھپلوں کے باوجود بھی 900 ملین کی on going schemes pending ہیں۔ وہاں پر ایسا ہوا ہے کہ اگر 10 لاکھ روپے میں آٹھ آٹھ سکیمیں چلا دی گئیں۔ ٹھیکیداروں سے پیسے وصول کر لئے، کمیشن لے لی اور ان کے tenders کروا دیئے گئے۔ اسی لحاظ سے میرے ضلع میں 900 ملین کی on going schemes ابھی pending ہیں۔ یعنی ہم جو منتخب نمائندے آج اپنا فنڈ لے کر جاتے ہیں تو پھر ضلع ناظم پہلے اس فنڈ کو on going schemes میں لے جائے گا جس سے سراسر ہمارے حلقوں کا نقصان ہوگا۔ لہذا میری وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ وہ ضلع بہاولنگر کے اس financial event کو بالکل focus کریں اور میں ان کو پنجاب کا ایک test case دے دیتا ہوں کہ وہ ضلعی ناظم کا احتساب کریں، وہاں کے ڈی۔ سی۔ او کا احتساب کریں، Accounts Officer کا احتساب کریں، ای۔ ڈی۔ او (فنانس) کا احتساب

کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس طرح عوام کا پیسا جو ان لوگوں نے کھایا اور لوٹا ہے وہ عوام تک واپس آ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ بجٹ میں جو A.D.P میں سکیمیں رکھی گئی تھیں اس میں میرے حلقہ پی پی - 280 کے حوالے سے 3 کروڑ 17 لاکھ 50 ہزار روپے کی سکیمیں ایسی mention ہیں جن کے آگے پی پی۔ 280 لکھا گیا ہے جبکہ وہ میرے حلقے کی سکیمیں نہیں ہیں۔ جیسا کہ ڈاہرانوالہ کی سکیم ہے اب وہ پی پی۔ 280 میں نہیں ہے۔ اس لئے اس کو بھی correct کیا جائے ورنہ میرا خیال ہے کہ ضلع کے باقی ایم۔پی۔ ایز کہیں گے کہ موہل صاحب آپ نے تو تین کروڑ روپے کی سکیمیں لے لیں جب کہ وہ میرے حلقے کی سکیمیں نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ اس supplementary budget میں، میں اپنے معزز ایوان کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جو miscellaneous funds ہیں اس میں سچی بات ہے کہ دیکھ کر حیرت اور پریشانی ہوتی ہے کہ ہمارے عوام کا، اس پنجاب کے عوام کا پیسا کس بے دردی سے پرویز الٰہی اور اس کے حواریوں نے لوٹا ہے۔ یہاں پر اگر میں لکھنے پر آتا تو یہ بہت سارے صفحات لگ جاتے مگر چند ایک ایسے ہیں جیسے یہاں پر grant in aid to Ms. Kanwal اب یہ نہیں پتا کہ وہ مس کنول کون تھیں وہ کیا تھیں، کوئی آفیسر تھیں یا ان کا کوئی public میں event تھا؟ اس کے بارے میں کچھ نہیں پتا۔ اسی طرح لکھا ہے کہ ملتان کے اندر سات افراد کی امداد کر دی گئی اور ان کو سات لاکھ روپے دے دیئے گئے۔ اسی طرح معزز اراکین اسمبلی کا بھی ذکر ہے جیسے grant in aid to سردار پرویز نکئی پی پی۔ 183 کو 10 لاکھ روپیہ دیا گیا ہے۔ اسی طرح grant in aid to چودھری الطاف حسین ایم۔پی۔اے لیہ کو 12 لاکھ 75 ہزار روپیہ دیا گیا ہے۔ جناب والا! یہ عوام کے ساتھ کیا ہوتا رہا ہے؟ اگر ہم اس پر پورا survey کریں تو Chief Minister House میں بھی minorities کے لئے بھی تیس تیس لاکھ روپے کے function arrange کئے گئے ہیں۔ یہ دیکھیں ہمارے ساتھ کتنی زیادتی ہوئی ہے کہ grant in aid to various persons. There is no name of any body اس میں ہے 21 لاکھ 30 ہزار روپے، یہ پنجاب کے ساتھ کیا ہوا ہے؟ کیا یہی پڑھا لکھا پنجاب تھا، کیا یہی انہوں نے سبز انقلاب لانا تھا؟ انہوں نے عوام کو روٹی سے محروم کر دیا اور ایسے ایسے لوگوں کو انہوں نے بنا دیا۔ میں اس کا احتساب چاہتا ہوں۔ چودھری پرویز الٰہی، اس کی پوری کابینہ کا اور اس میں جو جو بھی involve ہیں چاہے وہ سرکاری افسران ہیں، چاہے غیر سرکاری ہیں ان کا احتساب کیا جائے اور میں چاہتا ہوں

کہ وزیر خزانہ اس معاملہ کو بالکل focus کریں انشاء اللہ تعالیٰ پوری حکومت پنجاب ان کے ساتھ ہے، تمام ایم۔پی۔ایز ان کی sport میں ہیں ہم عوام کا پیسا جو کھایا گیا ہے اس کو واپس لانا چاہتے ہیں۔ میرا حلقہ مکمل rural area پر depend کرتا ہے اور میرے پاس بہاولنگر کی دو تحصیلیں ہیں جس میں تحصیل بہاولنگر کے بھی چکوک ہیں اور تحصیل چشتیاں کے بھی چکوک ہیں یعنی یہ مکمل rural area پر ہے جس میں 19 یونین کونسلیں ہیں 10 یونین کونسلز مکمل ہیں اور 9 یونین کونسلز ہمارے پاس partly ہیں۔ یہ تمام پسماندہ علاقہ ہے لہذا وزیر صاحب کو میں گزارش کروں گا کہ جو ہماری پہلے سے بنی ہوئی سڑکیں ہیں جو میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کے دور میں بنائی گئی تھیں وہ اب بہت خستہ حالی کا شکار ہو چکی ہیں اس لئے ہمیں اگر نئی سڑک نہیں دے سکتے تو ہم حکومت کے ساتھ تعاون کرتے ہیں مگر کم از کم پرانی سڑکوں کو repair ضرور کرایا جائے۔ چونکہ ہمارا rural area ہے وہاں B.H.Us نہیں ہیں جس کی وجہ سے ہمارے علاقے میں بیماریاں ہیں۔ وہاں ہیپاٹائٹس پھیل رہا ہے، ٹی بی کا مرض پھیل رہا ہے لہذا ہمیں اپنے rural areas کے لئے B.H.Us بنانے کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔

جناب والا! تعلیم حکومت کا target ہے لہذا upgradation کے لئے ہر یونین کونسل میں کم از کم ایک ہائی سکول دیا جائے جس سے تعلیم کی طرف توجہ دی جائے۔

آخری بات میں پانی کے حوالے سے کروں گا۔ چونکہ پینے کا پانی اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے جس کے لئے میرے حلقہ میں لوگ اس وقت ترس رہے ہیں۔ آپ یقین کریں کہ وہاں پر ڈگیوں کا پانی جس پر کائی جمی ہوتی ہے اس کے اندر water pumps لگا کر لوگ اپنے گھروں میں پانی پیتے ہیں۔ میری وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ حلقہ PP-280 میں پینے کے پانی کے لئے water supply schemes کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔

جناب والا! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں وقت کی پابندی بھی کرتا ہوں۔ مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: موہل صاحب! بہت شکریہ، آپ نے واقعی وقت کی پابندی کی ہے۔ جناب عبدالوحید چودھری!۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ میاں نصیر احمد!۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب محسن لطیف!۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ راجہ فیاض سرور!۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ صغیرہ اسلام!۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں۔ محترمہ نجمی سلیم!۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں۔ محترمہ نسیم ناصر خواجہ!۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں۔ محترمہ محمودہ چیمہ!

محترمہ محمودہ چیمہ: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں وزیراعلیٰ پنجاب اور اپنے وزیر خزانہ کو کامیاب بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ بات تو میری چھوٹی سی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ یہ بہت دور رس نتائج کی حامل ہے۔ ہمارے علاقے میں بلکہ اگر کہا جائے تو پورے پنجاب میں private schools میں teachers زیادہ تر untrained ہوتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس کو compulsory کر دیا جائے کہ ان سکولوں میں اساتذہ trained ہونے چاہئیں۔ اگر ان کو registration کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے تو یہ زیادہ احسن ہوگا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ سردار قیصر عباس خان!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی!

محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے میں قائد ایوان کو مبارکباد پیش کرتی ہوں اور محترمہ بے نظیر بھٹو کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں جن کی قربانیوں کی وجہ سے آج ہم اس جمہوری نظام کا حصہ ہیں۔ پھر میں وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے پنجاب کی teachers کا جو بہت بڑا اور پرانا مسئلہ تھا اس کو حل کیا اور احکامات جاری کئے کہ اس کے حل کی طرف توجہ دی جائے۔ اس کے بعد میں supplementary budget کے حوالے سے جو بات کرنا چاہتی ہوں کہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ there is gap between planning and implementation جو لوگ planning کرتے ہیں اور جو implement کرتے ہیں ان میں بہت فرق ہے۔ بہت ساری ایسی سکیمیں شروع کی گئی ہیں پچھلی بار بھی اور اس سے پچھلے سال بھی جو ابھی تک پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکیں ان کا time period گزر جانے کے باوجود بھی وہ ابھی تک پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکی ہیں۔ اب پنجاب اسمبلی کی عمارت کی ہی مثال لے لیجئے، دو سال پہلے اسے مکمل ہونا تھا لیکن ابھی تک وہ مکمل نہیں ہو سکی۔ اسی طرح سے کچھ واٹر سکیمیں راولپنڈی میں شروع کی گئی ہیں، ان کی پائپ لائن بچھانے کے بعد ان میں ایک بار پانی بھی نہیں دیا گیا لیکن اس کے بعد وہ ساری سکیمیں ختم کر دی گئیں جن میں ایک سکیم مہرا، تحصیل کہوٹہ، ضلع راولپنڈی کی ہے۔ اس کے علاوہ اسی طرح سے ایک سکول جو شکریال راولپنڈی میں شروع کیا گیا اس سکول کو تین ماہ کے عرصہ میں مکمل ہونا تھا لیکن پچاس لاکھ کی لاگت کے باوجود ڈیڑھ سال بھی گزر گیا لیکن ابھی تک اس کا ڈھانچہ بھی مکمل نہیں ہوا۔ اسی طرح اور بہت ساری سکیمیں شروع کروائی گئیں جن کا time بھی بہت گزر چکا لیکن وہ مکمل نہیں ہو سکیں۔ سب

سے پہلے اگر ایک on going audit system قائم کیا جائے جو چیک بھی کرے کہ جو سکیمیں شروع کی جا رہی ہیں ان کو ٹائم کے اوپر مکمل کیا جائے۔ اس کے علاوہ ایک پانی کی سکیم ساگری ضلع راولپنڈی میں شروع کی گئی ہے۔ اس کی پائپ لائن کو بچھائے ہوئے کافی عرصہ ہو گیا ہے لیکن ابھی تک وہاں کے لوگوں کو پانی کی سہولت میسر نہیں ہوئی۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں ایک چیز آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اسمبلی ہال کے ساتھ پہلے parking نزدیک ہوا کرتی تھی، ابھی سکیورٹی کی وجہ سے پارکنگ کافی دور چلی گئی ہے اور مجھ جیسے ایم۔پی۔اے جن کے پاس ڈرائیورز نہیں ہیں اُن کو parking میں گاڑی چھوڑ کے آنے میں کافی ٹائم لگ جاتا ہے اور دقت بھی ہوتی ہے تو میں گزارش کروں گا کہ آپ اگر ڈرائیور سروس گیٹ کے پاس، space کے اوپر مہیا کر سکیں تو ہمارے لئے آسانی ہو گی تاکہ وہ گاڑی کو parking میں لے جائیں اور وہاں سے لا سکیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ کل میرے چیمبر میں بات ہوئی ہے۔ اس پر ہم بات کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جلدی اس کا کوئی حل نکالیں گے۔ محترمہ رفعت سلطانہ صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیتے ہیں تو میں کل کے "نوائے وقت" کی ایک خبر پڑھ سکوں۔ کل کے "نوائے وقت" میں ایک خبر ایسی چھپی کہ جس سے بہت کچھ پتا چل سکا۔ جسٹس قاضی مصطفیٰ اسماعیل 26۔مارچ 1986 کو لاہور ہائی کورٹ کے adhoc judge مقرر ہوئے۔ ان کے والد ڈاکٹر اسماعیل قاضی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے وائس چانسلر اور چار ممالک کے سفیر تھے۔ جسٹس قاضی نے 1986 میں فوجی صدر ضیاء الحق کی اہلیہ پر ناروے حکومت کی جانب سے منشیات اور سمگلنگ کیس کے الزام لگنے پر جسٹس قاضی کو لاپتا افراد میں شامل کر لیا اور 17 سال تک ان سے کسی کی ملاقات نہ ہونے دی۔ 18 سال کے بعد 1992 میں F.I.A کا مقدمہ ان پر درج ہوا۔ 22 سال کے بعد یہ ضمانت پر رہا ہوئے اور جب یہ باہر آئے تو ان کی اہلیہ، ایک بھائی کا قتل اور ڈیڑھ سالہ بچے کے لاپتا ہونے کی خبریں ملیں۔ یہ صدر ضیاء الحق نے ایسے کیا۔ میں کہتی ہوں

کہ یہ جو فوجی صدر ہیں ان کا کام ہی یہی ہے کہ ججوں کے ساتھ ایسا کرنا۔ میں کہتی ہوں کہ دو فوجی جرنیل صدر رہوئے ہیں اور دونوں ہی ڈکٹیٹر ہوئے ہیں۔ ضیاء الحق کی Mrs جو تھی وہ سمگلنگ کیس اور منشیات میں ملوث پائی گئی اور صدر مشرف جو فوجی جرنیل تھے انہوں نے اپنی اہلیہ کے بارے میں ٹی وی پر یہ انکشاف کیا کہ وہ بڑی اچھی ڈانسر ہے۔ میں نے یہ باتیں جب اخبار میں پڑھیں تو میں تو شرم کے مارے پانی پانی ہو گئی کہ یہ ہمارے صدور کی حالت ہے۔ پتا نہیں کہ اس ہاؤس میں کسی کو شرم آئی یا کہ نہیں؟ میں پانی پانی ہو گئی۔

آوازیں: شیم، شیم۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: صدر ضیاء الحق صاحب اسی لئے ایک نعت میں بڑے مشہور ہوتے تھے۔ وہ کون سی نعت تھی کہ:

یہ سب تمھارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

وہ بات یہی بنی ہوئی تھی کہ جج کو اس نے 18 سال تک قید خانوں میں رکھا۔ وہ سندھ کی جیلوں میں گئے، قیدوں میں گئے، نہ ان کے ساتھ کسی کی ملاقات ہونے دی۔ میں اپنے ان صحافی بھائیوں کی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے "نوائے وقت" میں یہ مردہ کیس 22 سال بعد اٹھا ڈالا۔ اس سے صاف پتا چلتا ہے کہ جمہوریت اور صحافت دونوں کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ نہ جمہوریت صحافت کے بغیر چل سکتی ہے اور نہ صحافت جمہوریت کے بغیر چل سکتی ہے۔ یہ "نوائے وقت" کی خبر تھی۔ میں اپنے ان صحافیوں کو پھر خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! اب میں اپنے بجٹ کی طرف آتی ہوں۔ میرے صرف تین points ہیں۔ ایک تعلیم، ایک صحت اور development ہے۔ اگر آپ مجھے خوشی سے اجازت دیتے ہیں تو میں پڑھ دیتی ہوں ورنہ میں بیٹھ جاتی ہوں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! معاشرے کے لئے تعلیم و ترقی بہت ضروری ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ بچہ، بچہ تعلیم حاصل کرے اور یہ بچے قوم کا سرمایہ ہیں یہ پڑھ لکھ کر روشنی کے مینار بنیں گے اور اس روشنی سے پوری دنیا روشن ہو جائے گی مگر میں ایک بات کہنا چاہتی ہوں کہ نرسری سے لے کر پانچویں جماعت تک کے نصاب کو short کر دیا جائے کیونکہ تھوڑا نصاب بچے کی نشوونما کو برقرار رکھے گا، بچے کی growth ہو گی۔ بچہ معصوم ہوتا ہے، بچے کا وزن دیکھیں کہ نرسری کا بچہ پانچ کلو کا ہوتا ہے اور اس کی

کتابیں 20 کلو کی ہوتی ہیں، جب وہ اٹھا کر سکول جاتا ہے تو اس کی گردن پتنگ کی طرح جھپ کھاجاتی ہے۔(قہقہے)

جناب سپیکر! میرے وزیر خزانہ صاحب نے ماشاءاللہ تعلیم کے لئے بجٹ کافی رکھا ہے۔ میں کہتی ہوں کہ یا تو نصابی کورس کو short کر دیا جائے یا پھر ایسا کریں کہ بچوں کو loading allowance دے دیں تاکہ وہ گدھا گاڑی پر کتابیں لاد کرلے جاسکیں۔ بچے پر اتنا بوجھ ہے کہ بچہ اتنی ساری کتابیں اٹھا کر سکول جاتا ہے، واپسی پر وہ کتابیں گھر لاتا ہے تو قاری صاحب آ گئے، قاری صاحب ایک گھنٹہ تک پڑھاتے ہیں اور بچے کا گلا دبانے پر بھی لگے رہتے ہیں، ہا، خاکر کے آٹھ دس دن تک ایسے لگے رہتے ہیں اس کے بعد tutor پڑھانے کے لئے آجاتا ہے۔ پھر اس کے بعد باپ تھکا ہوا کام سے آتا ہے وہ بھی اس کو پڑھانے لگ جاتا ہے۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! محترمہ میرے لئے انتہائی قابل احترام ہیں اور میں ان کی بڑی عزت کرتا ہوں لیکن میری ان سے گزارش ہے کہ یہ ایک معزز ہاؤس ہے اور ہم جو باتیں کر رہے ہیں پورے پنجاب کی عوام دیکھ رہی ہے وہ بڑے اچھے دلائل دے رہی ہیں لیکن جو بھی گفتگو کریں بڑی سنجیدگی سے کریں۔ ہم اس وقت پنجاب کے بجٹ پر بحث کر رہے ہیں۔ میری انتہائی مؤدبانہ گزارش ہے کہ اس forum کا خیال رکھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں جانتی ہوں کہ یہ بجٹ ہے اور اس پر ایسے Implement کیا جانا چاہئے۔ میں کہتی ہوں کہ اگر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹائم ختم ہو رہا ہے آپ ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! سینئر وزیر صاحب ہمارے لئے قابل احترام ہیں لیکن جو لوگ grass roots سے آتے ہیں ان کا direct ان باتوں سے link ہوتا ہے۔ اگر ان کی بات کرنے کا style ایسا ہے تو اسے ignore کیا جائے لیکن وہ حقیقت پر مبنی بات کر رہی ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ تلفظ میں

غلطیاں تو بڑے بڑے بھی کر جاتے ہیں لہذا ایسی بات نہیں کہنی چاہئے یہ serious اور direct عوامی باتیں ہیں اور یہ باتیں اس floor پر کرنی چاہییں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ، محترمہ! آپ کے پاس ایک منٹ ہے اپنی بات wind up کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے میری حوصلہ افزائی کی۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ تعلیمی نصاب short cut ہونا چاہئے مجھے امید ہے کہ وزیر تعلیم اس پر ضرور عمل کریں گے اور نصاب کو short کریں گے۔ یہ نصاب بالکل جامع ہونا چاہئے اور کھیل کھیل میں بچوں کو سب کچھ سکھانا چاہئے اس سے بچوں کی growth بڑھتی ہے۔ ہر ضلع میں ٹیچرز ٹریننگ سکول بنا دیئے جائیں اور ایسے ٹیچر جن کو انگلش آتی ہو ان کو وہاں admit کیا جائے۔ سر سید احمد خان نے کہا تھا مسلمانو! اگر تم چاہتے ہو کہ دنیا میں ترقی کرو تو انگریزی سیکھو مگر مولویوں نے کہا کہ اگر ہم نے انگریزی سیکھی تو انگریزوں کے غلام ہو جائیں گے۔ انگریزوں کے غلام کون نہیں ہیں؟ ہمارا ڈکٹیٹر صدر جو Crocodile tears بہا کر اربوں کی امداد لے رہا ہے۔ جناب! وہ Crocodile tears بہا رہا ہے وہ امریکہ والے انگریزوں کا غلام ہے۔ ہمارے اساتذہ کی انگریزی پڑھاتے ہوئے زبان تھتلاتی تھی جب ہم انگریزی بولتے ہیں تو ہماری زبان بل کھاتی ہے۔ لہذا انگریزی پر عبور حاصل ہونا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی زبان پر ہمیں فخر ہے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میری دو باتیں رہ گئی ہیں لہذا مجھے عرض کرنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ابھی ٹائم کا مسئلہ ہے اس لئے تشریف رکھیں پھر کبھی موقع دیا جائے گا۔ بہت شکریہ۔ اب میں محترمہ آصفہ فاروقی کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر! میں نے بجٹ تقریر میں اپنے علاقے کے لئے جو چیزیں مانگی تھیں میں وہی دہراؤں گی تاکہ جیسے کسی کو reminder دیا جاتا ہے۔ میری طرف سے یہ reminder ہی ہو گا جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میرا ضلع پسماندہ ہے کسی اور ملک میں جس علاقے سے نوبل انعام یافتہ بچہ ہو تو اس علاقے کو بہت ترقی دی جاتی ہے۔ جس علاقے میں زیادہ جرائم ہوتے ہوں اس علاقے میں تعلیم پر بہت زور دیا جاتا ہے۔ میں ایک واقعہ سناؤں گی کہ فیلڈ مارشل ایوب خان کا دور تھا انھوں نے اعلیٰ افسران کی میٹنگ بلائی ہوئی تھی اور پوچھا کہ بتاؤ ملک میں سب سے زیادہ جرائم کہاں ہوتے

ہیں انہوں نے بتایا کہ ضلع جھنگ میں۔انھوں نے پوچھا کہ ضلع جھنگ کی کون سی تحصیل میں تو ان کو بتایا گیا کہ تحصیل جھنگ میں۔ پھر انھوں نے پوچھا کہ کون کون سے علاقے ہیں تو ان کو بتایا گیا کہ اس میں شہر ہے اور کچھ دیہات بھی بتائے۔ پھر پوچھا گیا کہ کون سے دیہات میں جرائم ہو رہے ہیں تو ان کو بتایا گیا کہ تھانہ موچی والا کی حدود میں ہو رہے ہیں۔انہوں نے پوچھا کہ آپ نے اس کے سد باب کے لئے کیا کیا ہے۔افسران نے بتایا کہ ہم سے تو وہ قاتل، چور، ڈاکو اور راہزن نہیں پکڑے جا رہے لہذا اب آپ بتائیں کہ ہم کیا کریں۔تو فیلڈ مارشل نے ان کے جواب میں کہا کہ اس علاقے میں زیادہ سے زیادہ سکول کھولیں۔جہاں زیادہ جرائم ہو رہے تھے وہاں ایک بھی سکول نہیں تھا۔جب انہوں نے پرائمری سکول سے مڈل اور مڈل سے ہائی سکول بنوائے تو وہاں جرائم کی تعداد کم ہو گئی اور اب یہ وقت ہے کہ وہاں بالکل جرائم ختم ہو گئے ہیں۔

جناب والا! جھنگ ایک مردم خیز علاقہ ہے جہاں سے ہر دور میں اچھے لوگ آگے آئے ہیں خواہ بیوروکریسی ہو سیاستدان ہوں یا علم و ادب ہو بلکہ شاعر مجید امجد کا تعلق بھی میرے ضلع سے رہا ہے۔ جب میں سینیٹر تھی تو اسی وقت جناب ذوالفقار علی بھٹو سے گرلز ڈگری کالج جھنگ کے لئے ایم۔اے کی کلاسز کا اجرا کروایا تھا۔اب ہمیں وہاں پر میڈیکل کالج چاہئے جو ہم شہید بی بی بے نظیر بھٹو صاحبہ کے نام سے چلانا چاہتے ہیں۔میری دوسری استدعا ہے کہ جھنگ سے فیصل آباد روڈ بہت تنگ ہے اور اس پر بہت رش ہوتا ہے جس وجہ سے اس پر بہت زیادہ حادثات ہوتے ہیں اور روزانہ اس روڈ پر جانیں ضائع ہوتی ہیں لہذا میں وزیر خزانہ سے درخواست کرتی ہوں کہ جھنگ سے فیصل آباد تک موٹروے طرز پر ڈبل روڈ بنائی جائے تاکہ ہم آئے روز کے حادثات پر قابو پا سکیں۔

جناب سپیکر! میرے اور بھی مطالبات ہیں لیکن چونکہ ان کا تعلق وفاقی حکومت سے ہے اس لئے وہ یہاں پیش نہیں کر رہی وہ میں direct سلمان فاروقی صاحب کو کہوں گی کہ آپ کا بھی ہمارے علاقے سے تعلق ہے اور میرا ضلع آپ کا بھی ضلع ہے لہذا اس کی ترقی کے لئے یہ یہ چیزیں دیں۔میں جناب! کی وساطت سے کائرہ صاحب سے یہ چاہ رہی ہوں کہ جھنگ میں میڈکل کالج دیا جائے اور جھنگ سے فیصل آباد تک ڈبل روڈ بھی دیا جائے۔مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب محمد سعید مغل! موجود نہیں ہیں۔ محترمہ راحت اجمل صاحبہ! موجود نہیں ہیں۔ محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ!

محترمہ شمیلہ اسلم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! ساڑھے آٹھ سالہ آمرانہ دور حکومت کے بعد نئی جمہوری حکومت نے انتہائی نامساعد حالات میں جو اپنا پہلا بجٹ پیش کیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ وہ انتہائی متوازن بجٹ ہے۔اس کے لئے میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ان کی کابینہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔جہاں یہ جمہوری سفر میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی قید وبند اور جلاوطنی کا نتیجہ ہے وہیں پر اس میں محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کا خون بھی شامل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ریاست کا وجود اس لئے عمل میں آتا ہے تاکہ امن وامان قائم کیا جا سکے اور بغیر انصاف کے امن وامان قائم نہیں ہو سکتا۔ میں سمجھتی ہوں کہ بجٹ میں ججوں کی تنخواہ میں اضافہ حکومت کا ایک احسن قدم ہے لیکن میری تجویز ہے کہ جس طرح اعلیٰ عدلیہ اور ماتحت عدلیہ کے ججوں کی تنخواہ میں اضافہ کیا گیا ہے اسی طرح ان کے سٹاف کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں تعلیم کے حوالے سے کہنا چاہوں گی کہ سلیف فنانس کا خاتمہ حکومت کا ایک اچھا قدم ہے اس وجہ سے غریب اور ہونہار طلبہ کو سامنے آنے کا موقع ملے گا۔ تحصیل کی سطح پر یتیم بچوں کے لئے سکولوں کا قیام اور ایئر کنڈیشنڈ بسوں کی فراہمی اگرچہ بہت اچھی بات ہے لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے چھوٹے اضلاع کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اس سکیم سے چھوٹے اضلاع کے بچے بھی مستفید ہو سکتے۔ تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لئے میری تجویز ہے کہ سرکاری اداروں میں پڑھانے والے اساتذہ اور کالجوں میں پڑھانے والے پروفیسروں کی تنخواہوں میں نہ صرف اضافہ کیا جائے بلکہ انھیں دیگر مراعات بھی دی جائیں اور اس کے بدلے میں انہیں پابند کیا جائے کہ وہ ٹیوشن نہیں پڑھائیں گے کیونکہ ٹیوشن پڑھانے کی وجہ سے وہ سکولوں میں توجہ نہیں دے پاتے اور جس سکول کا رزلٹ اچھا ہو وہاں کے اساتذہ کو انعام وکرام سے بھی نوازا جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر انٹری ٹیسٹ بھی ختم کر دیا جائے تو ہم ٹیوشن مافیا کی حوصلہ شکنی کر سکتے ہیں۔ میں ایک اور بات کہنا چاہوں گی کہ میٹرک کی سطح پر طلباء کے نصاب میں کچھ مضامین ایسے ہیں جو کہ انہیں معاشی طور پر مستحکم بنا سکتے ہیں مثلاً بیوٹیشن اور زراعت سے متعلق کورسز ہیں لیکن انہیں dead کر دیا گیا ہے اگر کچھ اضلاع کو ماڈل بنا کر وہاں یہ مضامین active کر دیئے جائیں تو میں سمجھتی ہوں کہ جو طالبات میٹرک کر کے گھروں میں بیٹھ جاتی ہیں وہ کسی نہ کسی طریقے

سے روزگار کما سکتی ہیں۔ نیز ان مضامین کو پڑھانے کے لئے نیا سٹاف appoint کریں اور میری خواہش ہے کہ اس سلسلے کا آغاز کیا جائے۔ میں ایک اور بات کہنا چاہتی ہوں کہ پچھلی حکومت نے جو "پڑھا لکھا پنجاب" کا نعرہ لگایا تھا انہوں نے اپنے پچھلے بجٹ میں کالج کے دو ہزار اساتذہ کی ٹریننگ کے لئے کافی بجٹ رکھا تھا مگر کسی استاد کو ٹریننگ نہیں دی گئی۔اسی طرح گورنمنٹ کالج میں جو تزئین و آرائش کے منصوبے تھے وہ بھی مکمل نہیں کئے گئے لہذا میری خواہش ہے کہ ذمہ داران افراد کے خلاف کارروائی کی جائے۔یہ وہی حکومت تھی جس کی روشن خیالی کے بارے میں کسی شاعر نے کہا تھا ۔

عام آدمی کو کس قدر خوشحال کر دیا
دھوتی کو اس کی پھاڑ کر رومال کر دیا
کرتا ہے قتل بیٹیاں اور خود کشی غریب
اس زندگی نے اس کا برا حال کر دیا
جائیں گے کس منہ سے وہ اپنے رب کے پاس
کہ ہم نے اپنے ہی ملک کا کیا حال کر دیا

جناب سپیکر! صحت کے حوالے سے کہنا چاہوں گی کہ kidney centres کا قیام حکومت کا بہت اچھا منصوبہ ہے لیکن میری خواہش ہے کہ جن علاقوں میں پہلے سے kidney centres موجود ہیں انہیں active کیا جائے۔ ضلع وہاڑی میں بھی ایک kidney centre ہے جو کہ active نہیں ہے۔ دیگر شہروں کی طرح ضلع وہاڑی میں بھی Hepatitis کی بیماری بہت بڑھتی جا رہی ہے۔ میری حکومت سے استدعا ہے کہ kidney and Hepatitis کی جتنی ادویات ہیں وہ free مہیا کی جائیں اور ان بیماریوں کے tests بھی مفت کئے جائیں۔

جناب سپیکر! کل منشیات کا عالمی دن تھا اس حوالے سے کہوں گی کہ ضلع وہاڑی میں بھی دیگر شہروں کی طرح منشیات کے مریضوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔منشیات کے عادی مریضوں کی بحالی کے لئے نہ صرف centre بنایا جائے بلکہ اس میں staff بھی مہیا کیا جائے۔ایمرجنسی وارڈ کی حالت سب کے سامنے ہے اگر وہاں کوئی مریض چلا جائے تو ڈاکٹر نہیں ہوتا،اگر غلطی سے ڈاکٹر موجود ہو تو لواحقین کے ہاتھ میں ادویات کی ایک اتنی لمبی فہرست پکڑا دی جاتی ہے کہ جتنی دیر میں وہ ادویات آتی ہیں مریض expire ہو چکا ہوتا ہے۔ میری خواہش ہے کہ ایمرجنسی وارڈ کے لئے ایسا

حکم دیا جائے، ایسی پالیسی بنائی جائے کہ اگر ایمرجنسی وارڈ میں کوئی مریض expire ہو جاتا ہے تو ڈیوٹی ڈاکٹرز اور staff کے خلاف سخت سے سخت action لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شمیلہ اسلم صاحبہ! اب آپ تشریف رکھیں کیونکہ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میرے ضلع وہاڑی سے بجٹ کے حوالے سے کوئی نمائندگی نہیں ہوئی لہذا مجھے اپنے علاقے کے مسائل بیان کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی ساری باتیں ٹھیک ہیں لیکن آج میں نے پہلے سے ایک اصول طے کر لیا ہے۔ اس لئے تشریف رکھیں۔

نومنتخب رکن پنجاب اسمبلی میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کا حلف

جناب قائم مقام سپیکر: مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک منتخب رکن میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن، پی پی۔141 حلف دینے کے لئے چیمبر میں موجود ہیں۔ ان سے استدعا ہے کہ حلف اٹھانے کے لئے اپنی نشست پر کھڑے ہو جائیں، حلف لے لیں اور اس کے بعد حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر نومنتخب معزز رکن میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن، پی پی۔141 نے حلف اٹھایا اور حلف کے رجسٹر پر اپنے دستخط ثبت کئے)

ضمنی بجٹ بابت سال 08-2007 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سردار خالد سلیم بھٹی صاحب!

سردار خالد سلیم بھٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ظلم و جبر کی سیاہ رات کے خاتمے کے بعد اس روشن صبح میں ایک اچھا اور متوازن بجٹ پیش کرنے پر میں وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اگر گزشتہ حکومت کے کارناموں کا ذکر کیا جائے تو یہ پانچ منٹ جو آپ نے دیئے ہیں ناکافی ہیں۔ اس کے لئے اتنا کہنا ہی کافی ہے کہ وہ ایک بادشاہ تھا جو اپنی منشا سے بے دریغ ملکی وسائل کو خرچ کرتا رہا۔ اس موجودہ بجٹ کے حوالے سے میری کچھ گزارشات ہیں۔ میرے حلقے میں

پچھلی دفعہ (ن) لیگ کے ایم۔پی۔اے منتخب ہوئے تھے، تحصیل ناظم پیپلز پارٹی سے تھا جبکہ ضلع ناظم (ق) لیگ سے تعلق رکھتا تھا۔اس نے تمام بجٹ اپنے پاس رکھا ہوا تھا۔وہاں پر نہ تو پیپلز پارٹی کو چلنے دیا گیا اور نہ ہی (ن) لیگ کے ایم۔پی۔اے کو کوئی فنڈز دیئے گئے کہ جن سے میرے حلقہ کے مسائل حل ہو سکتے۔میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ میرے حلقے کو ترجیحی بنیادوں پر اس بجٹ میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر! بورے والا شہر جس کو Boorey wala اور city of education express کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔اس بجٹ کتاب میں میرے اس شہر کو تعلیم کے حوالے سے بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

اسی طرح صحت کے حوالے سے عرض کروں گا کہ بورے والا کے حلقہ پی پی۔233 میں ایک T.H.Q ہسپتال ہے۔چاہئے تو یہ تھا کہ اس بجٹ میں ہمارے T.H.Q میں Burn Unit اور Dialysis Centre قائم کرنے کے لئے فنڈز رکھے جاتے مگر اس موجودہ بجٹ میں اسے بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔وزیر خزانہ صاحب اس بارے میں خصوصی شفقت فرمائیں۔

جناب سپیکر! بورے والا حلقہ پی پی۔233 زرعی شعبہ میں ایک اپنا مقام رکھتا ہے۔چاہئے تو یہ تھا کہ یہاں پر زرعی یونیورسٹی کے ایک sub-campus کا اجراء کیا جاتا مگر اس بجٹ کتاب میں اس کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے آٹھ سالہ دور حکومت میں drainage system کے حوالے سے حلقہ پی پی۔233 میں کوئی فنڈز نہیں دیئے گئے جس کے باعث وہاں پر drainage system بالکل ختم ہو چکا ہے۔اس منصوبہ کے حوالے سے میں نے بجٹ تجاویز دیں تھیں۔میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ ترجیحی بنیادوں پر بورے والا میں drainage system کے لئے فنڈز جاری کئے جائیں۔

جناب سپیکر! سڑکوں کے لئے ساڑھے 17۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔اس میں سے 331 سکیموں کے لئے ساڑھے 14۔ارب روپے خرچ کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی شفقت سے میرے علاقے کے لئے اس بجٹ کتاب میں 11 کروڑ روپے کا ایک منصوبہ شامل کیا گیا ہے مگر ساتھ ہی ایک شرط لگا دی گئی ہے کہ یہ چار کلومیٹر کی سڑک چار سال میں مکمل ہو گی۔اس سے تو ایسے ہو گا کہ ایک کلومیٹر سڑک پہلے سال میں بن جائے گی اور جب دوسرے

سال میں اس کا دوسرا حصہ شروع ہو گا تو پہلے سال میں بنائی گئی سڑک ٹوٹ چکی ہو گی۔ وزیر خزانہ صاحب سے گزارش ہے کہ اس سڑک کے لئے یکمشت فنڈز جاری کئے جائیں کیونکہ وہاں پر ٹریفک کا ہجوم ہے۔ میری درخواست ہے کہ اس سڑک کو ایک سال میں مکمل کیا جائے۔

جناب سپیکر! drainage system کے حوالے سے میں ایک اور گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے sucker machine and jetting machine کا ایک منصوبہ دیا تھا۔ اس پر تقریباً ایک کروڑ 40 لاکھ روپے خرچ آئیں گے۔ مجھے ایم۔پی۔اے فنڈز میں 80 لاکھ روپے دیئے گئے تھے۔ میرا خیال تھا کہ اس سارے funds کو میں ان مشینوں کی خریداری کے لئے استعمال کروں گا مگر اس فنڈ کے ساتھ شرط رکھی گئی تھی کہ آپ نے پانچ لاکھ یہاں پر خرچ کرنے ہیں، دس لاکھ روپے وہاں پر خرچ کرنے ہیں۔ میں عرض کروں گا کہ یا تو اس شرط کو ختم کر دیں یا پھر وزیر خزانہ صاحب اپنی طرف سے ہمارے علاقے کے لئے sucker machine and jetting machine کی خریداری کے لئے فنڈز جاری فرمادیں تاکہ وہاں پر drainage system صحیح ہو سکے اور جو گٹر اُبل رہے ہیں وہ properly کام کر سکیں۔

آخر میں وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب سے ایک مرتبہ پھر گزارش کروں گا کہ میرے شہر بورے والا، حلقہ پی پی۔233 کے لئے خصوصی شفقت فرماتے ہوئے فنڈز جاری کئے جائیں۔ بہت مہربانی، شکریہ

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن جو 2002 سے لے کر 2007 تک پچھلی اسمبلی میں بھی ہمارے ساتھی رہے ہیں کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اپوزیشن میں ہم نے جو وقت گزارا یہ نہایت ہی active member تھے۔ جمہوری جدوجہد کے لئے انہوں نے بہت محنت کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اسی وجہ سے وزیر اعلیٰ صاحب نے انہیں ہاؤس میں elect ہونے سے پہلے ہی کابینہ کا وزیر چنا اور آج میں میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ آج House میں بھی ہمارے ساتھ ہیں cabinet میں بھی ہمارے ساتھ ہیں۔ بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو بلا مقابلہ منتخب ہونے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اپنی طرف سے اور پورے ایوان کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اُمید کرتا ہوں کہ جیسا کہ ماضی میں انہوں نے جمہوریت کے فروغ کے لئے اپنا سیاسی کردار ادا کیا ہے۔ یہ اب بھی اس مشکل گھڑی اور اس مشکل دور میں اپنا مثبت کردار عوام کی فلاح و بہبود کے لئے اور جمہوری اداروں کے استحکام کے لئے سرانجام دیں گے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، موہل صاحب!

جناب آصف منظور موہل: جناب والا! میں بھی جنوبی پنجاب اور ضلع بہاولنگر کی طرف سے میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو بلا مقابلہ منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ساتھ ہی ساتھ میں ان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ جنوبی پنجاب میں excise کا ایک بہت بڑا network ہے۔ ہماری ان سے برادرانہ اپیل ہے کہ اس کو بھی بڑے اچھے اور احسن انداز سے وہاں پر اسے check out کیا جائے۔ مہربانی۔

جناب کرم الٰہی بندیال: جناب والا! میں نے نام لکھ کر دیا تھا لیکن مجھے بات کرنے کا موقع نہیں دیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب موجود نہیں تھے آپ کا نام پکارا گیا ہے۔

جناب کرم الٰہی بندیال: جناب والا! اس سلسلے میں ایک شعر عرض ہے۔

ہم لوگ نکل جائیں گے اس بزم وفا سے
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری صاحب!

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن بلکہ پاکستان مسلم لیگ کے قائد میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور جناب آصف علی زرداری کو مبارکباد دیتا ہوں کہ کل کے الیکشن میں ہمارے alliance بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے ہیں۔ اس کامیابی پر میں اس ایوان کو اور پورے پاکستان کے عوام کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ کافی دوست اس سلسلے میں بات کرنا چاہتے ہیں تو میں تمام ایوان کی طرف سے میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے پانچ سالوں کی میاں صاحب کی جو پارٹی خدمات ہیں اور جس طرح قیادت نے بھی ان پر اعتماد کیا ہے تو اس سے نہ صرف لاہور بلکہ پورے پنجاب کے ورکروں کا سر فخر سے بلند ہو گیا ہے۔ جی، میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کا اور اس معزز ایوان کے جتنے بھی ممبران ہیں سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آج میں اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خصوصی مہربانی فرمائی اور میں بلا مقابلہ ممبر منتخب ہو کر اس ایوان میں پہنچا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے بلا مقابلہ منتخب ہونے کا سارا credit میرے قائدین میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو جاتا ہے۔ یہ ان کی قیادت پر لوگوں کا اظہار اعتماد تھا کہ میرے مقابلے میں جو سات، آٹھ امیدوار تھے انہوں نے withdrawal کیا اور انہوں نے مجھے بلا مقابلہ منتخب کیا۔ یہاں پر میں اپنی alliance party پاکستان پیپلز پارٹی کا شکریہ ادا کرنا بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں کیونکہ میری بلا مقابلہ کامیابی میں پاکستان پیپلز پارٹی کی بھی مہربانی ہے۔ میں ان کے قائد جناب آصف علی زرداری اور پیپلز پارٹی کی قیادت کا ممنون ہوں کہ جنہوں نے میرے مقابلے پر اپنا امیدوار کھڑا نہیں کیا۔ اس وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں بلا مقابلہ منتخب ہوا۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گا کہ پچھلے پانچ سالہ دور میں ہم لوگ اس اسمبلی میں جب اس سائیڈ پر اپوزیشن میں بیٹھتے تھے۔ آج اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنا خصوصی فضل و کرم کیا اور آج ہم لوگ حکومت میں ہیں Treasury Benches پر ہیں۔ میرے قائد وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے جیسے فرمایا کہ میں وزیر اعلیٰ پنجاب نہیں بلکہ خادم اعلیٰ پنجاب بن کر پنجاب کے عوام کی خدمت کروں گا۔ میں بھی یہاں پر آج یہ عزم کرتا ہوں اور یہ بات on the floor of the House کہوں گا کہ انشاءاللہ وزیر بن کر نہیں بلکہ خادم بن کر پنجاب کے عوام کی خدمت کریں گے۔ میں یہاں پر یہ بات بھی کہوں گا کہ وہ آمر وہ جابر وہ غاصب جو ایوان صدر میں بیٹھ کر سازشیں کر رہا ہے۔ پانچ سال میں اسمبلی میں اور ویسے آٹھ سال تک اس کی آمریت اور جابریت کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہے ہیں۔ اب بھی وہ ایوان صدر میں بیٹھ کر جو سازشیں کر رہے ہیں

ہم یہاں پر یہ کہہ دینا چاہتے ہیں کہ وہ یہ کہتے تھے کہ میاں محمد نواز شریف اس ملک میں نہیں آسکتے۔ وہ یہ کہتے تھے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو اس ملک میں نہیں آسکتیں۔ مگر آج آپ یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دونوں قائدین اس ملک میں آئے اور محترمہ نے جمہوریت کی خاطر اور پاکستان کے سولہ کروڑ عوام کی خاطر جام شہادت نوش فرمایا۔(نعرہ ہائے تحسین)

ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف آج پاکستان کے سولہ کروڑ عوام کی لڑائی لڑ رہے ہیں آج ہم ایوان کے اندر کھڑے ہو کر یہ عزم کرتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے قائدین میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں پاکستان میں آمریت کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ کریں گے اور آنے والے دور میں آمریت کا راستہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے روکیں گے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ ہم نے انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب کے عوام کی میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں خدمت کرنی ہے۔ میں یہاں پر اپنی آخری بات کہنا چاہوں گا کہ ہم اس پر شدید سراپا احتجاج ہیں کہ آج P.C.O کے Judges نے جس طرح ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف کی disqualification کی ہے اس پر پاکستان کے 16 کروڑ عوام سراپا احتجاج ہیں، خصوصاً پنجاب اور اس حلقے کے عوام ناراض ہیں۔ لوگوں میں ان ججوں کے خلاف جو نفرت تھی وہ اور زیادہ بڑھی ہے۔ اس میں ہماری اس ایوان کے توسط سے یہ گزارش ہے کہ میاں محمد نواز شریف جو اس ملک کے 16 کروڑ عوام کے دلوں کی دھڑکن ہیں ان کے قائد ہیں ان کو قومی اسمبلی کا الیکشن لڑ کر اسمبلی میں جانا چاہئے اور وہاں پر پاکستان کے عوام کو represent کرنا چاہئے۔ میں آخر میں آپ سب لوگوں کا اپنے قائدین کا تمام ایوان کا انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ بہت شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ عارفہ خالد پرویز!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بہت بہت مبارکباد پیش کرتی ہوں وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو اور جناب تنویر اشرف کائرہ کو کہ انہوں نے بے حد friendly environment بجٹ پیش کیا۔ I will just go to the bullet points کیونکہ وقت کم ہے۔ جہاں پر تعلیم کی بات ہوئی ہے اس میں کمپیوٹرز کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے کہ وہ بہت زیادہ تعداد میں سکولوں کو فراہم کئے جائیں گے۔ میرے خیال میں سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ اس سے پہلے computer based curriculum بنایا جائے

کیونکہ computer کو ایک کار کی طرح سیکھنے کی ضرورت نہیں ہے اس پر research oriented curriculum بنانے کی بہت ضرورت ہے۔ دوسری چیز میں یہ کہوں گی کہ شام کے وقت schools کی buildings خالی ہوتی ہیں ان کو mother's training centres بنایا جائے خاص طور پر دیہی علاقوں میں کیونکہ جو ہماری مائیں ہیں ان کو بچوں کی نفسیات social adjustment اور medical care اگر نہیں آئے گی تو وہ definitely اپنے بچوں کو ٹھیک طرح سے نہیں پال سکیں گی۔ اس طریقے سے ایک اور کام ہو گا کہ ایک قسم کی تعلیم بالغاں جاری رہے گی اور mother's training centres میں شام کو basically ایک اچھے level کے teacher اور ایک اچھے level کے psychologist کو وہاں پر بلا کر ان کی training کا بندوبست کیا جائے۔ اس کے علاوہ یہ اگر possible نہیں ہے تو mobile training centres بنا دیئے جائیں جو ماؤں کو through media اور through teachers خاص طور پر trained کریں تاکہ آئندہ پیدا ہونے والے بچے قوم کے بہترین معمار بن سکیں۔ اس کے علاوہ جو آپ نے بات کی ہے کہ merit based سارے education centres ہو جائیں گے۔ I think کئی بار merit اچھا نہیں ہوتا اور کئی بار کچھ اور وجوہات کی وجہ سے بچوں کی سکول میں performance اچھی نہیں ہوتی۔ definitely یہ کرنا چاہئے کہ بچوں کے over all I.Q test لے لیں ان کے grade کی طرف آپ نہ دیکھیں کیونکہ کئی بار اس میں teacher کا favouritism بھی شامل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ vocational centres کی بہت ضرورت ہے۔ Child Protection Bureau جیسے اداروں میں بھی vocational centres نہیں ہیں اور I am sure کہ اس طرح بچوں کی کوئی تربیت نہیں ہو رہی۔ بیرونی امداد کو جو discourage کیا ہے I think it is a very good step کیونکہ بیرونی امداد سے بیرونی policies آتی ہیں اور اس کا ختم ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ صحت کے حوالے سے میں عرض کروں گی کہ H.I.V is extremely important ایک global issue ہے اس میں پاکستان بالکل ایسے behave کر رہا ہے جیسے یہ ہمارا issue نہیں ہے۔ ہم دوسری بہت سی چیزوں پر غور کر رہے ہیں H.I.V کے کھلے عام training اور اس کے centres بنائے جائیں کیونکہ یہ ہمارے لئے بہت بڑا مسئلہ ہے جس کو I just do not understand کہ ہم اس کو خاص طور پر

کیوں ignore کر رہے ہیں؟ health insurance policies جو بنائی جا رہی ہیں اس کے لئے تھوڑی سی وضاحت چاہئے کہ کیا اس میں غریب عوام کو health insurance کروانی پڑے گی یا یہ صرف امیروں کے لئے ہو گی کیونکہ definitely health insurance سے لوگ under debt چلے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ 350 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کا بجٹ ہے اس کے بارے میں کوئی وضاحت نہیں ہے کہ اس میں کیا funds allocation کی گئی ہے اور دوسری چیز کہ کیا اس میں foreign fuel use ہو گا یا run of the river یا run of the canal کے اوپر یہ hydroelectric power stations بنائے جائیں گے۔ میری ایک اور گزارش ہے کہ چھوٹے سکیل کے سرکاری ملازمین کی تنخواہ میں 20 فیصد اضافہ کم ہے۔ کیا انہیں کوئی خاص incentive دیا جا رہا ہے یا ان کے لئے یہ اضافہ کافی ہے۔ emergency preparedness کے ہمارے کوئی plans نہیں ہیں۔ بجٹ میں پنجاب میں کسی قسم کے as such emergency preparedness کا کوئی لمبا چوڑا ذکر نہیں دیکھا گیا۔ ہمارے ہاں ملک بہت سے حادثات اور ایسی چیزوں کا شکار ہوتا رہتا ہے اس لئے بہت ضروری ہے کہ ان پر specially غور کیا جائے۔

I just take another minute. ہم دنیا کی oldest civilization ہیں۔ law and order کی problems کی وجہ سے بہت سے foreign tourist نہیں آتے۔ I think کہ خاص طور پر موہنجوداڑو، ہڑپہ جیسی جگہوں کو specially attend کریں اور انہیں tourist attraction بنائیں۔

جناب سپیکر! میں micro finance کا بھی جلدی سے ذکر کر دوں۔ Grameen Bank کی example ہمارے سامنے ہے پلیز! اس کو ذہن میں رکھ کر کوئی micro finance projects بنائیں۔ last thing is Minister suites بھی زیر تعمیر ہے جیسے آئی۔ ٹی بلڈنگ بنائی گئی ہے۔ ابھی اسی طرح Minister suite پر بے انتہا رقم spend ہو رہی ہے یہ پرانے Punjab Printing Press کے ساتھ ہے اس کے اوپر ضرور ایکشن کیجئے کہ اس کے اندر کیوں اتنی رقم spend ہوئی ہے اور اس کو بہتر طریقے سے کس چیز میں convert کیا جا سکتا ہے۔ Thank you so much.

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جناب اعجاز احمد خان!۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ ملک عادل حسین اُترا!

ملک عادل حسین اُترا: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے انتہائی غریب دوست اور بڑا متوازن بجٹ دیا ہے۔اب میں اپنے ضلع کے بارے میں کچھ گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ میرا ضلع پنجاب کے آخر میں واقع ہے جب بھی جنوبی پنجاب، شمالی پنجاب کی بات ہوتی ہے تو میرا ضلع بھکر اس گنتی میں آتا ہی نہیں ہے۔انڈسٹری نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ایک ہی شوگر ملز ہے جو دیر سے چالو ہوتی ہے اور جلد بند ہو جاتی ہے۔ میاں محمد شہباز شریف نے اپنی نگرانی میں اب payments کا حکم دیا جس کی وجہ سے payments ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ریسرچ پر اتنی زیادہ رقم رکھی جاتی ہے میرے ضلع میں زرعی اراضی ہزاروں ایکڑوں میں ہے لیکن وہاں پر زراعت کے کوئی نتائج سامنے نہیں آرہے ہیں اس لئے گزارش ہے کہ ریسرچ پر جو رقوم خرچ ہوتی ہیں ان پر کڑی نگرانی کی جائے تاکہ اس کے نتائج سامنے آ سکیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ گزارش ہے کہ میرے ضلع بھکر میں کوئی یونیورسٹی ہے، نہ کوئی میڈیکل کالج ہے اس لئے میری گزارش ہے کسی یونیورسٹی کا کوئی چھوٹا سا کیمپس یا کوئی میڈیکل کالج دیا جائے تاکہ میرے علاقے کے غریب طالب علم بھی ماسٹر ڈگری حاصل کر سکیں۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جناب! نے مجھے floor دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ فرح دیبا صاحبہ!

محترمہ فرح دیبا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو ایک کامیاب بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔اس کے علاوہ ہمارے بھائی میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن بلامقابلہ کامیاب ہوئے ہیں، میں انہیں مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! دو تین بہت ہی اہم issues ہیں جن پر میں بات کرنا چاہ رہی ہوں۔ ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف اس ادارے کے لوگوں سے بہت پیار کرتے ہیں اور میاں محمد شہباز شریف بھی اس ادارے کے لوگوں کے لئے ہمیشہ بہت کچھ کرتے رہے ہیں اور پیپلز پارٹی نے بھی ہمیشہ ان لوگوں سے بہت محبت کی ہے اور اس ادارے سے ایک منسٹر صاحب بھی یہاں موجود ہیں اور وہ ہمارے بھائی ہیں لیکن مجھے افسوس ہے کہ اس ادارے کے حوالے سے ابھی تک یہاں کوئی بات نہیں

کی گئی اور international level پر لوگ ہمارا مذاق اڑا رہے ہیں۔ ہماری نئی نسلیں تباہ ہو رہی ہیں۔ اس بات پر میں اپنے وزیر خزانہ سے request کرتی ہوں کہ جب میں ان points پر بات کروں تو وہ خاص طور پر توجہ دیں کیونکہ آج تک اس محکمے پر کوئی توجہ نہیں دی گئی اس لئے ہمارے ملک میں اتنی فحاشی اور اتنی لعنت ہے کہ آج families اور درمیانے طبقے کے لوگ بھی ان جگہوں پر جا کر entertainment حاصل نہیں کرتے اور ایک اچھا public message تک نہیں پہنچتا۔ میں سمجھتی ہوں کہ وہ ان چیزوں کے قصوروار نہیں ہیں۔ پہلے میں خود انہیں قصوروار نہیں ٹھہراؤں گی جو سٹیج، ٹی۔وی، فلم یا cat walks کے ذریعے دکھایا جاتا ہے۔ میں ان چیزوں کے ذمہ دار ان لوگوں کو نہیں ٹھہراؤں گی۔ میں اس چیز کا ذمہ دار پچھلی گورنمنٹ کو ٹھہراؤں گی کیونکہ اس ادارے کے بارے نہیں سوچا گیا جس کو ہم کلچر کہتے ہیں اور میں اس سے پہلے یہ کہوں گی کہ کلچر صرف فلم، سٹیج، ٹی۔وی یا cat walk نہیں ہے اس میں بہت سے شعبے ہیں جس میں ہمارے ملک کے بہت سے legends ہیں جنہوں نے ہمارے ملک کی بہت خوبصورت presentation کی ہے، ہمارے ملک کا نام روشن کیا ہے۔ ہم یہاں پر احمد ندیم قاسمی کے بارے میں شعر پڑھتے ہیں اور سب واہ واہ کرتے ہیں۔ ہم حضرت بابا بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں شعر بولتے ہیں اور سب اس کے بارے میں وقتی طور پر سبق تو سیکھتے ہیں اور کچھ سوچتے بھی ہیں لیکن ان شخصیات کو زندہ رکھنے اور ان کی یادوں کو تازہ رکھنے کی ضرورت ہے۔ جو اس وقت مختلف شعبوں سے related بے گھر بھی ہیں جن کے پاس health protection نہیں ہے، جن کے بچے بھی اس وقت یتیم ہیں، جن کے پاس سٹڈی کے لئے کوئی وسائل نہیں ہیں، جن کے پاس کسی قسم کی کوئی protection نہیں ہے۔ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے ہمیشہ ان لوگوں سے پیار کیا اور کچھ نہ کچھ کرتے رہے ہیں لیکن اب اس وقت اس حکومت کے پاس یہ بہت بڑا موقع ہے کہ اس اہم ادارے کے بارے میں سوچیں۔ میں سمجھتی ہوں اور میں over all بات کروں گی کہ جو قومیں اپنی تاریخ، اپنے اثاثوں اور اپنے legends کو بھول جاتی ہیں وہ قوموں کی پہچان نہیں رہتیں۔ ہمیں ان لوگوں کے بارے میں کچھ سوچنا ہے۔ یہاں پر 17۔ارب کے قریب قریب غریبوں کے لئے بولا گیا تھا۔ غریب عوام کلچر میں بھی ہیں، وہاں کے مختلف شعبوں میں بھی غریب عوام ہیں۔ کلچر سے related بھی لوگ بے گھر ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ غریبوں کو گھر دیئے جائیں گے ہمیں اس حوالے سے بھی دیکھنا ہے اور میں یہ special request کرتی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت یہاں جو قابل

احترام اور ذمہ دار شخصیات بیٹھی ہیں کوئی بھی اس بات سے انکار نہیں کرے گا کہ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ میرے خیال میں یہ ہونا چاہئے۔ وہ ہمارے قیمتی اثاثے ہیں ان لوگوں کے لئے سپیشل کوٹا اور health programme رکھنا چاہئے۔ لوگ اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ وہ بہت اچھا انسان تھا، وہ مر گیا۔ ہم لوگوں کو ان کے بارے میں سوچنا پڑے گا، ہم لوگوں کو کچھ کرنا پڑے گا۔ وہ ہمارے قیمتی اثاثے ہیں۔ ہم نے international level پر بہت خوبصورت message بھیجنا ہے۔ آج بھیجنا ہے اس حکومت کے ذریعے بھیجنا ہے۔ اس حکومت کی پہچان جمہوریت اور خوش حالی ہے۔ ہم سب کو مل کر سوچنا ہے اور بڑے افسوس کی بات ہے کہ کسی نے بھی اس حوالے سے بات نہیں کی ہے۔ میں دوبارہ special request کرتی ہوں۔ یہاں پر معزز وزیر خزانہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ اس بارے میں سوچیں گے کیونکہ ہم سب کو اپنے legends کے بارے میں سوچنا ہے۔

جناب سپیکر! خواتین کے حوالے سے دوسرا issue یہ ہے کہ پنجاب بھر میں کمیونٹی سنٹرز کے لئے میں نے وزیر اعلیٰ ہاؤس سے directive لیا ہے۔ پنجاب بھر میں کمیونٹی سنٹرز خالی پڑے ہیں۔ یہ بہت اہم ادارے ہیں انہیں active ہونا چاہئے۔ وہاں پر صرف شادی بیاہ ہوتے ہیں، میوزیکل پروگرام ہوتے ہیں اور functions ہوتے ہیں۔ اگر گاؤں میں کمیونٹی سنٹرز ہیں جیسے میں جوہر ٹاؤن کی رہائشی ہوں وہاں پر 5 گاؤں ہیں۔ وہاں پر بے روزگار ہنر مند خواتین ہیں۔ اگر انہیں وہاں ایسی سہولیات فراہم کر دی جائیں، انہیں accommodate کیا جائے کہ وہ دوسری خواتین کو کچھ سکھائیں تو ان کے بچوں کی بھی اچھی تعلیم ہو گی اور وہ اپنے خاندان کا ہاتھ بھی بٹا سکیں گی۔ وہ اپنے گھروں پر ہی کام کرتی ہیں۔ اس لئے کمیونٹی سنٹرز پر خاص طور پر توجہ دینی چاہئے اور جو سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کے کمیونٹی سنٹرز خالی ہیں ان پر کارروائی کرنی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! ضمنی بجٹ کی بے شک قانون میں provision موجود ہے۔ ضمنی بجٹ ایسا بجٹ ہوا کرتا ہے کہ جب محکموں کے اخراجات زیادہ ہو جائیں تو ضمنی بجٹ آتے ہیں۔

افسوس کی بات ہے کہ آج اس پوری کتاب کے اندر جب میں نے ضمنی بجٹ کو دیکھا تو یہاں مجھے کوئی ایسی urgent ضرورت نظر نہیں آئی کہ جس پر یہ تمام پیسا خرچ کیا جائے۔ میں یہ

عرض کروں گی کہ پولیس کے لئے پچھلی دفعہ 20۔ارب روپیہ اسی ہاؤس نے پاس کیا تھااور اب مزید ایک ارب 38 کروڑ روپیہ اس محکمے پر خرچ ہوا ہے۔ purchase of plants and machinery, furniture and fixture. پر 19 کروڑ روپیہ خرچ ہوا ہے۔اس کے بعد purchase of 50 motorcycles for traffic wardens کے لئے 3 کروڑ 50 لاکھ روپیہ خرچ ہوا جب میں نے اس کا aggregate نکالا تو ایک موٹر سائیکل 7 لاکھ روپے کی traffic wardens کو شاہانہ انداز سے دی گئی ہے۔ اس کے بعد purchase and replacement for transport for Punjab Police کے لئے 6 کروڑ روپیہ، purchase of truck for Punjab High Way Petrol کے لئے 8 کروڑ 75 لاکھ روپیہ، funds for requirement of Punjab Police during the duties of General Election کے لئے 13 کروڑ روپیہ، creation of posts for traffic wardens only for Rawalpindi region کے لئے 75 لاکھ روپیہ اور creation of additional posts for Police force in Capital City Police Lahore کے لئے 43 کروڑ روپیہ دیا گیا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ پھر وہ 20۔ارب روپیہ کہاں گیا۔اس کو کہاں خرچ کیا گیا۔اسی طرح آپ ضمنی بجٹ کی کتاب کو اٹھا کر دیکھ لیں تو عجیب وغریب قسم کے خرچے کئے گئے ہیں اور اتنا شاہانہ خرچہ کیا گیا ہے کہ میں حیران ہوتی ہوں کہ شاید ان لوگوں کو خدا کا خوف ہی نہیں ہے۔

جناب والا! صحت کے لئے بھی پچھلی دفعہ اربوں روپیہ دیا گیا تھا اور بعد میں پھر health services کے لئے دوبارہ ایک ارب 92 کروڑ روپے کا زائد خرچہ کیا گیا ہے۔اس میں بھی آپ پوری کتاب میں دیکھ لیں کہ صرف subsidies and write off loans ہیں۔یہ کیا طریق کار ہے کہ آپ لاہور کے ہسپتالوں کو دیکھ لیں، پورے پنجاب کے ہسپتالوں میں سوائے اس ایک شق subsidies and write off loans کے علاوہ اور کوئی ذکر نہیں ہے کہ یہ ایک ارب روپیہ اس کام کے لئے خرچ کیا گیا۔ میرے خیال میں چودھری صاحب کو عادت پڑی ہوئی تھی چونکہ انہوں نے اپنے قرضے معاف کرانے کے لئے پتا نہیں کون کون سی سات پشتوں کے قرضے معاف کروا دیئے۔ اس کے ساتھ بڑی دلچسپ اور depressive چیز یہ ہے کہ

miscellaneous ایک بڑی wide term ہوتی ہے لیکن جس طرح پچھلی حکومت نے اس کو استعمال کیا اس کی نظیر شاید پاکستان کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔ miscellaneous کی مد نمبر 15 میں اب 2-ارب 41 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں یعنی ہم نے اتنے زائد اخراجات کئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم نے مختلف شاہانہ اخراجات کئے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ پنجاب کے عوام کے ساتھ سراسر زیادتی ہے کہ پہلے بھی جن محکموں کو اربوں روپیہ فراہم کیا گیا ہے اور اب پھر انہیں دیا جا رہا ہے۔ ہمیں یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ صرف اربوں روپیہ دینے سے کسی محکمے کا مسئلہ حل نہیں ہوتا جب تک اس کی policies ٹھیک نہ کی جائیں۔

جناب سپیکر! grant in aid to Punjab Co-operative Board of Liquidation کے لئے 40 کروڑ روپے مانگے گئے ہیں۔ اگر اس کو بھی اتنے پیسے دینے ہیں تو پھر اس Liquidation Board کے رہنے کا کوئی جواز باقی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! آپ نے فرمایا ہے کہ وقت کم ہے اس لئے میں جلدی جلدی یہ کہوں گی کہ یہاں پر میری categorically التجا ہو گی کہ ہمیں یہ ضمنی بجٹ پاس نہیں کرنا چاہئے۔ یہ ان حکمرانوں کا بجٹ ہے جنہوں نے پنجاب کے عوام کے ساتھ زیادتی کی ہے اور ان کے پیسے کو لوٹا ہے۔ اس لئے میری گزارش ہو گی کہ جس جس محکمے کے لئے پیسا مانگا جا رہا ہے اس محکمے کے سابقہ وزیر اور وزیر اعلیٰ کی جائیداد نیلام کر کے، قرق کر کے یہ پیسے recover کروانے چاہئیں۔ اس میں پنجاب کے عوام کا کوئی قصور نہیں ہے کہ وہ اربوں روپیہ جو انہوں نے اپنی عیاشیوں پر خرچ کیا ہے اس کو ہم دوبارہ اس ہاؤس سے پاس کریں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس ہاؤس سے ضمنی بجٹ بالکل پاس نہیں ہونا چاہئے۔ اگر ہم نے ایک دفعہ یہ کر دیا تو یہ ایک historic step ہو گا۔

جناب سپیکر! میں ایک اہم بات آپ کے علم میں لانا چاہتی ہوں کہ مختلف multinational companies کی مختلف زندگی بچانے والی دوائیاں short ہو چکی ہیں، جن میں دل کی دوائیاں ہیں، مرگی کی دوائیاں ہیں، migraine، anxiety اور allergy کی دوائیاں ہیں۔ میرے پاس پوری فہرست موجود ہے یہ تمام دوائیاں اس وقت پنجاب میں short کر دی گئی ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ دوائیاں short کرنے کا مقصد کیا ہوتا ہے۔ ان multinational companies کو دیکھنے والا کوئی نہیں ہے، ویسے کہنے کو Federal Drug Office بھی پنجاب کے اندر موجود ہے اور پنجاب کا اپنا صوبائی محکمہ بھی موجود ہے جو

drug control کرتا ہے لیکن میری آپ کے توسط سے گزارش ہوگی کہ اس پر urgent notice لیا جانا چاہئے۔ یہ ایسی دوائیاں ہیں جو کم قیمت ہیں اور عام آدمی ان کو afford کر سکتا ہے اسی لئے ان دوائیوں کو short کر دیا گیا ہے۔ یہ دوائیاں بہت اہمیت کی حامل ہیں۔ اس لئے میری وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش ہو گی کہ جس طرح انہوں نے ہسپتالوں پر چھاپے مارے ہیں اور ہمیں حالات کافی بہتر ہونے کی نوید ملی ہے۔ اسی طرح وہ دوائیوں کے معاملے پر بھی فوری notice لیں۔ میرے پاس فہرست موجود ہے اگر آپ چاہیں گے تو میں یہ فہرست آپ کو دے سکتی ہوں۔ اس فہرست کے مطابق دوائیاں فراہم نہ کی گئیں تو میں سمجھتی ہوں کہ حالات خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔ شکریہ

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راجہ شوکت عزیز بھٹی!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اس ایوان کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ گزشتہ روز اس House میں بیٹھے ہمارے ایک فاضل دوست نے مہربانی فرمائی اور چند نازیبا کلمات بھی کہے۔ اس House میں میرے جتنے دوست اور بہنیں بیٹھی ہیں وہ 2,2 لاکھ کی constituency سے نمائندہ منتخب ہو کر پنجاب کے عوام کی نمائندگی کرنے کے لئے یہاں پر آئے ہیں۔ میرا یہ گروپ اور میرے یہ دوست جنہوں نے اصولی طور پر ظالموں کا ساتھ چھوڑ کر مظلوم کا ساتھ دینا چاہا، جنہوں نے شہید جمہوریت جناب ذوالفقار علی بھٹو کی روایت پر ایوب خان کا ساتھ چھوڑ کر شہید جمہوریت بنے، اس راستے پر چلنے کی کوشش کی، جنہوں نے اس ملک میں حق کی آواز اٹھانے والے میاں محمد نواز شریف کا ساتھ دینے کی کوشش کی۔ کل میرے فاضل دوست نے یہاں پر بڑے نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے سب دوست ہمارے لئے محترم ہیں اور ہم اس بات کی اجازت کسی کو نہیں دیتے کہ وہ کسی کی ذات پر تنقید کرنے کی جرأت کرے کیونکہ ہم یہاں پر ایک اصول کے فیصلے کے تحت آئے ہیں، ہم جمہوریت کی بقاء کے لئے یہ فیصلہ کر کے آئے ہیں، ہم اپنے حلقہ کے عوام کے بہتر مستقبل کے لئے یہاں پر فیصلہ کر کے آئے ہیں۔ ہم نے قطعاً کسی ذاتی مفاد یا کسی بات کو طے کر کے یا کسی سودا بازی کے تحت یہ فیصلہ نہیں کیا۔ ہم نے 18۔ فروری کو اس ملک پاکستان کے عوام کا جو جمہوری قوتوں کے کارواں میں جانے کا سفر تھا اس کی تائید کرتے ہیں۔ unification گروپ نے ان جمہوری قوتوں کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا۔ ہم ان اصولوں کے تحت یہاں

پر آپ کے ally بننے کے لئے آئے ہیں۔ ہم نے جنہیں چھوڑا اور مخالفت کی، انہوں نے وردی کے تحفظ کی قسم کھائی تھی۔ ہم نے جنہیں چھوڑا انہوں نے صدرِ پاکستان کے تحفظ کی قسم کھائی تھی۔ ہم نے آئینی صدر کا مطالبہ چاہا، ہم نے انصاف کی بقاء چاہی، ہم نے جمہوریت کی کامیابی چاہی، ہم نے یہ راستہ اس وجہ سے لیا۔ میرے دوست جن کا نام تو سید حسن مرتضیٰ ہے میرے لئے وہ محترم ہیں، اگر میں سادات کی عزت نہ کروں تو میرا ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ میں وہ کام جو کائنات کو بنانے والا خالق بھی کرتا ہے وہ جو میرے آقا پر درود و سلام بھیجنے کا عمل ہے جس پر اس کائنات کو بنانے والا بھی شامل ہے، میں سادات کے خلاف بات کرنا گوارا نہیں کرتا لیکن میرے معزز فاضل رکن نے کل جو الفاظ استعمال کئے ہیں، میری آپ سے استدعا ہے کہ ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے اور آج کے بعد جو بھی یہ بات کرے وہ بات کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانکے۔ جس فاضل ممبر نے کل ہم پر بات کی وہ خود سابق ممبر اسمبلی جاوید منظور جن کے ساتھ چودھری پرویز الٰہی ملاقاتیں کیا کرتے تھے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ floor میرے پاس ہے۔ میرا مقصد یہاں پر کھڑے ہو کر کسی کی ذات پر تنقید کرنا نہیں ہے۔ میں بات اصولی مؤقف کی کر رہا ہوں، میں بات اس ملک میں اس جمہوری ایوان کے نمائندوں کی عزت کی کر رہا ہوں۔ میری ایک بہن یہاں بیٹھی ہیں جنہوں نے اپنے خون کا نذرانہ دیا جب judiciary کے احتجاج میں اسلام آباد میں بم پھٹا تو وہ زخمی ہوئیں اور آج ہم میں بیٹھی ہیں۔ یہاں آپ جو اکٹھے ہوئے ہیں کل تک ایک دوسرے کے دشمن ہوا کرتے تھے۔ ہم نے تو نہیں کہا کہ آپ ایک دوسرے کو گندا کہیں۔ کل بیٹھ کر آپ نے معاہدے کئے، آج اگر وہ وقت پر پورے نہیں ہوئے تو ہم نے تو کہا نہیں۔ اگر وہ سادات جنہوں نے اس کائنات میں اسلام پھیلانے کا کام کیا، میرے آقا نے تو دشمنوں کو بھی مسجد نبوی میں جگہ دی۔ میرے آقا تو کافروں کی امانتوں کے بھی امین تھے اور پھر اچھائی اور بہتری کے راستے پر چلنے والے کو۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے یا تقریر ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ please تشریف رکھیں۔ ان کو بات کر لینے دیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! ہم نے دو جمہوری قوتوں کو احترام دیا چونکہ اس پر جمہوریت کے لئے قربانیاں تھیں محترمہ کا خون شامل تھا اور میاں محمد نواز شریف کی جدو جہد شامل تھی۔ ہم نے اس ملک کی بقاء اور اس ملک کی سلامتی کے لئے جمہوری قوتوں کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا ہے لیکن قطعاً کسی مفاد پر کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ میری یہ گزارش ہے کہ ایوان کی اس کارروائی سے وہ تمام الفاظ حذف کئے جائیں جس نے میری اور میرے دوستوں کی دل آزاری کی ہے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو یہاں پر بات ہوئی ہے اگر میرے فاضل دوست اس سے hurt ہوئے ہیں تو یہی بات تو وہ اب دہرا رہے ہیں کہ حسن مرتضیٰ صاحب کو اپنے گریبان میں جھانکنا چاہئے تو میرے خیال میں جو بات وہ اپنے لئے suggest کر رہے ہیں، ٹھیک ہے اگر انہوں نے غیر پارلیمانی بات کی ہے تو ان کے الفاظ حذف ہونے چاہئیں لیکن ان کو بھی تو وہ بات نہیں کہنی چاہئے جو بات انہوں نے کہی تھی۔ میں صرف ایک بات عرض کروں گا کہ:

موسم تیرے آون نال تے موسم تیرے جاون نال
بندہ کلا رہ جاندا اے بہتے یار بناون نال
پہلی گل وی نئیں رہندی بہتی گل ودھاون نال

اس لئے میں گزارش کروں گا کہ وہ بات وہی کریں جو دوسرے نہیں کر رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہاں پر بات صرف اتنی کروں گا کہ کل میرے محترم اور معزز رکن سید حسن مرتضیٰ نے جو بات یہاں پر شروع کی تھی میں بھی یہ سمجھتا تھا کہ وہ اس House کے وقار کے منافی ہے، اسی لئے میں نے ان کی بات کو روک دیا تھا اور ان کو بٹھا دیا تھا لیکن اگر کچھ ساتھیوں کی دل آزاری ہوئی ہے اور جس طرح باقی دوستوں نے بھی بات کی ہے تو کل جو بات جس میں انہوں نے کچھ specific الفاظ کا ذکر کیا تھا وہ میں کل کے اجلاس کی کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ اب میں ملک بلال احمد کھر سے گزارش کروں گا کہ وہ بجٹ کے اوپر اپنی بحث کریں۔

ملک بلال احمد کھر: لاالہ الااللہ وافضل الصلوۃ الھم صل علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وسلم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں خدائے بزرگ و برتر کا شکر ادا کرنے کے بعد جناب آصف علی زرداری، محترمہ بینظیر بھٹو (شہید)، میاں محمد نواز شریف، قائد ایوان میاں شہباز شریف اور دوسرے سیاسی کارکنوں کو جن کی کاوشوں کی وجہ سے یہ جمہوری نظام وجود میں آیا، میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور پوری کابینہ کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جن کی کاوشوں کی وجہ سے یہ متوازن بجٹ قوم کے لئے پیش ہوا۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ جب بھی کوئی جمہوری بجٹ پیش ہوتا ہے تو صوبے کے عوام کو کچھ امیدیں وابستہ ہوتی ہیں اور صوبے کے عوام اس میں اپنے خواب شرمندہ تعبیر ہوتا ہوا دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے میری آپ سے گزارش ہے کہ جیسے میاں محمد شہباز شریف نے وعدہ کیا تھا کہ ہم ملک اور صوبے کا خادم بن کر زندگی گزاریں گے اور قوم کی خدمت کریں گے اس لئے صوبے کے تمام ممبران بھی اسمبلی میں صوبے کے خادم بن کر عوام کی خدمت کریں گے۔ جمہوری اقدار کو بحال کرنا کوئی اتنا آسان کام نہیں ہوتا اس کے لئے قربانیاں دینا پڑتی ہیں اور اپنا نام ملک کی تاریخ میں لکھوانے کے لئے بھی جام شہادت جیسی قربانیاں نوش کرنا پڑتی ہیں۔ شومئی قسمت اس قوم کو بار بار dictatorship سے لڑنا پڑا اور عوام کے حقوق کی جنگ لڑنے کے لئے قربانیاں دینا پڑیں جن میں سب سے بڑی قربانی شہید جناب ذوالفقار علی بھٹو، محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید)، میاں محمد نواز شریف، جناب آصف علی زرداری اور میاں محمد شہباز شریف کی قید و بند کی صعوبتوں کی صورت میں موجود ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ سابق حکومت کی کارکردگی کی وجہ سے پورا ملک اور پنجاب پریشان حال ہے جن کا تمام معزز اراکین نے انصاف کی نایابی، تعلیمی فقدان، صحت عامہ کی سہولیات کا نہ ہونا، محنت کش طبقے کا استحصال، غربت، پنجاب کے کسانوں کی محرومیاں، law and order کی صورتحال اور دیگر مسائل کی صورت میں بڑے واضح انداز سے بیان کیا ہے۔

جناب سپیکر! میرا تعلق صوبہ پنجاب کے پسماندہ ضلع مظفر گڑھ سے ہے جس میں پارکو جیسی Oil Refinery, Thermal Power, Sugar Industry اور دیگر industries کے باوجود لوگوں کے مسائل جوں کے توں ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ان تمام industries میں I.L.O کے قوانین کے تحت مقامی لوگوں کو ملازمت کے مواقع فراہم کئے جائیں تاکہ لوگوں کا احساس محرومی ختم ہو اور معیار زندگی بہتر ہو سکے، نہ کہ یہ لوگ صرف آلودگی اور دھواں کھا کھا کر بیماریوں کا شکار ہوں۔ میری حکومت سے بھی گزارش ہے کہ Oil Refinery اور

Thermal Power کی انتظامیہ کو مقامی لوگوں کو ملازمتیں و دیگر سہولیات جن میں صحت، تعلیم، آلودگی کا خاتمہ، بجلی اور صاف پانی I.L.O کے rules and regulations کے مطابق فراہم کرنے کا پابند کیا جائے۔

جناب سپیکر! ضلع مظفر گڑھ بھی ایک زرعی ضلع ہے اور لوگوں کی معاشی زندگی کا دارومدار بھی زراعت پر ہے۔اس لئے میری گزارش ہے کہ کاشتکار طبقہ کو خصوصی پیکج کے ذریعے مستفید کیا جائے جس کی چند تجاویز درج ذیل ہیں:۔

(i) کھادوں کی قیمتیں کم سے کم تعین کی جائیں تاکہ کاشتکار آسانی سے کھاد خرید سکیں۔

(ii) پانی کے اس بحران میں ڈیزل کا استعمال بہت اہم ہے اس کے لئے کاشتکاروں کے خصوصی پیکج میں کھاد کی طرح ڈیزل کو بھی شامل کیا جائے۔اس کے علاوہ ڈیزل کی قیمتیں ایک سال یا کم از کم چھ ماہ کے لئے متعین کی جائیں تاکہ کاشتکار طبقہ اس سے مستفید ہو سکے۔

(iii) زرعی اجناس کے نرخ بجلی، تیل اور دیگر agricultural inputs کے لحاظ سے مقرر کئے جائیں تاکہ کاشتکار طبقہ اپنی فصل کا صحیح معاوضہ حاصل کر کے زیادہ سے زیادہ دیر تک اپنے پیشہ سے منسلک رہ سکے اور اس ملک میں خوراک اور زرعی اجناس کی ضروریات کو پورا کیا جا سکے۔

(iv) شوگر ملز کو پابند کیا جائے کہ کاشتکاروں کو بروقت ادائیگی کریں اور کٹوتی کا سلسلہ بند کیا جائے۔sugar cess کی مد میں لی جانے والی رقم کو اسی علاقہ میں ہی خرچ کرنے کا پابند کیا جائے تاکہ ملیں، منڈی اور شہر تک کاشتکاروں کو پختہ سڑکیں مہیا ہو سکیں۔

(v) میرا حلقہ پی پی۔252 مظفر گڑھ canal کے tail پر واقع ہونے کی وجہ سے کاشتکاروں کو زرعی پانی میسر نہیں ہوتا۔ برائے مہربانی محکمہ انہار کی وساطت سے نئی نہریں منظور کی جائیں اور پانی چوری کی روک تھام کے لئے تدابیر پر عمل کر کے tail کے کاشتکاروں تک پانی کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

(vi) پچھلی حکومت نے جہاں تک بے شمار ظلم ڈھائے وہاں پر ایک ظلم جو مظفر گڑھ کے غریب کاشتکاروں پر ڈھایا گیا وہ سکارپ ٹیوب ویلوں کی بندش ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ وزیر اعلیٰ اور جناب وزیر خزانہ اس بات کا نوٹس لیں اور زرعی ٹیوب ویلوں کو بحال کر کے پانی کی کمی کو پورا کیا جائے۔

(vii) جناب سپیکر! ہیڈ تونسہ جس کی remodeling کے لئے اربوں روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ میری وزیر خزانہ صاحب سے گزارش ہے کہ اس کا بھی احتساب کیا جائے اور proper طریقے سے کمیٹی بنا کر جو پیسا وہاں خرچ ہوا ہے اس کا جائزہ لیا جائے تاکہ اس کی بحالی کے لئے پورا پورا حق ادا کیا جائے۔

(viii) جناب سپیکر! میری آخری گزارش یہ ہے کہ پنجاب میں جن سکولوں کو center of excellence بنایا جا رہا ہے ان میں ضلع مظفر گڑھ اور خاص طور پر حلقہ پی پی۔252 کو بھی شامل کیا جائے۔ میرا حلقہ تقریباً دو لاکھ آبادی پر مشتمل ہے جس میں کوئی گرلز یا بوائز کالج نہ ہے اور سکول بھی نہ ہونے کے برابر ہیں۔ حلقہ پی پی۔252 میں گرلز اور بوائز ڈگری کالج قائم کئے جائیں اور سکولوں کی upgradation کے لئے بھی پورا پورا حصہ دیا جائے۔ اس طرح تھرمل پاور، پارکو اور شوگر انڈسٹریز کے باوجود کوئی ٹیکنیکل یا ووکیشنل کالج نہ ہے۔ ووکیشنل کالج اور ٹیکنیکل کالج کا قیام بھی عمل میں لایا جائے۔ میری آپ سے آخری گزارش یہ ہے کہ میرے حلقے کے عوام کی طرف سے توجہ دلاؤ نوٹس جو مجھے موصول ہوا ہے، جو ان کا دیرینہ مطالبہ بھی ہے کہ وزیر مال صاحب یہاں تشریف نہیں رکھتے۔ اگر وہ ہوتے تو میں ان کی خدمت میں بھی گوش گزار کرتا، میں آپ کے توسط سے ان کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ پی پی۔252 کی کچھ یونین کونسلز پتی غلام علی، یونین کونسل گجرات کے مواضعات کے لوگوں کے پاس زمینی ریکارڈ موجود نہیں ہے اور جو بااثر آدمی کسی وقت بھی آتا ہے وہ انہیں بے دخل کر دیتا ہے۔ برائے مہربانی ان مواضعات کا گمشدہ ریکارڈ برآمد کروایا جائے اور اس گھناؤنی سازش میں ملوث اہلکاروں کو سزا دی جائے اور مواضعات کو اشتمال کی شکل میں لا

کر ریکارڈ درست کیا جائے اور ناجائز قابضین سے زمین واگزار کرائی جائے تاکہ غریب لوگ سکھ کا سانس لے سکیں۔ میں نے کل بھی گزارش کی تھی کہ ضلع ناظم جو پچھلے دور میں پیپلز پارٹی کا تھا اس کی وجہ سے سابق وزیر اعلیٰ نے انتقامی کارروائیاں کرتے ہوئے تقریباً تین سال سے ضلع مظفر گڑھ کا فنڈ منجمد کیا ہوا تھا۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ تقریباً 4-ارب روپے کا فنڈ جو ضلع کے بجٹ میں پڑا ہوا ہے اسے بھی استعمال میں لاکر ضلع مظفر گڑھ کے عوام کی خوشحالی کی طرف ایک اچھا قدم اٹھایا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عبدالوحید چودھری!

جناب عبدالوحید چودھری: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت مہربانی، شکریہ۔ بجٹ کے دوران بھی ہمیں وقت نہیں ملا اس لئے آپ سے درخواست ہے کہ جن فاضل ممبران کو پہلے وقت نہیں دیا گیا۔ ہمارے دل میں بہت سارے ارمان، بہت ساری تجاویز، بہت سارے مطالبات تھے جو دل کے دل ہی میں رہ گئے ہیں۔ ہم بھی چاہتے تھے کہ وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ ہماری تجاویز بھی نوٹ کرتے اور ان پر بھی وہ اپنی لب کشائی فرماتے۔ بہر حال ہماری قسمت میں ایسے ہی تھا۔ جناب والا! دو تین باتوں پر میں توجہ چاہوں گا۔ سب سے پہلے ہمیں بڑی خوشی ہوئی کہ میں مبارک پیش کرتا ہوں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کو۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ بجٹ ایک ایسا matter ہے جس کے اوپر آپ کو اپنے نوٹس دیکھنے پڑتے ہیں لیکن برائے مہربانی نوٹس کو consult کیا کریں۔ اس کی proper ریڈنگ نہ کیا کریں۔ میں دیکھتا رہا ہوں کہ بہت زیادہ ممبران نے لکھی ہوئی تقریریں پڑھی ہیں۔ ہاؤس کی روایات بھی ہیں اور رولز بھی ہیں ہم نے ان کو follow کرنا ہے تو آپ برائے مہربانی ان کو consult کریں، پڑھیں ناں۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میرے پاس نوٹس ہیں تقریر لکھی ہوئی نہیں ہے۔ تعلیم کے حوالے سے میرا ایک مطالبہ ہے کہ پورے پنجاب میں دوہرے معیار تعلیم کو ختم کیا جائے۔ اس کو ختم کرنے کے لئے بہت ضروری ہے کہ مناسب اقدامات کئے جائیں اور اس سلسلے میں، میں یہ عرض کروں گا کہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن جو ادارہ ہے اس نے جو پچھلے چار پانچ سالوں میں گھپلے کئے ہیں، یہ میرے پاس ان کی کرپشن کی پوری کتاب ہے۔ جو انہوں نے بے قاعدگیاں کی ہیں وہ بھی میں آپ کو

دوں گا۔ آپ اس کو پڑھیں اور وزیر تعلیم صاحب یہاں پر تشریف فرما نہیں ہیں یہ میں ان کو دے دوں گا۔ میرا دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ تعلیم کے بعد صحت بہت ضروری ہے اس پر بھی توجہ دی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر! زراعت ہمارے صوبہ کی ریڑھ کی ہڈی ہے اس لئے زراعت پر توجہ دی جائے۔ اس کے لئے انقلابی اقدامات کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے بجلی، ڈیزل، کھاد کی فراہمی اور جعلی ادویات کے سدباب کے لئے اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ کسانوں کی روزی لٹ جاتی ہے۔ کسان چودہ قسم کے ٹیکس دیتے ہیں اور جب ان کی فصل تیار ہوتی ہے تو اس وقت ان کو مناسب قیمت ہی نہیں ملتی۔ اس کی مناسب قیمت کی ادائیگی کے لئے بھی کوشش کی جائے۔ میں توجہ دلاؤں گا کہ ملتان میں جو پچھلے دنوں ڈی۔ جی، ایم۔ ڈی۔ اے ممتاز قریشی تھا اس نے انتہائی کرپشن کی۔ اس کی کرپشن کے یہ میرے پاس پانچ چھ اوراق ہیں جن پر اس کی کرپشن کی تفصیلات ہیں جو اربوں روپے میں ہیں۔ میاں صاحب نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے اس کو ٹرانسفر کر دیا لیکن میں آپ سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس نے بیس بیس کنال کے پلاٹ جو تین لاکھ روپے فی مرلہ کے حساب سے تھی وہ ان اداروں کو جو انگلش ادارے ہیں ان کو الاٹ کر دی ہے جو گورنمنٹ کے اداروں کے لئے تھے۔ اس نے وہاں اربوں روپے کے گھپلے کئے ہیں۔ میں اس کی تمام تفصیلات بھی آپ کو دینا چاہوں گا اور اس ہاؤس سے یہ مطالبہ بھی کروں گا کہ میری اس بات کی تائید کریں کہ اس کی کرپشن کی تحقیقات کرائی جائیں اور اس کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

جناب سپیکر! میں نے اس دن بھی پوائنٹ آف آرڈر پر گزارش کی تھی۔ وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ بھی بیٹھے ہیں کہ جو زمینیں acquire کی جاتی ہیں خدا کے لئے یہ اب وہ زمانہ نہیں رہ گیا کہ کسانوں یا زمینداروں پر ظلم کئے جائیں۔ ان زمینوں کی کسانوں کو مناسب قیمت دی جائے۔ مارکیٹ ویلیو کے حساب سے قیمت دی جائے نہ کہ ان کو اوسط بیع کے حساب سے دی جائے۔ ایک موضع بیس پچیس کلومیٹر کے ایریا پر مشتمل ہوتا ہے۔ مال روڈ اور شادمان کی قیمت ایک نہیں ہو سکتی۔ خدا کے لئے وزیر صاحب بھی نوٹ فرمائیں کہ جو بھی زمینیں، جو بھی ہاؤسنگ اتھارٹیز ہیں جو acquire کرتی ہیں تو ان کو مارکیٹ کے حساب سے پیسا دیا جانا چاہئے۔ دوسری بات یہ کہ ملتان میں فاطمہ جناح ہاؤسنگ سکیم کے لئے چار سال پہلے زمین acquire کی گئی تھی اور آج تک کسانوں کو اس کا پیسا نہیں ملا اور وہ چار جگہ آگے فروخت ہو چکی ہے۔ جب وہ زمینیں لی گئی تھیں تو اس وقت

تین چار لاکھ روپے فی ایکڑ تھا اب آٹھ دس لاکھ روپے فی ایکڑ ہے۔ہاؤس سے میرا یہ مطالبہ بھی ہے کہ جو زمینیں چار سال پہلے acquire کی گئی تھیں ابھی تک ان کو پیسا نہیں ملا اور ان کو موجودہ value کے مطابق پیسا دیا جائے۔

جناب سپیکر! میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا اور میاں محمد نواز شریف اور قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ہم تمام public اور تمام پاکستانی عوام شکریہ ادا کرتے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ ہم اس جدوجہد، کوشش، محنت، جستجو اور لگن سے ان کے ساتھ کام کریں گے اور میں ایک request اپنے وزراء حضرات سے بھی کرنا چاہوں گا کہ یہ میاں محمد شہباز شریف کی team ہے ان کو اپنے اپنے محکمے کے لئے vision دینا چاہئے، اپنے اپنے محکمے کے لئے پروگرام دینا چاہئے تاکہ ان کو پتا چلے کہ یہ پاکستان مسلم لیگ، میاں محمد نواز شریف اور پیپلز پارٹی کے اتحادیوں کی یہ team ہے اور ان کو ایک تیاری کر کے آنا چاہئے۔ میں آخر میں ایک مطالبہ شاکر شجاع آبادی جو کہ جنوبی پنجاب کے بڑے شاعر ہیں جو کہ بہت بیمار ہیں جیسے دلدار بھٹی صاحب کے لئے کیا گیا تو ہماری request ہے کہ اس کے لئے بھی کچھ نہ کچھ مالی امداد دی جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

شاکر شجاع آبادی ایک اثاثہ ہے اور میں اس کے شعر پر آپ سے اجازت چاہوں گا کہ:

توں محنت کر تے محنت دا صلہ جانے خدا جانے
توں ڈیوا بال کے رکھ چا، ہوا جانے خدا جانے
اے پوری تھیوے نہ تھیوے مگر بیکار نئیں ویندی
دعا شاکر توں منگی رکھ دعا جانے، خدا جانے

جناب قائم مقام سپیکر: جی، حاجی جلال دین ڈھکو!

حاجی جلال دین ڈھکو: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! ایک بات تو پہلے ہو چکی ہے میں بھی اس کے لئے حاضر ہوا تھا لیکن آپ نے مہربانی فرمائی ہے اور کارروائی سے وہ الفاظ حذف کروا دیئے ہیں لیکن میں اس کے بارے میں ایک چھوٹی سی گزارش کروں گا اور اس کے بعد محکمہ جنگلات پر تھوڑی سی بات کروں گا۔ میں نے بھی کل یہ دوستوں سے سنا ہے۔اس روایت کو ختم کرنا چاہئے۔ ہم نے جمہوریت کا ساتھ دیا ہے، ہم نے مسلم لیگ کا ساتھ دیا ہے اور ہم مسلم لیگ سے مل کر انشاء اللہ تعالیٰ اور میں زندگی بھر مسلم لیگ میں رہا ہوں اور مسلم لیگ کا ساتھ دیں

گے۔ میاں محمد نواز شریف کا ساتھ دیا ہے اس میں اگر وہ ہمیں لوٹا کہیں گے تو یہ بہت بری بات ہے اور یہ ان کے لئے نازیبا الفاظ آپ نے جو حذف کئے ہیں، میں آپ کا ممنون ہوں لیکن اس پر کافی بحث ہو چکی ہے تو میں اسے دوبارہ نہیں چھیڑنا چاہتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اس دن تقریر کر رہا تھا اور میری تقریر کا کچھ حصہ بقایا رہ گیا اور آپ نے مہربانی فرمائی اور مجھے آج بلا لیا۔ میں صرف جنگلات کے بارے میں ایک گزارش کروں گا کہ جنگلات جو کہ اس ملک کا بہت بڑا سرمایہ ہیں اور ماحولیات کو ٹھیک رکھنے کے لئے، آپ کے ماحول کو ٹھیک کرنے کے لئے اور صحت عامہ کو برقرار رکھنے کے لئے جنگلات کا بہت بڑا دخل ہے لیکن وہ جس طرح ایک آدمی نے کہا تھا کسی وقت میں نے بھی اخبار میں پڑھا کہ ایک آدمی کرپشن کے بارے میں ایک روایت ہے کہ ایک جلیبی کا تھال کھا گیا تو دوسرے نے کہا کہ نہیں وہ تو ساری حلوائی کی دکان ہی لوٹ گیا تو یہ جو پولیس کا محکمہ ہے یا صحت کا محکمہ ہے یا دوسرے محکمہ جات ہیں، یہ معمولی کرپشن کرتے ہیں لیکن آپ اگر باہر نکل کر دیکھیں تو آپ کے جنگلات کا صفایا ہو چکا ہے۔ پاکپتن کے دوست میرے یہاں بیٹھے ہوں گے ان کو علم ہے کہ ذخیرہ ڈل وریام ہے۔ میں اگلے دن وہاں سے گزرا تو سڑک کے کنارے جو سفیدے کے کچھ درخت کھڑے تھے سات مربعے کے جنگل میں کوئی درخت نہیں، ایک درخت بقایا نہیں اور لوگوں نے جنگلات کی زمین کو کاشت کیا ہوا ہے، وہاں پر کاشت کاری جاری ہے۔ اسی طرح چیچہ وطنی بھی ہے۔ یہ جو ذخیروں کا مسئلہ ہے، اس معاملے میں خاص توجہ دیں۔ میرے خیال میں اس ہاؤس میں پہلے اس پر آج تک بات نہیں ہوئی لیکن میں اس لئے یہ بات کر رہا ہوں کہ یہ بے حد ضروری ہے۔ لوگ جنگلات کو صاف کر گئے اور یہ لکڑی بیچ بیچ کر کھا گئے۔ مہربانی فرما کر ایک تو اس بارے میں انکوائری کروائیں۔ میں گزارش کروں گا کہ آپ ایک team تیار کریں کیونکہ ایک سو میل کا فاصلہ بھی نہیں ذخیرہ ڈل وریام میں۔ اگر وہاں پر ایک درخت بھی ہو تو میں resign کر دوں گا۔ لوگ درخت کھا گئے۔

جناب سپیکر! اس دن میں بحث کر رہا تھا تو محکمہ صحت کی کچھ items بقایا رہ گئی تھیں۔ صحت کے بارے میں جو موجودہ حکومت نے عام آدمی اور غریبوں کے لئے پیسے رکھے ہیں کہ ان کے لئے دوائیاں مفت تقسیم کی جائیں گی۔ یہ بہت اچھا ہے۔ عام آدمی سسک سسک کر مر جاتا ہے اور اسے دوائی نہیں ملتی۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ باہر R.H.C اور B.H.U وہاں پر جتنے ڈسپنسرز اور ڈاکٹرز ہیں وہ سال کی 6/5 لاکھ یا 8/7 لاکھ کی دوائیاں لے جاتے ہیں اور ساری بیچ ڈالتے ہیں۔ کسی

غریب آدمی کو تقسیم نہیں ہوتیں تو میں اس ضمن میں یہ گزارش کروں گا کہ مہربانی فرما کر وہاں پر کمیٹی مقرر فرمائی جائے۔ پہلے تو ناظمین تھے اگر ناظمین نہ رہے تو ممبران یونین کونسل ہوں گے یا وہاں پر نمبر دار حضرات ہیں، ان کی ایک کمیٹی بنائی جائے تاکہ غریب لوگوں کو دوائیاں میسر آ سکیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جناب محسن لطیف!

جناب محسن لطیف: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں مبارک دوں گا جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو کہ ایک متناسب اور بہت اہم بجٹ پیش کیا اور آپ کا ممنون ہوں دل کی گہرائیوں سے کہ آپ نے موقع فراہم کیا۔

جناب سپیکر! جس طرح ہماری بہن فرح دیبا نے ایک ایسا نکتہ اٹھایا کہ جس کا کوئی ذکر نہیں ہوا تو اسی طرح میں بھی ایک ایسے ہی پوائنٹ پر بات کرنا چاہوں گا جس کا ذکر تو بہت ہو رہا ہے اور ہوتا آیا ہے پچھلے 8 سالوں سے مگر اس پر کبھی بھی proper implementation نہیں ہو سکی lack of knowledge کی وجہ سے میں اس کا کہوں گا وہ ہے information technology کے حوالے سے۔ Information technology صرف اور صرف ایک کمپیوٹر مشین نہیں ہے internet connectivity نہیں ہے chatting نہیں ہے اور browsing نہیں ہے ۔ یہ اس سے بہت آگے کی چیز ہے اس میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ اتنی technicalities ہیں کہ میں اس میں جائے بغیر اس کو کوشش کرتا ہوں کہ اس طریقے سے عام فہم زبان میں بتانے کی کوشش کروں۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے جو I.T. کے حوالے سے میں یہ بتانا چاہوں گا کہ پاکستان اس وقت 122 ممالک جو کہ I.T. کے حوالے سے ہیں ان میں سے پاکستان کا نمبر 84 واں ہے اور ہمارے ہمسایہ ملک جس کی آزادی کا سال بھی ہمارے برابر ہے وہ اس وقت 44th position پر ہے with the score of 4.06 آج بات کرنے کی یہ ہے کہ آج ہم اتنے پیچھے کیوں رہ گئے ہیں؟ کیا وجوہات ہیں جس کی بنا پر پاکستان وہ معیار نہیں حاصل کر سکا جو اسے حاصل کرنا چاہئے تھا؟ ان میں سے کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ ہم لوگوں نے computer machines پر زور دیا مگر ان machines کا operation یا ان machines کو سمجھنے پر غور نہیں کیا۔ اس حوالے

سے میں سب سے پہلے جو بات کرنا چاہوں گا وہ ہےI.T Certification اس وقت پوری دنیا کی سب سے اہم ایکMicrosoft کے نام سے ایک کمپنی ہے جس نے اپنی Certifications شروع کی ہوئی ہیں جس میں M.C.S.E اور M.C.S.D ہیں جو Microsoft Certified System Engineering and Microsoft Certified System Development کے نام سے certifications کروائی جاتی ہیں۔ یہ ایک massive drain ہے Foreign Exchange کا جو ہمارے ملک سے باہر جا رہا ہے۔ اس میں Microsoft Certifications ہیں Java کی certifications ہیں اور Oracle کی ہیں C.I.S.C.O certifications بھی اس میں قابل ذکر ہیں۔اس میں امر اس بات کا ہے کہ 125 ڈالر per paper per exam یہ certifications کے لئے دیئے جاتے ہیں اور اس وقت پاکستان میں Microsoft کے دو اڑھائی لاکھ کے قریب certified Engineers ہیں۔آپ اس کے حساب سے اگر اندازہ لگائیں تو دو بلین کے قریب پاکستانی روپے صرف Foreign Exchange کی مد میں باہر جا رہے ہیں۔ same حالات C.I.S.C.O اور Java وغیرہ سب کے ساتھ اس طرح ہی چل رہا ہے اور after this اس کی upgradation بھی اسی طرح سے ہوتی ہے جس طرح سے windows 2000 and Xp جس طرح سے نئے Softwares نئی چیزیں آتی ہیں اس طرح سے یہ certification اپنے آپ upgrade کرنی پڑتی ہیں۔

جناب سپیکر!اس میں جو سب سے قابل ذکر اور اہم چیز جس پر نوٹس لینا بہت ضروری ہے کہ اس وقت کچھ Private institutions ایسے ہیں لاہور میں، اسلام آباد میں ہر جگہ پر کام کر رہے ہیں۔ وہ لوگ اس وقت بچوں کے ساتھ طلبا و طالبات کے ساتھ ایک گھناؤنا کھیل کھیل رہے ہیں۔یہ certifications ہوتی ہیں pro metric centres ہیں جو pro metric centres C.I.S.C.O Microsoft میں ادھر قائم کئے ہوئے ہیں اور جو connected ہیں امریکہ کے ساتھ۔ اس میں یہ ہوتا ہے کہ 97% to 98% اس وقت پاکستان میں certified جو لوگ exam دینا چاہتے ہیں وہ clear کر کے آجاتے ہیں جو کہ امریکہ میں بھی یہ ratio نہیں ہے۔اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ pro matric centres کے ساتھ مل کر یہ تعلیمی ادارے جو پرائیویٹ طور پر کام کر رہے ہیں یہ ان سے

papers نکلواتے ہیں۔ پہلے پڑھائی کروانے کے پیسے لیتے ہیں پھر اس کے بعد papers کروانے کے پیسے علیحدہ ہوتے ہیں اور وہ paper ان کے پاس نکلا ہوا ہوتا ہے۔ C.I.S.C.O Certification نے دو دفعہ pro matric centres میں پاکستان پر دو دفعہ ban لگایا تھا اور انہوں نے یہ pro matric centres دوبارہ سے شروع کر دیا۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے یہ استدعا کرنا چاہوں گا کہ اس پر نوٹس لیا جائے اور ان certified engineer کو جو پوری دنیا میں پاکستان کے لئے جگ ہنسائی ہیں جب یہ لوگ وہاں پہنچتے ہیں کام کرنے کے لئے جاتے ہیں تو ان کے ہاتھ میں certificate ہوتا ہے لیکن ان کو آتا جاتا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ یہ ایک ایسا بوٹی سے بھرا مافیا ہے جس کو control کرنا بہت ضروری ہے اور اس سے بہت زیادہ revenue بھی اکٹھا ہو سکتا ہے۔ اسی بنیاد پر لوگ ویزا بھی apply کرتے ہیں مگر اب چونکہ ان certifications والوں کو بھی سمجھ آ چکی ہے کہ پاکستان میں certification کا معیار کیا ہے وہ اپنے پیسے تو کھرے کر رہے ہیں مگر اس کے بعد نہ وہ ویزا میں help out ہو رہے ہیں نہ ہی jobs میں help out ہوتے ہیں۔ دس فیصد certified لوگ ایسے ہیں جو کام کو سمجھتے ہیں۔ میں آپ کو ایک واقعہ سکولوں کے حوالے سے بتاؤں گا میں کمپیوٹر کی installation کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔ میرے حلقے میں ایک سکول ہے جو ریلوے کا ہے وہ سرکاری سکول کے زمرے میں ہی آتا ہے۔ میں وہاں پر گیا اور میں نے تفصیلی معائنہ کیا وہاں پر ایک کمپیوٹر لیب بھی تھی جو میرے لئے باعث خوشی تھی کہ یہاں پر ایک کمپیوٹر لیب بھی ہے۔ جب میں نے ہیڈ ماسٹر سے کہا کہ میں نے وہ lab visit کرنا ہے تو جب ہم lab پر گئے تو اس lab پر سیل تالے لگے ہوئے تھے۔ خیر وہ تالے کھلوائے گئے اور اس کمپیوٹر لیب کو دیکھا۔ وہاں وہ works station تھے جو آج کل obsolete ہو چکے ہیں۔ وہاں پر نام کے کمپیوٹر موجود تھے مگر وہ کام کرنے کے قابل نہیں تھے اس وقت light تو تھی نہیں۔ میں نے ان سے صرف ایک سوال پوچھا کہ اس کا server کہاں ہے؟ اس کا جواب یہ تھا کہ جناب server نہیں ہے غلام حسین ہے جو اس کو چلاتا ہے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جس پر ہم نے غور کرنا ہے۔ ہم نے مشینیں نہیں دینی بلکہ ہم نے یہ بتانا ہے کہ ان مشینوں کو استعمال کس طرح سے کرنا ہے۔ میری استدعا ہے کہ اگر ہم information کے حوالے سے چھوٹا سا کورس apply کر دیا جائے جس میں صرف ایک بات کی information ہو کہ what is I.T?، جناب سپیکر! ایک گھنٹی بج چکی ہے دوسری بجنے والی ہے میں اس کو wind up کرنے کی

کوشش کرتا ہوں۔اس حوالے سے اگر مجھے کہا جائے گا تو being an I.T professional میں اس کی بہت تفصیلی رپورٹ آپ کو دے سکتا ہوں، اس کو help out کر سکتا ہوں۔ اس I.T کے سلسلے کو wind up کرکے، ایک چیز رہ گئی کہ ایک دن میرے ایک فاضل دوست بلوچ صاحب نے کہا تھا کہ وزیراعلیٰ نے کہا کہ وزیراعلیٰ ہاؤس کو خاتون یونیورسٹی بنائی جائے تو انہوں نے کہا تھا کہ کمرے بہت چھوٹے ہیں اس لئے وہاں پر نہیں بن سکتی۔ جناب سپیکر! ضروری نہیں ہے کہ ادھر ہم یونیورسٹی ہی بنائیں اس میں ہم I.T park بنا سکتے ہیں اس وقت لاہور میں صرف ایک I.T park ہے اس میں call centres لگا سکتے ہیں اس سے لوگوں کو jobs مل سکتی ہے، revenue آ سکتا ہے اس کے علاوہ ہم ان call centres کے لئے institutions بنا سکتے ہیں۔ اس میں کافی چیزیں ہیں لیکن ایک چیز جو بہت اہم تھی میں کچی بستی کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔ میرے علاقے میں کافی حد تک کچی بستیاں ہیں اور افسوس کا امر یہ ہے کہ وہاں پر سڑک ہے، سیوریج ہے، پانی بھی ہے مگر وہاں گیس نہیں ہے۔ جناب والا! پانچ چھ ہزار روپے کمانے والا انسان جب سوڈیڑھ سو روپے کا روز کا تیل لے کر اپنا کھانا بنائے گا تو اس کے پاس بچت کہاں ہو گی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ مولانا محمد الیاس چنیوٹی!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کے ذریعے سردار ذوالفقار خان کھوسہ، رانا ثناء اللہ خان، جناب قاسم ضیاء و دیگر صوبائی اسمبلی کے منتخب ہونے والے اراکین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ آج اور کل پورے ملک میں میاں محمد نواز شریف کے کاغذات مسترد ہونے کے خلاف ہڑتال کی جا رہی ہے تو میری رائے یہ ہے کہ کل کا اجلاس ملتوی کیا جائے تاکہ ہم تمام ممبران بھی اس ہڑتال میں شامل ہو سکیں۔

سابق رکن پنجاب اسمبلی مولانا منظور احمد چنیوٹی (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میرے والد مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ جو اس اسمبلی کے تین مرتبہ member رہ چکے ہیں آج ان کا یوم وفات ہے میری درخواست ہے کہ ان کی مغفرت کے لئے دعا کروائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ خود ہی دعا کرائیں آپ کے ساتھ سارا ایوان دعا کرے گا۔

(اس مرحلہ پر الحاج محمد الیاس چنیوٹی نے اپنے والد محترم، میاں محمد نواز شریف کے والد محترم اور دیگر مرحومین اراکین اسمبلی کے لئے دعائے مغفرت کرائی)

ضمنی بجٹ بابت سال 08-2007 پر عام بحث

(---جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: جناب افتخار احمد خان بلوچ!

جناب افتخار احمد خان بلوچ: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جب سے میں ممبر بنا ہوں میرا پہلی دفعہ نمبر آگیا ہے۔ اس کے بعد جناب سے گزارش کرتا ہوں چونکہ میرا شاید اگلا نمبر اگلے بجٹ پر آئے اس لئے ذرا فراخ دلی سے وقت دے دینا تاکہ آپ میری گزارشات سن سکیں۔ سب سے پہلے تو میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کو خوبصورت بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس کو منظور کرنے پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد میری ایک اور گزارش بہت ضروری ہے وہ بھی اسی تقریر کا حصہ بناتا ہوں کہ یہاں اڑھائی سو نئے صوبائی اسمبلی کے ممبرز آئے ہیں۔ آپ بھی پہلے رہے ہیں اور رانا صاحب تو بہت ہی پہلے سے رہے ہیں ان کی جان پہچان ہے۔ میری گزارش ہے کہ آپ نئے لوگوں کو بھی موقع مہیا کرتے رہیں تاکہ وہ بھی اپنا role ادا کرتے رہیں۔ اس کے بعد میں محترمہ بے نظیر بھٹو کو ان کی شہادت پر خراج عقیدت پیش کرتا ہوں اور میاں محمد نواز شریف کو اس جمہوریت کی خاطر، اس پاکستان کی بقا کی خاطر اور جو انہوں نے جلا وطنی اور تمام مصیبتیں جھیلی ہیں ان کو بھی خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔ گزارش ہے کہ یہ آٹھ کروڑ عوام کا

صوبہ پنجاب ہے اس میں آپ دیکھیں کہ تقریباً جو پچھلا دور رہا ہے اس میں جمہوریت کو جڑ سے اکھاڑا گیا، انصاف کا قتل عام کیا گیا، لوگوں کو انصاف تک مہیا نہیں کیا گیا، مہنگائی کا دور آپ دیکھ لیں کہ ابھی تک اس کو control نہیں کیا جارہا ہے۔ جس حلقہ سے میں منتخب ہوا ہوں وہاں کے ایم۔این۔اے اور دو گھر ہیں جن کا شروع سے تسلط رہا ہے۔ جب سے ملک بنا ہے وہی دو گھر کبھی ایک کبھی دوسرا اقتدار میں رہے ہیں۔ وہ ہمیشہ حکومت کا حصہ اور وفاقی وزیر رہے۔ میں پہلی دفعہ اس سارے تسلط کو توڑ کر آیا ہوں اور عوام نے مہربانی کی کہ انہوں نے ایک تیسرے آدمی کو موقع دیا کہ میں وہاں سے ایم۔پی۔اے منتخب ہوا ہوں۔ اس عوام کی مجھ سے توقعات ہیں ان دو گھرانوں نے اس حلقے کے لئے کچھ نہیں کیا۔ میرے حلقے کا main مسئلہ پشاور سے لے کر کراچی تک کا روٹ ہے جو سرگودھا سے ہو کر آگے جاتا ہے وہاں ایک پل بنا ہوا ہے جو دریائے چناب پر ہے وہ پاکستان کی نوعیت کا پہلا پل ہے جس پر ریلوے لائین بھی گزرتی ہے اور ایک طرف سے روڈ ٹرانسپورٹ بھی گزرتی ہے۔ وہاں ہر روز چار پانچ لوگوں کی اموات ہو جاتی ہیں آج تک اس پل کا کسی نے بھی کچھ نہیں کیا۔ میری گزارش ہے کہ اس پل کے لئے سنا ہے کہ کچھ ہو رہا ہے اس کا پتا نہیں کب بنے گا؟ میں نے ایک تجویز پیش کی ہے کہ وہاں اگر کشتیوں کا پل عارضی طور پر بنا دیا جائے تو وہ جو یہ چھوٹی ٹریفک ہے یا ایمبولنس ہیں heart attack کے مریض یا اس قسم کے اور مریض وہ اپنے ہسپتال تک آسانی سے پہنچ سکیں تو یہ میرا سب سے بڑا مسئلہ ہے اور میں نے عوام سے وعدہ کیا تھا کہ جب اسمبلی میں پہنچوں گا تو انشاء اللہ تعالیٰ میں اس مسئلہ کو سب سے پہلے پیش کروں گا۔ اس کے بعد جن غریب لوگوں نے ہمیں ووٹ دیئے ہیں انہوں نے اس لئے دیئے ہیں کہ پچھلی حکومت کا آپ دور دیکھیں تو وہاں کے دیہاتوں کے ہسپتالوں میں کوئی first aid کی یا کسی قسم کی دوائی available نہیں تھی۔ وہاں سکول موجود تھے لیکن teachers موجود نہیں تھے۔ وہاں teachers تھے تو سکول نہیں تھے۔ وہاں کرپشن کا دور دورہ تھا، وہاں بیج تھے تو نقلی تھے، دوائیاں تھیں تو وہ جعلی تھیں۔ اس وجہ سے ہمارا ملک اور صوبہ پنجاب جو زراعت کے معاملہ میں بہت آگے ہونا چاہئے تھا۔ وہ بالکل پیچھے کی طرف جا رہا ہے۔ میری گزارش ہے کہ ہمارے حلقہ کی عوام اور ہم تمام لوگوں نے ایک آس، امید لے کر پنجاب کی بہتری کے لئے میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف پر اعتماد کیا ہے اور عوام نے بھی اعتماد کیا ہے اور ان پر ہمیں مکمل اعتماد ہے اور ان میں صلاحیت موجود ہے۔ میری گزارش ہے کہ آپ نے جو بجٹ بنایا ہے اس کو اگر implement صحیح طریقے سے کیا جائے، کرپشن کو روکا جائے، یہ اس دفعہ جو ہمیں mandate

ملا ہے۔یہ (ن) لیگ اور پیپلز پارٹی کو ملا ہے میں اپنے بھائیوں سے کہتا ہوں کہ یہ اس ملک کی سب سے بڑی پارٹیاں ہیں اور اگر خدانخواستہ یہ اتحاد اور یہ پارٹیاں بھی ناکام رہیں تو پھر عوام انقلاب لائے گی اور انقلاب کی طرف دیکھے گی۔ میری گزارش ہے کہ ہمیں اپنے فرائض کو پوری دیانتداری سے، حکومت کے تعاون سے اور اپنی اس عوام کی توقعات پر پورا اترنے کے لئے ہر کوشش کرنی چاہئے تاکہ ان کا اعتماد ہمارے اوپر بحال رہے۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا تقریر ختم کرتا ہوں کیونکہ آپ آنکھ سے دیکھ رہے ہیں۔ شکریہ، اللہ حافظ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں۔ دیر آید درست آید۔آپ نے موقع فراہم کیا۔ میں وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو given situation میں دستیاب وسائل اور ان حالات میں ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی میں قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف کو بھی ان کی انقلابی سوچ اور انقلابی اقدامات پر مبنی اس بجٹ کی تیاری پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں افغانستان، بلوچستان، وانا، وزیرستان، ڈماڈولہ، شمالی علاقہ جات، مدرسہ حفصہ اور لال مسجد کی لاشوں پر ملنے والے ڈالر نہ ہونے کی وجہ سے بھی میں جناب وزیر خزانہ کو دوآتشہ مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں ایجنسیوں کے ذریعے اٹھوائے جانے والے ان حریت پسندوں، آزادی پسندوں کو قیدی بنا کر امریکہ کے حوالے کرنے پر ان کے بدلے میں ملنے والے ڈالروں کے نہ ہونے کی وجہ سے بھی اس متوازن بجٹ کو پیش کرنے پر بھی میں سہ آتشہ مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب کی بجٹ تقریر کا آخری پیرا جس پر انہوں نے یہ وعدہ کیا کہ "ہم عوام پر لگائے گئے ٹیکسوں اور بیرونی قرضوں سے حاصل کی گئی رقوم حکومت کے پاس امانت سمجھتے ہیں۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اس امانت میں خیانت نہیں ہونے دیں گے۔اس وعدہ پر خاص طور پر چار آتشہ مبارکباد پیش کرتا ہوں۔وزیر خزانہ صاحب کے اس وعدہ پر مجھے یوں لگا کہ میں یہ دو تین شعر عرض کرنا چاہوں گا۔

جیسے ویرانے میں چپکے سے بہار آجائے
جیسے صحراؤں میں ہولے سے چلے بادنسیم
جیسے بیمار کو بے وجہ قرار آجائے

جناب سپیکر! میں نے ان وعدوں کی وجہ سے اپنے جذبات کا اظہار ان دو تین شعروں میں کیا ہے ۔اس کے ساتھ ہی تصویر کا دوسرا رخ بھی پیش کرنا چاہتا ہوں ۔جس میں موقر جریدہ Economist میں یہ انکشاف ہوا ہے کہ "سابقہ دور میں اربوں ڈالر ملنے والی امداد کہاں خرچ ہوئی ہے؟" اس پر اس نے ایک خاصی تفصیل سے بحث کی ہے۔ شاید ٹائم کم ہوگا، میں چاہوں گا کہ بجٹ پر تو پوری تفصیل کے ساتھ بات نہیں کر سکتا، کرنا چاہوں تو مجھے وقت عنایت کریں تو میں گھنٹوں اس پر بول کے وضاحت سے اس بات کی تشریح کرنا چاہوں گا لیکن میں ایک دو موضوع لے لیتا ہوں تاکہ اپنی بات ختم کرلوں۔ خاص طور پر میں یہ چاہوں گا کہ ایگریکلچر اور لائیوسٹاک پر مجھے بات کرنے کی اجازت دے دی جائے۔

جناب سپیکر! کاشتکار کے مسائل یہ ہیں کہ ایک تو بہت چھوٹی سال ہولڈنگ ہے۔ میرے پاس اس کے statistics بھی ہیں کہ ایک ایکڑ سے ڈیڑھ ایکڑ تک یا اس سے کم کے کتنے مالک ہیں اور ان کے پاس کتنا رقبہ ہے۔اس کے بعد ایک سے چار ایکڑ، پانچ ایکڑ، ساڑھے باڑہ ایکڑ جو گزارا یونٹ ہے اور پھر پچیس ایکڑ تک یا پچیس ایکڑ سے پچاس ایکڑ تک پھر پچاس ایکڑ سے ڈیڑھ سو ایکڑ تک اور ڈیڑھ سو ایکڑ سے زائد کے مالکان کا بھی میرے پاس ایک ڈیٹا موجود ہے۔ اگر میں پڑھنا چاہوں گا تو اس میں مزید وقت خرچ ہوگا۔ بہر حال آپ نے پہلے ہی گھنٹی بجادی، بات میری کہاں ہوگی؟ میں ایک بات کے لئے ضرور عرض کروں گا، باتیں تو بہت ساری ہیں کہ چھوٹا کاشتکار جس کو ریڑھ کی ہڈی کہا گیا اور ریڑھ کی ہڈی کی بھی ہڈی لائیوسٹاک میں کاشتکار کو کہا گیا۔ وہ اپنی بھینس کا دودھ نہیں پی سکتا۔ وہ گھر میں پالی ہوئی مرغی کا انڈہ نہیں کھا سکتا۔ وہ اپنی زندگی کی ڈور جو کم وسائل کے ساتھ بندھی ہوئی ہے زندہ رکھنے کے لئے وہ بھینس کا دودھ بھی بیچ دیتا ہے۔ نہ مکھن، نہ لسی نصیب ہوتی ہے۔ اپنی مرغی کا انڈہ بھی بیچ دیتا ہے اور نیسلے جیسی multinational companies اس کا استحصال کرتی ہیں۔ پھر اس کا استحصال اس طرح سے بھی ہوتا ہے کہ اس کی فصلوں کا بھاؤ اس کو نصیب نہیں ہوتا، مناسب بھاؤ نہیں ملتا ہے۔ پھر inputs جو اتنی مہنگی ہیں، اس بات پر کبھی کسی نے غور نہیں کیا۔ آج میں پہلی بار اس بات کا مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ ڈی۔اے۔پی سپر فاسفیٹ کھادیں جو ہیں، ان کے ملکی

کارخانے فیصل آباد، جڑانوالہ میں بناتے تھے وہ فروخت کردیں۔ اپنی ملیں فروخت کردیں، جو سپر فاسفیٹ کھادیں بناتی تھیں اور multinationals کو import کرنے کے لائسنس دے دیئے۔ میرا آج آپ اور اس ایوان کے توسط سے ان لوگوں کو یہ سوال ہے جو لائسنس جاری کرتے ہیں، آپ کو اور اس معزز ایوان کو بھی یہ معلوم ہونا چاہئے کہ جب کسی ملٹی نیشنل کمپنی کو لائسنس جاری کیا جاتا ہے تو اس کے ساتھ یہ شرط بھی لگائی جاتی ہے کہ تین سال کے اندر آپ raw material یہاں پر پیدا کریں گے۔ اب مجھے statistics کا یا اس لائسنس جاری کرنے والوں کی وطن کے ساتھ دشمنی جو ان سے لاکھوں اور کروڑوں روپے لے کر ان کو لائسنس جاری کر رہے ہیں یا ان کی تجدید کر رہے ہیں ان سے یہ پوچھا جائے کہ ان multinational companies کو پاکستان کے اندر raw material اور کھادیں بنانے پر کیوں پابند نہیں کیا جاتا؟ ان کو بار بار اجازت کیوں دی جاتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی بہت شکریہ۔ پلیز آپ بیٹھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھے دو منٹ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز آپ بیٹھیں۔ سردار قیصر عباس خان مگسی!

سردار قیصر عباس خان مگسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O شکریہ۔ جناب سپیکر!

MR. ACTING SPEAKER: Please silence in the House

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ہماری بھی آپ سے استدعا ہے کہ آپ مہربانی فرمائیں اور ان کو دو منٹ دے دیں let him wind up کیونکہ یہ سارے ایوان کا مسئلہ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: میرے لئے تمام ممبران برابر ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ کی بات بجا ہے۔ مگر ہم آپ سے استدعا کرتے ہیں اور دنیا میں قدر اسی کے لئے ہوتی ہے جو کسی کے لئے کچھ کرے۔ جب ایک معزز ممبر آپ سے استدعا کر رہا ہے تو یہ آپ کی کرسی کا بھی تقدس ہے۔ اگر آپ ہماری بات نہیں سنیں گے، آپ ہماری request نہیں

مانیں گے تو پھر ہماری اور کون قدر کرے گا؟ آپ تو ہمارے Custodian ہیں اور آپ نے ہی ہماری قدر بنانی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! آپ کا بہت شکریہ، لیکن میرے خیال میں پھر ان ساتھیوں کے ساتھ زیادتی ہوگی جن کو میں نے سات منٹ سے اوپر بالکل نہیں بولنے دیا لہذا آپ بیٹھیں۔ شاہ صاحب! آپ میرے محترم ہیں پلیز بیٹھ جائیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ ہم نے یہاں پر یہ پابندی لگائی تھی اس لئے آپ کسی ایک ساتھی کا بتادیں جسے میں نے دوسری bell کے بعد ٹائم دیا ہو۔ تو یہ ان سب کے ساتھ زیادتی ہوگی۔ لہذا اب میں سردار قیصر عباس سے گزارش کروں گا کہ وہ بات کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ بہت اہم معاملہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز بیٹھ جائیں میں آپ کو ٹائم دوں گا لیکن ابھی میں نے ان کو floor دیا ہوا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ بہت اہم موضوع ہے مجھے اس پر بات کرنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کو پھر کبھی دوبارہ ٹائم دے دیں گے۔ ابھی تشریف رکھیں؟

میاں محمد رفیق: پھر میں پریس کانفرنس کے ذریعے کر لوں گا۔ صحافی بھائی سن لیں کہ آج میں نے پریس کانفرنس کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز آپ تشریف رکھیں۔ اگر ہاؤس کو نہیں چلنے دینا تو مجھے بتا دیں۔ جو rule ایک ممبر کے لئے ہے وہی تمام ممبران کے لئے ہے۔ بہت مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ جی سردار صاحب!

سردار قیصر عباس خان مگسی: بسم اللہ الرحمن الرحیم o شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے میاں محمد شہباز شریف وزیراعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ پنجاب جناب تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے عوام دوست اور کسان دوست بجٹ پیش کیا۔ میں آپ کا بھی انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے بہت پیار و محبت اور احسن طریقے سے اس ایوان کو چلایا۔ اگر ہمارے کچھ فاضل ممبران کی باری نہیں آسکی تو اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں بلکہ ہم ہی ایک دوسرے کا ٹائم کھاتے رہے ہیں۔ میں آپ کی اجازت سے اور آپ کے توسط سے اپنے علاقے کے چند مسائل گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ جناب میرا تعلق ضلع لیہ سے ہے اور ضلع لیہ پورے پنجاب کا سب سے پسماندہ ضلع ہے۔ ضلع لیہ میں

میرا حلقہ تحصیل چوبارہ اور چوک اعظم ضلع لیہ میں بھی سب سے پسماندہ حلقہ ہے۔کوئی بھی قوم تعلیم کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی اور آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی میرے حلقہ میں پندرہ پندرہ کلو میٹر تک سکول نہیں ہیں اور لوگوں کے بچے زیور تعلیم سے محروم ہیں۔لہذا میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ چونکہ میرے حلقے میں سکولوں کی انتہائی کمی ہے اس لئے بنیادی تعلیم حاصل کرنے کے لئے وہاں پر سکولوں کا قیام عمل میں لایا جائے۔

جناب والا!1982 میں تحصیل چوبارہ بنی تھی اس وقت سے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال چوبارہ ویران پڑا ہے لہذا اس کے لئے دوائیاں اور دیگر سہولیات فراہم کی جائیں اور عملہ بھی تعینات فرمایا جائے۔وہاں پر بوائز ڈگری کالج کی بلڈنگ تو شروع ہو چکی ہے لیکن گرلز ڈگری کالج کے لئے رقبہ میسر نہ ہے۔وہاں پر محکمہ جنگلات کا لاکھوں ایکڑ رقبہ موجود ہے لہذا استدعا ہے کہ وہاں سے ہمیں گرلز ڈگری کالج اور کمرشل کالج کے لئے رقبہ دیا جائے۔ 1986 میں مکتب سکولوں کا اجرا کیا گیا تھا اور وہاں پر امام مسجد کے نام سے ایک سیٹ create کی گئی تھی جو سکولوں میں بچوں کو قرآن پاک کا درس دیتے ہیں 1986 میں ان کے لئے 250 روپے اعزازیہ رکھا گیا تھا لیکن آج 2008 میں بھی ان کا اعزازیہ وہی 250 روپے ہے۔لہذا آپ کے توسط سے میری استدعا ہے کہ اس اعزازیہ میں اضافہ کیا جائے۔جو ہمارے بچوں کو قرآن پاک کا درس دے رہا ہے اسے 250 ماہوار دینا اس کے ساتھ بہت بڑا مذاق ہے۔

جناب سپیکر! میرا آدھ حلقہ نہری اور آدھ بارانی ہے فصلوں کا دارومدار بارشوں پر ہے اس سال بارشیں نہیں ہوئیں نہری پانی کی کمی تھی اور جو تھوڑی بہت فصلیں ہوئی تھیں وہ ژالہ باری سے خراب ہو گئی ہیں لہذا استدعا ہے کہ میرے حلقہ کو آفت زدہ قرار دے کر وہاں سے کسانوں کو مالیہ، آبیانہ اور زرعی ٹیکس معاف فرمایا جائے۔میں وزیر اعلیٰ صاحب کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے زمیندار، کاشتکار کے لئے ٹریکٹروں پر subsidy دی ہے لہذا میری گزارش ہے کہ جہاں ٹریکٹر کے لئے subsidy دی گئی ہے وہاں زرعی آلات کے لئے بھی subsidy دی جائے اور ہمارے بارانی علاقوں میں sprinkler system پر بھی subsidy دی جائے تاکہ کاشتکار اس سہولت سے فائدہ اٹھا سکیں۔میری آخری گزارش ہے کہ میرے علاقے ضلع لیہ میں ایک ورکشاپ تھی جہاں بلڈوزر تھے لیکن فاروق لغاری کے دور میں وہ ورکشاپ ڈیرہ غازی خان میں شفٹ کر دی گئی تھی اور جو بچے کھچے بلڈوزر تھے وہ بھی condemn ہو چکے ہیں لہذا میری استدعا ہے کہ اس بجٹ میں وہاں کے زمینداروں کے لئے نئے بلڈوزر خریدے جائیں اور نگران دور میں بلڈوزر پر زمیندار اور کاشتکار کو جو

subsidy دی گئی تھی اسے ختم کر دیا گیا ہے میری استدعا ہے کہ وہ subsidy بحال کی جائے تاکہ کسان اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔بہت شکریہ۔میں جناب کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔

جناب عبدالوحید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! پچھلے ایک ہفتے سے ملتان کی صحافی برادری اور منتخب نمائندوں کے درمیان ایک غلط فہمی چل رہی ہے میں اس کی clarification کرنا چاہتا ہوں۔مجھے کل بھی اور آج بھی وہاں سے اطلاع آئی ہے کہ وہاں صحافی احتجاج کر رہے ہیں کہ ہم نے ایوان میں ان کی صحافی کالونی کی مخالفت کی ہے۔میں ذمہ داری سے یہ بات کہتا ہوں کہ نہ میں نے اور نہ ہی پورے پنجاب کے کسی رکن نے صحافی برادری کالونی کی مخالفت کی ہے۔ہم تو اس کی support کرتے ہیں بلکہ وزیراعلیٰ پنجاب سے استدعا کرتے ہیں کہ انھوں نے جیسے لاہور میں صحافی کالونی کے لئے فنڈز مختص کئے ہیں اسی طرح ملتان کی صحافی برادری کو بھی خصوصی فنڈ دیا جائے ان کی کالونی کو جلد از جلد develop کیا جائے اور ہم یہ واضح کرتے ہیں کہ ہم نے کسی forum پر بھی ان کی مخالفت نہیں کی۔ہم چاہتے ہیں کہ ان کی کالونی جلد از جلد شروع کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔جناب محمد سعید مغل!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔مسز انجم صفدر صاحبہ!

محترمہ انجم صفدر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! پچھلی حکومت کی تباہ کن بربادیوں کے باوجود اتنا متوازن بجٹ پیش کرنے پر میں وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ، وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف ، ان کی کابینہ اور اس معزز ایوان کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔تاریخ گواہ ہے کہ جن قوموں نے تعلیم کو اپنایا انہوں نے ہمیشہ ترقی کی اور ایک مقام پایا۔جن قوموں نے تعلیم کو اپنے ہر فرد کی دہلیز تک پہنچایا وہ آج کامیاب ہیں۔جس طرح وزیراعلیٰ پنجاب نے اپنی پہلی تقریر میں فرمایا تھا کہ 144 ماڈل سکول بنائے جائیں گے۔میں چاہتی ہوں کہ تعلیم کے شعبے میں اس طرح کے کام کئے جائیں کہ جن سے ہمیں output بھی ملے۔ہمیں اس وقت technology کی ضرورت ہے، technical لوگوں کی ضرورت ہے۔ہمیں پڑھی لکھی افرادی قوت کی ضرورت ہے۔میری آپ سے درخواست ہے کہ ہماری یونین کونسل کی سطح پر ایک ہائی سکول ضرور ہونا چاہئے۔جیسا کہ میری بہن نے ابھی بات کی تھی کہ سکولوں کی عمارتوں کو second time استعمال میں لایا جائے۔وہاں پر

تعلیم بالغاں کے حوالے سے تعلیم دی جا سکتی ہے۔ وہاں ایسے بچوں کی تعلیم کا بندوبست کیا جائے جن کے والدین تعلیم نہیں دلوا سکتے اور ان کے بچے تعلیم حاصل کرنے کی بجائے گھروں یا ہوٹلوں میں کام کر رہے ہیں۔ ہمیں ان چھوٹے بچوں کے ہاتھوں میں چائے کی tray دینے کی بجائے قلم پکڑانا ہے تاکہ ہم بھی ایک پڑھی لکھی، تعلیم یافتہ افرادی قوت کے ساتھ دنیا کا مقابلہ کر سکیں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی میں صحت کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی۔ میرا تعلق ضلع فیصل آباد سے ہے۔ ہمارا ضلع آبادی کے لحاظ سے پاکستان کا تیسرا بڑا شہر ہے۔ revenue کے لحاظ سے کراچی کے بعد دوسرے نمبر پر فیصل آباد کا نام آتا ہے۔ اگر پنجاب اسمبلی اور قومی اسمبلی کی سیٹوں کے حساب سے دیکھیں تو برابر ہے۔ اس کے باوجود کتنی ناانصافی ہے کہ فیصل آباد میں صرف تین ہسپتال ہیں جبکہ لاہور میں اس وقت 11 سے 12 بڑے ہسپتال کام کر رہے ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ ہمارے فیصل آباد میں بھی میو ہسپتال، جناح ہسپتال جیسے بڑے ہسپتال بننے چاہئیں۔ فیصل آباد میں ایک Dental Hospital بھی ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے اپنے وزیر خزانہ صاحب سے ایک گزارش کرنا چاہوں گی۔ ہمارے ہاں لوکل گورنمنٹ کا نظام ایک صدارتی Ordinance کے ذریعے آیا۔ اس کو ختم تو نہیں کیا جا سکتا لیکن اس میں کچھ تبدیلیاں ضرور کی جا سکتی ہیں۔ صرف ایک شخص کو oblige کرنے کے لئے یہ طریق کار اپنایا گیا تھا۔ اس میں کچھ ایسے Heads ہیں کہ جن میں بہت سے funds پڑے ہوئے ہیں۔ میں بتانا چاہوں گی کہ uplift کے حوالے سے ایک پروگرام شروع کیا گیا تھا۔ یہ چار اضلاع میں شروع ہوا تھا جس میں یونین کونسلوں کو 80/80 لاکھ روپے دیئے جانے تھے۔ پچھلی حکومت نے یہ کیا کہ جن یونین کونسلوں کے ناظمین پاکستان مسلم لیگ (ن) یا پیپلز پارٹی سے تھے انہیں یہ فنڈز نہیں دیئے گئے۔ اب بھی فیصل آباد میں uplift کی مد میں 40 کروڑ روپے پڑے ہیں۔ اسی طرح میں C.C.Bs کے حوالے سے بات کروں گی کہ اس وقت فیصل آباد ضلع میں 97 کروڑ سے زیادہ یعنی ایک ارب کے قریب اس مد میں پیسے پڑے ہیں جن کو utilize کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! خواتین چونکہ ہماری آبادی کا پچاس فیصد ہیں۔ ان کے لئے جو بجٹ رکھا گیا ہے اس میں تھوڑا سا اضافہ کر کے زیادہ بجٹ allocate کیا جائے تاکہ خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے کام کئے جا سکیں اور خواتین کی معاشی حالت کو بھی بہتر کیا جا سکے۔

جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں بات کرنا چاہوں گی کہ بجٹ بہت خوبصورت ہے لیکن جس شعبے میں بھی کام کیا جائے اس کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی ہونی چاہئے، وقت کا تعین ہونا چاہئے۔ اسی طرح جاری منصوبوں کی monitoring کو یقینی بنایا جائے۔ جب تک monitoring کو یقینی نہیں بنایا جائے گا ہم سو فیصد result حاصل نہیں کر سکیں گے۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جناب شوکت بسراء!

پیر محمد اشرف رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پیر صاحب فرمائیں!

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ میاں رفیق صاحب کو بات کرنے کا موقع دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پیر صاحب! پلیز آپ ہاؤس کو چلنے دیں۔ تشریف رکھیں۔ جی، شوکت بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! چونکہ آج ضمنی بجٹ پر بحث ہے۔ یہ جو 44۔ارب روپے کا ضمنی بجٹ پیش کیا گیا ہے یہ پچھلی حکومت کے اخراجات ہیں۔ اس میں 25۔ارب روپے گندم اور چینی کی مد میں خرچ کئے گئے ہیں۔ یہ بڑی دلچسپ بات ہے، ہمارے صحافی بھائی بھی بیٹھے ہیں کہ 2۔ارب 41 کروڑ روپے متفرق محکمہ جات کی مد میں خرچ کئے گئے ہیں۔ ایک ارب 40 کروڑ پولیس کے لئے اور ایک ارب 93 کروڑ روپے صحت کی مد میں خرچ کئے گئے ہیں۔ ہمیں اب یہ بات سمجھ آ رہی ہے کہ اپوزیشن نے بائیکاٹ کیوں کیا ہوا ہے، وہ یہاں ایوان میں آ کر کیوں نہیں بیٹھتے؟ اس لئے کہ انہیں معلوم تھا کہ غریب عوام کا جو خون ان لوگوں نے چوسا ہے، جس انداز میں انہوں نے غریب عوام کے پیسے لوٹے ہیں اگر آج یہ ہمارے سامنے بیٹھے ہوتے تو ہم ان سے پوچھتے کہ یہ 2۔ارب 41 کروڑ جو متفرق محکمہ جات کی مد میں خرچ کئے ہیں وہ کہاں پر خرچ ہوئے ہیں، ان کا کوئی حساب کتاب نہیں ہے۔ ان چودھریوں نے جو پنجاب کے وزیر اعلیٰ کہلاتے تھے، جو کہتے تھے کہ ہم پنجاب کے خادم ہیں۔ انہوں نے غریبوں کا مال لوٹا ہے۔ ہماری حکومت نے یہ کہا تھا کہ ہم انتقامی سیاست نہیں کریں گے لیکن میں آپ سے ایک گزارش ضرور کروں گا کہ ان چودھریوں

نے جو عوام کا پیسا لوٹا ہے، غریبوں کے خون پسینے کی جو کمائی کھائی ہے اگر ہم نے ان کا احتساب نہ کیا تو غریب عوام ہمارا گریبان ضرور پکڑیں گے۔ کسی شاعر نے کہا ہے کہ:

ٹھگاں ڈاکوواں چور لٹیریاں دی
دہشت دھونس دی گل بات نہیں رہن دینی
تُرلا ساڑ دینا اے پُھوکے چودھریاں دا
اوہدی جھوٹی اوقات نہیں رہن دینی
کوشش جابراں دی نہیں دن چڑھن دینا
ساڈا عزم ایہہ رات نہیں رہن دینی

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں کسانوں کے حوالے سے یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے ہاں گندم 625 روپے فی من تھی لیکن جب ہم نے گندم import کی تو 1300 روپے فی من کے حساب سے import کی ہے۔ کسان ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ ہمیں کم از کم 1000 روپے فی من کے حساب سے گندم کی قیمت مقرر کرنی چاہئے۔ اسی طرح کپاس جو کہ ہماری main crop ہے اس کی قیمت 2500 روپے فی من مقرر ہونی چاہئے۔ چاول کی قیمت 1300 روپے فی من کے حساب سے fix کی جانی چاہئے۔ گنا 100 روپے من کے حساب سے کسان سے خریدا جانا چاہئے۔ یہ چاروں main crops ہیں اگر ہم ان کی قیمتیں بڑھا دیں گے تو ہمارا کاشت کار جو اس وقت بہت پریشان ہے اس کے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! چونکہ وقت بہت کم ہے لیکن تعلیم کے حوالے سے میں بات ضرور کرنی چاہوں گا۔ یہ جو substandard تعلیم ہے اس کا خاتمہ کیا جانا چاہئے۔ یہاں merit کی بات کی جاتی ہے۔ اب ہارون آباد میں پڑھنے والا بچہ ایچی سن کالج، گورنمنٹ کالج یا ایف سی کالج میں پڑھنے والے بچے کے ساتھ کیسے مقابلہ کر سکتا ہے؟ میری گزارش ہے کہ اس double standard education کو فی الفور ختم کیا جائے اور تمام جگہوں پر مساوی تعلیم کا نظام رائج کیا جانا چاہئے۔ کسی شاعر نے کہا ہے کہ:

ساڈے بال وی پڑھ لکھ کے اک ڈیہنہ حاکم بنسن
کیا احساس ریاستیاں دے ہن آ تیکوں سمجھاواں
تے کندھی آلے ترسے رہندے کیا سوچے دریاواں

جناب سپیکر! میں اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے عرض کروں گا، آج چونکہ یہاں پر وزیر آبپاشی بھی تشریف فرما ہیں۔ میں نے اپنے علاقے کے متعلق ایک بات کی تھی۔ ہمارا ضلع بہاولنگر سب سے پسماندہ ضلع ہے۔ ہمارے ضلع بہاولنگر کے ساتھ اتنا بڑا ظلم ہوا ہے کہ ہمارے علاقے کا پانی جو کہ 1925 سے 3.4 فیصد ہے۔ بہاولپور کا، رحیم یار خان کا ہم سے زیادہ پانی ہے۔ میں کچھ نہیں مانگتا، اس دن بھی میں نے یہی بات کہی تھی کہ جو پرانی حکومت تھی ہمارے علاقے کا 1500 کیوسک پانی کاٹ کر مختلف علاقوں کو دے دیا گیا۔ میں سینئر وزیر سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کی proper enquiry کی جائے۔ میں نے اس دن بھی کہا تھا مجھے سکول نہیں چاہییں مجھے اور کسی مد میں funds نہیں چاہییں۔ اگر ہمیں پانی نہ ملا تو ہمارے علاقے کا کسان مر جائے گا۔ آج ہمارے علاقے کی زمینیں بنجر ہو رہی ہیں آج وہاں کا کسان خودکشی کرنے پر مجبور ہے اور جناب! میں ایک ہی بات کہوں گا کہ ہمارے علاقے کے لئے پانی دیا جائے ہمارے ضلع بہاولنگر میں پانی کا مسئلہ زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ کچھ نہ کیا جائے کم از کم بہاولپور جس کا 4.3 پانی ہے اس کے مطابق کر دیا جائے۔ اس طرح سے ہمارے پانی کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ آخر میں wind up کرتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو supplementary budget ہے ہمارے ایوان کو کسی طور پر یہ پاس نہیں کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ ان لوگوں نے غریب عوام مزدوروں کا، کسانوں کا خون چوسا ہے۔ اس لئے کہ ان کو شاید یہ علم تھا کیونکہ یہ سیاہ رات ختم ہونا تھی اور الحمد للہ آج اس ملک کے اندر جمہوریت کا سورج طلوع ہو چکا ہے۔ میں wind up کرتے ہوئے یہ گزارش کروں گا

وہ اس رعونت سے جیتے تھے جیسے مرنا ہی نہیں
تخت پر بیٹھے ہیں جیسے اترنا ہی نہیں
یوں ماہ و انجم کی وادی میں اڑے پھرتے تھے وہ
خاک کے زروں پر جیسے پاؤں دھرنا ہی نہیں
ان کا دعویٰ تھا کہ سورج بھی انہی کا ہے غلام
شب جو ہم پر آئی ہے اس کو گزرنا ہی نہیں
انتہا کر لی ستم کی، لوگ تھے خواب میں
جاگ اٹھے جب یہ لوگ، تو وہ ٹھہرے ہی نہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں اور اس دعا کے ساتھ کہ اس اسمبلی کا یہ عہد ہے غریب عوام کے ساتھ یہ عہد ہے کہ یاالٰہی ہمیں یہ ہمت دے ہمیں یہ حوصلہ دے کہ ان حکمرانوں نے ہمارے ملک کا آٹھ سالوں میں جو حال کیا مشرف اور اس کے ٹولے نے ہمارے ملک کو جس طرح سے لوٹا یاالٰہی ہمیں یہ ہمت دے کہ غریب عوام جو ہم سے توقع رکھے ہوئے ہیں ہم ان کی امیدوں کو پورا کر سکیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بات یہ ہے کہ آج اسمبلی کا ٹائم ساڑھے بارہ بجے تک کے لئے تھا۔ میرے پاس جو لسٹ موجود ہے۔ جناب اعجاز احمد خان، رانا آصف محمود، جناب احمد خان بلوچ، محترمہ یاسمین خان صاحبہ جناب جاوید احمد، قاضی احمد سعید، میاں غلام سرور، راؤ کاشف رحیم، رانا منور غوث، جناب ذوالفقار علی، جناب احسان الحق نولاٹیا، چودھری اسد اللہ، جناب اویس اسلم مٹانہ، میاں عامر سعید انصاری، رائے صفدر عباس بھٹی، محترمہ مائزہ حمید، جناب طاہر نوید چودھری، محترمہ شبینہ ریاض، محترمہ فریحہ نایاب، جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی، ملک خرم علی خان، مہر اشتیاق، جناب ذوالفقار علی ہیں چونکہ آج وقت ختم ہو رہا ہے۔ میں ان سب سے بہت معذرت کروں گا اور وزیر خزانہ کو بلانے سے پہلے میں میاں رفیق صاحب سے کہوں گا کہ دو منٹ میں اپنی بات کو wind up کر لیں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ ان کو پریس کو چائے پلانے کا خرچہ پڑے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! وہ تو میں کروں گا کیونکہ بجٹ پر تو بات ہو نہیں سکتی۔ شروع کرتا ہوں اس بات سے کہ:

اٹ سٹ بھکڑا کوار گندل
وارث شاہ میاں اساں ہور بھی بوٹیاں جاندے ہاں

میں جو بات کر رہا تھا وہ تھی D.A.P کھاد کی import کے بارے میں۔ آپ ہندوستان اور پاکستان کا comparison and contrast کر لیں وہاں پر وہی ملٹی نیشنل کمپنیاں ہیں جو یہاں پر ہیں وہاں پر بھی وہی brand یہاں پر بھی وہی brand ہیں تو پھر قیمتوں میں دس دس گنا فرق کیوں ہے۔ اس لئے ہے کہ ہندوستان میں لوگ بکتے نہیں ہیں۔ انہوں نے ان ملٹی نیشنل کمپنیوں کو پابند کر رکھا ہے کہ raw material ادھر پیدا کر واور کھادیں ادھر بناؤ جبکہ پاکستان کے اندر ملٹی نیشنل کمپنیوں کو دعوت دے کر آج تک ان کے لائسنسوں کی تجدید ہوتی رہی ہے کسی نے ان کو پابند نہیں کیا کہ آپ کھادیں

یہاں پر بنائیں۔ یہی وجہ ہے کہ ملٹی نیشنل کمپنیاں ہمارا استحصال کر رہی ہیں اور دوسرا استحصال اس میں یہ ہے کہ کوئی ریکارڈ ہی نہیں ہے کہ کب وہ import کرتے ہیں کتنی import کرتے ہیں۔ میرا مطالبہ یہ ہوگا کہ جب بھی import ہو اس ایوان کو مطلع کیا جائے۔ بوری پر لکھا جائے کہ کب کھاد import ہوتی ہے اور اس کی اس وقت کیا قیمت تھی اور میں دعویٰ کے ساتھ اب بھی یہ بات کہتا ہوں کہ جو subsidy وزیر خزانہ نے مقرر کی ہے وہ کاشتکاروں تک نہیں پہنچ سکے گی۔ میں یہ challenge کرتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ یہ کیسے پہنچے گی؟ جب پہنچے گی تو میں اپنا challenge واپس لے لوں گا۔

دوسری بات میں پانی کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں کہ مختلف علاقوں میں پانی کی شرح مختلف ہے water allowance مختلف ہے اور غیر منصفانہ تقسیم ہے۔ میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہندوستان نے ہمارے حصے میں آئے ہوئے دو دریاؤں چناب اور جہلم پر hydel project بنا کر وہاں پر ڈیم بنا کر Barrages بنا کر 8 ہزار کیوسک روزانہ کا پانی کم کر دیا ہے۔ یہ ورلڈ بنک کی رپورٹ ہے میری رپورٹ نہیں ہے اور یہ جو جرنیلی طفیلی کی آٹھ سالہ حکمرانی گزر گئی ہے یا یہ جو جرنیل ہمارے بجٹ کا 80 فیصد کھا رہے ہیں وہ اپنا پانی ان دریاؤں سے واپس کیوں نہیں لے رہے۔ اس لئے میرا یہ بھی مطالبہ ہے کہ وہ پانی واپس لیا جائے۔ آپ نے مجھے جو دو منٹ عنایت فرمائے ہیں ان کا شکریہ۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جتنا پانی دو اتنا آبیانہ لو۔ یہ کاشتکاروں کا 75 فیصد آبادی کا مطالبہ ہے کہ جتنا پانی دو اتنا آبیانہ لو۔ یہ انتہائی ظلم کی بات ہے کہ کاشتہ اور غیر کاشتہ زمین پر آبیانہ ایک ہی ہے۔ ہندوستان کا مقابلہ کروں گا تو شاید آپ کی گھنٹی پھر بج جائے۔ میں اسی بات پر اپنی بات کو ختم کر دیتا ہوں کہ چاہے موگوں پر میٹر لگا دیں جتنا پانی دو اتنا آبیانہ لو۔ 42 قسم کے ہم لوگ ٹیکس ادا کر رہے ہیں اور کاشت کاروں کو پانی بھی نہیں ملتا ہے۔ water allowance کا جو rate ہے وہ بھی غیر منصفانہ ہے۔ یہ بھی مختلف علاقوں میں مختلف ہے اور discrimination ہے disparity ہے اس پر بھی کوئی کمیٹی بنائی جائے جو اس پر غور کر سکے اور پانی کی منصفانہ تقسیم ہو اور پچھلی حکومت نے flat rate مقرر کر کے کاشت کاروں پر جو ظلم ڈھایا ہے اس ظلم کو ختم کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جتنا نہری پانی ہم کو ملتا ہے ہم اتنا ہی آبیانہ دیں گے اس سے زائد آبیانہ اگر لگایا جائے گا تو یہ لاکھوں لوگ، 75 فیصد لوگ جو دیہاتوں میں آباد ہیں جن کی دال روٹی جن کی زندگی کی ڈور ڈیڑھ ایکڑ سے پانچ ایکڑ زمین تک لگی ہوئی ہے وہ تمام لوگ باہر نکل آئیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! تشریف رکھیں شکریہ۔(قطع کلامیاں)

دیکھیں مجھے ایوان کو in order رکھنے دیں اور House کو اس کے مطابق چلانے دیں۔ آپ کی بہت مہربانی ہوگی۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! ایک منٹ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں میں کوشش کرتا ہوں کہ سب ممبران کو ٹائم دوں۔ House کا وقت پندرہ منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے اور محترم وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ wind up speech کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! ایک منٹ اور دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز اب آپ بیٹھ جائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب ایک منٹ کی بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! بات تو مکمل ہونے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کو میں نے کہا ہے کہ آپ پلیز بیٹھ جائیں۔ وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ Money Bill اور Finance Bill پاس ہو چکے ہیں لیکن sufficient time یہاں پر معزز اراکین کو نہیں دیا گیا کہ وہ اس پر کوئی comment کریں اور اپنی productive آراء دیں تاکہ مناسب ترامیم کے ساتھ بجٹ پاس ہو سکے۔ اب آج دو گھنٹے پہلے ضمنی بجٹ پیش کیا گیا ہے جو کہ ضمنی بجٹ کے تحت اربوں روپے جو کہ

سابقہ حکومت نے خرچ کئے ہیں۔اس کی منظوری لی گئی ہے۔ضمنی بجٹ میں یہ historical trend رہا ہے کہ ضمنی بجٹ ہر سال بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ضمنی بجٹ کی مد میں صرف اس وقت خرچہ ہو سکتا ہے جب کوئی national disaster ہو وگرنہ روٹین کے اخراجات حکومت fore see کرتی ہے اخراجات کی ساری مدات کے لئے تخمینہ لگایا جاتا ہے اور اس کی بنیاد پر پھر بجٹ بنتا ہے۔میں یہ عرض کروں کہ اتنا بڑا quantum of amount پنجاب کے اندر پچھلی حکومت نے سرف کر دیا اور اب ضمنی بجٹ کے تحت ہم سے پاس کروایا جا رہا ہے۔میں یہ عرض کروں کہ صوبہ پنجاب کو ایک اچھی روایت قائم کرنی چاہئے اسے supplementary budget کا quantum بڑھانے کی بجائے ایک realistic assessment of expenditure کرنی چاہئے اور بجٹ کو rational بنانا چاہئے اور ایسے ضمنی بجٹوں کو پاس نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! Supplementary budget کے حوالے سے میں آئندہ کے لئے یہ عرض کروں، ہونا تو یہ چاہئے کہ یہ بجٹ پاس ہی نہیں ہونا چاہئے لیکن یہ expenditures کر دیئے گئے تو کم از کم پنجاب اس اچھی روایت کو قائم کرے اور مستقبل کے اندر یہ جو لامتناہی اخراجات پنجاب کی غریب عوام کے کندھوں پر ڈال دیئے جاتے ہیں اس کا سلسلہ روک دیا جائے اور expenditures کو budget size کے اندر curtail کیا جائے۔

جناب محمد معین وٹو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ، میں سمجھتا ہوں کہ پھر یہ بحث شروع ہو جائے گی۔ وٹو صاحب! پلیز، مہربانی آپ کی۔(قطع کلامیاں)

آپ سب دوستوں کی بہت مہربانی۔ بیٹھیں! کل میں آپ سب دوستوں کو first time, موقع دوں گا۔ جی، وٹو صاحب!

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! ایک اہم مسئلہ یہ ہے جس کی طرف میں آپ کے توسط سے وزیر آبپاشی کی فوری توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ قصور سب ڈویژن سے ایک نہر نکل کر منڈی احمد آباد اور دیپالپور کے باقی علاقے کو سیراب کرتی ہے۔ وہ بارڈر ایریا سے گزرتی ہے جہاں آرمی والوں نے پائپ لگائے ہوئے ہیں کہ جنگ کے دنوں میں defence کے point of view سے وہ پائپ کھول دیتے ہیں لیکن اب ہمیں پتا چلا ہے کہ آرمی والے محکمہ نہر والوں کو pressurize کر رہے ہیں کہ وہ

پائپ کھولیں حالانکہ آج کل کوئی ایسی صورتحال نہیں ہے۔ پانی کی پہلے ہی قلت ہے اس لئے میں وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ مہربانی کر کے اس مسئلہ پر فوری توجہ دیں اور وہ پائپ کسی طرح نہ کھلنے دیں کیونکہ کاشت کاروں کو پہلے ہی ٹیل پر پانی نہیں مل رہا، اس سے اور کمی ہو جائے گی۔ یہ میری گزارش ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت مہربانی۔ جی، ذوالفقار صاحب!

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ چونکہ ہمیں پہلے موقع نہیں ملا تھا ہم اپنے ضلع کے بارے میں تھوڑی سی آگاہی کرنا چاہتے ہیں کہ وہاں پر کیا ضروریات ہیں تاکہ بجٹ میں کچھ حصہ رکھا جائے۔ میں پاکستان کے اس خطے کی نمائندگی کر رہا ہوں جو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری معزز ممبران سے یہ گزارش ہے کہ میں نے جس طرح بار بار بات کی ہے کہ اس اسمبلی کے اندر میں نے جو سب سے زیادہ positive چیز دیکھی ہے وہ یہ ہے کہ یہاں پر تمام معزز ممبران اس ہاؤس میں اس بجٹ کے اندر حصہ ڈالنا چاہتے ہیں تو کل کی ہاؤس کی کارروائی میں صرف ووٹنگ ہونی تھی اور ختم ہو جانی تھی لیکن میں اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے کل میں zero hour کروں گا۔ ہاؤس کا کوئی ٹائم نہیں ہوگا، جو جو معزز ممبر بات کرنا چاہے گا جب تک وہ بات نہیں کرلے گا یہ ہاؤس بیٹھا رہے گا اور کل اپنی تسلی سے بات کرلیں کیونکہ اب ٹائم کا مجھے ایک مسئلہ ہے۔ ذوالفقار صاحب! کل opening speech کے لئے میں نے ابھی ایک ساتھی کو کہا ہے، دوسری speech میں آپ سے کرواؤں گا۔ اب میری گزارش یہ ہے کہ اس کے بعد گنجائش کوئی نہیں رہ جاتی۔ اب میں محترم فنانس منسٹر صاحب سے wind up speech کے لئے گزارش کروں گا۔

ضمنی بجٹ بابت سال 08-2007 پر وزیر خزانہ کی اختتامی تقریر

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): شکریہ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنی طرف سے، وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے اور کابینہ کی طرف سے تمام معزز ممبران کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے پچھلے سال کے ضمنی بجٹ 08-2007 کو نہایت غور سے پڑھا اور اپنی مفید آراء سے نوازا۔ معزز ممبران نے financial irregularities کی بات کی۔ یہ بات درست ہے کہ

پچھلی حکومت نے کیں اور ممبران کی نشاندہی پر پنجاب کابینہ financial irregularities نے اپنے پہلے ہی اجلاس میں یہ فیصلہ کیا کہ ہم ایک سپیشل آڈٹ کروائیں گے جو district government level پر جاری ہے جو کہ آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے ذریعے کرایا جارہا ہے اس کے بعد ایک third party audit بھی کروایا جائے گا اور اس میں جو لوگ ذمہ دار نکلیں گے انشاء اللہ ان کے خلاف کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر! میں نے wind up speech on annual budget کی تھی اس میں یہ کہا تھا کہ ہم انشاء اللہ آئندہ pre-budget session کریں گے اور جس طرح سب معزز ممبران اس دفعہ محسوس کر رہے ہیں کہ یہ بجٹ بیوروکریٹس کا بنا ہوا نہیں ہے، یہ politicians کا بنا ہوا ہے، ہماری پالیسی کے مطابق بنا ہے۔ آئندہ جو بجٹ بنے گا وہ جیسے ہم نے announce کیا ہے کہ pre-budget session ہو گا اس کے بعد ہم آئندہ بجٹ کی تشکیل تمام معزز ممبران کی مرضی اور ان کی آراء سے کریں گے اور انشاء اللہ ہر ممبر یہ محسوس کرے گا کہ یہ بجٹ اسی نے بنایا ہوا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آخر میں، میں آپ سب معزز ممبران کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے اتنا actively اس بجٹ میں حصہ لیا اور یہ بھی آپ کو یقین دہانی کرواتے ہیں کہ آئندہ سال میں انشاء اللہ financial discipline کو قائم رکھتے ہوئے supplementary budget یا supplementary expenditures وہی ہوں گے جو کہ نہایت ضروری ہوں گے اور یہ بجٹ اس کو مدنظر رکھ کر بنایا ہے کہ minimum وہی expenditures ہوں گے جو اس وقت arise ہوں گے۔ آپ نے یہ دیکھا ہے کہ پچھلا supplementary budget, supplementary پر چھوڑ دیا گیا کہ یہ expenditures ہم supplementary budget or during the year کریں گے جو بجٹ میں شامل نہیں تھے لیکن جیسے اعجاز صاحب نے فرمایا ہم آئندہ انشاء اللہ اس کو minimize کریں گے اور کوشش کریں گے کہ supplementary expenditures کم سے کم ہوں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ، آج کی کارروائی مکمل ہو گئی ہے لہذا اب اجلاس بروز ہفتہ مورخہ 28-جون 2008 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے اس روز ضمنی مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری ہو گی اور جس طرح میں نے پہلے کہا تھا کہ اس کے بعد zero hour ہے۔ آپ اپنے اپنے نام

سیکرٹری اسمبلی صاحب کو نوٹ کرادیں۔ جو لسٹ یہاں پر بنے گی اور جو serial number ہو گا اسی طرح میں بلاؤں گا اور اسی حساب سے چلاؤں گا اور جب تک تمام ممبران کی لسٹ ختم نہیں ہو جاتی، انشاء اللہ کل کا ہاؤس چلے گا۔ بہت شکریہ۔

761

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،28۔جون2008

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سرکاری کارروائی

1۔گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 08-2007

2۔ضمنی مطالبات زر برائے سال 08-2007 پر بحث اور رائے شماری

763

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

ہفتہ، 28-جون2008

(یوم السبت،23-جمادی الثانی1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 25 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسۡتَقَٰمُواْ تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُواْ وَلَا تَحۡزَنُواْ وَأَبۡشِرُواْ بِٱلۡجَنَّةِ ٱلَّتِي كُنتُمۡ تُوعَدُونَ o نَحۡنُ أَوۡلِيَآؤُكُمۡ فِي ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَا وَفِي ٱلۡأٓخِرَةِۖ وَلَكُمۡ فِيهَا مَا تَشۡتَهِيٓ أَنفُسُكُمۡ وَلَكُمۡ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ o نُزُلٗا مِّنۡ غَفُورٖ رَّحِيمٖ o

سورہ حم السجدہ۔آیات33تا 35

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار خدا ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے ان پر فرشتے اُتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا خوشی مناؤo ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں)۔ اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو (ملے گی) اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے (موجود ہوگی)o (یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہےo

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول جناب خادم حسین فریدی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

میں نے در رسول پہ سر کو جھکا دیا
میرا نصیب میرے نبی نے جگا دیا
اس پر ہوئی ہیں رحمتیں مولا کی بارشیں
جس نے نبی کے نام پر سب کچھ لٹا دیا
ایسا کریم ایسا سخی اور کون ہے
منگتا جو آیا مانگنے سلطان بنا دیا
میرا نصیب میرے نبی نے جگا دیا

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ سب سے پہلے تحریک استحقاق نمبر 7- میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا صاحب!

شیخوپورہ روڈ پر ٹول پلازہ کوٹ عبدالمالک کے عملہ اور ٹریفک عملہ کا معزز رکن اسمبلی سے ناروا سلوک

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں بروز جمعرات بتاریخ 26۔ جون 2008 کو بوقت تقریباً 10 بجے کوٹ عبدالمالک کے ٹول پلازہ کے قریب پہنچا جہاں پر L.A.F.C.O کا ہیڈ کوارٹر بھی بنا ہوا ہے۔ ایک گاڑی سفید رنگ کی پرائیویٹ نمبر والی جس کے اوپر لال اور نیلی بتی لگی ہوئی تھی اور اس میں نیلی وردی پہنے ہوئے ایک آدمی سوار تھا جس نے میری گاڑی روکی اور گاڑی کے کاغذات کا مطالبہ کیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ وہ یہ اتھارٹی نہیں رکھتا کیونکہ وہ ایک پرائیویٹ ٹھیکیدار کمپنی کا ملازم ہے

اوراس کے پاس حکومت کی طرف سے کوئی اختیار نہ ہے۔اس پر اس نے مجھے گاڑی سے اترنے کے لئے کہا اور ساتھ ہی کہا کہ ہمارے کرنل صاحب سے بات کریں۔ میں نے کہا کہ کرنل صاحب کو بلالیں تو اس آدمی نے کہا کہ وہ نہیں آسکتے، مجھے ان کے دفتر جانا ہو گا۔ ساتھ ہی اس نے کسی سے موبائل فون پر رابطہ کیا اور بتایا کہ اس نے گاڑی نمبر 4361 جس پر M.P.A کی پلیٹ لگی ہوئی ہے اس کو روکا ہوا ہے تو دوسری طرف سے حکم ملا کہ آپ اپنی کارروائی کریں جس پر اس اہلکار نے نزدیک ہی کھڑے ہوئے ٹریفک حوالدار کو بلایا اور کارروائی کرنے کے لئے کہا، میں نے ٹریفک حوالدار سے پوچھا کہ آپ کی ڈیوٹی کہاں پر ہے تو اُس نے کہا کہ ہماری ڈیوٹی L.A.F.C.O والوں کے ساتھ ہے۔ میں نے کہا کہ آپ پرائیویٹ گاڑی میں سوار ہو کر کسی کو چیک نہیں کر سکتے کیونکہ وہ L.A.F.C.O والوں کی گاڑی میں سوار تھا۔ اس پر اس نے L.A.F.C.O کے اہلکار سے پوچھا کہ کیا کارروائی کرنی ہے؟ اتنی دیر میں وہاں پر L.A.F.C.O کے اور ملازمین اکٹھے ہو گئے اور مجھے احساس ہوا کہ حالات مزید خراب ہو سکتے ہیں۔ اتنے میں ایک ٹریفک A.S.I موٹر سائیکل پر وہاں آگیا۔ ٹریفک حوالدار نے A.S.I کو بلایا اور کارروائی کرنے کے لئے کہا۔ میں نے اس کو سارا ماجرا سنایا۔ اس نے میری شناخت طلب کی۔ جو میں نے اسمبلی کے کارڈ کی صورت میں دکھادی۔ اس سارے واقعہ کے دوران میں اہلکار کو بتاتا رہا کہ میں نے اسمبلی کے اجلاس میں پہنچنا ہے اور مجھے دیر ہو رہی ہے لیکن اس نے پروانہ کی اور مجھے تقریباً 15 سے 20 منٹ تک روکے رکھا۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ میرا استحقاق اور ایوان کا استحقاق مجروح ہوا۔ یاد رہے کہ میں نے چند دن پہلے L.A.F.C.O کے متعلق ایک تحریک التوائے کار پیش کی تھی اور ساتھ ہی ایک تحریک استحقاق بھی جو اخباروں میں آچکی ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ وضاحت بھی چاہتا ہوں کہ آیا L.A.F.C.O والے لال اور نیلی بتی قانون کے مطابق لگا سکتے ہیں یا نہیں اور S.P ٹریفک شیخوپورہ سے پوچھا جائے کہ اس نے کس قانون کے تحت ٹریفک کے اہلکار L.A.F.C.O کے حوالے کئے؟ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ کوئی ایک واقعہ نہیں ہوا۔ بہت دفعہ یہ ہوا ہے کہ وہاں ٹول پلازہ پر عام آدمیوں کو مارا پیٹا گیا اور سب سے بڑا واقعہ یہ ہوا کہ ایک پولیس انسپکٹر کی بھی وہاں پر پٹائی کی گئی اور اس نے 15 پر کال کر کے پولیس کو بلایا اور اپنی جان چھڑائی تو ایسے واقعے تقریباً روزانہ رونما ہوتے ہیں، اس کی روک تھام ضروری ہے۔ بہت مہربانی، شکریہ

MR. ACTING SPEAKER: Minister concerned!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جیسے کہ ابھی معزز رکن نے اپنی تحریک استحقاق پیش کی اور اس پر اس سے پہلے بھی بات ہو چکی ہے تو فوری نوعیت کے طور پر میں نے سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو سے رابطہ کیا تھا، اس صورتحال کے لئے انہوں نے مجھے ایک وضاحت بھیجی ہے۔ میرے خیال میں اس میں بہت سی چیزیں اس بات سے منسلک نہیں ہیں اس کو چھوڑتے ہوئے میں صرف ان کے واقعہ کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

مورخہ 26-جون 2008 کو مذکورہ معزز ممبر صوبائی اسمبلی نے شناخت نہیں کروائی اور موقع پر موجود ٹریفک حوالدار نے انہیں جانے سے نہیں روکا، اس طرح L.A.F.C.O نے کسی قسم کا معزز ممبر صوبائی اسمبلی کا استحقاق مجروح نہیں کیا۔ یہ اتنا مختصر سا بیان اور اتنا بڑا جو واقعہ ہوا ہے اس صورتحال میں، میں خود اس وضاحت سے مطمئن نہیں ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ معزز ممبر کا جو استحقاق مجروح ہوا ہے اس کے لئے جو بھی ہاؤس فیصلہ کرے ہمیں قبول کرنا چاہئے۔ شکریہ

راؤ کاشف رحیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راؤ صاحب!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں اس کی بھرپور مذمت کرتا ہوں کیونکہ ایم۔پی۔اے کی گاڑی پر name plate وغیرہ لگی ہوتی ہے۔ اگر آپ نے اس دفعہ ان کا شدید احتساب نہ کیا تو میرا خیال ہے کہ آئندہ ایسے واقعات ہوتے رہیں گے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ہاؤس کی کمیٹی بنائی جائے جو اس واقعہ کی تحقیقات کرے اور جس آدمی نے میجر صاحب سے بدتمیزی کی ہے اسے فی الفور معطل کیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں گورنمنٹ کی طرف سے اس سے اچھی اور بہتر statement نہیں آ سکتی کہ گورنمنٹ نے ہاؤس کو اختیار دیا ہے کہ آپ جو کرنا چاہتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ گورنمنٹ کے اس stand کو appreciate کرنا چاہئے اور میں صرف ایک بات اور کروں گا کہ ایک حوالدار کے بیان کو محکمے نے ایک معزز ایم۔پی۔اے کے بیان پر اہمیت دینے کی کوشش کی ہے تو سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر اس ایوان کی رائے ہے تو ہم اس کو سپیشل کمیٹی کے سپرد کرتے ہیں تاکہ اس کو دیکھیں اور اس پر کارروائی کریں۔

دوسری بات میں یہ کروں گا کیونکہ ایک دو چیزیں میری سمجھ میں بھی نہیں آ رہیں کہ L.A.F.C.O کے پاس یہ کیسے اختیار ہے کہ وہ ٹریفک پولیس کو اپنی مرضی سے چلائے تو جس طرح معزز رکن نے بیان کیا ہے اس کی پوری تحقیق بھی ہونی چاہئے اور اس پر بھی کارروائی ہونی چاہئے اب اس کو سپیشل کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے اور وہ اس کو دیکھے گی۔ بہت شکریہ

پیر محمد اشرف رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پیر صاحب!

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! یہ جو کوٹ عبدالمالک کا ذکر ہے یہ میرا حلقہ انتخاب ہے۔ یہ معزز ممبر کہتے ہیں کہ میں نے کارڈ دکھایا میں تو خود 13/13 دفعہ کارڈ دکھاتا ہوں، وہاں اندر کوئی کرنل صاحب بیٹھے ہوتے ہیں، خیر اتفاق کی بات ہے میں نے کبھی تحریک پیش نہیں کی ہے۔ ان کا بس چلے تو سائیکل والوں کو بھی روک دیں کہ آپ گزر نہیں سکتے۔ دن میں کم از کم 3 دفعہ ہمیں ضرور جانا پڑتا ہے اس لئے آپ نے اگر ان کو regularize نہ کیا تو وہاں پر امن وامان کا بھی بڑا مسئلہ ہو سکتا ہے کیونکہ مقامی طور پر لوگ بہت disturb ہیں۔ وہ دیکھ رہے ہیں کہ حکومت تبدیل ہوئی ہے اور نئی حکومت کیا کرتی ہے۔ اب تو اس کو بھی 100 دن ہو چکے ہیں، ان کو تو regularize کرنا پڑے گا ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ مقامی طور پر امن وامان کا بڑا خطرہ بن جائے گا۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، نیازی صاحب!

ضلع میانوالی میں گندم کی نقل وحمل پر پابندی

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! Honourable Food Minister سے گزارش ہے کہ ہمارے ڈسٹرکٹ میانوالی کے اندر within district گندم لے جانے پر پابندی لگائی ہوئی ہے۔ تحصیل عیسیٰ خیل کے اندر ہماری یونین کونسلز تبی سر اور ٹولہ بانگی خیل میں گندم لے کر جانے پر پابندی ہے اور اگر یہاں گندم لے کر جانی ہو تو D.C.O سے permit لینا پڑتا

ہے تو میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ within the province تو کوئی پابندی نہیں ہے اور ایک ضلع میں ایک سے دوسری جگہ گندم لے کر جانے کے لئے عوام کو D.C.O کے پاس جا کر دو دو دن دھکے کھانے پڑتے ہیں اور D.C.O صاحب سے سفارشیں کروانی پڑتی ہیں کہ ہمیں permit دیں ہم نے آٹا لے کر جانا ہے یا گندم لے کر جانی ہے۔ اس سلسلے میں براہ مہربانی وزیر خوراک صاحب سے وضاحت لیں کہ ضلع کے اندر گندم کے لانے اور لے جانے پر پابندی کیسے لگی ہوئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں آپ یہ بات ان سے ان کے چیمبر میں جا کر discuss کر لیں۔ آپ ان سے مل لیں اگر آپ کی تسلی نہیں ہوتی تو پھر قاعدے کے مطابق آپ جو کچھ ہاؤس میں پیش کریں گے اسے ہم ضرور دیکھیں گے۔ شکریہ

جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیا اپنے ہی ضلع کے اندر گندم ایک جگہ سے دوسری جگہ لے کر جانے پر پابندی ہے یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میرے معزز ممبر نے جو بات یہاں پر کی ہے میں اس پر واضح بیان دینا چاہتا ہوں کہ صوبہ کے اندر کسی بھی جگہ پر گندم کو لے جانے کی پابندی نہیں ہے۔ اگر کسی جگہ پر انھیں کوئی شکایت ہے تو جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے یہ میرے ساتھ چیمبر میں ملاقات کر لیں۔ میں ان کی شکایت کو دور کر دوں گا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شوگر مل مالکان کی جانب سے گنے کی رقوم کی ادائیگی
نہ کرنے سے کسانوں کو مشکلات کا سامنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ کل ایوان میں ایک معزز رکن نے یہ کہا ہے کہ شوگر ملوں نے ادائیگیاں شروع کر دی ہیں تو میرا یہ فرض ہے کیونکہ میں نے سب سے پہلے یہ Issue take up کیا تھا اور آپ نے مہربانی فرمائی تھی اور آپ نے اس پر توجہ دی تھی۔ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی اس کا ذکر کیا تھا۔

جناب سپیکر! اب انتہائی المیہ یہ ہے اور آپ کو بھی یہ سن کر دکھ ہو گا کہ شوگر مل والوں نے کیا کیا ہے۔ انہوں نے post dated cheques ستمبر اکتوبر کے دیئے ہیں۔ میں دوبارہ دہراتا ہوں کہ ستمبر اور اکتوبر کے post dated cheques غریب کسانوں کو دیئے ہیں۔ انتہائی تکلیف دہ بات یہ ہے کہ ان کی جو defer payment ہے، جو original principal amount ہے جو ان کو دسمبر، جنوری میں pay ہونی چاہیے تھی انہوں نے قانون سے بچنے کے لئے اور پرچوں سے بچنے کے لئے ایسا کیا ہے کیونکہ ہائی کورٹ نے دو پرچے کروائے ہیں۔ ان سے بچنے کے لئے انہوں نے ستمبر، اکتوبر کے cheque دے دیئے اور حکومت کو یہ کہہ دیا کہ ہم نے تو ادائیگیاں کر دی ہیں۔

جناب سپیکر! بڑی سادہ سی بات ہے، میرے منہ سے کوئی ایسی غلط بات نہ نکل جائے کہ مجھے اتنی تکلیف ہے کہ انہوں نے اب یہ کام کیا ہے کہ یہ گورنمنٹ پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ T.C.P ہماری چینی خریدے تو ہم پھر ادائیگی کریں گے۔ پچھلے سال یہ ہوا تھا، آپ بھی اس وقت یہیں تشریف رکھتے تھے اور آپ کو بھی پتا ہے کہ میں نے اس وقت بھی بڑا شور مچایا تھا۔ اس وقت یہ ہوا تھا کہ T.C.P کے پاس گودام میں 5 لاکھ ٹن چینی موجود تھی۔ اس وقت کے وزیر اعظم نے ظلم عظیم کیا تھا۔ اس نے وہ چینی بازار میں نہیں لانے دی تھی اور اس غریب قوم نے 42 روپے کلو چینی خریدی تھی۔ انہوں نے آج پھر وہی چکر چلایا ہے۔ یہ آپس میں مل گئے ہیں۔ انہوں نے کہہ دیا ہے کہ ہم نے اسے 42/45 پر لے کر جانا ہے جو کہ بہت بڑا مسئلہ بننے والا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں کہ جن لوگوں کا سرمایا ہے، جن کا پیسا ہے، جن کو پیسے نہیں مل رہے یا توان کو bank rate کے حساب سے ادائیگی کر دی جائے، چاہے یہ 50 روپے بیچیں، یہ علیحدہ کام ہے۔ اس کو پھر علیحدہ سے دیکھا جائے گا۔ اگر مجھ سے حکومت کہے گی تو پھر میں جانتا ہوں کہ کیسے دیکھنا ہے لیکن جن لوگوں کو پیسے نہیں مل رہے ان کو post dated cheque دینے کے بعد یہ کہہ دیا گیا ہے کہ ہم نے ادائیگی کر دی ہے۔ وہ اس طرح ایک طرف تو قانون سے بچ گئے اور دوسری طرف انہی کے پیسوں سے جو غریب کسانوں کا پیسا ہے اس سے اپنا کام بھی چلا لیا۔ ہم عجیب قوم ہیں۔ ہم کپاس کے زمیندار کو قتل کر کے کہتے ہیں ہم cotton کی export میں اور textile میں king بن گئے ہیں، giant بن گئے ہیں۔ ہم نے آج گنے کے کاشتکاروں کو مارا ہے اور ہم چینی لئے بیٹھے ہیں۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میرے حلقے میں جو شوگر

مل آتی ہے وہاں جا کر میں نے انہیں کہا کہ اگر تم کاشتکاروں کو پیسے نہیں دیتے تو ان کو چینی دے دو۔ میں حلفاً یہ کہہ رہا ہوں کہ اس نے مجھ سے وعدہ کیا اور بعد میں اس نے صرف 30 لاکھ روپے کی چینی دی باقی چینی نہیں دی۔ اس کے بعد وہ ملک سے باہر چلے گئے۔ یہ سب لوگ آپس میں ملے ہوئے ہیں کیونکہ کسان بے چارے scattered ہیں اور وہ کچھ کر نہیں سکتے۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ اس پر توجہ دیں، بہت جلد توجہ دیں، نہیں تو یہ چینی کے rate کو گڑبڑ کریں گے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جن جن کے پیسے رہتے ہیں ان کو چینی دلوا دی جائے۔ میں آپ سے guarantee سے کہتا ہوں کہ چینی کا rate کیسے نیچے آتا ہے۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں وزیر خزانہ نے جس طرح اپنی wind up speech میں کہا تھا کہ وہ payment کے schedule کو یقینی بنائیں گے۔ جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے اپنی wind up speech میں بتایا تھا کہ ہم گنے کے کاشتکاروں کو ادائیگی کروائیں گے۔ ایک کمیٹی قائم کی جا رہی ہے۔ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ معزز ممبر کا point سامنے آگیا ہے کہ ان کو post dated cheques نہ دیئے جائیں۔ میں نے اس وقت یہ بھی بتایا تھا کہ کمیٹی ایک dead line دے گی لیکن ہم سارے معاملات کو دیکھ کر دیں گے۔ اصل مقصد یہ ہے کہ payment ہو جائے اور یہ نہ ہو کہ وہ dead line دیں اور لوگ اس کو meet نہ کر سکیں۔ وہ ایک reasonable dead line ہوگی جو کہ کاشتکاروں کو بھی قابل قبول ہوگی اور شوگر مل مالکان کی مرضی سے زیادہ کسانوں کی مرضی کے مطابق ہوگی اور جس طرح معزز ممبر نے فرمایا ہے کہ post dated cheques دیئے جا رہے ہیں۔ ہم کوشش کریں گے کہ post dated cheques نہ دیئے جائیں اور کمیٹی جو dead line دے گی وہ reasonable ہوگی اور انشاء اللہ ہم payment دلوائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت پنجاب کی اصل طاقت زراعت ہے اور زراعت کو فروغ دینے کے لئے سب سے زیادہ اعتماد کسان میں پیدا کرنا پڑے گا۔ اگر آج ہم کسان کا اعتماد بحال کر دیں گے اور حکومت کچھ اس طرح کے اقدامات کرے گی تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب کی زراعت مضبوط ہوگی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ایک واقعہ آپ کے notice میں لانا چاہتا ہوں کہ کل کی خبر کے مطابق ایک ٹریفک وارڈن نے ایک شہری کو گولی ماردی۔ میرے معزز ساتھی نے یہاں امن عامہ کی بات کی اور اس کے ساتھ ہی خبر تھی کہ 146 Traffic Wardens سے صرف لاہور کے اندر ناجائز اسلحہ برآمد ہوا۔ اس میں قابل تحسین بات یہ ہے کہ میاں محمد شہباز شریف نے فوری کارروائی کرتے ہوئے ایس۔پی ٹریفک لاہور کو معطل کر دیا اور ڈی۔آئی۔جی کو warning دی۔ ایسے prompt action کوئی حکومت نہیں لے سکتی۔ اس کے لئے جتنی تعریف وزیراعلیٰ کی کی جائے وہ کم ہے لیکن بات یہ ہے کہ ایک آدمی کو معطل کرنے سے یا ایک آدمی کا چہرہ بدلنے سے یا seat پر آدمی بدلنے سے غالباً ہم وہ نتائج حاصل نہیں کر سکتے جو کرنا چاہتے ہیں۔ اس ملک میں یہی ہوتا رہے گا کہ جب تک رشوت کی بنیاد پر، جب تک سفارش کی بنیاد پر، جب تک سیاسی رشوت کے طور پر لوگ بھرتی ہوتے رہیں گے۔

جناب والا! Traffic Wardens کی بھرتی کی history اٹھا کر دیکھیں تو تمام کے تمام لوگ آخری چھ مہینوں میں الیکشن کے سال میں بھرتی ہوئے اور ان اسامیوں کی ریوڑیوں کی طرح بندر بانٹ کی گئی۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ کے توسط سے وزیراعلیٰ صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس بھرتی کو چیک کیا جائے اور جو لوگ مستحق ہیں، جو لوگ اس کے اہل ہیں ان کو صرف رکھا جائے۔ ہم عام طور پر بات کرتے ہیں کہ پولیس کی تنخواہیں بڑھا دی جائیں تو کام ٹھیک ہو جائے گا، پولیس کو نئی گاڑیاں لے کر دے دی جائیں تو کام ٹھیک ہو جائے گا، پولیس کی نفری بڑھا دی جائے تو کام ٹھیک ہو جائے گا، یہ تینوں چیزیں ہو چکی ہیں۔ اس سے زیادہ یہ قوم اس کو برداشت نہیں کر سکتی کیونکہ پچھلا بجٹ اٹھا کر دیکھیے تمام محکموں سے زیادہ بجٹ پولیس کو دیا گیا ہے بلکہ ضمنی بجٹ کے اندر اس کو زائد رقم دی گئی ہے۔ آپ اندازہ لگائیے کہ Traffic Wardens کی تنخواہیں کتنی ہیں اور وہ ہی سب سے زیادہ undisciplined ہیں اس کے لئے میری گزارش ہے کہ ہمیں دوبارہ اپنے Police Order, 2002 کو دیکھنا پڑے گا کہ آیا یہ system میں کوئی change لا رہا ہے یا صرف اس نے اوپر والی کرسیوں میں اضافہ کیا ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی اس ایوان میں ذکر کیا تھا کہ صرف ضلع فیصل آباد میں جہاں ایک ایس۔ایس۔پی اور تین ایس۔پی ہوتے تھے آج وہاں پر

ایک اے۔آئی۔جی، تین ڈی۔آئی۔جی اور 16 ایس۔پی بیٹھے ہیں اور امن عامہ کا حال آپ کے سامنے ہے۔ ان کو دیکھتے ہوئے اب پرائیویٹ ایجنسیاں بھی اسی لائن پر ہماری پولیس کی encouragement کی وجہ سے چل پڑی ہیں اس لئے میری گزارش ہے کہ اس پر ضرور غور کیا جائے۔ بہت مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔

جناب آصف منظور موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، موہل صاحب!

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میجر صاحب کی تحریک استحقاق پر منسٹر صاحب کا جواب جو L.E.F.C.O کے متعلق تھا، اس پر بہت اچھا فیصلہ دیا مگر اس کے ساتھ ساتھ میں ایک تجویز بھی دینا چاہتا ہوں کہ قاعدہ 76 کے مطابق اگر اس کو ہم priority میں لے آئیں تو اس کے لئے آپ کے پاس یہ واضح اختیار ہے کہ آپ اس کی ایک fix date دے سکتے ہیں تو یہ جو تحریک آئی ہے اس میں ہمارا ہی استحقاق نہیں ہے بلکہ اصل میں آپ کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کی تاریخ fix کریں تا کہ کمیٹی اس کو top priority پر رکھے۔ مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کے اندر Rules یہ ہیں کہ ایک مہینے کے اندر اندر اس کی تاریخ مقرر ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری سپیشل کمیٹی کے جو ارکان ہیں وہ انشاء اللہ تعالیٰ اس تاریخ سے پہلے ہی اپنی رپورٹ House کے اندر دیں گے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! جیسا کہ ہمارے تمام بھائیوں نے امن و امان کی صورتحال کے بارے میں فرمایا ہے۔ میں کہتی ہوں کہ جب سے یہ اجلاس شروع ہوا ہے اور ملک میں بڑھتے ہوئے crime کے متعلق جتنی یہاں پر نشاندہی کی گئی ہے اس کے باوجود ابھی تک کوئی بھی ایسی چیز ثابت نہیں ہو سکی کہ اس پر کنٹرول کیا جا سکے۔ میری پارٹی کا ایک انتہائی سینئر ساتھی جاوید حفیظ پپّی جو میری قائد محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کا گارڈ بھی تھا، چار یا پانچ دن پہلے بنک سے چار لاکھ روپے لے کر باہر نکل

رہا تھا کہ ایک آدمی سر عام اسلحہ لے کر آیا اور اس نے اس کو گولی ماردی اور کل وہ ہسپتال میں دم توڑ گیا ہے۔ یہ انتہائی دکھ کی بات اس لئے ہے کہ جب کسی بھی ملک میں عوام کو وہ تحفظ نہ دیا جائے جس کے وہ حق دار ہیں تو پھر اس پولیس بے لگام گھوڑے کو اتنے زیادہ پیسے دینے کی کیا ضرورت ہے؟ جوں جوں ان کے لئے بہتر فنڈز مہیا کئے جاتے ہیں اتنے ہی crime کی شرح بڑھتی جارہی ہے۔ اس کی بڑی وجہ جیسے میرے بھائی نے ابھی فرمایا ہے کہ جب آپ رشوت اور بھاری رقم کے عوض اس قسم کے نا اہل آدمیوں کو بھرتی کریں گے تو پھر ملک میں صورتحال اسی طرح کی ہی رہے گی۔

جناب سپیکر! پرسوں کی بات ہے کہ شیخوپورہ میں میرے گھر کے بالکل سامنے ڈاکوؤں نے اس طرح گھر کے لوگوں پر تشدد کیا کہ ان کو باندھ کر کمرے میں بند کر دیا گیا اور گھر کی تمام چیزیں لوٹ کر چلے گئے۔ پولیس آئی اور اسی طرح واپس چلی گئی۔ کوئی مقدمہ درج نہیں ہوا اور نہ ہی کوئی finger prints لئے گئے۔ میں نے ڈی۔ایس۔پی کو فون کیا اور کہا کہ اگر آپ کی پولیس گئی ہے اور اگر انہوں نے finger prints ہی نہیں لینے تو کیا وہ وہاں پر سیر کرنے کے لئے گئی ہے؟ ان تمام باتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پولیس مجرموں کی پشت پناہی کرتی ہے اور وہ ملزموں کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے۔ میں کہتی ہوں کہ کسی بھی آدمی کو اتنی جرأت نہ ہو کہ وہ دن دہاڑے لوگوں کے گھروں میں ڈاکے ڈالے، قتل کر دے اور آرام سے چلا جائے اور پھر پولیس ان کو پکڑے بھی نہ۔ یہ اسی صورت میں ہوتا ہے جب پولیس اور تھانے بک جاتے ہیں اور اس وقت crime کی شرح بڑھ جاتی ہے۔ اس سے پہلے میں نے اپنے ہی ایک کیس کے سلسلے میں اس پورے ایوان کے سامنے ایک درخواست کی تھی اور وزیر اعلیٰ پنجاب سے ایک التجا کی تھی کہ میں چاہتی ہوں کہ ان تمام ملزموں کو پکڑا جائے جو قتل کے کیس میں ملوث ہیں لیکن بات ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھی جس پر مجھے دکھ ہے۔ اگر ہم جیسے لوگوں کی نہیں سنی جاتی تو پھر عام شہری کو کتنا تحفظ دیا جائے گا؟ میں آپ کی وساطت سے اس ایوان میں وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ درخواست کروں گی کہ میں نے کبھی ان کا بہت عروج کا زمانہ دیکھا تھا اور جب میں نے یہ سنا تھا کہ امن وامان کی صورتحال بہت اچھی تھی اور ہر چیز کنٹرول میں تھی لیکن اب وہ تمام چیزیں ابھی تک کیوں نہیں ہیں؟ میں نے اس سے پہلے جو چیزیں یہاں پر عرض کی تھیں اس پر کوئی عمل نہیں ہوا حالانکہ سپیکر صاحب نے بھی ٹیلیفون کیا، سینئر منسٹر صاحب نے بھی فون کیا، میرے بھائی کامران صاحب نے بھی کیا لیکن ابھی تک ایک انچ بھی بات آگے نہیں بڑھی۔ میں آپ سے یہ درخواست کروں گی کہ ایک دفعہ پھر دوبارہ انتظامیہ سے کہیں کہ ان اشتہاریوں کو گرفتار کرے۔

تحاریک استحقاق

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: Already آپ کی تحریک پیر والے دن کے ایجنڈے پر ہے، انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کو دیکھیں گے۔ اب تحریک استحقاق نمبر 8 مہر ارشاد احمد سیال صاحب کی ہے۔ میں ان سے کہوں گا کہ وہ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

مہر ارشاد احمد خان سیال: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں آپ کی توجہ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے اہم مسئلے کی طرف بیان مبذول کراتا ہوں۔ پچھلے دنوں ایک آدمی آیا اس کی عمر 80 سال تھی، اس نے کہا کہ میرا گھریلو میٹر ہے اور مجھے 54 ہزار کا بل بھیجا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: مہر صاحب! آپ اس کو پہلے پڑھیں گے اس کے بعد اپنی statement دیں گے۔

ایس۔ای اور ایکسیئن واپڈا مظفر گڑھ کا معزز رکن اسمبلی سے ناروا سلوک

مہر ارشاد احمد خان سیال: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں اس معزز ایوان کا رکن ہوں اور میں حلقہ کے غریب اور غیور لوگوں کے ووٹوں سے منتخب ہو کر آیا ہوں۔ پچھلے دنوں ایک غریب شخص قادر بخش کے مطالبہ پر جسے گھریلو میٹر پر -/54,000 روپے کا بل بھیجا گیا اور دوسرے رحیم بخش نامی آدمی کو -/1,15,000 روپے کا بل بھیجا گیا اور اس طرح کے کئی اور لوگوں کے مسائل بھی تھے۔ ان تمام لوگوں کو ساتھ لے کر S.E. واپڈا مظفر گڑھ کے دفتر پہنچا۔ مسائل بتائے، S.E. نے اختر گل X.E.N کو بلایا وہاں قادر بخش رونے لگا کہ اس نے مجھے دھکے دے کر باہر نکال دیا ہے میں نے اسے کہا کہ آپ تو عوام کے خادم ہیں اور 80 سالہ بزرگ کا مسئلہ حل کرنے کی بجائے آپ نے اسے دھکے کیوں دیئے ہیں تو اختر گل نے جواب دیا میں واپڈا کا آفیسر ہوں، آپ کا ملازم نہیں ہوں اور کام کرنے سے انکار کر دیا۔ اس موقع پر تلخ کلامی بھی ہوئی لیکن اس موقع پر S.E. واپڈا اور ڈائریکٹر سرکل اور یونین کے عہدیداروں کا رویہ میرے ساتھ نامناسب رہا اور بعد میں میرے گھر گاؤں اور علاقے کی بجلی بند رکھی گئی۔ جلوس نکالے

گئے اور آج چھٹا روز ہے دفتروں میں کام نہیں ہو رہا۔ واپڈا کے اس عمل سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میری التجا ہے کہ واپڈا جو اس وقت رشوت کا king ہے، کے مذکورہ آفیسران کے خلاف سخت ترین کارروائی کی جائے، معطل کیا جائے اور مظفر گڑھ سے ٹرانسفر کیا جائے۔ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

MR. ACTING SPEAKER: Yes, Minister concern!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میرے معزز رکن نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے یہ بالکل fresh ہے اور ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ میں چاہوں گا کہ دو تین دن کے لئے اسے pending کر دیا جائے۔ ہم محکمے سے اس کا جواب طلب کرتے ہیں، جیسے ہی جواب آ جائے گا تو اسے ہم take up کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں یہ بہت ہی اہم نوعیت کا مسئلہ ہے۔ آج حال یہ ہے کہ پچھلے آٹھ سال کے اندر شاید محکمے یہ بھول گئے ہیں کہ ایک معزز رکن اسمبلی کی عزت کیا ہوتی ہے؟ اس ملک میں صحیح معنوں میں جمہوریت آ چکی ہے اور محکموں کو ہمارے معزز ممبران کا احترام کرنا پڑے گا۔ میں آپ کو Monday تک کا time دیتا ہوں اس پر جواب لیں اور House کے اندر بتائیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں انہی کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے جو میرے بھائی میجر صاحب نے پولیس کے بارے میں کہا اور بجٹ تقریر میں بھی ہم یہ بات کر چکے ہیں کہ واقعی پولیس کو لگام ڈالنے کی ضرورت ہے۔ پولیس کو لگام ڈالنے کے لئے میرے پاس ایک تجویز ہے کہ یہ جو devolution programme تھا جس میں اتنے ناظم آئے ہیں اگر ہم اس پر عمل کریں اور ان ناظمین، نائب ناظمین اور چار کونسلروں کی ڈیوٹی ایک S.H.O کے ساتھ لگا دی جائے تو بہتر رہے گا۔ ان لوگوں کو پتا ہوتا ہے کہ علاقے میں کون سے لوگ رہتے ہیں کیونکہ وہ مقامی لوگ ہوتے ہیں اور

ووٹ لے کر آتے ہیں اس لئے ان کو ہر بندے کی پہچان ہوتی ہے۔ پولیس والوں کو پتا ہو کہ ہمارا احتساب کرنے والے ہمارے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک S.H.O جو بادشاہ بن کر تھانے میں بیٹھا ہوتا ہے اس پر کنٹرول کیا جا سکتا ہے اور اس طرح crime بھی کم ہو سکتے ہیں۔ ناظم یا نائب ناظم اگر یونین کونسل سنبھالتے ہیں تو نائب ناظم کے ساتھ چار کونسلر اور ایک female کونسلر کی ڈیوٹی لگائیں تاکہ علاقے کے لوگوں کے مسائل حل ہوں، کسی پر ناجائز پرچہ نہ ہو اور کسی کی عزت خراب نہ کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، کھر صاحب!

ملک بلال احمد کھر: جناب سپیکر! مہر ارشاد احمد سیال صاحب نے جو مسئلہ اٹھایا ہے یہ پورے ضلع مظفر گڑھ کا مسئلہ ہے اور اس پر آپ نے جو احسن قدم اٹھایا ہے اس پر میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میری آپ سے گزارش ہے اور پُر زور اپیل بھی ہے کہ اس معاملے کی پوری پوری تحقیق کی جائے اور جو بھی اس واقعہ میں ملوث ہیں ان افسران کو کڑی سزا دی جائے۔ بہت مہربانی۔

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! آپ نے ہمیشہ ہی فراخ دلی کا ثبوت دیا اور آج بھی آپ نے مہربانی کر کے ممبران کو ان کے مسائل سننے کے لئے پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت دی ہوئی ہے۔ یہ جناب کی مہربانی ہے اور اس سے ہمارے ممبران کی حوصلہ افزائی بھی ہو رہی ہے اور مسائل بھی حل ہو رہے ہیں۔ میں بھی اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہوں گا کہ پولیس آرڈر کے متعلق ہمارے چند دوستوں نے بات کی ہے۔ پولیس آرڈر میں سب سے بہت زیادتی ہو رہی ہے۔ اس کا کوئی حل سوچنا چاہئے یا تو بل کی صورت میں یا کسی اور صورت میں بھی درستی ہو سکتی ہے۔ جناب ایک مظلوم آدمی جو investigation تبدیل کرنا چاہتا ہے تو وہ اپنے ڈی۔پی۔او سے کروا سکتا ہے، نہ وہ آر۔پی۔او سے کروا سکتا ہے۔ پورے پنجاب کی investigation سوائے ایڈیشنل آئی۔ جی ایک آدمی جو پنجاب میں بیٹھتا ہے اس کے پاس اختیار ہے۔ یہ اتنا ظلم ہے کہ جس غریب کے پاس ڈی۔پی۔او کے پاس آنے کا کرایہ نہیں ہوتا وہ کیسے لاہور آ کر اپنی investigation کی تبدیلی کے لئے درخواست دے۔ اس کے بعد بھی ظلم کی بات یہ ہے کہ ایڈیشنل آئی۔ جی کہتا ہے کہ میرے پاس بھی اختیارات

نہیں ہیں میں واپس اسی ڈی۔پی۔او کے پاس بھیجوں گا وہ اس پر بورڈ بٹھائے گا۔ بورڈ جب فیصلہ کرے گا پھر وہ میرے پاس بذریعہ آر۔پی۔او واپس آئے گا پھر میں دیکھوں گا کہ اس کی کیا پوزیشن ہے؟ اس پر ایک آدمی کو investigation change کروانے میں کم از کم تین ماہ لگ جاتے ہیں لیکن جو متعلقہ ایس۔ایچ۔او ہوتا ہے جس نے کرپشن کی ہوتی ہے یا ناجائز طور پر کسی کی امداد کر رہا ہوتا ہے اس دوران وہ تو کیس جو کچھ کرنا ہوتا ہے کر کے عدالت میں چالان put کر دیتا ہے اور صرف وہ بے چارہ دھکے کھاتا رہتا ہے اور اس کی investigation change نہیں ہو سکتی۔ آج investigation کے معاملے میں بہت زیادتی ہو رہی ہے آپ مہربانی کریں کہ جو سابقہ اختیارات ڈی۔پی۔او کو تھے یا آر۔پی۔او کو تھے وہ کسی طرح بحال ہو سکیں تاکہ جو مظلوم طبقہ ہے اس کو investigation کا حق تو اپنے ضلع کے ڈی۔پی۔او سے مل سکے۔ یہ بہت ضروری معاملہ ہے۔ غریب لوگوں سے بہت زیادتی ہو رہی ہے، آپ ضرور مہربانی کریں اور اس معاملہ کا کوئی حل نکالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو پولیس آرڈر 2002 ہے اس کو 2009 تک آئین کے 6^{th} schedule کے تحت protection ہے جو کہ صدر پاکستان نے issue کیا تھا۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ جو تبدیلی کی لہر چلی ہے آپ اپنی amendment تیار رکھیں وہ اس کا حصہ بھی بنیں گے اور اس پر عمل بھی ہو گا۔

رانا محمد اقبال خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! میں ایک بہت اہم معاملہ کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ شاہدرہ لاہور کا حصہ ہے۔ شاہدرہ راوی پل پر ہمیں ٹول ٹیکس دینا پڑتا ہے جو برس ہا برس سے چل رہا ہے۔ اس کے لئے میں فوری طور پر وزیر خزانہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ وفاقی حکومت کو request کی جائے، وزیر اعلیٰ صاحب request کریں کیونکہ شاہدرہ کے عوام protest کر رہے ہیں۔ ہم اگر دس دفعہ آئیں جائیں تو ہمیں دس دفعہ ٹول ٹیکس دینا پڑتا ہے۔ شاہدرہ لاہور کا حصہ ہے۔ یہ پہلے بھی لاہور میں ہوتے ہوئے backward ہے اس لئے شاہدرہ کے عوام کو فوری طور پر اس ٹول ٹیکس کی معافی ہونی چاہیئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر آپ relevant rules پڑھ کر ہاؤس میں تو کوئی قرار داد لے کر آئیں کیونکہ ہم بھی اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ لاہور کے ایک حصہ کے ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ یہ discriminatory سلوک ہو رہا ہے۔ آپ اس کو relevant rules کے تحت ہاؤس میں لائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کو بالکل دیکھا جائے گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میری تجویز ہے کہ ہمارے پاس آخری تین دن private member's day ہیں اور پولیس کا جتنا sensitive issue ہے اور سب دوست اس پر کافی فکر مند ہیں تو اگر private member's day میں سے ایک دن صرف پولیس کے متعلق مخصوص کر دیا جائے اور اس دن آئی۔جی صاحب کو کہا جائے کہ وہ گیلری میں آ کر حقیقت کو سن لیں تو مناسب ہو گا۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ ایجنڈا already جاری ہو چکا ہے اور general discussion کے لئے بالکل علیحدہ رولز ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم اتنی دیر بعد اکٹھے ہوئے ہیں تو میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ دوستوں اور بھائیوں اور ہمارے جو معزز ارکان ہیں ان کو اجازت دے دیتا ہوں اور اسمبلی کی کارروائی کو آگے چلاتے ہیں۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ اس وقت تحریک التوائے کار نمبر 307/08 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے اور اس کو pending کیا گیا تھا۔ جی، وزیر متعلقہ!

کنزیومر پروٹیکشن ایکٹ پر عملدرآمد نہ ہونے کی وجہ سے غیر معیاری اشیاء کی فروخت میں اضافہ

(---جاری)

شیخ علاؤالدین: جی، جناب سپیکر! یہ پیش ہو چکی تھی یہ ڈیزل وغیرہ اور consumer protection وغیرہ کے متعلق تھی۔ اس پر وزیر صاحب جواب دیں گے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو تحریک پیش کی تھی اس پر ہم نے دو دن کا وقت دیا تھا۔ ان دو دنوں میں ہم نے ساری تحقیقات کیں کہ اس کی وجوہات کیا تھیں۔ یہ بات درست ہے کہ ڈیزل کی shortage صوبہ میں تھی۔ میں نے وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی بات کی اور میں نے وزیر پٹرولیم اور وزیر خزانہ سے بھی بات کی۔ اس میں تین وجوہات سامنے آئی تھیں۔ پہلی وجہ یہ تھی کہ پٹرول پمپ والے جو لوگ storage کر رہے ہیں وہ سمجھ رہے تھے کہ شاید قیمتیں بڑھیں گی کیونکہ پچھلے کافی دنوں سے ڈیزل کی قیمتیں نہیں بڑھیں تھیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: براہ مہربانی آپ دیکھیں گے کہ تحریک التوائے کار نمبر 307 میں جو میں دیکھ رہا ہوں وہ ڈیزل کے بارے میں نہیں بلکہ وہ تو غیر معیاری اشیاء کے حوالے سے ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے consumer protection کے حوالے سے یہ تحریک دی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے جو in writing دیا ہوا ہے اس میں ڈیزل کا ذکر تک نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جب میں نے اس کو پڑھا ہے تو اس میں، میں نے ڈیزل کو add کیا تھا۔ وزیر صاحب بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں، ان کو سن لیں۔ انہوں نے ڈیزل کے اوپر جو ایکشن کیا ہے وہ Consumer Protection Act کے تحت ہی کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جو تحریک التوائے کار اسمبلی میں پیش ہوئی ہے اور جو in writing ہے اس میں ایک چیز موجود ہی نہیں ہے۔ وہ ایک issue تو ہو سکتا ہے لیکن issue اس وقت ہاؤس کے سامنے اس adjournment motion کے through نہیں ہے۔ آپ اس تحریک کو دوبارہ پڑھیں۔

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ Punjab Consumer Protection Act, 2005 بنانے کی بنیادی وجہ اور مقصد یہ تھا کہ عوام کو مناسب قیمت پر آٹا، چینی، گوشت، گھی اور دالیں وغیرہ اور زندگی کے لئے دوسری غذائی ضروریات میں جاری لوٹ کھسوٹ اور غیر معیاری اشیاء فروخت کرنے والوں کا محاسبہ کیا جائے لیکن انتظامیہ اس قانون پر عملدرآمد کروانے میں ناکام ہو گئی ہے۔ شہریوں کو ایک طرف مضر صحت گوشت پانی بھر کر

فروخت کیا جارہا ہے اور دوسری طرف گوشت کی قیمت میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جو عام شہری کی پہنچ سے باہر ہو چکا ہے یہی حال آٹا، گھی، دالیں اور چاول وغیرہ میں ہے۔ دوسری طرف اس ایکٹ پر عمل کروانے والی مشینری اپنے مقصد سے ہٹ کر automobile اور A.C بنانے والی کمپنیوں کے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔ یہ بھی ایک المیہ ہے کہ اس تمام سرکاری مشینری میں کوئی ٹیکنیکل لوگ نہ ہیں۔ تمام معزز ارکان یہ جانتے ہیں کہ ملک میں انتہائی گھٹیا معیار کے بجلی کے بلب اور ٹیوب لائٹس وغیرہ دھڑلے سے فروخت کی جارہی ہیں۔ صوبے کے ہر گھر کا بجٹ ان ٹیوب لائٹس کی وجہ سے درہم برہم ہوتا ہے لیکن consumer courts ان پر suo-moto action بھی نہیں لے رہیں۔ consumer courts ان کمپنیوں کے خلاف کیا کارروائی کر رہی ہیں جن کی اشیاء جو عوام کا ایک محروم طبقہ استعمال کر رہا ہے وہ بغیر ٹیکنیکل know how یعنی اٹکل پچو فارمولے کے تحت کام کر رہے ہیں اور وہ بھی warranty دیکھے بغیر۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔

جناب سپیکر! اس میں ہوا یہ تھا کہ جب میں نے یہ تحریک پیش کی تھی اس کے بعد ڈیزل کا مسئلہ انتہائی اہمیت اختیار کر گیا تو میں نے اس دن اس تحریک میں ڈیزل کو add کیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں! بات یہ ہے کہ جب ہم rules and procedure کی بات کرتے ہیں۔ rules are very much clear ابھی میں دوبارہ اسی کو ہی دیکھ رہا تھا۔ اس میں اگر آپ ڈیزل کی بات کہتے ہیں تو اس پر آپ ایک نئی تحریک التوائے کار لے آئیں لیکن یہ جو تحریک التوائے کار ہے اس پر تو وزیر متعلقہ اس وقت موجود نہیں تھے اس لئے یہ pending کی گئی تھی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ اس پر حکومت نے واقعی کام کیا ہے۔ اس سلسلے میں مجھے بھی بلا کر انہوں نے discuss کیا۔ اس کی وجہ سے آپ آج کے اخبارات کو دیکھ لیں کہ public transport بند ہونا شروع ہو گئی تھی۔ ان کو کچھ نہ کچھ ریلیف ملے گا۔ بات تو consumer protection کی ہے۔ اس کی وجہ سے جناب نے مہربانی فرمائی تھی۔ اس دن ڈیزل کو جو میں نے add کیا تھا کیونکہ ڈیزل کی وجہ سے تمام معاملات بہت زیادہ خراب ہو رہے تھے۔ انہوں نے اس پر کام کیا، وزیراعلیٰ صاحب نے اس پر instructions دی ہیں، چیف سیکرٹری صاحب نے بھی instructions دی ہیں۔ وزیر خزانہ صاحب نے مجھے بلا کر بات کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی برائی نہیں ہے، اگر ایک regular تحریک التواء کار کے اندر ایک ایسا issue آ جاتا ہے جو عوام کے لئے زیادہ مسئلے کا شکار ہے اور پریشانی کا باعث بن سکتا ہے، آپ جانتے ہیں کہ ابھی

پورے ایک سال میں صرف 70 دن کا اجلاس ہوتا ہے تو یہ آپ نے اس دن مہربانی کی تھی تو اگر آپ اس پر منسٹر صاحب سے جواب لینے دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت نے اس پر خاطر خواہ action لیا ہے۔ ویسے آپ کا اختیار ہے جو آپ کریں۔

MR. ACTING SPEAKER: Yes, Minister concern.

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! معزز رکن کی طرف سے جو تحریک التوائے کار آئی ہے اس کا جواب ہمیں موصول ہو گیا ہے لیکن یہ ڈیزل سے متعلق بات کر رہے ہیں consumer protection کے حوالے سے تو اس کا جواب بھی ہم نے لے لیا ہے اگر آپ کہیں تو اس کے بعد ہم اسے take up کر سکتے ہیں لیکن اس سے متعلقہ جو جواب آیا ہے میں اسے ایوان میں پڑھ دیتا ہوں۔

صارفین کے حقوق کو مفادات کے تحفظ، فروغ و صارفین کی شکایات اور اس کے متعلقہ معاملہ کو جلد نمٹانے کے لئے حکومت پنجاب نے جنوری 2005 میں پنجاب تحفظ صارفین ایکٹ کے تحت ایک قانون بنایا جو کہ مکمل طور پر رفاہی اور عوامی فلاح و بہبود کا قانون ہے۔ مزید یہ کہ قانون ہذا ناقص، غیر معیاری اور مضر صحت مصنوعات اور خدمت کے خلاف عوام کو تحفظ فراہم کرتا ہے اور اس قانون میں کوئی بھی شق صارفین کے مفادات سے متصادم نہ ہے اور جس کا عملی نفاذ مارچ 2006 میں صوبہ بھر میں صارف عدالتوں اور صارف کونسلوں کے قیام سے عمل میں آیا۔ اس قانون کے دائرہ کار میں خدمات اور مصنوعات شامل ہیں جن کی تعریفات درج ذیل ہیں:۔

خدمات میں کسی بھی قسم کی سہولیات، مشاورت یا معاونت شامل ہے مثلاً طبی، قانونی اور engineering خدمات کی فراہمی جبکہ مندرجہ ذیل شامل نہ ہیں۔

معاہدہ ذاتی خدمت کے تحت کوئی خدمت پیش کرنا، نجوم یا دست شناسی کی مانند غیر پیشہ ورانہ خدمت پیش کرنا، عدالت قانون یا ثالث کی طرف سے فیصلہ دیئے جانے کی خدمت۔

مصنوعات کا وہی مفہوم ہے جو فروخت اشیاء ایکٹ 1930 میں لفظ اشیاء کو تفویض کیا گیا ہے اور مصنوعہ اشیاء شامل ہیں اور بعد ازاں کسی دیگر مصنوعہ شے یا غیر منقولہ میں ضم کر دیا گیا ہے مگر پودے، قدرتی پھل اور دیگر خام اشیاء اپنی فطری شکل میں جو جانوروں یا پودوں سے اخذ کی گئی ہیں، شامل نہ ہیں۔

صارف سے مراد ایسا شخص یا ہستی ہے جو معاوضے کے بدلے کوئی چیز، خدمت خریدتا ہے، حاصل کرتا ہے یا پتا کرلیتا ہے یا ان اشیاء اور خدمت کے استعمال کرنے والا ہے لیکن صارف میں وہ شخص شامل نہ ہے جو کسی بھی شے کو تجارتی بنیادوں پر دوبارہ فروخت کرتا ہے۔

ان تعریفات سے یہ بات عیاں ہے کہ معزز رکن اسمبلی کی پیش کردہ تحریک التوائے کار نمبر 307/08 میں اٹھائے گئے درج ذیل نکات قانون اعضا اور اس کے تحت قائم کردہ عدالت کے دائرہ کار میں نہیں آتے۔ اشیائے ضروریہ کی قیمتوں پر کنٹرول صارف عدالتوں کا از خود نوٹس لینا جبکہ پنجاب تحفظ صارفین ایکٹ 2005 صارفین کے مالی نقصان، وقت کے ضیاع، جسمانی نقصان اور ذہنی کوفت کا سبب بننے والی خدمات اور مصنوعات کے خلاف بغیر کسی کورٹ فیس کے ہرجانہ وصول کرنے کا ایک سنہری قانون ہے۔

مزید برآں یہ کہ اس قانون کے تحت نہ صرف چھوٹے کاروباری اداروں کو اپنی مصنوعات کا معیار بہتر بنانے کے لئے کہا گیا ہے بلکہ بین الاقوامی کمپنیاں جیسا کہ گاڑیاں بنانے والی، کار ڈیلرز، گھریلو مصنوعات، زرعی مصنوعات، برقی مصنوعات اور سیمنٹ بنانے والوں کو بھی اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ بھی اپنی مصنوعات کا معیار بین الاقوامی یا قومی اصولوں کے مطابق بنائیں۔

اس کے علاوہ خدمت کے زمرہ میں ڈاکٹرز، انجینئرز، واپڈا، گیس، ٹیلی فون، ٹرانسپورٹ، ڈاکخانہ اور تعلیمی اداروں وغیرہ کو بھی پابند کیا گیا ہے کہ وہ بھی اپنی خدمات کا معیار بہتر بنائیں۔ اس قانون کے تحت لازم ہے کہ جہاں ضروری ہو وہاں مصنوعات پر تاریخ اجراء، آخری تاریخ، استعمال، اجزائے ترکیبی اور احتیاطی تدابیر بھی لکھی ہوں۔ اس قانون کے تحت قائم عدالتوں کا از خود نوٹس لینے کا اختیار نہ ہے اور یہ عدالتیں صارفین اتھارٹی کی طرف سے دائر کردہ شکایات، مقدمات پر اختیار سماعت رکھتی ہیں۔ از خود نوٹس لینے کا اختیار صرف عدالت عالیہ اور عدالت عظمیٰ کو حاصل ہے۔

مزید برآں یہ قانون کے تحت 11 اضلاع بشمول لاہور، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، گجرات، راولپنڈی، سرگودھا، فیصل آباد، ملتان، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور اور ساہیوال میں ضلعی صارفین عدالتیں اور ضلعی صارفین کونسلیں قائم ہو چکی ہیں جو تمام پنجاب کے اضلاع کا احاطہ کرتی ہیں اور ان ضلعی عدالتوں میں 31۔مئی 2008 تک 1281 مقدمات درج ہوئے، جن میں سے 810 صارفین کو دادرسی حاصل ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ ضلعی صارفین کونسلوں کو بھی قائم کیا جا چکا ہے جن کے سربراہ متعلقہ ضلعی رابطہ آفیسر ہیں اور ان اضلاع میں صارفین کونسلیں اپنی پوری رفتار

کے ساتھ لوگوں میں صارفین کے حقوق کی آگاہی پیدا کر رہی ہیں اور اب تک اتھارٹی کے سامنے 422 مقدمات پیش ہوئے ہیں جن میں سے 258 مقدمات کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ تمام صوبہ پنجاب میں مختلف طریقوں سے لوگوں میں وسیع سطح پر صارفین کے حقوق کی آگاہی مہم جاری ہے۔ علاوہ ازیں بڑے پیمانے پر صارفین کے حقوق کی تشہیر کے لئے ادارے کو رقم فراہم کی جارہی ہے۔ اس قانون کے تحت قائم پنجاب تحفظ صارفین کونسل کو مختلف دیگر شعبوں کی طرح ٹیکنیکل ونگ کی بھی تکنیکی خدمات فراہم کی جارہی ہیں۔ کھانے کی ضروری اشیا کی قیمتوں کو monitor کرنے کے لئے Punjab Price & Supply Board (P.P.S.B) کے نام سے Price Control Provision of Profiting and Hoarding Act, 1977 قانون کے تحت الگ ادارہ قائم کر رہا ہے جو حکومت پنجاب نے کھانے کی ضروری اشیاء کی قیمتوں کو عام آدمی کی دسترس میں رکھنے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے ہیں:

پنجاب کے تمام ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن آفیسرز کو price control منافع اور ذخیرہ اندوزی ایکٹ 1977 کے تحت کنٹرولر جنرل پرائسز کے اختیارات تفویض کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن آفیسرز کھانے کی ضروری اشیاء کی قیمتیں مقرر کرتے ہیں۔

پنجاب کے تمام اضلاع میں E.D.O(R),D.O.R اور D.D.O.(R) کو Price Magistrate کے اختیارات دیئے گئے ہیں جو روزانہ قیمتوں کو چیک کرتے ہیں اور ناجائز منافع خوروں کو موقع پر سزا دیتے ہیں۔ کھانے کی ضروری اشیاء کی ترسیل کو بہتر بنانے، ذخیرہ اندوزی اور بے جا منافع خوری کو روکنے کے لئے ایک ٹاسک فورس بنائی گئی ہے۔ شمالی پنجاب کے لئے جناب ایس اے حمید صاحب کو ٹاسک فورس کا چیئرمین بنایا گیا ہے جبکہ جنوبی پنجاب کے لئے جناب سمیع اللہ چودھری کو چیئرمین مقرر کیا گیا ہے۔ یہ ٹاسک فورس روزانہ کی بنیاد پر تمام ضروری اشیاء کی قیمتوں کو monitor کریں گی اور مجوزہ Food stamp scheme کو چلائیں گی۔

ضلعی حکومتیں اور محکمہ صحت بیمار اور لاغر جانوروں کا غیر معیاری اور پانی ملا گوشت فروخت کرنے والوں کا محاسبہ کرتے ہیں اور روزانہ مذبحہ خانوں کا دورہ کرتے ہیں تاکہ ان عناصر کی حوصلہ شکنی ہو۔ پنجاب کے تمام اضلاع میں صارفین کی کمیٹیاں بنائی گئی ہیں جو قیمتیں کنٹرول کرنے کے لئے ضلعی افسروں کی مدد کرتی ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گا کہ جیسا کہ ہمارے معزز رکن شیخ علاؤالدین صاحب نے یہ تحریک پیش کی ہے اس میں جو از خود نوٹس لینے کی بات کی گئی ہے consumer courts کے حوالے سے تو یہ بالکل واضح ہے کہ صرف عدالت عظمیٰ اور عدالت عالیہ کو ہی یہ اختیار ہے کہ وہ از خود نوٹس لے سکتی ہیں اور consumer courts کو یہ اختیار نہ ہے جس کی بابت میں نے تمام تفصیلات ہاؤس میں پڑھ دی ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خزانہ صاحب بھی اپنی statement جو دے رہے تھے وہ complete کر لیں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ڈیزل کے حوالے سے بات کر رہا تھا۔ ڈیزل کی shortage نہ صرف فاضل ممبر نے محسوس کی بلکہ تمام ممبران اور پورا صوبہ یہ محسوس کر رہا تھا کہ ڈیزل کی shortage ہے اور بعض جگہ پر مطلوبہ ڈیزل کم دیا جاتا تھا۔ اگر کسی کو 20 لٹر چاہیئے تو وہ اس کو 10 لٹر اور وہ اس کی قیمت میں بھی زیادہ price charge کر رہے تھے۔ اس کے لئے گورنمنٹ نے تحقیقات کیں اور پٹرولیم کے وزیر سے میری بات ہوئی اور وزیر خزانہ سے بھی بات ہوئی۔ اس میں جو shortage کی وجہ تھی اس کے تین points سامنے آئے ہیں۔ پہلی وجہ یہ تھی کہ حکومت آئل کمپنیز کو جو سبسڈی دے رہی تھی اس کی رقم اتنی زیادہ تھی کہ گورنمنٹ نے اس کی ادائیگی میں تاخیر کی لیکن پچھلے دنوں میں 3 ادائیگیاں کی گئیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے اب یہ پوزیشن decease up ہو جائے گی۔ تین دن پہلے oil companies کو 20۔ارب روپیہ دیا گیا جبکہ اس سے 10 دن پہلے تقریباً 18۔ارب روپیہ دیا گیا اور اگلے چند دنوں میں oil companies کو 17۔ارب روپے کی مزید ادائیگی ہو جائے گی جس سے oil companies اپنے imports اور cash flow کو بہتر کرنے کی وجہ سے تیل کی سپلائی کو بھی بہتر کر سکیں گی۔

جناب سپیکر! دوسری وجہ یہ تھی کہ جب oil prices اور ڈیزل کی قیمتیں افغانستان میں پاکستان سے زیادہ تھیں تو اس وجہ سے ڈیزل وہاں پر سمگل ہو رہا تھا جس کی وجہ سے بھی یہاں پر shortage آئی۔ تیسری بڑی وجہ یہ تھی کہ پچھلے چند دنوں سے oil اور ڈیزل کی قیمتیں مارکیٹ میں حکومت نے نہیں بڑھائیں اور یہ speculation تھی کہ اگلے چند دنوں میں قیمتیں بڑھ جائیں گی جس سے نہ صرف پٹرول پمپ کے مالک نے storage اور hoarding کی بلکہ ان کے ساتھ

عام investors نے بھی مل کر invest کیا اور hoarding کر رہے تھے جس کے لئے حکومت پنجاب نے ایک وقتی step لیا اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے ایسی کمیٹیاں تشکیل دیں جو چھاپے ماریں۔ یہ سارا کام D.C.Os کے سپرد کیا گیا۔ وہ کمیٹیاں نہ صرف لاہور بلکہ پورے صوبے میں چھاپے ماریں گی اور اگر کوئی hoarding کرتا پایا گیا تو اس کے خلاف سخت ایکشن لیا جائے گا۔ میں جناب وزیر اعلیٰ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بروقت یہ step لیا اور آج صوبے میں کوئی shortage نہیں ہے۔ ہر شخص یہ محسوس کر رہا ہے کہ ہمیں اس سے نجات مل گئی ہے۔

جناب افتخار احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بلوچ صاحب!

جناب افتخار احمد خان: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ کل میرے فاضل دوست الیاس چنیوٹی صاحب نے اپنے والد محترم مولانا منظور احمد چنیوٹی کے ایصال ثواب کے لئے دعا کرائی تھی جو پہلے اسمبلی کے ممبر بھی رہے ہیں۔ آج جنگ اخبار میں لکھا ہوا تھا کہ "افتخار احمد خان بلوچ کے والد کی وفات پر ایصال ثواب" تو میری گزارش ہے کہ میرے والد صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بالکل صحت منداور زندہ حیات ہیں اور میری دعا ہے کہ میری عمر بھی ان کو لگ جائے۔ ویسے بھی ان کا قریبی دوست مجھے بتا رہا تھا کہ وہ دوسری شادی کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔ (قہقہہ)
یہ اتنی غلط خبر لکھ دی ہے براہ مہربانی یہ ریکارڈ درست کر لیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ وزیر موصوف نے بہت مفصل جواب دیا ہے لیکن میں بات کو مختصر کرتے ہوئے صرف یہ عرض کروں گا کہ اس معزز ایوان میں بیٹھا ہوا اگر کوئی بھی میرا بھائی رکن یہ کہہ دے کہ یہ جتنی کمیٹیاں اور price control committees ہیں ان میں سے آج تک کوئی کامیاب ہوئی ہے تو میں اس پر آج ہرجانہ دینے کے لئے تیار ہوں۔ میں نے پہلے بھی یہ عرض کیا تھا کہ ایک اخبار "ڈان" میں ایک کارٹون شائع ہوا تھا کہ ایک قصائی گوشت بیچ رہا ہے اور اس نے بکرے لٹکائے ہوئے ہیں اور ساتھ اس نے ایک گاہک کو بھی الٹا لٹکایا ہوا ہے اور اس سے ایک گاہک پوچھ رہا ہے کہ:

What happened? and he replied that he was asking for the official price.

اس لئے میں نے اس کو پیش کیا ہے۔ جہاں تک انہوں نے یہ بات کی ہے کہ یہ کمیٹیاں کام کر رہی ہیں میں اس سے بالکل متفق نہیں ہوں، عوام کو ان کمیٹیوں سے کوئی سہولت نہیں رہی ہے۔ باقی رہ گئی consumer court کی بات تو اس میں عرض کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ میں آپ کی اور اس ایوان کی توجہ دلانا چاہتا تھا کہ ان کو چاہئے کہ وہ warranty clauses کو ضرور دیکھیں۔ چھوٹے سے چھوٹا manufacturer بھی جو صرف پانچ unit بناتا ہے اس کو بھی اپنی product کی شرم ہوتی ہے۔ اس کی بات بھی سنی جائے کہ وہ اپنی product کے متعلق کیا کہتا ہے، وہ اپنی product کے لئے فرض کریں warranty دیتا ہے چھ مہینے کی اور گاہک اس کے خلاف شکایت کرتا ہے دو سال بعد کہ اس کی product میں یہ نقص آگیا ہے تو اس کی بات بھی سنی جائے۔ وزیر صاحب نے ڈیزل پر جو اقدامات کئے ہیں میں اس پر حکومت کا شکر گزار ہوں اور جس طرف میں نے توجہ کرائی تھی اور آپ نے مہربانی کی اس سے عوام کو بہت فائدہ ہوگا، پنجاب کو فائدہ ہوگا بلکہ پورے ملک کو فائدہ ہوگا۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہمارا ڈیزل یہاں سے سمگل ہو رہا ہے۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ آپ اس کو press نہیں کرنا چاہتے آپ مطمئن ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جی ہاں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ معزز ممبر اس کو مزید press نہیں کرنا چاہتے لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 272 چودھری شوکت محمود بسرا کی طرف سے ہے۔

ہربنس پورہ (لاہور) میں ہزاروں ایکڑ سرکاری اراضی پر لینڈ مافیا (یوسی ناظمین) کا قبضہ اور فروخت

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ موضع ہربنس پورہ لاہور میں 2738 ایکڑ سرکاری اراضی پر علاقے کے ناظم اور بااثر افراد کئی کئی ایکڑ زمین پر قبضہ کر کے غیر قانونی رہائشی کالونیاں تعمیر کر رہے ہیں اور بے گھر مجبور لوگوں سے کروڑوں روپے بٹور رہے ہیں اور اس سلسلے میں محکمہ مال ان کی مکمل سرپرستی اور معاونت کر رہا ہے۔ علاقہ کے چند شرفاء نے قبضہ گروپوں کے خلاف متعدد بار جناب ڈائریکٹر جنرل انٹی کرپشن اور چیف سیکرٹری صاحب کو مع سینکڑوں ثبوت درخواستیں ارسال کی ہیں لیکن آج تک قبضہ گروپوں کے خلاف کوئی قانونی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی چونکہ مذکورہ سکیمیں غیر قانونی اور L.D.A سے منظور شدہ نہ ہیں جس کی وجہ سے علاقہ میں پانی کی سپلائی اور سیوریج جیسے سینکڑوں مسائل پیدا ہو گئے ہیں اس لئے عوام میں حکومت اور انتظامیہ کے خلاف شدید غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے اور شدید نفرت پائی جاتی ہے اور حکومت سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ مذکورہ رقبہ کو حکومتی دعوے اور پالیسی کے مطابق واگزار کرایا جائے اور ذمہ داران کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لا کر غیر قانونی رہائشی کالونیوں کی تعمیر فی الفور بند کروائی جائے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ ہماری حکومت کا یہ نعرہ ہے کہ ہم آٹھ سال میں کرپشن اور لاقانونیت جو ہمارے ملک میں تھی، خاص طور پر صوبہ پنجاب کے سابق حکمرانوں نے جس دیدہ دلیری کے ساتھ ملک کے خزانے کو، پنجاب کے خزانے کو لوٹا ہے اور خاص طور پر لینڈ مافیا نے جس طرح سرکاری اراضی پر قبضہ کیا ہے، میں مبارکباد پیش کروں گا میاں محمد شہباز شریف کو کہ جب ہم پنجاب میں اقتدار میں آئے تو سب سے پہلے انہوں نے ملتان روڈ پر پٹرول پمپ والوں نے سرکاری زمین پر قبضہ کیا ہوا تھا اس کو گرا دیا۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ اربوں روپے کی اراضی ہے وہاں پر ناظمین کیا کر رہے ہیں کہ ایک لاکھ، دو لاکھ روپیہ فی مرلہ وصول کر کے stamp papers پر لوگوں کو قبضے کروا رہے ہیں اور وہ زمین سرکاری ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ اتنا بڑا واقعہ ہے، وہاں پر تین ہزار ایکڑ اراضی موجود ہے جس پر لاکھوں غریب لوگوں کو بسایا جا سکتا تھا وہاں پر

لینڈ مافیا نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ یہ انتہائی اہم نوعیت کا معاملہ ہے اگر آج ہم اس جگہ پر ہاتھ نہ ڈال سکے تو پنجاب میں بہت ساری جگہوں پر اسی طرح لینڈ مافیا نے قبضہ کر رکھا ہے، میری گزارش یہ ہے کہ اس پر ایوان میں بحث کی باقاعدہ اجازت دی جائے اور ایک کمیٹی مقرر کی جائے جو اس معاملے کی پوری تحقیق کرنے کے بعد ہاؤس کو اس واقعہ کی رپورٹ دے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! شکریہ۔ اس تحریک التوائے کار نمبر 272 کا جو جواب ہمیں موصول ہوا ہے وہ میں ہاؤس میں پڑھ دیتا ہوں۔ موضع ہر بنس پورہ تحصیل لاہور کینٹ ڈسٹرکٹ لاہور کا کل رقبہ 2 ہزار 7 سو 38 ایکڑ ہے جس میں سے 2 ہزار 25 ایکڑ رقبہ سابقہ متروکہ ہے۔ اس زمین کو وقتاً فوقتاً مختلف اشخاص کو الاٹ کیا جاتا رہا ہے۔ اس بابت علاقہ کے مختلف افراد کے درمیان مختلف عدالت ہائے میں مقدمات زیر سماعت ہیں جن کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ جن افراد کو allotments کی گئی تھیں ان میں سے بہت سے افراد کو یہ رقبہ پلاٹ اور کالونی کی صورت میں فروخت کر دیا گیا تھا۔ اس وقت موقع پر 40 سے زیادہ آبادیاں اور ہاؤسنگ کالونیاں موجود ہیں۔ ان آبادیوں کے مکین ان آبادیوں کو کچی آبادیاں منظور کروانے کے لئے کوشاں ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ یہ آبادیاں ماضی میں قبضوں کا نتیجہ ہیں اور ان میں سے بیشتر آبادیاں L.D.A سے منظور شدہ نہ ہیں۔ نئی حکومت کے آتے ہی غیر قانونی تعمیر کو سختی سے روکا جا رہا ہے اور ایسے تمام سرکاری رقبے جن پر کوئی عدالتی حکم امتناعی نہ ہے کو واگزار کرانے کے لئے رواں مہینے میں اب تک چار آپریشن کئے جا چکے ہیں۔ محکمہ مال نے سرکاری رقبہ پر ناجائز قابضین اور قانونی مالکان میں تفریق کرنے کے لئے اس وقت ایک survey شروع کر دیا ہے جو تقریباً دو ماہ میں مکمل ہو گا۔ بعد ازاں اس survey کی رپورٹ کا جائزہ لے کر مزید کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ کہنا چاہوں گا کہ جو رپورٹ آئی ہے اس میں یہ چیز عیاں ہے کہ واقعی ہر بنس پورہ کے علاقہ میں کافی بے ضابطگیاں ہوئی ہیں اور لینڈ مافیا نے یہاں پر پنجے گاڑھ رکھے ہیں۔ میں معزز رکن کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ حکومت کی یہ اولین ترجیح ہے اور یہ priority basis پر کام ہو رہا ہے کہ ہم قبضہ گروپوں کے ساتھ آہنی ہاتھوں سے نمٹیں گے اور کسی کو spare نہیں کیا جائے گا اور جو زمینیں سرکاری املاک ہیں وہ سرکار کی تحویل میں واپس آئیں گی اور اس سے

مستفید غریب لوگ ہوں گے اور ان اجارہ داری قائم کرنے والے لٹیروں سے واپس چھینیں گے اور ہم ان کو غریب لوگوں میں تقسیم کریں گے۔ شکریہ

ڈاکٹر محمد اختر ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ میں بسرا صاحب کی تحریک کی تائید کرتا ہوں۔ ان کے خلاف ایکشن ہونا چاہئے۔ اسی سلسلے کی کالونی ہمارے ملتان میں بھی بنائی جا رہی ہے۔ آپ نے شاید پریس میں بھی پڑھا ہو تو اس میں جیسے دوسرے ضلعوں میں صحافیوں کے لئے کالونیاں بنائی گئی ہیں وہاں پر بھی پچھلی گورنمنٹ میں ایک صحافی کالونی کا افتتاح ہوا تھا تو فاطمہ جناح ہاؤسنگ سکیم فیز I اور فیز II کے حساب سے تو فیز II کا جب سے انھوں نے اعلان کیا ہے، افتتاح کیا ہے تو اس کی ایوارڈ لسٹ نہیں جاری کی جا رہی۔ یہاں صحافی بھائی بھی بیٹھے ہیں تو ہم اس کالونی کے خلاف نہیں تھے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم صحافیوں کے ساتھ ہیں۔ ایسے کوئی عناصر ہیں جو غلط فہمیاں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ہم صحافی کالونی کے حق میں ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ صحافی کالونی کا جلد سے جلد افتتاح کیا جائے، اس کے ترقیاتی کام شروع کئے جائیں لیکن جو بات اس میں آڑے آ رہی ہے وہ صرف اور صرف محکمہ مال کی طرف سے ایوارڈ لسٹ جاری نہیں کی جا رہی تو میری اس ایوان کے توسط سے گزارش ہے کہ فاطمہ جناح فیز II کی ایوارڈ لسٹ جاری کی جائے اور صحافی کالونی کا ترقیاتی کام جلد سے جلد شروع کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میرا خیال ہے کہ پہلے اس مسئلے کو تو ختم ہو لینے دیں، جی، بسرا صاحب!

CH. SHAUKAT MEHMOOD BASRA(Advocate):Mr. Speaker! I am not satisfied with the answer of my honourable minister. گزارش یہ ہے کہ انہوں نے اس بات کو خود admit کیا ہے کہ There are lot of irregularities in Herbuns Pura میری گزارش یہ ہے کہ جب اس بات کو انہوں نے اپنی بات میں admit کیا ہے تو کس طرح ہو گیا؟ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اس بات کو ensure

کرتے ہیں، راجہ ریاض احمد صاحب ہمارے سنیئر وزیر بیٹھے ہیں، میں ان کی اس بات پر توجہ بھی ضروری چاہوں گا کہ چونکہ ہمارا عزم، ہمارا اعلان، ہمارا manifesto یہ ہے کہ ہم ان کی کرپشن کو عیاں کریں گے، جب تک اس ہاؤس میں اس پر debate نہیں ہوتی، جب تک اس کو اس ہاؤس میں open نہیں کیا جاتا تو صرف یہ بات کہنے سے کہ ہم اس کو open کر رہے ہیں ہم آپ کو redress کریں گے تو اس سے مسئلہ حل نہیں ہوگا، میں یہ بات کہہ رہا ہوں کہ اربوں روپے کی property ہے جو لاہور کے دل میں واقع ہے اور اس کو صرف یہ کہہ کے نمٹا دینا جبکہ ان کے answer میں یہ بات موجود ہے، میں آپ کو ایک مثال دینا چاہتا ہوں کہ وہاں کے ایک ناظم نے سابق پردھان منتری صاحب سے "ہربنس پورہ" میں سکول کے نام پر جگہ الاٹ کروائی اور وہاں پر مارکیٹ تعمیر ہے۔ گزارش صرف اتنی ہے کہ اگر ہم لوگوں نے بھی ایکشن نہیں لینا تو جیسے ایک شاعر نے عرض کیا ہے کہ:

ادھر ادھر کی تو بات نہ کر مجھے یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا
مجھے رہزنوں سے غرض نہیں تیری رہبری کا سوال ہے

جناب سپیکر! میں اس میں صرف گزارش یہ کروں گا کہ اس پر مکمل طور پر ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائی جائے، راجہ ریاض صاحب ہمارے سینئر منسٹر ہیں، فاروق گھرکی صاحب کا علاقہ ہے اور مائیکل صاحب جو ہمارے معزز منسٹر ہیں ان کو اس بات کا اچھی طرح علم ہے کہ وہاں پر کرسچئن کمیونٹی بہت زیادہ ہے۔ انہی کے گھروں پر قبضہ کیا گیا ہے، انہی کی کالونی تھی جو ان کو بنا کر دینی تھی تو میں سمجھتا ہوں کہ مجھے تو مائیکل صاحب سے یہ توقع تھی کہ وہ آپ کو خود request کریں گے کہ فی الفور اس کے اوپر ایک کمیٹی تشکیل دی جائے، میں اس جواب سے بالکل مطمئن نہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس کے اوپر فی الفور کمیٹی تشکیل دی جائے۔

MR ACTING SPEAKER: Minister Concern!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں نے ابھی جو جواب پڑھا ہے، میرے معزز رکن نے شاید اس پر غور نہیں کیا کہ "رواں مہینے میں لینڈ مافیا کے خلاف چار آپریشن ہو چکے ہیں اور اس پر پہلے ہی ایک کمیٹی بنا دی گئی ہوئی ہے جو کہ اپنا سروے دو مہینوں میں مکمل کرے گی۔ اگر آپ چاہتے ہیں اور معزز رکن اس پر force کر رہے ہیں تو ہاؤس میں ایک کمیٹی بنا دیں جو اس معاملے کو take up کر لے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جو کچھ میں بھی اخبارات میں پڑھتا رہتا ہوں اور دونوں طرف کے لیڈران کے بیانات بھی میں پڑھتا رہتا ہوں، اس کے اندر جو میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت اندھے انتقام کی بات نہیں ہو رہی، rules of law کی بات ہو رہی ہے اور میرے خیال میں جو یہ حکومت ہے، منسٹرز اور سینئر منسٹر بیٹھے ہیں وہ rules of law کی بات کرتے ہیں، یہ نہیں کہتے کہ ہم اندھا انتقام لیں گے، آپ جو کہہ رہے ہیں کہ انتقام، اس کو ذرا تھوڑا سا آپ دیکھ لیجئے گا اور جہاں تک آپ کی تحریک التوائے کار کے redressal کی بات ہے تو اس پر چونکہ حکومت کی طرف سے اب یہ statement آچکی ہے کہ اس پر کمیٹی بنا دی جائے تو minister concern سے ہی میں کہوں گا کہ وہ consult کر کے کمیٹی کی جو formation ہے وہ بتا دیں، وہ ہاؤس میں announce کر دی جائے گی اور پھر اس پر کارروائی کر لی جائے گی۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا منور غوث!

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے یہ کہا تھا کہ اگر ہم لوگ ان کا احتساب نہیں کریں گے تو پنجاب کے دس کروڑ عوام ہمارا گریبان پکڑیں گے، میں نے "انتقام" کا لفظ استعمال نہیں کیا تھا، "احتساب" کا کیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ، ٹھیک ہے۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ ایک بڑا اہم issue ہے اور پورے پنجاب میں تقریباً ہر تحصیل level تک یہ قبضہ مافیا لوگوں کو oblige کرنے کے لئے اربوں روپے کی پنجاب حکومت کی زمین پر قبضہ کرا چکا ہے۔ آپ نے اور منسٹر صاحب نے مہربانی کی ہے اور revenue minister آج موجود نہیں ہیں لیکن میری یہ گزارش ہو گی کہ آپ ساتھ یہ ضرور کہیں کہ پورے پنجاب میں کارروائی کریں اور revenue minister دو ماہ بعد جب اجلاس ہو تو اس کی رپورٹ پیش کریں کہ انہوں نے پورے پنجاب میں کیا کارروائی کی ہے؟ اس کی مکمل رپورٹ ہاؤس

میں پیش کی جائے تاکہ پنجاب کی پوری عوام کو پتا چلے کہ پچھلی حکومت نے کہاں کہاں اربوں روپے کی کرپشن کی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: مہربانی، بہت شکریہ۔ جی، رانا غوث صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں نے چند روز پہلے بھی اپنے اس معزز ایوان کی وساطت سے آپ کی اور حکومت کی توجہ چاہی تھی کہ اس وقت پنجاب کی جو شوگر ملیں ہیں انہوں نے پچھلے سال کی جو گنے کی payment ہے وہ ابھی تک زمینداروں کو ادا نہیں کی۔ ہمارے سرگودھا میں چشتیاں شوگر مل ہے، نیشنل شوگر مل ہے اور پاڑیانوالی شوگر مل ہے، اس کے علاوہ یوسف شوگر مل ہے اور نون شوگر مل ہے۔ نون شوگر مل والوں نے اپنی payment clear کر دی ہے لیکن جو باقی چار ملیں ہیں انہوں نے زمینداروں کی payment ابھی تک کروڑوں روپیہ دبائی ہوئی ہے جس کی وجہ سے روزانہ زمیندار، جو غریب کاشتکار ہیں، جو کھاد کے لئے اور نہری پانی کے لئے بھی ترس رہے ہیں کیونکہ نہروں میں نہری پانی کا فقدان ہے اور نئی فصل کے لئے کھاد کے ان کے پاس پیسے نہیں ہیں تو میں نے گزارش کی تھی کہ اس پر کوئی کمیٹی تشکیل دی جائے تاکہ گورنمنٹ اس معاملہ کو urgent bases پر take up کرے لیکن ابھی تک اس پر کوئی پیشرفت نہیں ہوئی۔ آج بھی میری یہ humble submission ہے کہ یہ چونکہ معاملہ بڑا اہم نوعیت کا ہے اور اس پر زمیندار پس رہا ہے، پورا سال اس نے محنت کی ہے، گنا کاشت کیا ہے، اس کو پانی لگایا ہے، اس کو کھادیں دی ہیں، اپنی رات کی نینداس نے خراب کی ہے اور فصل کو مل تک لے کر گیا ہے، اس کی حق حلال کی کمائی کو یہ بڑے سرمایہ دار کیوں دبا کر بیٹھے ہیں؟ ہماری یہ گزارش ہے کہ فوری طور پر ایک کمیٹی بنائی جائے اور مل والوں سے رابطہ کر کے غریب کسانوں کے پیسے فوری طور پر ان کو دلوانے کا اہتمام کیا جائے اور اس کمیٹی کو یہ حکم دیا جائے کہ آئندہ آنے والے اجلاس میں، next week میں آپ کو اپنی progress رپورٹ پیش کرے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کے بارے میں صبح ہی آپ کے آنے سے پہلے بڑی بات ہو چکی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ منسٹر فنانس نے اس کے اوپر جو wind up speech کی تھی اس میں بھی یہ بات کی تھی اور آج بھی بڑی تفصیلی بات ہوئی ہے تو اس کے اندر آپ منسٹر فنانس سے ان کے چیمبر میں مل لیں اور جو بھی معاملات ہیں، مطلب اس پر اگر آپ چاہتے ہیں تو وہ ہاؤس میں لے آئیں، اس پر ہم بالکل کارروائی کریں گے۔ جی، سندھو صاحب!

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو سوال اٹھایا ہے یہ انتہائی اہم نوعیت کا ہے بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ penal clauses میں fall کرتا ہے It amounts to breach of trust punishment under section 406 ویسے تو پورا پاکستان ہی زرعی ملک ہے لیکن بالخصوص پنجاب کے لوگوں کا major source of income زرعی اجناس اور زرعی فصلات ہیں لیکن میں اس ہاؤس میں کھڑے ہو کر وثوق سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ آج تک کوئی ایک instance بتا دیں کہ شوگر ملز والوں نے payments نہ کی ہوں تو ان کو کوئی penalty impose کی ہو۔ یہ جو کین شوگر ٹیکس وغیرہ ہیں میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف زمینداروں کا استحصال ہو رہا ہے بلکہ ہمارے لئے بھی شرمناک ہے کہ ہم ان حلقوں سے آتے ہیں جہاں زمیندار لوگ رہتے ہیں، جہاں غریب کسان رہتے ہیں، وہ لٹتے جا رہے ہیں لیکن ان کا کوئی پُرسان حال نہیں اور ہم اتنے بے بس ہیں کہ ہم کوئی enactment بھی نہیں کرتے۔ اگر کوئی ایک شوگر مل لگاتا ہے تو وہ دو سال بعد دو شوگر ملیں لگا لیتا ہے لیکن وہ دو دو، چار چار سال زمیندار کو payments نہیں کرتے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ کم تولتے ہیں اس سال جس طرح شوگر ملز والوں نے لوٹا ہے پہلے تو یہ کم تولتے ہیں پھر اس میں deduction کرتے ہیں کہ less content of sugar اب بتائیں کہ جب گنے میں content of sugar بڑھ جاتا ہے تو کیا اس وقت یہ زمیندار کو زیادہ payment دیتے ہیں؟ انہوں نے 60/50 فیصد deduction بھی کی ہے اور لوگوں کو ذلیل بھی کیا ہے۔ اب دیکھیں کہ یہ payment نہیں کر رہے۔ کیا کوئی قانون ہے؟ جناب! قانون تو 101 ہیں لیکن جب سے پاکستان بنا ہے مجھے ایک instance بتا دیں کہ ان پر کوئی penalty impose کی ہو اگر نہیں تو پھر ہم اس ہاؤس میں کس لئے بیٹھے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت مہربانی۔ میں صرف اتنی بات کروں گا۔

جناب جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری بات سنیں ابھی بجٹ پیش ہونا ہے اور آج میں نے zero our رکھا ہوا ہے اور سب ممبران کو ٹائم ملے گا۔ جی، متعلقہ وزیر صاحب!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ شوگر کین کے بارے میں کافی دیر سے بحث چل رہی ہے۔ میں اسی انتظار میں تھا کہ یہاں ایک تحریک التوائے کار آئی ہوئی تھی، میرا خیال تھا کہ میں اس پر ساری تفصیلی رپورٹ پیش کر دوں گا۔ بہر حال یہ نہیں آئی تو ہم نے بار بار اسی چیز کو بحث کا حصہ بنایا ہوا ہے۔ واقعی یہ ایک serious issue ہے جو عرصہ دراز سے چلا آ رہا ہے اور ہم نے پچھلے پندرہ دنوں میں کچھ payments کروائی ہیں۔ میرے پاس ساری تفصیل موجود ہے۔ جہاں پر مسائل ہیں معزز ممبران انھیں مزید identify کر دیں ہم ان مسائل کو حل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس موضوع پر جو صاحبان دلچسپی لیتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ اس issue کو فوری طور پر resolve ہونا چاہئے وہ اجلاس کے بعد میرے ساتھ چیمبر میں بیٹھ جائیں تو ہم اسے فوری نوعیت کے تحت حل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ میرے پاس اس کی بہت ساری تفصیلات موجود ہیں لیکن جب تحریک التوائے کار نمبر 293 آئے گی تو میں وہ اس وقت پیش کروں گا۔ میں اس کی وضاحت اس لئے کرنا ضروری سمجھتا تھا کہ بار بار اسی موضوع پر بحث ہو رہی ہے۔ واقعی یہ اہم نوعیت کا مسئلہ ہے اور میں ان کو brief کر دوں گا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: معزز اراکین سے میری گزارش ہے کہ صبح بھی اس پر بحث ہوئی ہے آپ کے بڑے valid points ہیں، گزارش صرف اتنی ہے کہ پہلے آپ متعلقہ وزیر صاحب کے چیمبر میں بیٹھ کر ان کے ساتھ بات کر لیں اس کے بعد اگر آپ کمیٹی بنوانا چاہتے ہیں یا جو بھی چاہتے ہیں تو انشاء اللہ آپ کے ساتھ پوری بات ہو گی۔ پلیز دو منٹ بیٹھیں، میں آپ کو بتاتا ہوں۔ ابھی ہمیں کارروائی مکمل کر لینے دیں اس کے بعد zero hour رکھا ہوا ہے آپ جتنی بات کرنا چاہیں گے کریں لیکن پہلے ایجنڈے کو مکمل کر لیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے چند دن پہلے بھی اس معزز ایوان میں عرض کیا تھا کہ وزیراعظم صاحب نے صدر کو سمری بھیجی ہے کہ سزائے موت کو commute کر دیا جائے اور اس میں کوئی exemption بھی نہیں رکھی کہ چلو یہ ڈکیٹ، گینگ ریپ یا دہشت گردی کے cases ہیں انھوں نے تو across the board A to Z کہا ہے کہ سب کو معاف کر دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگوں کے حقوق سے کھیلنے کے مترادف ہے اور Arbitrary exercise of the discretion in Prime Minister and on the part of Federal Government ہے جو کہ

کسی طرح بھی آئین اور قانون کے مطابق نہیں ہے۔وزیر قانون تشریف فرما نہیں ہیں۔میں نے اس دن بھی عرض کیا تھا کہ حکومت پنجاب دیکھے کہ پہلے امن و عامہ کی کیا صورتحال ہے اور میری معلومات کے مطابق حکومت پنجاب نے ابھی تک یہ take up نہیں کیا۔پہلی بات تو یہ ہے کہ ایک فیصد cases میں بھی death penalty impose نہیں ہوتی اور اگر خدا نخواستہ لوگوں کو انصاف ملتا ہے اور امن عامہ کی موجودہ صورتحال کے پیش نظر پھر بھی اسے commute کر دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگوں کے حقوق سے کھیلنے کے مترادف ہے۔لہذا میں آپ کی وساطت سے انتہائی احترام سے عرض کروں گا کہ حکومت پنجاب یہ معاملہ وفاقی حکومت کے ساتھ take up کرے اور یہ سلسلہ بند ہونا چاہئے۔ اس طرح تو anti-state elements جو criminals ہیں وہ مزید encourage ہوں گے۔یہی میری استدعا تھی۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: معزز ممبران سے گزارش ہے کہ ہم جو بار بار rules and procedure کی بات کرتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس اسمبلی میں lawyers کی ایک بہت بڑی تعداد موجود ہے جب کل میں نے ایک اعلان کر دیا تھا کہ ہم نے آج کے دن zero hour کر دیا ہے اور تمام معزز ممبران کو ٹائم ملے گا لیکن ہم نے rules کو بھی follow کرنا ہے لہذا اس وقت تحریک التوائے کار پر بات ہو رہی ہے پہلے اسے کر لیں اور ایجنڈے کے مطابق جتنا باقی business ہے اسے کر لیں اس کے بعد ہم باقی معاملات پر بات کریں گے۔اب ہم تحریک التوائے کار نمبر 273/08 لیتے ہیں۔یہ تحریک التوائے کار چوہدری ظہیر الدین، محترمہ ماجدہ زیدی اور جناب محمد محسن خان لغاری کی طرف سے ہے چونکہ movers are not present in the House لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

اراکین اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

سردار عامر طلال گوپانگ

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمن الرحیمo معزز اراکین کی جانب سے کل 9 رخصت کی درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔پہلی درخواست سردار عامر طلال گوپانگ، ایم پی اے، پی پی۔ 261 کی جانب سے ہے انھوں نے تحریر کیا ہے کہ:

Humbly requested that I could not attend the Assembly Session on Friday and Saturday due to personal reason. So, please, accept my leave for two days that is 10th and 11th April, 2008.

جناب قائم مقام سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور کی گئی)

کرنل (ریٹائرڈ) محمد عباس چودھری

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سردار کرنل (ریٹائرڈ) محمد عباس چودھری ایم پی اے، پی پی-134 نارووال کی جانب سے موصول ہوئی ہے انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

I intend to proceed to U.S.A for attending graduation ceremony of my son Aatif Abbas studying in Willams College. Therefore, it is requested that I should be granted ex-Pakistan leave from 25th May to 15th June 2008.

جناب قائم مقام سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

" مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور کی گئی)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ)، ایم پی اے، پی پی-165 شیخوپورہ کی طرف سے موصول ہوئی ہے اس میں انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ بندہ عمرہ شریف کی ادائیگی کے سلسلہ میں ملک سے باہر گیا ہوا تھا۔ اس لئے مورخہ 6 اور 7-جون 2008 کو اسمبلی اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ میری دو یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور کی گئی)

محترمہ فوزیہ بہرام

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سردار محترمہ فوزیہ بہرام،ایم۔پی۔اے،W-333 کی طرف سے موصول ہوئی ہے جس میں انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ درخواست گزار کو قومی وفد کے ہمراہ مورخہ 25۔جون 2008 کو ملک سے باہر جانا ہے جس کے انتظامات کے لئے مورخہ 19۔جون 2008 کو مجھے ضروری کام کے سلسلے میں اسلام آباد جانا ہے۔لہذا مجھے مورخہ 19۔جون 2008 کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور کی گئی)

صاحبزادی نرگس ظفر

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سردار صاحبزادی نرگس ظفر ایم۔پی۔اے، W-331 کی طرف سے مورخہ 14۔جون 2008 کو موصول ہوئی ہے انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ 16۔جون 2008 کو بجٹ اجلاس متوقع ہے جس میں ناسازی طبیعت کی بناء پر میں اجلاس میں حاضر ہونے سے قاصر ہوں۔ڈاکٹر نے مکمل طور پر آرام کا مشورہ دیا ہے،مہربانی فرما کر میری ایک ماہ کی رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور کی گئی)

محترمہ فوزیہ بہرام

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ فوزیہ بہرام، ایم۔پی۔اے، W-333 کی طرف سے مورخہ 24 جون 2008 کو موصول ہوئی ہے انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"جیسا کہ درخواست گزار نے پہلے بھی ایک یوم کی رخصت لی تھی۔ اب سائلہ قومی وفد کے ہمراہ یورپ کے دو ممالک میں قومی نمائندگی کے لئے جا رہی ہے اور مزید سیشن attend کرنے سے قاصر ہے۔ سائلہ کو بقایا سیشن کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور کی گئی)

جناب عمران اشرف

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب عمران اشرف، ایم۔پی۔اے پی پی۔123 سیالکوٹ کی طرف سے موصول ہوئی ہے انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"تحریراً اطلاع دی جاتی ہے کہ فیملی میں ایمرجنسی کی وجہ سے 21 جون تا 26 جون 2008 تک جاری سیشن میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ مذکورہ بالا ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور کی گئی)

ڈاکٹر اشرف چوہان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر اشرف چوہان، ممبر صوبائی اسمبلی پی پی۔92 گوجرانوالہ کی طرف سے موصول ہوئی ہے انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"I have suddenly started feeling un-well Therefore, I have to proceed to London for investigation and possible treatment on my own expenses. While I will try to return as soon as possible. At this point, however, I wish to apply for sick leave with immediate effect."

جناب قائم مقام سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور کی گئی)

رانا محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست رانا محمد افضل خان، ممبر صوبائی اسمبلی پی پی۔66 فیصل آباد کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Due to pressing family matters, I request leave for 27th June, 2008."

جناب قائم مقام سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور کی گئی)

سرکاری کارروائی

ضمنی مطالبات زر برائے سال 08-2007 پر بحث اور رائے شماری

جناب قائم مقام سپیکر: اب آج کے ایجنڈے پر حسب ذیل کارروائی ہے۔

(1) ضمنی مطالبات زر برائے سال 08-2007 پر بحث اور رائے شماری۔

(2) منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال 08-2007

مطالبہ زر نمبر 1

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 1 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 71ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30جون2008کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 71ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

ملک نوشیر خان لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہمارے ان ضمنی مطالبات زر پر بڑے تحفظات ہیں۔ ہمیں اس پر بات کرنے کا موقع دیا جائے، ہمیں سنا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان ضمنی مطالبات زر پر بات کرنے کے لئے کل کا time تھا۔ You should have to be here.

ملک نوشیر خان لنگڑیال: جناب سپیکر! ہم سابق حکمرانوں کی اس لوٹ مار کے اندر شامل نہیں ہونا چاہتے۔ ہمیں اس پر بات کرنے کا موقع دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس کی مخالفت میں "ناں" کہہ دیں۔ آپ کے پاس ووٹ کا اختیار ہے۔

ملک نوشیر خان لنگڑیال: سابق حکمران اس صوبہ پنجاب کو لوٹ کر کھا گئے ہیں۔ میں ان کی لوٹ مار کو ایک ایک کر کے ہاؤس میں بیان کروں گا تو ان لوگوں کا ضمیر جاگ اٹھے گا۔ آپ مجھے اس پر بات کرنے کا موقع دیں یا پھر میں اس کارروائی کا حصہ نہیں بنوں گا۔ میں walk out کر جاؤں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہاں پر سارے زندہ ضمیر والے بیٹھے ہیں۔آپ تشریف رکھیں اور ہمیں کارروائی کو آگے چلانے دیں۔

ملک نوشیر خان لنگڑیال: میں اس ضمنی بجٹ کو پاس کرنے کے حق میں نہیں ہوں لہذا میں ہاؤس سے walk out کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن ملک نوشیر خان لنگڑیال ہاؤس سے واک آؤٹ کر گئے)

مطالبہ زر نمبر2

جناب قائم مقام سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر2 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو10 کروڑ10 لاکھ 89ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30 جون2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو10 کروڑ10 لاکھ 89ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30 جون2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب یہ کارروائی ہو رہی ہو تو اس کے اندر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ملک نوشیر صاحب واک آؤٹ کر گئے ہیں۔ مہربانی کر کے کسی کو بھجوائیں کہ انہیں واپس لے آئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: طاہر محمود صاحب، افتخار بلوچ اور ملک ندیم کامران صاحب جائیں اور معزز رکن کو ہاؤس میں واپس لے کر آئیں۔

(اس مرحلہ پر چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ)، افتخار احمد خان اور وزیر خوراک (ملک ندیم کامران) معزز رکن کو ہاؤس میں واپس لانے کے لئے ہاؤس سے باہر تشریف لے گئے)

مطالبہ زر نمبر 3

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 3 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 20 لاکھ 17 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 20 لاکھ 17 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 4

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 4 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 2 لاکھ 2 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 2 لاکھ 2 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 5

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 5 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 23 کروڑ 16 لاکھ 50 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 23 کروڑ 16 لاکھ 50 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 6

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 6 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 13 کروڑ 98 لاکھ 67 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 13 کروڑ 98 لاکھ 67 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر7

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر7 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ارب 38 کروڑ 71 لاکھ 45 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ارب 38 کروڑ 71 لاکھ 45 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر8

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر8 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 2 کروڑ 92 لاکھ 34 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

" ایک ضمنی رقم جو 2 کروڑ 92 لاکھ 34 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 9

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 9 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ارب 92 کروڑ 37 لاکھ 3 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ارب 92 کروڑ 37 لاکھ 3 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہونا۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب والا! ایک انتہائی اہم معاملہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب والا! چودھری پرویز الٰہی صاحب کی جتنی corruption ہے اسے یہ House اس وقت پاس کر رہا ہے اور یہ اتنا important matter ہے جو اس وقت ہم پاس کر رہے ہیں اور اس وقت میرے خیال میں ہاؤس کا کورم بھی پورا نہیں ہے اور ہم اربوں روپے کا بجٹ پاس کر رہے ہیں۔ اتنے اربوں روپے اس وقت منظور ہو رہے ہیں، اس کو آپ دیکھ لیں۔

کورم کی نشاندہی

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ House کے اندر اب کورم کی نشاندہی کی گئی ہے اس لئے سیکرٹری اسمبلی گنتی کر کے بتائیں کہ کورم ہے یا نہیں؟

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

(اس مرحلہ پر معزز رکن ملک نوشیر خان لنگڑیال واک آؤٹ ختم کر کے ہاؤس میں واپس تشریف لے آئے)

جناب قائم مقام سپیکر: جی میں لنگڑیال صاحب کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں اپنے معزز ممبران سے انتہائی مودبانہ گزارش کروں گا کہ یہ ایک اتنی important کارروائی ہے جس پر میں سمجھتا ہوں کہ حکومت نے اگلے پورے سال کی کارروائی بھی چلانی ہے اور سارا کچھ کرنا ہے اور یہاں پر اگر اس کارروائی کو مذاق بنایا جائے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح اس اسمبلی اور ایوان کا تقدس مجروح ہوگا۔ میری معزز ممبر سے بھی یہ گزارش ہے کہ جنہوں نے کورم کی نشاندہی کی ہے اگر وہ گنتی کر کے نشاندہی کرتے تو پھر اور بات تھی۔ یہاں پر کورم پورا ہے اب کارروائی کو آگے بڑھایا جاتا ہے۔

ضمنی مطالبات زر برائے سال08-2007 پر بحث
اور رائے شماری

(۔۔۔جاری)

مطالبہ زر نمبر10

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر10 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو2 کروڑ 34 لاکھ52ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

" ایک ضمنی رقم جو2 کروڑ 34 لاکھ52ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30 جون2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈز سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر11

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر11 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو75لاکھ 47ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی

سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

" ایک ضمنی رقم جو75لاکھ47ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2008کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر12

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر12 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 65لاکھ80ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2008کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 65لاکھ80ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2008کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 13

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 13 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 67 لاکھ 57 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 67 لاکھ 57 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈز سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 14

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 14 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 63 کروڑ 38 لاکھ 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 63 کروڑ 38 لاکھ 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 15

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 15 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 2۔ارب 41 کروڑ 37 لاکھ 72 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 2۔ارب 41 کروڑ 37 لاکھ 72 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 16

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 16 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 7 کروڑ 29 لاکھ 10 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 7 کروڑ 29 لاکھ 10 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 17

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 17 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 7 کروڑ 24 لاکھ 90 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 7 کروڑ 24 لاکھ 90 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 18

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 18 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 35 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 35 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 19

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 19 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 2 کروڑ 75 لاکھ 94 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 2 کروڑ 75 لاکھ 94 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 20

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 20 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ارب 95 کروڑ 39 لاکھ 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ارب 95 کروڑ 39 لاکھ 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر21

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر21 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو24۔ارب 87کروڑ90 لاکھ 26ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو24۔ارب 87کروڑ90 لاکھ 26ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر22

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر22 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو50 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 50 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 23

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 23 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 7۔ارب 30 کروڑ 46 لاکھ 95 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 7۔ارب 30 کروڑ 46 لاکھ 95 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 24

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 24 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 2۔ارب 54 کروڑ 92 لاکھ 76 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات وآبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 2۔ارب 54 کروڑ 92 لاکھ 76 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات و آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 25

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 25 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 26

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 26 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 27

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 27 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 28

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 28 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 29

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 29 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 30

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 30 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"تعلیم"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"تعلیم"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر31

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر31 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"زراعت"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدز"راعت"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 32

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 32 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 33

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 33 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 34

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 34 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 35

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ نمبر 35 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! جب سے ہم خواتین نے "ہاں" شروع کی ہے آدمیوں نے "ہاں" بند کر دی ہے۔ صرف خواتین "ہاں" کر رہی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: دونوں طرف سے "ہاں" ہونی چاہئے۔ (قہقہے)

سید ناظم حسین شاہ: یہ صرف بجٹ کے لئے "ہاں" ہے کسی اور چیز کے لئے "ہاں" نہیں ہے۔ (قہقہے)

مطالبہ زر نمبر 36

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 36 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 37

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 37 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات وپُل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات وپُل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر38

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر38 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر39

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر39 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

MR. ACTING SPEAKER: Now Minister for Finance to lay the supplementary schedule of authorize expenditure for the year 2007-2008.

منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال 08-2007 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR FINANCE: Sir, I lay the supplementary schedule of authorize expenditure for the year 2007-2008.

MR. ACTING SPEAKER: The supplementary schedule of authorize expenditure for the year 2007-2008 has been laid.

شکریہ۔ منسٹر صاحب! جس طرح کل میں نے معزز ممبران سے کہا تھا کہ میں نے اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے بحث کے لئے zero hour کر دیا ہے۔ اب وہ ممبران جو بحث کرنا چاہتے ہیں، میں نے کہا تھا کہ وہ سیکرٹری اسمبلی کو اپنے نام نوٹ کرا دیں، وہ نوٹ ہو گئے تھے، ان کو اب اسی لسٹ کے مطابق موقع ملے گا۔ اس میں وہ ممبران جو پہلے بات کر چکے ہوئے ہیں ان کو ہم پہلے preference نہیں دیں گے۔ وہ ممبران جنہوں نے ابھی تک بات نہیں کی ان کو preference دی جائے گی۔ اس میں جو ہم نے rule رکھا تھا کہ پانچ منٹ کا ٹائم ہو گا، پانچ منٹ پر پہلی bell بجے گی، اس کے دو منٹ بعد پھر bell بجے گی اور محترم ممبر کا mike بند کر دیا جائے گا تاکہ تمام ممبران یہاں پر بات

کر سکیں۔ اب میں اس بحث کا آغاز کرنے کے لئے جناب کرم الٰہی بندیال سے گزارش کروں گا کہ وہ بات کریں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے آج ایوان کے شروع ہونے سے 18 گھنٹے پہلے ایک تحریک التوائے کار جمع کروادی تھی۔ میرے خیال میں تو اس تحریک کو ایوان میں بحث کے لئے پیش ہونا چاہئے تھا۔ اس کا کیا بنا ہے؟

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین (ڈاکٹر اسد اشرف) کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! سپیکر صاحب یہ فیصلہ کر کے جاتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ بہر حال میں نے ایک تحریک التوائے کار بابت کرپشن سنٹرل جیل فیصل آباد کے بارے میں آج ایوان کے شروع ہونے سے تقریباً 18 گھنٹے پہلے جمع کرائی تھی وہ اس ایوان میں پیش نہیں کی گئی یا مجھے پیش کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ میں اس کے بارے میں جاننا چاہوں گا کہ یہ جیلیں عقوبت خانے ہیں یا جانوروں کے باڑے؟ میں نے اس پر بہت مفصل بات کرنی تھی لیکن مجھے حیرت ہے کہ مجھے پیش کرنے کی اجازت کیوں نہیں دی گئی ہے؟

جناب چیئرمین: آپ کی تحریک اگر under process ہے تو انشاء اللہ اس پر بات ہو گی۔

میاں محمد رفیق: اگر under process بھی تھی تو پھر بھی مجھے بتایا تو جاتا کہ یہ under process ہے۔

محترمہ سکینہ شاہین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ سکینہ صاحبہ!

محترمہ سکینہ شاہین: جناب چیئرمین! آپ اس معزز کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں میرا اور آپ کا درد مشترک ہے۔ پی پی۔137 اور 138 جو لاہور میں شامل ہوتے ہوئے ٹول ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ آپ تو لاہور میں رہتے ہیں لیکن ہم لوگ شاہدرہ میں رہتے ہیں یا تو ٹول ٹیکس کو شیخوپورہ حدود میں لے جایا جائے یا ٹول ٹیکس ہمارے حلقے پی پی۔137 اور 138 کے جو صارفین ہیں ان کو free قرار دیا

جائے۔ میں نے پہلے بھی یہ عرض کی تھی اور چونکہ آج میں نے آپ کو اس کرسی پر بیٹھے دیکھا تو میں نے سوچا کہ دردِ مشترک ہے لہذا آپ اس بات پر غور طلب کر کے عملدرآمد فرمائیں۔

جناب چیئرمین: میں اس میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں کہ پچھلی اسمبلی میں سمیع اللہ خان صاحب پی پی۔137 کے ہمارے colleague ایم۔پی۔اے تھے اور میں نے ایک قرارداد متفقہ طور پر پنجاب اسمبلی میں منظور کروائی تھی، چونکہ یہ صوبائی دائرہ اختیار میں نہیں ہے اور یہ N.H.A کے تحت تھا تو پنجاب اسمبلی کی قرارداد وہاں کے چیئرمین کے پاس گئی لیکن آپ کو پتا ہے کہ پچھلے دور میں جس طرح کام ہوتے تھے تو وہیں پر وہ kill ہو گئی۔اب چونکہ اس وقت تک وہاں کے لوگوں کے مفاد کے لئے بات نہیں اٹھائی گئی۔انشاء اللہ اس دفعہ پھر ہم یہ کام کریں گے کیونکہ یہ شاہدرہ کے رہائشیوں کا حق ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں آپ کو اس سیٹ پر بیٹھنے کی مبارکباد دیتی ہوں۔کل جج کے حوالے سے کی جانے والی بات پر آج "نوائے وقت" نے دو کالمی خبر لگائی ہے۔جس پر میں شکریہ ادا کرتی ہوں لیکن میں یہ بھی وضاحت ضروری سمجھتی ہوں کہ اخبار میں میرا نام رفعت سلطانہ ڈاہا لکھا ہوا ہے جبکہ میرا نام رفعت سلطانہ ڈار ہے براہ مہربانی اس کو درست کر لیا جائے۔

جناب چیئرمین: دیکھیں! ہمارے ریکارڈ میں آپ کا یہی نام ہے جو آپ نے فرمایا ہے۔یہ آپ صحافیوں سے استدعا کریں کہ وہ آئندہ جب لکھیں تو آپ کا نام ٹھیک لکھیں۔اب میں جناب کرم الٰہی بندیال کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

بجٹ برائے سال 09-2008 پر بحث

جناب کرم الٰہی بندیال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! بہت شکریہ۔میری گزارش یہ ہے کہ چونکہ بجٹ پر تقاریر کا موقع تو اس وقت نہیں ملا لیکن چلیں دیر آید درست آید۔میں وزیر اعلیٰ صاحب اور وزیر خزانہ صاحب کو اس وقت مبارکباد دوں گا انشاء اللہ جس وقت یہ سارا کچھ عوام تک deliver ہو جائے گا۔

میری گزارش یہ ہے کہ میرے ضلع میں تحصیل قائد آباد کا notification پچھلی حکومت نے کر دیا ہے لیکن وہاں پر حکومت نے آفیسروں کے لئے کوئی کمپلیکس کا بندوبست کیا ہے اور نہ ہی وہاں آفیسر تعینات کئے گئے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ اس کا فی الفور انتظام کیا جائے تاکہ عوام تک ان کی رسائی ہو سکے اور ان کے جو کام ہیں وہ اپنی تحصیل میں حل ہو سکیں۔

میری گزارش یہ ہے کہ میرے علاقہ میں کچھ سکول ہیں جو up gradation کے مراحل سے گزر رہے ہیں، مہربانی فرما کر وہاں چونکہ مڈل سکول کے لئے چار کنال کا رقبہ درکار ہوتا ہے تو میری جناب سے درخواست ہے کہ اس میں دو کنال پر اگر اکتفاء کر لیا جائے اور عمارتیں ڈبل سٹوری بنا دی جائیں تو بہتر ہو گا، چونکہ شہروں میں ایسا ہو جاتا ہے اس لئے میری مدد فرمائی جائے۔ میرے علاقہ مٹھ ٹوانہ میں بوائز اور گرلز ڈگری کالج ہونا چاہئے کیونکہ پندرہ، بیس کلو میٹر تک بچے اور بچیاں اپنی مدد آپ کے تحت جاتے ہیں۔ قائد آباد تحصیل میں سپیشل ایجوکیشن کے لئے فنڈ کا اجراء فرمایا جائے۔

میری آپ سے یہ بھی گزارش ہو گی کہ محکمہ بلدیات نے عوام کا جینا بہت ہی خراب کیا ہوا ہے اور اس نظام کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مشرف کے ساتھ چلے جانا چاہئے۔ میرے خیال سے ڈپٹی کمشنر کا نظام بہت ہی بہتر تھا، اس کو دوبارہ سے بحال کیا جائے اور میری جناب سے گزارش ہے کہ اے۔ڈی۔پی جو ضلع میں بنتی ہے اس پر بھی ایم۔پی۔اے صاحبان کا اتنا ہی حق بنتا ہے جتنا ضلع کونسل کے لوگوں کا تو مہربانی فرما کر اس میں بھی ہمیں اپنا share دیا جائے۔

وزیر خزانہ سے ایک گزارش یہ بھی ہے کہ ہمارے علاقے سے ریلوے لائن گزر رہی ہے اور ریلوے لائن کے اطراف میں جو ہمارے چکوک ہیں یا ڈیرہ جات ہیں، جب گنے کا سیزن ہوتا ہے تو ریلوے ان کو بند کر دیتا ہے، میری گزارش ہے کہ وہاں پر پھاٹکیاں لگائی جائیں اس پر اتنا زیادہ خرچ بھی نہیں آتا۔ اگر وہ ہمارے فنڈ سے بھی بنائی جائیں تو میں دینے کو تیار ہوں۔ وہاں بوتالا یونین کونسل سے لے کر بندیال تک جتنے بھی ریلوے کراسنگ ہیں ان کو کھولا جائے۔

جناب سپیکر! صحت کے بارے میں میری ایک گزارش ہو گی کہ تھیلیسیمیا ایک بیماری ہے جو بہت ہی موذی مرض ہے اور یہ عام طور پر ان بچوں کو ہوتی ہے جہاں cousins marriages ہوتی ہیں چونکہ مجھے زیادہ اتفاق ان ہسپتالوں میں جانے کا ہوتا ہے اس لئے کہ میرا بیٹا بھی اسی مرض میں مبتلا ہے۔ میں یہ دیکھتا ہوں کہ وہاں جتنے بھی لوگ جاتے ہیں وہ انتہائی غریب

لوگ ہوتے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ ہر تحصیل یا کم از کم ضلع کی سطح پر اس blood کا اور جو اس کی ادویات ہوتی ہیں، blood لگ کر بچوں میں iron level بڑھ جاتا ہے، اس iron کو ختم کرنے کے لئے desfrol injection اور feryprox گولیاں ہیں جو کہ بہت مہنگی ہیں وہ غریب آدمی کی پہنچ میں نہیں ہوتیں۔ مہربانی فرما کر جس طرح ہیپاٹائٹس کے بارے میں کیا جا رہا ہے اس میں بھی مفت دوائی دی جائے۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ لوگوں کو کم از کم اس کے بارے میں بتایا جائے۔ چونکہ جن والدین کے خلئے ملتے ہیں یا جن کے خون میں کوئی ایسے symptom ہوتے ہیں ان کے ہر pregnancy میں 25 فیصد چانس ہوتا ہے کہ آپ کا بچہ abnormal ہو۔ چونکہ ہمارے علاقے میں awareness نہیں ہے اور رحیم یار خان سے بھی لوگ لاہور آتے ہیں۔ چونکہ اس کو whole blood نہیں لگتا۔ میں چونکہ ٹیکنیکل بندہ نہیں ہوں۔ وہ blood کو کسی مشین میں تیار کرتے ہیں تو تب جا کر pack cell تیار ہوتے ہیں اور وہ اس کو لگتے ہیں۔

جناب چیئرمین: میں آپ کو بتا دیتا ہوں اس کو electro pharoses کہتے ہیں، اس میں cell اور پلازما علیحدہ کرتے ہیں۔

جناب کرم الٰہی بندیال: مہربانی۔ جناب چیئرمین! اب چونکہ bell بج چکی ہے اس لئے میں زراعت کے حوالے سے کچھ عرض کروں گا کہ چونکہ flat rate آبیانہ پر کمیٹی معرض وجود میں آ رہی ہے تو یہ بہت بڑا ظلم ہے flat rate آبیانہ کو ختم ہونا چاہئے۔ وہاں پر سکارپ ہڈالی سب یونٹ کا ایک پروگرام دیا گیا تھا اس پر 71 ٹربائنیں لگی تھیں اور وفاقی حکومت کے فنڈ سے 651.5 ملین روپے لگے تھے لیکن وہاں سے ٹربائنیں بھی چوری ہو گئیں اور ٹیوب ویل بھی ختم ہو گئے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ وہاں مٹھہ ٹوانہ drain کے نام سے ایک drain تھی جس میں سے وہ پانی جاتا تھا وہ بند پڑی ہے۔ اگر وہ بھی کھل جائے تو کم از کم وہ جو سیم ہے جو لوگوں کے چولہوں میں چلی گئی ہے وہ ختم ہو جائے گی۔ اس معاملے پر میں نے پہلے بھی درخواست دی ہے lining کے لئے تاکہ ہماری نہریں پختہ ہو جائیں تو شاید سیم سے ہماری تھوڑی بہت بچت ہو جائے گی۔ میں جناب کو ایک بہت ہی ضروری گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے علاقے میں سیم زدہ پانی لوگ پی رہے ہیں۔ اس پر واٹر سپلائی کے لئے یہاں پر پچھلی حکومت نے ایک قانون دے دیا تھا جس طرح flat rate کا تھا کہ Two percent community share دیا جائے اس پر لوگ نہیں مان رہے ہیں، میری گزارش ہے کہ اس دو فیصد کو ختم کر کے لوگوں کو صاف پانی دیا جائے۔ لوگ کہتے ہیں کہ جناب ہم

ووٹ بھی دیں اور پھر پیسے بھی دیں۔ یہ میرے لئے مناسب نہ ہوگا۔ نور پور کے لئے اربن سیوریج سکیم رکھی گئی ہے۔ اس میں قائد آباد اور مٹھہ ٹوانہ کے لئے بھی سیوریج کا انتظام کیا جائے۔ میں آخر میں جناب کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ سڑکوں کے حوالے سے میری ایک چھوٹی سی درخواست ہے کہ میں نے سڑکوں کے لئے A.D.P میں اپنی requests بھجوائی ہوئی ہیں اور فنڈ نہ ملنے کی وجہ سے وہ رہ گئی ہیں۔ میں دو تین سڑکوں کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ قائد آباد سے سکیسر ایک ڈیفنس روڈ ہے اس پر ایک پل ہے جو خراب ہے، وہاں بہت minerals ہیں، بہت کام ہو رہا ہے۔ نمک آ رہا ہے، جپسم پورے پاکستان میں جا رہا ہے اور میری یہ گزارش ہے کہ قائد آباد سے سکیسر روڈ کو ڈبل بنا کر مہربانی کر کے اس کے فنڈز release کروائے جائیں۔ نور پور روڈ موڑ سے پپلاں میانوالی district boundary پر میں نے ایک سڑک کی request کی ہوئی ہے، اس میں بھکر والے دوستوں نے بھی کہا ہے کہ یہ اچھا project ہے۔ میانوالی والوں نے بھی کہا ہے کہ یہ اچھا project ہے۔ مہربانی کر کے اس پر کام کیا جائے۔ بوتالا سے بندیال تک شیر شاہ سوری روڈ ہے۔ گنے کے دنوں میں روڈ بڑی خراب ہو جاتی ہے یہ ہمارے پورے ضلع میں inter link ہے مہربانی کر کے اس پر کام کیا جائے۔

میں جناب کی توجہ ایک اور نکتے کی طرف چاہتا ہوں کہ ضلع میں جتنی بھی ضلعی حکومت کے تحت سڑکیں بنتی ہیں۔ اس پر کوئی اور چیک نہیں ہوتا۔ تیس تیس سال کی جو سڑکیں بنی ہوئی ہیں اس پر آج تک کوئی maintenance کا کام نہیں ہوا اس طرح وہ سارے کے سارے پیسے ضائع ہو جاتے ہیں۔ میں آخر میں جناب کا بے حد مشکور ہوں۔ میں اس پورے ہاؤس سے گزارش کرتا ہوں کہ سب سے زیادہ توجہ زراعت پر دی جائے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: میری منسٹر صاحب سے درخواست ہے کہ معزز ممبران جو آراء اور تجاویز دے رہے ہیں ان کو نوٹ کریں کیونکہ وزیر خزانہ صاحب آپ کی یہ ڈیوٹی لگا کر گئے ہیں تو آپ اس کو مہربانی کر کے نوٹ کریں۔ شکریہ

راؤ کاشف رحیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

راؤ کاشف رحیم خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ بجٹ اجلاس بڑا اہم اجلاس ہے۔ اگر میرٹ کی بات کرتے ہیں تو پھر بھی مذاق اڑایا جاتا ہے تو کم از کم یہاں پر چار پانچ وزراء کو تو ہونا چاہئے کیونکہ جو نمائندے

یہاں بڑی مشکل سے منتخب ہو کر آئے ہیں ان کے اپنے مسائل ہیں اور ہر حلقے کے اپنے مسائل ہیں تو جو تجاویز وہ دے رہے ہیں انہیں کم از کم لکھا جائے اور ان پر عملدرآمد کروایا جائے۔ یہی میری آپ سے request ہے کہ تین چار وزراء کو بلایا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: دیکھیں! یہ جو بجٹ کا process ہے یہ اس حکومت کی اچھی بات ہے کہ اگلے سال کا جو بجٹ بنے گا اس پر pre budget سیشن رکھا جائے گا جس میں آپ لوگوں کی تجاویز کو شامل کیا جائے گا اور یہی دیکھتے ہوئے کیا گیا ہے کہ بہت سے ممبران کو بجٹ کے بارے میں پتا نہیں ہوتا۔ یہ ہمارا ہی ملک ہے جہاں پر بجٹ کے documents جو ہیں وہ secret ہوتے ہیں۔ دنیا میں کئی ماہ پہلے جو معزز رکن اسمبلی یا پارلیمنٹ کے ممبر ہوتے ہیں وہ اپنی تجاویز دیتے ہیں کہ انہیں بجٹ کا حصہ بنایا جائے تو انشاء اللہ اگلے سال سے آپ لوگوں کے لئے خاص طور پر ایک pre budget سیشن رکھا جائے گا اور جیسے میں نے ابھی کہا ہے تو منسٹر صاحب آپ کی باتیں نوٹ کر رہے ہیں اور انشاء اللہ وہ ان پر مؤثر اقدامات کریں گے۔ شکریہ

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے یہ pre budget session کے بارے میں فرمایا کہ اگلے سال سے یہ سیشن رکھا جائے گا تو میری آپ سے یہ request ہے کہ کیا post budget session نہیں ہو سکتا؟ آپ post budget session رکھ لیں۔

جناب چیئرمین: چلیں۔ آپ کی رائے کا احترام کریں گے۔ دیکھتے ہیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میاں رفیق صاحب نے کہا ہے کہ post budget session ہونا چاہئے تو ہم سب اس سے اتفاق کرتے ہیں اور مہربانی کر کے post budget session ضرور رکھیں تاکہ کچھ تجاویز رہ گئی ہیں جو pending budget ہے اس پر بات ہو سکے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، حاجی ذوالفقار احمد صاحب!

جناب ذوالفقار علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ کل ایک میرے فاضل رکن نے درختوں کی کٹائی کے بارے میں کہا تھا اور نئے درخت لگانے کی سفارش کی تھی تو میں نے پچھلے سال ایک اخبار میں پڑھا تھا کہ یہ جو سفیدے کا درخت ہے یہ انسانی زندگی کے لئے خطرناک ہے کیونکہ اس سے سانس کی بیماری پیدا ہوتی ہے تو میری گزارش یہی ہے کہ محکمہ جنگلات سے یہ کہا جائے کہ یہ سفیدے کی بجائے دوسرے درخت لگائیں اور جو شہر میں سفیدے کے درخت ہیں، ان کی کٹائی کی جائے۔

جناب سپیکر! بچوں کے بارے میں بات کروں گا کہ ہمارے بچوں کے اوپر کتابوں کا اتنا بوجھ ہے اور جو ہمارے پرائیویٹ سیکٹر میں جو سکول ہیں انہوں نے جو فیسوں کا ان پر بوجھ ڈالا ہوا ہے تو مہربانی فرما کر فیسوں کے بوجھ کے بارے میں بھی اور کتابوں کے بوجھ کے بارے میں بھی کچھ کیا جائے۔

جناب سپیکر! تیسرا یہ تھا کہ میرا ضلع جو 1947 کی ریاستی دارالحکومت بہاولپور ہے۔ یہ تاریخی حیثیت رکھتا ہے کہ یہاں کے خوب صورت محلات اور تاریخی عمارتیں ہیں۔ ان کی طرف ہمارے سیاحت والوں کو خصوصی توجہ دینی چاہئے اور اس حکومت کو اس ضلع کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے کیونکہ یہ وہ ضلع ہے جو پاکستان میں سب سے زیادہ گندم اور کپاس پیدا کرنے والا ضلع ہے تو یہاں پر بے روزگاری ہے اور پڑھا لکھا نوجوان ہے تو میری گزارش یہی ہو گی کہ وہاں پر چونکہ کپاس بہت زیادہ پیدا ہوتی ہے، وہاں کوئی ٹیکسٹائل مل نہیں ہے تو وہاں اگر کوئی ایسی ٹکسٹائل مل لگائی جائے جس سے وہاں کی کھپت بھی پوری ہو اور وہاں سے ریونیو بھی ملے اور وہاں کے بے روزگار نوجوانوں کو روزگار بھی ملے۔

اسی طرح وہاں پر ہمارے ہاں بہاولپور میں ایک لال سوہانرہ ذخیرہ ہے جو بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ اس کا جو خام مال ہے وہ ضائع ہو رہا ہے۔ اگر وہاں پر ایک پیپر مل لگائی جائے اور اس کے خام مال سے فائدہ لیا جائے تو اس سے بھی وہاں سے حکومت کو ریونیو ملے گا اور بے روزگار اور پڑھا لکھا نوجوان وہاں پر کھپ سکے گا۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہمارے بہاولپور میں ایک گلزار صادق پارک ہے جو بہت پرانا اور تاریخی پارک ہے اور اس کی جگہ بہت بڑی ہے لیکن اس میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو کہ وہاں کے لوگ

جا کر سیر کر سکیں۔ اس پُر فضا مقام کو بھی اگر بین الاقوامی طرز کا بنایا جائے تو یہ بہاولپور کی عوام کے لئے بھی ایک تحفہ ہو گا۔

اسی طرح صحت کے سلسلے میں ہمارا جو ہسپتال ہے جو کہ بہاول پور وکٹوریہ ہسپتال کے نام سے 1906 میں قائم ہوا تھا کیونکہ اب وہ آبادی بڑھ گئی ہے اور اس ہسپتال سے تقریباً صادق آباد سے لے کر بہاولنگر اور ملتان تک اور ڈیرہ غازی خان تک کے لوگ فیض یاب ہوتے ہیں تو اس کی capacity بڑھائی جائے اور اس کی بوسیدہ عمارتوں کو گرا کر نیا بنایا جائے، خاص طور پر چار سرجیکل وارڈز ہیں ان کی عمارتیں پرانی ہیں اور اس میں ڈاکٹروں کی تعداد بڑھائی جائے تو مجھے امید ہے کہ آپ اس پر بھی خصوصی ہدایت فرمائیں گے اور وہاں پر ڈسٹرکٹ ہسپتال نہیں ہے کیونکہ وہی پرانا ہسپتال چل رہا ہے اور ڈسٹرکٹ ہسپتال بھی بنایا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ صحت کی سہولتوں سے فیض یاب ہو سکیں۔

جناب سپیکر! سکولوں میں بھی چونکہ وہی ہمارے پرانے سکول تھے، وہی چلے آرہے ہیں اور 144 سکولوں کو centre of complex بنایا جا رہا ہے تو میری گزارش ہے کہ اسی طرح ہمارے بہاولپور ضلع کو بھی اس کا حصہ دیا جائے اور ہمارے سکولوں اور کالجوں کو upgrade کیا جائے کیونکہ ہم نے بھی آگے بڑھنا ہے اور ہم نے پیچھے کی طرف نہیں دیکھنا تو کوشش کرنی ہے کہ پنجاب اور اپنے ضلع کی بہتری کے لئے کام کرنا ہے۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ کہ:

ان اندھیروں سے کہو کہ اب سنبھل کے چلیں
نئے عزم سے ہم بنیاد سحر رکھتے ہیں

شکریہ

جناب چیئرمین: ملک محمد جاوید اقبال اعوان صاحب!

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس بجٹ میں مجھے خطاب کرنے کا موقع دیا ہے۔ میں جناب وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے ایک متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔ یہ آئندہ مالی سال کے لئے عوام کی مشکلات کم کرنے کے لئے ایک خوش آئند اقدام ہے۔ امیر طبقے سے ٹیکسوں کی مراعات ختم کر دی گئی ہیں اور غریبوں کے لئے ٹیکس کا خاتمہ اور اشیائے خورد و نوش کی سبسڈی سے کروڑوں غریبوں کا فائدہ کیا گیا ہے۔ اب تانگہ،

رکشا، ریڑھی بان سب روزانہ مزدوری کر کے جو آمدنی ہو گی وہ اپنے گھروں میں لے جائیں گے۔ ان کو کسی محکمے سے تنگ نہیں کیا جائے گا جس طرح پہلے وہ ٹیکس بھی دیتے تھے اور پھر ان کی کئی قسم کی پھٹیکیں بھی جھیلتے تھے۔

اب میں اپنے ضلع خوشاب کی طرف آتا ہوں۔ ہمارا ضلع خوشاب ایک پسماندہ ضلع ہے---

راؤ کاشف رحیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، راؤ صاحب!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب چیئرمین! لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھی جا سکتی۔ notes تو دیکھ سکتے ہیں لیکن وہ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: دیکھیں! آپ cross talk نہ کریں، Chair سے بات کریں۔ وہ اپنے paper consult کر رہے ہیں، انہیں اس کی اجازت ہے۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب والا! سب سے پہلے انہوں نے کہا ہے کہ ناانصافی ختم کی جائے گی۔ سب سے پہلی ناانصافی اس دن سے ہی شروع ہو گئی جب پاکستان بنا کیونکہ جب پاکستان بنا اس کے لئے مسلم لیگ والوں نے قربانیاں دیں۔ جب پاکستان بن گیا تو اس وقت جو unionists تھے انہوں نے لبادہ اوڑھ کر اپنے آپ کو ایوانوں میں لے آئے حالانکہ انہوں نے پاکستان کی مخالفت میں جاگیریں لی تھیں ساٹھ سال ہو گئے ہیں پاکستان کو بنے ہوئے لیکن آج تک کسی حکومت نے اس طرف توجہ نہیں دی کہ ان لوگوں نے یہ جاگیریں پاکستان کی مخالفت کے لئے لی تھیں۔ میں اپنی حکومت سے درخواست کروں گا کہ یہ ان جاگیرداروں سے جنہوں نے پاکستان کی مخالفت میں جاگیریں لی تھیں ان سے وہ واپس لی جائیں۔ باقی ہمارا ضلع پسماندہ ہے، اس میں تعلیم کی بہت قلت ہے جو سکول کالج یہاں بنائے گئے ہیں کسی میں اساتذہ نہیں ہیں۔ چالیس ہائی سکولوں میں سے 23 ہائی سکولوں میں head masters نہیں ہیں اور 22 ہائی سکول جو girls کے ہیں ان میں سے 10 میں head mistress نہیں ہیں۔ میں اپنی حکومت سے درخواست کروں گا کہ ہمارا ضلع پسماندہ ہے اس لئے خاص طور پر ہمارے ضلع کو ترجیح دی جائے اور تمام اساتذہ کی اسامیاں پُر کی جائیں۔

جناب والا! ضلع خوشاب میں جو ہمارا soon valley کا علاقہ ہے، یہ ایک بہت خوبصورت وادی ہے اس میں ہر طرح کی خوبصورتی ہے۔ بابر نے تزک بابری میں لکھا ہے کہ یہ کشمیر کا بچہ ہے۔ میں حکومت سے درخواست کروں گا کہ سیاحت میں اس پر رقم خرچ کی جائے تاکہ سیاحت میں اضافہ ہو اور یہ پچھلی حکومت نے کہا تھا کہ ہم Mini Murree بنانا چاہتے ہیں تو یہ ایک Mini Murree بنی بنائی ہے اس پر مزید خرچ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ زراعت پر گورنمنٹ خصوصی توجہ دے رہی ہے میرے علاقے میں ایک Lift Irrigation Scheme بنائی گئی تھی میں درخواست کروں گا کہ اس دفعہ A.D.P میں اس کے لئے رقم نہیں رکھی گئی براہ مہربانی اس پر کروڑوں روپیہ خرچ ہو چکا ہے تو اس کو دوبارہ شروع کیا جائے تاکہ جو گورنمنٹ اس پر پہلے خرچ کر چکی ہے وہ ضائع نہ ہو۔

جناب سپیکر! Health کے سلسلے میں ہمارے ضلع کے کسی ہسپتال میں ڈاکٹر نہیں ہیں خصوصی طور پر لیڈی ڈاکٹر تو کسی ہسپتال میں نہیں ہیں۔ براہ مہربانی تمام ہسپتالوں میں دوائیوں اور ڈاکٹروں کا انتظام کیا جائے کیونکہ وہاں غریب لوگ ہیں، بالکل بارانی علاقہ ہے اس لئے میری درخواست ہے کہ ہمارے علاقے میں ڈاکٹروں کو تعینات کیا جائے۔ باقی یہ کہ ہمارے علاقے میں بہت بڑا جنگل ہے اور وہاں کے لوگ جنگل کاٹ کاٹ کر نقصان کر رہے ہیں اور محکمہ کے لوگ بھی ان کے ساتھ شامل ہیں۔ میری وزیر خزانہ سے درخواست ہے کہ وہ جنگلات کے وزیر صاحب کو ہدایت کریں کہ جنگل کی لکڑی نہ کاٹی جائے کیونکہ تمام لکڑی پشاور جا رہی ہے ہمارے جنگلوں کو بچایا جائے۔۔۔

جناب چیئرمین: اعوان صاحب! ٹائم کا ذرا خیال رکھیں، ابھی کافی اراکین ہیں جنہوں نے بات کرنی ہے۔ kindly wind up کریں۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جی، میں آخری بات کرنا چاہتا ہوں کہ جنگلات کے لئے حکومت ہر سال بہت اخراجات کرتی ہے۔ اس کی تشہیر کے لئے کروڑوں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے لیکن جو لکڑی ضائع کی جا رہی ہے خاص کر لکڑی کو بھٹوں میں استعمال کیا جاتا ہے اور ہزاروں من لکڑی بھٹوں میں استعمال ہوتی ہے۔ میری درخواست ہے کہ حکومت اس پر سختی سے عمل کرے کیونکہ کوئلہ کی صنعت کافی نقصان میں جا رہی ہے۔ اس کی main وجہ یہی ہے کہ ایک تو اینٹوں کا معیار بہتر نہیں ہے، کوئلہ سے جو اینٹ پکتی ہے وہ بہتر ہوتی ہے۔

میں آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارا ضلع minerals سے بھرا ہوا ہے یہاں کوئلہ ہے، نمک ہے، Bauxite اور Silica sand ہے۔ یہاں سے حکومت کو ہر طرح کی کروڑوں روپے کی انکم ہوتی ہے۔ یہاں دو سیمنٹ فیکٹریاں ہیں، یہاں textile mills ہیں لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہاں تعمیری کام کوئی نہیں ہو رہا۔ مہربانی کر کے جو حکومت کا قانون ہے کہ 70 فیصد انکم اسی علاقے پر خرچ ہوتی ہے اس لئے براہ مہربانی حکومت ہمارے حقوق کا تحفظ کرے۔ آخر میں آپ کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ السلام علیکم۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اعوان صاحب! محترمہ شبینہ ریاض صاحبہ!

محترمہ شبینہ ریاض: جناب سپیکر! بہت مہربانی میں بجٹ speech کرنا چاہ رہی تھی لیکن مجھے موقع نہیں ملا۔ آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دے دیا۔ میرے ذہن میں کچھ تجاویز تھیں میں آپ کی اجازت سے وہ پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے چند گزارشات ہیں۔ اس وقت ملک میں زکوٰۃ و عشر، محکمہ بیت المال پنجاب اور بیت المال پاکستان کے ذریعے بے پناہ دولت غریبوں میں خرچ ہو رہی ہے جو کہ نقدی کی صورت میں دی جاتی ہے جس کے متعلق بے شمار شکایات ہیں کہ حقداروں تک صحیح رقم نہیں پہنچتی۔ ہم محکمہ صحت میں غریبوں کے لئے کروڑوں روپیہ خرچ کرتے ہیں لیکن اس میں بھی غریبوں کو صحیح طور پر رقم نہیں پہنچ سکتی۔ میری رائے ہے کہ اچھا ہو کہ ہم ان تمام فنڈز کو جن میں عشر و زکوٰۃ، بیت المال پنجاب، بیت المال پاکستان اور محکمہ صحت کی ادویات کے بجٹ کو اکٹھا کر کے پاکستان کے ہر شہری کے لئے علاج معالجہ مکمل طور پر مفت کر دیں اور کینیڈا کی طرح پاکستان کو بھی ایک مثالی ریاست بنا دیں۔ میں ایک چھوٹی سی مثال آپ کو دینا چاہ رہی ہوں۔ ایک بہاولنگر کا علاقہ ہے جس کی تقریباً 21 لاکھ آبادی ہے اور اس میں تقریباً 40 کروڑ بیت المال پنجاب، بیت المال پاکستان عشر و زکوٰۃ کی طرف سے فنڈز ملتے ہیں جو کہ تقریباً 25 ہزار لوگوں میں تقسیم ہوتے ہیں اور اس حساب سے تقریباً 500 روپے فی کس کے حساب سے یہ amount distribute ہوتی ہے اور آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایک بندہ 500 روپے کتنے دن استعمال کر سکتا ہے تو اگر گورنمنٹ کی طرف سے یہ سہولت مل جائے کہ اتنی مشکلات کے دور میں اگر علاج کی سہولت گورنمنٹ provide کر دے تو ایک side سے relief مل سکتا ہے کہ ہمیں کم از کم علاج کی سہولتیں تو ہیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، جناب محمد آصف ملک!

جناب محمد آصف ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، فنانس منسٹر جناب تنویر اشرف کائرہ اور تمام Cabinet کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے اتنا اچھا عوامی بجٹ پیش کیا اور انشاء اللہ تعالیٰ اس عوامی بجٹ کا ریلیف ایک عام آدمی تک بھی پہنچے گا۔ دوسری میری گزارش ہے کہ میں ایک اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ایک مہنگا پراجیکٹ میٹل روڈ کی صورت میں فیصل آباد سے سرگودھا، خوشاب، میانوالی تک بن رہا ہے۔ الحمد للہ یہ بڑا اچھا پراجیکٹ ہے لیکن اس کے اندر ایک جہلم دریا پر خوشاب bridge ہے، یہ اربوں روپے کا پراجیکٹ ہے لیکن اس میں یہ پل کا منصوبہ شامل نہیں کیا گیا۔ یہ پل 1990 میں شروع ہوا تھا لیکن ٹھیکیدار اور مقامی سیاستدانوں کی ملی بھگت کی وجہ سے یہ پل ناکارہ ہو گیا اور دس سال تک تو یہ چل نہ سکا لیکن 2002 میں اس کو چالو کیا گیا لیکن اس وقت اس کی جو صورتحال ہے وہ انتہائی خطرناک ہے، مختلف جگہوں سے اس کے parts ناکارہ ہو چکے ہیں، میری گزارش ہے کہ اس اہم پراجیکٹ میں اس پل کا منصوبہ بھی شامل کیا جائے تاکہ یہ روڈ جو تعمیر ہو رہی ہے اس کا علاقہ کے لوگوں کو فائدہ ہو سکے۔

جناب سپیکر! دوسرا DHQ ہسپتال خوشاب 100 بستر کا ہسپتال ہے اور ایک کروڑ 97 لاکھ روپیہ اس کا سالانہ بجٹ ہے لیکن حقیقت میں عام لوگوں کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے، نہ ڈاکٹر ڈیوٹی پر آتے ہیں، صرف ایم۔ ایل۔ سی کاٹنے کے لئے وہاں پر لوگ بیٹھے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے اور آپ کی وساطت سے محکمہ صحت والوں سے یہ گزارش ہے کہ اس پر خصوصی توجہ دی جائے تاکہ عام لوگوں کو اس کا ریلیف مل سکے یا میری یہ تجویز ہے کہ اگر یہ ہسپتال نہیں چل سکتا تو اس کو بند کر دیا جائے اور گورنمنٹ کا جو 2 کروڑ روپے کا سالانہ نقصان ہو رہا ہے اس سے بچا جا سکے۔

جناب سپیکر! خوشاب، جوہر آباد اور ہڈالی میں پانی انتہائی ناقص ہو گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ 40 سال پہلے اس میں پائپ لائن بچھائے گئے تھے اب وہ زنگ آلود ہو چکے ہیں اور جگہ جگہ سے damage ہو گئے ہیں اس کی وجہ سے پانی خراب ہے اور لوگوں میں بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ میری آپ کی وساطت سے گورنمنٹ آف پنجاب اور وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ گزارش ہے کہ kindly خصوصی توجہ دیتے ہوئے خوشاب، جوہر آباد اور ہڈالی میں واٹر سپلائی کا نظام بہتر کیا جائے تاکہ لوگوں کو پینے کا صاف پانی مل سکے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ جنگلات کے مسئلے پر بہت سے دوستوں نے بات کی ہے۔ میری گزارش ہے کہ پورے پنجاب میں جس طرح بے دردی سے جنگلات کو کاٹا جارہا ہے اور لکڑی کو جلایا جارہا ہے اس کی وجہ سے مجھے یہ خدشہ ہے کہ آنے والے وقت میں درخت ناپید ہو جائیں گے اور اس کا آپ سمجھتے ہیں کہ جتنا انسانی صحت پر نقصان ہوگا، میری گزارش ہے کہ اس پر کوئی ایمرجنسی نافذ کی جائے اور جنگلات کو بچایا جائے اور مزید درخت لگا کے اپنے ملک کو خوبصورت کیا جائے۔ میں آپ کا بہت مشکور اور ممنون ہوں، میری یہ چند گزارشات ہیں ان پر خصوصی توجہ دیتے ہوئے مختلف محکمہ جات کو ہدایات جاری کی جائیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ہمارا پسماندہ ضلع ہے، پچھلی گورنمنٹ کے دوران تعلیم پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ ہمارے پورے ضلع میں کالج ناپید ہیں، لوگوں کو دور دراز تک سفر کرکے جانا پڑتا ہے، مہربانی کرکے کم از کم جو بڑے شہر ہیں ان میں لڑکیوں اور لڑکوں کے کالج بنائے جائیں تاکہ لوگوں کو اپنے گھر کے نزدیک تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملے۔ بہت مہربانی شکریہ

جناب چیئرمین: محترمہ نسیم ناصر خواجہ صاحبہ!

محترمہ شمائلہ رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، آپ نے کوئی بات کرنی ہے؟

محترمہ شمائلہ رانا: جی۔

جناب چیئرمین: جی، کریں۔

محترمہ شمائلہ رانا۔ جناب سپیکر! شکریہ۔

جس کھیت سے میسر نہ ہو دہقاں کو روٹی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

جناب سپیکر! ویسے تو ہمارا پنجاب مسائل کا گڑھ بن چکا ہے اور تمام شعبہ جات پر آپ کی توجہ دلانا بہت ضروری ہے لیکن جیسا کہ میرے بھائی اور میری بہنوں نے صحت، تعلیم اور جنگلات پر بات کی تو میں سمجھتی ہوں کہ جو ہمارا صوبہ پنجاب ہے اور نہ کہ ہمارا صوبہ بلکہ پورا پاکستان ہے، اس میں ہمیں زراعت کے کلچر کو promote کرنا چاہیے۔ پاکستان زرعی میدان میں اگر مضبوط ہوگا تو میرا خیال ہے کہ ہماری ملکی معیشت پر بھی کافی فرق پڑے گا، ہم لوگ ترقی بھی کریں گے اور ہمارے جو بچے

ہیں اور آنے والی نسلیں ہیں ان کو آٹا، روٹی اور اس چیز کی فکر نہیں ہوگی۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ جو زرعی میدان ہے اس میں کسان بھائیوں کو ہم لوگ اتنا ریلیف دیں کہ ان کو آسان قسطوں پر قرضے فراہم کریں جس پر rate of interest بہت کم ہو۔۔۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پر اتنی لمبی بات نہیں ہو سکتی۔ آپ نے میرا نام announce کیا تھا لہٰذا مجھے بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

محترمہ شمائلہ رانا: جناب سپیکر! آپ کو صرف یہی بتانا تھا کہ آپ کی توجہ زراعت کی طرف کروانی تھی۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ، مہربانی۔ محترمہ نسیم ناصر خواجہ صاحبہ!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب والا! ہماری معزز ممبر نے شعر غلط پڑھا ہے، اس میں اس نے کہا ہے "روٹی" تو وہ "روٹی" نہیں بلکہ "روزی" ہے۔

محترمہ شمائلہ رانا: "روٹی" اور روزی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: چلیں۔ جی، Don't cross talk please.

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب چیئرمین: معزز ممبران غور سے بات سنیں!

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب سپیکر! میرا تعلق ضلع سیالکوٹ سے ہے اور میرا نام نسیم ناصر خواجہ ہے، جس طرح میری بہن رفعت نے mention کیا کہ اخباروں میں ان کا نام غلط لکھا جا رہا ہے اسی طرح میں بھی اپنے نام کی تصحیح کرنا چاہتی ہوں کہ اس نام کی درستی کی جائے۔

جناب سپیکر! جس طرح سے یہاں پر پولیس کے حوالے سے بات ہوئی، میں بھی یہاں پر یہ بات بتانا چاہوں گی کہ پولیس کا 160 سالہ فرسودہ نظام جس کو انگریز کے دور میں بنایا گیا، اس کو پولیس آرڈر 2002 میں تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی اور 34 اضلاع میں District Public Safety and Police Complaint Commission بنائے گئے لیکن افسوس کے ساتھ کہ یہ کمیشن اللہ جانے کیوں نہ چل سکے؟ اگر یہ چل جاتے تو اس سے پولیس پر چیک اینڈ بیلنس رہتا اور عوام کو امن عامہ کے حوالے سے انصاف میسر ہوتا۔ میں یہاں پر یہ بھی گزارش کروں

گی بلکہ التجا کروں گی کہ یہ جو District Public Safety and Police Complaint Commission ہیں ان کو functional کیا جائے اور اس کی A.C.Rs لکھنے کا اختیار اس کے چیئرمین کو دیا جائے تاکہ ضلع کی عوام کو زیادہ سے زیادہ ریلیف ملے۔ میں آپ کی توجہ اب اپنے حلقہ کی پولیس کی زیادتی کے حوالے سے دلانا چاہوں گی کہ میرے حلقہ پی پی۔123 ضلع سیالکوٹ میں تھانہ حاجی پورہ پولیس نے ایک گھر میں نقب زنی کی، ان کا دروازہ توڑ کر گھر میں داخل ہو گئے اور وہاں ان کی جواں سال بچی کو رائفل کے بٹ مارے۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

کورم کی نشاندہی

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! اتنی اہم کارروائی چل رہی ہے لیکن ایوان میں کورم پورا نہیں ہے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: چونکہ ایک معزز خاتون رکن اسمبلی نے کورم کی نشاندہی کی ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب چیئرمین! پہلے بھی کورم کی نشاندہی کی جا چکی ہے اور کورم پورا تھا۔ چونکہ یہ بڑا اہم اجلاس ہے اس لئے اس کی کارروائی چلنے دی جائے۔

جناب چیئرمین: آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن اُس وقت جب کورم کی نشاندہی کی گئی تھی تو اُس وقت کورم پورا تھا۔ اب دوبارہ گنتی کرائی جائے گی اگر کورم پورا ہوا تو کارروائی جاری رکھیں گے۔

آوازیں: پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب چیئرمین: پہلے گنتی کرنے دیں اور اگر کورم پورا ہوا تو پھر میں پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت دوں گا۔ معزز اراکین سے گزارش ہے کہ تشریف رکھیں چونکہ کورم کی نشاندہی ہو چکی ہے اس لئے اب گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

(اس مرحلہ پر جناب قائم مقام سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ کورم کی نشاندہی ہوئی ہے اور ایوان میں کورم پورا نہ ہے۔ اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔ (اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر: جب گھنٹیاں بج رہی ہوں تو بات نہیں ہو سکتی۔ پلیز: بیٹھیں۔ دوبارہ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر دوبارہ گنتی کی گئی)

جناب قائم مقام سپیکر: کورم کی نشاندہی ہوئی اور اس کے بعد گنتی کی گئی۔ میں اپنے معزز ممبران سے یہ گزارش کروں گا کہ ہم نے اس سیشن کے اندر ہر ممکن کوشش کی کہ ہم اپنے ممبران کو زیادہ سے زیادہ ٹائم دیں تاکہ وہ یہاں پر بات کر سکیں اور اسی لئے آج کا دن zero hour رکھا گیا تھا کہ پورا دن ممبران جتنی چاہیں بات کر سکیں لیکن چونکہ اب کورم کی نشاندہی ہوئی ہے اس کے بعد گنتی بھی کرائی گئی لیکن کورم پورا نہیں ہے اس لئے اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

845

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 3۔ جولائی 2008

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سرکاری کارروائی

سوالات (محکمہ جات ہائر ایجوکیشن اور سکولز ایجوکیشن)

3۔ توجہ دلاؤ نوٹس

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اول

مسودات قانون (جو پیش کئے جائیں گے)

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2008
(مسودہ قانون نمبر 1 بابت 2008)

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات مصدرہ 2008
(مسودہ قانون نمبر 2 بابت 2008)

حصہ دوم

قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)

حصہ سوم

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ A-244 کے تحت
قواعد ہذا میں ترامیم کرنے کے لئے تحریک

847

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

جمعرات، 3۔ جولائی 2008

(یوم الخمیس، 28۔ جمادی الثانی 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر 6 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَـٰٓأَيُّہَا ٱلۡمُزَّمِّلُo قُمِ ٱلَّيۡلَ إِلَّا قَلِيلاًo نِّصۡفَهُ ۥۤ أَوِ ٱنقُصۡ مِنۡهُ قَلِيلاًo أَوۡ زِدۡ عَلَيۡهِ وَرَتِّلِ ٱلۡقُرۡءَانَ تَرۡتِيلاًo إِنَّا سَنُلۡقِى عَلَيۡكَ قَوۡلاً ثَقِيلاًo إِنَّ نَاشِئَةَ ٱلَّيۡلِ هِىَ أَشَدُّ وَطۡـًٔا وَأَقۡوَمُ قِيلاًo إِنَّ لَكَ فِى ٱلنَّهَارِ سَبۡحًا طَوِيلاًo وَٱذۡكُرِ ٱسۡمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلۡ إِلَيۡهِ تَبۡتِيلاًo رَّبُّ ٱلۡمَشۡرِقِ وَٱلۡمَغۡرِبِ لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ فَٱتَّخِذۡهُ وَكِيلاًo

سورہ المزمل۔ آیات 1تا 9

اے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو کپڑے میں لپٹ رہے ہوo رات کو قیام کیا کرو مگر تھوڑی سی رات o (قیام) آدھی رات (کیا کرو) o یا اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کروo ہم عنقریب تم پر ایک بھاری فرمان نازل کریں گے o کچھ شک نہیں کہ رات کا اٹھنا (نفس بہیمی) کو سخت پامال کرتا ہے اور اس وقت ذکر بھی خوب درست ہوتا ہے o دن کے وقت تو تمہیں اور بہت سے شغل ہوتے ہیںo تو اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو اور ہر طرف سے بے تعلق ہو کر اسی کی طرف متوجہ ہو جاؤo (وہی) مشرق اور مغرب کا مالک (ہے اور) اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو اسی کو اپنا کارساز بناؤo

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم محترمہ شمائلہ رانا صاحبہ نے پیش کی۔

جہانِ رنگ و بو میں رحمتوں کی جستجو کر لوں
درِ آقا پہ جا کے پوری اپنی آرزو کر لوں
وہ صحنِ مسجدِ نبوی،کروں سجدے میں جی بھر کے
کھلے روزے کا دروازہ تو خود کو روبرو کر لوں
سفر طیبہ کا ہو دیوانگی ہو دیدنی میری
کبھی چاک گریباں ہو کبھی اس کو رفو کر لوں

راجہ طارق کیانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

نو منتخب اراکین اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ مجھے پہلے بات کرنے دیں، اس کے بعد آپ بولیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ کچھ معزز منتخب ارکان حلف اٹھانے کے لئے چیمبر میں تشریف فرما ہیں۔ ان سے استدعا ہے کہ وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں اور حلف دیں۔اس کے بعد حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت فرمائیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر نو منتخب اراکین اسمبلی نے اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو کر حلف اٹھایا۔
بعد میں حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

حلف اٹھانے والے نو منتخب اراکین کے نام:

1۔	جناب قاسم ضیا	پی پی۔59
2۔	رانا ثناء اللہ خان	پی پی۔70
3۔	جناب قیصر اقبال سندھو	پی پی۔99
4۔	رانا شمیم احمد خان	پی پی۔124
5۔	سید زعیم حسین قادری	پی پی۔154

6-	رانا محمد ارشد	پی پی-171
7-	جناب کرم داد واہلہ	پی پی-219
8-	سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ	پی پی-243
9-	مخدوم زادہ سید ہارون احمد سلطان بخاری	پی پی-258
10-	میاں فدا حسین	پی پی-277

جناب سپیکر: آپ تمام نومنتخب اراکین کو مبارک ہو۔اب میں تمام معزز اراکین سے گزارش کروں گا کہ خصوصی طور پر آج کے دن ان معزز ارکان کو بولنے کا موقع دیا جائے جو منتخب ہو کر آج ہمارے اس معزز ایوان کے معزز اراکین بن چکے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! ہمیں بھی مبارک دینے کا تھوڑا سا موقع دیں۔

جناب سپیکر: آپ کو مبارک دینے کا موقع بعد میں دے دیا جائے گا، پہلے انہیں بولنے تو دیں۔آپ کو اگر موقع دے دیا گیا تو پھر ان کے لئے بولنا بڑا مشکل ہو جائے گا۔ڈھلوں صاحب! تھوڑا سا صبر سے کام لیا کریں۔آپ کی مہربانی۔جب میں نے آپ سب کی طرف سے ان کو مبارک دے دی ہے تو اس میں آپ بھی شامل ہیں۔اب میں floor سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کو دے رہا ہوں۔اس ایوان کے معزز رکن آپ سے مخاطب ہوں۔جی، سردار صاحب!(نعرہ ہائے تحسین)

نومنتخب اراکین اسمبلی کے ایوان سے خطابات

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! میں آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اظہار تشکر کا موقع دیا ہے۔میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بے پناہ نوازشات کی ہیں اور میرے لئے یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ آج میں نویں مرتبہ اس ایوان میں حلف اٹھا رہا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

ماضی میں، میں نے اس ہاؤس کی روایات کا سبق اپنے بزرگوں اور بڑوں سے سیکھا، بہت کچھ اپنایا، شاید کچھ کمی بھی رہ گئی ہو۔میں کوشش کروں گا کہ اس tenure میں آپ سے، اس ہاؤس کے ممبران سے دور حاضر کے بارے میں کچھ سیکھ سکوں اور میری یہ بھی خواہش ہو گی کہ میں نے جو کچھ سیکھا ہے اپنے colleagues تک پہنچاؤں۔اس ہاؤس کی بڑی شاندار روایات

ہیں جس میں ظاہر ہے سب سے پہلے ہم نے آپ کے منصب کا، آپ کے عہدے کا احترام کرنا ہے۔ اس کے بعد ایک دوسرے کا احترام بھی کرنا ہے۔ جماعتی وابستگیاں سب کی ہوتی ہیں اور اپنی اپنی قیادت سے ہر کسی کو محبت اور لگاؤ بھی ہوتا ہے لیکن اس سے ہٹ کر اس ہاؤس کا احترام ہم سب پر لازم ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کی سرپرستی اور رہبری میں انشاءاللہ العزیز یہ نیا ہاؤس جو دو واڑھائی ماہ پہلے وجود میں آیا ہے، یہ اپنی آئینی مدت بھی پوری کرے گا اور ان شاندار روایات میں اضافہ کرے گا جو اس ہاؤس میں تاریخی ہیں۔ بہت شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، محترم قاسم ضیا صاحب!

جناب قاسم ضیا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آج حلف اٹھانے کے بعد سب سے پہلے میں اپنی قائد محترمہ بے نظیر بھٹو کو خراج عقیدت پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جن کی جدوجہد اور سیاسی بصیرت کی وجہ سے آج پاکستان میں جمہوریت آئی اور فوجی دور ختم ہوا۔ میں آج اپنی پارٹی کے شریک چیئرمین جناب آصف علی زرداری کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے مجھے ضمنی انتخاب میں حصہ لینے کا موقع دیا اور ساتھ ہی ساتھ محترم میاں محمد نواز شریف کا اور میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے مجھے متفقہ امیدوار حلقہ پی پی۔59 سے بنایا اور میں اپنے حلقہ پی پی۔59 کے ان غیور عوام کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے مجھے اپنی نمائندگی کے لئے اس ایوان میں بھیجا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ پچھلی اسمبلی جو ختم ہوئی، میں اس کا بھی رکن تھا اور آج بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے موقع دیا کہ اس بننے والی اسمبلی میں، میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔ فرق اتنا ہے کہ اس وقت ہم اپوزیشن بنچوں پر تھے اور آج حکومتی بنچوں پر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج ہم پر زیادہ بڑی ذمہ داریاں ہیں اور آج اتحادی حکومت کا ہم حصہ ہیں۔ آج میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے مفاہمت کی سیاست کے فروغ کی صرف بات ہی نہیں بلکہ اس کا عملی مظاہرہ کیا اور آج ہم تمام صوبوں بلکہ پنجاب میں بھی اتحادی حکومت کا حصہ ہیں اور میں یہاں یہ کہنا چاہوں گا کہ گو وفاق میں چند issues کی بنیاد پر نواز لیگ کے وزراء نے ساتھ چھوڑا لیکن پاکستان پیپلز پارٹی نے آج بھی پنجاب میں اپنے ان عہدوں سے استعفیٰ نہیں دیا کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ جو اتحاد بنا ہے اس میں ملک کی بقا ہے اور انشاءاللہ یہ اتحاد قائم رہے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مجھے وہ دن بھی یاد ہیں کیونکہ کھوسہ صاحب نے بڑی اچھی بات کی۔ انہوں نے جمہوری قدروں کی بات کی، اس August House کے decorum کی اور ہمیں جمہوری قدروں کو آگے بڑھانا ہے۔ مجھے وہ دن یاد ہیں کہ جب ہم اپوزیشن بنچوں پر تھے اور پہلی دفعہ ہماری رکنیت کو معطل کر کے ہمیں اسمبلی سے باہر رکھا جاتا تھا۔ ہمیں ان روایات کو بدلنا ہوگا، مجھے امید ہے اور میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آج تک جو اپوزیشن لیڈر کا تقرر نہیں ہوا مہربانی فرما کر جلدی اس کا نوٹیفکیشن کیا جائے کیونکہ جب تک اپوزیشن لیڈر اس August House میں نہیں ہوگا تو تب تک آپ کا یہ ایوان مکمل نظر نہیں آئے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں اپنے تمام ساتھیوں سے یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ ہمیں جمہوری روایات کو آگے بڑھانا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: قطع کلامی کی معافی چاہتا ہوں۔ اگر وہ یہاں کہیں نزدیک تشریف فرما ہیں تو رانا ثناء اللہ خان صاحب تھوڑی سی تکلیف کریں کہ آپ کی طرف سے کوئی منسٹر صاحب۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے ان کے متعلق معلوم کیا ہے تو ان کا دور دور تک کوئی نشان نہیں ملا۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ میرے خیال میں ایک محترمہ ادھر تشریف فرما ہیں؟

(اپوزیشن بنچوں پر بیٹھی ہوئی محترمہ زوبیہ رباب ملک
نے ہاتھ کھڑا کر کے اپنی موجودگی کا اظہار کیا)

جی، قاسم ضیا صاحب!

جناب قاسم ضیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! اپوزیشن اور حکومتی بنچ دونوں اس ایوان کا حصہ ہیں اور میں اپنے معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ اپوزیشن کے ممبران کی عزت ہونی چاہئے۔ ہم سب کو مل کر اس جمہوریت کو آگے لے کر چلنا ہے۔ ہاں یہ علیحدہ بات ہے کہ جب وہ حکومت میں تھے تو بڑے بلند و بانگ دعوے کرتے تھے کہ خزانے بھرے ہوئے ہیں لیکن آج ہماری حکومت کو ورثے میں ملنے والی چیزیں، مہنگائی، بے روزگاری اور لاقانونیت اس بات کی عکاس ہیں کہ ماضی کا دور کیسا تھا؟ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ ہم سب کو مل کر اپنی عوام کے پیسے کو عوام کی فلاح کے لئے استعمال کرنا چاہئے نہ کہ پچھلی حکومت کی طرح ذاتی تشہیر کے لئے جو بڑے بڑے adds دیئے جاتے تھے، اس سے ہمیں گریز کرنا چاہئے۔ ہمیں احساس ہے کہ آج کی بڑھتی ہوئی مہنگائی اور بے روزگاری کو ختم کرنے کے لئے یہ اتحادی حکومت انشاء اللہ مثبت کام کرے گی اور پاکستان پیپلز پارٹی کے وزیر اعظم نے جو

100 دن کا ایجنڈا دیا تھا انشاء اللہ اس کے پورے ہونے پر عوام کے سامنے یہ بات لائی جائے گی کہ اس میں ہم نے کہاں تک پیشرفت کی ہے۔

جناب سپیکر! میں آج اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ انشاء اللہ یہ اتحاد بھی اپنی آئینی مدت پوری کرے گا اور اسمبلی بھی اپنی آئینی مدت پوری کرے گی اور ہم مل کر جو آج مشکلات اور مسائل ہمارے ملک میں ہیں ہم ان کو حل کریں گے۔ میری یہ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے جمہوری اداروں کو زیادہ مستحکم کرے، مضبوط کرے اور اپنی آئینی مدت پوری کرنے کی توفیق دے۔ بڑی مہربانی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میرے خیال میں آج۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ فرمانا چاہتے ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، بالکل فرمانا چاہتا ہوں اگر آپ اجازت دیں تو۔

جناب سپیکر: میں آپ کا نام لے ہی رہا تھا۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): لیکن مجھے ایسے لگا کہ جیسے آپ میرا نام بھول گئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس لئے کہ آپ نے ابھی تک میرا نام لیا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں جی، وزیر قانون پنجاب رانا ثناء اللہ خان صاحب! (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس موقع پر میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے آج اس معزز ایوان کے بطور ممبر کے ہم سے oath لیا۔ میں اس ایوان میں بیٹھے اپنے تمام colleagues کا بے حد ممنون ہوں اور اس کے بعد میں اپنے حلقے کے غیور عوام کا اور اس مرد آہن اور مرد مجاہد کا جس کے ایک firm stand کی وجہ سے آج اس ملک اور اس قوم کو یہ دن نصیب ہوا ہے جس کا نام میاں محمد نواز شریف ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں اپنی پارٹی کے صدر میاں محمد شہباز شریف کا بے حد شکر گزار ہوں کہ ان کی کاوشوں اور جدوجہد کی وجہ سے اس ملک کو یہ دن نصیب ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میں آج نہ صرف اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر ممبر کو مبارکباد دینا چاہوں گا بلکہ اس ایوان کے در و دیوار کو بھی مبارکباد دینا چاہوں گا کہ انہیں صحیح معنوں میں اس ایوان میں بیٹھنے کے اصل حقدار میسر آئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

آمریت کی گود میں پلنے والے اور ایجنسیوں کے کندھوں پر سوار ہو کر جو لوگ اس ایوان پر قابض رہے اور یہاں جمہوریت کا راگ الاپتے الاپتے وردی کے حق میں جو لوگ یہاں پر قراردادیں پیش کرتے رہے انہیں 18۔فروری اور 26۔جون 2008 کو اس ملک کے عوام نے حرف غلط کی طرح بلکہ میں تو کہوں گا کہ حرف ناجائز کی طرح مٹا دیا۔اب ان کا دور دور تک نشان نہیں ملتا۔اس ایوان میں وہ لوگ بیٹھے ہیں جنہوں نے اس ملک میں جمہوریت کے لئے جدوجہد کی ہے، جنہوں نے اس ملک میں rule of law کے لئے جدوجہد کی ہے، جنہوں نے اس ملک میں لوگوں کی محرومیاں ختم کرنے کے لئے جدوجہد کی ہے، جنہوں نے اس ملک کے اسلامی تشخص کو آگے بڑھانے کی جدوجہد کی ہے۔

جناب سپیکر! میں اس مرحلہ پر محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی قربانیوں کو بھی خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا کہ جن کی لازوال قربانی سے اس ملک میں جمہوریت کا سورج طلوع ہوا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس موقع پر میں یہ بات بھی on record لانا چاہوں گا کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ جو coalition اس وقت پنجاب اور مرکز میں برسر اقتدار ہے، جیسے میرے بھائی قاسم ضیا صاحب نے کہا کہ وہاں پر P.M.L(N) نے وزارتوں سے استعفے دے دیئے ہیں میں اپنے بھائی اور اس ایوان میں بیٹھے تمام معزز ممبران جن کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے انہیں یہ یقین دلاتا ہوں کہ چھوٹے چھوٹے معاملات پر بحث و تمحیص ہو گی کیونکہ یہ اس ایوان کا خاصا ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کا مقصد اور نصب العین ہے۔ہم اپنا اظہار رائے بھی کریں گے اور اختلاف رائے بھی کریں گے لیکن وہ جو ایک بنیادی اصول ہے کہ ہم نے اس ملک میں آمریت کو کسی طور پر نہیں پنپنے دینا اور ہم نے جمہوریت کے اس سفر کو کسی طور پر derail نہیں ہونے دینا انشاء اللہ ہم اس مقصد کو ہمیشہ top priority پر رکھیں گے۔ہم اس جمہوریت کے سفر کو، اس قانون کی حکمرانی کے سفر کو، اس

آئین کی بحالی کے سفر کو، غریب لوگوں کی محرومیوں کو ختم کرنے کے سفر کو ہم کیوں نہ جاری رکھیں گے ؟ ہم نے یہ منزل جان پر کھیل کر پائی ہے۔ ہم نے اس کے لئے بے پناہ قربانیاں دی ہیں اور بے پناہ جدوجہد کی ہے۔ دنیا میں ہر آدمی کو اپنی جان ومال سب چیزوں سے زیادہ عزیز ہوتی ہے لیکن ایک چیز ان سے بھی عزیز ہوتی ہے اور وہ انسان کی عزت ہوتی ہے۔ ہم اس سفر اور جدوجہد کے وہ سرفروش ہیں کہ ہم نے اس کے لئے نہ اپنی جان کی پرواکی، نہ مال کی پرواکی اور نہ اپنی عزت کی پرواکی اور ہم نے اس جدوجہد کو یہاں تک پہنچایا ہے اور منطقی انجام تک بھی پہنچائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم نے torture cells سے لے کر اپنے گھر کی چادر اور چار دیواری کے تقدس تک ہر وہ قربانی پیش کی جو اس وقت کے آمر اور اس حکومت نے ہمیں آزمانے کے لئے آزمائی لیکن ہم اپنے سفر سے قطعی طور پر پیچھے نہیں ہٹے اور نہ ہی ہم انشاء اللہ تعالیٰ پیچھے ہٹیں گے۔ میں یہاں پر یہ بات بھی on record لانا چاہتا ہوں کہ یہ کہا جا رہا ہے کہ ٹھیک ہے جی جمہوریت کو آگے بڑھانا چاہیے، رواداری کو آگے بڑھانا چاہیے۔ جمہوریت بھی آگے بڑھے گی اور رواداری بھی آگے بڑھے گی لیکن وہ لوگ جنہوں نے اس ملک پر ظلم کئے، جنہوں نے اس ملک پر زیادتی کی، جنہوں نے لوگوں کے ساتھ وہ سلوک کیا جو غیروں کے ساتھ اور غداروں کے ساتھ کیا جاتا ہے، ہم انہیں قانون اور انصاف کے کٹہرے میں ہر قیمت پر لائیں گے، اس پر کسی قسم کا compromise نہیں ہو سکتا۔ میں یہاں یہ بات بھی on record لانا چاہوں گا کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ جمہوریت کے اس سفر کے لئے اکٹھے ہیں، اس پر قطعی طور پر کوئی جھول نہیں آئے گی لیکن وہ لوگ جو آمریت کی باقیات ہیں اور آمریت کی ناجائز اولاد ہیں five star hotels میں میٹنگیں کرتے پھرتے ہیں میں انہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کی ان حرکتوں سے قطعی طور پر یہ سفر نہیں رکے گا۔ ہم چاہتے ہیں کہ کسی انتقامی کارروائی میں نہ پڑیں اور ہم سارے معاملات کو دیکھ کر، اور سوچ سمجھ کر انصاف اور قانون کا عمل شروع کریں لیکن اگر وہ یہ چاہتے ہیں کہ اس قسم کی میٹنگیں کرکے اور اس قسم کی حرکتیں کرکے اس سفر کو کھوٹا کریں گے تو وہ بالکل غلطی پر ہیں اور اس کا خمیازہ انہیں ہر قیمت پر بھگتنا پڑے گا کیونکہ انہیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ انہوں نے نہ صرف اس ملک میں لوگوں پر ظلم اور زیادتی کی بلکہ انہوں نے قانون اور اخلاق کی ان تمام حدوں کو پھلانگ دیا جو اس ایوان کا اور ہماری پنجاب کی روایات کا خاصا تھیں۔ انہوں نے ان کو بھی پیش نظر نہیں رکھا لیکن ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان روایات کو بھی پیش نظر رکھیں گے، قانون کو بھی پیش نظر رکھیں گے لیکن جن لوگوں نے زیادتی کی ہے ہم انہیں

انصاف کے کٹہرے پر ہر قیمت پر لائیں گے۔ اللہ کے فضل وکرم سے یہ جمہوریت کا سفر جاری رہے گا، یہ ایوان اپنی مدت بھی پوری کرے گا اور اس ملک میں انشاءاللہ تعالیٰ وہ دن آئے گا جس دن اس ملک میں جمہوریت کا بول بالا ہوگا اور آمریت کی جو باقیات اور نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حرف غلط کی طرح وہ بھی مٹ جائیں گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ماشاءاللہ بڑی اچھی باتیں کی ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اس مقدس ایوان کے تمام ممبران جن کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف کوئی نفرت ہے اللہ تعالیٰ اس نفرت کو محبتوں میں تبدیل کردے۔ اب میں floor سید زعیم حسین قادری کو دے رہا ہوں۔

سید زعیم حسین قادری: نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعدo جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھ سے اور دیگر ممبران سے حلف لیا۔ میں اپنی قیادت قائد عالم اسلام میاں محمد نواز شریف کا بھی بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے ضمنی الیکشن میں ٹکٹ دے کر اس مقدس ایوان تک پہنچانے میں مجھ پر مہربانی فرمائی۔ میں بے حد ممنون ہوں شریک چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی جناب آصف علی زرداری کا کہ انہوں نے لاہور اور باقی جگہوں پر coalition partner ہونے کی وجہ سے اپنے candidate ہمارے خلاف کھڑے نہیں کئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں بے حد ممنون ہوں اپنی پارٹی پاکستان مسلم لیگ (ن) کا اور یہاں بیٹھے ہوئے ان دوستوں کا جنہوں نے آٹھ برس آمریت کے مقابلے میں اپنا خون دے کر جمہوریت کے اس پودے کی آبیاری کی۔ وہ جدوجہد جو پچھلے آٹھ برس سے اس ملک کے سیاسی کارکنوں نے جاری رکھی اس کا رنگ آج اس مقدس ایوان میں واضح طور پر عیاں ہے۔ آج اس ایوان میں جس طرح جمہوریت پسندوں کا ایک بہت بڑا غول تشریف فرما ہے یہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ پاکستانی قوم نے 18۔فروری 2008 کے الیکشن اور 26۔جون 2008 کے ضمنی الیکشن میں آمریت کی پیداوار سیاسی جماعت کو جس طرح سے مسترد کیا انہوں نے یہ بات اپنے ووٹ سے ثابت کردی کہ پاکستان کی عوام اپنے فیصلے کرنا جانتی ہے۔ وہ رات کے اندھیروں میں چند اقتدار کے شوقین جرنیلوں کے اقتدار کے قبضے کو مسترد کرتی ہے۔ وہ یہ بات واضح طور پر کہنا چاہتی ہے کہ ہم ان چند جرنیلوں کو رات کے اندھیروں میں اقتدار کی کرسیوں پر بیٹھ کر اپنے بنیادی حقوق اور اپنی قسمتوں کے فیصلے نہیں کرنے دیں گے۔ آج یہ ایوان اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت نے دو بڑی

سیاسی جماعتوں کی coalition بنا کر پوری دنیا کو یہ پیغام دیا ہے کہ پاکستانی قوم ایک مہذب قوم ہے۔یہ اپنی جمہوریت کو سنبھالنا جانتی ہے اور اسے لے کر چلنا بھی جانتی ہے۔میں تاریخ کے حوالے سے عرض کروں گا کہ جب بھی اقتدار پر قبضہ کیا جاتا رہا تو پوری دنیا کو یہ پیغام دیا جاتا تھا کہ پاکستانی قوم جمہوریت کے لائق نہیں، یہ ایک دوسرے سے لڑ جھگڑ کر جمہوریت کو نقصان پہنچایا کرتے ہیں لیکن میں اپنی قیادتوں کی اس سیاسی بصیرت کو سلام پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پوری دنیا میں پاکستان کا وقار بلند کرنے اور اس ملک میں جمہوریت کے پودے کو تقویت پہنچانے کے لئے اپنا کردار ادا کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اب میں ان مظالم کا ذکر کروں گا جو کہ پچھلے آٹھ برسوں میں چند جرنیل اپنے بھاری بوٹوں کے ذریعے اس ملک کے آئین کو مسلتے رہے اور روندتے رہے۔آج پوری قوم یک زبان ہو کر آمریت کو مسترد کرتی ہے۔یقیناً یہ ایک لمبا سفر ہے۔ہم دعا گو ہیں کہ یہ coalition پانچ سال چلے۔میرے قائد، قائد پاکستان، قائد عالم اسلام میاں محمد نواز شریف کا ججوں کی بحالی کا one point agenda ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

انشاء اللہ ہم اس ایوان کے ذریعے یہ کوشش کریں گے کہ اس ملک میں جوڈیشری بحال ہو اور کسی آمر، کسی پرویز مشرف، کسی طالع آزما کو یہ حق حاصل نہ ہو کہ وہ اپنی قلم کی ایک stroke کے ذریعے اس ملک کی جوڈیشری کو گھر بھیج دے۔اس ایوان کے ذمے صرف قانون سازی نہیں بلکہ آج اس ایوان کے ذمے جو سب سے بڑا کام ہے وہ جمہوریت کی حفاظت ہے۔میں ہر معزز رکن سے یہ امید رکھتا ہوں کہ وہ جمہوریت کی حفاظت کے لئے اپنی اپنی سیاسی جماعت کے نظریے کی حفاظت کے لئے اپنی تمام تر قوتوں کو بروئے کار لا کر اور اپنے ذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھ کر یہ کوشش کرے کہ اس ملک میں جمہوریت کو تقویت پہنچے۔میں انہی الفاظ سے آپ سے اجازت چاہتا ہوں اور آپ کا بے حد شکر گزار ہوں۔بہت مہربانی شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جناب قیصر اقبال سندھو!

جناب قیصر اقبال سندھو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمO جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔میں پاکستان پیپلز پارٹی کے قائد جناب آصف علی زرداری، پاکستان مسلم لیگ کے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے اپنا امیدوار میرے حق میں دستبردار کرا کے مجھے کامیابی کا موقع دیا۔میں 22ہزار

ووٹوں کی lead سے جیتا ہوں- میری دعا ہے کہ coalition government کامیاب ہو- میں انشاء اللہ اس ہاؤس کی روایات کا پاس کروں گا اور اس ملک وصوبے کی حفاظت کے لئے بھی ہر دم کوشاں رہوں گا-

جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ صاحب نے کہا کہ سپیکر صاحب میرا نام بھول گئے ہیں- میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ رانا ثناء اللہ صاحب نے اس وقت ایک تاریخی خطاب کیا تھا جس وقت اس ملک میں coup تھا-اس وقت سے پنجاب کے لوگوں کے دلوں میں رانا صاحب کا نام تحریر ہو چکا ہے پھر سپیکر صاحب کیسے آپ کا نام بھولیں گے- شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ-رانا شمیم صاحب!---تشریف نہیں رکھتے ہیں- کمانڈر صاحب!---تشریف رکھتے ہیں؟ چلیں جی اگر وہ نہیں ہیں تو ان کی مرضی-جناب کرم داد واہلہ صاحب!

جناب کرم داد واہلہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے خیالات کے اظہار کا موقع دیا- میں اس موقع پر تحصیل جہانیاں کی عوام کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے مجھے آزاد حیثیت میں 12 ہزار ووٹوں سے کامیاب کر کے یہاں بھیجا ہے-ان کی بہت مہربانی ہے- میں مختصراً یہ کہوں گا کہ اس ضمنی الیکشن کے دوران تحصیل جہانیاں کی عوام سے بہت سارے وعدے کئے گئے ہیں لہذا میں اس ایوان کی وساطت سے ان کو یہ پیغام پہنچانا چاہوں گا کہ تحصیل جہانیاں کی عوام سے جو وعدے کئے گئے ہیں مہربانی کر کے وہ پورے کئے جائیں-

جناب سپیکر! اس معزز ایوان میں میرا پہلا tenure ہے- میں اس سے پہلے تحصیل ناظم رہا ہوں لہذا میں نے اس ایوان اور اس کے decorum سے بہت کچھ سیکھنا ہے- جوں جوں وقت آگے جائے گا انشاء اللہ میں کوشش کروں گا کہ اس ایوان کی توقعات پر پورا اتروں- بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا شکریہ- مخدوم زادہ سید ہارون احمد سلطان صاحب تشریف فرما ہیں؟

ملک جلال الدین ڈھکو: پوائنٹ آف آرڈر-

جناب سپیکر: آپ کہاں سے سید بن گئے؟

پوائنٹ آف آرڈر

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ مجھے یہ ختم کرنے دیں۔ اس کے بعد آپ کی بات سنوں گا۔

صحافی کالونی پر ناجائز قبضہ

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ہمارے صحافی بھائی پریس گیلری سے واک آؤٹ کر کے چلے گئے ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر کوئی کمیٹی بنا کر ان کے پاس بھیجیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ اس معاملے کو take up کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے معلوم ہوا ہے کہ ہمارے صحافی بھائی کہتے ہیں کہ ان کی صحافی کالونی پر کوئی ناجائز قبضہ گروپ قابض ہو رہا ہے اس لئے انہوں نے ٹوکن واک آؤٹ کیا ہے۔ لہذا میری گزارش ہو گی کہ ریونیو منسٹر اور ساتھ جسے آپ مناسب سمجھیں ان کو ان کے پاس بھیجیں کہ وہ اپنا واک آؤٹ ختم کر کے واپس آ جائیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں منسٹر ریونیو، منسٹر ایگریکلچر اور کامران مائیکل صاحب جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری تجویز ہے کہ ریونیو منسٹر اور لاہور سے جو دوست تشریف فرما ہیں کامران مائیکل صاحب بیٹھے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے کامران صاحب کا نام لے دیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، ٹھیک ہے۔ یہ چلے جائیں اور ان کو یقین دہانی کرائیں۔

جناب سپیکر: علی نور نیازی صاحب بھی ان کے ساتھ جائیں۔ ذرا یہ چاروں حضرات زحمت فرمائیں۔ مخدوم زادہ سید ہارون احمد سلطان بخاری!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ میاں فدا حسین وٹو!

میاں فدا حسین وٹو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمO جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اپنے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا بے حد مشکور و ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھ پر اعتماد کیا اور میں اپنی عوام کا بھی مشکور و ممنون ہوں کہ میرے حلقہ پی پی۔277 کی عوام نے میرے ساتھ تعاون کیا اور میاں صاحب نے مجھ پر جو اعتماد کیا وہ اس پر پورا اترے۔ شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا شکریہ۔ رانا محمد ارشد!

رانا محمد ارشد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ سب سے پہلے تو میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت کا مشکور ہوں کہ جس کی بدولت مجھے یہ کامیابی نصیب ہوئی۔ اس کے بعد میں قائد جمہوریت میاں محمد نواز شریف، قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف، ہمارے بزرگ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ اور جناب آصف علی زرداری کا مشکور ہوں کہ جنہوں نے مجھ جیسے کارکن کو ٹکٹ دیا۔ میں اپنے حلقہ کے عوام، ضلع شیخوپورہ سے ایک مظلوم ضلع بنا جس کا نام ننکانہ صاحب ہے کے عوام کا بھی مشکور ہوں۔ یہ ضلع ننکانہ صاحب کسی ایک فرد واحد کی وجہ سے create کیا گیا تھا۔ اس میں جو کچھ ہوتا رہا وہ سب نے دیکھا لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے پی پی۔171 صفدر آباد اور شاہ کوٹ سے بھاری اکثریت سے کامیابی دلوائی۔ میں 13 ہزار سے زائد ووٹ لے کر کامیاب ہوا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ 18۔ فروری کے بعد 26۔ جون 2008 کو میاں محمد نواز شریف کے چاہنے والوں نے جو ووٹ دیا ہے یہ پاکستان کی سالمیت کا ووٹ ہے۔ یہ پاکستان کے اندر اسلام کی سربلندی کا ووٹ ہے۔ یہ مشرف کی آمریت، غنڈہ گردی اور اس کی dictation کی مخالفت کا ووٹ تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب اس پاکستان کے اندر کسی بھی dictator کو دوبارہ آنے کا موقع ہمیں نہیں دینا چاہیے۔ تمام جمہوری پارٹیوں کو مل کر استحکام پاکستان کے لئے اور 16 کروڑ عوام کے حقوق کے تحفظ کے لئے سوچنا ہوگا۔ ہم سب کو اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ ہم سب ارکان پارلیمنٹ کو جو یہاں پر تشریف فرما ہیں اپنا role ادا کرنا ہوگا۔ میں اپنے قائد میاں محمد نواز شریف کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جو اس دور میں بھی امریکہ کی dictation کے آگے ڈٹے ہوئے ہیں اور جو پاکستان کی سالمیت چاہتے ہیں، جو 16 کروڑ عوام کی حکمرانی چاہتے ہیں۔ ہم کسی بھی ریٹائرڈ جرنیل کی dictation کو نہیں مانتے اور میرا اس ہاؤس کی وساطت سے مطالبہ ہے کہ اب مشرف کو ایوان صدر چھوڑ دینا چاہیے۔ اگر وہ ایوان صدر نہیں چھوڑے گا تو انشاء اللہ ہم سب میاں محمد نواز شریف اور جناب آصف علی زرداری کی قیادت میں اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایوان صدر سے نکال

دیں گے۔ میں توقع رکھتا ہوں کہ اب ہم سب مل کر بے روزگاری، مہنگائی کو کنٹرول کریں گے اور نوجوانوں کے لئے روزگار کے مواقع پیدا کریں گے۔ ہر آدمی کا کھویا ہوا مقام حاصل کریں گے۔ مشرف کی آمریت کے 9 سال جن میں عوام کے حقوق پر غاصبانہ قبضہ رہا ہے اب ہم نے ان کو احساس محرومی سے نکالنا ہے۔ انشاء اللہ، انشاء اللہ ہمیں اللہ تعالیٰ کامیابی سے نوازے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو موقع دے۔ میں میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کی عظمت کو سلام پیش کرتا ہوں۔ اللہ حافظ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، خواجہ محمد اسلام!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! خواجہ اسلام صاحب نے تو آج حلف نہیں اٹھایا۔ اگر آپ ان کو موقع دے رہے ہیں تو پھر کیانی صاحب کو پہلے موقع دیں کیونکہ وہ کافی دیر سے بات کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب نے بات کرنے کے لئے مجھے چٹ بھیجی ہے۔ کیانی صاحب کو موقع دیں گے۔ میرے پاس کیانی صاحب، ڈھلوں صاحب، افتخار احمد بلوچ صاحب اور چنیوٹی صاحب کی چٹ ہے۔ میرے پاس اس کے علاوہ کسی کی چٹ نہیں ہے۔ بہر حال میں آپ سب کو دو دو منٹ کے لئے موقع دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب! آپ تیار رہنا آپ کے لئے بھی خصوصی time ہو گا۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس خوشگوار موقع پر بات کرنے کے لئے وقت دیا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میرا آپ کے ساتھ تعلق ہے اور آپ کے والد مرحوم کے ساتھ بھی تعلق تھا۔ ان کے ساتھ بھی ہم اس اسمبلی میں رہے ہیں تو میں آپ کا شکر گزار ہوں، بڑی مہربانی۔ ویسے آپ جہاں پہلے تھے وہاں بڑے اچھے لگ رہے تھے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: میرے خیال میں

محفل میں اس خیال سے پھر آ گیا ہوں میں
شاید مجھے نکال کے پچھتا رہے ہوں آپ

جی، خواجہ محمد اسلام!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا کہ سب سے پہلے تو میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس خوشگوار موقع پر مجھے بات کرنے کے لئے وقت دیا۔ اس کے بعد میں رب قدوس کا شکر بجالاتا ہوں کہ جس کے کرم سے آج اس ایوان میں چند نئے ہیرے آئے ہیں۔ ان پر رب کا بے پایاں کرم ہے۔ ان میں سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، رانا ثناء اللہ خان صوبائی وزیر قانون، جناب قاسم ضیا، رانا محمد ارشد اور دوسرے جتنے بھی لوگ آج یہاں elect ہو کر بیٹھے ہیں میں ان کو اپنی طرف سے اور تمام ہاؤس کی طرف سے مبارکباد دیتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج جتنے ممبران یہاں پر تشریف لائے ہیں ان کی اپنے اپنے علاقوں میں، اپنی اپنی capacity کے مطابق اپنی پارٹیوں کے لئے خدمات اور قربانیاں ہوں گی لیکن میں رانا ثناء اللہ خان کے بارے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس کے جسم پر تشدد سے جتنے بھی زخم لگے تھے میں ان کا عینی شاہد ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ کو پتا نہیں ہے کہ ایک "رانا سانگھا" تھا، جس کو 80 زخم آئے تھے پھر بھی اس نے پروا نہیں کی تھی۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں اس کے لئے یہ کہنا چاہوں گا کہ ہندو، سکھوں اور مسلم راجپوتوں کی history میں تھوڑا فرق ہے۔ میں لاہور کے تھانہ کوتوالی کے اس عقوبت خانے کا عینی شاہد ہوں کہ جس میں رانا ثناء اللہ خان کے جسم پر 37 زخم لگائے گئے۔ صرف دو دن بعد میں اس عقوبت خانے میں گیا تو مجھے مرہٹوں اور منگولوں کا وہ وقت یاد آ گیا تھا کہ جب اس وقت کے شہنشاہ کو اٹھانے کے لئے بھوکے شیروں کے سامنے لوگوں کو ڈالا جاتا تھا اور پھر ان کی چیخوں کی آواز سے وہ شہنشاہ اٹھتے تھے۔ ایسے ہی اُس وقت کے ارباب اقتدار نے ایک صحیح اور حق کی آواز کو بند کرنے کی کوشش کی تھی تو میں اس پر رانا ثناء اللہ خان کو خراج تحسین پیش کروں گا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں پاکستان اور خصوصاً پنجاب کے عوام کو بھی خراج تحسین پیش کروں گا کہ جنہوں نے پنجاب کی largest party پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی کی لازوال قربانیوں کو تسلیم کرتے ہوئے ان دونوں پارٹیوں کے دوستوں کو کامیاب کروایا ہے۔ آخر میں یہ کہوں گا کہ آج رانا ثناء اللہ خان اور جتنے بھی دوسرے نئے لوگ آئے ہیں، پنجاب کی پوری عوام اور میرے جتنے بھی colleagues یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں یہ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ:-

ظلمت کو ضیاء، صر صر کو صبا ،بندے کو خدا کیا لکھنا
پتھر کو گوہر، دیوار کو در، کرگس کو ہما کیا لکھنا
اک شخص کے ہاتھوں مدت سے رُسوا ہے وطن میرا
اے دیدہ ورو اس ذلت کو قسمت کا لکھا کیا لکھنا

میں جناب کا انتہائی ممنون ہوں۔ Thank you very much.

جناب سپیکر: بہت مہربانی، آپ کا شکریہ۔ جی، حاجی محمد اسحاق!

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! ہم صحافی برادری سے بات چیت کے لئے باہر گئے تھے۔ ہم نے ان سے negotiation کی ہے۔ انہوں نے walk out ختم کر دیا ہے لیکن ان کا مطالبہ یہ ہے کہ joint adventure کی ایک sub-committee بنائی جائے جو اس قبضہ گروپ کی نشاندہی کر کے ان سے قبضہ واگزار کروائے۔ اس میں کچھ ایسے پردہ نشینوں کے نام آتے ہیں۔ آپ اس بارے میں ایک کمیٹی تشکیل دے دیں۔ شوکت بسرا صاحب نے ایک تحریک التوائے کار بھی پیش کی تھی۔ اس سلسلے میں آپ سے گزارش یہی ہے کہ یہ ان کا جائز مطالبہ ہے اور اس مطالبہ کو پورا کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! آپ اس بارے میں ذرا گوہر افشانی فرمائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں معاملہ یہ ہے کہ اگر وہاں پر کوئی قبضہ گروپ قبضہ کر رہا ہے تو یہ کمیٹی بنے گی پھر اس کے بعد کمیٹی کی میٹنگ ہو گی، پھر کمیٹی اپنی رپورٹ پیش کرے گی تو اس سلسلے میں، میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ دیر نہ ہو جائے۔ میں ابھی اسی وقت آپ کی وساطت سے اپنے صحافی بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ with in three hour C.C.P.O Lahore اور D.C.O Lahore سے ہم کہتے ہیں کہ وہ فوری طور پر ہمیں رپورٹ بھی دیں اور اس پر مؤثر کارروائی بھی کریں۔

جناب سپیکر: قانون کے مطابق۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): قانون کے مطابق مؤثر کارروائی کریں۔ آج کے دور میں انشاء اللہ تعالیٰ C.C.P.O قانون کے مطابق ہی کارروائی کرے گا، قانون کے بغیر وہ کارروائی کر نہیں سکتا۔ قانون کے مطابق وہ کارروائی کریں اور اس کی رپورٹ بھی پیش کریں۔ اس کے علاوہ میں یہ

بھی چاہوں گا کہ جس طرح میرے بھائی حاجی اسحاق صاحب ان کے ساتھ وہاں consult کر کے آئے ہیں کہ ایک کمیٹی یا سب کمیٹی بنادی جائے۔ اس میں، میں یہ چاہوں گا کہ ہمارے جو صحافی بھائی ہیں اور جو Housing Colony سے متعلق ہیں ان کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: بہتر ہے۔ یہ کمیٹی آپ بعد میں بنالیں کیونکہ آپ نے ان سے بات چیت بھی کرنی ہو گی۔ وہ اس ہاؤس کے ممبر تو نہیں ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): : چونکہ یہ معاملہ اس ایوان میں اٹھایا گیا ہے لہذا آپ کی اجازت سے ہی سارا کچھ ہو گا۔ اس میں ان کو بھی شامل کر کے کمیٹی اگلے اجلاس میں اپنی مفصل رپورٹ پیش کرے گی۔

جناب شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں نے بھی اس سلسلے میں ایک تحریک التوائے کار پیش کی تھی۔۔

جناب سپیکر: آپ کو بھی اس کمیٹی میں شامل کر لیا جائے گا۔

جناب شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب والا! میری اس سلسلے میں ایک گزارش ہے۔ اس دن مائیکل صاحب نے on the floor of the House یہ بات کی تھی کہ ہم ایک دو دن میں کمیٹی بنا کر اس کا اعلان کر دیتے ہیں۔ اب چار پانچ دن گزر گئے ہیں اور ابھی تک کمیٹی کے نام announce نہیں ہوئے۔ میری بڑے ادب سے گزارش ہے کہ آج ہی اس کمیٹی کے نام announce کر کے آپ کے سپرد کر دیئے جائیں۔

صحافی کالونی پر ناجائز قبضہ واگزار کروانے کے لئے کمیٹی کا قیام

جناب سپیکر: کمیٹی کے سربراہ تو تشریف فرما ہیں جو کہ وزیر قانون ہیں۔ دوسرے ممبران میں وزیر مال ہیں۔ یہ دونوں حضرات تو بہت ضروری ہیں۔ ان کے ساتھ جنہوں نے تحریک پیش کی ہے ان کو بھی اس میں شامل کریں۔ کامران مائیکل صاحب کو بھی اس میں شامل کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس کے علاوہ ہمارے لاہور سے تعلق رکھنے والے ایک تو میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن ہیں۔

جناب سپیکر: میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کا نام بھی شامل کر لیا جائے، ان کے حلقے کا کام ہے ان کو ضرور شامل کریں۔ اس کے علاوہ لاہور کی خاتون ممبر کو بھی اس کمیٹی میں شامل کریں۔ لاہور سے ایک خاتون رکن اپنا نام voluntarily پیش کر دے۔ جناب فاروق گھر کی بھی اس میں شامل ہوں گے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: لاہور سے میرا نام شامل کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ عارفہ خالد صاحبہ کو بھی اس کمیٹی میں شامل کریں اور اس کے علاوہ دو حضرات صحافی برادری سے ہونے چاہئیں جن کے ساتھ یہ زیادتی ہوئی ہے۔ شکریہ

حاجی ناصر محمود: جناب والا! میری یہ گزارش ہو گی کہ جس طرح آپ لاہور کے لئے کمیٹی بنا رہے ہیں اسی طرح سے ہر ضلع میں بھی ڈی۔ سی۔ او کو یہ اختیارات دے دیئے جائیں کہ جہاں پر بھی قبضہ ہو وہ اس کو ختم کروائیں۔

جناب سپیکر: وزیر قانون اس سارے معاملے کو دیکھ رہے ہیں۔ وزیر قانون صاحب کو پتا ہے اور وہ خود ہی اس بارے میں نوٹس لے رہے ہیں۔ جناب جاوید گجر!

خواجہ عمران نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

خواجہ عمران نذیر: جی، میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر: جاوید گجر صاحب! ان کا پوائنٹ آف آرڈر آ گیا ہے اگر valid ہو تو سن لیا جائے۔

خواجہ عمران نذیر: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ بات گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ آج اور کل کے اخبارات میں کچھ خبریں شائع ہوئی ہیں۔ پاکستان جو کہ ایک آزاد اور خود مختار اسلامی ریاست ہے۔ اس کی آزادی پر حملہ ہوا ہے اور ہمارے امریکی دوستوں نے یہ بات کی ہے کہ ان کو اسامہ بن لادن کی موجودگی کا جہاں بھی علم ہو گا تو وہاں پر وہ بغیر اجازت کے ہم پر حملہ کریں گے۔ میں اس معزز ایوان کے ذریعے یہ بات آپ سے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کوئی منڈیوں میں بکنے والی چیز نہیں ہے۔ پاکستان ایک آزاد خود مختار اسلامی ریاست ہے۔ ہم کسی کو یہ حق نہیں دیں گے کہ وہ ہمارے ملک کی طرف میلی آنکھ سے دیکھے، ہم کسی کو یہ حق نہیں دیں گے کہ وہ کسی بھی بات پر ہمارے ملک پر حملے کی بات کرے۔ میں آپ سے اس معزز ایوان کے ذریعے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ آج 18۔فروری 2008 کے الیکشن کے بعد پاکستان میں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ تقریر کر رہے ہیں یا پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں؟

خواجہ عمران نذیر: جناب والا! یہ انتہائی اہم بات ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں میں نے جناب جاوید گجر صاحب کو وقت دیا ہے۔

خواجہ عمران نذیر: پاکستان کے عوام دیکھ رہے ہیں کہ وہ پالیسیاں جو پرویز مشرف کے دور میں تھیں آج وہ پالیسیاں نہیں ہونی چاہئیں۔ میری اس ایوان کے ذریعے درخواست ہے کہ 16 کروڑ عوام کی امنگوں کو مدنظر رکھ کر ہماری خارجہ پالیسی بنی چاہیے۔

جناب سپیکر: قاعدہ قانون موجود ہے اس کے مطابق آپ آئیں میں آپ کی بات سنوں گا۔

راجہ طارق کیانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب جاوید گجر کے بعد آپ کو وقت دوں گا۔

جناب جاوید حسن گجر: ایک مہینے کی تگ و دو کے بعد آپ نے مجھے ٹائم دے دیا ہے، میں آپ کا انتہائی ممنون ہوں۔ اس میں سے بھی آپ نے میرا ٹائم میاں صاحب کو دے دیا۔ سب سے پہلے میں جناب قاسم ضیا، سردار ذوالفقار خان کھوسہ، رانا ثناء اللہ خان کو اور باقی نئے آنے والے سب ساتھیوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور میں یہ امید کرتا ہوں کہ جتنے بھی سینئر معزز اراکین ہیں ہمارے ساتھ مل کر ہماری آواز سے آواز ملا کر پاکستان کی سالمیت کے لئے اور پاکستان کی جو موجودہ صورتحال ہے اس حوالے سے ہمارے ساتھ چلیں گے۔ میں اس ایوان میں جتنے بھی معزز اراکین مرد اور خواتین موجود ہیں ان کی موجودگی میں آپ کی وساطت سے یہ کہوں گا کہ ہمارا یہاں پر آنا صرف یہی مقصد نہیں ہے کہ یہاں ہم نے اپنے protocol کو enjoy کرنا ہے یا اپنی سہولتوں کو enjoy کرنا ہے۔ federal level پر ایم۔ این۔ ایز اپنی سہولتوں کو enjoy کر رہے ہیں۔۔۔ (شور و غل)

MR SPEAKER: Order in the House!

جناب جاوید حسن گجر: ہمیں آج پاکستان کے بارے میں سوچنا ہوگا۔ پاکستان جس جگہ پر کھڑا ہے اس کے بارے میں سوچنا ہوگا۔ پاکستان کی عوام کے بارے میں سوچنا ہوگا اور ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ ہمارے borders پر کیا ہو رہا ہے، اس کو بھی کھلی آنکھ سے دیکھنا ہوگا۔ ہمیں آج جتنی بھی مشکلات ہیں، جتنی بھی دشمنیاں ہیں ان سب کو بھلا کر اپنی coalition کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا چاہیے۔ میں تمام اپوزیشن کے لیڈروں سے یہ کہوں گا کہ ہمارے پاس آئیں اور

coalition government کے ساتھ مل کر پاکستان کے بارے میں سوچیں تاکہ آنے والی نسلوں پر کچھ احسان کر جائیں۔ یہ نہ ہو کہ آنے والی نسلیں آپ کو معاف بھی نہ کر سکیں۔ ہم جس دوراہے پر کھڑے ہیں ہمیں اس سے نکلنا ہوگا۔ ہمیں پاکستان کو مشکلات سے نکالنا ہوگا۔ پاکستان میں آج کل سب سے بڑی مشکل مہنگائی ہے۔ جتنی بھی چیزیں ہیں ان کی قیمتوں کو آپ دیکھیں کہ اتنی بڑھ گئی ہیں۔ دن بدن پٹرول مہنگا ہو رہا ہے۔ ڈیزل مہنگا ہو رہا ہے اور کل سے C.N.G بھی مہنگی ہو گئی ہے اور وہ C.N.G جو ہماری local production ہے اگر آپ اعداد و شمار کو دیکھیں تو C.N.G اگر 20 روپے کلو بھی فروخت کریں تو پھر بھی profit میں آتی ہے۔ ڈیزل اس وقت مہنگا کیا گیا جب زمیندار کو کاشت کے وقت ڈیزل چاہیے تھا لیکن کچھ لوگوں نے اس کی shortage کر کے اس کو مہنگا کر دیا۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں آپس میں coalition government کا فائدہ اٹھاتے ہوئے سوچنا ہوگا کہ آنے والے وقت میں پاکستان میں جو ہونے والا ہے اس کے بارے میں سوچیں۔ تمام حکومتی جماعتیں اور اپوزیشن کی جماعتیں اکٹھے ہو کر مل بیٹھیں اور جتنے بھی پاکستان کے مسائل ہیں ان کا حل تلاش کریں۔ شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ ساجدہ میر صاحبہ! کیانی کے بعد آپ کی باری آئے گی۔ آپ تشریف رکھیں۔ کیانی صاحب!

راجہ طارق کیانی: جناب سپیکر! آج کا دن یقیناً ایک خوب صورت دن ہے، ایک خوشگوار دن ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کا دن اس وجہ سے بھی تاریخ ساز دن ہے کہ بالخصوص دیگر بھائیوں کے علاوہ جن تین معزز اراکین نے آج حلف اٹھایا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: معزز ممبران! .Order in the House

راجہ طارق کیانی: اُن تین اراکین میں سے ایک ہمارے سینئر ترین seasoned parliamentarian سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، دوسرے میری جماعت کے ماضی کے ان بنچوں پر بیٹھ کر اپوزیشن کا کردار ادا کرنے والے جناب قاسم ضیا اور تیسرے میرے بھائی جنہیں میں اکثر یہاں کا legend parliamentarian سمجھتا ہوں جو ہمیشہ valuable contribution کے ذریعے نئے آنے والے ممبران کے علم، تجربے اور انداز میں اضافے کا باعث

بنے، میری مراد راناثناء اللہ خان ہیں تو اس حوالے سے میں آپ کو آپ کی ایک fundamental ذمہ داری یاد دلانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ یہ ہاؤس اور آپ جس status پر بیٹھے ہیں یہ اس ہاؤس کی component ہے اور اس ہاؤس نے آپ پر یہ ذمہ داری ڈالی ہوئی ہے کہ اس ہاؤس کے جو continuance elements ہیں ان میں بڑا نمایاں elements miss ہو رہا ہے جس کو ہم اپوزیشن اور اپوزیشن لیڈر کہتے ہیں۔ آپ نے ابھی تک اپوزیشن لیڈر کا تقرر نہیں کیا۔ ہماری گزارش کے باوجود آپ نے ایک دو بار کوشش کی۔

جناب سپیکر: یہ باتیں میں نے سنی ہوئی ہیں۔ آپ اپنی بات کریں پلیز۔

راجہ طارق کیانی: جناب! یہ بات بڑی ضروری ہے۔ آپ ممبران کو وہاں بھیج دیتے ہیں، ممبران سے تو ان کا جھگڑا ہی نہیں ہے۔ یہ تو آپ کی صوابدید پر ہے۔

جناب سپیکر: اگر اپوزیشن کے دوست باہر تشریف فرما ہیں تو میں ان سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ اندر تشریف لائیں۔

راجہ طارق کیانی: جناب سپیکر! ان کا اپوزیشن لیڈر کے بارے جھگڑا ہے۔ اس rules of business کے تحت آپ کی صوابدید ہے۔

جناب سپیکر: آپ ذرا rules پڑھ لیں۔ آپ مجھے bind نہ کریں، میں bound نہیں ہوں۔ براہ مہربانی آپ اپنی بات کریں۔

راجہ طارق کیانی: آپ اپنی طرف سے کوشش کر کے اپوزیشن لیڈر مقرر کریں تاکہ ہاؤس کا component مکمل ہو اور اس کی روایات خوبصورت طریقے سے آگے بڑھ سکیں۔

جناب سپیکر: ہم پوری کوشش کر رہے ہیں۔ شکریہ۔ جی، محترمہ ساجدہ میر!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! آپ کا بڑا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے یہاں بولنے کا موقع فراہم کیا۔ عبدالستار ایدھی اس ملک کے بھوکے لوگوں کے لئے بھیک مانگ رہے ہیں۔ میں اس معزز ایوان سے ایک درخواست کرنا چاہتی ہوں یا تو ان کے ساتھ انسانیت کی خدمت کے لئے ایک دن ''جھولی مارچ'' کریں یا پھر آپ اجازت دیں تو ہم اپنی تنخواہ سے کچھ پیسے انہیں donate کریں۔ انہوں نے ایک اچھا قدم اٹھایا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ کوئی ممبر پانچ ہزار دینا چاہتا ہے، کوئی دو ہزار دینا چاہتا ہے ان کی مدد کریں، یہ ہمارے لئے ایک اچھا قدم ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ تمام ممبران کو

میری اس درخواست پر عمل کرنا چاہیے۔ دوسری قبضہ گروپ کی بات ہے لاہور کی ہر جگہ ہمارے finger tips پر ہے اور یہاں ہماری پارٹی کے لوگ اور آپ کی پارٹی کے لوگ ان قبضہ گروپوں کی پشت پناہی کرتے ہیں۔ یہ چیز نہیں ہونی چاہیے کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ صحافیوں کا مسئلہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور انہیں ان کے گھر ملنے چاہئیں۔ یہ بڑی جدوجہد کر کے اپنی محدود تنخواہ میں گزارہ کرتے ہیں، لکھتے ہیں، سڑکوں پر ان کے کیمرے چھینے جاتے ہیں، ان کو ماریں پڑتی ہیں یہ بھی ہماری جدوجہد کا حصہ ہیں۔

جناب سپیکر: خواجہ عمران نذیر صاحب کا یہ حلقہ ہے، ان کا نام miss ہو گیا ہے تو انہیں بھی اس میں شامل کر لیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر آپ ایسا فرما دیں تو میرا خیال ہے کہ وہ زیادہ بہتر ہوگا کہ اگر کمیٹی چاہے کہ کسی ممبر یا کسی official کی خدمات ضروری ہیں تو اسے opt کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ کمیٹی کو اجازت ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یا شیخ! میری بھی تھوڑی سی مجبوری سامنے رکھیے۔ میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں۔ ڈھلوں صاحب نے سب سے پہلے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہوا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، ڈھلوں صاحب!

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے محترم سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، صدر پنجاب پاکستان مسلم لیگ (ن)، جناب زعیم قادری اور مرد قلندر رانا ثناء اللہ خان جنہوں نے بے پناہ قربانیاں دیں، مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے مرکزی صدر رانا ارشد، مسلم لیگ (ن) کے معزز اراکین جو اس ہاؤس میں تشریف لائے، ان کے ساتھ ساتھ جناب قاسم ضیا اور ان کے تمام دوست جو اس ہاؤس میں تشریف لائے انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ایک قرارداد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: ایسے قرارداد پیش نہیں ہوگی۔ آپ تشریف رکھیں۔ علاؤالدین صاحب! میں آپ کو ایک منٹ کے لئے ٹائم دے رہا ہوں، اس سے زیادہ میں ٹائم نہیں دے سکوں گا۔ I am sorry مجھے اب آگے سوالات اور باقی ایجنڈے کو بھی لے کر چلنا ہے۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک منٹ نہیں بلکہ 30 سیکنڈ لوں گا۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ حقیقت ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر واقعی تقریریں نہیں ہونی چاہئیں لیکن میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم سب ارکان کے لئے سوچنے کا مقام ہے کہ بڑے اخبارات نے آج لمبی لمبی سرخیاں لگائی ہیں کہ آج کا یہ اجلاس قوم کو 40 لاکھ روپے میں پڑ رہا ہے تو آپ کے توسط سے میری سب بھائیوں سے گزارش ہے کہ آج ہم آپس میں یہ فیصلہ کریں کہ آج کے اس اجلاس کا ہم کوئی پیسا نہیں لیں گے۔ پریس میں ہمارے بارے میں جو لکھا گیا ہے اس کی detail یہاں بتانا ضروری نہیں ہے۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ اس پر ruling دیں کہ یہاں ہم میں سے کوئی آدمی بھی پیسے کے لالچ میں نہیں ہے۔ جو کچھ آج ہمارے بارے میں لکھا گیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہم کوئی پیسا نہیں لینا چاہتے اور اگر آپ چاہیں تو ہم بجٹ اجلاس کا بھی کوئی پیسا نہیں لیتے۔ یہ انتہائی ضروری ہے کیونکہ پبلک کو ہمارا message جانا چاہیے کہ ہم اللہ کی راہ میں لوگوں کی بہتری کے لئے یہاں کام کرنے آتے ہیں اور ہم کوئی پیسا نہیں لیں گے۔ آپ اس پر ruling دیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

کافی دیر ہوگئی ہے آپ کی مہربانی۔ میں آپ تمام معزز ممبران کا بہت خیال کرتا ہوں لہٰذا آپ کو بھی میرا خیال رکھنا چاہیے، مہربانی کریں مجھے ایجنڈے پر بھی چلنے دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ مولانا! اب باری نہیں ملے گی۔ سندھو صاحب! چلیں، آپ ایک منٹ کے لئے بات کریں۔

مرکزی حکومت کی طرف سے سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کرنے کے خلاف قرارداد پیش کرنے کا مطالبہ

MR TAHIR AHMED SINDHU: Very kind of your honour, I am grateful.

جناب سپیکر! آپ کے توسط سے ایک انتہائی اہم issue آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ Interior Ministry نے Prime Minister کو ایک سمری بھیجی ہے جس میں انہوں نے across the board بے شک کوئی ڈکیت ہے، بے شک کوئی terrorist ہے سب کی سزائے موت life imprisonment میں commute کر دی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں اور یہ معزز ہاؤس مجھ سے اتفاق کرے گا کہ یہ عوام کے حقوق سے کھیلنے کے مترادف ہے۔ مرد مجاہد لاء منسٹر ہمارے ہاؤس میں تشریف فرما ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ یہ matter take up کیا جائے۔ کچھ دن پہلے موضع دیوآل میری constituency میں ہے، ڈکیتی کے دوران دو خواتین اور ایک بچے کا murder کر دیا گیا، دو خواتین کو زخمی کر دیا گیا اور ان کی death کو commute کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: قاعدہ اور قانون موجود ہے۔ آپ اس کے مطابق چلیں۔ آپ اس ہاؤس کے معزز ممبر ہیں۔ میں آپ کو اس سے زیادہ کیا کہہ سکتا ہوں۔ آپ کے پاس اختیار موجود ہے۔ آپ کے پاس قانون موجود ہے۔ آپ پارلیمنٹیرین بننے کی کوشش کریں۔

جناب طاہر احمد سندھو: آپ لاء منسٹر سے پوچھیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ معاملہ جو اس وقت ہاؤس میں اٹھایا گیا ہے۔ یہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں بعض cases ایسے ہیں کہ جن میں rape اور murder ہوئے ہیں اور ایسے ایسے گھناؤنے جرائم کرنے والے لوگ ہیں کہ جن کی سزا میں واقعتاً کمی نہیں ہونی چاہیے۔ میں اپنے معزز بھائی سے یہ request کروں گا کہ وہ اس معاملہ کو کسی قرارداد کی صورت میں لائیں۔ ہم اس پر ہاؤس میں بحث کریں گے اور اگر اس ہاؤس کی یہ رائے ہوئی جو کہ prima facie مجھے لگتا ہے کہ ہو گا تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس معاملہ کو take up کریں گے۔

سوالات (محکمہ جات ہائر ایجوکیشن اور سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ ہائر ایجوکیشن اور سکولز ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔جی، میاں نصیر احمد!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمایئے!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں ایک چیز کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ 28۔جون کو جو اجلاس ہوا جس میں ضمنی بجٹ پاس کیا گیا اس میں ہم نے کورم کو point out کیا تھا کہ ایک بہت non serious طریقے سے 30/35 ممبران کی موجودگی میں ایک اتنا اہم issue ضمنی بجٹ جو سابقہ حکومت کی اربوں روپے کی corruption کا ایک budget bill پاس ہو رہا تھا اس پر ہم نے اعتراض کیا، کورم point out کیا اور کورم پورا نہیں تھا اس کے باوجود اسمبلی کی کارروائی چلائی گئی اور یہاں یہ observation دی گئی۔ اگلے دن میرے بارے میں اخبارات میں چھپا کہ ایوان کی کارروائی کو مذاق بنایا جارہا ہے۔

جناب سپیکر! 30/35 لوگوں سے ضمنی بجٹ کو پاس کروانا مذاق ہے نہ کہ کورم کو point out کرنا مذاق ہے اور یہ چیز مذاق ہے کہ اس دن اجلاس غیر معینہ مدت تک ملتوی کر کے اجلاس کو 4 دن کے لئے ملتوی کیا گیا۔اس قوم کو ہم کہہ تو یہ رہے ہیں کہ ہم ٹائلیں بھی دفتروں میں نہیں لگائیں گے، ہم اس قوم کا پیسا بچائیں گے اور اس صوبے کی غریب عوام کا 30/40 لاکھ روپیہ ضائع کر دیا گیا۔

جناب سپیکر: آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟ آپ اپنی بات کریں۔آپ تقریر کر رہے ہیں۔آپ پارلیمانی لیڈر ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کل جو چیز اخبارات میں چھپی تھی کہ ہم نے ایوان کی کارروائی کو مذاق بنایا ہے۔ ہم نے ایوان کی کارروائی کو مذاق نہیں بنایا۔ جنہوں نے 30/35 لوگوں سے ایوان کی کارروائی کو چلایا ہے انھوں نے ایوان کی کارروائی کو مذاق بنایا ہے اور

اس ایوان کو مہربانی کرکے rubber stamp نہ بننے دیا جائے اور اس میں ہر issue پر proper بحث کروائی جائے۔ شکریہ۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اب کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔ جی، میاں نصیر صاحب!

میاں نصیر احمد: سوال نمبر 12 ہے۔

گورنمنٹ پائلٹ سکول فار بوائز وحدت کالونی لاہور میں واقع کوارٹرز میں ناجائز طور پر رہائش پذیر ملازمین اور دیگر تفصیلات

*12: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پائلٹ سکول فار بوائز وحدت کالونی لاہور میں واقع چند نئے اور پرانے کوارٹرز صرف اسی سکول میں خدمات سرانجام دینے والے ملازمین درجہ چہارم کے لئے مختص ہیں؟

(ب) مذکورہ سکول میں واقع ملازمین درجہ چہارم کی رہائشیں الاٹ کرنے والی کمیٹی کے ارکان کے نام، عہدہ الاٹمنٹ پالیسی نیز موجود تمام رہائشیوں کی الاٹمنٹس کا میرٹ بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں واقع کوارٹرز کی الاٹمنٹ اس سکول میں کام کرنے والے ملازمین کے علاوہ دوسرے دفاتر کے ملازمین کو بھی کی گئی ہیں جو کہ رہائش پذیر بھی ہیں، وضاحت فرمائیں کہ کس قانون/سفارش پر یہ سہولت دی گئی ہے؟

(د) مذکورہ سکول میں دوسرے دفاتر کے الاٹی/رہائشی ملازمین کے نام اور عہدہ جات کیا ہیں نیز وہ کس دفتر میں کس سرکاری آفیسر کے ساتھ ڈیوٹی دے رہے ہیں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ سکول میں واقع پرانے کوارٹرز کے الاٹیوں کو نئے تعمیر شدہ کوارٹرز الاٹ کئے گئے، لیکن بلاوجہ یہ الاٹمنٹس بعد میں کینسل کر دی گئیں کینسل شدہ اور دوبارہ جاری شدہ الاٹمنٹ آرڈرز کی نقول فراہم کی جائیں نیز وجہ بیان فرمائیں کہ ایسا کیوں کیا گیا، اگر درج بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان بے ضابطگیوں کی انکوائری کروانے اور حق داروں کی دادرسی کے ساتھ ساتھ ان بے قاعدگیوں کے ذمہ دار اہلکاران افسران کے خلاف قانونی کارروائی کے لئے تیار ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔ گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری سکول فار بوائز وحدت کالونی لاہور میں واقع پانچ نئے اور پانچ پرانے کوارٹرز موجود ہیں جو صرف اسی سکول میں خدمات سرانجام دینے والے درجہ چہارم ملازمین کے لئے مختص ہیں۔

(ب) i-الاٹمنٹ کے وقت کمیٹی کے ارکان کے نام مندرجہ ذیل تھے۔

1- حاجی غلام حسین، سینئر ہیڈ ماسٹر

2- محمد افضل، ڈپٹی ہیڈ ماسٹر

3- محمد یسین وٹو، ایس۔ایس۔ٹی

4- مرزا عبدالرحمن، ایس۔ایس۔ٹی، (تتمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے)

ii- سکولوں میں کوارٹرز الاٹمنٹ کی کوئی واضح پالیسی یا نوٹیفکیشن نہ ہے۔

iii- کوئی سپیشل میرٹ نہ ہے بلکہ جنہوں نے درخواست دی تھی، انہیں کوارٹرز دے دیئے گئے۔ (تتمہ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔)

(ج) درست ہے۔ تین ملازمین کو مذکورہ سکول میں واقع کوارٹرز کی الاٹمنٹ کی گئی ہیں۔

1- رانا اعجاز احمد، سینئر کلرک، ڈی۔پی۔ای (ایس۔ای) کو وزیر تعلیم کے حکم پر الاٹ کیا گیا۔ تتمہ (سی) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

2- قاری اللہ بخش، نائب قاصد فنانس ڈیپارٹمنٹ کو سپیشل سیکرٹری سکولز کے زبانی حکم پر الاٹ کیا گیا۔ (تتمہ (ڈی) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے)

3- سجاد احمد ڈرائیور سیکرٹری ہائر ایجوکیشن سول سیکرٹریٹ پنجاب لاہور

(د) 1- رانا اعجاز احمد، سینئر کلرک، دفتر ڈی۔پی۔آئی (سیکنڈری) پنجاب لاہور

2- قاری اللہ بخش، نائب قاصد فنانس ڈیپارٹمنٹ، سول سیکرٹرٹ پنجاب لاہور

3- سجاد احمد ڈرائیور سیکرٹری ہائیر ایجوکیشن سول سیکرٹیرٹ پنجاب لاہور

دوسرے کوارٹرز میں سکول ہذا کے ملازمین ہی رہ رہے ہیں تتمہ (ای) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ہ) درست ہے۔ چونکہ الاٹمنٹ کرتے وقت ابھی تک باقاعدہ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے سکول یا محکمہ تعلیم کو ہینڈ اوور ہی نہیں کئے تھے اس لئے کینسل کر دیئے گئے تھے۔

مذکورہ غیر متعلقہ ملازمین کو نوٹس دیئے گئے جس کے جواب میں قاری اللہ بخش کا خالی کردہ کوارٹر سکول ہذا کے ملازم شفیق چوکیدار کو الاٹ کر دیا ہے تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے جبکہ رانا اعجاز اور سجاد احمد نے عدالتوں سے حکم امتناعی حاصل کر رکھے ہیں تتمہ (جی) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے جن کی پیروی کی جارہی ہے رانا اعجاز احمد کا کیس سول جج جناب جاوید اقبال شیخ کی عدالت میں زیر سماعت ہے جس کی تاریخ پیشی 02-07-2008 اور سجاد احمد کا کیس بعدالت جناب نعیم احمد سول جج زیر سماعت ہے جسکی تاریخ پیشی 04-07-2008 ہے غیر قانونی الاٹمنٹ کرنے والوں کے خلاف قوانین کے تحت کارروائی کی جارہی ہے سینئر ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ سنٹرل ماڈل ہائی سکول سمن آباد لاہور اور سینئر ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ماڈل ہائی سکول ماڈل ٹاؤن لاہور کو انکوائری آفیسرز مقرر کیا گیا۔ تتمہ (ایچ) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرے سوال نمبر 12 کے سلسلے میں جو جوابات آئے ہیں اس میں بیوروکریسی نے ایک دفعہ پھر اپنی روایتی سستی اور تعاون نہ کرنے کی ریت کو برقرار رکھا ہے۔ محکمہ کی طرف سے انتہائی غیر تسلی بخش جوابات دیئے گئے ہیں لیکن اجلاس سے پہلے میں وزیر صاحب کے چیمبر میں گیا تھا۔ اس حوالے سے میں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے انتہائی جرائتمندی کا ثبوت دیتے ہوئے مجھے کہا ہے کہ محکمہ نے جو جوابات غیر تسلی بخش دیئے ہیں میں اس پر ضروری کارروائی کروں گا۔

جناب سپیکر: آپ اس سوال کو کیسے تصور کرنا چاہتے ہیں؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرے سوال کے جز (ہ) کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ عدالت میں کیس چل رہے ہیں۔ میں یہاں پر یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جو افراد عدالت میں کیس لے کر گئے ہیں حقیقت میں تو ان کو گھر الاٹ ہی نہیں ہوئے تو ان کا عدالت میں جانے کا جواز ہی نہیں بنتا۔ اس حوالے سے وزیر صاحب مجھے پہلے وضاحت دے چکے ہیں کہ وہ ضروری کارروائی کریں گے اس لئے میں ان کی وضاحت سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال رانا منور حسین صاحب کا ہے۔

سردار شہزاد رسول خان جتوئی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیے!

سردار شہزاد رسول خان جتوئی: جناب سپیکر! مظفر گڑھ میں محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے پوٹریٹ کو گولیاں مار کر اسے جلایا گیا ہے۔ ہم نے جب پرچہ کروایا ہے تو اس پر انتظامیہ نے کوئی کارروائی نہیں کی۔ میں یہاں پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید جنھوں نے جمہوریت کا نام بلند کیا ہے ان کے پوٹریٹ کو جلایا گیا ہے۔ ہم جب انتظامیہ کو کہتے ہیں تو وہ اس پر کوئی عمل نہیں کرتی۔ میں خود آئی۔ جی صاحب کے پاس گیا ہوں لیکن اس پر کوئی عمل نہیں ہو رہا۔ میں اس پر احتجاج کرتا ہوں اور اس پر سختی سے عمل کیا جانا چاہیے۔

جناب سپیکر: جناب کائرہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو معاملہ یہاں point out کیا ہے۔ ہم ان کو یقین دہانی کرواتے ہیں کہ انشاء اللہ اس پر strict action لیا جائے گا، پولیس والوں کو بھی پوچھا جائے گا اور تحقیقات بھی کرائی جائیں گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، رانا منور حسین صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: سوال نمبر 46۔

پنجاب کی یونیورسٹیوں کے سنڈیکیٹس میں ہائی کورٹ کے ججوں کا بطور ممبر نامزدگی سے متعلقہ تفصیلات

*46: رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کی یونیورسٹیوں میں سنڈیکیٹس میں ہائی کورٹ کا چیف جسٹس یا جج ممبر ہوتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو پنجاب کی کتنی یونیورسٹیوں میں ہائی کورٹ کے جج سنڈیکیٹ کے ممبر ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی، ممبر ہوتا ہے تاہم 3 یونیورسٹیوں میں نہیں ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب میں کل 12 سرکاری یونیورسٹیاں قائم ہیں ان 12 میں سے 9 یونیورسٹیوں میں چیف جسٹس یا ان کا نامزد کردہ جج سنڈیکیٹ کا ممبر ہے ان یونیورسٹیوں کے نام درج ذیل ہیں -1- پنجاب یونیورسٹی لاہور 2- لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور - 3-یونیورسٹی آف انجینئر اینڈ ٹیکنالوجی لاہور 4-اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور 5-بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان 6 -فاطمہ جناح یونیورسٹی برائے خواتین راولپنڈی 7 -گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور 8 -یونیورسٹی آف انجینئر ٹیکنالوجی ٹیکسلا 9 -یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور تاہم مندرجہ ذیل 3 یونیورسٹیوں میں چیف جسٹس یا ان کا نامزد کردہ جج سنڈیکیٹ کا ممبر نہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اسمبلی نے ان یونیورسٹیوں کے قانون (آرڈیننس) میں یہ شق نہیں رکھی

1- گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

2- یونیورسٹی آف سرگودھا

3- یونیورسٹی آف گجرات

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہاؤس کی کارروائی میں میرے اس سوال کو شامل فرمایا ہے اور پذیرائی بخشی ہے لیکن میرے سوال کا جواب تسلی بخش نہیں دیا گیا۔ محکمہ ہائر ایجوکیشن کی طرف سے جو رپورٹ آپ کے دفتر کو موصول ہوئی ہے میرا سوال یہ تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کی یونیورسٹیوں میں سنڈیکیٹس میں ہائی کورٹ کا چیف جسٹس یا جج ممبر ہوتا ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو پنجاب کی کتنی یونیورسٹیوں میں ہائی کورٹ کے جج سنڈیکیٹ کے ممبر ہیں۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟" اس پر وزیر ہائر ایجوکیشن نے جو جواب تحریر فرمایا ہے اور انہوں نے مختلف یونیورسٹیوں کا ذکر فرماتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد، یونیورسٹی آف سرگودھا اور یونیورسٹی آف گجرات میں ہائی کورٹ کے جج سنڈیکیٹ کے ممبر نہیں ہیں۔ اگر تمام یونیورسٹیوں میں سنڈیکیٹ کے ممبر جج صاحبان ہیں تو kindly ان تین یونیورسٹیوں کے ممبر بھی ان کو بنایا جائے تاکہ وہاں پر transparency قائم ہو سکے اور وہاں کے معاملات اچھے طریقے سے چل سکیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سوال کا جز (الف) یہ ہے کہ: "کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کی یونیورسٹیوں میں سنڈیکیٹس میں ہائی کورٹ کا جسٹس یا جج ممبر ہوتا ہے؟" اس کا جواب یہ ہے کہ "جی ممبر ہوتا ہے تاہم 3 یونیورسٹیوں میں نہیں ہے۔"

اس کا جز (ب) ہے کہ "اگر جواب اثبات میں ہے تو پنجاب کی کتنی یونیورسٹیوں میں ہائی کورٹ کے جج سنڈیکیٹ کے ممبر ہیں۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟" اس کا جواب یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں کل 12 سرکاری یونیورسٹیاں قائم ہیں۔ ان میں 12 میں سے 9 یونیورسٹیوں میں چیف جسٹس یا ان کا نامزد کردہ جج سنڈیکیٹ کا ممبر ہے اور 3 یونیورسٹیوں میں نہیں ہیں۔ وہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد، یونیورسٹی آف سرگودھا اور یونیورسٹی آف گجرات ہیں۔ وہاں جج صاحب اس لئے ممبر نہیں ہیں کہ یہ پبلک سیکٹر کی یونیورسٹیاں ہیں۔ ان کے آرڈیننس میں یہ چیز نہیں ہے کہ جج ان کے ممبر ہوں اور جو باقی ہیں ان کے آرڈیننس میں یہ چیز قائم ہے کہ ان میں ہو سکیں گے۔ اس لئے وہ ممبر نہیں ہیں کیونکہ فیصل آباد، گجرات اور سرگودھا میں ہائی کورٹ کے بنچ بھی نہیں ہیں اور ان یونیورسٹیوں کے آرڈیننس میں اس کی وضاحت نہیں ہے کہ جج ان کے ممبر ہوں گے۔

جناب سپیکر: جی، رانا منور حسین صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ وہاں پر ہائی کورٹ کا بنچ نہیں ہے۔ ہمارا سرگودھا اور فیصل آباد کا دیرینہ مطالبہ رہا ہے کہ وہاں پر ہائی کورٹ کا بنچ قائم کیا جائے لیکن آج تک کسی بھی حکومت نے اس طرف توجہ نہیں دی کہ وہاں پر ہائی کورٹ کا بنچ بنے۔ ہماری یہ گزارش ہے کہ سرگودھا اور فیصل آباد لاہور سے صرف دو گھنٹے کی drive پر موجود ہیں تو آپ پچھلی حکومت اور پچھلے V.C صاحب کا دور دیکھ لیں تو وہاں پر من مانیاں کی گئی ہیں اور اپنی مرضی سے ہزاروں لوگوں کی appointments کی گئی ہیں جس پر کوئی code formality پوری نہیں کی گئی اس لئے syndicate کے ممبرز ہائی کورٹ کے جج صاحبان اور اس Honourable House کے ممبرز ہوتے ہیں تو اگر وہ ممبرز مل کر کام کریں، syndicate کی proper meetings ہوں تو وہاں پر transparency قائم ہو سکتی ہے۔ میری اس ایوان کی وساطت سے آپ سے اور منسٹر صاحب سے یہ humble request ہے کہ ان یونیورسٹیوں میں ہائی کورٹ کے جج صاحبان کو

appoint کیا جائے اور اگر اس وقت وہاں پر یہ provision موجود نہیں ہے تو law میں amendment کرکے اور اسے ordinance میں شامل کرکے ہائی کورٹ کے جج صاحبان کو syndicate میں شامل کیا جائے۔ شکریہ

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس جگہ یا جس شہر میں ہائی کورٹ کا بنچ ہو گا تو وہاں کی یونیورسٹی کے لئے وہ ممبر ہو گا۔ جہاں یونیورسٹی ہو گی اور ہائی کورٹ کا بنچ نہیں ہو گا تو وہاں وہ ممبر نہیں بن سکتے۔ میرا یہ سوال ہے کہ آیا یہ کوئی ان کے rules میں ہے کہ جس شہر کی یونیورسٹی میں اگر بنچ ہو گا تو یونیورسٹی کا syndicate member جج ہو گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس وجہ سے یہ نہیں ہے بلکہ تمام یونیورسٹیوں کی اپنی autonomous body ہوتی ہے، ان کے اپنے rules and ordinances مقرر ہیں اور ان تین یونیورسٹیوں کے ordinances میں نہیں ہے کہ اس کے ممبر کا جج ہونا ضروری ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے سوال یہ ہے کہ ہم syndicate میں جو جج appoint کرتے ہیں اس کا بنیادی مقصد کیا ہے اور جو یونیورسٹیاں appoint نہیں کرتیں یا قانون کے مطابق جن یونیورسٹیوں میں نہیں ہے تو یہ تفریق کیوں ہے اور اس پر حکومت پنجاب کیا action لے رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! syndicate کا مقصد ہوتا ہے education, publication اور دوسرے تعلیمی معاملات کے لئے ضروری اقدامات کرنا، اس کے علاوہ یونیورسٹی کے افسران، اساتذہ اور دوسرے ملازمین کے فرائض بھی مقرر ہوتے ہیں

چونکہ یونیورسٹیوں کی طرف سے ابھی اس کی demand نہیں آئی کہ وہاں پر جج ممبر مقرر کئے جائیں، آرڈیننس میں بھی نہیں ہے، اگر آرڈیننس میں شامل ہوگا تو ممبر مقرر کر دیئے جائیں گے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں شاید منسٹر صاحب تک اپنا سوال پہنچا نہیں سکی۔ میرا سوال یہ ہے کہ جو یونیورسٹیاں syndicate مقرر کرتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ بھی ذرا speed کم کریں اور میں منسٹر صاحب سے بھی کہوں گا کہ وہ تھوڑی speed کم کریں تاکہ ہم سب کو سمجھ آ سکے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! House میں تو صرف آپ ہی کی سمجھ آتی ہے اور تو کسی کی سمجھ ہمیں آتی ہی نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ بڑا اہم معاملہ ہے کہ ہائی کورٹ کے ججز کی ایک reputation ہوتی ہے اور یہ presume کیا جاتا ہے کہ ان کے ہونے سے ادارے کی efficiency بہتر ہو گی۔ جو ادارے جان بوجھ کر syndicate appoint نہیں کر رہے اس کے اوپر حکومت پنجاب کیا action لے رہی ہے اور اپنے آرڈیننس میں ترمیم کیوں نہیں کر رہے ؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کے لئے fresh question آنا چاہیے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ rules دیکھ لیں اس میں fresh question کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ میں نے سوال کا ایک حصہ پوچھا ہے اور اگر منسٹر صاحب کے پاس اس کا جواب نہیں ہے تو وہ ایک علیحدہ بات ہے ورنہ یہ سوال کا حصہ ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! میرے خیال میں اس سوال پر جو ضمنی سوال آ رہے ہیں ان کے جواب کے لئے آپ کو تھوڑا سا ٹائم دے دیں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے جیسے پہلے بتایا ہے کہ تمام یونیورسٹیاں autonomous bodies ہیں، ان کے اپنے rules and regulations ہیں تو ان میں پہلے ممبر ہونے کی provision نہیں ہے۔ ابھی فاضل ممبر صاحبہ نے کہا ہے تو اس تجویز کو زیر غور لا کر میں محکمہ تعلیم کو کہوں گا کہ وہ اس پر غور کریں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ اس وقت ضمنی سوال اور آنے چاہئیں تو میرا خیال ہے کہ ابھی تک محکمے کی رپورٹ اتنی مؤثر اور تفصیلی نہیں ہے تو اس سوال کو pending کر لیا جائے۔ اس پر ہمارے معزز ممبران اگر ضمنی سوال دینا چاہیں تو وہ بھی جمع کر لیں اور اگلی جو بھی آپ تاریخ مقرر کریں گے تو اس دن اس پر بڑی تفصیلی بحث ہونی چاہیے کیونکہ یہ بڑا اہم اور sensitive matter ہے۔

MR. SPEAKER: Let us listen the concerned Minister!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! فاضل ممبر نے جو تفصیل مانگی ہے وہ بتا دی گئی ہے کیونکہ یہ سوال ہے اور اس میں تمام تفصیل بتا دی گئی ہے اس لئے اس میں pending کرنے والی کون سی بات ہے؟

جناب سپیکر: آپ کا مطلب ہے کہ اگر کوئی fresh question دینا چاہیں تو وہ دے لیں، آپ اس حد تک یہی بتانا چاہتے ہیں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سوال میں انہوں نے جو تفصیل مانگی ہے وہ فراہم کر دی گئی ہے۔ اب میں نے یہ بھی گزارش کی ہے کہ محکمہ تعلیم کو میں کہوں گا کہ جو بھی اس سلسلے میں تجویز آئی ہے کہ جج مقرر ہونے چاہئیں لیکن یونیورسٹیوں کے آرڈیننس میں یہ چیز نہیں ہے۔ جتنی بھی یونیورسٹیاں ہیں وہ autonomous bodies ہیں، خود مختار ادارے ہیں اور اپنے تمام قواعد خود بناتے ہیں۔ ہم یونیورسٹی کو لکھ سکتے ہیں کہ آپ جج مقرر کریں۔

جناب سپیکر: ان کا مطلب یہ ہے کہ آپ House کو تھوڑا مطمئن کریں۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ اگر کوئی ضمنی سوال آتا ہے تو اس کا جواب اچھے طریقے سے ملنا چاہیے۔ ابھی اگر آپ مکمل طور پر تیار نہیں ہیں تو اس کو pending کرنے میں کیا حرج ہے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): اس میں کون سی ایسی بات ہے کہ اس کو pending کیا جائے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آج پہلا regular session ہے جس میں پہلا question hour ہے تو میرا خیال ہے کہ وزیر صاحب کو بھی تھوڑی تیاری کی ضرورت ہے۔ ہم نے سوال میں بڑا clear پوچھا ہے کہ اگر syndicate کے ممبرز ہیں تو اس کی کیا

وجوہات ہیں اور اگر نہیں ہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟ مان لیا کہ وہ autonomous bodies ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ پنجاب حکومت کے preview سے بالکل باہر ہیں۔ اگر یونیورسٹی کی بہتری کے لئے syndicates میں ججز appoint کئے جاتے ہیں تو اچھی بات ہے۔ جو لوگ نہیں کر رہے تو یہ بڑی apparently بات ہے، اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے، یقیناً وہ نہیں چاہتے کہ ان کے ادارے یا یونیورسٹی کے اندر اس طرح سے check and balance قائم ہو۔ آپ بالکل صحیح فرما رہے ہیں کہ اس کو pending کر دیا جائے کیونکہ اس کا مناسب جواب ابھی House میں نہیں آیا۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جو سوال پڑھے گئے ہیں ان کے مطابق جواب مکمل آ چکا ہے۔ جس طرح خاتون نے point out کیا ہے تو محکمہ تعلیم recommend کرے گا کہ اس میں چیف جسٹس صاحب سے requirement مانگی جائے، اگر وہ اپنا جج نامزد کریں گے تو یونیورسٹی کو ہم لکھ دیں گے۔

جناب سپیکر: میری اور معزز ارکان دونوں کی رائے سے آپ کو اتفاق کر لینا چاہیے۔ اگر اس کو pending کر دیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جی، pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ سوال pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: سوال نمبر 14۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

محکمہ تعلیم میں 1987 تا 1993 بھرتی، ڈی۔پی۔ایز کی سنیارٹی اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*14۔ میاں نصیر احمد: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1987 اور 1991 میں ایم۔اے فزیکل ایجوکیشن مرد اور خواتین کو محکمہ تعلیم (سکولز) میں بطور ڈی۔پی۔ایز بوساطت پنجاب پبلک سروس کمیشن بھرتی کیا گیا تھا، ان کا اب گریڈ کیا ہے؟

(ب) کیا 1993 میں ایم۔اے فزیکل ایجوکیشن مع بی۔ایڈ کرنے والوں کو محکمہ تعلیم (سکولز) میں بطور سبجیکٹ سپیشلسٹ بوساطت پنجاب پبلک سروس کمیشن بھرتی کیا گیا تھا، ان کا اب گریڈ کیا ہے؟

(ج) کیا 1993، 1987 اور 1991 میں بھرتی ہونے والے ڈی۔پی۔ایز کو محکمہ تعلیم (سکولز) کی جانب سے کوئی ہدایت کی گئی تھی کہ بی۔ایڈ کرنے پر انہیں ایس۔ایس کر دیا جائے گا؟

(د) اگر مذکورہ جزو کا جواب اثبات میں ہے تو کیا 1987 اور 1991 میں تعینات ہونے والے ڈی۔پی۔ایز کو تاریخ تعیناتی سے سنیارٹی دی گئی ہے، اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا کسی دوسرے مضمون میں صرف ایم۔اے یا ایم ۔ایس۔سی پاس مرد و خواتین کو محکمہ تعلیم (سکولز) میں بطور ایس۔ایس بھرتی کیا جاتا رہا ہے اور انہیں تین سال میں بی۔ایڈ کرنے کی ہدایت بھی کی جاتی رہی ہے؟

(و) 1987 اور 1991 میں کسی بھی دوسرے مضمون میں بھرتی ہونے والے ایس۔ایس کا اب کیا گریڈ ہے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ 1987 میں مرد و خواتین جبکہ 1991 میں صرف خواتین ایم۔اے (فزیکل ایجوکیشن) کو بطور ڈی۔پی۔ایز بوساطت پنجاب پبلک سروس کمیشن گریڈ 16 میں بھرتی کیا گیا اور ایم۔اے (فزیکل ایجوکیشن) کی تعلیمی قابلیت کے حامل ڈی۔پی۔ایز کو بی۔ایس 17 (پرسنل) دیا گیا۔ مورخہ 28-12-2006 سے انہیں گریڈ 17 ریگولر دیکر ایس۔ایس قرار دے دیا گیا ہے اور تاحال یہ اسی گریڈ (بی۔ایس 17) میں کام کر رہے ہیں۔

(ب) 1993 میں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ایم۔اے/بی۔ایڈ تعلیم کے حامل کسی بھی فرد کو ایس۔ایس (فزیکل ایجوکیشن) بھرتی نہیں کیا گیا تھا۔

(ج) 1993 میں کسی بھی فرد کو ایس۔ ایس (فزیکل ایجوکیشن) بھرتی نہیں کیا گیا تھا۔ 1987 اور 1991 میں محکمہ تعلیم سکولز کی جانب سے ایسی کوئی ہدایت جاری نہیں کی گئی تھی کہ بی۔ ایڈ کرنے پر ڈی۔ پی۔ ایز کو ایس۔ ایس بنا دیا جائیگا۔

(د) چونکہ مذکورہ بالا جزو کا جواب نفی میں ہے۔ لہذا 1987 اور 1991 میں تعینات ہونے والے ڈی۔ پی۔ ایز کی طرف سے تاریخ تعیناتی سے سنیارٹی مانگنا بلا جواز ہے۔ انہیں سنیارٹی اس تاریخ سے ہی ملے گی۔ جس تاریخ کو ان کا بی۔ ایس 17 کا انفرادی نوٹیفکیشن جاری ہوا ہے۔

(ہ) 1993 تک محکمہ تعلیم سکولز میں ایم۔ اے/ایم۔ ایس۔ سی پاس مرد و خواتین کو بطور ایس۔ ایس اس شرط پر بھرتی کیا جاتا رہا ہے کہ وہ تاریخ تعیناتی کے تین سال کے اندر بی۔ ایڈ امتحان پاس کر لیں۔

(و) 1987 میں کوئی ایس۔ ایس ریگولر بھرتی نہیں کیا گیا تھا جبکہ 1991 میں دوسرے مضامین میں بھرتی ہونے والے ایس۔ ایس میں سے 60 فیصد گریڈ 19 میں بقیہ 40 فیصد گریڈ 18 میں کام کر رہے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں اپنے سوال کے جز (ب) کی طرف آپ کی توجہ اور منسٹر صاحب کی توجہ بھی چاہوں گا کہ اس میں بڑا عجیب و غریب مذاق کیا گیا ہے۔ سوال یہ تھا کہ کیا 1993 میں ایم۔ اے فزیکل ایجوکیشن مع بی۔ ایڈ کرنے والوں کو محکمہ تعلیم میں۔۔۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب بھی سوال آئے گا تو mover پہلے نمبر پکارے گا اس کے بعد پھر آگے چلے گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! شاید یہ سن نہیں سکے، میں نے اپنے سوال کا نمبر پکار دیا تھا۔ سوال کے جز (ب) میں ہے کہ کیا 1993 میں ایم۔ اے فزیکل ایجوکیشن مع بی۔ ایڈ کرنے والوں کو۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں پہلے منسٹر صاحب کو جواب دینے دیں اس کے بعد آپ ضمنی سوال کر لیں تو بہتر رہے گا۔

میاں نصیر احمد: یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔ انہوں نے جز(ب) کا جو جواب دیا ہے اس حوالے سے میں بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ میں پہلے سوال پڑھ دیتا ہوں پھر ان کا جواب بھی پڑھ دیتا ہوں کیونکہ ان کا جو جواب آیا ہے میں تو اس حوالے سے بات کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: ان کو جواب دینے دیں۔ جی، وزیر تعلیم!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جو سوال یہاں پر آئے ہیں ان کا جواب دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب دے دیا گیا ہے۔ میاں نصیر صاحب! اب آپ ضمنی سوال کریں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ 1993 میں پبلک سروس کمیشن نے ایم۔اے اور بی۔ایڈ کی تعلیم کے کسی فرد کے لئے کوئی بھرتی کا اشتہار نہیں دیا اور نہ بھرتی کی گئی۔ میرے پاس 1993 کے اخبار کا اشتہار بھی ہے جس میں بھرتی کے لئے advertisement بھی کی گئی اور جو 15 افراد بھرتی کئے گئے ان کی لسٹ بھی دی گئی اور بھرتی ہونے والے یہ افراد اس وقت اٹھارویں اور انیسویں سکیل میں کام بھی کر رہے ہیں جبکہ مجھے جواب یہ دیا گیا ہے کہ 1993 میں بھرتی ہی نہیں کی گئی۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جز(ب) میں جواب یہ دیا گیا ہے کہ 1993 میں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ایم۔اے، بی۔ایڈ تعلیم کے حامل کسی بھی فرد کو ایس۔ایس فزیکل ایجوکیشن بھرتی نہیں کیا گیا تھا۔ اب یہاں پر چونکہ فاضل ممبر نے کہا ہے کہ بھرتی ہوئے ہیں تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کے پاس یہ جو documents ہیں یہ یہاں پر پیش کئے جائیں اور جو متعلقہ محکمہ ہے جنہوں نے یہ information غلط مہیا کی ہے ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔ مجھے یہ چیک کرنے دیں، میں اس کو examine کرواؤں گا۔ اگر یہ صحیح ہے تو جس نے یہ غلط information دی ہے اس کے خلاف کارروائی ہو گی۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے سیکرٹری تعلیم کو کہہ دیا ہے کہ وہ تمام ریکارڈ پیش کریں جو بھی ذمہ دار ہو گا اگر انہوں نے اگر غلط جواب دیا ہے تو ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! پہلے ان کا جواب آنے دیں۔ میں نے floor ان کو دیا ہوا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): میں نے فاضل ممبر سے گزارش کی ہے کہ میں نے سیکرٹری تعلیم کو کہہ دیا ہے کہ وہ تمام ریکارڈ پیش کریں اگر جواب غلط ہوا تو ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میری صرف گزارش یہ ہے کہ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں اور اس ہاؤس کی کچھ روایات ہیں، اس ہاؤس کے کچھ رولز ہیں، ہاؤس میں جواب آنے سے پہلے اس پر تحقیق ہونی چاہئے، اس پر انکوائری ہونی چاہئے اور جو جواب ہاؤس میں آئے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ محکمہ یہ جواب کسی ذمہ داری سے دے رہا ہے۔ جیسا کہ فاضل ممبر نے آپ کے سامنے اخبار کی cuttings پیش کی ہیں تو اس کے بعد جو غلط جواب ہاؤس میں آیا ہے اسے میں سمجھتی ہوں کہ اس سے ہمارے پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ کسی بھی حکومتی ادارے کو اس چیز کی اجازت نہیں دی جانی چاہئے کہ وہ ہاؤس میں غلط جواب پیش کرے اور ہاؤس کو mislead کرنے کی کوشش کرے۔ میں اس سلسلے میں چاہوں گی کہ آپ سختی سے ایکشن لیں تاکہ آئندہ محکمے ذمہ داری کے ساتھ جواب بھیجیں۔ یہ تو بالکل غلط ہے کہ ہاؤس میں غلط جواب بھیجا گیا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے بھی فرمایا ہے کہ ہم ایکشن لیں گے اور میں بھی ان کو کہہ رہا ہوں کہ مکمل طور پر یہ ریکارڈ دیکھیں اور اس کے بعد ہم فیصلہ سنائیں گے کہ کیا کرنا ہے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! انکوائری ہو گی اور اگر ذمہ دار ہوئے تو کارروائی ہو گی۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! محکمہ تعلیم میں دوران نگران حکومت بھرتیوں پر پابندی لگائی گئی تھی۔ انہوں نے اس وقت من مرضی سے لوگوں کو بھرتی کیا ہے۔ الیکشن پر اثرانداز ہوئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال ہے کہ دوران الیکشن پانچ مہینوں میں جو غیر قانونی بھرتیاں کی گئی ہیں ان سب کو Nell and wide declare کیا جائے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس پر ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے جو غیر قانونی بھرتیاں ہوں گی وہ منسوخ ہوں گی اور متعلقہ افسران کے خلاف کارروائی ہو گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری گزارش کچھ اور ہے میں نے یہ کہا ہے کہ جو انکوائری کمیٹی بنائی گئی ہے وہ بھرتیوں کے بارے میں ہے۔ میں نے درخواست یہ کی ہے کہ ہاؤس میں جن لوگوں نے غلط جواب بھیجا ہے، محکمہ کی طرف سے جو غلط جواب آیا ہے ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر: کارروائی کے حوالے سے میں نے بھی کہا ہے اور وزیر صاحب نے بھی فرمایا ہے کہ اگر انہوں نے غلط رپورٹ دی ہے تو ہم ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں سوال کے غلط جواب پر کارروائی کے حوالے سے بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: میں غلط جواب کے بارے میں ہی کہہ رہا ہوں۔

چودھری جاوید احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری جاوید احمد: جناب سپیکر! جس معاملے کی بات ہو رہی ہے۔ ہمارے معزز رکن نے یہ point out کیا ہے کہ ہاؤس میں غلط جواب پیش ہوا ہے اور اس بارے میں انکوائری کی جا رہی ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس کی انکوائری کمیٹی کا نام announce کریں کہ یہ انکوائری کون کرے گا اور اس کو کون chair کرے گا اور یہ معاملہ کب تک ہاؤس میں دوبارہ پیش ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: دیکھیں! متعلقہ وزیر آپ کے سامنے تشریف فرما ہیں۔ وہ بھی اس پر انکوائری کر رہے ہیں اور وہ انکوائری کر کے ہمیں رپورٹ دیں گے۔

چودھری جاوید احمد: جناب سپیکر! غلط جواب سے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے اس حوالے سے ہاؤس کی کوئی کمیٹی بنائیں۔

جناب سپیکر: یہ بھی اس ہاؤس کے معزز ممبر ہیں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: میرا supplementary question ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میں متعلقہ وزیر صاحب سے وضاحت چاہوں گا کہ فزیکل ایجوکیشن جو کالج ہے جہاں پر ابھی بھرتیوں یا لیکچرارز اور سٹوڈنٹس کا ذکر ہوا ہے۔ یہ بہت پرانا کالج ہے۔ ایک کالج گلبرگ لاہور میں ہے اور یہاں پر طلباء کی تعداد بہت زیادہ ہوتی تھی جو یہاں پر سارے پاکستان سے آتے تھے لیکن آج status یہ ہے کہ وہاں پر سٹوڈنٹس ہر سال بتدریج کم ہوتے جا رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر کالج میں یونیورسٹیاں بن گئیں اور کالج بن گئے اور فزیکل ایجوکیشن ان کا اپنا ایک ڈیپارٹمنٹ ہو گیا اور طلباء regular colleges میں جانا شروع ہو گئے as compare to the physical education college میرا وزیر صاحب سے یہ ضمنی سوال ہے کہ کیا حکومت پنجاب وزارت تعلیم فزیکل ایجوکیشن کالج لاہور میں دوسری ریگولر کلاسیں شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا اس کو اسی طرح فزیکل ایجوکیشن کا exclusively رکھنا چاہتی ہے اور آہستہ آہستہ اساتذہ اور سٹوڈنٹس کی تعداد جو بتدریج کم ہو رہی ہے وہ ختم کرنے کا ارادہ تو نہیں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ policy matter ہے اس پر fresh question آنا چاہئے کیونکہ فزیکل ایجوکیشن کا ایک مقصد ہوتا ہے جس میں خصوصی مقصد کے لئے تعلیم دی جاتی ہے۔ باقی عام تعلیم دینے کے لئے کالج یہاں موجود ہیں اس کے لئے fresh question دے دیں اس پر محکمہ تعلیم غور کرے گا۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آپ نے بڑی مہربانی فرمائی کہ آج یہاں پر جواب موصول ہوا اور وہ بھی مکمل نہیں تھا اور اس پر آپ نے کمیٹی قائم کر دی ہے لیکن اس میں گزارش یہ ہے کہ ان کو time limit دیا جائے کیونکہ پہلے بھی ان appointments میں کافی بے ضابطگیاں ہوئی ہیں۔ اب چونکہ گورنمنٹ چھٹیوں کے بعد دوبارہ بھرتیوں کا ارادہ رکھتی ہے تو اس وقت تک یہ فیصلہ ہو سکے اس لئے اس کو time limit کر دیں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! یہ جو معزز ممبر نے کہا ہے یا جو بے ضابطگیوں کی بات ہوئی تھی وہ صرف ایجوکیشن کے حوالے سے نہیں تھی بلکہ باقی محکموں کے حوالے سے بھی

ہے۔ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی کہا تھا کہ اس کے لئے ہم کمیٹی بنائیں گے اور جتنی بھی غیر قانونی بھرتیاں ہوئی ہیں ان سب کا جائزہ لیا جائے گا۔ اس میں محکمہ تعلیم کی بھرتیاں بھی شامل ہوں گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال قمر الاسلام راجہ صاحب کا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! On his behalf (معزز خاتون رکن نے انجینئر قمر الاسلام راجہ کے ایما پر طبع شدہ سوال نمبر 65 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، نمبر بولیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: سوال نمبر 65 ہے۔

ضلع راولپنڈی کے کالجوں میں اسسٹنٹ پروفیسرز اور لیکچرارز کی خالی اسامیاں

*65: **انجینئر قمر اسلام راجہ**: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

ضلع راولپنڈی کے کالجوں میں اسسٹنٹ پروفیسرز اور لیکچرارز کی کتنی آسامیاں خالی ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

ضلع راولپنڈی کے کالجوں میں لیکچرارز کی 221 اور اسسٹنٹ پروفیسر کی 188 آسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہتی ہوں کہ جو جواب دیا گیا ہے specifically ضلع راولپنڈی کے کالجوں کے بارے میں ہے۔ اس میں لیکچرارز کی 221 اور اسسٹنٹ پروفیسرز کی 188 اسامیاں خالی ہیں۔ میرا وزیر صاحب سے سوال یہ ہے کہ یہ اسامیاں کب تک پورا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کیونکہ ابھی بھرتیوں پر پابندی تھی جو نہی پابندی ہٹتی ہے اور جو اسامیاں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی ہونی ہیں پہلے ہی محکمہ تعلیم نے پبلک سروس کمیشن کو لکھ کر دے دیا ہے اور انشاء اللہ ان پر جلد تعیناتی ہو گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! جو نہی کا مطلب مجھے سمجھ نہیں آیا۔ جو نہی بڑی wage سی ایک term ہے۔ محکمہ تعلیم میں پچھلے پانچ سالوں میں جو کچھ ہوتا رہا ہے اس کے بعد اب ایک عوامی حکومت آئی ہے تو اس کا نتیجہ نظر آنا چاہئے۔ موسم گرما کی تعطیلات ختم ہونے سے پہلے یہ اسامیاں پُر ہو جانی چاہئیں۔ اس حوالے سے میں وزیر تعلیم سے یقین دہانی چاہوں گی کہ وہ on the floor of the House اس بات کو assure کروائیں کہ موسم گرما کی تعطیلات ختم ہونے سے پہلے پورے پنجاب میں یہ تمام اسامیاں پر کر دی جائیں گی۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! محکمہ تعلیم اور دیگر محکمے پبلک سروس کمیشن کو appointment کے لئے سفارش کرتے ہیں۔ وہ انٹرویو کرتے ہیں اور جو امیدوار ان کی اہلیت مکمل کر لیتے ہیں اور select ہو جاتے ہیں تو ان کو فوراً محکمہ بھرتی کر لیتا ہے۔ ابھی انہوں نے بھیجا ہوا ہے اور جب بھی پبلک سروس کمیشن سے selection ہو گی تو محکمہ تعلیم فوری طور پر ان کو appoint کرے گا۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے معزز وزیر سے گزارش ہے کہ جو پچھلے تین تین، چار چار سال سے پوسٹیں خالی پڑی ہیں اور میرے ضلع راولپنڈی میں، میرے حلقہ میں ایسے کالج ہیں جہاں کل 22 اسامیاں ہیں اور 15 خالی پڑی ہیں۔ وہاں پڑھنے والے بچوں کا کیا قصور ہے؟ اور کوئی specific time limit وزیر قانون یا وزیر تعلیم مقرر کر کے پبلک سروس کمیشن above اس House سے اوپر تو نہیں ہے۔ جتنی بھی سکولوں اور کالجوں میں اسامیاں خالی ہیں تو براہ مہربانی ان کے لئے specific time مقرر کیا جائے تاکہ جو ظلم و زیادتی طلبا کے ساتھ ہو رہی ہے، اس سے بچا جا سکے۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے 30۔ ارب روپے کی خطیر رقم تعلیم پر رکھی ہے اور موجودہ حکومت کا emphasis ہے کہ تعلیم کو بہتر کیا جائے اور اس کے لئے بھاری رقوم رکھی گئی ہیں۔ اس میں تمام خالی اسامیوں پر انشاء اللہ تعالیٰ جلد بھرتی کا process پورا کیا جائے گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میرا خیال ہے کہ مجھے یہ یاد کروانا چاہئے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ نے ایمرجنسی لاگو کی ہوئی ہے خاص طور پر صحت اور تعلیم کے شعبوں میں اور اگر

وزیر صاحب یہ assurance ہی نہیں دے سکتے کہ موسم گرما کی تعطیلات کے بعد جب دوبارہ سکول اور کالج کھلیں گے تو ابھی دو مہینے باقی ہیں، اگر ہم نے ایمرجنسی نافذ کرنے کی بات کی ہے تو دوسری طرف یہ assurance ہی نہیں دی جاسکتی کہ محکمہ تعلیم کے بارے میں ہم پھر کیا سوچ سکتے ہیں؟ نیا تعلیمی سال ستمبر سے شروع ہو رہا ہے تو یہ بہت ضروری ہے on the Floor of the House وزیر تعلیم یہ assurance دلائیں کہ محکمہ تعلیم اس کے اوپر strict اور فوری ایکشن لے گا۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پنجاب پبلک سروس کمیشن خود مختار ادارہ ہے۔ محکمہ تعلیم نے تمام خالی اسامیوں کے لئے انہیں لکھ کر بھیجا ہوا ہے۔ وہ اپنے شیڈول کے تحت انٹرویو لیتے ہیں اور اس کے بعد selection کرتے ہیں اور جونہی selection ہوتی ہے تو محکمہ تعلیم تمام اسامیوں پر بھرتی کرلے گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! بھرتیوں پر اختلاف ہے۔ اس بات پر اختلاف انہیں نہیں ہے بلکہ وہ آپ سے assurance یہ چاہتے ہیں کہ اب گرمیوں کی چھٹیاں ہو چکی ہیں۔ کیا گرمیوں کی چھٹیوں کے بعد آپ یہ appointments مکمل کر کے ان اسامیوں کو fill کردیں گے یا نہیں؟ اس کی وہ آپ سے assurance چاہتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ رانا صاحب بھی تشریف فرما ہیں تو ان کا بھی مؤقف سن لیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! کیا پبلک سروس کمیشن اس اسمبلی سے اعلیٰ وارفع ادارہ ہے جو اس کے مطابق نہیں چل سکتا اور ہماری وزارتوں کی requirement پوری نہیں کر سکتا؟

جناب سپیکر: جی، میرا خیال ہے کہ اس بارے میں رانا صاحب کی بات سن لیں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس میں مسئلہ یہ ہے کہ ایک جو معزز ممبران نے بات کی ہے اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ لوگ جو اربوں روپے کے اشتہار محکمہ تعلیم کے فنڈز میں سے اپنی ذاتی تشہیر کے لئے دیتے رہے انہوں نے کس طرح سے اس ملک کے نظام تعلیم کو برباد کیا ہے اور محکمہ تعلیم کی واقعی یہ حالت ہے کہ اس کی کوئی بھی بات سیدھی نہیں ہے۔ اب ہم نے انتہائی محنتی اور مخلص قسم کے dedicated آفیسر کے ذمے یہ بات لگائی ہے تو اب یہ ہے کہ جو بات پانچ سال، میں آٹھ سال میں بگاڑی گئی ہے اس کو میں سمجھتا ہوں کہ درست کرنے کے لئے سال تو نہیں لیکن اگر within یعنی 1/2month جو ہے ہم معاملات کو اگر regulate کر

لیں، بہتر کر لیں اور اسی ہاؤس کے معزز ایوان کو اس کے اوپر اعتماد ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ اتنا ٹائم تو ڈیپارٹمنٹ کو دینا چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسری پبلک سروس کمیشن کی بات کی ہے تو اس کی اپنی capacity ہے، جب ہم کوئی معاملہ اس کو refer کرتے ہیں کہ آپ اتنی appointments ہمیں کر کے بھیجیں تو ان کی اپنی ایک capacity ہے، اس میں کچھ دیر ہو جاتی ہے، اب گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس capacity کو تھوڑا بڑھائیں تاکہ یہ معاملات جلد از جلد ہو سکیں۔ میں اپنے معزز بھائی کو واضح کرنا چاہوں گا کہ پبلک سروس کمیشن independent ادارہ ہے۔ اس کے اوپر گورنمنٹ کا قطعی طور پر کسی قسم کا administrative یا otherwise کوئی اختیار نہیں ہے، اگر یہ اختیار ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر اس ادارے کے وجود کا مقصد ہی فوت ہو جائے تو اس قسم کی ہم انہیں کوئی direction نہیں دے سکتے لیکن ان کی capacity کم ہے تو ان کی اس capacity کو بڑھا رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ معاملات جلد حل ہو جائیں گے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! پبلک کے لئے جو ادارہ بنایا گیا ہے اگر وہ آپ کے اختیار میں نہیں ہے، آپ کو بنانے کا اختیار تھا، اس سے کام لینے کا نہیں ہے تو میں نے یہ نہیں کہا کہ آپ کو ان کے معاملات میں interference کرنے کا اختیار ہے یا نہیں۔ وہ اپنے معاملات کو انجام دینے میں خود مختار ادارہ ہے لیکن اس کے لئے اگر آپ کو ایک آدمی، ایک سیٹ کے لئے ایک requirement ہے اور وہ وقت پر نہیں ملتی تو آپ ان سے demand نہیں کر سکتے؟ اگر نہیں تو یہ House یا آپ وفاقی حکومت کو بھیجیں، اس پر ایک قرارداد پاس کریں، اس پر کام ہونا چاہئے۔ یہ پنجاب کے لوگوں کے لئے ایک بہت ضروری معاملہ ہے کہ کوئی اسامی خالی ہو اور وہ اسے نہ پُر کرے اور آپ کہیں کہ یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگوں کے ساتھ، اس صوبے کے عوام کے ساتھ زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جس طرح رانا صاحب نے کہا ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن ایک خود مختار ادارہ ہے اور اس کی constitution کا آپ کو پتا ہے کہ وہ کسی influence میں نہیں ہے لیکن میں یقین دہانی کرواتا ہوں کہ محکمہ تعلیم کی طرف سے تمام خالی پوسٹیں جو پبلک سروس کمیشن سے متعلقہ ہیں، تمام اسامیوں کے لئے ہم پبلک سروس کمیشن کو

refer کریں گے۔ ان کا بھرتی کرنے کا اپنا ایک criteria ہے وہاں پر eligible ہوتے ہیں یا نہیں ہوتے، اگر انٹرویو میں جاتے ہیں وہ select ہی نہیں ہوتے تو ان کا اپنا ایک criteria ہے۔ selection انہوں نے کرنی ہے۔ محکمہ تعلیم تمام خالی اسامیوں کے لئے پبلک سروس کمیشن کو request کرے گا کہ تمام بھرتیاں کی جائیں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس سوال پر کافی ضمنی سوالات ہو چکے ہیں تو اگلا سوال take up کیا جائے۔

جناب سپیکر: کائرہ صاحب! انہیں ذرا معاملہ چلنے دیں۔ ان کی تسلی ہونے دیں اور ایسے تو بات نہیں چلے گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے حیرت ہے بار بار وزیر موصوف ہمیں پبلک سروس کمیشن کا تو بتا رہے ہیں، ہم بھی جانتے ہیں کہ وہ appointing authority ہیں لیکن basically جو آپ نے پالیسی دینی ہوتی ہے وہ محکمہ تعلیم نے دینی ہے اور بھرتی پر سے پابندی حکومت پنجاب نے ہٹانی ہے اس کا پبلک سروس کمیشن سے کوئی لینا دینا نہیں ہے تو جب ان کو apply نہیں کریں گے، جب آپ ان کو کہیں گے ہی نہیں کہ ہمیں ٹیچرز چاہئیں یا لیکچرارز چاہئیں تو وہ appoint کیسے ہوں گے؟ ہمیں پبلک سروس کمیشن کی formation بتانے کی بجائے محکمہ تعلیم کی پالیسی بتائی جائے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اصل میں معاملات جو House میں چل رہے ہیں وہ آپ سے assurance یہ چاہتے ہیں کہ آپ یہ پابندی کب تک ختم کرنا چاہتے ہیں تاکہ ان کی ریکروٹمنٹ ہو سکے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ محکمہ تعلیم نے ہمیں لکھ کر بھیج دیا ہے۔ محکمہ تعلیم کی تمام خالی اسامیوں کی بھرتیوں کے لئے ہم بھیج رہے ہیں کہ وہ فوراً بھرتی کریں اور پابندی ختم ہو لیکن اب بھرتی انہوں نے کرنی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ پابندی ختم کر رہے ہیں۔ میں assurance چاہتا ہوں۔ یہ جو رانا صاحب فرمارہے ہیں تو آپ اس کے متعلق کیا کہیں گے؟ کیونکہ ان کو تو عارضی طور پر سوالوں کے جواب دینے کے لئے کہہ دیا گیا ہے تو رانا صاحب! آپ بتائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اولکھ صاحب نے جو آپ کو یقین دہانی on the floor of the House, کروائی ہے تو میری request ہے کہ آپ اس کے اوپر یقین کر لیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پبلک سروس کمیشن ایک ادارہ ہے، کبھی یہ زندہ ہو جاتا ہے، کبھی یہ مر جاتا ہے، کبھی یہ functional ہوتا ہے، کبھی یہ functional نہیں ہوتا اور کبھی ماورائے ادارہ بھرتیاں بھی ہوتی رہی ہیں۔ اس پر کوئی وزیر صاحب مجھے جواب عنایت فرمائیں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب! ان کی بات سنی جائے شاید کوئی اچھی بات ہمارے سامنے آ جائے۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہی ہے کہ اگر حکومت پنجاب کا یہ slogan ہے کہ ہم نے health اور education میں ایمرجنسی نافذ کی ہوئی ہے تو کیا ایمرجنسی services پر بھرتیوں پر پابندی حکومت لاگو کر سکتی ہے۔ اگر کی ہے تو بتایا جائے کہ کیا یہ غلط ہے یا ٹھیک ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے بار بار کہا ہے کہ بھرتیوں پر پابندی نہیں ہے۔ ہم پبلک سروس کمیشن کو بھرتیوں کے لئے بھیج رہے ہیں اور ان کا ایک طریق کار ہے اس کے تحت وہ بھرتیاں کریں گے، جو select ہوں گے انہیں وہ بھرتی کر لیں گے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، بھٹی صاحب!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! کیا انہوں نے سکولوں کی بھرتیوں کے لئے بھی پبلک سروس کمیشن میں بھیجا ہے یا صرف کالجوں کی بھرتیاں وہاں بھیجی ہیں جب کہ نئے devolution plan کے تحت وہ ضلعی حکومتوں کے اختیار میں ہے۔

مخدوم سید احمد محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: مخدوم صاحب! یہ question hour چل رہا ہے اگر آپ کا ضمنی سوال ہو تو وہ بہتر ہوگا، آگے آپ کی مرضی ہے کیونکہ ماشاء اللہ آپ ایک پارٹی کے پارلیمانی لیڈر ہیں اس لئے میں آپ سے ملتمس ہوں کہ اس وقت ضمنی سوالات چل رہے ہیں اگر آپ اس بارے میں مناسب سمجھیں تو بہتر ہوگا۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر اسی ضمن میں ہے۔ میں نے بڑے عرصے سے Education Department کو اپنے سوالات put کئے ہوئے تھے میرے سوال کا جواب صفحہ نمبر 15 اور 17 پر ہے۔ جس طریقے سے question hour چل رہا ہے میرا تو نہیں خیال کہ ایک مہینے بعد بھی میرے سوالات کے جوابات آئیں گے۔ میری آپ سے مودبانہ گزارش یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ دو ضمنی سوال کی اجازت دیں اور زیادہ سے زیادہ سوالات entertain کریں تاکہ ہم سب کی باری آ جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ دیکھیں میں کیا کروں، بتائیں؟ میرے خیال میں ہم اب اگلا سوال لیتے ہیں اس کو چھوڑیں۔ اگلا سوال رانا محمد اقبال کا ہے۔

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 21 ہے۔

حلقہ پی پی۔137، 138 میں تعلیمی اداروں، اساتذہ، ملازمین اور خالی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*21: رانا محمد اقبال خان: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔137، 138 لاہور میں کل کتنے تعلیمی ادارے کام کر رہے ہیں، ان کے نام کیا ہیں۔ان اداروں کے اساتذہ اور دیگر ملازمین کی تعداد کیا ہے، سکول/کالج وائز ان کے نام، ولدیت، عہدہ جات، مستقل و عارضی تعیناتی کیا ہے؟

(ب) ایک ہی ادارہ میں ایک سے زائد بار تعینات اساتذہ کرام اور ملازمین کی کیا تفصیل ہے، ان کے نام اور عہدہ جات کیا ہیں، ان کی بار بار تعیناتی کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) ضلع لاہور اور شیخوپورہ میں 1997 سے 2008 تک جن اساتذہ کرام اور ملازمین کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لائی گئی ان کے نام، ولدیت، عہدہ جات اور سزا و جزا کی تفصیل بیان کی جائے؟

(د) ان اداروں میں اساتذہ کرام اور دیگر ملازمین کی کتنی اسامیاں خالی ہیں، کیڈر وائز تفصیل بیان کی جائے اور کیا حکومت ان کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب؟

(ہ) کیا حکومت مذکورہ بالا حلقوں میں خواتین کا کوئی کالج تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو حکومت اس ضمن میں کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حلقہ پی پی۔137

ہائی سکول	مڈل سکول	پرائمری سکول	مسجد مکتب	کل
8	11	18	4	41

حلقہ پی پی۔138

کل تعداد

	ہائی سکول	مڈل سکول	پرائمری سکول	مسجد مکتب	کل
	3	07	10	5	25
کل عدد	11	18	28	09	66

ان کے ناموں کی لسٹ تتمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

حلقہ پی پی-137 اور حلقہ پی پی-138 کے اساتذہ اور دیگر ملازمین

حلقہ پی پی-137	کل اساتذہ	مستقل اساتذہ	عارضی اساتذہ	دیگر ملازمین	کل تعداد
	452	431	21	89	541
حلقہ پی پی-138	203	145	58	48	251
کل تعداد	655	576	79	137	792

درج بالا پوزیشن کی لسٹ سکول وار اور حلقہ وار تتمہ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے سکول وار ان کے نام، ولدیت، عہدہ جات، مستقل و عارضی تعیناتی سٹاف سٹیٹمنٹس تتمہ (سی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان تمام اداروں میں ملازمین کی تعیناتی بار بار نہ ہوئی ہے۔

(ج) 1997 سے 2008 تک جن اساتذہ اور ملازمین کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لائی گئی ہے ان کی تعداد ضلع لاہور میں 490 اور ضلع شیخوپورہ میں 1220 ہے۔ ان کے نام مع جزا اور سزا اور نام، ولدیت وغیرہ تفصیل تتمہ (ڈی) اور (ای) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام آسامی	تعداد	
-1	ایس۔ایس	06	
-2	ایس۔ایس۔ٹی	15	
-3	جے۔ایس۔ٹی	40	
-4	ایس۔وی	21	اساتذہ کی کل خالی اسامیاں
-5	او۔ٹی	03	274
-6	اے۔ٹی	07	
-7	پی۔ای۔ٹی	04	

8-	ڈی۔ایم	03	
9-	پی۔ٹی۔سی	154	
10-	ای۔ایس۔ای	12	
11-	ایس۔ایس۔ای	06	
12-	جی۔ایس۔ایم۔ٹی	03	ملازمین کی کل خالی اسامیاں
13-	ایل۔اے	01	22
14-	کلرک	01	
15-	واٹر مین	01	
16-	مالی	03	
17-	چوکیدار	02	
18-	سویپر	08	
19-	سکیورٹی گارڈ	06	

کل اسامیاں خالی 296 مستقبل قریب میں ان اسامیوں کو پر کرنے کا سلسلہ شروع کیا جائے گا۔

(ہ) ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کالجز راوی ٹاؤن اور شالیمار ٹاؤن لاہور میں واقع حلقہ پی پی۔138 میں گورنمنٹ کالج برائے خواتین شاہدرہ کا پی سی ون تیار ہو چکا ہے اور مذکورہ سکیم اے۔ڈی۔پی میں شامل ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد اقبال خان (پی پی۔137): جناب سپیکر! اس میں کافی teachers کافی دیر سے فارغ ہیں ان کو appoint ہونا چاہیے اگر نہیں ہو سکے تو کم از کم اب گرمیوں کی چھٹیوں میں ان کی appointment ہو جانی چاہیے۔ آخر میں انہوں نے گورنمنٹ کالج برائے خواتین شاہدرہ کے لئے کہا ہے کہ A.D.P میں آ چکا ہے لیکن جگہ کا تعین نہیں کیا مہربانی کر کے جگہ کا تعین کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! انہوں نے جس کالج کا ذکر کیا ہے انشاء اللہ وہ اس A.D.P میں شامل ہو گا وہ تعمیر ہو گا اور جگہ کی بھی تلاش کر لی جائے گی۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ مطمئن ہیں؟

رانا محمد اقبال خان (پی پی۔137): جناب سپیکر! جگہ بتائی جائے کہ یہ کہاں بنے گا؟

جناب سپیکر: آپ دونوں بیٹھ جائیں اور settle کر لیں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): ایسا کریں کہ رانا صاحب جگہ کی تلاش کرا دیں، تعمیر ہم کرا دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر اسد اشرف!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! شاہدرہ ہسپتال کے سامنے انٹرمیڈیٹ گرلز کالج ہے اور اسے up grade کر کے ڈگری کالج بنایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، شکریہ۔

ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرت: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر مختار احمد بھرت!

ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرت: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے صرف اتنا سوال ہے کہ یہ جو لکھا ہے کہ حکومت کالج تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جن علاقوں میں کالج کی ضرورت ہے وہاں کالج بننے چاہئیں تو کیا حکومت نے اس سلسلے میں کوئی ایسی پالیسی بنائی ہے یا صرف M.P.As اور M.N.As کی recommendations پر کالج تعمیر ہوں گے؟ کیونکہ آج تک ایسا ہوتا آیا ہے کہ M.P.As اور M.N.As کی recommendations پر اور جہاں کے M.P.As اور M.N.As مضبوط ہیں اور جس کی سنی جاتی ہے اس نے اپنے حلقے میں دس دس کالج بنوا لئے ہیں اور جن کی نہیں سنی جاتی ان علاقوں میں لوگ کالج کے لئے ترس رہے ہیں تو کیا حکومت کے پاس ہائی سکول کی کوئی average ہے اور وہ ان چیزوں کو دیکھ کر کوئی ایسی پالیسی بنا رہی ہے تاکہ ان علاقوں کی بھی سنی جائے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کے لئے پالیسی واضح ہے کہ جہاں جہاں کالج کی ضرورت ہے وہاں feeder school دیکھے جاتے ہیں، enrollment دیکھی جاتی ہے اور وہاں کے لوگوں کی demand دیکھی جاتی ہے اور اس کے مطابق نئے کالج تعمیر کئے جاتے ہیں۔ حکومت نے کافی رقوم بجٹ میں رکھی ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ نئے کالج تعمیر کریں گے۔

ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرت: جناب سپیکر! میں یقین دلاتا ہوں کہ نہ ایسا پہلے کبھی ہوا ہے اور نہ آئندہ ہونے کے کوئی chances ہیں۔ یہ recommendations پر کالج بننے ہیں، خدارا! یہاں ہاؤس میں جس کے بارے شور مچ رہا ہے کہ چالیس لاکھ ضائع ہو رہا ہے آج یہ پالیسی وضع کر دیں کہ جن علاقوں میں مناسب کالج موجود نہیں ہے وہاں کی کوئی پالیسی بنا دیں تاکہ ان کالج کے لڑکے اور لڑکیاں اپنی تعلیم حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر: ضرورت کے مطابق، feasibility کے مطابق وزیر صاحب ان کو کہیں کہ survey کر کے دوبارہ رپورٹ دیں۔

ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرت: جناب سپیکر! Survey کرنے والے کون لوگ ہوتے ہیں؟ وہ بھی تو وہی لوگ ہوتے ہیں جو M.P.As اور M.N.As کے نیچے ہوتے ہیں اور ماتحت ہوتے ہیں۔ انہیں جیسا کہا جائے گا انہوں نے survey کرنا ہے۔ میں آپ سے صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ پنجاب کی سطح پر اور جو ان کے پاس سکول کا record ہے جس کو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے computerized کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں! میرے خیال میں پنجاب میں کوئی ایسا علاقہ نہیں ہے جہاں سے کوئی M.P.A اور M.N.A نہ ہو۔

ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرت: جناب والا! بالکل ہیں لیکن ضروری نہیں ہے کہ اس M.P.A اور M.N.A کی شنوائی اوپر تک ہو۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں! M.P.A اور M.N.A صاحبان ہمارے لئے بہت ہی قابل احترام ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہیں اپنے اپنے حلقے میں پتا ہوتا ہے کہ میرے حلقے میں کس جگہ کیا ضرورت ہے، میں نے کس جگہ کالج بنوانا ہے، کس جگہ میں نے ٹینکی بنوانی ہے۔ وہ خدانخواستہ عوام کے خلاف تو بات نہیں کرتے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! ہمارے معزز بھائی جن کا تعلق (ق) لیگ سے ہے اور پچھلی دفعہ بھی یہ حکومت میں تھے۔ انہوں نے بتایا کہ پچھلی حکومت نے کس طرح پیسوں کو ضائع کیا اور ان کی کوئی پالیسی نہیں تھی لیکن جو ہماری education policy ہے وہ کوئی مہینہ یا دس دن میں نہیں بنے گی بلکہ ہم ایک solid policy لے کر آئیں گے اور اس میں ہم نہ صرف member کو شامل کریں گے بلکہ feasibility, value of money کو مد نظر رکھیں گے اور ایسا بالکل نہیں ہوگا کہ جہاں پر طالبعلم نہیں ہیں اور اساتذہ نہیں ہیں وہاں سکول اور کالج بنائے جائیں۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرت: جناب سپیکر! میرا تعلق جس مرضی پارٹی سے ہو میں صرف ان سے یہ بات کر رہا ہوں کہ پچھلی حکومت نے جو کیا، سو کیا اور اس حکومت کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ آپ لوگوں کے سامنے ہے میرا وزیر موصوف سے صرف اتنا سوال ہے کہ میں صرف ایک پالیسی کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں! تعلیم کے لئے نہ کسی پارٹی کی ضرورت ہے، نہ کسی گروپ کی ضرورت ہے، تعلیم پاکستان کے ہر فرد کے لئے ضروری ہے۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کالج بنانے کے لئے پہلے feasibility بنتی ہے، enrollment دیکھی جاتی ہے، feeder schools دیکھے جاتے ہیں پھر اس کے مطابق کالج بنائے جاتے ہیں۔ حکومت اسی پالیسی کے مطابق نئے کالج بنائے گی۔ اگر ان کے حلقے میں کہیں ضرورت ہوگی تو ان کے حلقے میں بھی کالج بنایا جائے گا۔

رانا محمد اقبال خان (پی پی۔137): جناب سپیکر! میرے حلقے میں جو گرلز کالج بن رہا ہے اس کی جگہ کا تعین نہیں ہو رہا۔ ڈاکٹر اسد اشرف نے جو کہا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ لہذا وزیر تعلیم صاحب مہربانی فرما کر مجھے جگہ بتائیں کہ کالج کہاں بنے گا؟

جناب سپیکر: میں نے پہلے بھی آپ سے گزارش کی ہے کہ آپ تشریف رکھیں، اجلاس کے بعد آپ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں وہ آپ کو صحیح جگہ بتا دیں گے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! اجازت ہو تو میں ایک ضمنی سوال کر لوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا ان کا سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔ شاہ صاحب اپنا سوال نمبر بولیں۔۔۔ حسن مرتضیٰ صاحب نہیں ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب میں کھڑا ہوں۔

جناب سپیکر: پھر آپ سوال نمبر کیوں نہیں بول رہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب! مائیک کھلے تو بولوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب کا مائیک کھولا جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 37 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جھنگ کے سکولز اور کالجز کے نام اور بغیر عمارات تعلیمی اداروں سے متعلقہ تفصیلات

*37: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع جھنگ میں کتنے سکول اور کالجز ہیں ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) جو سکول بغیر عمارتوں کے کام کر رہے ہیں ان کے نام فراہم کئے جائیں۔

(ج) 2003 سے آج تک کتنے سکولوں اور کالجوں کی عمارتیں کتنی کتنی لاگت سے مکمل ہوئی ہیں۔

(د) بغیر عمارتوں کے سکولز و کالجوں کی کب تک عمارتیں تعمیر کی جا رہی ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع جھنگ میں کل سکولوں کی تعداد 3057 اور کالجز کی تعداد 11 ہے ان تعلیمی اداروں کے درجہ وار اعداد و شمار کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع جھنگ میں کل 121 سکول بغیر عمارتوں کے کام کر رہے ہیں- فہرست "بی" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ج) ضلع جھنگ 2003 سے تا حال کل 6 کالجز 34 مردانہ سکولوں اور 76 زنانہ سکولوں کی عمارتیں مکمل ہوئی ہیں جن پر کل لاگت 204.336 ملین آئی ہے- (فہرست "سی" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(د) ضلع جھنگ میں جو سکول بغیر عمارتوں کے کام کر رہے ہیں ان کو ضلعی حکومت جھنگ فنڈز کی دستیابی اور علاقائی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے مرحلہ وار اپنے ترقیاتی پروگرام میں شامل کرتی رہتی ہے-

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جز (ب) کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ ضلع جھنگ میں 121 سکول بغیر عمارتوں کے چل رہے ہیں- وزیر موصوف نے یہ 121 کے غلط figures دیئے ہیں- پھر انھوں نے جز (د) میں جواب دیا ہے---

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ پہلے جز (ب) کو لیں-

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں اکٹھا کہہ دیتا ہوں وہ جواب دے دیں گے-

جناب سپیکر: چلو ٹھیک ہے- اگر آپ اس سے مطمئن ہوتے ہیں تو مجھے کیا اعتراض ہے-

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انھوں نے جز (د) میں کہا ہے کہ ضلعی حکومت فنڈز کی دستیابی اور علاقائی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے مرحلہ وار اپنے ترقیاتی پروگرام میں شامل کرتی رہتی ہے- وزیر موصوف واضح کر دیں کہ ان کو شامل کرنے کا کیا criteria ہے کیونکہ ہم پچھلے دور میں اپوزیشن میں تھے اور ایجوکیشن سیکٹر میں ہمیں کوئی فنڈ نہیں ملا- ہماری کوئی عمارت نہیں بنی، کسی عمارت کی مرمت نہیں ہوئی، ہمارے حلقے میں کوئی بھرتی نہیں ہوئی تو بتائیں کہ کیا criteria بنایا ہے یا اب بھی پہلے کی طرح ہمارے ساتھ سلوک ہونا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ضلع جھنگ میں جو سکول عمارتوں کے بغیر کام کر رہے ہیں ان کو ضلعی حکومت جھنگ فنڈز کی دستیابی اور علاقائی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے

مرحلہ وار اپنے ترقیاتی پروگرام میں شامل کرتی ہے۔یہ سوال ضلعی حکومت سے متعلقہ ہے اور ضلعی حکومت نے ہی وہاں پر فنڈز allocate کرنے ہیں اور انھوں نے ہی نشاندہی کرنی ہے اور ان کی نشاندہی پر ہی سکولوں کی پسماندگی پر ہی missing facilities دی جاتی ہیں اور ضلعی حکومت اس پر تعمیر کرے گی۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر: اب نماز عصر کے لئے پندرہ منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے، اس کے بعد انشاء اللہ ہم دوبارہ ملیں گے۔

(اس مرحلہ پر نماز عصر کے لئے ایوان کی کارروائی 15 منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(نماز عصر کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 7 بج کر 2 منٹ پر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، مخدوم صاحب!

مخدوم سید احمد محمود: شکریہ۔جناب سپیکر! کافی دنوں سے میں نے اپنے سوالات بھیجے ہوئے تھے چونکہ وقفہ سوالات میں وقت تھوڑا رہ گیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ میرے سوالات کے جوابات دیئے جائیں تاکہ میں ان پر ضمنی سوال کر سکوں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ میرے سوال نمبر 124 اور سوال نمبر 171 کو اگر آپ اگلے rotor day کے لئے defer کر دیں تو میں بہت مشکور ہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، pending کئے جاتے ہیں۔جی، شاہ صاحب! کدھر پہنچے ہوئے تھے آپ؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے یہ سوال تھا کہ اس جواب کے جز (ب) میں انہوں نے سکولوں کی تعداد 121 بتائی ہوئی ہے یہ بالکل غلط جواب ہے۔ میری ان سے گزارش ہے کہ یہ اس پر ذرا وضاحت کر دیں یا یہ حلقہ وار بتادیں کہ کتنے کتنے سکول فلاں حلقے میں ہیں، اگر یہ نہیں بتا سکتے تو تحصیل وار بتادیں کہ کتنے کتنے ہیں کیونکہ ایک این اے۔86 میں 121 سکول بغیر بلڈنگ کے چل رہے ہیں اور انہوں نے پورے ضلع میں ایسا کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ جز (ب) کے حوالے سے آپ سے پوچھ رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: وقفہ سوالات کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: جی، مجھے پتا ہے اور ابھی اس میں دو منٹ باقی ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: اس طرح میرے سوال تو اسی طرح ہی رہ جائیں گے۔

جناب سپیکر: جو قانون میں لکھا ہوا ہے، اس کے مطابق ہی ہمیں چلنا پڑے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: اس پر ٹائم extend کر دیں۔

جناب سپیکر: قاعدے اور قانون کے مطابق ہی ہمیں چلنا چاہیے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! وزیر صاحب نے تو دو منٹ اٹھنا ہی نہیں ہے۔ پانچ منٹ تو انہوں نے اٹھنے میں لگا دیئے ہیں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): کون سے جز کا یہ پوچھ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ان کا سوال نمبر 37 ہے اس کے جز (ب) کے بارے میں آپ سے تفصیل مانگ رہے ہیں، اگر ممکن ہے تو بتا دیں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! تفصیل بہت لمبی ہے جو ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: ایوان کی میز پر آپ رکھنا چاہتے ہیں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! تفصیل بہت لمبی ہے۔

جناب سپیکر: اس پر انہوں نے آپ سے ضمنی سوال کر دیا ہے۔ آپ ضمنی سوال کا جواب کیسے دیں گے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! انہوں نے جو سوال کیا ہے اس کا جواب ہے کہ ضلع جھنگ میں 121 سکول بغیر عمارتوں کے کام کر رہے ہیں۔ فہرست (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے وہ میز پر رکھی ہوئی پڑھی ہے۔

جناب سپیکر: اب صرف ایک منٹ رہ گیا ہے۔ اگر آپ گزارا کر سکتے ہیں تو کر لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری پھر request ہے کہ میرا ایک اور سوال ہے۔

جناب سپیکر: اس کو پھر pending کریں؟

سید حسن مرتضیٰ: وزیر صاحب اگر کہتے ہیں تو میں ویسے ہی چھوڑ دیتا ہوں، اسے رہنے دیں لیکن میرا ایک اور سوال نمبر 37(الف) ہے جو آنا نہیں ہے۔ اسے اگر آپ pending کر دیں تو میں آپ کا ممنون ہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، اسے pending کیا جاتا ہے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر ! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

بہاولنگر میں اسلامیہ یونیورسٹی کے کیمپس کے لئے اراضی کی الاٹمنٹ کا مسئلہ و دیگر تفصیل

*108: **محترمہ ثمینہ نوید:** کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولنگر میں اسلامیہ یونیورسٹی کے کیمپس کا قیام 2005 میں ہوا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کیمپس کے لئے 50 ایکڑ اراضی مختص کی گئی تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کیمپس کے لئے ضلع ناظم نے 125-ایکڑ اراضی مختص کرنے کا اعلان کیا تھا؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس وقت مذکورہ کیمپس کے لئے کتنی اراضی مختص ہو چکی ہے اور کتنے رقبے پر تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور کتنے رقبہ پر تعمیر جاری ہے اور اس پر خرچ کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) اسلامیہ یونیورسٹی کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ کیمپس کیلئے ضلع ناظم کے اس اعلان کے بارے میں کوئی معلومات نہ ہیں

(د) اسلامیہ یونیورسٹی نے مذکورہ زمین کی یونیورسٹی کے نام منتقلی کا معاملہ بورڈ آف ریونیو کو بھجوادیا ہے تاہم بہاولنگر میں یونیورسٹی کیمپس بنانے کا پراجیکٹ C.D.W.P سے منظور ہو چکا ہے جس کے فنڈز یونیورسٹی کو فراہم کردیئے گئے ہیں زمین کی منتقلی کے بعد تعمیر کے کام کا آغاز کیا جائے گا۔

جنوبی پنجاب کے کالجوں/یونیورسٹیوں میں سرائیکی زبان کے لیکچرار کی تعیناتی

*202: قاضی احمد سعید: کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں سرائیکی شعبہ 1989 میں قائم ہوا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان میں 2006 سے سرائیکی کی ایم۔اے کی کلاسیں جاری ہیں؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ ڈیرہ غازی خان، ملتان، بہاول پور ڈویژن میں متعدد کالجوں میں بی۔اے کی سطح پر سرائیکی کی تعلیم دی جارہی ہے؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ بیس برس میں بوسن روڈ کالج ملتان میں صرف ایک اسامی کی تقرری عمل میں لائی گئی ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ پورے جنوبی پنجاب میں اکثر کالجوں اور یونیورسٹیوں میں سرائیکی کی تعلیم دی جارہی ہے، لیکن وہاں پر سرائیکی پڑھانے کے لئے لیکچرار موجود نہ ہیں؟

(و) کیاحکومت جنوبی پنجاب کے جن اضلاع میں جہاں جہاں سرائیکی زبان کے لیکچرار نہ ہیں وہاں پر تقرریاں کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اور کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ز) جنوبی پنجاب کے کتنے ڈویژنز کے کالجوں / یونیورسٹیوں میں سرائیکی زبان کے لیکچرار موجود ہیں اور کتنے کالجوں میں اسامیاں خالی ہیں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔مذکورہ ڈویژنوں کے صرف 04 کالجز (بوسن روڈ کالج ملتان، گورنمنٹ کالج راجن پور، خواجہ فرید کالج رحیم یار خان اور ایس۔ای کالج بہاولپور) میں بی۔اے کی سطح پر سرائیکی کی تعلیم دی جارہی ہے۔

(د) بوسن روڈ کالج ملتان میں شعبہ سرائیکی میں کلاسز کا آغاز ستمبر 2000 میں ہوا۔جس میں ایک لیکچرار تعینات ہے۔

(ہ) جنوبی پنجاب کے تمام کالجز اور یونیورسٹیاں جہاں سرائیکی کی تعلیم دی جارہی ہے ان میں کچھ منظور شدہ اسامیوں پر اساتذہ تعینات ہیں تاہم گورنمنٹ خواجہ فرید کالج، رحیم یار خان اور گورنمنٹ کالج راجن پور میں اساتذہ رضاکارانہ طور پر شعبہ سرائیکی میں تعلیمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں کیونکہ یہاں پر لیکچرار (سرائیکی) کی اسامی منظور شدہ نہ ہے۔

(و) سرائیکی اساتذہ کی خالی اسامیوں کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو لکھا گیا ہے سلیکشن کے بعد ان پر تعیناتی کر دی جائے گی حکومت کی بھرپور کوشش ہے کہ خالی اسامیوں پر تعیناتی جلد عمل میں لائی جائے۔

(ز) جنوبی پنجاب کے دو ڈویژنز کے کالجوں /یونیورسٹیوں میں سرائیکی زبان پڑھائی جاتی ہے اور ان میں اساتذہ کی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام ادارہ	پروفیسر	ایسوسی ایٹ پروفیسر	اسسٹنٹ پروفیسر	لیکچرار
بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان	NIL	01 اسامی جس پر تعیناتی ہو چکی ہے۔	کل 02 اسامیاں دونوں خالی ہیں۔	کل 05 اسامیاں 02 خالی ہیں۔
بوسن روڈ کالج، ملتان	NIL	NIL	NIL	01 اسامی جس پر تعیناتی ہو چکی ہے۔
گورنمنٹ کالج راجن پور	NIL	NIL	NIL	NIL
گورنمنٹ خواجہ فرید کالج رحیم یار خان	NIL	NIL	NIL	NIL
اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور	NIL	01 اسامی جس پر تعیناتی ہو چکی ہے۔	01 اسامی جس پر تعیناتی ہو چکی ہے۔	03 اسامیاں تمام پر تعیناتی ہو چکی ہے۔
ایس ای کالج بہاولپور	NIL	NIL	NIL	01 اسامی جو خالی ہے۔

لاہور-پنجاب یونیورسٹی میں بورڈ آف سٹڈیز کا قیام و دیگر تفصیلات

*269: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں بورڈ آف سٹڈیز قائم ہے؟

(ب) بورڈ آف سٹڈیز کا فنکشن کیا ہے اور یہ کتنے ممبرز پر مشتمل ہے نیز تمام ممبرز کے نام بتائے جائیں؟

(ج) بورڈ آف سٹڈیز کے ساتھ کتنے کالجز affiliate ہیں اور رولز کے مطابق affiliated کالجز کے ساتھ سال میں کتنی بار میٹنگ کرنا ضروری ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ یونیورسٹی کی بورڈ آف سٹڈیز اپنے affiliated کالجز سے بہت کم میٹنگ کا انعقاد کرتی ہے جس کی وجہ سے کالجز کے ٹیچرز کی سلیبس اور پیپر کے پیٹرن سے مکمل آگاہی نہ ہونے کی وجہ سے سٹوڈنٹس کا تعلیمی لحاظ سے بہت نقصان ہو رہا ہے؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سٹوڈنٹس کا علمی نقصان بچانے کے لئے مذکورہ بالا بورڈ کی اپنے affiliated کالجز کے ساتھ زیادہ میٹنگز رکھوانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔

(ب) بورڈ آف سٹڈیز کے فنکشنز، پنجاب یونیورسٹی کے کیلنڈر 2002 حصہ اول میں واضح کئے گئے ہیں، جس کی نقل منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ہر بورڈ کے ممبران کی تعداد مختلف ہوتی ہے جن کی تفصیل منسلکہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب یونیورسٹی کے ساتھ الحاق شدہ کالجز کی تعداد اس وقت 524 ہے۔ ضرورت کے مطابق بورڈ آف سٹڈیز کی میٹنگ کے انعقاد کا بندوبست کیا جاتا ہے۔

(د) درست نہ ہے بلکہ ضرورت کے مطابق ہی بورڈ آف سٹڈیز کی میٹنگ کے انعقاد کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ الحاق شدہ کالجز کے نامزد ممبران اور کالجوں کے پرنسپل صاحبان کو ترمیم شدہ نصابات اور پیپر پیٹرن کی باقاعدہ پیشگی کاپیاں بھیجی جاتی ہیں اس لئے انہیں علم ہوتا ہے کہ نصابی تبدیلی آئی ہے۔ اس لئے اس امر کی شکایت کبھی بھی کسی ممبر نے بورڈ آف سٹڈیز کی میٹنگ میں نہیں کی۔

(ہ) جز(ج) اور(د) کے جوابات کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

نجکاری کا شکار تعلیمی اداروں سے ہونے والے نقصانات

*53: محترمہ ساجدہ میر: کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اکنامک امپریلزم کے دباؤ کے تحت پاکستان خصوصاً پنجاب میں بڑے اہم تعلیمی اداروں کو نجکاری کا شکار کر کے ہمارے تعلیمی نظام کو برباد کیا جارہاہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محض منافع بخش ادارے بنانے کے لئے لاہور کے اعلیٰ ترین تعلیمی ادارے گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول لوئر مال کو کسی کمپنی/این۔جی۔او کو کوڑیوں کے بھاؤ فروخت کیا جارہاہے جب کہ اس ادارے کی زمین کی قیمت اربوں روپے ہے؟

(ج) کیا حکومت پنجاب مذکورہ اور دوسرے تعلیمی اداروں کو علم بیچنے والی دکانوں میں منتقل ہونے سے بچانے کے لئے کوئی فوری قدم اٹھارہی ہے؟

وزیرزراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست نہ ہے۔ محکمہ تعلیم حکومت پنجاب نے کسی بھی ادارے کی نجکاری نہ کی ہے اور نہ ہی کوئی ایسی سکیم زیر غور ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ محکمہ تعلیم سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول لوئر مال لاہور کی نجکاری یا اس کو کسی کمپنی یا این۔جی۔او کے حوالے کرنے کی کوئی سکیم زیر غور نہ ہے۔

(ج) جز(الف) اور(ب) کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

لاہور میں گرلز کالجز کی تعداد و دیگر معاملات

*295: چودھری شہباز احمد: کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں گرلز کالجز کی تعداد کیا ہے نیز ان میں تعینات تدریسی عملہ کی گریڈ وائز تعداد و تفصیل مہیا کی جائے، ان کالجز میں کون کون سے مضامین پڑھائے جارہے ہیں، نیز ان مضامین کو پڑھانے والے عملہ کی مضامین وائز فہرست فراہم کی جائے؟

(ب) کس کس کالج میں کون کون سی سیٹ کب سے خالی ہے، فہرست فراہم کی جائے نیز ان کو پر نہ کرنے کی وجوہات بیان کی جائیں، ان کالجز میں تدریسی عملہ کب سے تعینات ہے؟

(ج) تدریسی عملہ کے تبادلہ کی کیا پالیسی ہے کیا تمام تدریسی عملہ اس پالیسی کے مطابق کام کر رہا ہے، اگر نہیں تو حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے تاکہ حکومتی پالیسی پر عمل درآمد ہو سکے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لاہور میں حکومت پنجاب محکمہ ہائیر ایجوکیشن کے تحت کام کرنے والے گرلز کالجوں کی کل تعداد 21 ہے جن کی تفصیل تتمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان کالجوں میں تعینات تدریسی عملہ کی گریڈ وائز تعداد کی تفصیل تتمہ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان کالجوں میں پڑھائے جانے والے مضامین اور ان مضامین کو پڑھانے والے عملہ کی مضامین وائز فہرست تتمہ (سی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کالجوں میں خالی سیٹوں کی فہرست تتمہ (بی) اور تدریسی عملہ کی تعیناتی کی تفصیل تتمہ (سی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ محکمہ تعلیم نے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو لیکچرارز کی بھرتی کیلئے دسمبر 2007 میں ڈیمانڈ بھیجی ہے۔ جیسے ہی ان کی سفارشات موصول ہوئیں خالی اسامیاں پر کر دی جائیں گی۔

(ج) تبادلوں پر فی الحال حکومت پنجاب نے پابندی عائد کر رکھی ہے۔ تاہم انتظامی امور اور خالی اسامیوں پر تبادلہ جات ہو رہے ہیں۔

لاہور پی پی۔144 میں قائم سکولوں، اساتذہ اور پڑھائی سے متعلقہ تفصیلات

*85: **جناب وسیم قادر**: کیا وزیر تعلیم ازارہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔144 لاہور میں گورنمنٹ کے سکول کتنے ہیں، ان کی تعداد کیا ہے اور وہ کہاں کہاں واقع ہیں تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان سکولوں میں پڑھائی نہ ہونے کے برابر ہے، وجہ بیان فرمائی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سکولوں کا سٹاف اکثر اپنی ڈیوٹی سے غیر حاضر رہتا ہے جس کی وجہ سے بچوں کی تعلیم و تربیت پر برا اثر پڑ رہا ہے، کیا حکومت ایسے سٹاف کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حلقہ پی پی۔144 لاہور میں گورنمنٹ کے سکول

بوائز ہائر سیکنڈری	بوائز ہائی سکول	گرلز ہائی سکول	سی ڈی جی ایل گرلز ہائی
1	6	4	3
گرلز مڈل سکول	گرلز پرائمری	گرلز مڈل سی ڈی جی ایل	مسجد مکتب
1	6	3	1
سی ڈی جی ایل گرلز پرائمری	سی ڈی جی ایل بوائز ہائی سکول	بوائز مڈل سکول	بوائز پرائمری
3	2	1	11
11	1		

کل سکولز 42 تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) درست نہ ہے مانیٹرنگ ٹیمیں اور محکمہ تعلیم کے افسران تمام سکولوں کا اچانک معائنہ کرتے رہتے ہیں اور اگر کوئی سٹاف غیر حاضر پایا جائے تو اس کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

سرگودھا میں گرلز کالجوں کی تعداد و دیگر تفصیل

*297: **چوہدری عامر سلطان چیمہ:** کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سرگودھا میں کتنے گرلز کالج ہیں، ان کالجوں کا سال 2002 تا 2004 فرسٹ ائیر اور تھرڈ ائیر کے داخلہ کا میرٹ بیان فرمائیں؟

(ب) مذکورہ بالا کالجوں میں میرٹ سے ہٹ کر جو سٹوڈنٹس داخل ہوئے، ان کی تفصیل اور وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سرگودھا ضلع میں 13 گرلز کالجز ہیں اور ان میں 04-2002 کے دوران داخلہ کی میرٹ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام داخلے میرٹ پر ہوئے ہیں۔

محکمہ تعلیم ضلع بہاولنگر میں میرٹ سے ہٹ کر بھرتی ودیگر تفصیل

*107: محترمہ ثمینہ نوید: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم میں2003 سے 2007 تک ہزاروں افراد کو مختلف اسامیوں پر بھرتی کیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع بہاولنگر میں بھی متذکرہ عرصہ کے دوران مختلف اسامیوں پر مرد اور خواتین کو بھرتی کیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع میں ریکروٹمنٹ کمیٹی موجود تھی جس کی ذمہ داری تھی کہ تمام اسامیوں پر میرٹ کی بنیاد پر اہل لوگوں کو بھرتی کرے مگر کمیٹی نے بھرتی پالیسی سے ہٹ کر سفارش اور اقربا پروری کرتے ہوئے نااہل افراد کو بھرتی کیا؟

(د) مذکورہ ضلع میں بھرتی کمیٹی کن افراد پر مشتمل تھی، ان کے نام، گریڈ اور تاریخ تعیناتی کیا تھی نیز میرٹ پالیسی کیا تھی اور جن افسران نے میرٹ پالیسی سے ہٹ کر بھرتی کی ہے، ان کے خلاف حکومت کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) جزوی طور پر درست ہے ضلع میں ریکروٹمنٹ کمیٹی موجود تھی جس کی ذمہ داری تھی کہ تمام اسامیاں میرٹ کی بنیاد پر بھرتی کرے اور کمیٹی نے میرٹ کی بنیاد پر اہل لوگوں کی بھرتی کی، بھرتی پالیسی سے ہٹ کر اقربا پروری کرتے ہوئے کسی نااہل فرد کی بھرتی نہ کی گئی ہے۔

(د) ضلع ہذا میں بھرتی کمیٹی جن افراد پر مشتمل تھی ان کی تفصیل اور میرٹ پالیسی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور تمام بھرتی میرٹ پر ہوئی ہے۔

ضلع شیخوپورہ میں میرٹ کے برعکس بھرتی ودیگر تفصیل

*111: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ میں سال 2003 سے 2007 تک ہزاروں افراد کو مختلف اسامیوں پر بھرتی کیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع شیخوپورہ میں بھی متذکرہ عرصہ کے دوران مختلف اسامیوں پر مرد اور خواتین کو بھرتی کیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہر ضلع میں ایک ریکروٹمنٹ کمیٹی موجود تھی جس کی ذمہ داری تھی کہ تمام پوسٹوں پر میرٹ کی بنیاد پر اہل لوگوں کو بھرتی کرے مگر کمیٹی نے ریکروٹمنٹ پالیسی سے ہٹ کر سفارش اور اقرباء پروری کرتے ہوئے بھرتیاں کی ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ضلع میں ریکروٹمنٹ کمیٹی کن افراد پر مشتمل تھی ان کے نام مع گریڈ کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے نیز میرٹ پالیسی کیا تھی اور جن افسران نے میرٹ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بھرتی کی ہے ان کے خلاف محکمہ کارروائی کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک نہیں تو کیوں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے کہ ہر ضلع میں ایک ریکروٹمنٹ کمیٹی تھی جس کے سربراہ ڈسٹرکٹ کوارڈینیشن آفیسر تھے جنہوں نے مختلف مواقع پر رائج الوقت پالیسیوں کے مطابق میرٹ پر بھرتیاں کیں مگر یہ درست نہ ہے کہ بھرتیاں سفارش اور اقربا پروری کی بنیاد پر ہوئیں۔

(د) گورنمنٹ کی طرف سے تشکیل کردہ کمیٹی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جس کی منظوری سے بھرتی ہوئی جن کے نام سال 2003 تا 2007 میرٹ پالیسی گورنمنٹ کی منظور شدہ تھی جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے کسی آفیسر نے کوئی میرٹ پالیسی کی خلاف ورزی نہ کی ہے۔

صوبہ پنجاب میں 2007 تک تعلیمی اداروں میں Missing Facility

پر اخراجات کا مسئلہ

*127: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے بیرونی امداد سے صوبہ بھر کے تمام اضلاع میں Missing Facility پر سالانہ اربوں روپے خرچ کئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بیرونی امداد جو کہ Missing Facility کے لئے تھی تمام اضلاع میں آبادی کے لحاظ سے تقسیم کی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع شیخوپورہ میں قائم سکولوں پر Missing Facility کی مد میں رقم خرچ کی گئی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع شیخوپورہ کے مقابلے میں ضلع گجرات میں Missing Facility پر زیادہ رقم خرچ کی گئی ہے جبکہ گجرات سے ضلع شیخوپورہ کی آبادی زیادہ ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے 2003 سے 2007 تک صوبہ کے تمام تعلیمی اداروں میں Missing Facility پر کتنی رقم خرچ کی ہے نیز ضلع شیخوپورہ اور گجرات کے تعلیمی اداروں میں Missing Facility پر خرچ کی گئی رقم کی تفصیل سال وار ایوان میں فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کے تحت سکولوں کی حالت زار بہتر بنانے اور Missing Facilities کے لئے اربوں روپے فراہم کئے گئے۔اس سلسلہ میں پنجاب حکومت کے بجٹ کے علاوہ عالمی بنک کا تعاون بھی شامل رہا۔

(ب) یہ درست نہیں کہ مذکورہ رقم آبادی کے لحاظ سے تقسیم کی گئی بلکہ اس رقم کو تقسیم کرنے کے لئے ایک جامع فارمولا طے کیا گیا جس پر ضلعی حکومتوں اور صوبائی حکومت کے مابین ایک معاہدے کی شکل میں عملدرآمد کروایا جاتا ہے۔اس معاہدے کے تحت فنڈز کی فراہمی کا طریق کار درج ذیل ہے:۔

1۔ ضلع کی ضروریات بحصہ 60 فیصد (اس 60 فیصد کے مندرجہ ذیل حصے ہیں)

(الف) ضلعی حکومتوں کی جانب سے دی گئی ڈیمانڈ (20 فیصد)

(ب) ضلعوں کی شرح ناخواندگی (20 فیصد)

(ج) ضلع کے سکولوں میں داخل شدہ بچوں کی تعداد (20 فیصد)

2 ۔ ضلعی حکومت کی کارکردگی بحصہ 40 فیصد: (اس 40 فیصد کے مندرجہ ذیل 4 حصے ہیں)

(الف) ضلعی حکومت کی جانب سے تعلیمی بجٹ میں اضافہ (15 فیصد)

(ب) ضلعی حکومت کے سکولوں میں داخل بچوں کی تعداد میں اضافہ (10 فیصد)

(ج) داخل شدہ بچوں میں ڈراپ آؤٹ کی کمی (5 فیصد)

(د) سکول کونسلوں کے لئے فنڈز کی فراہمی (10 فیصد)

(ج) درست ہے کہ ضلع شیخوپورہ میں قائم سکولوں پر بھی دوسرے اضلاع کی طرح Missing Facility کی مد میں رقم خرچ کی گئی ہے۔

(د) جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ Missing Facilities کے لئے اضلاع کو رقم ایک جامع فارمولے کے تحت فراہم کی جاتی ہے جس کی تفصیل جز (ب) کے جواب میں درج ہے۔

(ہ) 2003 سے 2007 تک صوبہ کے تعلیمی اداروں میں Missing Facilities پر خرچ کی گئی رقم 16499.335 ہے جس کی تفصیل گوشوارہ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ 2003 سے 2007 تک ضلع شیخوپورہ میں 405.443 ملین روپے اور ضلع گجرات میں 415.410 ملین روپے Missing Facilities پر خرچ کئے گئے۔

لاہور میں سرکاری سکولوں کی تعداد و بچوں کی تعداد کے تناسب سے اساتذہ کی تعداد کا معاملہ

*178: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں کل کتنے سرکاری پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکول موجود ہیں؟

(ب) ان سرکاری سکولوں میں زیر تعلیم طلبا کی تعداد کیا ہے؟

(ج) ان سرکاری سکولوں میں تعینات اساتذہ کی تعداد کیا ہے؟

(د) کیا سرکاری سکولوں میں اساتذہ اور بچوں کی تعداد کے تناسب کا خیال رکھا جاتا ہے؟

(ہ) کیاان سرکاری سکولوں میں اساتذہ کی تعداد بچوں کی تعداد کی مناسبت سے ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لاہور میں سرکاری سکولوں کی کل تعداد 1310 ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان سرکاری سکولوں میں زیر تعلیم طلبا کی تعداد 518595 ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ج) لاہور کے تمام سکولوں میں کل اسامیاں 18071 ، پر شدہ 14217 خالی اسامیاں 3856ان سرکاری سکولوں میں تعینات اساتذہ کی تعداد کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(د) درست ہے۔ سرکاری سکولوں میں اساتذہ اور بچوں کی تعداد کے تناسب کا خیال رکھا جاتا ہے-

(ہ) تمام سکولوں میں اساتذہ کی تعداد بچوں کی تعداد کے تناسب سے ہے اگر کسی سکول میں تبادلہ کی وجہ سے کمی ہو جائے تو سربراہ ادارہ کی درخواست پر اس کمی کو پورا کر دیا جاتا ہے-

گورنمنٹ کالجوں میں ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن (موجودہ ایس۔ایس) کی سنیارٹی کا معاملہ و دیگر تفصیل

*180: **محترمہ آمنہ الفت**: کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکولوں اور گورنمنٹ کالجوں میں انٹر کی کلاسوں کو فزیکل ایجوکیشن پڑھانے کے لئے ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن (مرد و خواتین) بھرتی کئے جاتے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ کالجوں میں ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن کو لیکچرار کا کیڈر دیا گیا تھا، یہ کیڈر کب تبدیل کیا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکولوں اور ایلیمنٹری کالجوں میں ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن کو ایس۔ایس کا کیڈر دیا گیا ہے، کیا یہ مختلف اوقات میں دیا گیا ہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکولوں و ایلیمنٹری کالجوں میں 1987 اور 1991 میں بھرتی ہونے والے ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن وہی کام کرتے رہے ہیں اور اب بھی کر رہے ہیں جو 1993 میں بھرتی ہونے والے ایس۔ایس کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں؟

(ہ) اگر درج بالا جز کا جواب درست ہے تو کیا محکمہ میں 1987 اور 1991 میں بھرتی ہونے والے ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن (موجودہ ایس ایس) کی سنیارٹی کے لئے کوئی اپیل محکمہ کے زیر غور ہے، اگر ہے تو اس پر محکمہ کیا کارروائی کر رہا ہے یا کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکولوں اور گورنمنٹ کالجوں میں انٹر کی کلاسوں کو فزیکل ایجوکیشن پڑھانے کے لئے ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن بھرتی کئے جاتے تھے۔

(ب) جی، ہاں یہ بھی درست ہے- مورخہ 10-9-1991 سے ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن کی پوسٹ کو اپ گریڈ کر کے لیکچرار (فزیکل ایجوکیشن) میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکولوں اور ایلیمنٹری کالجوں میں ان ڈی۔پی۔ایز کو ایس۔ایس کا کیڈر دیا گیا ہے جو بوساطت پنجاب پبلک سروس کمیشن بطور ڈی۔پی۔ایز بھرتی ہوئے اور وہ ایم۔اے (فزیکل ایجوکیشن) اور بی۔ایڈ (سیکنڈ ڈویژن) کی تعلیمی قابلیت کے حامل تھے-تاہم ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن کی اسامی کو ایس۔ایس فزیکل ایجوکیشن میں بذریعہ نوٹیفکیشن مورخہ 28-12-2006 میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

(د) 1987 میں مرد و خواتین جبکہ 1991 میں صرف خواتین ایم اے (فزیکل ایجوکیشن) کو بطور ڈی۔پی۔ایز بوساطت پنجاب پبلک سروس کمیشن گریڈ 16 میں بھرتی کیا گیا- یہ ڈی۔پی۔ایز گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکولز اور ایلیمنٹری کالجز میں ہائر کلاسز کو تعلیم دیتے رہے ہیں اور 1997 میں بھرتی ہونے والے ایس ایس بھی یہی کام کر رہے ہیں-

مورخہ 06-12-28 سے ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن کو گریڈ نمبر 16 سے گریڈ نمبر 17 میں اپ گریڈ کر کے ایس۔ایس (فزیکل ایجوکیشن) کا نام دیا گیا ہے اور تاحال یہ اسی گریڈ (بی۔ایس 17) میں سروس کر رہے ہیں۔

(ہ) محکمہ میں 1987 اور 1991 میں بھرتی ہونے والے ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن (موجودہ ایس۔ایس) کی سنیارٹی کے لئے کوئی اپیل محکمہ کے زیر غور نہ ہے۔ اس لئے کوئی کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔ جن ڈی۔پی۔ایز کو حکومت کے نوٹیفکیشن مورخہ 28-12-2006 کے تحت ایس۔ایس (فزیکل ایجوکیشن) بنا دیا گیا ہے۔ قبل ازیں ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن کی اسامی سکیل نمبر 16 میں بھی جس تاریخ سے اس اسامی کو اپ گریڈ کر کے سکیل نمبر 17 میں ایس ایس (فزیکل ایجوکیشن) بنایا گیا ہے۔ سکیل نمبر 17 میں بھی سنیارٹی اس تاریخ سے دی گئی ہے۔

وہاڑی، پی پی۔237 میں سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*229: جناب محمد نعیم اختر خان: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی۔237 ضلع وہاڑی میں کل کتنے سرکاری پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکول موجود ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) ہر سکول میں طلبا کی تعداد جماعت کے لحاظ سے بتائی جائے۔

(ج) کیا تمام سکولوں میں اساتذہ کی تعداد بچوں کی تعداد کے مطابق پوری ہے؟

(د) اگر جز (ج) کا جواب نفی میں ہے تو محکمہ اس سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھا رہا ہے، اس سے ایوان کو آگاہ کیا جائے، اگر نہیں کر رہا تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پی پی۔237 ضلع وہاڑی میں کل 222 سرکاری، مڈل، ہائی اور ہائر سکینڈری سکولز موجود ہیں ان سکولز کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	مسجد مکتب سکولز	پرائمری سکولز	مڈل سکولز	ہائی سکولز	ہائر سیکنڈری سکولز	میزان
بوائز سکولز	37	82	12	7	2	140
گرلز سکولز	-	65	14	3	0	82

(ب) ہر سکول میں طلبا کی تعداد جماعت وار کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اکثر سکولوں میں اساتذہ کی تعداد، بچوں کی تعداد کے مطابق پوری نہ ہے۔

(د) حکومت پنجاب محکمہ تعلیم ریشنلائزیشن اور ایس۔این۔ای کے ذریعے ڈیمانڈ پوری کرنے کی کوشش کر رہا ہے نیز جلد ہی خالی اسامیوں پر بھرتی کا عمل بھی شروع کیا جائے گا۔

صوبہ پنجاب میں حکومتی سیکٹر کے تحت کام کرنے والے پبلک سکولز کی تفصیل

*235: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اس وقت صوبہ میں حکومتی سیکٹر میں کتنے پبلک سکولز کام کر رہے ہیں ان کے نام اور جگہ کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) حکومت نے مالی سال 2004 سے 2007 تک ان سکولز کو گرانٹ ان ایڈ کی صورت میں کتنی رقم فراہم کی ہے، ان سکولوں کے نام اور رقم کی تفصیل سال وار فراہم کریں؟

(ج) ان سالوں کے دوران ضلع خانیوال کے پبلک سکولوں کو کتنی گرانٹ دی گئی ہے، تفصیل الگ الگ دی جائے؟

(د) کیا حکومت تمام پبلک سکولوں کی گرانٹ ان ایڈ کیلئے کوئی یونیفارم پالیسی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ہ) کیا حکومت غیر ترقی یافتہ اضلاع میں واقع ان پبلک سکولوں کی گرانٹ بڑھانے اور ترقی یافتہ اضلاع کے سکولوں کے برابر گرانٹ فراہم کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت حکومتی سیکٹر میں پبلک سکولز کی تعداد 47 ہے۔ان سکولوں کے نام اور جگہ کی تفصیل ضلع وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان سکولوں کو مالی سال 2004 سے 2007 کے دوران گرانٹ ان ایڈ کی صورت میں 274352480 روپے رقم دی گئی ہے۔ان سکولوں کے نام اور رقم کی سال وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع خانیوال میں پبلک سکولوں کی تعداد تین ہے۔مالی سال 05۔2004 کے دوران ان سکولوں کو 10 لاکھ روپے گرانٹ ان ایڈ کے تحت رقم فراہم کی گئی ہے جبکہ مالی سال 06۔2005 اور 07۔2006 کے دوران سکولوں کو گرانٹ ان ایڈ کے تحت کوئی رقم نہ دی گئی ہے۔

(د) ضلعی حکومتیں اپنے وسائل کے مطابق فنڈز کی دستیابی کی صورت میں اپنے طور پر پبلک سکولوں کو گرانٹ ان ایڈ فراہم کرتی ہیں۔حکومت پنجاب کی اس ضمن میں کوئی پالیسی نہ ہے۔پبلک سکولز اپنے وسائل سے ہی اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں۔

(ہ) حکومت پنجاب پبلک سکولوں کو کوئی گرانٹ فراہم نہ کر رہی ہے۔تاہم ضلعی حکومتیں ان سکولوں کو فنڈز فراہم کرنے میں بااختیار ہیں۔اگر ضلعی حکومتوں کے پاس وافر وسائل موجود ہیں تو وہ انہیں فنڈز فراہم کرنے میں بااختیار ہیں۔حکومت صرف اپنے زیر انتظام چلنے والے سکولوں کے لئے مالی وسائل فراہم کر رہی ہے۔

صوبہ کے سکولز میں بچیوں کو دو سو روپے ماہوار وظیفہ دینے کا معاملہ

*239: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ حکومت کے برسر اقتدار آنے سے پہلے صوبہ کے چند مخصوص اضلاع میں سکول کی بچیوں کو دو سو روپے ماہوار وظیفہ دیا جاتا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وظیفہ کی اس سکیم کی وجہ سے سکولوں میں بچیوں کی تعداد اور حاضری میں نمایاں اضافہ ہوا تھا، خاص کر جن اضلاع میں یہ سکیم جاری ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ حکومت وظیفہ کی اس سکیم کو بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا ایسا کرنے سے حکومت بچیوں کی تعلیم کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کے تحت صوبہ پنجاب کے 15 کم شرح خواندگی والے اضلاع میں سرکاری سکولوں میں زیر تعلیم ششم سے دہم تک کی طالبات کو کم از کم 80 فیصد حاضری کی بنیاد پر 200 روپے ماہوار وظیفہ دیا جا رہا ہے-ان

اضلاع میں بہاولپور، بہاولنگر، بھکر، ڈیرہ غازی خان، جھنگ، خانیوال، لیہ، لودھراں، مظفر گڑھ،اوکاڑہ، پاکپتن،قصور،راجن پور،رحیم یار خان اور وہاڑی شامل ہیں۔

(ب) فیز۔1 کے تحت سال2005 تک کم شرح خواندگی والے ان 15 اضلاع میں سرکاری سکولوں میں کلاس ششم سے ہشتم تک طالبات کو 80 فیصد حاضری کی بنیاد پر 200روپے ماہوار وظیفہ دیا جاتا رہا۔اس سرگرمی کے آغاز میں اس سہولت سے فائدہ اٹھانے والی بچیوں کی تعداد175670 تھی جو فیز۔1 کے اختتام تک(59.9 فیصد اضافے کے ساتھ) بڑھ کر280820 ہو گئی،وظائف کی تقسیم کے حوصلہ افزا نتائج سامنے آنے پر حکومت پنجاب نے اس سرگرمی کا دائرہ مذکورہ15 اضلاع میں سرکاری سکولوں میں کلاس ششم سے دہم تک بڑھانے کا فیصلہ کیا جس سے مزید 107350 طالبات اس سہولت سے استفادہ کر سکیں۔

(ج) موجودہ حکومت کی طرف سے ایسا کوئی عندیہ نہیں دیا گیا کہ وہ وظیفہ کی اس سکیم کو بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(د) تعلیم کی ترویج و ترقی حکومت پنجاب کی ترجیحات میں شامل ہے اور حکومت وظیفہ سکیم کو ختم کر کے بچیوں کی تعلیم کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے کا کوئی ایسا ارادہ نہیں رکھتی۔

پڑھا لکھا پنجاب پروگرام کے فنڈز میں کرپشن کا معاملہ

*260: جناب وسیم قادر: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ حکومت نے پڑھا لکھا پنجاب پروگرام کے تحت پانچویں کلاس تک مفت تعلیم کا اعلان کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پڑھا لکھا پنجاب پروگرام کے فنڈ میں کرپشن کی گئی، جس کی وجہ سے بچوں کو کتابیں وغیرہ نہ مل سکیں؟

(ج) سال2006 تا2007 میں پڑھا لکھا پنجاب پروگرام کے لئے کتنا فنڈ رکھا گیا، کتنا خرچ کیا گیا تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا حکومت پڑھا لکھا پنجاب پروگرام کے فنڈ کی کرپشن میں ملوث ملازمین / افسران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کے تحت سال 04-2003 سے سرکاری سکولوں میں زیر تعلیم طلباء و طالبات کے لئے مفت تعلیم کا اعلان کیا تھا تاہم یہ سہولت پانچویں کلاس تک نہیں بلکہ پہلی سے دسویں جماعت تک کے طلباء و طالبات کو دی جارہی ہے۔

(ب) پڑھا لکھا پنجاب پروگرام کی دیکھ بھال P.E.S.R.P کرتا ہے اور بچوں کو کتابوں کی تقسیم میں کسی قسم کی شکایت نہیں آئی اگر کسی جگہ سے شکایت موصول ہوئی تو اس کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جاسکتی ہے۔ فروغ تعلیم کے لیے اور تعلیمی معیار میں بہتری لانے کے لئے حکومت پنجاب اور عالمی بنک کی معاونت سے سال 04-2003 میں پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کا آغاز کیا گیا سرکاری سکولوں میں درسی کتب اور بنیادی سہولیات کی فراہمی کم شرح خواندگی والے 15 اضلاع میں طالبات کے لیے تعلیمی وظائف کا اجرا اور سکولوں کی کونسلوں کو متحرک کرنا P.E.S.R.P کی اہم سرگرمیوں میں سے چند ایک ہیں P.E.S.R.P میں تمام سکیموں کو احسن طریقہ سے انجام دینے کے لئے نہایت شفاف طریقے اور ضابطے وضع کیے گئے ہیں، جیسے طلباء کو درسی کتب کی مفت فراہمی کے لئے طریق کار کچھ یوں ہے کہ P.E.S.R.P P.M.I.U ٹیکسٹ بک بورڈ کو درسی کتب کے لئے آرڈر جاری کرتا ہے ٹیکسٹ بک بورڈ اپنے وضع کردہ نظام کے تحت یہ کتب پرنٹ کروانے کے بعد P.E.S.R.P P.M.I.U کے حوالے کے لئے این۔ ایل۔ سی سے معاہدہ کیا گیا ہے اور یہ کتب این۔ ایل۔ سی کے ٹرکوں کے ذریعے اضلاع میں ضلعی حکومتوں کے ذمہ داران تک پہنچائی جاتی ہیں جہاں سے سکولز ہیڈ ماسٹر انہیں اپنے متعلقہ سکول لے جاتے ہیں اس طرح بنیادی سہولتوں کی فراہمی کے لئے ضلعی حکومتوں سے ان کی ڈیمانڈ طلب کی جاتی ہے اور جامع فارمولا کے تحت ضلعی حکومتوں کو بنیادی سہولیات کی فراہمی کے لئے فنڈز فراہم کیے جاتے ہیں اس عمل میں

P.E.S.R.P اپنی تمام سفارشات محکمہ تعلیم کے اعلیٰ ذمہ داران تک پہنچاتا ہے جو ان کا جائزہ لے کر محکمہ خزانہ کو لکھتے ہیں کہ وہ متعلقہ ادارے کو ادائیگی کردے۔یوں محکمہ خزانہ سے ادائیگی براہ راست ضلعی حکومتوں یا متعلقہ اداروں کو کی جاتی ہے مزید برآں پنجاب ایجوکیشن سیکٹرز ریفارم پروگرام کی تمام سکیموں اور ان کے لئے مختص فنڈز کا ہر سال آڈٹ کیا جاتا ہے۔مزید برآں صوبہ پنجاب کے سرکاری سکولوں میں زیر تعلیم پہلی جماعت سے دسویں جماعت تک طلبا و طالبات کو ہر سال مفت درسی کتابیں بھی بروقت فراہم کی جارہی ہیں۔

(ج) سال 07-2006 میں پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کے لئے 7191.8 ملین روپے کا ترمیمی بجٹ مختص کیا گیا جس میں سے 2629.5 ملین روپے خرچ کیے جاچکے ہیں۔

(د) اس ضمن میں کوئی کارروائی کرپشن کے کسی ثبوت کے سامنے آنے کے بعد ہی کی جاسکتی ہے۔

گورنمنٹ پائلٹ ھائی سکول فار بوائز وحدت کالونی میں پانی کی قلت کا معاملہ و دیگر تفصیل

*273: **محترمہ عارفہ خالد پرویز:** کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پائلٹ ہائی سکول فار بوائز وحدت کالونی سے بجلی کا ٹرانسفارمر چوری ہو گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں لاکھوں روپے کی لاگت سے پانی سٹور کرنے کے لئے ٹینکی بنائی گئی تھی، تو کیا وہ ٹینکی زیر استعمال ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول میں موجود طلباء اساتذہ اور ملازمین پینے کے پانی کی شدید کمی کا شکار ہیں؟

(د) اگر درج بالا سوالات کے جوابات اثبات میں ہیں تو کیا ٹرانسفارمر کی چوری سے متعلق مکمل انکوائری کروائی گئی تھی، اگر ہاں تو اس کی مکمل تفصیل ایوان میں پیش کی جائے اگر

نہیں تو انکوائری نہ کرانے کی وجوہات کیا ہیں، نیز کیا ٹرانسفارمر کے نہ ہونے کی وجہ سے مذکورہ سکول میں پانی کی کمی ہے، اس بارے میں بھی وضاحت فرمائی جائے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے ٹرانسفارمر چوری ہونے کی ایف آئی آر ہیڈ ماسٹر نے درج کروائی تھی جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پانی کی ٹینکی زیر استعمال نہ ہے کیونکہ بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ نے اس کو مکمل کر کے باضابطہ طور پر سکول انتظامیہ کے حوالے نہ کیا ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ پینے کے صاف پانی کا انتظام موجود ہے۔

(د) ٹرانسفارمر چوری ہونے کی ایف۔ آئی۔ آر ہیڈ ماسٹر نے درج کروائی تھی جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے تاہم ہیڈ ماسٹرز کے تبدیل ہونے کی وجہ سے اس معاملے میں مناسب پیشرفت نہ ہوئی تھی تاہم موجودہ ہیڈ ماسٹر اس سلسلہ میں پیشرفت کر رہے ہیں نیز ٹرانسفارمر کے نہ ہونے کی وجہ سے سکول میں پانی کا مسئلہ نہ ہے کیونکہ متبادل انتظام موجود ہے۔

پنجاب میں پرائیویٹ سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*299: **چوہدری عبداللہ یوسف**: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب میں ضلع وار کل کتنے پرائیویٹ سکول ہیں، ان میں سے کتنے سکول رجسٹرڈ ہیں اور کتنے بغیر رجسٹریشن کام کر رہے ہیں؟

(ب) پنجاب کے کتنے پرائیویٹ سکولوں کا تعلیمی بورڈز کے ساتھ الحاق ہے؟

(ج) کیا محکمہ تعلیم بغیر رجسٹریشن کے کام کرنے والے سکولوں کے خلاف 1984 کے آرڈیننس برائے پرائیویٹ سکولز کے تحت کارروائی کرتا ہے، اگر ہاں تو سال 2002 سے 2005 تک کتنے سکولوں کے خلاف کارروائی کی گئی؟

(د) کیا محکمہ تعلیم کوئی ایسا سسٹم بنانے کا ارادہ رکھتا ہے کہ پرائیویٹ سکولوں کا معیار فیسوں کی حد اور تعلیمی نصاب وغیرہ چیک کیا جا سکے؟

(ہ) کیا پرائیویٹ سکولوں کی بہتری کے لئے محکمہ تعلیم موجودہ قوانین کو بہتر بنانے اور عملدرآمد کو صحیح کرنے کے لئے اقدامات اٹھا رہا ہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(و) پرائیویٹ سکولوں اور سرکاری سکولوں کی کارکردگی کا موازنہ کرنے کے لئے کیا معیار ہے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب میں کل 32663 پرائیویٹ سکولز ہیں جن میں سے رجسٹرڈ سکولوں کی تعداد 27789 اور غیر رجسٹرڈ سکولوں کی تعداد 4874 ہیں جن کی ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت پنجاب کے 3321 پرائیویٹ سکولز متعلقہ تعلیمی بورڈز کے ساتھ الحاق شدہ ہیں۔

(ج) درست ہے۔ محکمہ تعلیم حکومت پنجاب نے سال 2002 سے 2005 تک 210 سکولوں کے خلاف 1984 کے آرڈیننس برائے پرائیویٹ سکولز کے تحت قانونی کارروائی کی ہے۔

(د) حکومت نجی شعبہ میں قائم سکولوں کی طرف سے ٹیوشن فیس میں اضافے اور دیگر فنڈز کی وصولی سے مکمل طور پر آگاہ ہے۔ تاہم حکومت کسی قابل عمل اور مؤثر طریقہ کو رائج کرنے پر غور کر رہی ہے جو نجی شعبہ میں قائم سکولوں کے مالکان کیلئے بھی قابل قبول ہو اور والدین بھی مطمئن ہو جائیں۔ علاوہ ازیں پرائیویٹ سکولوں کا معیار، فیسوں کی حد اور تعلیمی نصاب میں بہتری لانے کے لئے ضلعی سطح پر انسپکشن کمیٹیاں فعال ہیں جو کہ 1984 کے آرڈیننس پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کیلئے گاہے بگاہے نجی شعبہ کے سکولوں کو چیک کرتے ہیں اور قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔

(ہ) پرائیویٹ سکولوں کی بہتری کیلئے موجودہ قانون پر عملدرآمد کیا جا رہا ہے تاہم حکومت پرائیویٹ سکولوں سے متعلق آرڈیننس 1984 کو بہتر کرنے اور مزید مؤثر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(و) محکمانہ اور بورڈ امتحانات کے نتائج کی بنیاد پر سرکاری اور پرائیویٹ سکولوں کی کارکردگی کا موازنہ کیا جاتا ہے اس کے علاوہ شرح داخلہ، ڈراپ آؤٹ اور ہم نصابی سرگرمیوں میں شرکت کی بنیاد پر بھی کارکردگی جانچی جا سکتی ہے۔

پنجاب کے سکولوں میں انتظار گاہیں تعمیر کرنے کا معاملہ

*312: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سکولوں اور کالجوں میں انتظار گاہیں نہ ہیں، بچوں کے والدین امتحانات دلانے کے لئے جاتے ہیں تو ان کو تین، تین گھنٹے فٹ پاتھ پر انتظار کرنا پڑتا ہے جو انتہائی ذلت آمیز رویہ ہے؟

(ب) کیا حکومت سکولوں اور کالجوں میں انتظار گاہیں تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ سکولوں میں بچوں کے والدین کیلئے انتظار گاہوں کی سہولت موجود نہ ہے۔

(ب) مستقبل قریب میں تمام اداروں کے سربراہان کو ہدایت کی جائے گی کہ وہ سکول ہذا کے فنڈز سے سکولوں اور کالجوں میں بچوں کے والدین کیلئے انتظار گاہیں یا عارضی شیڈ مخصوص کریں۔

پڑھا لکھا پنجاب سکیم کے تحت 2002 تا 2008 مختص رقم و دیگر تفصیلات

*341: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پڑھا لکھا پنجاب سکیم کے لئے جولائی 2002 سے جون 2008 تک کتنی رقم مختص کی گئی تھی؟

(ب) اس سکیم کے تحت ماہانہ دو سو روپے کا وظیفہ اس عرصے کے دوران کتنی بچیوں میں تقسیم کیا گیا اور کیا یہ درست نہیں کہ جن بچیوں کو ماہانہ وظائف دیئے گئے ان میں اکثریت کا وجود ہی نہیں تھا؟

(ج) کیا اس سکیم کی تشہیر پر اٹھنے والے اخراجات، ماہانہ دیئے جانے والے وظائف سے زیادہ نہیں تھے اور کیا جس تشہیری ادارے کو یہ کام سونپا گیا، اس کی نامزدگی متعلقہ قواعد وضوابط کے تحت کی گئی تھی؟

(د) اس سکیم کے لئے رقم کس مد یا شعبہ سے حاصل کی گئی تھی اور نئی حکومت اس سکیم کے بارے میں کیا فیصلہ کر رہی ہے؟

(ہ) اس رقم میں کتنی خُورد برد ہوئی اور کیا اس کے ذمہ داروں کے خلاف حکومت تادیبی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کا آغاز مالی سال 04-2003 میں ہوا اس پروگرام کے تحت مختلف مدوں کے لئے حکومت پنجاب نے 2003 سے 31 مئی 2008 تک 37843.1 ملین روپے مختص کئے، ان کی تفصیل تتمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کے تحت کم شرح خواندگی والے 15 اضلاع میں لڑکیوں کو تعلیم کی طرف مائل کرنے اور ڈراپ آؤٹ کی شرح کو کم کرنے کی غرض سے بچیوں کے لئے 200 روپے ماہوار وظیفہ کا اجرا کیا گیا۔ ان اضلاع میں بہاولنگر، بہاولپور، بھکر، ڈیرہ غازی خان، جھنگ، قصور، خانیوال، مظفر گڑھ، اوکاڑہ، پاکپتن، راجن پور، رحیم یار خان اور وہاڑی شامل ہیں۔ فیز 1 کے تحت سال 2005 تک ان اضلاع کے سرکاری سکولوں میں کلاس ششم سے ہشتم تک کی طالبات کو 80 فیصد حاضری کی بنیاد پر 200 روپے ماہوار وظیفہ دیا جاتا رہا۔ وظائف کی تقسیم کے حوصلہ افزا نتائج سامنے آنے پر حکومت پنجاب نے اس سکیم کا دائرہ مذکورہ 15 اضلاع میں واقع سرکاری سکولوں میں کلاس ششم سے دہم تک بڑھانے کا فیصلہ کیا۔ سال 04-2003 سے لے کر سال 08-2007 کی پہلی سہ ماہی تک اس سہولت سے بہرہ مند ہونے والی بچیوں کی تعداد تتمہ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ وظائف سہ ماہی بنیاد پر بچیوں کو ان کی طرف سے فراہم کردہ گھر کے پتہ پر ایک مربوط ترسیلی نظام کے تحت منی آرڈر کے ذریعے پہنچائے جاتے ہیں اور وظائف کی ترسیل میں محکمہ تعلیم کا کوئی عمل دخل نہیں اور اس عمل کو شفاف رکھنے کے

لئے وظائف منی آرڈر کے ذریعے بچیوں کے گھروں تک پہنچائے جاتے ہیں۔ جس کی باقاعدہ acknowledgement حاصل کی جاتی ہے۔ان وظائف کی ترسیل کی حقیقی صورتحال جاننے کے لئے سال 2004-05 میں دو مرتبہ آزادانہ تھرڈ پارٹی ویلیڈیشن (ٹی۔پی۔وی) کرائی گئی، سال 2006-07 کی ٹی پی وی کے مطابق وظائف کی ترسیل 99.96 فیصد بچیوں تک وظائف پہنچ رہے تھے۔

(ج) حکومت لوگوں کو آگہی اور معلومات تک رسائی دینا چاہتی ہے۔ عام لوگوں کو پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام سے متعلق سرگرمیوں اور حکومت کی طرف سے مہیا کی جانے والی سہولتوں کی آگاہی کے لئے P.E.S.R.P کے کل بجٹ کا 4-4 فیصد (تقریباً 15 کروڑ روپے سالانہ) تشہیری سرگرمیوں پر سال 2003-04 سے لے کر سال 2007-08 تک 458.3 ملین روپے خرچ کئے گئے ہیں جبکہ بیان کئے گئے 15 اضلاع میں اسی عرصہ کے دوران بچیوں کو وظائف کی تقسیم پر 3340.9 ملین روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔حکومت پنجاب کی طرف سے P.E.S.R.P کی تشہیری مہم کی نگرانی وذمہ داری محکمہ انفارمیشن، کلچر اینڈ یوتھ افیئرز ڈیپارٹمنٹ اور ڈی۔جی۔پی۔آر کو سونپی جاتی ہے۔واضح رہے کہ P.E.S.R.P کی تشہیری مہم کی ادائیگی کسی میڈیا ایجنسی کو نہیں بلکہ ڈی۔جی۔پی۔آر کو کی جاتی ہے۔

(د) سال 2003-04 میں حکومت پنجاب اور عالمی بنک کے تعاون سے پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم کا آغاز کیا گیا۔ ورلڈ بنک نے عالمی ترقیاتی معاونت (International Development Assistance) کریڈٹ کے تحت تین سال کے لئے سالانہ 100 ملین ڈالر فراہم کرنے کا معاہدہ کیا۔یہ رقم حکومت پنجاب کو دی جاتی ہے جبکہ حکومت پنجاب دیگر حکومتی شعبوں کی طرح P.E.S.R.P کے تحت مختلف مدوں کے لئے بجٹ مختص کرتی ہے۔ جس میں سے بیشتر رقم محکمہ خزانہ کے ذریعے ضلعی حکومتوں کو منتقل کی جاتی ہے جبکہ اضافی اخراجات کے لئے حکومت پنجاب نے رقم مختص کرنے کا اعلان کیا۔یہ رقم محکمہ خزانہ کے ذریعے پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کے مصرف میں آتی ہے۔اس پروگرام کے حوصلہ افزا نتائج سامنے آنے پر ورلڈ بنک نے سال 2006 میں مزید 3 سال کے لئے 100 ملین ڈالر سالانہ آئی ڈی اے کریڈٹ کی منظوری دی ہے۔

(ہ) فروغ تعلیم کے لئے اور تعلیمی معیار میں بہتری لانے کے لئے حکومت پنجاب اور عالمی بنک کی معاونت سے سال 04-2003 میں پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کا آغاز کیا گیا- سرکاری سکولوں میں درسی کتب اور بنیادی سہولیات کی فراہمی، کم شرح خواندگی والے 15 اضلاع میں طالبات کے لئے تعلیمی وظائف کا اجرا اور سکولوں کونسلوں کو متحرک کرنا P.E.S.R.P کی اہم سرگرمیوں میں سے چند ایک ہیں۔ P.E.S.R.P میں تمام سکیموں کو احسن طریقہ سے انجام دینے کے لئے طریقے اور ضابطے وضع ہیں- جیسے طلبا کو درسی کتب کی مفت فراہمی کے لئے طریق کار کچھ یوں ہے کہ P.M.I.U–P.E.S.R.P ٹیکسٹ بک بورڈ کو درسی کتب کے لئے آرڈر جاری کرتا ہے- ٹیکسٹ بک بورڈ اپنے وضع کردہ نظام کے تحت یہ کتب پرنٹ کروانے کے بعد P.M.I.U,P.E.S.R.P کے حوالے کرتا ہے-ان کتب کی اضلاع تک ترسیل کے لئے این۔ ایل۔ سی سے معاہدہ کیا گیا ہے اور یہ کتب این۔ایل۔ سی کے ٹرکوں کے ذریعے اضلاع میں ضلعی حکومتوں کے ذمہ داران تک پہنچائی جاتی ہیں-جہاں سے head of schools انہیں اپنے متعلقہ سکول لے جاتے ہیں جبکہ بنیادی سہولتوں کی فراہمی اور طالبات کو وظائف کی تقسیم کے لئے فنڈز ضلعی حکومتوں کے اکاؤنٹ IV میں دیئے جاتے ہیں-یوں محکمہ خزانہ سے ادائیگی براہ راست ضلعی حکومتوں کو کی جاتی ہے-مزید برآں پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کی تمام سکیموں اور ان کے لئے مختص فنڈز کا ہر سال آڈٹ کیا جاتا ہے-

شالامار ٹاؤن لاہور میں رجسٹرڈ اور غیر رجسٹرڈ سکولز کی تفصیلات

*364: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) شالامار ٹاؤن لاہور سنگھ پورہ، باغبانپورہ اور جی ٹی روڈ لاہور میں کتنے ایسے پرائیویٹ سکولز ہیں جو غیر رجسٹرڈ ہیں اور رجسٹریشن برانچ محکمہ تعلیم کے اہلکاران وافسران کی زیر سرپرستی چل رہے ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ایسے پرائیویٹ سکولز ہیں جہاں رولز کے برعکس چھٹی کلاس سے دہم کلاس تک لڑکیاں اور لڑکے اکٹھے تعلیم حاصل کر رہے ہیں، کیا حکومت ایسے سکولز کی

انسپکشن کرتی ہے، 2006-07 میں جن آفیسران نے انسپکشن کی ان کے نام اور عہدہ سے آگاہ کریں؟

(ج) اگر ان غیر رجسٹرڈ سکولز میں جہاں پر رولز کی خلاف ورزی کی جارہی ہے، انسپکشن نہیں کی گئی تو اس کے ذمہ دار آفیسرز و اہلکاران کے خلاف حکومت کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ)

(الف) شالامار ٹاؤن لاہور سنگھ پورہ باغبانپورہ جی ٹی روڈ لاہور میں کل 14 سکولز غیر رجسٹرڈ ہیں۔ جس کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان میں کوئی بھی سکول رجسٹریشن برانچ محکمہ تعلیم کے اہلکاران وافسران کی سرپرستی میں نہ چل رہا ہے۔

(ب) اس وقت تمام سکولز گرمیوں کی چھٹیوں کی وجہ سے بند ہیں۔ لہٰذا مطلوبہ معلومات چھٹیوں کے فوراً بعد فراہم کر دی جائیں گی تاہم محکمہ کی طرف سے علاقہ وائز بنائی گئی انسپکشن کمیٹیاں سکولوں کی انسپکشن صرف سکول کی رجسٹریشن اور تین سال بعد ایکسٹنشن کے وقت کرتی ہیں۔ کمیٹیوں کی نوٹیفکیشن ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جز(ب) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

باغبانپورہ لاہور میں ہزاروں روپے فیس وصول کرنے والے غیر رجسٹرڈ سکولز کی تفصیلات

*365: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جی ٹی روڈ سنگھ پورہ اور باغبانپورہ لاہور میں کتنے ایسے پرائیویٹ سکولز ہیں جو رجسٹرڈ نہ ہیں ان کی تعداد اور ناموں سے آگاہ کریں نیز جو سکولز رجسٹرڈ نہ ہیں کیا حکومت ان کی رجسٹریشن کر کے ایوان میں پیش کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ب) مذکورہ سکولز میں سے کتنے سکولز ایسے ہیں جن کی رجسٹریشن کے لئے کیس متعلقہ محکمہ میں زیر التواء ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ یہ غیر رجسٹرڈ سکولز ہزاروں روپے فی بچہ فیس وصول کر رہے ہیں جبکہ ان اداروں کی نہ تو بلڈنگز ہوادار ہیں اور نہ لیبارٹریز ہیں؟

(د) کیا متعلقہ محکمہ کے آفیسرز نے کبھی ان سکولز میں انسپکشن کی، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا تھیں؟

(ہ) مذکورہ بالا صورتحال کے پیش نظر کیا حکومت ان غیر قانونی کام کرنے والے سکولز پر کوئی قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(و) اگر متعلقہ محکمہ نے ان غیر قانونی سکولز کی انسپکشن کی ہے تو انسپکشن کی تاریخوں اور آفیسرز کے ناموں سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ٹی روڈ باغبانپورہ میں کل 14 سکول غیر رجسٹرڈ ہیں۔ جس کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اگر سکول انتظامیہ رجسٹریشن کروانے کے لئے محکمہ سے رابطہ کرتی ہے تو تمام ضابطہ کی کارروائی مکمل کرنے کے بعد محکمہ ان کی رجسٹریشن کرنے کو تیار ہے۔

(ب) ان میں سے کسی بھی سکول کی رجسٹریشن کا کیس محکمہ کے پاس زیر التوا نہ ہے۔

(ج) اس وقت تمام سکولز گرمیوں کی چھٹیوں کی وجہ سے بند ہیں لہذا مطلوبہ معلومات چھٹیوں کے فوراً بعد فراہم کر دی جائیں گی، تاہم محکمہ کی طرف سے علاقہ وائز بنائی گئی انسپکشن کمیٹیاں سکولوں کی انسپکشن صرف سکول کی رجسٹریشن اور تین سال بعد ایکسٹنشن کے وقت کرتی ہیں۔ کمیٹیوں کی نوٹیفکیشن کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جز(ج) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

(ہ) تمام غیر رجسٹرڈ اداروں کو قانون کے تحت نوٹس بھجوا دیئے ہیں۔ عدم تعمیل کی صورت میں قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

(و) جز(ج) کی روشنی میں مزید وضاحت نہ ہے۔

ضلع خانیوال، سکولز کی اپ گریڈیشن کے لئے عمارتوں
کی تعمیر و کلاسز کے اجراء کا مسئلہ

*380: پیر محمد جمیل شاہ: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پرائمری سکول 28/10۔آر، گورنمنٹ گرلز مڈل سکول 31/10۔آر، گورنمنٹ گرلز مڈل سکول 30/10۔آر، گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول 96۔اے/10۔آر اور گورنمنٹ پرائمری سکول 61/10 آر ضلع خانیوال کو اپ گریڈ کرنے کے لئے پانچ سال سے عمارتیں تعمیر کی گئی ہیں؟

(ب) یہ بلڈنگز کب تعمیر ہوئی تھیں، ان پر کتنی لاگت سکول وائز خرچ ہوئی تھی؟

(ج) ان بلڈنگز کو تعمیر کرنے کا مقصد کیا تھا؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ان سکولوں کو اپ گریڈ نہیں کیا گیا اور نہ ہی ان میں کلاسز کا اجراً ہوا ہے؟

(ہ) اگر جز (د) کا جواب اثبات میں ہے تو پھر ان سکولوں کی عمارتوں پر کروڑوں روپے خرچ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(و) کیا حکومت ان سکولوں میں کلاسز کا اجراً موجودہ تعلیمی سال سے کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے کہ گورنمنٹ پرائمری سکول 10/28۔آر، گورنمنٹ گرلز مڈل سکول 10/31۔آر، گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول 10/30۔آر، گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول 96۔اے 10۔آر اور گورنمنٹ پرائمری سکول 6/10۔آر ضلع خانیوال کو اپ گریڈ کرنے کے لئے پانچ سال سے عمارتیں تعمیر کی گئی ہیں۔

(ب) اعداد و شمار ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ج) اپ گریڈ/اجراء کئے گئے ادارہ جات کے لئے یہ بلڈنگ تعمیر کی گئی ہیں۔

(د) نہیں، ان ادارہ جات کو اپ گریڈ/ نیا اجراء کیا گیا ہے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے اساتذہ کی تقرری کی اجازت (بوجہ پابندی) نہ ہونے کی وجہ سے کلاسز کا اجراء نہیں کیا جا سکا۔

(ہ) ان ادارہ جات کو اپ گریڈ/اجراء کئے جانے کی بنا پر عمارتیں تعمیر کی گئی ہیں۔

(و) اساتذہ کی تنخواہ کے لئے بجٹ ملنے و اساتذہ کی تقرری کے بعد کلاسز کا اجراء کیا جائے گا۔

فیصل آباد میں مئی 2008 میں تبادلوں کی بنیادی وجوہات

*437: حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ای۔ڈی۔او تعلیم فیصل آباد نے مئی 2008 میں کتنے تبادلے کئے ہیں، یہ تبادلے کس بنیاد پر کئے گئے ہیں؟

(ب) ٹرانسفر کئے جانے والے اساتذہ کے نام، عرصہ تعیناتی اور جگہ تعیناتی سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ ٹرانسفرز اس وقت کی گئی ہیں جبکہ بچوں کے امتحانات ہو رہے تھے اس وجہ سے بچوں کا بہت تعلیمی نقصان ہوا ہے؟

(د) جزہائے بالا میں متذکرہ ٹرانسفرز کن قواعد وضوابط کے تحت کی گئی ہیں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ای۔ڈی۔او تعلیم ضلع فیصل آباد نے مئی 2008 میں 343 تبادلہ جات کئے۔ جن کی کیٹیگری وائز تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	کیٹیگری	مرد اساتذہ	خواتین اساتذہ	میزان	وجہ تبادلہ
1-	ای ایس ٹی	65	30	95	معلمین / معلمات کی درخواست پر نیز انتظامی امور کے تحت تبادلہ کیا گیا۔
2-	پی ایس ٹی	142	78	220	-ایضاً-
3-	ایجوکیٹر	28	-	28	-ایضاً-

(ب) ٹرانسفر کئے جانے والے اساتذہ کے نام، عرصہ تعیناتی کی تفصیل تتمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع فیصل آباد میں اساتذہ کی تعداد 18099 ہے جن میں سے 356 اساتذہ کا تبادلہ کیا گیا اور یہ تبادلہ جات مقامی سطح پر تھے۔ جس سے معمول کا تدریسی عمل متاثر ہوا ہے اور نہ ہی امتحانات کے انعقاد پر کوئی اثر پڑا ہے۔

(د) درج بالا تمام تبادلہ جات ٹرانسفر پالیسی 2000 کے دیئے گئے قواعد کو سامنے رکھتے ہوئے مقامی سطح پر بنائی گئی کمیٹی جس کی تشکیل درج ذیل ہے، کی منظوری / سکروٹنی کے بعد کئے گئے۔

ڈاکٹر محمد ارشد	ای ڈی او (تعلیم)	چیئرمین
محمد افضل جاوید	ڈی ای او (سیکنڈری ایجوکیشن)	ممبر
وحیدالدین شاہ	ڈی ای او (مردانہ ای ای)	ممبر
کشور ناہید رانا	ڈی ای او (خواتین ای ای)	ممبر
محمد افضل کموکا	اسسٹنٹ ڈائریکٹر دفتر ای۔ڈی۔او (تعلیم)	ممبر

تبادلہ کرتے وقت درج ذیل اصولوں کو خصوصی طور پر سامنے رکھا گیا۔

1۔ سنگل ٹیچر سکول سے اساتذہ کا تبادلہ نہ کیا گیا۔

2۔ اساتذہ کی اپنی سہولت کو مدنظر رکھا خاص طور پر خواتین اساتذہ کو قریب ترین سکولوں میں تعینات کیا گیا۔

3۔ ان اساتذہ کو تبدیل کیا گیا تھا۔ جن کا tenure موجودہ سکول میں ایک سال سے زیادہ ہو۔

جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور پر واقع غیر رجسٹرڈ سکولز کی رجسٹریشن کا مسئلہ

*455: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) جی ٹی روڈ باغبانپورہ پر کتنے پرائیویٹ سکولز رجسٹرڈ اور غیر رجسٹرڈ ہیں، غیر رجسٹرڈ سکولز کی تعداد بتائی جائے؟

(ب) کیا محکمہ ان غیر رجسٹرڈ سکولز کو چیک کرنا اور انکی رجسٹریشن کرنا لازمی نہیں سمجھتا، اگر سمجھتا ہے تو ان غیر رجسٹرڈ سکولوں کے خلاف کیا کارروائی کی ہے، آگاہ فرمائیں؟

(ج) جی ٹی روڈ باغبانپورہ میں واقع رجسٹرڈ اور غیر رجسٹرڈ سکولز میں کیا سائنس لیبارٹریز ہیں اور کن کن سکولوں میں سائنس لیبارٹریز نہ ہیں، انکی تفصیل بتائی جائے اور انکے خلاف محکمہ نے 2002 سے آج تک جو کارروائی کی آگاہ فرمائیں؟

(د) کیا محکمہ کے آفیسران ان غیر رجسٹرڈ سکولز جس میں بچوں سے ہزاروں روپے فیسیں لی جارہی ہیں، کبھی چیک کیا ہے اور اگر چیک کیا گیا تو کب، چیک کرنے والے آفیسران کے نام اور تاریخ سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ٹی روڈ باغبانپورہ میں کل 48 سکول ہیں جن میں 34 سکول رجسٹرڈ ہیں اور 14 سکول غیر رجسٹرڈ ہیں جن کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام غیر رجسٹرڈ اداروں کو قانون کے تحت نوٹس بھجوادیئے ہیں۔

(ج) اس وقت تمام سکولز گرمیوں کی چھٹیوں کی وجہ سے بند ہیں۔ لہذا مطلوبہ معلومات چھٹیوں کے فوراً بعد فراہم کر دی جائیں گی تاہم محکمہ کی طرف سے علاقہ وائز بنائی گئی انسپکشن کمیٹیاں سکولوں کی انسپکشن صرف سکول کی رجسٹریشن اور تین سال بعد ایکسٹنشن کے وقت کرتی ہیں۔ جن کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جز(ج) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

راولپنڈی، گورنمنٹ جامع ہائر اور ہائی سکولز برائے گرلز و بوائز کی خستہ حالت و فرنیچر کی کمی کا مسئلہ

*467: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ جامع ہائر سیکنڈری سکول برائے خواتین و گورنمنٹ جامع ہائی سکول برائے بوائز راولپنڈی کی خستہ حالت، فرنیچر کی کمی و دیگر ضروریات کو کب مکمل کیا جائے گا؟

(ب) گورنمنٹ جامع ہائر سیکنڈری سکول برائے خواتین راولپنڈی کا بجلی کا ٹرانسفارمر عرصہ چھ ماہ قبل جل گیا تھا نئے ٹرانسفارمر کی تنصیب کب تک عمل میں لائی جائے گی؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) نئے مالی سال میں، فرنیچر کی کمی و دیگر ضروریات کو فنڈز کی دستیابی پر مکمل کر دیا جائے گا۔

(ب) نئے ٹرانسفارمر کی رقم واپڈا کو ادا کر دی گئی ہے اور جلد ہی نیا ٹرانسفارمر مہیا ہو جائے گا۔

رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: رانا محمد افضل خان مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

مسودہ قانون (تنسیخ) نظریہ پاکستان فاؤنڈیشن مصدرہ 2008 اور مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب پنشن فنڈ مصدرہ 2008 کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں The Nazria-e-Pakistan Foundation (Repeal) Bill, 2008 (Bill No. 3 of 2008) And, The Punjab Pension Fund (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 4 of 2008) کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: رپورٹیں پیش ہوئیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس take up کرتے ہیں۔ محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ! توجہ دلاؤ نوٹس پڑھیں۔

شیخوپورہ میں فائرنگ سے ڈاکٹر کا قتل

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر!

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 11۔جون 2008 کو بعد نماز مغرب چک گھنگ کے رہائشی اور موضع ماچھی کے ضلع شیخوپورہ اپنے کلینک پر بیٹھے مریضوں کے علاج معالجہ میں مصروف ڈاکٹر رشید کو دو افراد مسمی اشفاق اور ناصر نے فائرنگ کر کے قتل کر دیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دونوں قاتل سگے بھائی ہیں اور ان میں سے مسمی اشفاق 2003 سے ایک مقدمہ قتل میں مفرور اور اشتہاری ہے اور متعدد وارداتوں میں ملوث ہونے کی وجہ سے مختلف مقدمات میں مطلوب ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ قاتلوں کو پولیس کی پشت پناہی حاصل رہی ہے اور ہے جس کی وجہ سے وہ آج تک گرفتار نہ ہو سکے جس کی وجہ سے ایک بار پھر قتل جیسے سنگین جرم کا ارتکاب کیا اور تاحال گرفتار بھی نہیں ہوئے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ واقعہ میں ملوث ملزمان کو گرفتار کرنے اور مقدمہ دہشت گردی کی خصوصی عدالت میں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 2008-6-11 بوقت 7 بجے شام ملزمان اشفاق اور ناصر نے عبدالرشید کو اس وقت بذریعہ آتشیں اسلحہ قتل کر دیا جب وہ اپنی ڈسپنسری واقع موضع ماچھی کے مریضوں کو check کر رہا تھا۔

(ب) دونوں قاتل سگے بھائی نہ ہیں لہذا یہ درست ہے کہ اشفاق ملزم مقدمہ نمبر 53/03 جرم 302 ت پ تھانہ بھکی ضلع شیخوپورہ میں مجرم اشتہاری ہے لیکن اس مقدمہ کے علاوہ کسی دیگر مقدمہ میں مطلوب نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ ان قاتلوں کو پولیس کی پشت پناہی حاصل رہی ہے تاہم ان کو تلاش کرنے اور گرفتار کرنے کی ہمہ وقت کوشش جاری ہے اور آئندہ بھی ان کی گرفتاری کے لئے سپیشل ٹیم زیر نگرانی S.P investigation شیخوپورہ تشکیل دے دی گئی ہے اور ٹیم

D.S.P سٹی سرکل شیخوپورہ، S.H.O تھانہ صدر شیخوپورہ اور انچارج investigation تھانہ صدر شیخوپورہ پر مشتمل ہے۔ ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کر لیا جائے گا۔

(د) اس واقعہ میں ملوث ملزمان کو گرفتار کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے جس کے لئے سپیشل ٹیم کو یہ ٹاسک دے دیا گیا ہے مقدمہ ہذا میں جرم انسداد دہشت گردی 1997 لاگو کیا گیا ہے۔ بعد از تبدیل تفتیش مقدمہ برائے سماعت عدالت انسداد دہشت گردی پیش کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ وہ سوائے اس قتل کے کیس کے کسی اور میں اشتہاری نہیں ہیں جبکہ میرا خیال ہے کہ پورا ضلع اس بات کو جانتا ہے کہ وہ اشتہاری صرف ایک قتل کیس میں نہیں ہے بلکہ criminal لوگوں کا ایک ایسا گروپ ہے اور صرف وہی نہیں ان کی پوری فیملی کا کام ہی یہی ہے کہ وہ دن دہاڑے لوگوں کو لوٹتے ہیں، ڈاکے ڈالتے ہیں، منشیات کا کام کرتے ہیں اور قتل کرتے ہیں۔ ان کے خلاف گواہی دینے والا جو آدمی ہوتا ہے وہ اس کو گولی مار دیتے ہیں اور کسی میں اتنی جرأت نہیں ہے کہ وہ ان کے خلاف گواہی دے سکے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب تھانے بک جاتے ہیں، جب پولیس پیسے لیتی ہے تو ملزموں کی پشت پناہی کرتی ہے، جب پولیس ملزموں کی پشت پناہی کرے گی تو جرائم میں کمی کیسے واقع ہو گی؟ پچھلے پانچ سال تک میں ان اشتہاریوں کی نشاندہی کرتی رہی اور وہ اشتہاری اسی گاؤں میں پھرتے رہے اور مختلف وارداتوں میں ملوث رہے لیکن پولیس نے انہیں نہیں پکڑا۔ کیوں نہیں پکڑا؟ اس لئے کہ پولیس کو منتھلیاں مل جاتی تھیں، ان کو وہ پیسے دیتے تھے، ہر جرم کرنے سے پہلے وہ پولیس کی جیبیں بھرتے تھے اور اس کے بعد وہ قتل جیسی گھناؤنی واردات کرتے تھے۔

جناب سپیکر: معزز ممبران سے گزارش ہے کہ اہم معاملہ پیش ہو رہا ہے اس لئے وزیر قانون صاحب کو disturb نہ کیا جائے۔ جی، محترمہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! آپ سے بھی میں نے التجا کی تھی اور آپ نے بھی ٹیلی فون کیا تھا۔ اس کے بعد راجہ ریاض صاحب سینئر منسٹر صاحب نے بھی ٹیلی فون کیا، کامران مائیکل صاحب نے بھی ٹیلی فون کیا لیکن مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ کوئی کارروائی ایک انچ اپنی جگہ سے آگے نہیں گئی۔ میں یہ نہیں کہتی کہ اس میں پولیس دلچسپی نہیں لے رہی۔ دلچسپی تو لیتی ہے اس لئے تو پچھلے 8 سالوں

سے ایک ملزم بھی نہیں پکڑ سکی۔ پولیس کی دلچسپی صرف یہاں تک ہوتی ہے کہ ان کو پیسے منتھلی مل رہے ہیں یا نہیں مل رہے۔ میری صرف یہ درخواست ہے کہ پولیس کے وہ افسران جو آج تک ان ملزموں کو پہلے آٹھ سالوں میں گرفتار نہیں کر سکے ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ پولیس کو اختیارات اس وقت دیئے گئے تھے جب 1897 کی جنگ آزادی کے بعد مسلمانوں کو سختی سے کچلنے کے لئے اس پولیس کے بے لگام گھوڑے کو کھلا چھوڑ دیا گیا تھا۔ پھر وہی پولیس اس سے بھی بدترین کردار ادا کر رہی ہے جبکہ اس وقت ہم ایک آزاد جمہوری ملک میں رہتے ہیں۔ اگر اس ملک کی پولیس ٹھیک ہو جائے تو بہت سارے جرائم ختم ہو جاتے ہیں، بہت ساری چوریاں، ڈکیتیاں ملک سے ختم ہو جاتی ہیں اور بہت ساری بہنیں بیوہ ہونے سے بچ جاتی ہیں۔ میں آپ سے درخواست کروں گی بلکہ میری وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ اپیل ہے کہ ایک دفعہ پھر میں نے سنا تھا اور میں نے دیکھا بھی تھا کہ ان کا دور جو تھا وہ واقعی ایک بڑا امن و امان کا دور تھا جہاں ملزموں کو اسی وقت موقع پر سزائیں دی جاتی تھیں۔ کسی آدمی کی اتنی جرأت نہیں ہوتی تھی کہ کوئی ملک میں لاقانونیت پھیلائے لیکن میری وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ درخواست ہے کہ ایک دفعہ دوبارہ اسی طرح کے احکامات صادر فرمائیں اور جو بھی آدمی جرم کرتا ہے اس کو صحیح سزا دی جائے۔ وزیر قانون نے بہت زیادہ یقین دہانی بھی کروائی ہے لیکن جب کسی کو تکلیف پہنچتی ہے تو۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ! کیا آپ ٹی وی نہیں دیکھتی ہیں؟ کیا آپ اخبارات نہیں پڑھتی ہیں؟

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب والا! میں یہی تو پڑھتی ہوں اسی لئے دکھ ہے کہ پولیس کرتی کچھ نہیں ہے۔ اخبار پڑھ کر یا ٹی وی دیکھ کر اثر اس وقت ہوتا ہے جب practically آدمی اپنے سامنے کچھ دیکھتا ہے۔

جناب سپیکر: بہت سے practical تو آپ کے سامنے ہو چکے ہیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں یہی کہوں گی کہ جو کچھ پہلے گزر چکا ہے وہ واقعی بہت بُرا تھا کیونکہ یقینی بات ہے کہ پہلے جو حکومت تھی وہ واقعی ان لوگوں کی حکومت تھی جو خود چور تھے اور چوروں کی پشت پناہی کرتے تھے لیکن میری آپ سے درخواست ہے کہ اب چوروں کی حکومت ہے اور نہ ہی کوئی ایسی بات ہے۔

جناب سپیکر: میں کسی اور کو comment نہیں کر رہا، میں تو موجودہ دور کی بات کر رہا ہوں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں آپ سے یہی کہہ رہی ہوں کہ پہلے جو حکومت تھی وہ ایسے چوروں کی حکومت تھی جو واقعی چوروں کی پشت پناہی کرتے تھے اور کرائم ان کے دور میں انتہا تک پہنچ چکے تھے۔ میں وزیر قانون صاحب سے بھی درخواست کروں گی کہ ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کیا جائے بجائے اس کے کہ ان سے ایک نیا جرم سرزد ہو جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز رکن نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے حکومت ان سے رہنمائی لے کر کوشش کرے گی کہ پولیس کے نظام کو اور Law and Order کی صورتحال کو بہتر بنایا جائے۔ جہاں تک اس معاملے میں پولیس کی کارکردگی کا تعلق ہے میں نے ان کے ساتھ بیٹھ کر ساری بات discuss کی ہے اور محترمہ کو بھی ساتھ بٹھا کر اور میں مشکور ہوں ان کا کہ انہوں نے اس معاملے میں دلچسپی لی۔ ان کے پاس بھی کچھ information تھیں وہ بھی investigation team کے ساتھ share کروائی ہیں اور انہوں نے یقین دہانی کروائی ہے کہ دو ہفتوں کے اندر ہم اس کا result دیں گے۔ وہ ان ملزموں کے کافی قریب پہنچ چکے ہیں اور تفصیل disclose نہیں کی جا سکتی۔ انہوں نے یہ یقین دہانی کروائی ہے کہ ہم جلد ملزمان کو گرفتار کر لیں گے۔ باقی محترمہ نے اس بات کا اظہار کیا تھا کہ انہیں خود بھی threat ہے ان ملزمان کی طرف سے اس کے متعلق بھی میں نے متعلقہ ڈی۔پی۔او صاحب کو کہا ہے کہ محترمہ کے لئے مناسب سکیورٹی کا بندوبست کیا جائے (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ ان کی بات سے ماشاء اللہ مطمئن نظر آتی ہیں جو بات انہوں نے کی ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میرا پچھلا پانچ سالہ دور ان کے ساتھ گزرا ہے اور میں یہ امید بھی رکھوں گی کہ انہیں احساس بھی ہونا چاہئے اور انہیں کرنا بھی چاہئے لیکن ایک دفعہ پھر میں اپنے ان خدشات کا اظہار کروں گی کیونکہ پہلے پانچ سالوں میں کچھ نہیں ہوا اور میں یہ چاہتی ہوں کہ اللہ کرے جیسے وزیر قانون صاحب نے یقین دہانی کروائی کہ انشاء اللہ دو ہفتے تک بہتر رزلٹ آئے گا۔ اس کے ساتھ میں ان کی شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ یہ توجہ دلاؤ نوٹس عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: آپ ہیں محترمہ؟ (قہقہے)

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں کافی دیر سے اجازت مانگ رہا تھا جو میری بہن نے سوال کیا تھا اور رانا صاحب نے مطمئن کر دیا۔ اس حوالے سے میں عرض کروں گا کہ تفتیش کے حوالے سے بہت اہم بات ہے، میں وزیر قانون صاحب کی توجہ بھی چاہوں گا کہ پولیس آرڈر 2002 کے مطابق investigation کا جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے مدعی اس میں رُل جاتا ہے، مر جاتا ہے لیکن investigation تبدیل نہیں کروا سکتا۔ یہ طریق کار ٹھیک نہیں ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں! جن کا نمبر ہے، جن کا میں نے نام پکارا ہے، ذرا ان کو بولنے کا موقع دیں۔ آپ جو بات کریں رولز کے مطابق بات کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ رانا صاحب سے علیحدگی میں مل لیں وہ آپ کو سمجھا دیں گے۔ جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

شیخوپورہ، نامعلوم افراد کی فائرنگ سے دربار اللہ رکھا کے مجاور کا قتل

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر!

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 08-6-10 کو تھانہ صدر شیخوپورہ کے علاقہ کوٹ رنجیت موٹر وے پل ملحقہ دربار اللہ رکھا میں نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے مجاور عبدالکریم کو قتل کر دیا؟

(ب) کیا متعلقہ تھانہ نے اس قتل کی ایف۔آئی۔آر درج کر لی ہے؟

(ج) کیا متعلقہ تھانہ کی پولیس نے مذکورہ قتل کے ملزمان کو گرفتار کر لیا ہے، اگر نہیں تو کب تک گرفتار کر لیا جائے گا؟ تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ، جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ دربار اللہ رکھا پر بیٹھے ہوئے ایک شخص کریم بخش ولد وریام سکنہ نارووال کو نامعلوم ملزمان نے فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔

(ب) یہ درست ہے کہ مقدمہ نمبر 491 مورخہ 2008-6-9 جرم 302,324 تھانہ صدر شیخوپورہ میں درج ہو چکا ہے۔

(ج) زیر نگرانی ایس۔پی انویسٹی گیشن، شیخوپورہ ملزمان کی تلاش جاری ہے۔ مشتبہ گان کو شامل تفتیش کیا جارہا ہے۔ جلد نامعلوم ملزمان کو trace کر کے مقدمہ کو حقائق پر یکسو کیا جائے گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھ سے پہلے محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ بھی Law & order کے بارے میں ہی Call Attention Notice پر بات کر رہی تھیں اور بڑی detail کے ساتھ انہوں نے بات کی تو میرا بھی concern یہ ہے کہ ضلع شیخوپورہ بد قسمتی سے جرائم کے حوالے سے اس کا crime rate اتنا زیادہ اور اتنا alarming حد تک زیادہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: سارے ضلع کی بات نہ کریں۔ criminals کی بات کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں criminal کی ہی بات کر رہی تھی اور میں نے یہی کہا کہ ضلع کے اندر crime rate بہت زیادہ بڑھ گیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ پولیس نے پچھلے پانچ سالوں کے اندر ضلع شیخوپورہ کو بالکل مجرموں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا تھا تو مجھے امید ہے کہ وزیر قانون صاحب نے assurance دے دی ہے کہ اس قتل کا بھی جلد از جلد سراغ لگا لیا جائے گا۔ شکریہ

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ مہر ارشاد احمد خان سیال صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ تشریف نہیں رکھتے، pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق مہر اشتیاق احمد صاحب کی ہے۔ جی، مہر صاحب!

ڈی۔ایم۔ایس میو ہسپتال (لاہور) کا معزز رکن اسمبلی سے ناروا سلوک

مہر اشتیاق احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے آج مورخہ 2۔ جولائی کو بوقت 45-11 دن کو مسٹر ظفر D.M.S میو ہسپتال کو ٹیلی فون کیا اور اس کے ساتھ مفاد عامہ کے حوالے سے چند اہم امور پر بات

کرنا چاہی تو موصوف D.M.S نے ٹیلی فون پر مجھے کہا کہ میں اس طرح کسی کی بات نہیں سنتا۔ میں نے کہا کہ فون پر آپ کو بتا چکا ہوں کہ میں ایم۔پی۔اے ہوں۔آپ بات سن لیں۔اس پر انہوں نے مزید تلخ لہجے میں کہا کہ میں کسی M.P.A کو نہیں جانتا اور نہ ہی عوامی مفاد کے معاملات حل کرنا میری ذمہ داری ہے اور اس نے پیخ کر فون بند کر دیا۔ میں نے دوبارہ متعدد مرتبہ وقفہ وقفہ سے فون پر بات کرنا چاہی تو موصوف آفیسر نے مجھ سے بات کرنے سے انکار کر دیا اور اس کا P.A یہ کہہ کر ٹرخا دیتا کہ صاحب مصروف ہیں۔ موصوف D.M.S کے اس رویہ کے باعث میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ موصوف آفیسر بد تمیزی کے ساتھ معزز رکن کے ساتھ پیش آیا اور فون سننے سے انکاری ہوا۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پہلے تو فون attend ہی نہیں ہوتا۔اگر فون مل جائے تو وہ کہتے ہیں کہ وہ صاحب میٹنگ میں ہیں یا مصروف ہیں۔ میں نے اپنے ساتھی کو کہا کہ آپ جاکر دفتر میں میری ان سے بات کروادیں۔ وہ کسی صورت بات کرنا ہی نہیں چاہتے تھے تو یہ لوگ کسی کا کام کیا کریں گے جب بات ہی کسی کی نہیں سننی لہذا میری یہ درخواست ہے کہ اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز رکن نے جو معاملہ اس تحریک کے ذریعے ایوان میں اٹھایا ہے تو موجودہ حکومت قطعی طور پر اس بات کو tolerate نہیں کرے گی کہ آفیسران نہ صرف یہ کہ وہ معزز ممبران کی بات سنیں بلکہ اس بات کو پوری اہمیت دیں اور لوگوں کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ان سے پوری پوری رہنمائی حاصل کریں۔ یہ واقعہ جو مہر اشتیاق صاحب نے ان سے فون پر بات کرنا چاہی اور جس طرح کا رویہ انہوں نے اپنایا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ مہر صاحب نے جو یہ کہا ہے اس پر یعنی believe نہ کرنے کی کوئی reason میرے پاس موجود ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ میں اس تحریک کو oppose نہیں کرتا۔ آپ اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: پہلے جو سپیشل کمیٹی بنی ہوئی ہے تو یہ معاملہ بھی اسی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ یہ تحریک محترمہ فائزہ ملک صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ!

گورنمنٹ ہائی سکول گلبرگ کینٹ (لاہور) سے ملحقہ سرکاری اراضی پر ناجائز قبضہ

محترمہ فائزہ احمد ملک: شکریہ ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ گلبرگ ہائی سکول لاہور کینٹ قیام پاکستان سے قبل کام کر رہا ہے۔ اس سکول اور کنٹونمنٹ بورڈ کی حدود کے تعین کے لئے ایک 18 انچ موٹی دیوار بنائی گئی تھی۔ دیوار سے مشرق کی جانب کنٹونمنٹ بورڈ کی اراضی ہے اور دیوار کے مغرب کی جانب حکومت پنجاب کی اراضی ہے۔ مغرب والی اراضی حکومت پنجاب کی طرف سے مختلف لوگوں کو الاٹ کی گئی ہے۔ اسی طرح گورنمنٹ گلبرگ ہائی سکول لاہور کینٹ کی اراضی بھی الاٹ شدہ ہے مگر ایک قبضہ گروپ جس کی سرپرستی ایک سابقہ ممبر قومی اسمبلی اور ڈسٹرکٹ نائب ناظم کر رہے ہیں، نے سکول اور کنٹونمنٹ کی دیوار کو توڑ کر تین کوٹھیاں بنا لیں۔ ہر دفعہ سکول کی انتظامیہ اور محکمہ تعلیم کے افسران نے متعلقہ ریونیو آفیسران کو مطلع کیا مگر انہوں نے اس قبضہ گروپ کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہ کی ہے بلکہ اس قبضہ گروپ نے علاقہ کے تھانہ کے ملازمین کو لالچ دے کر اپنے گروپ میں شامل کر لیا ہے۔ یہ قبضہ گروپ جب چاہتا ہے سکول میں آ جاتا ہے۔ لڑکوں اور ٹیچرز کو تنگ کرتا ہے۔ ان کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا جاتا۔ یہ قبضہ گروپ اس سکول کی مزید اراضی پر قبضہ کے لئے پر تول رہا ہے جس کی وجہ سے نہ صرف اس علاقہ کی عوام میں بلکہ صوبہ کی عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں معزز ممبر کا مشکور ہوں کہ یہ معاملہ اس ایوان اور حکومت کے نوٹس میں لائی ہیں۔ اس میں محکمہ کا جو جواب آیا ہے اس میں محترمہ نے جو بات کی ہے وہ درست معلوم ہوتی ہے۔ میں اس جواب کا operative

portion پڑھ دیتا ہوں کہ گورنمنٹ گلبرگ ہائی سکول خسرہ نمبر such & such رقبہ تعدادی 20 کنال موضع گورومانگٹ پر واقع ہے۔ موضع گورومانگٹ اور کنٹونمنٹ بورڈ کی حد فاصل قائم کرنے کی دیوار بنائی گئی تھی۔ 2004 کے دوران مسز زرقا حسن زوجہ سلیم حسن، اور ثمینہ ناز فاروق زوجہ فاروق امجد، یہ فاروق امجد غالباً سابق ایم۔این۔اے (ق) لیگ کے ہیں، یہ ان کا نام ہے، انہوں نے دیوار توڑ کر سکول کی سات مرلہ اراضی پر قبضہ کرتے ہوئے مکان تعمیر کر لیا۔ 4-10-2004 کو ڈسٹرکٹ آفیسرز (ریونیو)، ڈسٹرکٹ کلکٹر لاہور نے اس ناجائز تعمیر کو گرانے کے لئے احکامات جاری کئے جس پر ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر لاہور کینٹ مشینری وغیرہ لے کر کارروائی کے لئے پہنچا۔ موقع پر ضلعی ناظم، ضلعی نائب ناظم اور سابق رکن قومی اسمبلی فاروق امجد میر نے کارروائی نہ کرنے دی اور یہ جگہ خالی کرنے کے لئے دو دن کی مہلت طلب کی۔ مسز زرقا حسن وغیرہ نے جگہ خالی کرنے کی بجائے عدالت دیوانی میں دعویٰ دائر کر کے حکم امتناعی حاصل کیا یہ دعویٰ تاحال زیر سماعت ہے آئندہ تاریخ پیشی 15-7-2008 مقرر ہے۔ محکمہ تعلیم دعویٰ ہذا کی پیروی کر رہا ہے۔ حکم امتناعی خارج ہونے پر سکول کی اراضی بلاتاخیر واگزار کرانے کے لئے کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر! یہ یہاں تک تو درست ہے کہ یہ لوگ نائب ڈسٹرکٹ ناظم بھی ہیں اور یہ ممبر قومی اسمبلی بھی رہے ہیں اور یہ کرتے کیا رہے ہیں؟ یہ کس طرح سے سرکاری اراضی سکولوں کی دیواریں توڑ کر اپنے مکان بناتے رہے اور قبضے کرتے رہے ہیں۔ محکمہ تعلیم کی بات اس حد تک تو تسلیم کی جاسکتی ہے کہ انہوں نے دعویٰ دائر کر دیا اور اس کی پیروی کر رہے ہیں لیکن یہ ایک criminal offence تھا۔ کسی سرکاری ادارے کی اراضی کی دیوار توڑ کر قبضہ کرنا یہ صرف civil offence ہی نہیں ہے اور سول کورٹ کا ہی معاملہ نہیں ہے بلکہ یہ criminal offence ہے اور محکمے کو چاہیے تھا کہ اسی وقت ان لوگوں کے خلاف criminal proceeding initiate کرتا اور مقدمہ درج کرواتا۔ میں محترمہ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ میں اس بات کا نوٹس لوں گا اور حکومت اس بات کا نوٹس لے گی اور جو proceeding چل رہی ہے اور دعویٰ وغیرہ چل رہا ہے اس میں stay order خارج کروانے کے لئے بھی ہم معاملہ expressed کروائیں گے اور ان لوگوں کے خلاف criminal action کو بھی initiate within a few days کروائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں وزیر قانون کی مشکور ہوں کہ انہوں نے اس معاملے پر بہت توجہ دی لیکن میری ابھی یہاں یہی گزارش ہے کہ ایک جمہوری حکومت کا تسلسل اور مضبوطی تب ہی قائم رہ سکتی ہے جب ہم اس طرح کے معاملات پر بھی توجہ دیں گے۔ یہ ایک کیس ہے جو ہم نے یہاں پیش کیا ہے، میرے علم میں ابھی کافی ساری ایسی باتیں مزید آئی ہیں جن میں متعلقہ محکمے یا پولیس involve ہے تو میری خواہش بھی یہی ہو گی اور انشاء اللہ تعالیٰ مجھے امید بھی ہے کہ ہماری حکومت اس طرح کے قبضہ گروپوں کی سرکوبی بھی کرے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم آئندہ بھی اس طرح کا کوئی واقعہ نہیں ہونے دیں گے۔ میں نے اس میں خاص طور پر بچیوں کو تنگ کرنے کا ذکر کیا تھا۔ میں چاہوں گی کہ وزیر قانون وہاں پولیس کے افسران کو اگر ہدایت کر دیں کہ اس چیز پر نظر رکھیں اور آئندہ وہاں پر کوئی بھی ایسا واقع پیش نہ آئے تو میں اس کے لئے بھی ان کی بہت شکر گزار ہوں گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں وہاں پر جو متعلقہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر ہے اور جو اس ادارے کا سربراہ ہے میں ابھی محکمے کو ہدایت کروں گا کہ وہ ان کے خلاف criminal case رجسٹرڈ کرنے کے لئے proceed کریں اور اس سلسلے میں متعلقہ تھانے میں درخواست دیں اور اس پر کارروائی کروائیں۔ میں محترمہ سے بھی یہ کہوں گا کہ وہ بھی اس معاملے پر پوری نظر رکھیں، اگر وہ یہ سمجھیں کہ وہاں پر proper action نہیں ہو رہا تو وہ دوبارہ میرے نوٹس میں لائیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کی ہے، وہ میرے خیال میں تشریف نہیں رکھتیں لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک بھی محترمہ نسیم لودھی کی ہے چونکہ وہ تشریف نہیں رکھتیں اس کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی!

ایوان میں نعت رسول مقبول ﷺ پیش کرنے کے لئے قواعد انضباط کار میں ترمیم کا مطالبہ

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! نعت رسول مقبول ﷺ ایوان میں پڑھنے کا مسئلہ بہت اہم ہے۔ ہم اس کو لے کر آئے ہیں آپ شفقت فرمائیں، اس کو discuss کر لیں۔ ہمارا خیال ہے کہ یہ بہت ضروری ہے، اس پر بات کی جائے اور نعت پڑھانے کو باقاعدہ طور پر قانون کی شکل میں لے آئیں۔ میرے خیال میں یہ سب سے اہم بات ہے۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ ایجنڈے پر بھی ہے۔

جناب سپیکر: ہم اس وقت ایجنڈے کے مطابق چل رہے ہیں، اگر وہ آج ایجنڈے پر آ جائے گی تو well and good

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس کو out of turn بھی لیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ہمیں اس پر اتنا insist نہیں کرنا چاہیے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! حضور ﷺ کی شان میں نعت پڑھنے سے زیادہ اہم اور کیا مسئلہ ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر: میری بات سن لیں، کیا آپ میری بات سننا پسند کرتے ہیں؟ جو آپ out of turn والی بات فرما رہے ہیں مجھے ذرا اس بارے میں وزیر قانون سے پوچھنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے بھائی فرما رہے ہیں کہ حضور ﷺ کی نعت سے اہم مسئلہ اور کیا ہو سکتا ہے؟ اس سے اہم مسئلہ آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ ہو سکتا ہے اور آپ ﷺ کی حدیث ہو سکتی ہے اور جو انہوں نے اپنی زندگی میں جیسے فرمایا وہ ہو سکتا ہے۔ بات یہ ہے کہ اس معاملے پر ابھی legislation ہونی ہے اور اس میں ابھی rules amend ہونے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی یہ معاملہ تو ہو رہا ہے اور ہر اجلاس میں تلاوت قرآن پاک کے بعد نعت خوانی ہو رہی ہے اور آج بھی ہوئی ہے، اس سے پہلے اجلاس میں بھی ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں emergency والی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: Please اس کو آپ issue نہ بنائیں۔ براہ مہربانی ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔ جو ہم نے پہلے دن بات کر لی ہے وہ روایت انشاء اللہ قائم ہے اور اس کو کوئی خارج نہیں کر سکتا۔

ملک نوشیر خان لنگڑیال: جناب سپیکر! جب اس کو ایجنڈے پر رکھا ہوا ہے اس کو out of turn لے لیں۔ یہ ہم rules میں amend کرنے کے لئے put کر رہے ہیں، آپ ہاؤس سے رائے لے لیں، اگر ہاؤس نہیں چاہتا تو ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم اس پر بحث کریں؟

جناب سپیکر: کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو یہ نہ چاہے۔ آپ ایسی بات کیوں کرتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جو آج کا ایجنڈا ہے وہ سارا اہم ہے اور ہم اس کو لے رہے ہیں اور اس کو take up کر رہے ہیں اس میں کوئی ایسی بات تو ہے نہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: رانا صاحب! Suppose اگر وہاں تک باری نہیں پہنچتی پھر کیا کریں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انشاء اللہ اس تک باری ضرور پہنچے گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس چیز کو ہمارے بھائی rules amend کر کے لانا چاہتے ہیں وہ تو آ چکی ہے۔ ہم نے تو اس پر عملدرآمد شروع کر دیا ہے اب اس پر کوئی اعتراض والی بات نہیں ہے۔ انشاء اللہ یہ ختم نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس کو کوئی ختم کر سکتا ہے۔

ملک نوشیر خان لنگڑیال: جب یہ ایجنڈے پر آ چکی ہے تو اس پر رائے لینے میں کیا حرج ہے؟ چھوٹے چھوٹے کاموں کے لئے تو ہم وقت ضائع کر رہے ہیں اتنے بڑے کام کے لئے ہم وقت نہیں نکال سکتے؟ جب سے یہ اسمبلی وجود میں آئی ہے ہم کیا کر رہے ہیں، ہم نے کیا business کیا، ہم نے کیا rules بنائے ہیں اور کیا قانون سازی کی ہے، ہم نے کیا غریبوں کے لئے کیا ہے، جو وعدے کئے تھے وہ ہم نے پورے کئے ہیں؟ یہ اتنا بڑا کام ہے ہماری اس حکومت کو مفت میں credit مل رہا ہے۔

جناب سپیکر: اگر آپ صرف بولنا ہی مناسب سمجھتے ہیں تو پھر آپ کی مرضی ہے۔ میں نے جب آپ کو کہہ دیا ہے کہ اس کو کوئی بھی undo نہیں کر پائے گا چاہے وہاں تک ایجنڈا پہنچے یا نہ پہنچے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اس میں rules amend کرنے کی استدعا کی گئی ہے۔اگر وزیر قانون یہ سمجھتے ہیں کہ آج immediately اس پر رائے شماری نہیں ہونی چاہیے تو پھر اس پر کمیٹی بنانے کا ممبران کی طرف سے متفقہ مطالبہ جائز ہے اور آپ نے جو رولنگ دی ہے کہ اسے کوئی reverse نہیں کر پائے گا تو میں عرض کرتا ہوں کہ جب تک rules amend نہیں کئے جائیں گے تو پھر convention کو promote کیا جائے گا۔ہمیشہ سے اس ایوان کی یہ درخشاں روایت رہی ہے کہ اگر ہاؤس کی اکثریت rules amend کرنا چاہے تو کر سکتی ہے کیونکہ یہ کوئی آسمانی صحیفہ نہیں ہے بلکہ یہ ہمارے predecessors کے بنائے ہوئے rules ہیں جنھیں کسی بھی وقت amend کیا جا سکتا ہے۔لہذا میں استدعا کروں گا کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبت ہمارے لئے ایک بہت بڑا اعزاز ہے اس لئے ہم چاہیں گے کہ اس میں rules amend کر کے اس معزز ایوان کی for all time to come in future روایت بنا دی جائے۔شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میں تحریک التوائے کار پیش کرنا چاہتی ہوں۔

جناب اعجاز احمد خان: That issue be completed اس کے بعد محترمہ تحریک پیش کر لیں گی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ rules amend کرنے کا معاملہ ہے اور اس کے لئے ایک طریق کار طے ہے، اگر ہم اس سے ہٹ کر یہ سلسلہ شروع کریں گے تو پھر یہ اور معاملات میں بھی مثال بنے گا۔ابھی تحاریک التوائے کار کے ٹائم میں کوئی دس پندرہ منٹ رہتے ہیں اس کے بعد private member's business ہے، یہ معاملہ بھی اس میں ہے اور یہ آج ہی take up ہوگا۔(نعرہ ہائے تحسین)

تحاریک التوائے کار

(۔۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ اپنی تحریک التوائے کار پیش کریں۔

سلاٹر ہاؤس (لاہور) میں مردہ جانوروں کے گوشت کی فروخت

محترمہ زوبیہ رباب ملک: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" مورخہ 14۔ جون 2008 میں یہ خبر شائع ہوئی کہ "سلاٹر ہاؤس سے مردہ جانوروں کا گوشت فروخت کرنے کا انکشاف۔" تفصیل یوں ہے کہ لاہور سلاٹر ہاؤس مردہ جانوروں کا گوشت فروخت کر رہا ہے۔ ویٹرنری یونیورسٹی نے لیبارٹری میں ٹیسٹ کیا تو معلوم ہوا کہ لیبارٹری میں چودہ نمونے بھجوائے گئے تھے بیشتر کا گوشت مردہ ہے۔ یہ معاملہ اس قدر سنگین ہے کہ اس کا فوری حل ضروری ہے۔ اس سے لاہور کے شہریوں میں سخت بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! متعلقہ اتھارٹی کی طرف سے جو جواب موصول ہوا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ سلاٹر ہاؤس میں slaughtering کے لئے آنے والے جانوروں کو پڑتال و معائنہ کر کے سلاٹر ہاؤس میں داخل کیا جاتا ہے۔ چیکنگ کے لئے محکمہ لائیو سٹاک سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی طرف سے ویٹرنری آفیسرز تعینات ہیں جو غیر قانونی slaughtering کی روک تھام کے ذمہ دار ہیں۔ اس کے علاوہ ڈی۔ سی۔ او کی جانب سے غیر قانونی slaughtering کی روک تھام کے لئے سکواڈ بنائے گئے ہیں جو اکثر اوقات سلاٹر ہاؤس اور اس کے علاوہ غیر قانونی slaughtering کی روک تھام کے لئے کارروائی کرتے ہیں۔ عملہ ٹی۔ ایم۔ اے اقبال ٹاؤن ویٹرنری افسران سے پاس ہو کر slaughtering کے لئے سلاٹر ہاؤس میں داخل ہونے والے جانوروں پر منظور شدہ شیڈول کے مطابق slaughtering فیس وصول کرتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میں وزیر قانون کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: شاباش۔چونکہ اس تحریک التوائے کار کی محرک مطمئن ہیں لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ محترمہ اگلی تحریک التوائے کار بھی آپ کی طرف سے ہے اور تیسری بھی آپ ہی کی طرف سے ہے۔جی، محترمہ!

فاروق گنج مصری شاہ (لاہور) میں ڈاکوؤں کی فائرنگ سے لیبر ٹھیکیدار ہلاک

محترمہ زوبیہ رباب ملک: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''جنگ'' مورخہ 14۔جون2008 کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی کہ ''فاروق گنج میں مزاحمت پر ڈاکوؤں کی فائرنگ سے لیبر ٹھیکیدار ہلاک''۔ تفصیل یوں ہے کہ مصری شاہ کے علاقے فاروق گنج میں تین ڈاکوؤں نے لوہے کے گودام میں لیبر ٹھیکیدار کو مزاحمت کرنے پر فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ڈاکو فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ڈکیتی کی بڑھتی ہوئی وارداتوں کے باعث صوبائی دارالحکومت میں امن وعامہ مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے۔پولیس تماشائی بن کر رہ گئی ہے۔یہ صورتحال اسمبلی کی فوری دخل اندازی کی متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار ایک specific معاملے کے متعلق ہے اور ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا میری گزارش ہے کہ آپ اسے اگلے اجلاس تک کے لئے pending فرما دیں۔

اسامہ بلاک نشتر کالونی (لاہور) میں بچی کا اغواء برائے تاوان

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار pending کی جاتی ہے۔جی، محترمہ اگلی تحریک التوائے کار پیش کریں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے

کہ روزنامہ "جنگ" مورخہ 14۔جون 2008 کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی کہ "30 لاکھ تاوان کے لئے اغوا ہونے والی پانچ سالہ بچی کا سراغ نہ مل سکا۔" تفصیل یوں ہے کہ نشتر کالونی کے علاقہ اسامہ بلاک میں تین روز قبل اغواء ہونے والی بچی کا تاحال سراغ نہ مل سکا۔ معوی کے والد نے انوسٹی گیشن انچارج کو بلایا تو اغواء کنندگان سے جو deal چل رہی تھی وہ بھی بند ہو گئی اور بچی کا بھی کچھ پتا نہیں چلا۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! کوئی بھی ممبر دو سے زیادہ تحاریک پیش نہیں کر سکتا لیکن یہ بی بی کی تیسری تحریک ہے لہذا یہ ہاؤس میں پیش نہیں کی جا سکتی۔

جناب سپیکر: بی بی! ذرا آپ قواعد و ضوابط پڑھیں اس میں پابندی نہیں ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: لاہور شہر میں اغواء برائے تاوان کی بڑھتی ہوئی وارداتوں سے صوبائی دارالحکومت محفوظ نہ ہے۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ آپ اس تحریک التوائے کار کو کل تک کے لئے pending فرما دیں چونکہ ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی pending کی جاتی ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! یہ بہت اہم issue ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ جناب وزیر قانون فرما رہے ہیں کہ ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس لئے اس کو pending کر دیا گیا ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جی، شکریہ۔

جناب سپیکر: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

لاہور میں جعلی ہاؤسنگ سوسائٹیز کی بھر مار

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری : شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والی ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے ایک موقر اخبار مورخہ 26۔مئی 2008 کی خبر کے مطابق ”لاہور شہر اور اس کے گرد و نواح میں کھمبیوں کی طرح اگنے والی جعلی ہاؤسنگ سوسائٹیوں کے خلاف کارروائی کی جائے کیونکہ لاہور میں تقریباً 103 غیر منظور شدہ سوسائٹیاں کام کر رہی ہیں جنھوں نے ایل۔ڈی۔اے سے منظور شدہ نقشے کی خلاف ورزی کی ہے اور پارکس، سکول مسجد سڑک، قبرستان کی مخصوص جگہوں کو غیر قانونی طور پر فروخت کر دیا ہے اور سڑکوں کے لئے مختص زمین کو کم کر کے نقشے کی خلاف ورزی کی ہے اور یہ جعلی ہاؤسنگ سوسائٹیاں لوگوں کے ساتھ دھوکا اور فراڈ کر رہی ہیں اور ان کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہی ہیں اور لوگوں کو سوسائٹی میں ملنے والی سہولیات بھی فراہم نہیں کی جا رہیں۔معصوم عوام کو ان سوسائٹیوں کے مالکان کے ہتھکنڈوں سے بچایا جائے۔“ اس تمام صورتحال کے پیش نظر عوام میں حکومت کے خلاف شدید نفرت اور بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ معاملہ ہاؤسنگ سے متعلق ہے اور مجھے افسوس ہے کہ یہ تحریک التوائے کار 16۔جون کو داخل کی گئی ہے لیکن محکمے نے ابھی تک اس کا جواب نہیں بھیجا میں آپ سے بھی گزارش کروں گا اور خود بھی اس بات کو یقینی بناؤں گا اور متعلقہ محکموں سے اس بات کا notice لیں گے کہ دوبارہ اس قسم کی کوتاہی نہ کی جائے۔چونکہ ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا میری گزارش ہے کہ اس تحریک کو کل تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب! ایک تو گزارش یہ ہے کہ تمام محکمہ جات کو ہدایت فرمائیں کہ جو سوالات یہاں سے جاتے ہیں ان کے جوابات اگر specified time میں نہ آئیں گے تو ان کے خلاف ایکشن لیا جائے گا تو سر دست یہ تحریک pending کرتے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ ایک public interest کا issue ہے اور عظمیٰ بخاری صاحبہ نے بڑی مہربانی کی ہے کہ وہ اس پر تحریک التوائے کار لائی ہیں لیکن اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اجلاس کے بارے میں یہ ہے کہ it is likely to be adjourned for unlimited time. اگر اس پر کمیٹی بنا دی جائے تو اس سے بہتر out put مل سکتی ہے۔ یہ لاہور کے suburbs میں ایسا issue ہے کہ جس پر نوٹس لینا بہت ضروری ہے۔ I would be grateful.

جناب سپیکر: ایک بات جس پر سپیکر کی طرف سے ruling آ جائے میرے خیال میں آپ کو دوبارہ اس پر بات نہیں کرنی چاہیے۔ آپ اس معزز ہاؤس کے ممبر ہیں اور ماشاء اللہ ایڈووکیٹ بھی ہیں، پڑھے لکھے بھی ہیں اس سے زیادہ میں اور کیا کہہ سکتا ہوں؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! I was about to point out لیکن آپ نے immediately ruling دے دی۔

جناب سپیکر: یہ آپ کو اسی وقت point out کرنا چاہیے تھا۔ جب ruling آ چکی تو اس کے بعد آپ بولے ہیں۔ Sorry for this.

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! تحریک التوائے کار کے اندر جو time out ہوا ہے۔ پندرہ بیس منٹ جو دوسرے معزز ممبران نے نعت کے مسئلہ پر لئے ہیں اور میں اس ایوان کے notice میں بنک آف پنجاب کا معاملہ لانا چاہتا ہوں۔ یہ ایک اہم معاملہ ہے اور اسی طرح یہ ہاؤس اگر adjourn ہو گیا تو یہ رہ جائے گا۔ یہ اتنا اہم معاملہ ہے کہ میں اس ایوان کی توجہ بھی چاہتا ہوں اور آپ کی توجہ بھی چاہتا ہوں کہ بنک آف پنجاب کے معاملات میں ہو کیا رہا ہے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ جو time out ہوا ہے کم از کم آپ اتنا time extend کر دیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، ابھی شاید آپ کی باری آ جائے میں کہہ نہیں سکتا۔ ابھی میں کارروائی کو آگے لے کر چل رہا ہوں۔ محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کی ایک اور تحریک ہے چونکہ وہ موجود نہیں ہیں اس لئے ہم اس کو dispose of کرتے ہیں۔ آگے طاہر احمد سندھو صاحب کی تحریک ہے۔

ملک نوشیر خان لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مہر اعجاز احمد اچلانہ کو بات کر لینے دیں۔ ان کی بات سنیں۔

MEHR IJAZ AHMAD ACHLANA: Mr. Speaker! Thank you very much.

جناب سپیکر: یہ آپ مجھے dictate کروا رہے ہیں؟ kindly آپ مجھے بتائیں کہ یہ مجھے address کر رہے ہیں یا آپ کو کر رہے ہیں؟ Gentleman! Be careful in future.

مہر اعجاز احمد اچلانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ہمارے معزز رکن پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی، فرمائیں!

مہر اعجاز احمد اچلانہ: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے فرمایا ہے کہ نعت کے مسئلے میں انہوں نے Time waste کیا ہے۔

جناب سپیکر: اس بات کو بار بار کیوں چھیڑ رہے ہیں؟ جو بات ایک دفعہ ہو گئی ہے اس کو کیوں دہرا رہے ہیں؟

مہر اعجاز احمد اچلانہ: جناب سپیکر! یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ دونوں تشریف رکھیں۔ میں نے سندھو صاحب کو floor دیا ہے۔ میری درخواست سنیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے time out کا لفظ استعمال کیا ہے، میں نے time waste نہیں کہا۔ آپ ریکارڈ چیک کروالیں۔ انھوں نے مجھ پر بہت بڑا الزام لگایا ہے۔ اس معزز ممبر کو time out اور time waste کا فرق معلوم نہیں ہے۔ میں نے تو time waste کا لفظ استعمال ہی نہیں کیا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں نے floor سندھو صاحب کو دیا ہے۔ پلیز، آپ تشریف رکھیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ شیخ علاؤالدین صاحب کوئی ایسی بات نہیں کر سکتے اور نہ ان کا کوئی ایسا ارادہ ہے۔ جی، سندھو صاحب! Please carry on. آپ اپنی تحریک التوائے کار نمبر 293 پیش کریں۔

شوگر ملز مالکان کے گنے کے کاشتکاروں پر مظالم

MR. TAHIR AHMED SINDHU: I move that the business of the House be ajjourned to discuss a matter of urgent and important nature. That matter is that the farmers in the previous sugarcane crushing season have to go through the pain, agony and sufferings of corruption and misuse of powers on the part of the sugar mills owners. The farmers had to bear the brunt of under weighing of sugarcan, arbitrary deductions on the pretext of less content of sugar level in the sugarcane and the non-payment of the price of sugarcane to the farmers. The farmers are constrained to hover arough from post to pillar in utter helplessness. There is a lot of restlessness and resentment amongst the general public and the farmers believe that they are not being dealth with justice and are going to be deprived of their lawful and vested rights by the sugar mills owners. This state of affairs is playing havoc with the right of the general public especially the farmers. That the penality clauses are not being invoked invaribaly rather there is a routine not to impose penality for the default of the sugar mills owners which lends encouragement to the sugar mills owners and they do not care of the rights of the public and deal with them capriciously on their own whims and wishes. The situation is worst especially in districts of Sargodha and Mandi Bahauddin. This Important matter may be discussed in the Assembly. It is, therefore, requested that discussion on my adjournment motion be allowed declaring the same in Order. Thank you very much your honour.[***********]

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! معزز رکن آپ سے پوچھے بغیر، آپ کی اجازت لئے بغیر کوئی دوسری تحریک کیسے پڑھ سکتے ہیں، کوئی motion کیسے move کر سکتے ہیں؟ یہ کس کی اجازت سے، کس Rule کے تحت اور کیا پڑھ رہے ہیں؟

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 955 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

MR. TAHIR AHMED SINDHU: [******************]

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: یہ رولز کی violation کر رہے ہیں۔انھوں نے آپ سے پوچھا نہیں۔ ہاؤس سے اجازت نہیں لی۔

MR. TAHIR AHMED SINDHU: Mr. Speaker! [********]

جناب سپیکر: آپ کو Adjournment Motion پڑھنے کے لئے کہا تھا،آپ آگے کیا کر رہے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ایہہ دالگا گیا اے۔

جناب سپیکر: نہیں، دانہیں لگن دیاں گے فکر نہ کرو۔

MR. TAHIR AHMED SINDHU: [******************]

جناب سپیکر: جہاں تک ان کی Adjournment Motion کا تعلق ہے تو اس کو قائم رہنے دیں گے۔باقی کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

جناب سپیکر: اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر درج ذیل کارروائی ہے:۔

1۔ مسودات قانون جو پیش کئے جائیں گے۔

2۔ مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں۔

3۔ متفرق تحاریک۔

جناب طاہر احمد سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میری تحریک کے بعد والا حصہ تو آپ نے delete کروادیا ہے لیکن میری تحریک کے بارے میں تو کچھ فرمادیں۔اس کا جواب تو وزیر قانون کو دینے دیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میں ایجنڈے پر آگے جا رہا ہوں تو وہ پوچھ رہے ہیں کہ اس کا جواب آپ کے پاس آگیا ہے یا نہیں؟

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):اس کا جواب میرے پاس موجود ہے یہ agricultureسے متعلقہ ہے اورAgriculture Ministerبھی یہاں پر موجود ہیں تو اس issueکو میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ مناسب طریقے سے حل کر لیا جائے کیونکہ یہ farmersکی paymentکا مسئلہ ہے ۔ یہ بہتر طریقے سے resolveہو جائے گا اگر محترم جو اس Adjournment Motionکے moverہیں وہAgriculture Ministerصاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں تو میں بھی ان کی مدد کر دوں گااور اس issueکوresolveکر دیں گے اس کا جو جواب ہے اس کا تھوڑا سا حصہ میں پڑھ دیتا ہوں، اس سے یہ بات واضح ہو جائے گی۔

Office of Sugarcane Commissioner is trying utmost to address the issue of outstanding payments to the growers by the convening meeting with the sugar mills and the representatives of sugarcane growers. There are four sugar mills in Sargodha District and two sugar mills in Mandi Bah-ud-din district. Office of the Sugarcane Commissioner received only four complaints regarding non-payments of the sugarcane dues concerning National Sugar Mills Sargodha. Legal notices were issued to the concern sugar mills. The farmers, however, without waiting for the results of legal proceedings initiated by the Cane Commissioner Punjab preferred filing writ petition in the Lahore High Court, Lahore which is pending for their adjudicative decision.

تو اس میں یہ ہے کہ farmers ہائی کورٹ میں چلے گئے ہیں دوسری طرف cane commissioner نے initiate proceedingsکی ہیں تو میرا خیال ہے کہ اگر اس طرح کی ایکmeetingہو جائے تو یہ معاملہ بہتر طور پرresolveہو جائے گا۔

جناب سپیکر: آپ private meeting کر لیں کیونکہ sub-judice matter کو discuss کرنا مناسب نہیں لگتا۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب والا! پھر میری تحریک کو آپ pending کر دیں۔

جناب سپیکر: چلیں اس کو pending کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں relevancy جو ہے وہ Agriculture Minister کے ساتھ ساتھ Food Minister کی بھی ہے تو یہ دونوں Ministers اس میں شامل ہوں گے۔ اس پر ایک meeting کر کے اس مسئلے کو resolve کر لیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ وزیر خوراک بھی اس میں شامل ہوں گے۔

محترمہ آمنہ بٹر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آمنہ بٹر صاحبہ!

MRS AMNA BUTTAR: Thank you Mr. Speaker!

میں یہ کہنا چاہوں گی کہ معزز رکن نے جس طرح bluntly ہاؤس کے rules کو ignore کیا ہے۔ ہم بار بار قواعد و ضوابط کی بات کرتے ہیں اور Law and Order کی بات کرتے ہیں اور پھر ہم اسی law and order کو خود ignore کرتے ہیں۔ ہم عوام کو کیا پیغام دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جہاں تک ان کی بات قواعد و ضوابط کے مطابق ہے اس حد تک ہی رہے گا اس کے بعد delete ہو جائے گا۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997
میں ترمیم کی اجازت کی تحریک

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Notice of Motion to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997 under rule 244-A of the said Rules.

جی، طاہر محمود ہندلی صاحب!

جناب طاہر محمود ہندلی: جناب سپیکر میں قواعد انضباط کار میں ترمیم کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قواعد 132 اور 115 کو معطل کر کے رولز ہذا میں ترمیم کی تحریک پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قواعد 132 اور 115 کو معطل کر کے رولز ہذا میں ترمیم کی تحریک پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قواعد 132 اور 115 کو معطل کر کے رولز ہذا میں ترمیم کی تحریک پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جناب طاہر محمود ہندلی کی طرف سے قواعد کو معطل کر کے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں ترمیم کی تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہی گئی ہے کوئی اس سے اختلاف تو نہیں کرتا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پہلے وہ rules کو amend کرنے کی تحریک تو پیش کریں۔ اس کے بعد اجازت دے دیں۔

قواعد انضباط کار صوبائی پنجاب 1997 کے قاعدہ 24 کے ذیلی قاعدہ 3 میں ترمیم کی تحریک

جناب سپیکر: ایجنڈے کی ترتیب سے ہم نے اجازت دے دی ہے۔

Now we take up the motion to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997. Mr.Tahir Mehmood Hundali has given notice of motion to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997.

The proposed amendment is as under:

> That for sub rule (3) of rule 24 of the rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997.The following may be substituted:–
>
> "(3) A sitting of the Assembly shall commence with recitation from the Holy Quran followed by Urdu translation, after which a Naat in praise of the Holy Prophet (PBUH) may also be recited."

Mr.Tahir Mehmood Hundali may move the motion for leave of the Assembly.

طاہر محمود ہندلی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا کہ میں تحریک نعت رسول مقبول ﷺ پیش کر سکوں۔ میں ہاؤس کے

سامنے تلاوت قرآن پاک کے بعد نعت رسولِ مقبول ﷺ پڑھنے کے لئے جناب کے پاس تحریک پیش کرتا ہوں اور میری استدعا ہے کہ اسے پاس کر کے اس کے متعلق باقاعدہ ruling دی جائے تاکہ تلاوت کلامِ پاک کے بعد نعت رسول ﷺ ہمیشہ کے لئے ہاؤس میں پڑھی جائے۔

That for sub rule (3) of rule 24 of the rules of the Procedure of Provincial Assembly of the Punjab, 1997.The following may be substituted:-

> "(3) A sitting of the Assembly shall commence with recitation from the Holy Quran followed by Urdu translation, after which a Naat in praise of the Holy Prophet (P.B.U.H) may also be recited."

MR. SPEKAER: The motion is moved and the question is that have be granted to proposed amendment to Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab,1997.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں اس کو oppose نہیں کرتا اس کو آپ کمیٹی کو refer کر دیں اس کے بعد جو رپورٹ آئے گی۔۔۔

ملک نوشیر خان لنگڑیاں: جناب والا! اللہ اور اس کے رسول کے واسطے ہماری حکومت کو بھی یہ credit جانے دیں کہ ہم نے نعت رسول مقبول ﷺ شروع کروائی تھی۔ اس سے پہلے اسمبلی میں کوئی جرأت نہیں کر سکا۔ کیا یہ کمیٹی والا معاملہ ہے؟ کمیٹی میں تو وہ معاملہ جاتا ہے۔ جہاں کوئی سوچنے والی بات ہو۔

جناب سپیکر: دیکھیں! آپ خود کچھ خیال کریں۔ آپ کی بات مناسب نہیں ہے۔ ابھی rules میں amendment ہوئی ہے۔ (قطع کلامیاں)

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب والا! آپ اس کو ایوان سے منظور کروائیں ورنہ سارا House walkout کرے گا۔آپ کو اس پر رولنگ دینی چاہئے اور ابھی دینی چاہئے۔اس میں ہمیں کسی صورت میں التواء گوارا ہی نہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں۔میری ہمدردیاں مکمل طور پر آپ کے ساتھ ہیں۔میں لاء منسٹر صاحب سے خصوصی طور پر request کروں گا کہ یہ بڑا touchy معاملہ ہے لہذا آپ مہربانی فرمائیں اور میرا خیال ہے کہ مجھے اس کی اجازت دے دینی چاہیے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ میرے بھائی تشریف رکھیں اور میری بات سن لیں اگر اس کے بعد بھی ان کا یہی مطالبہ ہے تو پھر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔بات یہ ہے کہ میرے بھائی یہ چاہتے ہیں کہ اجلاس کی sitting سے پہلے قرآن پاک کی تلاوت ہو، اردو ترجمہ ہو اور اس کے بعد نعت پاک پڑھی جائے۔اب اس میں یہ ہے کہ اس میں اگر تو کوئی رکاوٹ ہو۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت مزید پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پھر تو اس قسم کی urgency یا اس قسم کا جذباتی پن سمجھ آتا ہے۔آخر اس نے rules کا حصہ بننا ہے اس کی proper drafting اور proper wording کے لئے اس کا کمیٹی میں جانا ضروری ہے۔ہم تو اس کو oppose ہی نہیں کر رہے۔آپ نے بعد میں بھی rules کو amend کرنا ہے تو یہ اس کے لئے ایک proper form, ہو جائے گی proper drafting and proper wording اور آپ جو نیکی اور ثواب چاہتے ہیں وہ تو already ہو رہا ہے اس میں تو کوئی رکاوٹ ہی نہیں ہے۔

ملک نوشیر خان لنگڑیال: جناب سپیکر! جب ہاؤس پاس کر دے گا تو اس کے بعد proper طریقے سے یہ سب کچھ ہو جائے گا۔مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ یہ ایک ایسا نیک کام ہے اس میں جان بوجھ کر۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت! آپ کی کوئی مخالفت نہیں کر رہا۔آپ بلاوجہ اس کو مخالفت کی طرف لے جا رہے ہیں۔(قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں اپنے بھائی کو اس بات کی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ اگر کل اجلاس ہوتا ہے یا اس کے بعد جب بھی اجلاس ہوتا ہے اس اجلاس میں نعت پاک بھی پڑھی

جائے گی اور کمیٹی اس کی نوک پلک ٹھیک کر کے یہ رپورٹ بھی پیش کر دے گی۔ اس میں قطعی طور پر کوئی delay نہیں ہو گی، کوئی رکاوٹ نہیں ہے بلکہ آپ یہ سمجھیں ہم تو آپ کی بات کو اس سے پہلے تسلیم کر چکے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو اس قسم کی haziness کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: یہ تمام حضرات بولنا چاہتے ہیں یا ایک بولنا چاہتے ہیں۔ میرے خیال میں اعجاز صاحب کی بات سن لی جائے۔ میں نے انہیں پہلے دیکھ لیا تھا میں آپ کی بات بھی سنتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں، میں ان کی بات سن لوں، پھر آپ کی بھی سنتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! جناب لاء منسٹر نے ابھی جو کہا ہے کہ اس کی drafting ہوئی ہے، جب آپ rules amend فرما دیتے ہیں تو روایت یہی ہے کہ اس کے بعد ریکارڈ کا حصہ بنتے ہیں تو میرا انہیں خیال ہے کہ یہ for the adjournment this is a possible ground اور instead of keeping the matter in postponement we would humbly request to dispose it at the moment.

MR. SPEAKER: I should do it gratefully.

MR. IJAZ AHMAD KHAN: Very right sir. Thank you very much.

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! میں آپ کی شکرگزار ہوں کہ آپ نے opportunity provide کی۔ نبی پاک ﷺ عالی مرتبت جن پر پوری کائنات قربان ہے۔

(اذان مغرب)

جناب سپیکر: میں اس matter کو کمیٹی کی طرف for report refer کر رہا ہوں اگر آپ ایسی بات کرنا چاہتے ہیں۔ ٹھیک ہے، ٹھیک ہے، آپ کرتے رہیں۔ ہم غلط نہیں کر رہے۔ ہم نے اجازت دی ہوئی ہے۔ آپ زیادتی کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

جناب سپیکر: اب میں جناب گورنر کے آرڈرز پڑھتا ہوں۔

No.PAP-Legis-1(36)/2008/1165.3rd July 2008. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> "In exercise of the powers conferred by Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Salmaan Taseer**, Governor of the Punjab hereby prorogue the session of the Provincial Assembly w.e.f. July 3, 2008 on the conclusion of the sitting of the Assembly on that day.

Dated Lahore, the 3rd July 2008

SALMAAN TASEER
GOVERNOR OF THE PUNJAB"